مہرال

تحریر :ثانیہ ممتاز

آئینے کے سامنے کھڑی وہ اپنی ہیزل آنکھوں کے گرد مہارت سے کنسیلر لگانے میں مصروف تھی .ایسا نہیں تھا کے وہ میک اپ خوبصورت ہونے کیلئے کرتی تھی ,خوبصورت تو وہ بلا کی تھی ,میک اپ کا سہارا تو اسے ان نشانات کو چھپانے کیلئے لینا پڑتا تھا جو اسے اس کا قصور نہ ہونے کے باوجود سہنا پڑتے تھے .

اپنی تیاری مکمل کر کے اب وہ خود کو فرصت سے آئینے میں دیکھ رہی تھی .کالے رنگ کی جینز پر مسٹرڈ ٹاپ ,جس کے بازوؤں پر کالے ہی رنگ میں ایمبرائیڈری کی ہوئی تھی .گلے میں پرنٹڈ کالا اسکارف لپیٹ رکھا تھا جس کے دونوں پہلو آگے کر رکھے تھے .بالوں کو سادگی سے ہمیشہ کی طرح کمر پہ گرا رکھا تھا جو اسکی خوبصورتی میں اضافہ کرتے تھے .آنکھوں پر صرف مسکارا اور چہرے پر بیس کی ایک لیئر کے ساتھ پیچ لِپ کلر لگا رکھا تھا .

"شاباش جانی ,کسی اینگل سے بھی پتا نہیں چل رہا کہ تم نے کل رات ڈِنر کی جگہ مار کھائی ہے .گڈ جاب "!آئینے میں اسکو بیڈ کے کنارے پر بیٹھی وہ لڑکی نظر آئی جو بالکل اس کے جیسی لگتی تھی .اس کو مسکراہٹ پاس کرتی وہ کندھے پر بیگ ڈالتی ہوئی باہر نکل گئی تھی .

ڈائیننگ ٹیبل پر بیٹھ کر اس نے کسی پر بھی نظر نہیں ڈالی تھی .مگر پھر بھی اسکا لاشعور بتا رہا تھا کے سامنے بیٹھا سمیر اپنی برابر کی نشست پر بیٹھی ہوئی مہک کیساتھ مل کر اسکی ہنسی اڑا رہا ہے .ہمیشہ سے ایسا ہوتا آیا تھا مگر وہ اسکی عادی ہی نہیں ہو پا رہی تھی ,ابھی بھی اسے اسکی بے عزتی محسوس ہوتی تھی .

"اہمم " !گلا کھنکھارتے ہوئے اس نے بات کا آغاز کیا" وہ ...مجھے امریکن یونیورسٹی سے اسکالرشپ آفر ہو رہی ہے ,آج لاسٹ ڈیٹ ہے ,میں کافی دنوں سے اجازت لینا چاہتی تھی لیکن آپ" ...

"نہیں " !فورک سے آملیٹ منہ میں ڈالتے اسکے" سوتیلے باپ "کی طرف سے آواز آئی تھی .

"سوری؟ "وہ ابرو اچکاتی ہوئی ایسے پوچھنے لگی گویا اسکی سماعت کام نہ کر رہی ہو .

"ایک دفعہ سنائی نہیں دیا؟ اجازت ...نہیں ...ہے " !!!آخری الفاظ میں وہ غرا کے بولا تھا جنہوں نے اسے گنگ کر دیا تھا .اس نے محض جوس کا گلاس پینے پر اکتفا کیا اور بیگ اٹھا کر یونیورسٹی کیلئے نکل گئی .اپنے آپ کو رونے سے اس نے بمشکل روکا ہوا تھا ,کے اگر وہ رو دے گی تو اسکا مسکارا پھیل جائے گا .

"اپ سیٹ ہو؟ "وہ کار ڈرائیو کر رہی تھی جب اسکے جیسی دکھنے والی لڑکی پیسنجر سیٹ پر نمودار ہو گئی .اسکا یہ کہنا ہی تھا کے ایک آنسو ٹوٹ کے اسکی گال پر لڑھک گیا" .جانتی ہو اس بھیڑیئے نے کیوں کیا ہے ایسا؟ کیونکہ وہ نہیں چاہتا کے میں اسکے بچوں سے آگے نکل جاؤں یا اسکے پھینکے ہوئے ٹکڑوں کو چھوڑ کر اپنی عزتِ نفس پر جیئوں " .اب آنسو اسکی آنکھوں سے زاروقطار بہنے لگے تھے .اس سے پہلے کے اسکی ہمدرد کچھ کہتی گاڑی پارکنگ لاٹ میں رک چکی تھی .گاڑی روک کر وہ مِرر میں دیکھ کر اپنا میک اپ سیٹ کرنے لگی تھی جس کو مسکارے نے خراب کر دیا تھا .

آج اسکی پریزنٹیشن تھی اور بدقسمتی سے اسکا گروپ ممبر جبرئیل تھا .ان دونوں میں شروع دن سے ہی انڈیا اور پاکستان والی جنگ چلتی آ رہی تھی .اِسکو وہ اسلیئے پسند نہیں تھا کیونکہ یہ بھی اُسکو پسند نہیں تھی .

"مِس مہرال !پی پی ٹی آپ کے لیپ ٹاپ سے چلائی جائے گی ,اپنا لیپ ٹاپ ریڈی رکھیں . "اسکے پیچھے سے آتے ہوئے جبرئیل نے اسے پکارا تھا اور' آپ 'کی جمع تعظیم محض اس لئے دی گئی تھی کے اسکے سامنے پروفیسر فہمینہ احمد کھڑی تھیں اور پوری یونیورسٹی میں وہ پروفیسر

فیمینسٹ کے نام سے جانی جاتی تھیں .اور ان سے پنگا لے کر وہ آخری سال میں اپنا ریکارڈ خراب نہیں کروانا چاہتا تھا .

"یہ کس طرح سے پکار رہے ہیں آپ ایک لیڈی کو مسٹر جبرئیل .آپ یونیورسٹی لیول پر آ کر ابھی تک اتنا بھی نہیں سیکھ سکے کے کسی کو مخاطب کرنے سے پہلے ان سے انکی اجازت مانگی جائے؟ ایتھکس کہاں ہیں آپ کے؟ "بالوں کو ڈائی کر کے باب کٹ کروا رکھا تھا اور ابرو تو اتنی پتلی تھی گویا پنسل سے لائن کھینچی ہو .پروفیسر کی بے وجہ بے عزتی پر جبرئیل کا شدت سے دل چاہا کے وہ زور سے پھونک مارے اور پروفیسر کے سارے ابرو اُڑ جائیں یا ربڑ لے کر ایک ہی دفعہ وہ ابرو مٹا دے .

"سوری میم " !غصے پر بے تحاشا قابو پاتے ہوئے اس نے سانس خارج کی اور بمشکل سوری بولا .اسے ایسے دیکھ کر مہرال کے دل میں سکون کی ایک لہر اٹھی اور چہرہ کِھل اٹھا .

"بی کیئرفل نیکسٹ ٹائم " !کہہ کر وہ چلی گئی .اور مہرال کے خوبصورت تراش والے ہونٹوں کو ایک تپا دینے والی مسکراہٹ نے چھولیا .

"زیادہ خوش ہونے کی ضرورت نہیں ہے ,لیپ ٹاپ ریڈی رکھو ,پندرہ منٹ میں ہم پریزینٹ کر رہے ہیں ".اسکی خوبصورت آنکھوں کو نظر انداز کرنے کی کوشش کرتا ہوا وہ واپس مڑ گیا .

بلیو جینز پر وائٹ ٹی اور اسکن براؤن بلیزرز میں بال اوپر کی طرف بلو ڈرائی کئے ہوئے تھے جو کے تقریباً دو انچ تک جاتے تھے .اونچی مغرور ناک لئے جب وہ اپنی شہد رنگ کی آنکھوں کو حرکت دیتے ہوئے پریزینٹ کر رہا تھا, تو وہ اسے کہیں سے بھی گنوار نہ لگا تھا .
ایسا لگ رہا تھا کے جبرئیل کا یہ گنوار والا روپ خاص مہرال کیلئے ہی ہوتا ہے .بالکل ویسے جیسے باقی سب نے بھی اپنی اپنی ایک ایک سائیڈ مہرال کیلئے مختص کر رکھی تھی .
اب وہ اپنی جگہ سے جا رہا تھا ,اسکا مطلب تھا کے وہ پرزینٹ کر چکا ہے" .ڈیم اٹ !اس گنوار کو میں اتنی اہمیت کب سے دینے لگی " !اپنی جگہ سے اٹھ کر اب وہ پریزینٹ کرنے آگئی تھی ,اور نہایت کانفیڈینس سے پریزینٹ کرنے لگی تھی جبکہ جبرئیل کی نظریں شدت سے وہ اپنے چہرے پر محسوس کر رہی تھی.
"گنوار " !دل میں سوچتے ہوئے وہ پریزینٹ بھی کر رہی تھی .

انکی پریزینٹیشن بہت اچھی رہی تھی ,ہاں وہ ایک بہت اچھی اسپیکر تھی ,لیکن صرف تب تک جب تک وہ بھیڑیئے کے سامنے پیش نہ کی جاتی .

"مہرال؟ ہم تمہارے لیپ ٹاپ سے ہی پریزینٹ کر لیں؟ میرا لیپ ٹاپ بہت سلو چل رہا ہے .اور اس سے خراب امپریشن رہے گا یو نو ".یہ علی بیگ تھا ,مہرال اور جبرئیل میں اگر مقابلہ بازی نہ چل رہی ہوتی تو بالضرور یہی ٹاپر ہوتا .بیچارہ!

"ہاں شیور !نو بِگی)کوئی مسئلہ نہیں " !(عادت سے مجبور مہرال جو کسی کی مدد کیلئے انکار نہیں کرتی اور مصیبتوں کو دعوت دیتی ہے ,نے فوراً ہاں کر دی .

"آنکھوں سے ہی دیکھ کے جلانے کا ارادہ تھا؟ چچ !میں زندہ ہوں " .اس پر طنز کرتی ہوئی وہ اسی کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھ گئی " .

انتہائی کھا جانے والی نگاہوں سے وہ اسے دیکھنے لگا" .دیکھ رہا تھا کے اب سے تمہیں جنگلی نہیں بہروپیہ کہا کروں گا" .

"سائلینس اِن دی کلاس " !پروفیسر جاوید نے تنبیہی نگاہوں سے دونوں کو وارننگ دی .

"کیونکہ دوسروں کے سامنے تم انتہائی تہزیب یافتہ ہونے کی ایکٹنگ کرنے لگتی ہو ".اپنی بات پھر بھی ہلکی آواز میں جاری رکھتے ہوئے وہ اپنی چیئر پر پیچھے کو ہو کہ بیٹھ گیا تھا .

"تہزیب کا تو لفظ ہی تمہارے منہ سے غیر تہزیب یافتہ لگتا ہے ,بہتر ہے کے تہزیب جا کر برش کر آئے .کیونکہ اوہ !تم تو برش بھی نہیں کرتے ہو گے ,گنوار " !آخری لفظ اس نے ذرا سا اونچا کہا تھا .

"تہزیب !مہرال کہہ رہی ہے کہ تہزیب کو برش کرنے کی ضرورت ہے ,اور اس نے گنوار بھی کہا ہے " .پیچھے بیٹھی تہزیب سے مخاطب ہو کر جبرئیل اسے سنجیدگی سے ادھورا سچ بتانے لگا .

"لاسٹ وارننگ فار یو گائز " !اب کی بار پروفیسر نے تھوڑے غصیلے انداز میں کہا تھا .

"یہ جھوٹ بول رہا ہے " .ہڑبڑاہٹ میں مہرال غصے سے جبرئیل کو دیکھنے لگی جو کے کافی محظوظ نظر آتا تھا .

"کیوں؟ کیا تم نے نہیں کہے یہ الفاظ؟ "ابرو اچکاتا ہوا وہ الفاظ سے کھیل گیا تھا اور مہرال کا دل چاہا وہ اینٹ مار کر اسکا سر پھاڑ دے" .ہاں مگر تہزیب میرا وہ مطلب نہیں تھا چپ ہو جاؤ " .وہ معصوم لڑکی جو نروس ہو کر ان دونوں کو دیکھ رہی تھی اب رونے لگی تھی .

"گیٹ آوٹ !چلے جاؤ تم دونوں کلاس سے باہر" .

"لیکن سر " !مہرال نے کہنا چاہا تھا .

"آوٹ رائٹ ناؤ" !گلا پھاڑتے ہوئے جب انہوں نے کہا تو دونوں نے اپنے اپنے بیگز کندھوں پر ڈال کر فوراً سے باہر کا رخ کیا.

"تمہاری وجہ سے ہوا ہے یہ سب گنوار انسان ,اگر تم اپنی بکواس تھوڑی دیر کیلئے بند"..

"تمیز سے بات کرو ,نکال دی گئی ہو تو اسکا مطلب یہ نہیں کے مجھ پر الزام دو گی". غراتا ہوا وہ ایک قدم آگے بڑھا تھا.

"تمیز کی بات تمہارے منہ سے انتہائی بد تمیز لگتی ہے ,اور سارا نزلہ مجھ پر نہ گراؤ ,جاہلوں کی طرح تم ہی بات ختم نہیں ہونے دے رہے تھے".ایک قدم بڑھا کر اب وہ بھی آگے آئی تھی.

"یو نو واٹ؟ تم سے بات کرنا بالکل فضول ہے". اب وہ قدم پیچھے ہٹاتا ہوا مڑ کر جانے لگا تھا.

"فضول سے تمہارا ناطہ جو بہت خاص ہے تو ہر فضول کام جبرئیل افروز ہی کرے گا".اس سے پہلے کے وہ مٹھیاں بھینچ کر واپس کوئی جواب دیتا وہ فوراً مڑ کر کیفے ٹیریا چلی گئی تھی.

"مادام !یہ رہا آپکا لیپ ٹاپ ,مدد کیلئے شکریہ ".وہ کیفے میں اپنی دوست شمائم کیساتھ بیٹھی ہوئی تھی جب علی بیگ لیپ ٹاپ واپس کرنے آیا تھا" .اینڈ سوری فار دی انسیڈینس ,ایسا نہیں ہونا چاہیئے تھا" .

"اوہ !ناٹ اگین .اور بھی بہت سے ٹاپکس ہیں ڈسکس کرنے کو ".آنکھیں گھماتی ہوئی وہ بات بدلنے لگی .درحقیقت وہ نہیں چاہتی تھی کہ جو بھی کلیشز ان دونوں کے درمیان رہتے ہیں اسے کوئی تھرڈ پرسن انجوائے کرے .اس لئے وہ دونوں یہ جنگ بہت حد تک سیکرٹ رکھنے کی کوشش کرتے تھے لیکن کیا ہے نا ,لوگ زیادہ بہتر آبزرور ہوتے ہیں .آپ کو معلوم ہونے سے پہلے انہیں بہت پہلے پتا چل جاتی ہے ,محبت بھی اور نفرت بھی .

"شیور !انجوائے ".کھسیانی ہنسی ہنستا ہوا وہ واپس چلا گیا ,اور مہرال اسے نا سمجھی سے دیکھتی رہی .

"یہ کس بارے میں بات کر کے گیا ہے؟ "شمائم انجان تھی کیونکہ وہ بزنس اسٹوڈینٹ تھی اور مہرال آئی ٹی اسٹوڈینٹ .وہ مہرال کی اکلوتی بیسٹ فرینڈ تھی ,لیکن ہر بات شیئر نہیں کرتی تھی کیونکہ مہرال کو ٹرسٹ ایشوز بہت تھے.

"

کچھ نہیں بس ایسے ہی مس انڈر اسٹینڈنگ ہو گئی تھی ".وائٹ ساس میں فرائز ڈِپ کر کے کھاتی ہوئی مہرال نے غیر تسلی بخش سا جواب دیا اور شمائم نے بھی اسے غیر تسلی بخش سا اوکے کہہ دیا .

گاڑی میں بیٹھ کر اب وہ گاڑی یونیورسٹی کی پارکنگ سے باہر لے گئی تھی اور باہر سروس روڈ پر لے جا کر گاڑی ایک طرف لگا دی تھی .افسوس کے آج یونیورسٹی میں ہفتے کا آخری دن تھا .چونکہ یہ ساتواں سمیسٹر اور آخری سال تھا تو اسے ہفتے میں بس تین دن آنا ہوتا تھا . یونیورسٹی میں مصروف رہ کر وہ خود کو تھوڑی دیر کیلئے پر سکون حالت میں محسوس کرتی تھی . اب وہ گاڑی میں ہی جلدی جلدی عبایا پہن کر نقاب کرنے لگی تھی .وہ تین سال سے ایسا ہی کر رہی تھی .یونیورسٹی کے فوراً بعد وہ چند گھنٹے کی جاب کیا کرتی تھی .اس کیلئے نقاب پہننا ضروری ہو جاتا تھا کیونکہ یہ بات اس کے گھر والوں سے چھپی ہوئی تھی .ورنہ فرقان نظامی کی سو کالڈ عزت نفس جاگ جاتی ,اور اسے بہت برا بھگتنا پڑتا .ہاں مگر اس نے گھر میں یہ بتا رکھا تھا کے وہ فری لانسنگ کر رہی ہے .جس سے فرقان نظامی کو کوئی مسئلہ نہیں تھا ,کیونکہ آن لائن جاب کرنے سے حلقۂ احباب میں کسی کو خبر نہیں ہو گی کہ فرقان نظامی

کی سوتیلی بیٹی اپنے اخراجات کیلیئے جاب کر رہی ہے .ایسا نہیں تھا کے نظامی اسے کبھی کسی چیز کیلیئے منع کرتا .وہ اسے وہ سب کچھ دلاتا تھا جو وہ مانگتی .مگر جب تک وہ مانگتی نہیں تھی ,اسے بھیک نہیں ملتی تھی .یہی وجہ تھی جس نے اسے چپکے سے جاب کرنے کیلیئے اکسایا .اور جاب دلوانے میں اسکی مدد شمائم کے ڈیڈ نے کی تھی ,کچھ اسکی اپنی اسکلز نے بھی اسکو کافی ترقی دلوائی تھی .ورنہ آفس کی ٹائمنگز سے ہٹ کر اسے کوئی بھی جاب آفر نہ کرتا . اگر اسکی یہ جاب نہ ہوتی تو آج اسکے ہاتھ میں قسطوں پر لی گئی یہ چھوٹی سی کار نہ ہوتی . جس کی اب بس چند اقساط ہی رہ گئیں تھیں .جلد ہی وہ بھی ادا ہو جائیں گی ,پھر وہ آسانی سے باقی کی تنخواہ استعمال کر سکے گی اور" بھیک "مانگنے سے بچ جائے گی .صد شکر !

نقاب سیٹ کر کے اب وہ گاڑی اسٹارٹ کر رہی تھی کہ اسکی نظر سامنے جبرئیل پر پڑی تھی ,جو اپنی بائیک سے اتر کر دیوار کیساتھ لگے زخمی کتے کے بچے کو شاپر سے آزاد کر رہا تھا .

"دھیان سے "!مہرال کے منہ سے بے اختیار نکلا جب وہ کتا اس پر شاپر ہی میں سے جھپٹنے لگا تھا .

"شاید وہ نہیں جانتا کہ اس بار آنے والا وہ نہیں جس نے اسے سنگسار کیا ہے ,بلکہ اس دفعہ آنے والا اسکا مسیحا ہے ".اسٹئیرنگ کو دونوں ہاتھوں سے پکڑے ہوئے پتا نہیں کب وہ اتنی گہرائی میں چلی گئی .

"لوگوں کیلئے تو مسیحا بھی آجاتے ہیں ,مجھے تو میری زندگی نے بس بھیڑئیوں اور گنواروں سے نوازا ہے ".ایک آنسو اس کی آنکھ سے نکل کر نقاب میں جزب ہوا تھا .ایک بار پھر سے اگنیشن میں چابی گھما کر وہ کار اسٹارٹ کرنے لگی تھی .کیونکہ آنے والا مسیحا زخمی مظلوم کو قید سے نکال کر اپنے ساتھ لے جا چکا تھا .اور وہ اپنے مسیحا کے قریب ہوتے ہوئے بھی اس سے بے خبر بیٹھی تھی.

"مہک !کیا تم آج پھر ڈنر کرتے ہوئے ساتھ میں ڈرامہ دیکھنا چاہتی ہو؟ "رات آٹھ بجے جب مہرال آفس سے واپس آئی تھی تو ٹی وی لاؤنج میں قدم رکھتے ہی کل رات والا واقعہ یاد کروانے کی غرض سے سمیر نے استہزائیہ انداز میں ہانک لگائی ,جس پر موبائل میں

مصروف مہک نے سر اٹھا کر ہنستے ہوئے مہرال کو دیکھا .یہ الفاظ سنتے ہی مہرال کے قدم اسی جگہ پر جم گئے اور دل کسی نے مٹھیوں میں بھینچ لیا .حالانکہ اس نے مار کھانے جیسا کچھ بھی نہیں کیا تھا لیکن وہ دونوں بہن بھائی اسباب بنا لیا کرتے تھے .ایسا نہیں تھا کے مہرال ان دونوں کی زبانیں بند نہیں کروا سکتی تھی ,وہ یہ کام پل بھر میں کر سکتی تھی .لیکن ماضی میں جب اس نے ایسا کیا تھا تو اس کی زبان گرم اسٹریٹنر سے اسٹریٹ کی گئی تھی ,تاکہ مستقبل میں وہ سیدھی رہے .

"پاپا !آپ کبھی خوش نہیں رہیں گے .ماما !آپ جب مر جائیں گی تو آپ کو قبر میں بھی سکون نہیں آئے گا " .آنسو بنا اجازت اسکی گال سے نیچے بہہ گیا تھا جسے اس نے فوراً ہاتھ کی پشت سے صاف کر لیا تھا اور اس منظر کو ان دونوں نے خوب انجوائے کیا تھا.

"نہیں برو !جب ڈرامہ ڈیلی سوپ میں آئے تو اپنی قدر کھو دیتا ہے ,ایسا کرو اسے ویکلی ہی رہنے دو ".یہ سن کر مہرال کے دل کو تھوڑا سکون ہوا .وہ فوراً لمبے لمبے اسٹیپس لیتی ہوئی سیڑھیاں چڑھ کر اپنے کمرے میں جانے لگی اور پیچھے اونچے اونچے قہقہوں کی آواز چھوڑ گئی .

"ماما " !ڈور ناک کرتی ہوئی وہ اپنی ماں کے کمرے میں داخل ہوئی تھی جس سے وہ تقریباً ایک ہفتے بعد مل رہی تھی .ایسا ہی ہوتا آیا تھا ہمیشہ ,اسکی ماں کو کٹی پارٹیز ,انٹرنیشنل ٹرپس , شاپنگز ,بزنس پارٹیز اور دوسری سرگرمیوں سے فرصت ہی نہیں ہوتی تھی کے وہ اپنی بیٹی سے اسکا حال بھی پوچھ سکتی .آج چونکہ اتوار تھا ,اور مہرال گھر پر تھی تو اسے موقع مل گیا بات کرنے کا .

"اوہ مہر !آجاؤ ".نگاہیں ابھی بھی اس نے اپنے فون سے نہیں ہٹائیں تھیں .دیکھنے میں اس کی ماں بلا شبہ بہت حسین اور اپنی عمر سے بے حد کم دکھتی تھی .لیکن کوئی مہرال سے پوچھتا کے وہ کتنی بد صورت تھیں .

"پیسے چاہیئں مجھے ,پاکٹ منی ختم ہو گئی ہے میری ".بنا کسی تخاطب اور حال احوال کے وہ ڈائیریکٹ اپنے مطلب پر آئی تھی .

"تو جاؤ اپنے ڈیڈ سے لے لو جا کر .تمھیں پتا ہے نا کے تمہاری پاکٹ منی وہی دیتے ہیں ,مجھے منع کر رکھا ہے انہوں نے ".میک اپ سے لبریز بھنویں اچکا کر وہ اس سے کہنے لگی تھی .

"سمیر آپ کے سامنے آپ کے بیگ سے پیسے نکال کر لے جاتا ہے ,مہک آپ کا کریڈٹ کارڈ تک بنا بتائے استعمال کرتی ہے ,ان کی دفعہ یہ سب پابندیاں کہاں ہوتی ہیں؟ "اپنی ہی جگہ پر کھڑی ہو کر وہ تیز انداز میں بولنے لگی تھی .

"آواز نیچی رکھو ,تم خود کیساتھ انکا موازنہ کر رہی ہو جو منہ میں سونے کا چمچ لے کر پیدا ہوئے ہیں؟ "اب کے نکہت بھی تیکھے لہجے میں بولی تھی .

"یہ نا انصافی اسی بنیاد پر کی جارہی ہے کے وہ پیسے والے باپ کی اولاد ہیں اور میں ایک مڈل کلاس فیملی میں پیدا ہوئی تھی؟ اگر ایلیٹ کلاس لوگوں کی سوچ اتنی گری ہوتی ہے تو لعنت ہے ان پر اور تھو ہے ان کے پیسے پر ".اب کے وہ اونچی آواز میں بولی تھی .

چٹاخ" !انہی کے ٹکڑوں پر پل کر انہی کے خلاف بات کر رہی ہو؟ تھو تو تمہارے اس باپ پر ہے جس نے نہ کبھی مجھے سکون دیا اور نہ تمہیں سنبھال سکا ,تھو تو اس پر ہے جس کی جیب تمہیں اتنی آسائشوں میں سے ایک بھی مہیا نہ کر پاتی ". تھپڑ مارنے کیساتھ نکہت اپنے الفاظ کی بھی بھڑاس نکال رہی تھی .

ہونٹ کے پاس سے نکلی ہوئی خون کی ننھی بوند کو صاف کرتے ہوئے وہ تلخی سے مسکرا دی جو زخم نکہت کی انگوٹھی سے آیا تھا وہ تو بالکل بھی وزن نہ رکھتا تھا اس کے آگے جو اسے نظامی کی طرف سے ملتے تھے .

"صد افسوس کے آپ اسی تھوک کو چاٹنے کئی بار گئیں ,مگر اس تھوک نے آپ کے منہ لگنے سے انکار کر دیا تھا ,کیونکہ وہ اپنی حدود جانتا تھا " .یہ کہتے ساتھ ہی وہ نکہت کے کان کے قریب جھکی جہاں نکہت گنگ کھڑی تھی" ,بڑا ہی گھٹیا اسٹینڈرڈ ہے نکہت تمہارا" .سرگوشی میں اپنی آخری لائن اس نے اپنی نانی کی لوٹائی تھی جس سے نکہت کو اندازہ ہوا کے اس نے نکہت اور نکہت کی ماں کی سب باتیں سن لی تھیں .یہ کہہ کر وہ رکی نہیں تھی ,اپنے کمرے کی طرف چل دی تھی .پیچھے نکہت گنگ کھڑی تھی ,مگر اسے پروا نہیں تھی .

یہ پہلی بار نہیں تھا کہ جب نکہت نے مہرال کو نظامی کے ٹکڑوں پر پلنے کا طعنہ نہ دیا ہو , نکہت تقریباً مہرال کیساتھ ہر ملاقات پر ایسا ہی کرتی تھی .مگر آج مہرال جو کر کے آئی تھی اس سے مہرال کو یہ تسلی ہو گئی تھی کے اب کم از کم نکہت سے اسے ایسا کچھ نہیں سننا پڑے گا .گرے ٹی شرٹ اور بلیک ٹراوزرز میں وہ اپنے بیڈ روم میں داخل ہوئی تھی اور اس

کے پیچھے پیچھے اسکی ہمدرد بھی اونچے ہاتھ کیئے ہوئے تالی بجاتے داخل ہوئی جیسے اسے اس کی پرفارمنس کی داد دے رہی ہو .

"ایسا نہیں کرنا چاہیئے تھا تمہیں اس کے ساتھ ,یہ پہلی دفعہ ہوا ہے اس کے ساتھ ,اور وجہ صرف تم ہو " .سر پر بلیک ہیٹ پیچھے کو پہنے ,وائٹ ٹی پر ڈینِم جیکٹ اور بلیو جینز میں آج وہ معمول سے ذرا مختلف لگ رہا تھا .آنکھوں پر بلیک رِمڈ گلاسز ,ٹین اسکن ,سبز ہڈڈ آنکھیں اور ہلکی بڑھی ہوئی شیو کیساتھ پرفیکٹ جاء لائن ہونے پر وہ ہر اینگل سے ہالی وڈ کا ہیرو لگتا تھا" .ارے یار یہ ایررز ہم پروگرامرز کی دنیا سے چلے کیوں نہیں جاتے ,لیو اَس اَلون !فار گاڈ سیک "!بات کرنے کیساتھ ساتھ وہ لیپ ٹاپ پر بھی اپنی انگلیاں چلا رہا تھا .
"ہاں بھائی تو تمہارا ڈیٹینشن لینے میں چیمپئن رہا ہے نا " .جبرئیل جو چائے اور لوازمات لا کر ٹیبل پر اپنے اور مِیر کے کھانے کیلئے رکھ رہا تھا ,کھا جانے والی نظروں سے میر کو گھورنے لگا" .یہ لو ٹھونسو میری محنت اور ہمائتیں کیا کرو دشمنوں کی ".صوفے پر بیٹھتا ہوا وہ برا منا گیا تھا .اس وقت وہ دونوں گھر کی اسٹڈی میں بیٹھے ہوئے اپنے فائنل ائیر پراجیکٹ پر کام کر رہے تھے .

"ہاہاہا " !!..مِیر اسکی آخری بات سے اپنی ہنسی روک ہی نہ پایا اور سر پیچھے کو گرا کر زور زور سے ہنسنے لگا .

"آئی کانٹ بیلیو وہ بے ضرر لڑکی کسی کی دشمن والی لِسٹ میں کیسے شامل ہو گئی .کیا اسکی کامیابی سے جیلس ہو رہے ہو؟ ہاہاہا "!آخری بات کہتے ہوئے پھر سے اسکا قہقہہ چھوٹ گیا تھا .اور ساتھ ہی لیپ ٹاپ اسکرین کی طرف دیکھ کر سنجیدہ ہو گیا اور زور سے لیپ ٹاپ کی کیز کو زور سے ہِٹ کیا" ڈیم یو." !

چند لمحے خاموشی سے گزر گئے اور پھر سے میر نے بات کا آغاز کیا" . تمہیں اپنی ذاتی دشمنی اسکے ساتھ کم ازکم اس طرح نہیں نکالنی چاہئے ,اسکی پروفیشنل لائیف پر اثر پڑ سکتا ہے ". اب کے اس نے سنجیدگی سے سمجھانا چاہا تھا .

" تمہیں اگر اسی طرح بکواس کرنی ہے تو اپنی پشت اٹھاؤ اور دفعہ ہو جاؤ " !وہ جانتا تھا کے اسے مزید سمجھانے کیلئے میر کیا بک دے گا .لیکن وہ خود جس بات کا سامنا نہیں کرنا چاہتا تھا وہ بات کسی میر کے منہ سے سن لیتا تو مزید خود پر قابو رکھنا مشکل ہو جاتا .

سر جھٹک کر اب وہ چائے کا مگ پکڑ کر میر کے لیپ ٹاپ میں جھانکنے لگا جس نے اب بمشکل اپنی ہنسی پر قابو پایا تھا .

"یہ اتنے ایررز کس بات پر شو کر رہا ہے؟ "وہ لیپ ٹاپ پر نظر جمائے میر سے سوال کرنے لگا تھا.

"اوہ ! سمجھ گیا "!جبرئیل نے سمجھنے والے انداز میں سر ہلایا. جیسے اسکو پتا چل گیا ہو کے ایررز کیوں آرہے ہیں" . اگر تم اپنا دماغ یہاں وہاں فضول باتوں میں استعمال کرنے کی بجائے کام میں لگاؤ تو کم ازکم تھوڑا فائدہ ہو جائے. فارغ انسان " !کہتے ہوئے اس نے لیپ ٹاپ میر کے ہاتھوں سے لے لیا.

"کم ازکم تمہاری طرح ہر وقت اپنی' دشمن 'پر آزمانے والے اوچھے ہتھکنڈوں کے بارے میں نہیں سوچتا میرا دماغ" . دونوں ہاتھوں کو گردن کے پیچھے باندھ کر اس نے صوفے کی پشت سے ٹیک لگا لی اور فرصت سے خلا میں گھورنے لگا. جبرئیل نے اسکی بات کو اگنور کرنے میں ہی عافیت جانی تھی ,ورنہ اللہ جانیں وہ اور کیا کیا بکتا رہتا.

رات کو اپنے کمرے میں بیٹھ کر وہ کتاب پڑھنے میں مگن تھی ,جب اس کے موبائل کی بیپ بجی .اسکا کوئی موڈ نہیں تھا موبائل دیکھنے کا .لیکن پھر بھی اس نے اپنے آپ پر" جبر "

کرتے ہوئے موبائل پکڑ لیا. کسی ان ناؤن نمبر سے کچھ تصاویر وصول ہوئیں تھیں. تصاویر ڈاؤنلوڈ ہوئیں تو وہ اپنی ہی جگہ پر ساکت رہ گئی تھی.

"یہ ,یہ کون ہے؟ کس کے پاس ہیں میری تصاویر؟ "خود کلامی کرتے ہوئے اس پر جیسے سکتا طاری ہو چکا تھا. کیونکہ وہ تمام تصاویر اسکی پرسنل تھیں. قابلِ اعتراض تو انہیں نہیں کہا جا سکتا مگر ہاں! کسی کے پاس وہ ہونی بھی نہیں چاہئیں تھیں.

"نہیں ,ایسا نہیں ہو سکتا! ایسا نہیں ہو سکتا! وہ بھیڑیا مجھے زندہ نہیں چھوڑے گا". ایسا نہیں تھا کے اس پر پابندی عائد تھی ,لیکن انہی تصاویر کو وجہ بنا کر اسکی بدبختی لانا بالکل ممکن تھا. حالانکہ اگر مہک کے بارے میں قابلِ اعتراض تصاویر بھی منظر عام پر آ جاتیں تو اسے "فریڈم آف چوائس "کہہ کر اگنور کر دیا جاتا. وہ موبائل بیڈ پر رکھ کر بال نوچنے لگی تھی. پھر کسی خیال کے تحت اس نے موبائل اٹھایا اور اس سے پہلے کے وہ میسج کرتی ,اسی نمبر سے کال آنے لگی تھی.

اس نے کچھ دیر سوچنے کے بعد کال ریسیو کی.

"ہیلو ہنی؟ تصاویر مل گئیں؟ کیسا لگا سرپرائز؟ "اور ساتھ ہی فون میں سے ایک قہقہہ بلند ہوا. وہ جو بھی تھا ,اس وقت مہرال کو انتہائی کمینہ لگا.

"ک ...کون ہو؟ کون ہو تم؟؟ "خاموش آنسو اسکی آنکھوں سے رواں ہوئے تھے .

"سویٹ ہارٹ مجھے جاننے کی نوبت نہیں آئے گی اگر تم صرف یہ پوچھ لو کے مجھے کیا چاہیئے؟"

"کیا چاہیئے تمہیں؟ "بے اختیار اس کے لبوں سے نکلا .

"جب تک یونیورسٹی چل رہی ہے تمہاری سروسز" !

"سوری؟ "اس نے شاک کے عالم میں پوچھا .

"گھبراؤ نہیں ,اپنے سارے پراجیکٹس کو تمہیں شئیر کرنا ہو گا" .

"صرف اتنی چھوٹی سی بات کیلیئے تم نے اتنی گھٹیا حرکت کی ہے؟ "جانے کہاں سے ہمت مجتمع کر کے اس نے یہ بات کہہ دی .

"اسے تم چھوٹی بات مت سمجھنا ,مدد نہیں مانگی' ,سروسز 'چاہیئیں " !سروسز پر زور دیتے ہوئے اس نے فون بند کر دیا تھا .

"پہلے زندگی میں ظلم ڈھانے والوں کی کمی تھی کیا جو ایک اور مسئلہ کھڑا ہو گیا ہے؟ "وہ وہیں سن بیٹھی رہی .پھر تکیے میں منہ دے کر زارو قطار رونے لگی .لیکن ایک خیال آنے پر یکدم اٹھ بیٹھی .

"مِس مہرال !پی پی ٹی آپ کے لیپ ٹاپ سے چلائی جائے گی ,اپنا لیپ ٹاپ ریڈی رکھیں .
"

"ڈیم اٹ " !یہ تم ہو گے میں نے سوچا بھی نہیں تھا ,اتنے گر جاؤ گے تم ,اتنا گھٹیا تھے تم؟ "آنسو پھر سے اسکی گالوں پر سے لڑھکنے لگے تھے .
"کیا فائدہ ہو گا اس کی بات ماننے کا؟ اس کے پاس وہ تصاویر ہیں جو میرے لیپ ٹاپ کی ہیں ,کسی کو یقین نہیں آئے گا کے وہ اس نے چرائی ہیں .نفرت ہے مجھے سب سے ,سب یہاں مجھے ڈسنے ہی بیٹھے ہیں " .ایک بار پھر سے وہ تکیے میں منہ دے کر رونے لگی تھی .پھر اس کی ہمدرد اس کے پاس بیٹھ کر اس سے باتیں کرنے لگی,جانے کب رات کا تیسرا پہر شروع ہوا تھا جب اسکی آنکھ لگی تھی .

بلیو جینز اور اسٹرائیپڈ ٹینک ٹاپ پر بلیک مِنی کوٹ پہنے اس نے بال حسبِ عادت سینٹرڈ پارٹیشن کر کے پیچھے کو گرا رکھے تھے .گاڑی کو پارکنگ ایریا میں پارک کرتے ہوئے اب وہ بیگ سنبھالتی پارکنگ سے نکل کر یونیورسٹی اینٹر ہونے ہی لگی تھی کے تبھی اسے گاڑی سے

نکلتا ہوا جبرئیل نظر آیا تھا .مہرال نے فوراً اپنی کلائی پر بندھی گھڑی کو دیکھا ,ابھی کلاس اسٹارٹ ہونے میں پندرہ منٹ تھے .

"کوئی بات نہیں ,آج میں سیٹ پر کمپرومائز کر لوں گی".

خود کلامی کرتی ہوئی وہ جبرئیل کی طرف بڑھ گئی .

"تصویریں ڈیلیٹ کرو میری ". گویا شہزادی نے حکم دیا ہو .

"سوری؟ "مگر وہ کنفیوز ہوا تھا ,کن تصاویر کی بات کر رہی تھی وہ؟

"سنائی نہیں دیتا؟ تصاویر ڈیلیٹ کرو ورنہ بہت پچھتاؤ گے ". دھمکی دیتے ہوئے اسکا دل خوفزدہ تھا مگر اس نے چہرے پر ظاہر نہیں ہونے دیا .

"دماغ درست ہے تمہارا؟ جنگلیوں کی تصاویر میں مجھے کوئی انٹرسٹ نہیں ہے .ایکسیوز می ناؤ "!وہ کہہ کر سائیڈ سے نکلنے ہی لگا تھا کے مہرال نے بازو آگے کر کے راستہ روک لیا .

جبرئیل جو کہ حیران رہ گیا تھا مہرال کی اس حرکت پر ,پہلے مہرال کے بازو کو دیکھنے لگا اور پھر مہرال کو" .یہ کیا حرکت ہے؟ اپنی حدود میں رہو ,تم بہت آگے بڑھ رہی ہو ".اب کے وہ سنجیدہ ہوا تھا اور ابرو اچکا کر اس سے سوال کرنے لگا .

"بس بہت ہو گیا .جو بھی تمہیں چاہئے تھا ہم اسے مل کر حل کر سکتے تھے ,لیکن یہ جو گھٹیا حرکت تم نے کی ہے نا,بھول جاؤ کے میں تمہاری کوئی مدد بھی کروں گی .میری تصاویر ڈیلیٹ کرو شام تک ورنہ کل صبح ساری یونیورسٹی میں یہی خبر عام ہو گی کے تمہیں لڑکیوں کے لیپ ٹاپس سے انکی پرسنل پکچرز چرانے کا بہت شوق ہے .اور تم جانتے ہو کے ایسا کرنا میرے لئے کتنا آسان ہے" .دھمکی دیتے ہوئے اگر کوئی اس کے اندر جھانک لیتا تو ضرور اس لڑکی کو زبردست ایکٹنگ کے ایوارڈ سے نواز دیتا .

"اگر میں تمہاری بکواس چپ کر کے سن رہا ہوں تو اسکا مطلب یہ نہیں ہے کے تمہیں اجازت ہے بکواس کرنے کی .تمہیں میں کوئی صفائی پیش نہیں کروں گا,جو کرنا ہے کر لو" .غصے میں اسکی آواز دوگنا ہو گئی تھی .اسکا بازو نظر انداز کرتا ہوا وہ گزر گیا تھا اور پیچھے اسے اسی حالت میں سہا ہوا چھوڑ گیا تھا.

کلاس میں سب حسبِ معمول ہو رہا تھا.بس دو نفوس تھے جن کی حالت آج معمول سے بہت مختلف تھی .ایک مہرال ,جو سوچ رہی تھی کے اس نے صحیح کیا یا نہیں ,اور دوسرا وہ جس نے اسکی تصاویر چرائی تھیں .علی بیگ !

"تمہیں لگتا ہے یہ سب کام کرے گا؟ دیکھ نہیں رہے وہ کتنی کانفیڈینٹ بیٹھی ہوئی ہے؟ مجھے نہیں لگتا کے اسکو فرق پڑتا ہے ". حمدان کو جس بات کا ڈر تھا اس نے فوراً بول دی .

"تم جانتے نہیں ہو ابھی بھائی کو ,میں ایک سو ایک فیصد پر یقین ہوں کے سب میرے پلان کے مطابق ہو گا ". مکروہ ہنسی ہنستے ہوئے اس نے بات جاری رکھی تھی" .اسکا بھائی دوست ہے میرا ,مجھے اندر کی سب باتیں پتا ہیں ".

"لیکن تم جانتے ہو نا کے جس فیملی سے یہ تعلق رکھتی ہے وہاں یہ تصاویر کوئی معنی نہیں رکھتیں ". حمدان اسکو غلط ثابت کرنے کیلیئے ہر پہلو دکھا رہا تھا .

"تم فکر نہ کرو ,میں نے تمام انتظامات مکمل کر رکھے ہیں .یہ انکا فیورٹ پرسن نہیں ہے ". آنکھ مارتا ہوا اب وہ پھر سے کلاس میں پروفیسر کی طرف متوجہ ہو چکا تھا .لیکن آج مہرال کلاس میں ہوتے ہوئے بھی کلاس میں نہیں تھی .وہ غیر حاضر تھی .اور یہ نارمل نہیں تھا .

اور اگر مہرال سن لیتی تو وہ ضرور کہتی:

"پہلے کب میری زندگی میں چیزیں نارمل ہیں؟ میرے سے منسلک لوگوں کے ساتھ ساتھ میرے حالات بھی اب نارمل ہیں".

"ماما؟ کیا کر رہی ہیں آپ؟ "گیارہ سالہ زینب نے کچن میں داخل ہوتے ہوئے پوچھا تھا .
دبلی پتلی لیکن قدرے لمبی سی زینب نے شارٹ فراک کے ساتھ جینز اور بالوں کی ہائی پونی ٹیل کر رکھی تھی .ایسا لگتا تھا وہ میر کی کاپی ہے ,اسکی مشابہت کا زیادہ کردار اسکی سبز ہڈڈ آنکھیں ادا کرتی تھیں" .میں آپکی ہیلپ کر دیتی ہوں ".شیلف پر رکھے ہوئے برتن اب وہ نیچے دراز میں ترتیب سے رکھنے لگی تھی .

"میری جان "!ماتھے پر بوسہ دیتے ہوئے فرح بیگم نے محبت سے زینب کو نوازا تھا.جن کے لہجے سے اس قدر شفقت ٹپکتی تھی کے کوئی بھی انکی شفقت کو اگنور کیے بنا نہ رہ سکتا تھا.

"بھائی کب تک آئیں گے ماما؟ آج کافی لیٹ ہو گئے ہیں وہ " .پلیٹس ارینج کرتے ہوئے وہ ساتھ میں اب سوال کرنے لگی تھی .

"بھائی کو آج دیر ہو جائے گی ,ایسا کرو تم تب تک کوئی اسنیکس وغیرہ لے لو,پھر جب وہ آئے گا تو مل کر ڈنر کر لیں گے ".دھنیا کٹنگ بورڈ پر کاٹتے ہوئے انہوں نے مسکرا کر زینب کو جواب دیا .

"ماما آپ کو لگتا ہے کے بھائی اور جے بی مل کر کسی لڑکی کو ہرٹ کر سکتے ہیں؟ "پلیٹس ترتیب دے کر اب وہ کچن کاؤنٹر سے ٹیک لگا کر کھڑی ہو گئی تھی اور پر سوچ لہجے میں فرح بیگم سے پوچھنے لگی.

"تمہیں ایسا کیوں لگا زینی؟ حالانکہ تم انہیں اچھی طرح جانتی ہو".وہ حیرانگی کا اظہار کرنے کے ساتھ ساتھ اب کاونٹر کو اوپر سے گیلے وائپ سے صاف کرنے لگی تھیں.

"کیونکہ آج کل مجھے جے بی کچھ ٹیپیکل لگ رہا ہے ,اور کل جب میں اسٹڈی میں چیزیں لے کے جا رہی تھی تو وہ دونوں کسی لڑکی کے بارے میں تھوڑی الگ قسم کی باتیں کر رہے تھے .جے بی کچھ پلان کر رہا ہے ماما".

دوسری طرف فرح بیگم اسے خاموشی سے دیکھتی جا رہی تھیں.پہلے تو زینب کنفیوز ہوئی تھی پر پھر اچانک دماغ نے الارم کیا" .اوہ واللہ ماما !میں نے چھپ کر باتیں نہیں سنیں ".وہ ہڑبڑا گئی تھی.

"پھر تم نے جینی کو بھیجا تھا سننے کیلئے؟ "انہوں نے استفہامیہ ابرو اچکایہ.

"نہیں ماما ,میں اسٹڈی کے باہر انکے لئے اسنیکس لے کر کھڑی تھی ,اور پھر وہ بس مجھے دیکھ نہیں سکے تھے ,اس میں میرا قصور نہیں ہے ". آخری بات اس نے منہ میں ہی بڑبڑا دی تھی.

"اچھا؟ پھر کس کا قصور ہے؟ یہ بات اپنے کراماً کاتبین کو ضرور سمجھا دینا ,ہاں؟ "دل جلانے والی مسکراہٹ سے انہوں نے اپنی بات کہہ کر ایپرن اتارا اور کچن سے چلی گئیں .

"لیکن جے بی کسی کو پسند کرتا ہے ,وہ مجھے بتا کیوں نہیں رہا ".وہ ابھی بھی سوچ میں ڈوبی ہوئی تھی .

آفس سے واپسی پر ابھی وہ ٹی وی لاؤنج میں ہی داخل ہوئی تھی .ڈرائیور ریڈ لگیج بیگ گھسیٹتا ہوا لے کر جا رہا تھا .وہ سیکنڈز میں جان گئی تھی کے نکہت آج پھر کسی ٹور کیلئے نکل رہی ہے" ,میری بلا سے "!سر جھٹک کر کہتی ہوئی وہ سیڑھیوں کی طرف بڑھ گئی جہاں سے نکہت تیار ہو کر نیچے آ رہی تھی .وائٹ جینز پر لانگ بلیک ٹاپ پہنے اور شولڈر کٹ بالوں کو پونی میں باندھے ہوئے ,ہلکے سے میک اپ میں بلا شبہ وہ تیس برس کی لگ رہی تھی .

"آپ جہاں بھی جا رہی ہیں, پہلے میرے پرمِشن لیٹر پر سائن کر دیں ,اگلے ہفتے یونیورسٹی کا ٹرپ جا رہا ہے نارتھرن ایریاز میں ,اس بار میں بھی جاؤں گی ".نکہت آخری سیڑھی پر تھی جب مہرال اس کے سامنے آکر کھڑی ہو گئی .بہت ہی نا محسوس انداز میں اس نے راستہ روکا تھا .

"فرقان سے کروا لو ,میں نہیں کر سکتی اب ہٹو راستے سے مجھے دیر ہو رہی ہے ".اپنی گھڑی دیکھتے ہوئے اس نے صاف گوئی سے جواب دیا .

"نہیں ,جب تک آپ سائن نہیں کریں گی میں آپکو جانے نہیں دوں گی.

تو سن لو پھر ,میں سائن نہیں کروں گی اور تم کہیں نہیں جاؤ گی ہٹو اب ".اس سے پہلے کے نکہت مہرال کو دھکا دیتی مہرال نے خود ہی دونوں ہاتھوں سے اس کے دونوں ہاتھ جھٹک دیئے .

"سنا نہیں آپ نے؟ میں اس دفعہ ہر حال میں جاؤں گی .آپ نے کبھی مہک اور سمیر کو منع کیا ہے کہیں جانے سے؟ شرم نہیں آتی میرے ساتھ نا انصافی کرتے ہوئے؟"

اس نے پھر سے اپنے دل کی بھڑاس نکالنا شروع کر دی .لیکن نکہت ,وہ تو اسے سن ہی نہیں رہی تھی ,وہ تو کہیں اور دیکھ رہی تھی .کسے دیکھ رہی ہے وہ؟ اس سے پہلے کے مہرال پیچھے

مڑ کر آنے والے کو دیکھ پاتی" ,چٹاخ "!زوردار تھپڑ سے وہ دور صوفے کے پاس گری اور اسی کے ساتھ اسکا بیگ بھی زور سے گرا .کچھ ٹوٹنے کی آواز آئی تھی ,کیا یہ اسکا کندھا تھا یا بیگ میں پڑا لیپ ٹاپ؟ لیکن یہ سوچنے کی نظامی نے اسے مہلت ہی نہ دی تھی .اس کے خوبصورت بالوں سے زور سے پکڑ کر اسے اٹھایا جس کے ردِ عمل میں مہرال چیخ اٹھی تھی .

" بھگتو اب "!ایک بار پھر گھڑی میں وقت دیکھتے نکہت لب بھینچ کر کہتی باہر نکل گئی .

"نا انصافی؟ انصاف دلاؤں میں تمہیں؟ "چٹاخ !ایک دو تین !یکے بعد دیگرے نجانے کتنے تھپڑ پڑ گئے تھے اسے ,یہ گننا تو اسے یاد ہی نہیں رہا تھا .

"اوقات بھول گئی ہو اپنی؟ جو میرے بچوں سے اپنا موازنہ کر رہی ہو؟ "اسکے جبڑوں کو سختی سے اپنے پنجے میں دبا کر اب وہ اس سے اسکی اوقات اگلوانا چاہتا تھا" .جواب دو؟ "وہ زور سے چیخا تھا" میری اولاد کی برابری کر سکتی ہو؟."

شور کی آواز سن کر مہک اور سمیر بھی اپنے کمروں سے نکل آئے تھے .سمیر سیڑھیوں میں بیٹھ کر اور مہک صوفہ پر بیٹھ کر شو انجوائے کرنے لگے .

"نہہ " ...اسکے پنجوں کی سختی میں وہ بول نہیں سکی تھی ,بمشکل اپنا سر اسکی گرفت میں ہلا کر بات کی تردید کی .

چٹاخ" !موازنہ کیسے کر رہی تھی پھر؟ "جبراً پوچھا گیا.

وہ مسلسل انکار میں سر ہلانے کی کوشش کر رہی تھی .آنسو گالوں پر بہہ رہے تھے ,مگر بھیڑیئے کو بالکل رحم نہ آیا .اس نے مہرال کا بازو مروڑ کر اس کی پشت سے لگایا اور بال ابھی بھی اس کی گرفت میں تھے .

"بتاؤ اور کیا کیا بکتی ہو میری اولاد کے بارے میں؟ بولو " !وہ گرجدار آواز سے چلایا تھا کہ مہرال کی روح تک کانپ اٹھی .

"س ..سو ...سوری ڈیڈ ..ڈ "!ہچکیوں میں روتے ہوئے اس نے بمشکل الفاظ ادا کیے .

"بکواس بند کرو " !گرج دار آواز نے اسے پھر سہما دیا تھا .

"دو کوڑی کی اوقات ہے تمہاری ,دو کوڑی کی ".جھٹکا دے کر اسے چھوڑتے ہوئے اپنے ہاتھ کی دو انگلیوں سے اسے بتانے لگا .

"کیا اوقات ہے تمہاری؟ "وہ ایسے پوچھنے لگا جیسے کسی کو سبق پڑھا کر اس سے سنا جاتا ہے . لیکن وہ سن ہو کر ,نم آنکھوں سے اسے دیکھنے لگی ,وہ اسے کیا بولنے کو کہہ رہا تھا؟ کیا یہی سچ تھا؟

"بکو " !اونچی آواز نے پھر اسے سہما دیا تھا .

"دو ...دو کوڑی "!منہ سے بے اختیار ہچکیاں نکلنے لگیں تھیں .دو قدم مہرال کی طرف بڑھا کر پھر سے اسکا جبڑا بھینچ لیا تھا.

" اب دوبارہ موقع نہ آئے تمہیں تمہاری اوقات یاد کروانے کا , سمجھی؟ "بمشکل اسکا سر اثبات میں ہلا تھا .

"اور تم ہمیشہ اس ہی گندگی سے بیلانگ کرتی رہو گی ,جہاں سے تم آئی ہو " .زور سے جھٹکا دے کر اسے بائیں طرف پھینکا ,اور وہ جا کر ٹیبل سے ٹکرائی" .دفع ہو جاؤ میری نظروں کے سامنے سے ".تحقیر سے لبریز لہجے میں اس نے انتہائی بری طرح دھتکارا تھا .اور وہ اتنے میں ہی اپنی عافیت جانتے ہوئے بنا اپنا بیگ اٹھائے سیڑھیوں کی طرف بڑھ گئی .

کمرے میں داخل ہوتے ہوئے اپنے کمرے کا دروازہ بند کر لیا اور دروازے کے ساتھ ٹیک لگا کر کھڑی ہو گئی .خاموش لب اور آنکھوں سے آنسو جاری تھے .چہرے پر بے حد جلن تھی ,اسے یقین تھا کے اسکا چہرہ سوجھ چکا ہو گا .

"ظالم ,بھیڑیا ,جلاد "... ,وہ چلتی ہوئی آئینے کے قریب آئی ,لبوں سے ایک سسکی نکلی تھی اور آنکھوں سے آنسو رواں تھے .

"بزدل ,کمزور ,پنچ ,گھٹیا "... سسکتے ہوئے اب وہ نظامی کو نچلے درجے پر لے آئی تھی .

"کب آتا ہے مکافات عمل؟ میرے لئے کیوں نہیں آ رہا؟ "روتے روتے اسے پھر ہچکیاں آنے لگیں تھیں اور اپنے چہرے کے زخم دیکھ کر اسے اور رونا آیا" . میرا مسیحا کہاں ہے؟ میرے دل کی آگ کب ٹھنڈی ہو گی؟ "دل پر ہاتھ رکھے اب وہ روتے روتے چلانے لگی تھی .

"میری بے وفا ماں اور تھرڈ کلاس باپ کو کب اپنی اولاد کی محبت یاد آئے گی جیسے نظامی کو اپنی اولاد کیلیئے ہے؟ وہ کیوں مجھے بھلا بیٹھے ہیں؟ یہ کیسی زندگی دی ہے آپ نے مجھے؟ ایسے رکھتے ہیں آپ اپنے بندوں کا خیال؟ ایسی زندگی لے لیں آپ جس میں عمر بھر کے غم پروئے ہیں آپ نے ,نفرت ہوتی ہے مجھے اس زندگی سے جو جہنم سے بھی بدتر ہے . یہ بھی اس نظامی کی اولاد کو دے دیں جنہیں آپ نے سب کچھ نوازا ہوا ہے ". اپنا چہرہ اوپر کر کے وہ رو رہی تھی اور آنسو گردن تک بہہ رہے تھے .

اب وہ فرش پر گر گئی تھی ,چہرہ ہنوز اوپر اٹھا ہوا تھا .

"نکہت تمہیں کبھی چین نہیں آئے گا ,تم ترسو گی ,تڑپو گی ,تم دھتکاری جاؤ گی ,ان سب چیزوں سے نفرت ہے نہ تمہیں؟ یہ سب ہو گا تمہارے ساتھ "!آنکھیں بند کئے وہ ہر وہ چیز سوچ رہی تھی جو نکہت کو تکلیف دے سکتی.

"نظامی تم اپنی اولاد کو دیکھنے کیلیئے ترس جاؤ ,تم در در پہ اپنی اولاد کی خوشیاں مانگنے جاؤ ,اور ہر گھر سے دھتکار دیئے جاؤ ,لوگ تمہیں جوتے کی نوک پر رکھیں ,تم تڑپو اور موت کی بھیک مانگو اور تمہیں موت بھی نہ آئے ,پھر تمہیں میں یاد آؤں نظامی "!سسکی بے اختیار ہوئی تھی ,اور اس نے آنکھیں کھولیں" .اور جب میں تمہیں یاد آؤں نظامی تو تمہارا ذرہ ذرہ دہائی دے مجھ پر کئے ہوئے ہر ظلم کی .تم جیتے ہوئے بھی مرو نظامی ,تمہاری موت بھی کہیں مر جائے .تم قبرستانوں میں اپنی موت کو تلاش کرو ,اور تمہاری موت کا کتبہ بھی نہ ہو ,تم ذلیل ہو جاؤ ,تم ذلیل ہو جاؤ ,تم ذلیل ہو جاؤ " .یہ کہتے کہتے وہ فرش پر ڈھے گئی.

"بھائی آپ کہاں تھے اتنی دیر سے؟ اور یہ جے بی بھی کچھ نہیں بتا رہا تھا " .ڈائینگ ٹیبل پر ڈنر کرتے ہوئے وہ پر تشویش لہجے میں پوچھ رہی تھی.

وہ جو اسکے اس فکرمندانہ انداز سے اندر ہی اندر بہت محظوظ ہو رہا تھا, کھانا روک کر اس کی طرف دیکھتے ہوئے نہایت مصنوعی سا مسکرایا" .میں تمہیں آج کہیں نہیں لے کے جانے والا ,آج میں جلدی سونا چاہتا ہوں ".

خبر کر کے وہ پھر کھانا کھانے میں مشغول ہو گیا تھا .فرح بیگم بھی مسکرا دیں ,وہ جانتی تھیں کے اتنا انتظار کیوں ہو رہا ہے .

"آپ کے تو اچھے بھی لے کے جائیں گے .ایٹی ٹیوڈ کس کو دکھا رہے ہیں؟ "اپنی بھنویں سکوڑے ,چمچ پلیٹ میں رکھ کر اب وہ پوری طرح اپنی سامنے والی نشست پر بیٹھے ہوئے میر سے مخاطب تھی .

"ماما ,اس گھر میں میرے سب سے اچھے تو آپ ہی ہیں ,لے جایئے گا اسے ,اور ہاں ,فکر مت کیجیئے گا ,میں اکیلا نہیں ڈروں گا ,اس لئے جے بی کو بھی ساتھ لے جایئے گا ,آفٹر آل وہ بھی تو میرا اچھا ہے نہ " .ساتھ ہی جبرئیل کی طرف دیکھ کر شرارت سے آنکھ ماری .

"کیوں جے بی؟ چھوٹی بہن کو آئسکریم کھلانے نہیں لے کے جاؤ گے؟ "آخر میں اتنا معصوم چہرہ بنایا ,گویا معصومیت میں گینیس ورلڈ ریکارڈ اسکا ہی ہو .

"میں ضرور جاتا زینی میری جان ,مگر وہ کیا ہے نا کے "..

"تمہیں اپنی بہن سے زیادہ پراجیکٹ اہم ہے؟ "ابھی جبرئیل نے بہانہ بھی نہیں گھڑا تھا کے میر نے پہلے ہی اسے ناکام کرنا شروع کر دیا" .کیسے بھائی ہو؟ بھائی ہو بھی یا نہیں؟ دل ٹوٹ جائے گا یار بہن کا ".

"اوور ایکٹنگ "!وہ جو کب سے دونوں کو سنجیدہ چہرے کے ساتھ خاموشی سے دیکھ رہی تھی آخرکار بول اٹھی" .اگر آپ دونوں کی مکاریاں ختم ہو گئی ہوں تو کان کھول کر دونوں سن لیں ,ہم سب جائیں گے آئسکریم کھانے ".پھر شہادت کی انگلی اٹھا کر تنبیہہ کی" ,اگر کسی نے انکار کیا تو سارے گھر کی شامت آئے گی یاد رکھئے گا .میں ریڈی ہو کر آتی ہوں ".

خوشی سے اٹھتے ہوئے اپنے دونوں ہاتھوں کو لبوں سے لگا کر دونوں بھائیوں کی جانب اچھالا , جیسے بہت بڑی سلیبرٹی ہو .پھر تیزی سے کمرے کی طرف دوڑ لگا دی .

"اور چڑھاؤ سر پر اسے .جبرئیل سارا کیا دھرا تمہارا ہے ,تم نے ہی اسے بگاڑا ہے .ذرا سا کنٹرول نہیں ہے تم دونوں کا اس پر .ہر وقت اپنی ہی من مانی کرتی ہے ".اس کے جاتے ہی فرح بیگم دونوں کو سنانے لگیں .

"آپکے کراماً کاتبین کا بریک ٹائم چل رہا ہے کیا جو آپ میری پیٹھ پیچھے بے دھڑک چغلیاں کیئے جا رہی ہیں؟ "دونوں ہاتھ کمر پر رکھ کر ابرو اکٹھے کیئے وہ بالکل فرح بیگم کی کرسی کے

پیچھے کھڑی تھی جنھوں نے سختی سے آنکھیں میچ لیں تھیں .اور وہ دونوں ہنستے ہنستے لوٹ پوٹ ہو رہے تھے .

ایسا نہیں تھا کے فرح بیگم اپنی بیٹی کے لاڈلی ہونے کی وجہ سے اس سے ڈرتی تھیں ,بلکہ انکا ماننا تھا کے بچے شفاف پانی ہوتے ہیں ,اس پانی میں جو رنگ بھرو گے ,یہ اسی رنگ کا ہو جائے گا .یہ اپنے بڑوں کو ہر طرح سے نقل کرتے ہیں ,اس لئے ان کے سامنے سبھ سبھ کر قدم رکھنا چاہیئے .

وائٹ رِپڈ جینز اور ٹی پنک پیپلم ٹاپ پر بال پیچھے کو گرائے ,وہ گاڑی سے ٹیک لگائے کھڑی پارکنگ ایریا میں کسی کا انتظار کر رہی تھی .آج وہ آدھا گھنٹا پہلے ہی آگئی تھی.

جس کا انتظار ہو رہا تھا وہ اسے سامنے سے آتا ہوا نظر آگیا تھا .راؤنڈ نیک وائٹ ٹی شرٹ اور بلیک جینز میں وہ چلتا ہوا اسی کی طرف آرہا تھا .بلاشبہ وہ کسی کو بھی مبہوت کر دینے کی صلاحیت رکھتا تھا مگر ابھی اس کہ زندگی میں مبہوت ہونے سے بڑے مسائل موجود تھے .

"کس لئے بلایا ہے تم نے مجھے یہاں؟ "اسکے وہاں پہنچتے ہی کندھے اچکا کر سوال کرنے لگی تھی .کیونکہ جہاں تک وہ جانتی تھی ,ان ساڑھے تین سالوں میں ان دونوں کی بمشکل ہی

کوئی بات ہوا کرتی تھی .وہ دونوں صرف کلاس میٹ ہی رہے تھے ,پھر جو وجہ اسکو سمجھ آتی تھی وہ اس کی اس کے بھائی سے ہونے والی کل کی گفتگو تھی .

"اسلام و علیکم " !وہ اسکے سامنے کھڑے ہو کر سلام کہنے لگا,پھر ایک نظر اس کے میک اپ سے اٹے چہرے پر ڈال کر فوراً نظروں کا زاویہ تبدیل کر لیا .

"وعلیکم اسلام !کیوں بلایا ہے مجھے یہاں؟ "سینے پر ہاتھ باندھ کر اب وہ اس سے استفسار کرنے لگی جو اس کی طرف دیکھنے کی بجائے دوسری طرف دیکھ رہا تھا" .کارٹون "وہ بس دل میں ہی سوچ کر رہ گئی .

"تمہیں بتانے کیلئے کے تمہاری تصاویر کس نے چرائی تھیں".

"میں جانتی ہوں پہلے سے ہی ".وہ بات کاٹ کر بولی تھی .

"نہیں تم نہیں جانتی ".اس نے اصلاح کی .

"تم اپنے بھائی کو بچا رہے ہو".

"فار گاڈ سیک !وہ اکیلا نہیں تھا اس دن جس نے تم سے لیپ ٹاپ لیا تھا.ذہن پر زور دو اور بتاؤ کے اور کون تھا جس نے تم سے لیپ ٹاپ لیا تھا".

"تم الزام لگا رہے ہو ".اب وہ کنفیوز ہو گئی تھی .

"پلیز "!اس نے زور دیا .

"اس دن میری ایک کولیگ نے مجھ سے لیپ ٹاپ لیا تھا ,اور " ..وہ ذہن پر زور دے رہی تھی ..

"اور؟ اور کس نے لیا تھا یاد کرو ".اس نے مزید زور دیا .

"اور " ..وہ اپنی آنکھیں میچ کر یاد کرنے کی کوشش کر رہی تھی .

"کس نے لیا تھا مہرال لیپ ٹاپ یاد کرو ".وہ ایسے گویا ہوا جیسے وہ حکم دے رہا ہو .

"مادام !یہ رہا آپکا لیپ ٹاپ ,مدد کیلیۓ شکریہ ".اس کے ذہن میں جھماکہ ہوا ,فوراً اس نے اپنی آنکھیں کھولیں .

"علی؟ "وہ دم بخود رہ گئ تھی .

"میں حیران ہوں کے تم اپنا پرسنل لیپ ٹاپ اتنی آسانی سے کسی کو کیسے دے سکتی ہو ".وہ افسوس سے اسے کہنے لگا .

"ہو سکتا ہے یہ علی نہ ہو ".اسے یقین ہی نہیں آرہا تھا.

"میں جانتا تھا ,اب یہ دیکھو ".وہ ہر چیز کیلیۓ تیار ہو کر آیا تھا .

"تمہیں لگتا ہے یہ سب کام کرے گا؟ دیکھ نہیں رہے وہ کتنی کانفیڈینٹ بیٹھی ہوئی ہے؟ مجھے نہیں لگتا کے اسکو فرق پڑتا ہے".

"تم جانتے نہیں ہو ابھی بھائی کو ,میں ایک سو ایک فیصد پر یقین ہوں کے سب میرے پلان کے مطابق ہو گا .اسکا بھائی دوست ہے میرا ,مجھے اندر کی سب باتیں پتا ہیں".

"لیکن تم جانتے ہو نا کے جس فیملی سے یہ تعلق رکھتی ہے وہاں یہ تصاویر کوئی معنی نہیں رکھتیں".

"تم فکر نہ کرو ,میں نے تمام انتظامات مکمل کر رکھے ہیں .یہ انکا فیورٹ پرسن نہیں ہے".

یہ حمدان اور علی بیگ کی ویڈیو تھی جو بہت ترچھے زاویئے سے بنائی گئی تھی ,اس میں صرف علی کا ہی چہرہ نظر آرہا تھا .

دونوں ہاتھوں کو منہ پر رکھ کر وہ جی بھر کر حیران ہوئی تھی .

"جبرئیل کے تم سے لاکھ اختلافات صحیح لیکن اس کو کبھی بھی لڑکیوں کی تصاویر چرا کر بلیک میل کرنے کا شوق نہیں رہا.وہ تمہارے ساتھ تلخ صحیح مگر بے ضرر ہے" .کل کہی ہوئی باتیں میر نے جب اسے یاد کروائیں تو اچانک اسے ڈھیروں شرمندگی نے آن گھیرا .

"میرا وہ مقصد نہیں تھا ,میں بس ڈر گئی تھی ".اپنی انگلیوں کو باہم پھنسائے وہ نیچے دیکھنے لگی تھی .

"انسان اگر آگ میں گر رہا ہو اور اسے بچانے کیلئے کسی پر جھوٹ باندھنا درکار ہو ,پھر بھی اسے کسی پر جھوٹ نہیں باندھنا چاہیئے ,کیونکہ آگ میں گرنے سے تو اللہ تعالیٰ بچا لیں گے ,لیکن جھوٹ بولنے پر چاہے ساری دنیا تمہاری مدد کیلئے اکھٹی ہو جائے ,تمہیں مدد نہیں آئے گی ".یہ کہہ کر وہ وہاں سے چل دیا .

"نہیں ,تم غلط ہو ,مجھے بچانے کوئی بھی نہیں آتا .مجھے ہمیشہ جہنم واصل کیا جاتا ہے ,سب جھوٹ بھی باندھتے ہیں ,مگر مجھے مدد نہیں آتی ".خود کلامی میں ایک آنسو گال سے نیچے بہہ گیا تھا جسے اس نے فوراً صاف کر لیا تھا .پھر کچھ یاد آیا مگر تب تک میر بہت دور نکل چکا تھا .اس کے پیچھے جانے کا کوئی فائدہ نہیں تھا .اس نے فوراً فون پکڑ کر میر کو کال ملائی .

"ہاں بولو؟ "اس نے کال وصول کرتے ہی پوچھا .

"میری تصاویر؟ "اس نے جھجکتے ہوئے پوچھا .

"فکر نہ کرو ,اب وہ اس کے پاس نہیں ہیں".

"مگر کیسے؟ "اسے ابھی بھی یقین نہیں آرہا تھا ,اب اس وجہ سے اس کو ٹارچر نہیں کیا جائے گا ,یہ سوچ کر ہی اسکا باطن سکون سے بھر گیا .

"وہ میرا مسئلہ ہے ".چند لمحے دونوں طرف خاموشی رہی .

"اور کچھ؟ "میر نے خاموشی توڑی .

"نہیں".

"اوکے "!

"بائے "!جواب سننے سے پہلے ہی مہرال نے فون ہینگ کر دیا .پھر کچھ یاد آنے پر مہرال نے اسے کال ملائی .

"ہیلو؟ "اسے لگا کے اب کی بار مہرال نے غلطی سے کال ملائی ہے .

"تھینکس ,آئی نو کے یہ سب تم نے اپنے بھائی کیلیئے کیا ہے ,لیکن اس سے میں بہت بڑی مصیبت سے بچ گئی ہوں . تھینکس اگین ".اب کی بار وہ مدہم سا مسکرائی بھی تھی.

"ہمم !اور کچھ کہنا تھا؟ "اچانک ہی اس کا لہجہ تبدیل ہوا تھا .

"نہیں ,بائے"!

"بائے " !فون بند کر کے وہ کافی دیر کھڑا فون کو گھورتا رہا .

"اگر یہ جبرئیل کیلئے ہوتا تو تمہاری تصاویر میں اس گھٹیا شخص سے کیوں نکلواتا؟ "کونکہ اسے کوئی جواب موصول نہیں ہوا تھا تو اس نے فون واپس پاکٹ میں ڈال لیا تھا" .ایڈیٹ "!کہتا ہوا وہ کلاس کی طرف چل پڑا .

"آجائیں "!وہ بیڈ پر لیٹی ہوئی کتاب کا مطالعہ کر رہی تھی جب اس کے کمرے کا دروازہ ناک ہوا تھا .

"مہر بی بی !صاحب کہہ رہے ہیں کے شام کو انکے کسی عزیز کے ہاں ولیمہ کے فنکشن کیلئے جانا ہے ,تیار رہئے گا " .ملازمہ کے منہ سے حکم نامہ سن کر اسکا حلق تک کڑوا ہو گیا تھا .

"اچھا تم جاؤ ".کتاب بند کر کے وہ سوچ میں پڑ گئی تھی .اسکا انکار ہرگز قبول نہیں ہونے والا تھا وہ یہ جانتی تھی .اور نظامی اسے فنکشنز پر کیوں لے کر جاتا ہے وہ یہ بھی جانتی تھی.

"لوگوں کی گڈ بکس میں آنے کیلئے یہ بھیڑیا مجھے آج شام پھر شو پیس کی طرح پیش کرے گا ".آنکھیں موند کر اب اس نے سر پیچھے ہیڈ بورڈ پر گرا لیا تھا" .ورنہ اتنی محبت تب کیوں نہیں جاگتی جب ساری فیملی ٹورز پر نکل جاتی ہے اور مجھے چھوڑ جاتے ہیں ".اندر غصے کا ابال

اٹھ رہا تھا ,پر وہ محض خود کو جلا رہی تھی ,اس سے زیادہ کرنے کی سکت اس میں تھی بھی نہیں .

"تم نے یہ سب کیا کیسے؟ علی کے پاس گئے تھے تم؟ "وہ دونوں بیکری کے بیکنگ روم میں کھڑے تھے .اس وقت پورا اسٹاف لنچ بریک پر تھا .

"میں نے حمدان کے کندھے پر رکھ کر تیر چلایا ہے ,کیونکہ میں ڈائریکٹ بیگ کے منہ لگنے کو تیار نہیں ہوں ".کاؤنٹر کے ساتھ ٹیک لگا کر کھڑا وہ اسے ساری بات بتا رہا تھا اور ایسا کرتے ہی اس کے ہونٹ ہلکی مسکراہٹ میں ڈھل گئے تھے" .حمدان کی فیملی کے کچھ سیکریٹس تھے میرے پاس ,جو اس کے خاندان کی ساکھ کو کافی نقصان پہنچا سکتے تھے ,اپنے خاندان کی عزت بچانے کیلئے اس نے اپنی جان پر کھیل کر وہ تصاویر بیگ سے نکلوائیں ".اپنی کہانی سنا کر وہ جبرئیل کے چہرے کی طرف دیکھنے لگا .جو اسے سنجیدہ چہرے کے ساتھ یک ٹک دیکھے جا رہا تھا .

"کم آن !یہ گھسے پٹے ڈائلاگز میں نے بہت پڑھے ہیں ,سچ بتاؤ کیا کیا تھا؟ "جبرئیل جست لگا کر کاؤنٹر پر بیٹھ گیا تھا .

وہ جو بہت محظوظ ہوا تھا اب صحیح بات بتانے لگا" .بیگ کی بہن حمدان کی گرل فرینڈ ہے ,یا پتا نہیں اللہ جانیں کے کیا ہے ".اس نے جھر جھری لی تھی" .حمدان کے موبائل میں بیگ کی بہن کی تصاویر تھیں .میں نے پلان اے بنایا کے حمدان کو بلیک میل کر کے مہرال کی تصاویر نکلوا لی جائیں .اور اگر پلان اے کام نہ کیا تو پلان بی کے مطابق بیگ کو ڈائریکٹ بلیک میل کرتا .اور میرا پلان بی ہر حال میں کام کر جاتا .لیکن اس کی نوبت نہیں آئی , حمدان اپنی گرل فرینڈ کے ساتھ کافی مخلص تھا .تو میرا پلان اے ہی کام کر گیا .اس نے بیگ کی ویڈیو بنا کر ثابت بھی کر دیا کے مہرال کی تصاویر بیگ نے چرائی ہیں ,اور اس کے لیپ ٹاپ سے تصاویر ڈیلیٹ بھی ہو گئیں ہیں".

"تمہیں کیسے پتا کے اس نے تصاویر ڈیلیٹ کر دیں؟ ہو سکتا ہے وہ جھوٹ بول رہا ہو تاکہ بعد میں تم سے بدلہ لے سکے؟ "جبرئیل نے ابرو اچکا کر ایک پہلو دکھایا تھا.

"ایسا نہیں ہوا ".پرسکون جواب آیا تھا.

"کیسے پتا؟ "وہ مطمئین ہی نہیں ہو رہا تھا.

"کیونکہ لیپ ٹاپ میں آپریٹ کر رہا تھا ".اطیمنان بخش جواب آیا تھا.

"تمہارے پاس کیسے آیا لیپ ٹاپ؟"

"بیگ کی بہن نے دیا تھا". دوبدو جواب آیا تھا.

"اور بیگ کی بہن تمہارے ساتھ غداری کیوں نہیں کرے گی؟ "ایک اچھے پروگرامر کی طرح وہ ہر کیس ٹیسٹ کر رہا تھا.

"کیونکہ وہ حمدان کے ساتھ غداری کر رہی ہے". آنکھ مارتا ہوا وہ بھی اس کے ساتھ آکر کاؤنٹر پر بیٹھ گیا تھا.

"وہاٹ؟ "وہ حیران رہ گیا تھا" .اور اتنا سب کرنے کا وقت تمہارے پاس کیسے آیا؟ "

"میرا وقت تبھی شروع ہو گیا تھا جب تم دونوں کو پروفیسر جاوید نے کلاس سے باہر نکالا تھا اور پریزنٹیشن دینے کے بعد بیگ اور حمدان ایک کارنر میں لیپ ٹاپ لے کر بیٹھ گئے تھے اور کلاس خالی ہونے کے بعد بھی وہ دونوں اسکے لیپ ٹاپ میں گم تھے .اس نے شاطرانہ چال نہیں چلی ,وہ ایک اچھا کھلاڑی نہیں ہے .لیکن اس کا مقابل بہت بڑا بیوقوف تھا .اس لئے مار کھا گیا". آخر میں میر نے ایک آہ بھری.

"ایک معمولی لڑکی کے لئے تم نے حدود توڑ دیں؟ "کن اکھیوں سے اس کا چہرہ دیکھتے ہوئے جبرئیل نے سوال کیا تھا.

"معمولی؟ معمولی نہیں ہے وہ میرے لئے ".میر حیران ہوا تھا" .ایسے ہی تو نہیں میں نے یہ سب کیا , تمہیں وہ کیسے معمولی لگ گئی؟ "

"پھر کس لئے کیا ہے یہ سب تم نے؟ "

متجسس دل کا سوال زبان پر آیا تو دماغ نے اس خبیث کو خوب کوسا ,سماعتوں میں ہلچل مچ گئی اور روح نے ارادہ کیا کے فنا ہو جائے ,آہ نکلی کے میر ,تو گونگا ہو جائے ,یا تیری یاداشت پرواز کر جائے مگر جس سے وہ پچھلے دو سالوں سے بھاگ رہا تھا ,آج رک کر اسے اپنا آپ سونپ دیا اس نے .جس بات کا ڈر تھا وہ ہونے لگا تھا .

"ماما !کب تک دوسروں کی شادیوں میں جائیں گے .بھائی کی شادی کر دیں اب ".زینب آئینے کے سامنے کھڑی ہو کر نفاست سے گولڈن اسکارف کے ساتھ حجاب کر رہی تھی . حالانکہ وہ چھوٹی تھی حجاب کیلئے مگر اس نے یہ عادات نہ جانے کب فرح بیگم سے چرا لی تھیں .اسکارف کی طرح کے ہی گولڈن گاؤن میں بلاشبہ وہ پرنسس لگ رہی تھی .اسکا چہرہ خوبصورت ہونے کیساتھ ساتھ معصوم بھی تھا .

"تم ہی مناؤ اپنے بھائی کو ,ہم تو تھک گئے ہیں کہہ کہہ کر تمہارے بھائی کو ". مسکراتے ہوئے اب وہ اپنی کالی سادہ چادر خود پر پھیلا کے لے رہی تھیں .

"تو جے بی کی ہی شادی کر دیں نہ ,اسے تو کوئی پسند بھی ہے ".بات کرتے ہوئے اسکی توجہ اپنی ماں پر بھی تھی کے وہ کیسے اتنی بڑی چادر اوڑھتی ہیں .

"دیکھو میں چلتی ہوں ,مجھے بتاؤ کے میری باڈی پر امینںٹ تو نہیں ہوتی؟ "چادر پر پِن لگا کر اب وہ زینب کو چل کر دکھا رہی تھیں .وہ اپنی چال دیوار گیر آئینے میں بھی دیکھ سکتی تھیں , لیکن وہ ایسا کر کے زینب کو سکھانا چاہتی تھیں کے 'کَوّرِنگ 'کسے کہتے ہیں .

"نہیں!بالکل ٹھیک ہے ,اتنی بڑی چادر میں ابھی بھی کوئی کسر رہ جاتی ہے؟ "وہ منہ پر ہاتھ رکھ کر کھکھلانے لگی تھی .

"بات طول کی نہیں ہوتی ,ہماری بچیاں اتنے اتنے بڑے کپڑے کے تھان میں بھی خود کو ڈھانپنا بھول جاتی ہیں .اور جنہوں نے ڈھانپنا ہوتا ہے وہ چند گز میں بھی سِمٹ جاتی ہیں ". مسکرا کر انہوں نے زینب کو جواب دیا تھا .

"اگر میں خود کو نہ ڈھانپتی تو کیا آپ مجھے پسند کرتیں؟ "اسے نجانے کیا سوجھا تھا.

"پہلے میں نے کبھی تمہیں خود کو ڈھانپنے کو کہا ہے؟ یہ معاملات تو انسان کے اللہ کے ساتھ ہوتے ہیں ,میں کون ہوتی بھلا تمہیں جج کرنے والی؟ "وہ اب زینب کے کپڑے سمیٹ کر لانڈری باسکٹ میں ڈال رہی تھیں .

"اچھا میں آپ کو کیا کہہ رہی ہوں اور آپ کیا کہہ رہی ہیں؟ جے بی کسی کو پسند کرتا ہے ماما .آپ اسکی شادی کر دیں نا ".وہ فرح بیگم کے ساتھ اب کمرہ سمیٹ رہی تھی .

"کسی کے بارے میں قیاس آرائیاں کریں تو کراماً کاتبین فوراً لکھ لیتے ہیں زینی ".واش بیسن میں ہاتھ دھوتے ہوئے انہوں نے واش روم سے ہی اسے ڈرایا تھا .اور وہ پیر پٹختی ہوئی باہر نکل گئی تھی .

"پھر کس لئے کیا ہے یہ سب تم نے؟ "

متجسس دل کا سوال زبان پر آیا تو دماغ نے اس خبیث کو خوب کوسا ,سماعتوں میں ہلچل مچ گئی اور روح نے ارادہ کیا کے فنا ہو جائے ,آہ نکلی کے میر ,تو گونگا ہو جائے ,یا تیری یاداشت پرواز کر جائے مگر جس سے وہ پچھلے دو سالوں سے بھاگ رہا تھا ,آج رک کر اسے اپنا آپ سونپ دیا اس نے .جس بات کا ڈر تھا وہ ہونے لگا تھا .

"محبت کیلیئے ".سینے پر ہاتھ رکھ کر میر نے اپنی دھڑکن محسوس کی تھی .کتنی بے ترتیب ہوئی تھی اسکی دھڑکن جب اس نے مہرال کیلیئے لفظ محبت استعمال کیا تھا" .اپنی محبت کیلیئے ,کیونکہ میرا دل مہرال سے محبت کرتا ہے ".آنکھیں موندھے وہ اس بات سے بے خبر تھا کے جبرئیل پر کتنی بڑی قیامت گزر رہی ہے .کن اکھیوں سے وہ دیکھ سکتا تھا کہ میر اس وقت اپنے جزبات سے کتنا سرشار ہے .اور جبرئیل !وہ تو سن رہ گیا تھا ,گویا کسی نے کرچی کرچی کر دیا ہو .

"تمہیں اس سے محبت ہے؟ "مدھم آواز میں سوال کیا گیا تھا .

"ہاں !کتنی؟ یہ میں نہیں جانتا .بس اتنا جانتا ہوں کے وہ مجھ پر حاوی ہو چکی ہے .اس کے باوجود کے وہ تم سے بد تمیزی کر جاتی ہے اور تم پر بہتان بھی باندھا ,مگر میرے دل نے اجازت نہیں دی کہ اسے زرا بھی تکلیف دوں ".اس کی آنکھیں ابھی بھی بند تھیں .

"اس کے باوجود کہ وہ کیسی ہے؟ آئی مین وہ ماما اور ہماری سوچ سے بہت مختلف اور بہت الگ خیالات کی ہے ,اسکا رہن سہن ہمارے گھر سے بہت مختلف ہے ,پھر بھی تم اپنی محبت کا اقرار کرتے ہو؟ "پتا نہیں وہ کیا اگلوانا چاہ رہا تھا .جواباً وہ آنکھیں بند کیئے خاموش رہا .

"شادی کروگے اس سے؟ "نگاہیں فرش پر جمائے اس نے سوال کیا تھا .

"اگر وہ مانی تو"!

"حالانکہ تم جانتے ہو کے اسکا رہن سہن ہمارے گھر میں پسند نہیں کیا جائے شاید ,پھر بھی تم بات آگے بڑھانا چاہتے ہو؟ چھوڑو گے نہیں اسے؟ "جبرئیل کے سوال پر میر نے آنکھیں کھول کر گردن اس کی جانب موڑی تھی.

"محبت میں قربانیاں دی جاتی ہیں ,محبت کو قربان نہیں کیا جاتا .محبت میں چیک لسٹ نہیں ہوتی کے اگر محبت میں مطلوبہ عناصر نہ پائے جائیں تو محبت چھوڑ دی جائے .محبت تو ہر حال میں قبول کی جاتی ہے .بشرطیکہ اللہ کی حدود سے تجاوز نہ کرے ".جبرئیل کو کسی نے بری طرح اندر سے جھنجھوڑا تھا .

"اور ...جو محبت کو قبول کرنے کے گٹس نہیں رکھتے؟ "اپنی آنکھیں فرش پر جمائے ہی اس نے سوال کیا ,کیونکہ اگر میر اس کی آنکھوں میں دیکھ لیتا تو اس کی چوری پکڑی جاتی .

"جن لوگوں پر محبت گراں گزرتی ہے تو وہ ابتداء سے محبت کریں .اور پھر سے گراں گزرے تو پھر محبت کریں ".جبرئیل کی حالت سے بے خبر وہ مسکرا کر جواب دے رہا تھا .

"ایک ہی انسان سے؟ "ابھی اسے جواب نہیں ملا تھا کے اسٹاف بیکنگ روم میں آنا شروع ہو گیا تھا .میر کاؤنٹر سے اتر کر انہیں ہدایات دینے لگا تھا ,مگر جبرئیل وہیں بیٹھا تھا ,ساکت و جامد ,ٹھنڈا ,بے روح !

جیٹ بلیک ویلوٹ کی شارٹ فراک جس پر گولڈن کام ہو رکھا تھا ,کے ساتھ جاماوار کا اسٹریٹ پاجامہ ,جو ٹخنوں سے بھی اوپر جاتا تھا ,اور پاؤں میں بلیک ہائی ہیلز پہنے اس نے اپنے لمبے بال سیدھے کر کے سارے پیچھے کو گرا رکھے تھے .جہاں پر اس کے بال ختم ہو جاتے تھے ,وہاں اس کی فراک بھی ختم ہو جاتی تھی .دوپٹہ ندارد اور لائٹ سے میک اپ کے ساتھ اتنی خوبصورت لگ رہی تھی کہ مرد تو مرد ,عورتوں کی بھی نظر اس پر آ کر ٹھہر رہی تھی .بالوں کی چند لئیرز جو قدرے چھوٹی تھیں ,کندھوں سے آگے کر رکھی تھیں . وہ اپنے ٹیبل پر بیٹھی بور ہو رہی تھی جب اسکی نظر تھوڑی دور دوسرے ٹیبل پر بیٹھے ہوئے جبرئیل پر پڑی .وہ بھی اسی کی ہی طرف دیکھ رہا تھا اور مہرال کے دیکھنے پر دوسری طرف دیکھنے لگا .سفید کالرڈ شرٹ پر بلیک اور وائٹ پیٹرنڈ سوٹ پہنے وہ اچھا خاصا ہینڈسم بھی اسے

گنوار ہی لگا تھا .اس کے ساتھ شاید اسکی والدہ اور بہن تھیں ,ایک سیٹ خالی تھی ,یقیناً وہ میر کی ہی ہو گی .

"اس نے پھر سے اسٹیج کی طرف دیکھنا شروع کر دیا .تھوڑی دیر بعد پھر اس نے اس ٹیبل کی طرف دیکھا جہاں اب میر بھی موجود تھا .وائٹ شرٹ پر بلیک ٹکس اور اس ہی رنگ کی بو ٹائی پہنے ,بال پیچھے کو بلو ڈرائی کیئے اس کی نظر اسٹیج کی جانب تھی" .کارٹون "!بلاوجہ اسے اس لقب سے نوازا کیونکہ وہ کارٹون اسے اچھا خاصہ ہینڈسم لگا تھا .اس سے نظریں پھیر کر اس نے پھر سے جبرئیل کی طرف دیکھا جو اپنے ساتھ بیٹھی ہوئی حجاب والی بچی کے کان میں کچھ کہہ رہا تھا .بات ختم ہوتے ہی وہ بچی پہلے یہاں وہاں دیکھنے لگی اور پھر اس نے مہرال کو دیکھا ,اور ساتھ ہی نظریں جبرئیل کی طرف پھیر لیں .صاف پتا لگ رہا تھا کے وہ بچی مہرال کو دیکھنے کیلیئے ایکٹنگ کر رہی تھی اور ایسا کرتے ہوئے وہ مہرال کو بہت پیاری لگی .وہ جبرئیل کو ابرو سکوڑے کچھ کہنے لگی جس کے جواب میں جبرئیل نے محض کندھے اچکائے تھے .کچھ لمحوں بعد جیسے اس بچی کو کچھ یاد آیا تھا ,وہ پھر سے اس کے کان میں کچھ کہہ رہی تھی , جس کے جواب میں جبرئیل نے اثبات میں سر ہلایا اور شاید وہ حیران ہوئی تھی جبھی اس نے اپنے دونوں ہاتھوں کو منہ پر رکھا تھا اور ایسا کرتے ہوئے نظر مہرال پر ڈالی مگر جب

اس نے مہرال کو اپنی طرف دیکھتے پایا تو فوراً سے ہاتھ ہٹا کر سنجیدگی سے اسٹیج کو دیکھنے لگی . کتنی معصوم تھی وہ .وہ اسے ایسے ہی دیکھتی رہتی اگر آنے والا اسکا سکوت نہ توڑ دیتا.

"مہر؟ بیٹی اٹھو ,ان سے ملو ".نظامی کے اتنے پر شفیق لہجے کو سن کر اسے لگتا تھا کے اس نے کوڑتمہ چکھ لیا ہو" .منافق "!وہ چہرے پر مسکراہٹ سجائے محض مسکرا کر ہی رہ گئی .

"فیروز یہ ہیں میری بڑی بیٹی مہرال .اور مہر بیٹا انہیں تو آپ جانتی ہی ہیں ,ماشآ اللہ اتنے بڑے نیوز چینل کے تجزیہ کار ہیں .اللہ نے بہت عزت دی ہے انہیں ".شفیق اور اعلیٰ ظرف ہونے کی ایکٹنگ کرتا ہوا وہ مہرال کو فیروز تقی سے ملوا رہا تھا .

"ہائے ,نائس ٹو میٹ یو ".باوقار اور پرکشش شخصیت نے ہاتھ آگے بڑھایا تھا .

"سیم ہئیر ".مصنوعی مسکراہٹ کے ساتھ اس نے بھی ہاتھ ملا واپس کھینچ لیا تھا .

"نظامی صاحب اگر میں غلط نہیں ہوں تو " ..وہ جانتی تھی اب کونسا گھسا پٹا ڈرامہ ہونے لگا ہے ,حالانکہ جو ٹکلہ یہ بات کرنے لگا تھا وہ کئی بار گھر پر بھی اس سے ملا ہے" .اس بچی اور اس کی ماں کو اس کے باپ نے گھر بدر نہیں کر دیا تھا؟ پھر آپ نے اپنا بڑا ظرف دکھا کر ان کو اپنے گھر میں جگہ دی اور اس کی ماں کو بھی اپنا نام دیا؟ یہ تو آپکی بیٹی نہ ہوئی پھر . اسے تو آپ نے رہنے کو چھت ,اعلیٰ تعلیم اور آسائشیں فراہم کی ہیں . قانوناً تو یہ کسی اور

کی بیٹی ہوئی ". نظامی سے بھی بڑا ایکٹر تھا یہ ٹکلہ .فیروز تقی اب آنکھیں سکوڑے نظامی کو دیکھنے لگا .

"ہاہاہا !کیسی باتیں کرتے ہیں باجوہ صاحب آپ بھی ,چھت اور تعلیم تو میں خیراتی طور پر ہزاروں لوگوں کو دے رہا ہوں .لیکن اس بچی کے ساتھ مجھے ذاتی انسیت ہے ".نظامی نے مہرال کو ساتھ لگا کر سر پر بوسہ دیا تھا .اور مہرال کو اس شخص کے وجود سے گھن آئی تھی . لیکن فیروز اسکی یہ محبت دیکھ کر متاثر ہوئے بنا نہیں رہ سکا تھا" .آئیں میں آپکو دوسرے بچوں سے بھی ملواتا ہوں ".یہ کہہ کر وہ فیروز کو ساتھ لے کر آگے چل دیا تھا ,اس کا مقصد پورا ہو چکا تھا .اور مہرال بہت دور تک اسکی پشت ہی دیکھتی رہی .

"اسلام و علیکم "!وہ نظامی کی پشت دیکھنے میں ہی مصروف تھی جب چہکتی ہوئی آواز میں کسی نے اپنا ہاتھ آگے بڑھا کر اس سے سلام کہا .یہ وہی تھی جو جبرئیل کے ساتھ باتیں کر رہی تھی .نزدیک سے وہ اور بھی پیاری لگ رہی تھی ,اسکی شباہت بالکل میر جیسی تھی .

"وعلیکم اسلام "!اس نے بھی ہاتھ بڑھا کر سلام کا جواب دیا .

"میں زینب ہوں ,سب مجھے زینی کہتے ہیں ,لیکن مجھے زینب کہلایا جانا زیادہ پسند ہے ". مسکراتے ہوئے اس نے خود اپنا تعارف کروایا تھا .

"میں مہرال ہوں ,لوگ مجھے مہر بلاتے ہیں ,اور مہر کہلانا مجھے بالکل پسند نہیں ".کندھے اچکا کر اس نے بھی اپنا تعارف کروایا تھا .

"کیا میں یہاں تمہارے پاس بیٹھ سکتی ہوں؟ "نہایت خوشی سے اس نے پوچھا تھا .

"کیوں؟ تمہاری سیٹ چوری ہو گئی ہے کیا؟ "مصنوعی تجسس سے اس نے استفسار کیا .جواباً منہ پر ہاتھ رکھ کر وہ کھکھلانے لگی .

"نہیں ,لیکن مجھے لگتا ہے کے تم ایک ہی سیٹ پر پوری آجاؤ گی؟ "پھر اس نے اپنا چہرہ اس کے قریب کر کے رازدارانہ طور پر پوچھا" ,آجاؤ گی نا؟ "اسکے انداز پر مہرال کا دل چاہا وہ زور زور سے اسکے گلابی گال کھینچے .کتنے پیارے انداز تھے اس کے .

"واللہ اگر تم نہیں بیٹھنے دینا چاہتی تو میں چلی جاتی ہوں ".مہرال کو خاموش پا کر وہ ہاتھ اٹھاتی ہوئی گویا سرینڈر کر رہی تھی .

"آؤ !بیٹھو ,لیکن ایک شرط پر ".اسے ڈر تھا کے وہ واپس نہ چلی جائے .اسکی کمپنی اسے اچھی لگی تھی .

"ویسے تو میں تمہاری شرط مانے بغیر بھی یہاں بیٹھ سکتی ہوں اور تم کچھ بھی نہیں کر سکو گی , لیکن پھر بھی میں تمہاری شرط سنوں گی ,کیونکہ تم زینب کو اچھی لگی ہو ".کہتے ہوئے وہ صوفہ پر بیٹھ گئی" .شرط بتاؤ؟"

مہرال بھی صوفے پر بیٹھ کر اب اسکی سمت دیکھنے لگی" .جبرئیل تمہارا بھائی ہے نا؟ "جواباً زینب نے محض اثبات میں سر ہلایا" .کیا کہہ رہا تھا وہ تم سے میرے بارے میں؟ "بال اپنے کان کے پیچھے اڑستی وہ زینب سے پوچھنے لگی .

"انہوں نے تمہارا نام بتایا تھا مجھے ".اس نے فوراً چھوٹا سا جواب بنایا تھا,جو کم از کم جھوٹ نہ ہو.

"مہرال؟ "وہ پریقین تھی کے یہ نام ہرگز نہیں بتایا ہو گا .انکار میں سر ہلاتی زینب نے آنکھیں چھوٹی کیں" .وہ تمہیں پسند نہیں آئے گا ".پھر ایک نظر سامنے بیٹھے جبرئیل پر ڈالی" .کیا تم میری دوست بنو گی؟ "

"مہرال حیران ہوئی تھی ,کیا چل رہا تھا اس چھوٹی بچی کے ذہن میں" .ہاں کیوں نہیں .تو بتاؤ کیسی دوست بنو گی تم میری؟ "میر کو اٹھتے دیکھ کر زینب بھی اٹھ گئی تھی" .وہ ہم بعد

میں ڈیسائیڈ کریں گے ". عجلت میں جاتے ہوئے اس نے پھر پیچھے مڑ کے دیکھا" . کیا میں تمہیں اپنی ماما کے فون سے کال کر سکتی ہوں؟"

"آ ...ہاں ٹھیک ہے کر لینا ". جلدی میں اسے سمجھ نہیں آیا تھا کہ وہ کیا کہتی ,اس لئے اس نے اجازت دے دی .اور ویسے بھی اس نے کونسا فون کر لینا تھا .

کیا اس نے زینب کو ہلکا لے لیا تھا؟ بیچاری !

گرے سویٹ پینٹس پر بلیک ٹی شرٹ پہنے جبرئیل رات کے ایک بجے اپنے کمرے میں داخل ہوا تھا .کمرے میں داخل ہو کر اپنے پیچھے دروازہ بند کیا تھا .پھر کچھ دیر وہیں کھڑا رہا .

"ہار گئے تم اپنی محبت .کتنے بیوقوف تھے تم ,جو جنگ تم خود سے کرتے آئے تھے ,وہ تو کوئی معنی ہی نہیں رکھتی تھی تمہارے لئے ".قدم قدم بڑھاتا اب وہ ڈریسنگ کے سامنے آکر کھڑا ہو گیا تھا . آئینے میں اپنا آپ اسے بے حد ہارا ہوا لگ رہا تھا .دونوں ہاتھ ٹیبل پر رکھے قدرے جھک کر وہ اب اپنی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا .

"چلی گئی وہ ہمیشہ کیلئے دور تم سے ,کیونکہ تم "!آئینے میں اپنی شہادت کی انگلی سے سینے پر دستک دیتے ہوئے وہ خود کو سچائی بتانے لگا" ,تم جبرئیل افروز ,محبت کیلئے بزدل نکلے .تم اسے ڈیزرو ہی نہیں کرتے تھے .دیکھو جو ڈیزرو کرتا ہے اس نے محبت پا لی".

ذہن میں اسکا خوبصورت چہرہ ابھرا جب وہ بال کانوں کے پیچھے اڑستی زینب سے باتیں کر رہی تھی" .ارے تم تو کائر نکلے "وہ اب اپنے ہاتھ سے آئینے میں خود کو للکار رہا تھا" ,تم میں تو اتنی ہمت نہیں تھی کے تم خود سے اعتراف کر لیتے ".کہتا ہوا وہ سیدھا ہوا اور جانے کیلئے پلٹ گیا .اور پھر یک لخت پلٹ کر پوری قوت سے مکّا آئینے پر دے مارا ,شیشہ کرچی کرچی ہو کر اسکا ہاتھ زخمی کر گیا تھا .آنکھوں کا پانی ضبط کرتے کرتے ناک سے پانی بہنے لگا جسے اس نے زخمی کلائی سے صاف کیا" .نفرت ہے مجھے تم سے ,نفرت ہے !تم نے آج اسے کھو دیا,جو تمہارے دل میں اتر گئی تھی ".اس نے یہ مکا گویا خود کو مارنا چاہا تھا.

"جے بی؟ دروازہ کھولو ,یہ کیسی آواز تھی؟ تم ٹھیک ہو؟ جے بی؟ "آواز سن کر ساتھ والے کمرے سے آ کر مِیر دروازہ کھٹکھٹانے لگا تھا.

"کچھ نہیں ,شیشہ ٹوٹ گیا ہے ,نازک چیزیں ,آجکل کی چیزوں میں پائیداری ہی نہیں ہے .تم جاؤ میں ٹھیک ہوں ".اپنی جگہ پر کھڑے ہی اس نے جواب دیا تھا.

"آر یو شیور؟ "میر کو وہ ٹھیک نہیں لگ رہا تھا. لیکن بعض اوقات کسی کو تنہائی دینا ضروری ہوتا ہے.

"اَبے ایکسرے کھینچ کے بھیجوں کیا؟ "مزاق میں بات کو ٹالتے ہوئے وہ اسے وہاں سے فوراً بھیجنا چاہتا تھا.

"بھاڑ میں جا, بھلائی کا تو زمانہ ہی نہیں ہے " .یہ کہہ کر وہ شاید چلا گیا تھا .اور جبرئیل اپنے زخمی ہاتھ کو دیکھ رہا تھا .پھر بے دلی سے ڈرار میں سے فرسٹ ایڈ باکس نکالتے ہوئے خود ہی اپنی ڈریسنگ کرنے لگا.

"ڈیم اٹ !باجوہ مجھے ہر حال میں یہ ٹرک کل حدود سے باہر چاہئیں ,بے جا تعلقات استعمال نہ کرو تم خود بھی پھنسو گے اور مجھے بھی پھنسواؤ گے ". فنکشن سے واپس لوٹ کر نظامی ابھی فریش ہو کر واپس لوٹا ہی تھا جب باجوہ کی کال اسے آئی تھی.

"دیکھو باجوہ !تمہارے ساتھ ہاتھ ملانے سے پہلے میں نے تمہیں اپنے کام کے تمام اصول سمجھائے تھے .ان ستائیس سال میں ایک بار بھی مجھ سے چونک نہیں ہوئی .میں نے پہلی

دفعہ ہی کام تم پر چھوڑا ہے اور دیکھو اب کیا کیا ہے تم نے ".وہ فون کان سے لگائے دوسرا ہاتھ ہلاتے ہوئے ایسے برہم ہو رہا تھا گویا باجوہ اس کے سامنے کھڑا اسے دیکھ رہا ہو.

"ٹھیک ہے ,پرسوں شام تک کا وقت ہے تمہارے پاس ,ورنہ اس کے بعد مجھے آگے جواب دینا پڑے گا .اگر پرسوں شام تک تم ٹرک حدود سے باہر نہ نکلوا سکے ,تو میرا ساتھ یہیں تک سمجھنا ".باجوہ کا اگلا جواب سنے بنا اس نے فون بند کر کے دراز میں رکھ دیا .یہ فون وہ صرف اپنے خفیہ کام کیلئے استعمال کرتا تھا .

"سبھی مفت خور پال رکھے ہیں یہاں "!بالوں میں دونوں ہاتھ پھیرتے نظامی کمرے میں یہاں سے وہاں مارچ کرنے لگا تھا .وہ پرکشش شخصیت کا حامل تو نہیں تھا ,ہاں مگر اسکی دولت اور اسکا رہن سہن اسکو قدرے پرکشش بناتا تھا .

ہاتھ پر ڈریسنگ کیے وہ گلاس ونڈو سے باہر آسمان کو دیکھ رہا تھا" .اللہ تعالیٰ ,آپ اسے میرا کر دیں ,ایک موقع دے دیں ,اس بار میں محبت نبھاؤں گا .میں اس بار اسے تنہا نہیں کروں گا .ایک بار اسے میرا کر دیں .اللہ تعالیٰ مہرال کو مجھ سے جوڑ دیں ".اب آنسوؤں کی باڑ ٹوٹنے لگی تھی .بلکہ ایسا لگتا تھا طوفان آنے والا ہے .

"اللہ تعالیٰ آپ تو بس کن کہیں گے ,اللہ تعالیٰ میری تو زندگی سنور جائے گی .اسے کھو دیا تو میں خود بھی کھو جاؤں گا ".رکی ہوئی آنسوؤں کی باڑ نے اس کی آنکھوں میں سرخی بھر دی تھی" .ذہن میں جھماکہ ہوا تھا" ,ایسا بھی تو ہو سکتا ہے کے وہ میر کو پسند نہ کرے ,وہ مجھے چاہے ,ہاں وہ اپنی مرضی سے میری بھی تو ہو سکتی ہے ".وہ خود کلام ہوا تھا .

ضمیر نے نفس کو دھتکارا تھا" .اے خبیث !اس کی خوشیوں کو چھیننا چاہتا ہے جس نے تیرے لئے اپنی ہر چیز قربان کی؟"

"بھائی پر تو جان بھی قربان کر دوں ,مگر سنا نہیں؟ کیا کہا تھا بھائی نے؟ محبت قربان نہیں کی جاتی ".نفس نے دوبدو جواب دیا تھا .

"تمہاری محبت تب کہاں مر گئی تھی جب میر اپنی محبت کیلئے تگ و دو کر رہا تھا؟ "ضمیر نے پھر سے دہائی دی .

"یہ فیصلہ تو اٹل ہے کے وہ میری ہی ہو گی ,چاہے تمہیں ہمیشہ کیلئے خاموش کیوں نہ کروانا پڑے ".مگر نفس خبیث بنا بیٹھا تھا .

"رحم نہیں آ رہا تمہیں بھائی پر؟ "ضمیر نے آخری سی کوشش کی تھی .

"تو کیا اپنی حالت قابلِ رحم بنا لوں؟ "نفس ارادہ کئے بیٹھا تھا. مجبوراً ضمیر کو خاموش ہونا ہی پڑا , نفس بازی لے گیا تھا, ضمیر ہار گیا تھا.

یہ تو حقیقت ہے ,خود غرضی میں ضمیر ہمیشہ ہار جایا کرتا ہے .ایسا اسی لئے ممکن ہوتا ہے کیونکہ ہم ضمیر کی خوراک ہمیشہ سے بہت کم رکھتے ہیں اور یہ کمزور رہ جاتا ہے, جبکہ نفس کو اس کی من پسند چیزوں سے نواز کر جب پروان چڑھاتے ہیں تو یہ بگڑی اولاد بن جاتا ہے , پھر ایک نہ ایک دن آپ کو اپنی بگڑی اولاد سے خسارہ اٹھانا ہی پڑتا ہے .

"اسلام و علیکم !کیسے ہو میر؟ "بلیو جینز اور بوتل گرین ٹاپ پر ڈل گولڈن حجاب اوڑھے جو بمشکل اس کے سر کو ہی کوّر کئے ہوئے تھا ,وہ چلتی ہوئی میر کی طرف آرہی تھی جس نے ٹریک سوٹ پہن رکھا تھا اور ابھی ابھی جوگنگ سے واپس لوٹا تھا .

"وعلیکم اسلام "!سادہ سا جواب دیتا ہوا اسکی جانب ایک نظر ڈالے بغیر وہ ٹی وی لاؤنج سے ہوتا ہوا کچن کی طرف بڑھ گیا .وہ جو نیچرل میک اپ کئے صبح صبح اس کیلئے تیار ہوئی تھی , پیر پٹخ کر رہ گئی .

"یار چھینا تو نہ کر ,مانگ لیا کر ".وہ جو فریج سے جوس کی بوتل نکال کر ,کچن میں پڑی چئیر پر بیٹھ کر پینے لگا تھا ,اچانک پیچھے سے آکر جبرئیل نے وہ بوتل اچک لی اور میز کی دوسری طرف بیٹھ کر اس کو دکھا کر پینے لگا تھا.

"مانگنے سے تو دے دیتا؟ "ابرو اچکا کر سوال کیا گیا تھا.

"پہلے کبھی انکار کیا ہے؟ "اسی کے انداز میں جواب لوٹایا گیا تھا.

"تو میں جو مانگوں گا وہ دے دو گے؟ "قدرے آگے کو جھک کر آزمایا تھا اس نے.

"آزما کے دیکھ لے ".اطیمنان بخش لہجے نے جتایا تھا.

"مانگنے پر تو نے نہ دیا تو؟ "ذہن کے پردے میں مہرال ابھری تھی.

"تو جا ,تجھے اجازت ہے ,چھین لینا "!آنکھوں کو سکوڑے وہ اسکی سوچ تک رسائی چاہتا تھا.

"پچھتاؤ گے ".پیچھے ہوتے ہوئے اس نے تمسخر اڑایا تھا.

"ٹرائی می "!ٹیبل پر پڑا چاکو اس کے آگے کھسکاتے ہوئے اسے اکسایا تھا.

"تڑپو گے بہت ".چاقو اٹھا کر میر کی ٹھوڑی کے نیچے رکھتے ہوئے اسے جیسے موقع دیا ہو.

"یو وِش "!اونچی ٹھوڑی کے ساتھ مسکراتے ہوئے جواب آیا تھا.

"اتنے پرعزم ہو؟ "چاکو پر دباؤ بڑھاتے ہوئے پوچھا گیا.

"ماما سے سیکھا ہے ".اطیمنان ہنوز اس کے لہجے میں برقرار تھا .

"تکلیف سہہ لو گے؟ "چاقو کو گول گھماتے ہوئے گویا وہ چاقو دھنسا دینے کا قائل تھا .

"تیار ہوں ".چاقو کو نوک سے پکڑ کر ٹھوڑی کے نیچے سے ہٹاتے ہوئے سیدھا سینے پر رکھتے ہوئے گویا اجازت دی.

"لیٹس سی ". چھری میز پر گرا کر بوتل واپس اس کی طرف اچھالی تھی .جسے اس نے بروقت کیچ کرتے ہوئے ڈھکن کھولا تھا .

"یہ بالبتوری یہاں کیا کر رہی ہے صبح صبح؟ "جوس کی بوتل لبوں سے ہٹاتے ہوئے اس نے ایشَل کا یہاں آنے کا مقصد پوچھا .

"دیدارِ یار کیلیئے ".چئیر سے ٹیک لگائے جبرئیل نے میر کی معلومات میں اضافہ کیا تھا.

"بکواس "!وہ بدمزہ ہوا تھا .

"بقول اسکے ,وہ اپنی پیاری چچی جان کیلیئے شال لے کر آئی ہے ,اور ابھی یونیورسٹی جانے سے پہلے وہ انہیں دینے آگئی ". تمسخرانہ موڈ میں اسے بتاتے ہوئے اسے کچھ سوجھا تھا" .ویسے تم یہ آپشن کنسیڈر کیوں نہیں کرتے؟ "اپنے تئیں اس نے بہت اچھا سجھاؤ دیا تھا .

"ہم اس بارے میں کل بات کر چکے ہیں ,اس لئے دونوں کا موازنہ کرنے مت بیٹھ جانا اب ".میر کو سخت کوفت ہوئی تھی .

"کیوں؟ "وہ جواز چاہتا تھا .

"کیونکہ "!جبرئیل کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے اس سے براہِ راست ہوا تھا" ,انسان جس سے محبت کرتا ہے ,اس کیلیئے ہزاروں دلائل اور جسٹی فکیشنز لے آتا ہے .اور جس سے محبت نہیں کرنا چاہتا وہ چاہے ولی اللہ بن کر بھی آ جائے ,دل اس کا نہیں ہونا چاہتا ".کہتے ہوئے اس نے ٹیبل کے نیچے سے جبرئیل کے ہاتھ پر زوردار کک رسید کی تھی جو وہ بہت دیر سے چھپانے کی کوشش کر رہا تھا .

"آؤچ "!زخمی ہاتھ کو سہلاتا ہوا وہ غصے سے ِمیر کو دیکھنے لگا تھا .

"تو باکسر صاحب رات کو باکسنگ کر رہے تھے ".اب تمسخر اڑانے کی باری میر کی تھی .

"مسٹر باکسر !یہ چوتھی دفعہ ہے ,اگلی دفعہ کیا توڑو گے؟."

"شاید کسی کا منہ "!چند لمحے دونوں سنجیدہ رہے اور پھر دونوں کے قہقہوں سے کچن گونج اٹھا تھا .

دسمبر کا آغاز تھا. گہری رات کے اس وقت یخ بستہ ہوا ہڈیوں کو جما دینے کیلئے کافی تھی جب وہ ہاتھ میں کافی کا مگ پکڑے ,ٹی شرٹ اور ٹراوزرز پر اپنی کیپ شال اوڑھے ٹیرس پر آگئی تھی .وہ اکثر سردی میں رات کے اس پہر ٹیرس پر آیا کرتی تھی .دور دور تک محض ویرانی نظر آ رہی تھی اور آسمان پر مدھم سا چاند ماحول کو کافی سکون بخشتا تھا .رات کی ٹھنڈک کو اپنے اندر اتارتے ہوئے نہ جانے کیوں اسکے ذہن میں وہ اسکارف اور گولڈن گاؤن والی زینب آئی تھی .چہرے پر بے اختیار مسکراہٹ آئی تھی .پھر جلدی سے آنکھیں کھول دیں .

"دشمن کے یار سے یاری؟ یہ تمھیں کیا ہوا مہرال ,دشمن کے دشمن سے یاری کون کرتا ہے , تمہاری تو منطق ہی الگ ہے ".سر جھٹک کر خود کلامی کرتے ہوئے وہ مگ پکڑے ریلنگ پر آکر کھڑی ہو گئی تھی .گیارہ سالہ زینب کے حجاب میں اب اس کو پانچ سالہ مہرال خِمار میں نظر آنے لگی تھی .

"پاپا !یہ اچھا لگ رہا ہے نہ مجھ پر؟ "سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھے سفید شلوار قمیض میں ملبوس ضامی مسکراتے ہوئے اپنی خوبصورت بیٹی کو دیکھ رہے تھے جسکے چھوٹے بال خمار میں سے باہر جھانک رہے تھے" .میری جان پر پہلے بھی کبھی کوئی چیز بری لگی ہے کیا؟ "ماتھے پر بوسہ لیتے ہوئے انہوں نے مہرال کی دل سے تعریف کی تھی .

"اور اللہ تعالیٰ کو اچھی لگ رہی ہوں؟ "ان کے قریب جھک کر کان میں سرگوشی کرتے ہوئے رازداری سے پوچھا.

"انہی سے پوچھ لو نا ".اسی کے انداز میں سرگوشی کرتے ہوئے ضامی نے ننھی مہرال کو مشکل میں ڈالا.

"کیسے پوچھوں؟ "بے صبری سے سرگوشی کرتی ہوئی ننھے سے ماتھے پر دو ننھی شکنیں ابھری تھیں.

"میں تمہارے دادا کے ساتھ جمعہ ادا کرنے جا رہا ہوں ". قمیض کو درست کرتے ہوئے وہ اٹھ کھڑے ہوئے تھے ,پھر اس کو اٹھا کر صوفہ پر کھڑا کرتے ہوئے قدرے اونچی آواز میں بولے" .تم بھی اپنی دادی جان کے ساتھ جا کر نماز پڑھو .نماز کے بعد وہ چوری چوری اللہ سے باتیں پوچھتی ہیں ,تم بھی اللہ سے پوچھ لینا ". مسکراتے ہوئے انہوں نے اسکی مشکل آسان کی تھی ,لیکن دوسری طرف تو کوئی اور ہی عالم تھا.

"کتنی جھوٹی ہیں دادی ,جب میں نے پوچھا تھا کے کیا کر رہی ہیں تو کہتیں' اپنی مہر کیلئے خوشیاں مانگ رہی ہوں '.ابھی پوچھتی ہوں زرا ان سے ".صوفے سے اترتی گرتی پڑتی وہ دادی کے کمرے میں جا پہنچی جہاں وہ نماز کی تیاری میں لگی ہوئی تھیں.مہرال اپنی ہیزل

آنکھوں سے انہیں گھور رہی تھی ,گھورتے گھورتے دو آنسو اسکی آنکھوں سے ٹپکے تھے اور کیپ شال میں جا کر جزب ہو گئے تھے .

"پاپا !مجھے میرے اللہ سے دور کیا ہے نا آپ نے ,خدا آپ کو بھی آپکے اللہ سے دور کر دے . آج میں خالی ہوں نا ,آپکا بھی آج اور کل خالی رہے .مجھے کافر بنا دیا آپ لوگوں نے , مومنین میں سے آپ بھی نہ رہیں .جو میں بھٹکی ہوں تو راہیں آپ لوگوں کی بھی کھو جائیں ".اپنے چہرے سے آنسو صاف کرتی اوپر آسمان کو دیکھنے لگی ,پھر ایسے نظریں پھیریں گویا اللہ سے نظریں چرا رہی ہو .لیکن جب اس کیفیت سے باہر نہ نکل پائی تو فوراً سیڑھیوں کا رخ کیا .لیکن اس کالے اندھیرے میں وہ کسی کو پیچھے چھوڑ گئی تھی .وہ نہیں جانتی تھی کے آج وہ وہاں اکیلی نہیں تھی .وہ تو چلی گئی تھی مگر اسکی ہمدرد وہیں کھڑی ہنوز آسمان کو تکے جا رہی تھی.

"کیو اے نے تمہارا کام ریجیکٹ کر دیا ہے .جانتی ہو تم؟ "شہلا نے آکر یہ خبر جب مہرال کو دی تو وہ جو کچھ پل آنکھیں موند کر چئیر سے ٹیک لگا کر بیٹھی تھی ,فوراً آنکھیں پھاڑے سیدھی ہو کر بیٹھ گئی.

"وہاٹ؟ دماغ ٹھیک ہے انکا؟ کس بنیاد پر ریجیکٹ کیا ہے اس نے میرا کام؟ "آواز کے اتار چڑھاؤ بتاتے تھے کے ابھی کیو اے کو نگل جائے گی, بس چہرے کے ایکسپریشنز نقاب کے پیچھے چھپے ہوئے تھے.

"پتا نہیں, لیکن ابھی ذکر نہ کرنا جب تک انکی خود تمہارے ساتھ میٹنگ نہ ہو جائے. ورنہ سارا نزلہ مجھ پر ہی گرے گا, کیونکہ ابھی یہ بات صرف مجھے اور شایان کو پتا ہے.

"ایسا کیسے چلے گا. میں پہلے ہی اپنا کتنا ٹائم آفس کو دے رہی ہوں. اب اور ٹائم دیا تو میرے فائنل ائیر پراجیکٹ پر اثر پڑے گا". وہ پھر سے سر چئیر کے ساتھ ٹکا کر بے چین ہوئی تھی.

آفس سے واپسی پر وہ پورچ کے سامنے اپنی گاڑی کھڑی کرتے ہوئے جب باہر نکلی تو دوسری گاڑی دیکھ کر اس کا حلق تک کڑوا ہو گیا تھا. وہ جانتی تھی یہ کون ہے.

"دی موسٹ آنرایبل پرسنیلٹی اِن ٹاؤن"! دونوں ہاتھوں کی انگلیوں سے ڈرامائی انداز میں ائیر کوٹس ڈالتی ہوئی وہ پورچ کی جانب بڑھ گئی. قریباً ستر برس کے قریب شخص سفید شلوار سوٹ پر کالی ویسٹ کوٹ پہنے گرے بالوں کے ساتھ قہقہے لگاتا مہک کو اپنے سینے کے ساتھ

لگائے باہر آ رہا تھا. مہرال خاموشی سے پاس سے گزر کر اندر بڑھنے لگی تھی جب پیچھے سے منافی نظامی نے آواز لگائی تھی.

"مغرور باپ کی مغرور اولاد, اونچے محلوں میں رہ کر بھی اسٹینڈرڈ وہی رہا, چچ! سلام تک گوارہ نہیں". نہایت حقارت سے کہے گئے الفاظ سن کر وہ بنا پلٹے وہیں رک گئی تھی.

"آپ اپنی بیٹی کا خیال کریں. میرے باپ تک پہنچنے کا حق آپکو کسی نے نہیں دیا". بہت سخت الفاظ کہنے سے اس نے خود کو بمشکل روک رکھا تھا.

"چھوڑیں نانُو, اس کی تو ویسے ہی کوئی عزت نہیں ہے, آپ کیوں کیچڑ میں ہاتھ ڈال رہے ہیں". مہک موقع سے محظوظ ہوتے ہوئے نانا کی چمچی بننے کی کوشش کر رہی تھی.

"پتا نہیں تمہارے باپ نے یہ کیچڑ کیوں اپنے گھر رکھا ہوا ہے. یہ جانتے ہوئے بھی کے کیچڑ میں ہاتھ ڈالو تو گندگی کے سوا کچھ ہاتھ نہیں لگتا". وہ جو خاموشی سے سن رہی تھی, اب مزید برداشت کرنا کٹھن ہوا تھا, بیگ اتار کر وہیں چھوڑا اور پلٹ کر تیزی سے منافی نظامی کی طرف بڑھی تھی.

"کسے کیچڑ کہا ہے آپ نے؟ کسے کیچڑ کہا ہے؟ جانتے بھی ہیں کیچڑ کیا ہوتا ہے؟" دانت پیستی ہوئی وہ آواز آہستہ رکھنے کی کوشش کر رہی تھی, کہ کہیں وہ بھیڑیا نہ سن لے". یہ

ہوتا ہے کیچڑ ".اپنے داہنے ہاتھ سے مناف نظامی کی صورت کی طرف اشارہ کرتی ہوئی وہ بتانے لگی".اسے کہتے ہیں ک "...

"بکواس بند کرو "!اس کے پیچھے سے نظامی چلایا تھا .نظامی کی آواز سن کر مہرال کا رنگ لٹھے کی مانند سفید ہو گیا .جس ہاتھ کو اٹھایا ہوا تھا وہ ہوا میں ہی معلق رہ گیا اور دل چاہا کے وقت وہاں تک ریوائینڈ ہو جائے جہاں اس کے نانا نے برا بھلا کہا تھا اور وہ خاموشی سے سلام کر کے وہاں سے چلی جائے ,مگر صد افسوس"!

"کیا بکواس کی ہے تم نے تایا جان کے بارے میں؟ "جبڑے بھینچ کر نظامی نے مہرال کے بالوں کو پیچھے سے ہی جکڑ لیا.

"ماما گھر پر نہیں ہیں ".بلیک جینز پر گرے اونی سویٹر پہنے وہ ایشل کو باہر سے ہی فارغ کرنے کا ارادہ رکھتا تھا جس نے جینز اور ٹاپ اور کارڈیگن کے اوپر حجاب لے رکھا تھا .اس حجاب کا خیال اسے تب ہی آتا تھا,جب اس نے میر کے سامنے آنا ہوتا تھا .

"میں جانتی ہوں,میں ویٹ کر لوں گی,اب ہٹو ".وہ واپس جانے کے موڈ میں بالکل بھی نہیں تھی .

"سنا نہیں ہے؟ گھر پر کوئی نہیں ہے ,تم نہیں آسکتی ".ماتھے پر بل ڈالے وہ تلخ ہوا تھا .

"کیوں نہیں آسکتی میں؟ میری چچی کا گھر ہے ,میں تو آؤں گی ".اسے پیچھے دھکیلتی ہوئی وہ دروازہ عبور کر گئی .اور وہ جسے چھوا جانا سخت نا پسند گزرا تھا ,غصے میں مٹھی کو بھینچ کر زبان زور سے دانتوں تلے دبا لی ,تا کہ خود کو کچھ بھی تلخ کہنے سے روک سکے .

"صرف آدھا گھنٹا ہی تو ہے ,پھر چچی آجائیں گے .بے وجہ ہی مجھے واپس بھیج رہے تھے ".وہ جو ٹی وی لاؤنج میں آکر بیٹھ گئی تھی ,اپنے وہاں بیٹھنے کی دلیلیں دینے لگی .

"میں اپنے روم میں جا رہا ہوں ".کم سے کم الفاظ میں وہ اسے بتا کر جانے لگا تھا .

"کم از کم پانی کا تو پوچھ ہی سکتے ہو ".اسے جاتا دیکھ ایشل کو اپنا وہاں آنا فضول لگا تو جھٹ بہانا بنا دیا .وہ جو اس کے بیگ کے ساتھ لٹکی بوتل کو دیکھ چکا تھا ,لب بھینچے پھر بھی پانی لینے کچن میں چلا گیا تا کہ ایشل کی خواہش کے مطابق بات کو طول نہ ملے" .وہ لڑکی کون تھی جس سے اس دن تم پارکنگ میں باتیں کر رہے تھے؟ "وہ جو پتہ کرنے آئی تھی وہ بات اس کے منہ سے نکل ہی آئی .مگر وہ جو پلٹنے لگا تھا اسکی بات سن کر متوجہ ہوا تھا .ظاہر ہے اسے برا لگا تھا .

"یہ میرا پرسنل میٹر ہے ,سٹے اَوے "!برہمی سے اسے جتایا,وہ جو پانی کا گلاس پکڑ رہی تھی کلس کر رہ گئی مگر چہرے پر ظاہری مسکراہٹ سجائے تپا دینے والا جواب دیا.
"میٹر پرسنل اور پلیس پبلک؟ واؤ ".ایک منٹ نہ لگتا میر کو ایشل کی جگہ دکھانے میں,مگر پھر تربیت آڑے آجاتی" .اسکے ساتھ باتیں کرتے ہوئے پتا ہی نہیں چلتا کے کہاں کھڑا ہوں .اس کو حق ہے,وہ بیشک صحرا میں کھڑا رکھے ".سرشار لہجے میں وہ بیشک ایشل کا منہ بند کروانے کیلئے ایکٹنگ ہی کر رہا تھا,مگر الفاظ اس کے دل نے ادا کئے تھے.پھر ایشل کے چہرے کے تاثرات دیکھے بغیر وہ اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا اور دروازہ لاک کر لیا.
ایسا کرنا بہت ضروری تھا .اب کم از کم ایشل بات بے بات اس کے گھر نہیں آیا کرے گی.
مگر غلط ثابت ہونے میں آپکو وقت ہی کتنا لگتا ہے؟

"کیا کہا ہے پھر سے بولو؟ "بال جکڑ کر اپنا چہرہ اسکے قریب کرتے ہوئے نظامی غرایا تھا.
"س ..سوری ..ڈیڈ ".وہ جانتی تھی ,اگر وہ اپنی صفائی میں مناف نظامی کے بارے میں کچھ کہے گی تو بری طرح پھنس جائے گی .اسلئے وہ ہمیشہ معافی مانگنے لگ جاتی تھی.

"بند کرو بکواس اپنی ". جتنی زور سے وہ چلایا تھا, تمام ملازمین یہاں وہاں دبک گئے تھے .جب بھی مہرال اس ظلم کا شکار ہوا کرتی تھی ,ان پر لازم ہو جاتا تھا کے وہ غائب ہو جائیں" .کس نے اجازت دی تمہیں تایا جان سے ایسے بات کرنے کی؟ "چٹاخ !زوردار تھپڑ سے وہ فرش پر جا گری تھی .اس سے پہلے کے نظامی اس تک پہنچتا ,وہ خود ہاتھ پیچھے باندھ کر سر جھکائے باادب کھڑی ہوگئ .کیونکہ اگر نظامی خود آکر اسے اٹھاتا تو وہ ضرور اسے بالوں سے جکڑ کر اٹھاتا .اور ایسے با ادب کھڑے ہونا تو اسے نظامی کی اٹھارہ سالہ ٹریننگ نے ہی سکھایا تھا .

"جانتی نہیں تم کس کیچڑ سے آئی ہو؟ کس گندی نالی کا کیڑا ہو؟ "اپنی تذلیل پر اسکی آنکھیں ڈبڈبا گئیں مگر آنسو اس وقت وہ آخری چیز تھے جو وہ اپنی آنکھوں میں چاہتی تھی ,اسلئے اثر زائل کرنے کیلئے جلدی جلدی اپنی آنکھیں پٹپٹانے لگی .

"تمہارا باپ "..چٹاخ" !اس کیچڑ میں پیدا ہوا "چٹاخ" !اور پھر اسی کیچڑ میں "چٹاخ" !تمہیں جگہ دی "چٹاخ" !وہ میں تھا "اپنے سینے پر شہادت کی انگلی سے اشارہ کرتے ہوئے ,چٹاخ ! "میں "!دوبارہ شہادت کی انگلی سے اشارہ کرتے ہوئے ,چٹاخ" !جس نے تمہیں آسائشیں دیں "چٹاخ" !تعلیم دی "چٹاخ" !عزت دی "چٹاخ !وہ ہاتھ باندھے تھپڑ پر تھپڑ کھا رہی تھی ,

حتیٰ کے ناک سے گرم سیال بہتا محسوس ہونے لگا ,جسے صاف کرنے کیلئے بھی اس نے اپنے ہاتھوں کو نہیں کھولا تھا .

"اور تم؟ "بالوں سے جکڑ کر اس کا چہرہ اپنے قریب کرتا ہوا وہ بپھرے شیر کی طرح غرایا تھا, مگر سرخ چہرے کے ساتھ مہرال کی جرأت نہ ہوئی کے نظریں اٹھا کر اوپر دیکھ لیتی" تم میرے ہی اپنوں کو ذلیل کرو گی؟ "چٹاخ !اس دفعہ کے وار سے وہ پھر زمین بوس ہوئی تھی مگر اس دفعہ وہ مناف نظامی کے قدموں میں گری تھی" .پاؤں پکڑ کر معافی مانگو تایا سے ". حکم صادر ہوا تھا .وہ پاؤں کے قریب خود کو بمشکل گھسیٹتی معافی مانگنے لگی تھی مگر پھٹا ہوا ہونٹ اجازت نہیں دے رہا تھا بولنے کیلئے .اور اس سے پہلے کے وہ کچھ بولتی ,مناف نظامی نے اسے دونوں کندھوں سے پکڑ کر خود کھڑا کیا تھا .لیکن اسکا سرخ چہرہ ,ناک سے بہتا خون جو چہرے کے اطراف میں بھی لگ گیا تھا اور پھٹا ہونٹ جس کی مجرم فرقان نظامی کی انگوٹھی تھی ,دیکھ کر مناف نظامی کا دل کچھ پل کیلئے بیٹھا تھا اور ذہن کے پردے میں وہ خوبصورت چہرہ لہرایا تھا جو چند لمحے پہلے مناف کو اگنور کر کے گزرا تھا" .جاؤ اپنے کمرے میں ".مناف نظامی کے ساتھ کھڑی مہک نے یہ نرمی نوٹِس کی تھی جس نے اسکا کچھ پل پہلے کا سارا موڈ غارت کر دیا تھا اور وہ پیر پٹختی ہوئی واپس اندر کی جانب بڑھ گئی .مہرال بھی

خاموشی سے پلٹ کر زینوں سے اپنا بیگ اٹھاتی ہوئی اندر ٹی وی لاؤنج کی جانب بڑھ گئی , جہاں پر نکہت صوفہ پر بیٹھی کسی سے فون پر بات کر رہی تھی .ایک نظر نکہت پر ڈالتی وہ سیڑھیاں چڑھتی ہوئی اپنے کمرے میں چلی گئی .اور دوسری طرف اسکا یہ حال دیکھ کر نکہت چند لمحے تھم تو گئی تھی ,مگر پھر سے فون پر بات کرنے لگی .

نفرت ایک دہکتا الاؤ ہے .اس میں واصل کرنے کیلیۓ وہ اعمال ہوتے ہیں جو اس الاؤ کی وجہ بنتے ہیں .مگر صد افسوس ہم اشرف المخلوقات !ان اعمال کی بجائے انسانوں کو اس الاؤ کی نزر کر بیٹھتے ہیں .

شاور کے ٹھنڈے پانی کے نیچے وہ وقت سے لا تعلق نجانے کب سے کھڑی تھی .غصے کی شدت تھی یا خود کشی کی کوشش ,اپنی سانس کے ساتھ مقابلے بازی کر بیٹھی تھی ,مگر جب کچھ بھی نہ ہوا اور برداشت کرنا مشکل ہو گیا تو وہ ہار گئی اور واش بیسن پر جھک کر تیز تیز سانس لینے لگی .جب سانس تھوڑی بحال ہوئی تو سیدھی ہو کر آئینے میں اپنا چہرہ دیکھنے لگی .

"زندگی تنگ ہو گئی ہے مہرال ,تمہیں اور کتنا جینا ہے ,مر جاؤ نا,خیرات کر دو یہ زندگی کسی کو .کب تھکو گی اس سفر سے ؟"ٹھنڈے یخ چہرے پر سے گرم آنسو پھسلنے لگے .اور حلق

سے ایک سسکی ابھری" .ایسے تو کوئی جانوروں کیساتھ بھی نہیں کرتا, مجھ پر ترس کیوں نہیں آتا؟ "وہ چہرہ اوپر کر کے شکوہ کر رہی تھی" .میرے ساتھ ایسا کیوں کرتا ہے نظامی؟ جس کے ساتھ دشمنی تھی اس کے ساتھ نبھاتا ".گرم پانی اب آنکھوں کے کناروں سے نکل کر کانوں کی لو تک بہنے لگا .جسے صاف کرتی ہوئی وہ تلخی سے سر جھٹک کر گیلے کپڑوں سمیت باہر نکل گئی تھی .یہ سوچ کر کے مزید کچھ بھی کہنا بے کار ہے .گیلے کپڑوں کو بدلنے کی زحمت کئے بنا وہ یونہی ٹھنڈے فرش پر لیٹ گئی .پھر جانے رات کا کونسا پہر تھا جب اس کے دکھتے بدن نے گرم بستر کی ضد کی .کپڑے تبدیل کر کے وہ باہر آئی تو بھوک نے ذہن کو جگایا .تبھی اسے پھر سے اسکی ہمدرد دِکھی تھی .

"یہ تو روز کی بات ہے ,اگر سب کی طرح تم بھی خود کیساتھ ایسے کرو گی تو جہنم یہیں مل جائے گی ".وہ پریشان ہوئی تھی .جواباً مہرال نے محض اثبات میں سر ہلا دیا تھا .کچھ کہنے کی سکت نہیں تھی ابھی .دروازہ کھول کر ٹھنڈی راہداری میں قدم رکھے اور کچن میں اپنے لئے بس چائے بنا کر ساتھ چند اسنیکس اپنی پلیٹ میں رکھے وہ واپس کمرے میں آگئی .رات کے اس پہر اس کے ہاتھ میں اسنیکس دیکھ کر اسکی ہمدرد ابرو اچکا کر اسے دیکھنے لگی .

"جب زندگی اتنی بے ترتیب ہو تو کھانا کیوں نہیں؟ "وہ بھی کندھے اچکا کر بیٹھ گئی .

مسلسل فون کی وائیبریشن اسے خوابوں کی دنیا سے حقیقت میں لائی تھی ,لیکن جب تک اسکا دماغ اسکی حسیات لوٹا پاتا ,فون بند ہو چکا تھا .

"آہ "!سر میں درد کی شدید ٹیسیں اٹھ رہی تھیں اور جسم سے نکلتی ہوئی یہ تپش کیسی تھی؟ کچھ دیر میں جب وہ ماحول کی عادی ہوئی تو اسے احساس ہوا کے کل سردی میں ٹھنڈے پانی میں بھیگے رہنے سے اسکو بخار ہو گیا ہے شاید .بمشکل کہنیوں کا سہارا لیتے ہوئے دراز میں سے ڈیجیٹل تھرما میٹر نکال کر چیک کیا تو معلوم ہوا کے اسے واقعی بخار ہے .

"بس اسی کی ہی کسر تھی ".سر واپس تکیے پر گراتے ہوئے اس نے تلخی سے سوچا .اتنی دیر میں پھر سے موبائل بجنے لگا" .یہ کس کو سکون نہیں ہے صبح صبح؟ "سائیڈ ٹیبل سے موبائل اٹھا کر دیکھا تو کسی لینڈ لائن سے کال آ رہی تھی .

"ہیلو؟ "بولتے ہوئے ہونٹ میں تکلیف محسوس ہو رہی تھی جسے اس نے نظر انداز کر دیا .

"اسلام و علیکم ,مہرال سے بات کر سکتی ہوں؟ "سیکنڈز میں وہ اس آواز کو پہچانی تھی .

"مہرال ہی بات کر رہی ہوں ".وہ حیران تھی کہ زینب نے واقعی ہی کال کر دی تھی؟

"میں نے سلام بھی لیا ہے ".زینب نے یاد دہانی کروائی تھی" .اور تمہاری آواز کو کیا ہوا ہے؟ "

"وعلیکم اسلام, تمہیں میرا نمبر کیسے ملا؟ "وہ اٹھ کر بیٹھ گئی .چاہے جو بھی تھا ,زینب کا اسے فون کرنا اچھا لگا تھا .

"جے بی سے .تم ٹھیک ہو؟ "اس کی آواز میں تشویش تھی .

"نہیں "!پہلی بار کسی نے اتنی تشویش کا اظہار کیا تھا تو بے اختیار اس کے منہ سے نکل آیا .

"آئی مین فلو ہے ,ٹھیک ہو جائے گا ".وہ فوراً خود کو کمپوز کرتی ہوئی بات بدل گئی .

"میں تم سے ملنے آ جاؤں؟ پلیز "!اس کی فرمائش سن کر وہ ہڑبڑائی" .نہیں ,آئی مین , تمہارے بھائی کو اچھا نہیں لگے گا ".وہ کسی صورت یہ نہیں چاہتی تھی کے کسی کو بھی خبر ہو اس سے کئے جانے والے سلوک کے بارے میں .

"کون؟ جے بی؟ وہ تو کچھ بھی نہیں کہے گا ".اس نے جیسے مہرال کی مشکل آسان کی تھی .

"میں خود آ جاؤں گی تم سے ملنے ".مہرال نے ٹالنے کی کوشش کی تھی .

"کب؟ "زینب بے چینی سے پوچھنے لگی .

"وہ ہم بعد میں ڈیسائیڈ کریں گے ". مسکراتے ہوئے زینب کو اسی کی لائن لوٹائی تھی .

"مگر میرے پاس تمہاری تصاویر ہیں ,میں تمہیں دکھانا چاہتی ہوں ".اس نے گویا کوئی دھماکہ کیا تھا .

"ک ...کونسی تصاویر؟ "وہ ہکلائی تھی .

"میر بھائی کے فون میں ہیں ".نہایت سادگی سے جواب دیا تھا .بچے واقعی معصوم ہوتے ہیں . کتنی سادگی سے آپ پر پہاڑ توڑ دیتے ہیں .

"بلیک میلر "!وہ زیرِ لب بڑبڑائی تھی .

اسٹڈی سے واپس آکر اس نے اپنا لیپ ٹاپ اور موبائل سائیڈ ٹیبل پر رکھ دیا .سفید جوگرز پر بلیک ٹی شرٹ پہنے وہ اوندھے منہ بیڈ پر گرا تھا .کچھ ہی پل گزرے تھے جب اسکا موبائل واٹس ایپ کی نوٹیفیکیشن ٹون سے کتنی دیر تک بجتا رہا تھا" .رات کے اس پہر اتنے سارے میسجز؟ "میر اٹھ کر موبائل دیکھنے لگا تھا .آنکھیں سرخ اور بال ماتھے پر دائیں طرف گر رہے تھے .مگر اسکرین پر چمکتا ہوا' اِیشل 'دیکھ کر اسکا سر پیٹ لینے کو جی چاہا.

اس نے بہت سی تصاویر بھیجیں تھیں. جنہیں ڈاؤنلوڈ کر کے وہ دیکھنے لگا تھا. جس میں سے ایک تصویر پر کیپشن لکھی ہوئی تھی" , یہ وہی ہے نا' پرسنل میٹر 'والی؟ "مہرال کی ولیمہ فنکشن والی تصاویر بھیج کر وہ اس سے تصدیق کرنا چاہ رہی تھی. کچھ تصاویر میں مہرال اپنی فیملی کیساتھ کھڑی تھی , بالخصوص اس کی تصاویر ایک ویل پرسنیلٹڈ شخص کیساتھ تھیں. ضرور وہ اسکا باپ تھا, جو شاید اس سے بہت پیار کرتا تھا, اور بہت سی تصاویر اس کی اکیلی کی تھیں. جو کے فوٹوگرافر نے شاید اس کی لاعلمی میں ہی کھینچی تھیں. ظاہر ہے, اس رات وہ حسن کی دیوی معلوم ہوتی تھی.

"کیا یہ تمہیں خوبصورت لگتی ہے؟ دیکھو اس نے تو بال بھی نہیں ڈھانپے". جب میر نے کافی دیر تک رپلائی نہ کیا تو اس نے خود سے ہی پوچھ لیا.

"تمہیں پتا ہے تم اس سے بھی زیادہ خوبصورت لگ سکتی ہو؟ "میر نے کچھ سوچ کر میسج کیا.

"سچ؟ "فوراً سے رپلائی آیا تھا؟

"بلیو می".

"وہ کیسے؟"

"تمہیں بس اپنے چہرے پر سلائیٹ سا چینج کروانا پڑے گا".

"آہاں؟ "جیسے وہ فوراً رضامند ہو گئی ہو.

"تم نوز جاب کروا لو ". ساتھ میں لمبی ناک والی ایموجی بھی بھیجی تھی.

"مگر میری ناک تو پرفیکٹ ہے ". دوسرے میسج میں اس نے کنفیوزڈ ایموجی بھیجی تھی.

"تو پھر یہ دوسروں کے معاملات میں اٹک کیسے جاتی ہے؟ "جواب دیکھے بنا اس نے موبائل سائیلینٹ پر لگا کر واپس ٹیبل پر رکھ دیا تھا" .احمق خاتون"!

براؤن ویسٹ بیگ کمر سے باندھ کر اب وہ اپنے بالوں کو جوڑے میں باندھ رہی تھی .کیونکہ گھر سے تھوڑی دور جا کر اسے نقاب ہی کرنا تھا .لیکن چہرے پر ہلکا ہلکا میک اپ کر لیا تھا, تاکہ نشان چھپ جائیں .ایسا کرنا ضروری تھا تاکہ گھر میں سب کو یہ تاثر دیا جا سکے کہ وہ کہیں باہر جا رہی ہے .سر میں ابھی بھی ٹیسیں اٹھ رہی تھیں مگر بخار اب نہیں تھا,کیونکہ وہ دوا لے چکی تھی .

اپنا فون جو وہ آفس کے علاوہ ہر جگہ استعمال کرتی تھی ,وائیبریشن پر لگا کر ویسٹ بیگ میں ڈال لیا اور دوسرا موبائل جو قدرے سستا تھا اور صرف آفس کیلئے استعمال کرتی تھی ,وہ اپنی جینز کی بیک پاکٹ میں ڈال لیا,جسے یقیناً اس نے گاڑی میں بیٹھ کر استعمال میں لانا تھا.

"کہاں جا رہی ہو مہر؟ "وہ جو جانے کیلئے بالکل تیار ہی تھی ,پورچ میں مہک نے اسکا راستہ روک لیا.

"شمائم کے گھر جا رہی ہوں ,پتا تو ہے کے اس کے ساتھ میں اسکا فری لانسنگ اکاؤنٹ چلا رہی ہوں .اور میں نے کہاں جانا ہے؟ "سخت کوفت کا شکار ہوتی وہ جانے کیلئے آگے بڑھی تھی جب مہک نے اپنی بازو دراز کر کے اسکا راستہ روک لیا.

"بہت شوق ہے نانا کی چہیتی بننے کا اور ہمدردیاں بٹورنے کا؟ "ماتھے پر تیوریاں چڑھا کر شدید حسد میں وہ گویا ہوئی تھی .خود سے آٹھ سال چھوٹی مہک کے اس انداز پر اسکا جی چاہا کے اسکا منہ توڑ دے پر جیسے ہی اسے اپنا کل کا ٹوٹا ہوا منہ یاد آیا اس نے فوراً اپنی خواہش کا گلا گھونٹا.

"تمہارے نانا تمہارے ہیں اور تمہارے ہی رہیں گے ,اب جانے دو مجھے ".ہیزل آنکھوں کو چھوٹی کر کے تحمل سے جواب دیتے ہوئے اس نے اجازت مانگی تو مہک کو اسکے اتنے نارمل حلیے میں بھی اسکے حسن پر رشک آیا تھا .پھر سر جھٹکتی گویا ہوئی.

"تمہیں اگر میں نے دوبارہ نانُو کے اردگرد بھی بھٹکتے دیکھ لیا تو یاد رکھنا تمہاری صورت اس قابل نہیں بچے گی کے تم خود کو پہچان سکو".اپنی شہادت کی انگلی دکھا کر چیلنج کرتی ہوئی وہ

آگے بڑھ گئی تھی, مگر مہرال اسی جگہ پر کھڑی رہی .کیونکہ اپنے خیالات میں وہ مہک کی وہی شہادت کی انگلی توڑ رہی تھی اور اسے چینختے دیکھ کر مہرال کو بہت مزہ آرہا تھا.

"اولا پرینسیسا "!اسٹڈی ٹیبل پر بیٹھی وہ اپنے پراجیکٹ پر کام کر رہی تھی جب اسکے فون کی بیپ سنائی دی تھی .اسکرین پر میر کا نمبر جگمگا رہا تھا مگر یہ میسج میر کی طرف سے نہیں ہو سکتا تھا .اس سے پہلے کے وہ کشمکش میں پڑتی دوسرا میسج بھی ریسیو ہوا" .زینب عقی"!
ٹرانسلیٹ کرنے پر مہرال کو میسج کچھ اس طرح سے نظر آیا:

"Hello Princess. Zainab Here!"

اس سے پہلے کے مہرال رپلائی کرتی ,زینب نے ایک اور میسج کیا تھا" .کیا تم فری ہو؟"
"اگر میں نہ فری ہوئی تو؟ "وہ ریوالونگ چئیر پر پیچھے کو ٹیک لگا کر اب فرصت سے رپلائی کرنے لگی.
"لیکن پاکستان تو ایک الگ ملک بن چکا ہے نا؟ "نہایت سنجیدگی سے میسج کو پڑھتی ہوئی وہ کچھ پل رکی پھر سمجھ آنے پر سر پیچھے پھینک کر ہنسنے لگی.
"رات کے اس پہر الّو جاگتے ہیں ".مہرال نے حساب برابر کرنا چاہا تھا .

"تو تم رسومات پوری کرنے نکل پڑیں؟ "وہ بھی زینب تھی.

"تمھارے منہ میں زبان ہی ہے نا یا قینچی لگی ہوئی ہے؟ "مہرال اسکی حاضر جوابی پر حیران رہ گئی تھی.

"وہاٹ؟ تمہاری زبان اڈیپٹ ایبل ہے کیا؟ "مہرال اپنا سر پیٹ کر رہ گئی .اس سے پہلے کے وہ کچھ سوچ سکتی ,زینب نے اسے اسکی وہ تمام تصاویر بھیج دیں جو اس دن فنکشن پر لی گئیں تھیں.

"یہ تمہاری پکچرز ہیں ,جو اس دن میرے کزن کے ولیمہ پر لی گئیں تھیں .میری کزن نے یہ میر بھائی کو بھیجیں تھیں .میں نے سوچا یہ تمہارے پاس ہونی چاہئیں ". میسج کرنے کے بعد ایک اسمائل بھی بھیجی تھی.

"تم ان پکچرز کی بات کر رہی تھی؟ "کل رات وہ میر کے بارے میں کتنا غلط سوچ رہی تھی . اسے ندامت ہوئی.

"ہاں ,اچھی ہیں نا پرینسیسا؟ اور میں سونے جا رہی ہوں . گڈ نائیٹ "!مہرال کو اسکا اسپینش میں میسج کرنا بہت پسند آیا تھا.

"تمھیں اسپینش آتی ہے؟ "مہرال نے دلچسپی لی تھی.

"ہاں تھوڑی تھوڑی ,میر بھائی نے سکھائی ہے".

"میر کو اسپینش آتی ہے؟"

"ہاں ,تم سیکھنا چاہتی ہو؟ "مہرال کے ذہن میں اس دن پارکنگ میں کی گئی گفتگو آئی تھی , اور ندامت کی وجہ سے دوبارہ آمنے سامنے بات نہیں کی تھی.

"نہیں ,کوئی ڈمب ہی ہو گا جو اس سے بات بھی کرے گا". یہ ندامت ہی کا اثر تھا جو میسج پر نکل گیا تھا, مگر بعد میں وہ پچھتائی تھی. ظاہر ہے زینب کو برا لگ سکتا تھا.

"ناک ناک "!دوسری طرف سے میسج موصول ہوا تھا.

"ہو اِز دئیر؟ "مہرال نے دلچسپی سے جواب دیا تھا.

"ڈمب ٹاکنگ ٹو "پھر سے میسج آیا تھا.

"ڈمب ٹاکنگ ٹو ہو؟ "متجسس میسج پر بنا سوچے مہرال نے رپلائی کیا.

"مِیر "!چند پل لگے تھے اسے سمجھنے میں ,مگر جیسے ہی اسے سمجھ آیا تو اس نے موبائل کو ٹیبل پر زور سے ایسے چھوڑا گویا اچھوت ہو اور دونوں ہاتھوں سے منہ کو ڈھانپ لیا. آنکھوں میں ندامت ہی ندامت تھی. مگر جب کچھ دیر تک ندامت کا اثر زائل نہ ہوا تو بیڈ پر اوندھے منہ گر کر چہرہ تکیوں کے نیچے چھپا لیا.

آج اس نے وائٹ اور بلیک اسٹرائیپڈ پینٹس پر سفید ٹی شرٹ اور ڈینم جیکٹ پہن رکھی تھی .کیونکہ آج دھوپ نکلی تھی تو اسکا سویٹر سے کچھ ہٹ کر پہننے کو دل چاہا تھا .کوریڈور میں کھڑی ہو کر وہ اپنی گروپ ممبر مائدہ سے اپنے پراجیکٹ کے سلسلے میں ڈسکس کر رہی تھی جب حمدان بھی ان کے ساتھ آکر کھڑا ہو گیا تھا .یقیناً اس نے سامنے سے آتے میر کو دیکھ لیا تھا.

"ہیلو مہرال؟ ہاؤ آر یو؟ "ہاتھ آگے بڑھاتے ہوئے اس نے نہایت خوشگوار انداز میں مہرال سے کہا.

"ہائے ,آئی ایم گوڈ ".ہاتھ تھامتے ہوئے گویا اس نے میر کے قدم بھی تھام لئے تھے .مگر اس کی پوزیشن آکورڈ ہو گئی جب حمدان نے اسکا ہاتھ چھوڑنے کی بجائے آگے بات جاری رکھی.

"ایکچوئلی ,مجھے ہیلپ چاہیئے تھی تمہاری ".حمدان نے یہ کہتے ہوئے اپنا دوسرا ہاتھ بھی بڑھایا اور اب اسکا ہاتھ حمدان کے دونوں ہاتھوں میں تھا مگر انداز اتنا بیچارا سا تھا گویا وہ واقعی مدد

کیلئے آیا ہے .اور وہ صدا کی بیوقوف جو مدد کے چکروں میں ہمیشہ اپنا خسارہ کر بیٹھتی تھی ,
اس دفعہ بھی حامی بھر لی.

"ہاں شیور !کیا کرنا ہے بولو؟ "وہ فیصلہ نہیں کر پا رہی تھی کے اپنا ہاتھ چھڑوا لے یا ایسے
ہی آکورڈ ہوتی رہے .

"ایسا کرتے ہیں کیفے میں بیٹھ کر میں تمہیں اپنے پراجیکٹ کے بارے میں بتاتا ہوں اور تم
میری ہیلپ کر دینا ".لب مسکراہٹ میں ڈھلے تھے .اسی لمحے مہرال نے جبرئیل کو لب بھینچے
غصے سے اپنی اور حمدان کی طرف بڑھتے دیکھا تھا .وہ اتنے غصے میں اس طرف کیوں آ رہا
تھا .کیا اسے برا لگا تھا مہرال کا زینب سے بات کرنا؟

"آئی پرامس میں تمہارا زیادہ ٹائم نہیں لوں "...

"آہ "!..زوردار مکے سے وہ دیوار کے ساتھ لگا تھا .

"ذلیل انسان "!مہرال نے دونوں ہاتھ منہ پر رکھ لئے تھے.

"آہہہ "!اب پڑنے والی لات نے اسے زمین بوس کر دیا تھا .مہرال نے ہاتھ ہٹا کر مارنے
والے کی طرف دیکھا .وہ میر تھا .اور میر سے چند قدم کے فاصلے پر ہی جبرئیل بت بنے کھڑا
تھا.

"دغا باز "!بلیک جینز پر آف وائٹ راؤنڈ نیک سویٹر پہنے, جس کے آستین کہنیوں تک چڑھا رکھے تھے, میر نے اس کے اوپر جھکتے ہوئے کہا" .یونی ورسٹی آتے ہو اور بھائی سے ملے بنا ہی چلے جاتے ہو؟ "پھر اپنا ہاتھ بڑھاتے ہوئے دوستانہ انداز میں کہا" ,ہاتھ پکڑو میرا, آج کہیں باہر چلتے ہیں ".وہ جو زمین پر لیٹے لیٹے ہی اسکی بات سمجھ گیا تھا, گھبراتے ہوئے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا جسے میر نے بہت بے دردی سے مسلا تھا مگر بنا آواز کئے حمدان نے وہ درد سہا تھا.

"کارٹون "!میر کے ملنے کے انداز پر حیران ہوتی ہوئی وہ مائدہ کے ساتھ اب وہاں سے جا چکی تھی .جبرئیل بھی پلٹ گیا تھا.

"دو بجے ,پارکنگ میں میرا ویٹ کرنا ".میر اب حمدان کو حکم دے کر چلا گیا تھا, مگر حمدان وہیں سن کھڑا خود کو کوس رہا تھا .کیونکہ وہ جانتا تھا کے اب اس کے ساتھ کیا کیا ہو سکتا ہے.

"ماما یہ کتنی پیاری ہے نا؟ "زینب فرح بیگم کو مہرال کی تصویر دکھاتے ہوئے بولی تھی جو اسکول سے آنے کے بعد فوراً کچن میں چلی گئیں تھیں اور اب فارغ ہوئیں تھیں.

"ماشاءاللہ ".صوفہ پر بیٹھتے ہوئے انہوں نے بھی مسکرا کر تعریف کی تھی.

"ایشل نے یہ تصویریں بھیجی ہیں ,وہ جیلس ہوتی ہے مہرال سے ". آخری بات زینب نے فرح بیگم کے کان کے قریب ہو کر آہستہ آواز میں کہا تھا.

"زینی ,کراماً کاتبین ایسے بھی سن لیتے ہیں ". فرح بیگم نے نارمل انداز میں اسے تنبیہہ کی تھی , اور اب موبائل زینب سے پکڑ کر خود استعمال کرنے لگی تھیں.

"واللہ ماما یہ جھوٹ نہیں ہے ,یہ سچ ہے .میں نے خود دیکھا ہے .ایشل ,مہرال سے بہت جلتی ہے .فنکشن پر بھی "...زینب شرمندہ ہونے پر فرح بیگم سے زیادہ کراماً کاتبین کو صفائی دے رہی تھی .

"ٹھیک ہے ,اب تم نے دو کبیرہ گناہ کئے ہیں زینی ,تم نے بہتان بھی باندھا ہے اور غیبت بھی کی ہے .کیا ملا ہے تمہیں یہ کر کے؟ "جب انہوں نے دیکھا کے زینب نادانستگی میں معاملے کو زیادہ بڑھا رہی ہے ,تو انہوں نے اپنے شفیق لہجے کو بالائے طاق رکھتے ہوئے برہمی سے اسے ٹوک دیا.

"ماما؟ "زینب بے یقینی سے انہیں دیکھنے لگی تھی.

"کیا ہی عجب ہے نا ,صرف چند لمحوں کی لذت کیلئے جس کا آئندہ کبھی بھی تمہیں فائدہ نہیں ہو گا ,بلکہ ایسے گناہ کر کے تم نے اللہ کا غضب اپنے ذمے لے لیا ہے ,کیا تم میں اتنی قوت

ہے کے تا قیامت یہ غضب اپنے سر پر اٹھا رکھو اور اللہ کے ہاں تمہیں کاذب اور غیبت خور جانا جائے؟ "

"ن... نہیں ". زینب کے ننھے دل کو گویا کسی نے مسل دیا تھا.

"دکھاؤ وہ ثواب اور وہ لذت جو تم نے کمائی ہے؟ "وہ اسکی مخروطی انگلیوں کو کھول کر دیکھنے لگیں تھیں جو خوف سے ٹھنڈی ہو چکی تھیں.

"یہ دیکھو ,یہ خالی ہیں ,کچھ بھی ہاتھ نہیں آیا تمہارے ". اسکی آنکھوں کے سامنے فرح بیگم اب اس کے خالی ہاتھ لہرا رہی تھیں.

"اب یہاں دیکھو ,کیا یہاں تمہیں وزن محسوس ہو رہا ہے؟ "اسی کا ہاتھ پکڑ کر اب فرح بیگم نے اس کے سینے سے لگایا. جو اسے واقعی یک دم بھاری محسوس ہونے لگا تھا. مگر وہ اثبات میں سر تک نہ ہلا سکی تھی.

"یہ اس لئے ہے کے تمہارے دل پر ایک اور کالا نکتہ لگ چکا ہے ,اب دیر نہیں لگے گی تمہارا دل کالا ہونے میں ". فرح بیگم نے زینب کو خوف دلایا تھا.

"جب ہم کوئی شیطانی کام کرتے ہیں ,اور اس کی لذت کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمارے دل پر کالا نکتہ آ جائے اور پھر ایک دن وہ دل اس سیاہ کالک سے وزنی ہو جائے تو

گناہ کا ساتھی شیطان ہماری مدد کو نہیں آتا .پھر گناہ کر کے اسے خوش کرنے میں ہم اس کی مدد کیوں کریں؟ "اپنی بات ختم کر کے زینب کے تاثرات دیکھے بنا وہ پھر سے موبائل میں مشغول ہو گئیں تھیں.

"ویل ڈن فرح !اب کافی دن سکون سے نکل جائیں گے ".خود کو شاباش دیتے ہوئے انکی حتی المقدور کوشش تھی کے نرم پڑ کر کہیں زینی کو پیار نہ کر بیٹھیں .چند لمحوں بعد زینی وہاں سے اٹھ کر چلی گئی تو فرح بیگم نے شکر ادا کیا.

بیکنگ روم میں مِیر ورکرز کو ہدایات دے رہا تھا جب جبرئیل بھی وہاں آ گیا.

"یہ کیا غنڈہ گردی مچا رکھی ہے تم نے؟ "فرح بیگم کو گھر ڈراپ کر کے اب وہ بیکری آ گیا تھا.

"اسے بیکری سنبھالنا کہتے ہیں ".اسے دل جلانے والی مسکراہٹ پاس کرتا وہ اس کے مقابل آن کھڑا ہوا تھا.

"تم جانتے ہو میں کس بارے میں بات کر رہا ہوں ".لہجے کو ڈھیل دیئے بنا وہ گویا ہوا تھا.

"بیکری کے بارے میں؟ "ابرو اچکاتا ہوا وہ مصنوعی انداز میں کنفرم کر رہا تھا.

"حمدان کو کیوں پیٹا ہے تم نے پارکنگ میں؟ "جب جبرئیل کو پتا چل گیا کے خود سے وہ کچھ نہیں بتائے گا تو اس نے خود ہی آغاز کر دیا.

"میرا ویک پوائینٹ ڈھونڈھ رہا تھا, مگر اس کا ہاتھ میرے اسٹرانگ پوائینٹ پر آ گیا تھا. پھر میں نے اسے ذرا اسٹرانگلی ٹیکل کیا ". ہوا میں پنچ مارتا ہوا وہ چلتا چلتا کولنگ روم میں آگیا تھا, جہاں اس وقت کوئی بھی نہیں تھا اور جبرئیل نے بھی اسکی پیروی کی.

"مہرال تمہارا اسٹرانگ پوائینٹ نہیں ہے "جبرئیل نے اسکی سوچ پر بے یقینی میں سر نفی میں ہلایا" ,ویک پوائینٹ ہے وہ تمہارا, اسے پیادہ بنا کر وہ تمہیں کسی بھی طرح نچوا سکتا ہے, پتا ہے تمہیں؟"

"میں حیران ہوتا ہوں لوگوں کی سوچ پر ",دونوں ہاتھ ہوا میں لہرا کر میر اپنی بات سمجھانے کی کوشش کر رہا تھا" ,پتا نہیں لوگ ہماری طاقت کو ہمارے ویک پوائینٹس کیوں سمجھتے ہیں. خواہ یہ آپکی فیملی ہوں, کوئی عزیز ہو یا پھر کوئی راز ہی کیوں نہ ہو, انکی بقا کیلیئے ہم وہ بن کر ابھرتے ہیں جو ہم پہلے کبھی ہوتے ہی نہیں ہیں, پھر یہ ہماری ویکنیس تو نہ ہوئیں نا, یہ تو ہماری طاقت ہوتی ہیں ". مسکراتے ہوئے اس نے بات ختم کی تھی.

"روؤ گے اس لڑکی کے ہاتھوں ".وہ جو میر کی بات سے قائل ہوا تھا, بات بدل گیا.

"منظور ہے "مسکراہٹ گہری ہوئی تھی.

"روند کر چلی جائے گی وہ تمہیں ".میر کا چہرہ اپنے دونوں ہاتھوں میں بھر کر اسے زور سے جھنجھوڑا.

"اسے حق ہے "!میر کے اطیمنان میں ذرہ بھر بھی فرق نہ آیا.

"اتنے بے غیرت ہو گئے ہو؟ "جبرئیل بے یقین ہوا تھا.

"محبت کہتے ہیں اسے ".بڑی ہی محبت سے جواب دیا گیا تھا.

"ہو سکتا ہے کوئی درندہ اس کی طاق میں ہو ".مکروہ ہنسی نے جبرئیل کے لبوں کو چھوا تھا.

"تو اس درندے کی درندگی نوچ لوں گا میں ".اب کے میر کی مسکراہٹ سمٹی تھی .آنکھوں میں سرخی ابھری اور گردن کی رگیں تنی تھیں مگر چند سیکنڈز میں خود کو نارمل کر لیا تھا.

"مگر پھر بھی "...

"شَٹ اَپ "!اس سے پہلے کے جبرئیل کچھ کہتا ,اس نے نرمی سے خاموش کروا کے بڑی 'محبت 'سے اسے پرے دھکیلا تھا.

"تم جاؤ آج رات میں گھر نہیں آؤں گا ,بیکری کی سٹاک ٹیکنگ ہے اور اس دفعہ میں اپنی زیرِ نگرانی کرواؤں گا ".اسے مطلع کر کے وہ واپس بیکنگ روم میں چلا گیا تھا ,اور جبرئیل ابھی بھی وہاں مایوس سے کھڑا تھا.

"دیکھو جے بی !وہ کتنی محبت کرتا ہے اس سے .ابھی بھی تم اس سے اپنی محبت چھیننا چاہتے ہو؟ "ضمیر پھر ندامت لیے جاگ اٹھا تھا.

"اگر وہ درندگی نوچنے کو تیار بیٹھا ہے تو تمہیں درندگی دکھانے میں کیا مضائقہ ہے؟ "دل دلیل گھڑ لایا تھا.

"جس نے تمہیں اتنا نکھارا ہے تم اسی کو بکھیرنے چلے ہو؟ "دل کی دلیل ضعیف ثابت ہوئی تھی ,اور ضمیر کی ہمت بندھی تھی.

"یہ سب جواز کافی نہیں ہیں اپنی محبت ہارنے کیلئے ازل سے ناکام ہستی ".دل ہارنے کو تیار ہی نہ تھا.

"ان میں سے ایک بھی جواز کافی نہیں ہے اسکا دل دکھانے کیلئے ".ضمیر نے آخری سی کوشش کی تھی.

"محبت اولٰی ہے ,باقی سب ثانوی ".دل نے سب سے زیادہ خود کو جتایا تھا.

"آجاؤ "!وہ دروازے کے باہر کھڑی کب سے ناک کرنے کی کوشش کر رہی تھی جس کمرے میں وہ صرف مہینے میں ایک ہی بار آیا کرتی تھی ,بالآخر خود کو ذلیل کروانے کیلئے اس نے دروازہ ناک کر ہی دیا.

"ڈیڈ ,آپ کو ڈسٹرب تو نہیں کیا میں نے؟ "ڈرتے ڈرتے اس نے نظامی سے پوچھا جو اسے دیکھتے ہی موبائل میں گم ہو گیا .وہ جانتی تھی اب کیا ڈرامہ ہونے والا ہے.

"جلدی کہو کیا کہنا ہے؟ "ایسے ظاہر کروانے لگا جیسے اس سے بزی تو کوئی ہو ہی نہیں سکتا.

"وہ "ایک نظر اپنی ماں پر ڈالتی ہوئی جو شب خوابی کے لباس میں ڈریسنگ اسٹول پر بیٹھی ہوئی ڈھیروں اسکن کیئر پراڈکٹس لگا رہی تھی" ,میری پاکٹ منی ختم ہو گئی ہے .آپ "...

"ہاں پرویز؟ "وہ کال میں مشغول ہو گیا تھا اور یہ مصروفیت سراسر بناوٹی تھی .ایسا ہمیشہ ہوتا آیا تھا.

"ہاں بولو کیا' مانگ 'رہی تھی تم؟ "نظامی ہمیشہ اسکے لئے مانگ کا لفظ استعمال کیا کرتا تھا.

"پیسے ". سرجھکائے آنکھوں میں ذلت ہی ذلت تھی.

"ہاں رکو "!ڈرار سے اس نے چند ہزاروں کے نوٹ نکالے تھے اور بیڈ پر دانستاً اچھالے تھے" .لے لو ,اور کچھ چاہیئے؟ "وہ نوٹ بکھر گئے تھے ,جنہیں اب مہرال بھکاریوں کی طرح اٹھا رہی تھی " .نہیں ڈیڈ ,تھینکس "!پیسے اٹھا کر وہ ایک نظر اپنی ماں پر ڈالتی ہوئی چلی گئی تھی جیسے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا.

کمرے سے باہر نکل کر جب وہ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتی اپنے کمرے کی طرف بڑھ رہی تھی تو اسے ایسا لگ رہا تھا کے پیچھے اسکے قدموں کے نشان چلا چلا کر کہہ رہے ہوں" ,دیکھو اس راہ سے پیسوں کیلیئے اپنی عزتِ نفس کا سودا کرنے والی گزری ہے "...وہ کانوں پر ہاتھ رکھتی ہوئی اب تیز روی سے چلنے لگی مگر آواز تو ہنوز اس کے کانوں میں گونج رہی تھی .اس سے وہ پیچھا نہیں چھڑوا سکتی تھی.

جبرئیل کمرے میں داخل ہوا تو کمرے کے ٹیبل لیمپس جل رہے تھے" .ضرور زینی یہاں آئی ہو گی ". مگر اس سے پہلے کے وہ اپنی سوچ مکمل کرتا اسے سسکنے کی آواز آئی.

"رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ

ترجمہ :اے ہمارے رب !ہم نے اپنا بڑا نقصان کیا اور اگر آپ ہماری مغفرت نہ کریں گے اور ہم پر رحم نہ کریں گے تو واقعی ہم نقصان پانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔ "سسکیاں اتنی تھیں کے بمشکل دعا سمجھ آرہی تھی.

"زینی؟ "جبرئیل نے ڈریسنگ کے پیچھے جا کر دیکھا تو زینب وہاں دبکی بیٹھی تھی اور رو رو کر اسکی آنکھیں اور ہونٹ سوجھ چکے تھے .اس حلیے میں زینب کو دیکھ کر جبرئیل کا دل بیٹھا تھا .

"زینی ,اٹھو !تمہیں ..یہ تمہیں کیا ہوا ہے؟ "جبرئیل نے وہیں بیٹھ کر اسکا چہرہ اپنے ہاتھوں میں تھام لیا تھا.

"ربنا ...رب ...ربنا "... ہچکیوں میں اس کا بولنا اور مقابل کا سمجھنا بے حد مشکل ہو رہا تھا .

"اللہ تعالیٰ ...ربنا "..جبرئیل نے زینی کو زور سے گلے لگا لیا تھا.کچھ کچھ وہ سمجھ گیا تھا .

"زینی یہاں دیکھو ,جے بی ہے نا ,رو مت .جے بی کو بتاؤ ".جبرئیل نے اسے اعتماد میں لینا چاہا ,مگر وہ جوں کی توں نفی میں سر ہلا رہی تھی" .اللہ تعالیٰ ..ناراض ...ناراض ہوگئے ".بات ابھی مکمل بھ نہیں ہو سکی تھی کے اس نے زاروقطار اونچی اونچی رونا شروع کر دیا.

"زینی ...زینی ہوش کرو .ایسے رونا اللہ پسند نہیں کرتے .چپ ہو جاؤ .اٹھو پہلے منہ دھو ,پھر ہم سلوشن نکالتے ہیں ". بمشکل اس کو وہاں سے اٹھاتے ہوئے واش بیسن پر لاکر کھڑا کیا تھا . مگر اس کے آنسوؤں کی روانی میں کوئی کمی نہیں آئی تھی.

"شش !اب بالکل نہیں رونا ,فریش ہو کر باہر آؤ پھر ہم بات کرتے ہیں ".اس کے ماتھے پر بوسہ دیتا وہ واش روم سے باہر نکل آیا.

"ماما "!ریلنگ پر کھڑے ہو کر وہ اونچی آواز میں فرح بیگم کو پکارنے لگا" .ماں؟ "وہ جو کچن میں ڈنر سرو کرنے کے ارادے سے داخل ہوئیں تھیں ,الٹے قدم واپس پلٹیں.

"ماما آپ نے زینی سے کیا کہا ہے؟ "وہ اوپر سے قدرے اونچی آواز میں بولا تھا.

"بس سچ بتایا ہے اسے ,وہ اپنی حدود پار ".. لیکن فرح بیگم اپنی شفقت سے دستبردار نہیں ہوئیں تھیں.

"فار گاڈ سیک ماما !کونسی حدود ,حدود آپ میر کو جا کر بتائیں .اسے بہت ضرورت ہے .زینی کو ضرورت نہیں ہے اس سب کی ".وہ پھٹ پڑا تھا.

"ماں ہوں میں اسکی ,لڑکی ہے وہ ,اسے حق بات سکھانے کیلئے میں جو کر سکی ,کروں گی "! اٹل لہجے میں انہوں نے جبرئیل کو سنایا تھا.

"نہیں کر سکتیں آپ .اور نہ ہی کریں گی ,ریلنگ پر زور سے مکا مارتا ہوا اپنے لہجے کی سنگینی پر غور کیئے بنا وہ پلٹ گیا تھا .اور فرح بیگم وہیں حق دق کھڑی اوپر ریلنگ پر دیکھتی رہ گئیں.

"یہ لو زینی !اتنی انرجی برن کی ہے تم نے اپنی ,اسی لئے سوکھی ٹہنی ہو ".چاکلیٹ تھماتے ہوئے جبرئیل نے بات کو مزاح کا رخ دیا .مگر زینی نے بنا مسکرائے چاکلیٹ پکڑ لی اور ایک طرف رکھ دی.

"اچھا جے بی کو بتاؤ کیا ہوا ہے؟ کس بات نے تمہیں اتنا ہلکان کیا ہے؟ "اب جبرئیل بھی اسٹول پر اس کے سامنے بیٹھ گیا تھا.

"میں نے اللہ تعالٰی کو ناراض کر دیا ہے ".گرم سیال ایک بار پھر اس کے سوجھے ہوئے سرخ چہرے سے بہنے لگا .مگر اس بار ہچکیاں بند تھیں اور نگاہیں جھکی ہوئیں.

"تو تم ان کو منا لو ".جبرئیل نے وجہ پوچھنے سے گریز کیا تھا,کیونکہ وہ اللہ تعالٰی اور مہرال کا معاملہ تھا.

"میں نے اپنی جان پر ظلم کیا ہے ,اب میرا دل کالا پھر جائے گا جے بی ,پھر اس پر اللہ کی مہر لگ جائے گی اور کوئی بھی نہیں ہو گا جے بی !کوئی بھی یہ مہر کھولنے نہیں آئے گا .وہ

شیطان بھی نہیں آئے گا جو میرے گناہوں میں میرا ساتھی تھا. آہ !کتنا برا ساتھی منتخب کیا میں نے .کاش اللہ مجھے اپنا دوست منتخب کر لیتے ".جبرئیل کے سینے پر سر رکھ کر اب وہ پھر سے رونے لگی تھی ,دل کا بوجھ تھا کے کم ہی نہیں ہو رہا تھا.

"جے بی؟ "آنسو پونچھ کر وہ اب جبرئیل کی طرف دیکھنے لگی تھی" .کتنے بد نصیب ہوتے ہیں ہم ,کتنا کمزور ساتھی منتخب کرتے ہیں .جب ہمارا دل کالا پھر جاتا ہے اور اس پر مہر لگ جاتی ہے ,تو ہمیں اکسانے والا ساتھی اس مہر کو کھول بھی نہیں سکتا .وہ تو اتنا نحیف ہوتا ہے کے اپنی بھی مدد نہیں کر سکتا. آہ !ہم گمراہ ہو جاتے ہیں ,تنہا ہو جاتے ہیں ,ایسے ساتھی کیلئے جو خود اپنا نہیں ".پھر اپنا سر جبرئیل کے سینے سے ٹکا لیا" .جے بی یہ ساتھی میرا دل کالا کر کے چلا گیا .مجھے تنہا کر دیا اس نے ".اسکے آنسوؤں نے جبرئیل کی شرٹ بھگو دی تھی .جب جبرئیل نے دیکھا کے وہ اپنی بھڑاس نکال چکی ہے ,تو اس نے بولنا شروع کیا.

"زینی !جن کے دل کالے پھر جاتے ہیں ,وہ اللہ کی باتیں نہیں کیا کرتے .وہ گمراہ ہو جاتے ہیں اور انہیں یہ بھی احساس نہیں ہوتا کے اللہ ان سے ناراض ہیں .وہ ان تمام باتوں سے غافل ہوتے ہیں جن میں اللہ کی رضا اور ناراضگی کا خیال رکھا جائے ".اب وہ اسکا چہرہ اپنے سامنے کر کے اسے سمجھا رہا تھا.

"گناہ جتنے بھی بڑے ہوں ,جب بندہ حالتِ نزع سے پہلے پہلے سچے دل سے توبہ کرلیتا ہے تو اللہ تعالٰی اسے معاف کر دیتے ہیں .چاہے گناہ کتنے ہی بڑے کیوں نہ ہوں .اللہ تعالٰی کیلئے یہ اتنے بڑے نہیں ہوتے کہ وہ معاف نہ کر سکیں ,ہاں مگر توبہ سچے دل سے کی جائے ".جس نرمی سے وہ زینی کو سمجھا رہا تھا ,زینی کا دل مطمئین ہوا تھا.

"تو اللہ تعالٰی مجھے بھی معاف کر دیں گے اگر میں سچے دل سے توبہ کروں تو؟ "وہ تصدیق چاہتی تھی.

"ہاں ,اور ساتھ یہ عزم بھی کرو کے تم دوبارہ ایسا نہیں کرو گی ".جبرئیل نے مسکراتے ہوئے اثبات میں جواب دیا تھا.

"تو اللہ تعالٰی سے پھر سے میری دوستی ہو جائے گی نہ جے بی؟ "اسے اللہ تعالٰی کیلئے اتنی محبت جتاتے دیکھ کر جبرئیل کو رشک ہوا" ہاں"!

"جے بی تم میرے سب سے اچھے دوست ہو ".امید کی کرنیں نظر آتے ہی اس کے چہرے پر خوشی دوڑ گئی تھی .اور وہ زور سے جبرئیل کیساتھ لپٹ گئی تھی.

"سب ڈرامے ہیں تمہارے .آج میں تمہیں کہیں بھی نہیں لے کے جاؤں گا ".اسکا موڈ فریش ہوتے دیکھ کر وہ بھی فریش ہوا تھا ,مگر فرح بیگم کا خیال آتے ہی اسکا دل بجھ گیا تھا.

"ماما؟ "ڈور ناک کر کے اس نے دروازے سے اندر جھانکا جہاں فرح بیگم ناک پر عینک چڑھائے کسی ریسرچ پیپر کے مطالعہ میں مشغول تھیں اور زینی اب سو چکی تھی .

" ارے جبرئیل ,سوئے نہیں ابھی تک؟ "ایک نظر جبرئیل پر ڈال کر وہ واپس مطالعہ کرنے لگی تھیں .

"یہ سوال تو میں بھی آپ سے کر سکتا ہوں ".وہ چلتا ہوا بیڈ تک آیا.

"میرا بس تھوڑا سا کام تھا . تمہیں کچھ چاہیئے تھا؟ "انکے لہجے میں بالکل بھی ناراضی نہیں تھی.

"سکون "!انکی گود میں سر رکھتا ہوا وہ وہیں دراز ہو گیا.

"پریشان ہو؟ "اپنی عینک اور پیپرز اٹھا کر سائیڈ ٹیبل پر رکھتی ہوئیں وہ واقعتاً پریشان ہوئی تھیں.

"کیا نہیں ہونا چاہیئے؟ "آنکھیں اپنی ماں کے چہرے پر جمائے اس نے سوال کیا تھا.

"کیا معاملہ ہے؟ "

"آئی ایم سوری "!انکے گھٹنے میں سر دھنسا کر وہ بچوں کی طرح اپنے آنسو چھپانے لگا تھا.

"کس لئے؟ "اب وہ حیران ہوئیں تھیں.

"میں اونچی آواز میں آپ سے بات کر گیا تھا نا, آپ مجھے مار لیں "وہ انکا ہاتھ پکڑ کر خود کو مارنے لگا تھا کے فرح بیگم نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا" ,میں اف بھی نہیں کروں گا ".اب وہ فرح بیگم کا ہاتھ پکڑ کر چوم رہا تھا.

"میرے پاس لوگ ہی کتنے ہیں ماما؟ آپ ,میر اور زینی ہی تو ہیں میرے پاس .مومی تو چلی گئیں ,مجھے آپ لوگ تایا لوگوں کے رحم و کرم پر چھوڑ دیتے تو کس سے شکایت کرتا؟ آپ کی ذمہ داری تو نہیں تھا میں .آپ تینوں ہی تو میری دنیا ہیں ماما ".ذہن کے پردے میں مہرال کا چہرہ بھی ابھرا تھا" .پھر کسی ایک کو بھی پریشان دیکھ کر میں کیسے خود پر قابو رکھ لوں؟ "وہ اٹھ کر بیٹھا تھا.

"آپ ناراض تو نہیں ہیں ماما؟ "سرخ آنکھوں کیساتھ وہ فرح بیگم کا ہاتھ اپنے گال سے لگاتے ہوئے پوچھنے لگا.

"ہرگز نہیں میری جان ,میری بھی دنیا تم تینوں تک محدود ہے ,پھر میں تم سے ناراض ہو کر کہاں جاؤں گی؟ "جبرئیل واپس انکی گود میں سر رکھ کر لیٹ گیا تھا.

"آئی لوّ یو ماما"!

"لو یو مور ہنی"!

--

"کہاں تھی تم؟ میں کب سے یہاں تمہارا ویٹ کر رہی تھی ".وہ جو آج آفس جلدی آ ہی گئی تھی ,شہلا کے انتظار میں ہلکان ہو گئی تھی.

"میں نماز پڑھ رہی تھی ,ویسے بھی لنچ بریک چل رہی تھی .تم آج اتنی جلدی کیسے ٹپک پڑی؟ "وہ کسی کپڑے کو تہہ لگا کر اپنے بیگ میں رکھ رہی تھی.

"تم نماز پڑھتی ہو؟ "مہرال چور نگاہوں سے شہلا کا حلیہ دیکھنے لگی تھی جس نے جینز اور شارٹ شرٹ پہن رکھی تھی اور دوپٹہ ندارد .

"ہاں ,بس آج تھوڑی سی لیٹ ہو گئی تھی ".اس نے جواباً یہ پوچھنے سے گریز کیا' ,تم نہیں پڑھتی کیا؟ 'بھلا یہ کیسا سوال ہوا؟

"شایان سے تمہاری بات ہوئی کوئی؟ "دل کی چور مہرال نے فوراً موضوع تبدیل کر دیا.

"نہیں ,مگر شاید وہ بخاری سر کو لاعلم رکھے ہوئے ہیں .کیونکہ انہوں نے مجھ سے اس بارے میں کوئی بات نہیں کی .شاید وہ خود ہی کچھ سورٹ آؤٹ کر لیں گے ".آخری بات اس نے کندھے اچکاتے ہوئے کی تھی.

"ایسا ہی کریں تو زیادہ بہتر ہے, کیونکہ میرا کوئی موڈ نہیں ہے وقت ضائع کرنے کا ".وہ اب اپنا لیپ ٹاپ آن کرتے ہوئے کہہ رہی تھی .جو ایک کارنر سے تھوڑا ٹوٹا ہوا تھا .اسے دیکھتے ہی مہرال کی آنکھوں میں نظامی کا چہرہ جھلکا اور ساتھ ہی ٹوٹا ہوا لیپ ٹاپ بھی .جو بہت مشکلوں سے اس نے ٹھیک کروایا تھا .صد شکر سب کچھ ٹھیک تھا.

عصر کے بعد فرح بیگم ,میر اور جبرئیل خوبصورت لان میں بیٹھے اسنیکس کا انتظار کر رہے تھے .دسمبر کا اختتام تھا اور دھوپ تو اونچائیوں پر نظر آ رہی تھی .مگر پھر بھی کھلے آسمان تلے فیملی کے ساتھ وقت بیتانا زینب کو پسند تھا,اس طرح یہ سب کو اچھا لگنے لگا.

"جے بی کاہل !مینڈک کی طرح سردیوں میں ہائیبرنیشن میں چلے جاتے ہو ".ٹرے میں موجود ایگ رولز اور چائے میز پر رکھتی ہوئی وہ کمر پر دونوں ہاتھ رکھے جبرئیل کو اس کی سستی کے طعنے دینے لگی" . آج پھر تمہاری باری تھی .کتنے ڈھیٹ ہو تم ,ہنسو مت آگے سے مجھے غصہ آ رہا ہے ". آخری جملہ اس نے دانت پیستے ہوئے ادا کیا تھا.

"غصے میں کیا کرو گی؟ مارو گی؟ "ہنستے ہوئے جبرئیل نے زینب کا نازک ہاتھ ہوا میں لہرایا" .

یہ لو مارو ".اپنا دایاں گال زینب کے سامنے کرتا ہوا وہ آنکھیں بند کرتا ہوا بہت محظوظ ہوا تھا اور اسکے ساتھ ساتھ میر اور فرح بیگم بھی اپنی ہنسی دبانے لگے تھے.

"منحوس تھوبڑا پیچھے کرو اپنا ".اپنے ہاتھ کی ساری انگلیاں کھول کر زور لگا کر اسکا چہرہ پیچھے دھکیلا" .ویسے بھی میں مینڈک پر ہاتھ اٹھا کر جانوروں کیساتھ تشدد اور زیادتی کرنے جیسے جرم پر یقین نہیں رکھتی ". آخر میں اپنا ہاتھ جھلا کر وہ اپنا چائے کا کپ پکڑنے لگی تھی .

"میری باری پر تو کبھی تم چائے بنا کر نہیں لاتیں ".مصنوعی خفگی دکھاتے ہوئے میر نے شکوہ کیا تھا.

"اس کیلئے تمہیں پہلے مینڈک بننا پڑے گا . مگر تم میں اتنے گٹس نہیں ہیں ".اس سے پہلے کے زینب کچھ کہہ پاتی فوراً سے جبرئیل نے جواب دیا.

"اور بھلا مجھ میں کون سے گٹس نہیں ہیں؟ "ابرو اچکا کر میر نے سوال کیا تھا.

"چھوٹے بہن بھائیوں کی جاسوسیاں کر کے انہیں بلیک میل کرنا اور اگر وہ کوئی غلطی نہ کر رہے ہوں تو انہیں اکسا کر غلطی کروانا اور پھر بلیک میل کرنا ".دانت پیس کر کہتے ہوئے

آخر میں زینب نے جبرئیل کو لات مارنے کی ناکام کوشش کی تھی جس کے وار سے بچتے ہوئے جبرئیل نے فاتحانہ طور

پر ڈیبنگ کی اور جب زینب کو کچھ نہ سوجھا تو زینب نے جبرئیل کی طرف پانچ انگلیاں ہوا میں لہرائیں .پھر جبرئیل سیدھا ہو کر بیٹھا اور چائے بنوانے کا دوسرا اصول بتانے لگا.

"یا پھر اتنے ڈھیٹ بن کر بیٹھے رہیں کے دوسروں کو لگنے لگے کے چائے بنے یا نہ بنے ,اسے تو کوئی فرق نہیں پڑنے والا .پھر جب یہ تاثر ان پر پڑ جائے کے آپکو فرق نہیں پڑتا چائے بنے یا نہ بنے ,تو دوسروں کو چائے سے محبت کی خاطر تگ و دو کرنا ہی پڑتی ہے .مگر یہ اسٹنٹ بہت خطرناک ہے ,اس کے بدلے میں ہو سکتا ہے کے آپکی چائے نہ بنے اور آپ چائے سے محروم ہو جائیں .اسلئے میں ہمیشہ پہلے والا مشورہ ریکمینڈ کرتا ہوں ".چائے کا سِپ لیتے ہوئے وہ اندر تک سرشار ہو گیا تھا .اور فرح بیگم جبرئیل کی بات پر کھل کے مسکرا دی تھیں.

"محبت کیلئے تگ ودو تو کرنا پڑتی ہے .یہ کیسی محبت ہوئی بھلا جس میں سکوت اور ٹھہراؤ کی خاطر محبت سے ہاتھ دھو بیٹھیں؟ حالانکہ جدوجہد کے بعد وہ آپکی ہو سکتی ہے .یو آر ناٹ آ ٹرو چائے لور دین ".محظوظ مسکراہٹ اسکے لبوں کو چھو گئی تھی" .اس کیس میں تو زینی تم

سے بازی لے گئی ہے ".زینب کی طرف ہائی فائیو ہوا میں اچھالتے ہوئے دونوں ہنسے تھے .
مگر دوسری طرف جبرئیل کے چہرے پر ایک رنگ آ کر جا چکا تھا.
"پتا نہیں کیوں میں ہمیشہ محبت میں بازی ہار جاتا ہوں ". سنجیدہ نظریں میر کے چہرے پر جمی ہوئیں تھیں .جنہیں صرف زینب نے نوٹ کیا تھا.
"بیٹر لک نیکسٹ ٹائم ". آنکھ مارتے ہوئے میر نے جبرئیل کی طرف مسکراہٹ اچھالی تھی اور میر نظریں چرا گیا تھا.

"داؤد؟ کون آ رہا ہے گھر پر؟ گیسٹ روم کا انٹیرئر کیوں چینج کروایا جا رہا ہے؟ "آفس سے واپسی پر اس نے جب گیسٹ روم کی طرف ہوتی چہل پہل دیکھی تو وہاں کھڑے ملازم سے پوچھا.
"مہر بی بی !بڑے صاحب کے دوست کے بیٹے یہاں رکنے آ رہے ہیں چند دن کیلئے .اس لئے سب کچھ ان کی پسند سے رکھا جا رہا ہے ". عجلت میں ملازم نے جواب دیا تھا.پھر غیر دلچسپی سے وہ سب وہیں چھوڑ کر اپنے کمرے کی طرف چلی گئی.

"میرے خیال سے کچھ دن کیلئے اپنے تمام پلانز پوسٹ پون کر دو۔ پھر ہم دونوں ساتھ چلیں گے جہاں تمہیں جانا ہوگا"۔ نظامی مسکراتے ہوئے ڈنر ٹیبل پر نکہت سے گویا ریکوئیسٹ کر رہا تھا۔ اور مہرال گویا ان سے لاتعلق ان ہی کے بارے میں سوچتی خاموشی سے کھانا کھانے میں مصروف تھی۔ کتنا الگ تھا وہ دو لوگوں کیلئے۔ ہونہہ!

"مگر میرا کل جانا لازمی ہے۔ ورنہ تم جانتے ہو فرقان میں تم سے ضد نہیں کرتی"۔ نرم لہجے سے کہتے ہوئے نکہت نے اپنا ہاتھ نزاکت سے نظامی کے ہاتھ پر رکھا تھا۔ اور یہیں پر وہ مار کھا جایا کرتا تھا۔

"میں سمجھتا ہوں"! مسکراتے ہوئے نظامی نے بھی اپنا دوسرا ہاتھ اس کے ہاتھ پر رکھ لیا تھا۔ مہرال کو سراسر ابکائی آنے لگی تھی۔ کتنی فیک ہے یہ عورت۔ ایک اندھے کو بھی اس عورت کا دکھاوا نظر آ جائے۔ یہ نظامی کیسے مار کھا جاتا ہے؟

"تھینک یو ہنی"! اپنا ہاتھ اس کے ہاتھوں میں سے کھسکھا کر وہ گویا اس کی مشکور ہوئی۔ ڈِنر ٹیبل پر آج چونکہ سمیر اور مہک دونوں ہی نہیں تھے، اسلئے یہ سارا ڈرامہ محض مہرال کو دیکھنا پڑ رہا تھا۔ شاید وہ کسی پارٹی میں تھے یا پھر کسی دوست کے ہاں سلیپ اوور ہو۔ مگر کسے پرواہ ہے۔ وہ خاموشی سے پھر کھانے کیساتھ انصاف کرنے لگی۔

"اور تم !پرسوں ڈنر پر موجود رہنا .اور جتنے دن حدید یہاں رہے گا,کوشش کرنا مجھے کسی بھی قدم پر نہ اکسانا ". آخری بات نظامی نے چبا کر کہی تھی کہ مہرال کا حلق تک خشک ہو گیا . جواباً وہ اثبات میں سر بھی نہ ہلا سکی .

"قیسطا سادیندو پرینسیسا؟ "وہ آفس میں تھی جب زینب نے فرح بیگم کے نمبر سے میسج کیا تھا .چھ بجے کے بعد سب جا چکے تھے مگر اس کے ساتھ دو اور انٹرنیز اور شایان بھی کام کر رہے تھے .مہرال سینئر تھی ,لہٰذا وقتاً فوقتاً انہیں گائیڈ کر کے ہیلپ کرتی رہتی تھی ,اور اسے اپنے آفس آورز بھی پورے کرنا ہوتے تھے .اس لئے بخاری صاحب نے اسے وہاں کام کرنے کی اجازت دے رکھی تھی.

"ٹرانسلیٹر پلیز "!کام کرتے کرتے عجلت میں مہرال نے اپنا گھر والا موبائیل نکال کر ریپلائی کیا تھا .

"میرا ماننا ہے کے دوسری چیزوں پر ڈیپینڈ کرنے کی بجائے انسان کو خود ہاتھ پیر مارنے چاہئیں ".فوری طور پر جواب موصول ہوا تھا.

"پھر تمہیں بھی سیکھنے کیلئے میر پر ڈیپینڈ نہیں کرنا چاہیئے تھا, خود سیکھ لیتیں ". آج تو وہ کسی صورت اس سے نہیں ہارے گی.

"وہ میرے ریسورسز میں سے ہیں . تم بھی اپنے لئے اسباب بناؤ ". زینب نے چیلنج کیا تھا.

"اب ہر ایک کے پاس مِیر تو نہیں ہوتا ". بنا سوچے اس نے میسج سینڈ کر دیا.

"آئی کین شئیر "! ساتھ آنکھ مارتی ہوئی ایموجی بھیجی تھی.

"تمہیں ہی مبارک ہوں ایسے ریسورسز, میں خود خاصی ذہین ہوں ". کارٹون ! آج اسے پھر اس دن والے میسج یاد آگئے تھے . کتنی آکورڈ ہو گئی تھی اس کی سچوئیشن.

"واہ ! کےٹو سر کرنے والوں کو میں کھلا چیلنج کرتی ہوں کے وہ تمہاری خوش فہمیوں کو سر کر کے دکھائیں . آئی بَیٹ ! کوئی بھی واپس نہیں آئے گا".

"مس مہرال؟ "اس سے پہلے کے وہ کوئی رِپلائی کرتی , کسی نے پیچھے سے پکارا تھا . ریوالونگ چئیر پر گھومتے ہوئے مہرال نے نہایت نا محسوس انداز میں اپنا موبائیل ڈیسک کے اندر کھسکھایا تھا.

"""یس؟ "اپنے سامنے کھڑے شایان کی طرف مڑتے ہوئے اس نے اسکے یہاں کھڑے ہونے کا مقصد پوچھا . چیکرڈ شرٹ اور بلیو جینز میں کھڑا وہ دبلا پتلا سا لڑکا تزبزب کا شکار تھا.

"ایکچوئلی مجھے ارجینٹلی کسی کام سے جانا پڑ رہا ہے, آئی پرامس میں کچھ دیر میں آ جاؤں گا. آپ تب تک میرا ٹاسک دیکھ لیں گی؟ "وہ جو اس کی مجبوری کو دیکھ کر سوچ میں پڑ گئ تھی, کیونکہ وہ بھی یہاں اس لئے تھی تاکہ وہ اپنا کام کر سکے, مگر چاہتے ہوئے بھی انکار نہ کر سکی.

"اوکے !مگر جلدی آنا,میں نے اپنا ٹاسک بھی کمپلیٹ کرنا ہے ".کہتے ہوئے اس نے شایان کو متنبہ کیا تھا.

"شیور "!مسکراتا ہوا وہ کہہ کر چلا گیا.

"تف ہے تم پر مہرال !تم سیدھا سیدھا انکار کر دیتی,وہ کیا بگاڑ لیتا؟ "اپنا سر ڈیسک پر پٹختی وہ خود کلام ہوئی تھی" .آئی ہیٹ یو "!اور اسکا خمیازہ مہرال کو یہ بھگتنا پڑا کے وہ ایک نہیں اڑھائی گھنٹے بعد واپس آیا تھا.مہرال اسکا ٹاسک مکمل کر چکی تھی .اب اپنے ٹاسک کیلئے اسے رات بھر جاگنا تھا.

"مہرال؟ "وہ جو بلیک اسکنی جینز پر آف وائٹ اوور سائزڈ سویٹر پہنے بالوں کی چند لئیرز کو آگے ڈالے کلاس کی طرف بڑھ رہی تھی جب پیچھے سے میر نے اسکو بلایا تھا. حیرت زدہ سی وہ پیچھے مڑی.

"اسلام و علیکم "!اس کے مڑتے ہی میر نے سلام جھاڑا تھا.

"وعلیکم اسلام "! جھجھکتے ہوئے اس نے جواب دیا تھا.

"یہ زینب نے بھیجا ہے ".جواب سنتے ہی اس نے ایک بیگ مہرال کی طرف بڑھایا تھا" .اس نے کہا تھا کے میں یہ جاتے ہی تمہیں دے دوں ".

"اس میں کیا ہے؟ "اس سے بیگ لیتے ہوئے وہ سوال کرنے لگی تھی .جواباً اس نے کندھے اچکائے جیسے کہہ رہا ہو" ,خود دیکھ لو".

" تھینکس "!ایک مسکراہٹ پاس کرتی ہوئی اس نے وہاں سے نکلنا ہی مناسب سمجھا تھا .بیگ میں اسنو گرے کلر کی بہت ہی خوبصورت بینی کیپ تھی .اس کے چہرے پر مسکراہٹ آئی تھی .کیپ نکال کر اس نے فوراً سے سر پر پہنی کچھ بالوں کی لئیرز آگے تھیں اور باقی بال پیچھے کمر پر گرا رکھے تھے .اپنا فون نکال کر اس نے جلدی سے دو سیلفیز لیں اور زینب کو ایک میسج کے ساتھ سینڈ کیں:

"تھینکس فار دِس بیوٹی فل گفٹ ,یو میڈ مائی ڈے "!مگر وہاں پر پہلے سے ہی اس کے میسج آ رکھے تھے جس میں اس نے دو بنی کیپس کے ساتھ ایک میسج لکھا تھا" ,آئی ونڈر اِف وی کُڈ ٹوِن ".تو وہ دو ایک جیسی کیپس لے کر آئی تھی . کتنی پیاری تھی یہ لڑکی .اسے اٹھارہ سال میں پہلی ایسی دوست ملی تھی .ورنہ اس سے پہلے زندگی قدرے بے سکون تھی.

آفس سے واپس آکر وہ فریش ہونے چلی گئ تھی .تقریباً ساڑھے گیارہ ہو رہے تھے ,اس لئے ڈنر کا آج اسکا موڈ نہیں تھا .تمام ملازمین اپنے اپنے کوارٹرز میں جا چکے تھے اور اب انہیں اندر آنے کی اجازت نہیں تھی جب تک انہیں خود نہ بلایا جاتا .پس خود کو دلاسے دیتی ہوئی کچن میں اپنے لئے چائے بنانے چلی گئ .چونکہ نکہت شام کی ہی فلائیٹ سے دبئ جا چکی تھی ,اور مہک بھی کالج ٹرپ پہ تھی ,اسے کل ہی واپس آنا تھا .تو گھر پر محض تین نفوس موجود تھے.

مہرال اپنے موبائل میں مصروف کچن میں چائے ڈالنے گئ تھی جب آتے ہوئے باجوہ کیساتھ وہ ٹکرائی تھی.

"آؤچ "!گھبرا کر اس نے سامنے والے کو دیکھا.

"بد زات "!باجوہ کے منہ سے فوراً مغلظات جاری ہوئے تھے.

"کیا کہا آپ نے؟ "وہ جس کے چہرے کے زاویے پل بھر میں بدلے تھے, تحقیر نے اس کو بولنے پر مجبور کیا.

"سنائی نہیں دیا؟ بدذات کہا ہے میں نے ".اس نے دہرایا تھا.

"حد میں رہیں اپنی ". آواز دھیمی رکھنے کی کوشش میں وہ کانپی تھی.

"تم مجھے میری حدود سکھاؤ گی؟ "باجوہ جبڑے بھینچتا ہوا ایک قدم آگے بڑھا تھا.

"نہیں ,اسکے لئے مجھے آپکے لیول تک گرنا پڑے گا. کسی اپنے جیسے گرے ہوئے سے رابطہ کریں ". مسکراتے ہوئے وہ باجوہ کو اندر تک سلگا گئی تھی.

"میرے پاس جب وقت ہوا تو تمہیں سارے لیولز پر ٹرین کرنا سکھاؤں گا. انتظار کرو ".ایک نظر گھڑی پر ڈالتا ہوا وہ تیز قدموں سے آگے بڑھ گیا تھا.

"سمت تبدیل کرواؤ باجوہ جلدی سے ٹرکوں کی ,چیک پوسٹ کہاں سے آگئی بیچ میں؟ تم نے منہ بند نہیں کروایا تھا ان پولیس والوں کا؟ "اسٹڈی میں ٹیبل کے اس پار وہ شب خوابی کے لباس میں ہی آگیا تھا. اتنا موقع ہی نہیں مل پایا تھا کے وہ چینج کرتا.

"میں رخ موڑنے کا کہہ چکا ہوں نظامی .تم فکر مت کرو .لیکن اس راستے پر چیک پوسٹ پہلے نہیں تھی .نہ ہی کسی نے اطلاع دی ہے اس بارے میں ".وہ چکر کاٹتے ہوئے نظامی کو وضاحت دے رہا تھا" .مگر نظامی ,اسلحہ چاولوں میں اچھی طرح پوشیدہ ہے ,کسی کو کان و کان خبر نہیں ہو سکتی کے چاولوں میں اسلحہ چھپا ہے .پھر تم انہیں چیک پوسٹ سے گزرنے کیوں نہیں دے رہے؟ "باجوہ الجھا تھا.

"کیونکہ یہ چیک پوسٹ تمہارے باپ کی نہیں ہے .اور میں رسک بھی وہی لیتا ہوں ,جو میں خود پلاٹ کرتا ہوں ".ایک ایک لفظ چبا چبا کر ادا کرتا وہ پھر سے مارچ کرنے لگا تھا جبکہ باجوہ اب ٹھنڈا ہو کر بیٹھ گیا تھا .ابھی چند لمحے بھی نہ گزرے تھے کے باجوہ کو فون آ گیا تھا .

"ٹرک دوسرے راستے پر ڈال دیئے گئے ہیں .اب خطرے کی بات نہیں ہے ".فون رکھ کر باجوہ جلدی جلدی نظامی کو خوشخبری دینے لگا تھا.

"احمق باجوہ !خطرہ ابھی ٹلا نہیں ہے ,یہ اب جو ہم کریں گے وہ ہمارے پلان میں شامل نہیں ت"...

"تم چھپ چھپ کر باتیں سن رہی ہو؟ "لمحے کے ہزارویں حصے میں نظامی کو کسی خطرے کا احساس ہوا تھا .وہ تیز روی سے دروازے کی طرف بڑھا .باہر سمیر مہرال کے سامنے کھڑا تھا اور مہرال کی نظامی کی طرف پشت تھی.

"ڈیڈ یہ آپکی باتیں سن رہی تھی ".اب کے مہرال نے اپنا چہرہ نظامی کی طرف کیا تھا .اس کے ایک ہاتھ میں موبائل اور دوسرے ہاتھ میں چائے کا مگ تھا.

"نہیں ڈیڈ ,میں نے نہیں سنا کچھ بھی ".وہ روہانسی ہو گئی تھی اور دانستاً سمیر کو جھوٹا کہنے سے گریز کیا.

"تو پھر یہاں کوئی جن چھوڑ گیا تمہیں حالانکہ اس حصے میں کسی کا آنا ممنوع ہے ".نظامی غرایا تھا اور اسی کے پیچھے باجوہ بھی کھڑا تھا.

"ڈیڈ میں فون کال پر تھی ...اور ...اور مجھے پتا ہی نہیں چلا کے میں کب اس طرف آگئی . آئی سوئیر ڈیڈ !میں نے کچھ نہیں سنا .میں تو فون پر بزی تھی ".آنسو گویا ابھی اسکی پلکوں سے ٹپک پڑتے .نظامی نے اپنا ہاتھ آگے بڑھا کر اس سے فون نوچا ,جہاں پر پندرہ منٹ سے کال چل رہی تھی ,اور حالانکہ نظامی اس کے کانوں میں بھی ائیرپاڈز دیکھ چکا تھا .وہ جان چکا

تھا کہ اس نے کچھ نہیں سنا. مگر اب وہ اپنے بیٹے کو جھوٹا ثابت نہیں ہونے دینا چاہتا تھا, اسکا مان رکھنا چاہتا تھا.

نظامی نے گرم چائے کا مگ مہرال کے ہاتھوں سے لیا اور زور سے اسے مہرال کی جانب اچھالا تھا.

"آہہہہ "... گرم مایا کے جھلسانے سے زوردار چیخ بلند ہوئی تھی. فی الوقت وہ اپنے بچاؤ کیلئے بس اتنا ہی کر پائی کی تھی کی اپنا چہرہ جھکا کر اپنے دونوں بازو کراس کی صورت میں آگے کر لئے تھے. لیکن ایسا کرنے سے اس کے بازو اور سر کی اسکن جل گئ تھی.وہ بلک اٹھی تھی. مگر وہاں پرواہ کسے تھی.

"امید ہے یہ تمہیں تمہاری جگہ پر رکھے گا". سامنے سے بالوں کو زور سے جکڑ کر اس نے مہرال کا چہرہ اپنے قریب کیا اور اس عمل نے مہرال کو ڈھیروں اذیت میں اتارا تھا مگر اس دفعہ وہ چیخ نہ سکی تھی". ہٹو اب یہاں سے". یہ کہہ کر وہ مہرال کو زوردار جھٹکے سے فرش پر پھینک کر چلا گیا تھا جس سے وہ سمیر کے قدموں میں جا گری تھی. موقعے کو غنیمت جانتے ہوئے سمیر نے زوردار بوٹ مہرال کے چہرے پر دے مارا تھا. مہرال کی پوری دنیا گھوم گئی تھی. ایسا لگتا تھا ابھی بیہوش ہو جائے گی, مگر ہائے یہ آنکھیں بھی بند نہ ہوتیں

تھیں .چند پل وہیں پڑے رہنے کے بعد جب اسے اپنے سر اور بازؤوں میں شدید جلن کا احساس ہوا تو خود کو گھسیٹتے وہ اپنی جگہ سے اٹھی .منہ میں جب خون کا ذائقہ آیا تو اس کے اٹھنے میں پھرتی آئی تھی .

باجوہ سے بدکلامی کر کے جب وہ کچن میں اپنی چائے ڈالنے آئی تھی تو اسے شدت سے اپنی غلطی کا احساس ہوا تھا" .اگر باجوہ نے یہ سب جا کر بھیڑیئے کو بتا دیا تو؟ "وہ واقعتاً پریشان ہوئی تھی.

"فٹے منہ مہرال ".خود کو لعنت ملامت کرتی وہ بے چین ہوئی تھی .دماغ نے فوراً سے کام کیا .

"ہیلو "!اس نے کسی کو کال ملائی تھی" .ہاں شمائم جلدی سے سنو,ایسے ہی کال پر رہنا جب تک میں خود نہ بند کر دوں .تمہارا بولنا ضروری نہیں ہے ,اوکے؟ "اس کو ہدایات دے کر اب اس نے کال میوٹ کی تھی اور ائیرپاڈز کانوں میں لگا کر چائے ڈالتی فوراً اس حصے میں چلی گئی تھی جہاں سب کا جانا ممنوع ہوتا تھا.

"اگر کسی نے پوچھا تو کہہ دوں گی کے کال کرتی ہوئی غلطی سے یہاں آگئی تھی ".جاسوسی کیلئے جاتے ہوئے وہ جو اس ارادے سے گئی تھی کے موضوع وہ ہو گی مگر جب اس نے ان کی گفتگو سنی تو اس کی ہوائیاں ہی اڑ گئیں .اس نے حیرانی سے منہ پر ہاتھ رکھ لیا تھا .مگر افسوس !اس سے پہلے کے وہ وہاں سے کھسکتی ,سمیر اسے وہاں دیکھ چکا تھا.

"تم چھپ چھپ کر باتیں سن رہی ہو؟ "سمیر نے اتنی اونچی آواز میں کہا تھا کہ بالضرور آواز اندر گئی ہی ہو گی.

اپنے اسکیلپ اور اسکن کو منٹ کرسٹلز والے پانی سے دھو کے اب وہ قدرے بہتر محسوس کر رہی تھی .ٹھنڈک نے اب جلن کے احساس کو قابو کر لیا تھا.

"مگر وہ جلن جو میرے دل میں ہے ,اسے کس سے دھوؤں میں؟ اسکا بھی کوئی علاج ہوتا . پھر میں بھی تندرست ہوتی ".سپاٹ چہرے کے ساتھ وہ ایلوویرا جیل ,کوکونٹ آئل اور شہد کے آمیزے کو ہلاتے ہوئے بولی تھی .پھر اٹھ کر شیشے کے سامنے کھڑی ہو گئی جہاں اس کے دائیں گال پر پڑا ہوا نیل واضح نظر آ رہا تھا.

"یہ بوٹ تم نے میرے چہرے پر نہیں ,اپنی قسمت پر مارا ہے سمیر ,روؤ گے تم .بھیک مانگو گے ".غصے سے اس کی آنکھیں سرخ ہو چکی تھیں .آج غصہ اسے نظامی پر نہیں ,سمیر پر تھا .

"بھگتو گے تم ذلیل انسان ".آمیزہ انگلیوں سے اپنے بالوں میں لگاتے ہوئے اس نے عزم کیا تھا.

"زبیر صاحب ,میرے کام میں کسی قسم کی کوئی گنجائش نہیں ہے ,آپکے تمام پوائینٹس شایان پر صادق آتے ہیں .میں آپ کے الزام سے بری الزّماں ہوں ,مجھے الزام نہ دیں .میں اپنا پارٹ کر چکی ہوں اب آپ جانیں اور زبیر جانیں ".وہ جو کسی طرح سے غلط ثابت ہونے پر راضی ہی نہیں تھی ,زبیر جو کے تقریباً تیس سے پینتیس برس کا ہو گا ,کو لگا کے اب اس کے ساتھ دوسرے طریقے سے نپٹنا چاہئیے.

"مس مہرال آپ بالکل ٹھیک کہہ رہی ہیں .آپ نے بیشک اپنا کام کر لیا ہے .پر آپ ہماری مجبوری سمجھنے کی کوشش کریں ,ڈیڈ لائن اس ویک اینڈ کی ہے .اگر آپ بس آج تھوڑا ٹائم شایان کو دے دیں گی تو ہم ڈیڈلائن سے پہلے اپنا پراجیکٹ ڈپلائی کر سکتے ہیں ".شایان زبیر کے اس حربے سے مطمئین ہوا تھا.

"مگر میں بتا چکی ہوں کے مجھے آج جلدی جانا تھا. پھر میں کیسے رک سکتی ہوں؟ "وہ جو کے اب تھوڑی مدھم پڑی تھی ,اپنی وجہ بتانے لگی.

"زیادہ وقت نہیں لیں گے مس مہرال آپکا,بس تھوڑا سا ٹائم ,بس میں اور شایان ایک کلائینٹ سے مل آئیں. ہمارے آنے تک آپ جایئے گا نہیں. آپ اور شایان مل کر کام کریں گے تو تھوڑا جلدی ہو جائے گا ".زبیر نے انتہائی التجائیہ لہجے میں کہا.

"ٹھیک ہے ,مگر کام ختم نہ ہوا تو بھی میں جلدی چلی جاؤں گی ".مہرال نے حتی المقدور کوشش کی تھی کے انکار کر دے ,مگر وہ انکار نہیں کر پائی.

"تھینک یو سو مچ مس مہرال ,فیوچر میں ہم بھی آپ کو فیور ضرور دیں گے ".اس نے مسکرا کر کہا تھا. مگر مہرال محض سر ہلا کر اپنے کیبنٹ کی طرف چلی گئی.

سارا آفس خالی ہو چکا تھا. بس مہرال اور ایک اور انٹرنی وہاں موجود تھے. آج مہرال بھی چھ بجے چلی جاتی مگر اسے زبیر صاحب کے کہنے پر رکنا پڑا تھا. اب وہ اپنے لیپ ٹاپ میں مگن زبیر اور شایان کے انتظار میں بیٹھی ہوئی تھی ,تبھی اس کے پاس زویا آئی.

"اوہ مہرال آپ یہاں ہیں. یہ لیں زبیر صاحب آپ سے رابطہ نہیں کر پا رہے". اپنا فون اس کی طرف بیزاری سے بڑھاتے ہوئے اس نے کہا جو جانے کو بالکل تیار کھڑی تھی.

"ہیلو"! حیرانی سے اس نے اپنا فون چیک کیا جس کے سارے سگنلز کام کر رہے تھے.

"ہاں مس مہرال کہاں ہیں آپ میں کب سے آپکا نمبر ٹرائی کر رہا ہوں, کال نہیں مل رہی".

"میرا فون تو ٹھیک ہے. کیا کہنا تھا آپکو؟" وہ الجھی تھی. اوپر سے پاس کھڑی زویا کی بیزاری جو مہرال کا موبائل اپنے ہاتھ سے گھما رہی تھی.

"اچھا سنیں, میرا سسٹم آن کریں, لاگ ان اور پاسورڈ اس کے پاس ٹیبل نوٹس پر لکھے ہوئے ہیں". مہرال توجہ سے سن رہی تھی. اس دفعہ زویا کے موبائل گھمانے پر موبائل وہاں پڑی فائیل کے نیچے کھسک گیا تھا. اب زویا وہاں پر پڑی پینسل کو بھی اسی طرح گھمانے لگی تھی.

"اوکے؟" مہرال نے سمجھتے ہوئے سر ہلایا.

"میرے ڈیسک ٹاپ پر کلائینٹ ریکارڈنگز کے نام سے ایک فولڈر ہو گا. انہیں ایک بار سنئے گا. انکے انٹرو میں جو کلائینٹ 'صلاح الدین' کے نام سے ہو گا, وہ ریکارڈنگ مجھے ای میل کر دو. پلیز ذرا جلدی". وہ کافی عجلت میں بولا تھا.

"اوکے میں کرتی ہوں ".وہ بھی جلد بازی میں اٹھ کر جانے لگی تھی جب زویا نے اسے پکارا تھا.

"مہرال میرا موبائیل دے جائیں پلیز".

"اوہ !سوری ".معزرت کرتی ہوئی وہ جلدی میں زبیر کے آفس کی طرف بڑھی.

سسٹم آن کر کے اس نے فولڈر کھولا .اس میں بے شمار ریکارڈنگز تھیں.

"اف !اتنا بیوقوف کون ہو سکتا ہے جس نے ریکارڈنگز ان نیمڈ رکھی ہیں ".اسے خواہ مخواہ زبیر پر غصہ آیا تھا.

ہیڈ فون لگا کر اب وہ ایک ایک ریکارڈنگ کا انٹرو سن رہی تھی .اور صد شکر اسے اپنی مطلوبہ ریکارڈنگ دسویں نمبر پر ہی مل گئی تھی .ای میل کر کے اب وہ ڈن کا میسج کرنے لگی تھی.

"اوہ ہو !مابائل تو باہر ہی رہ گیا ".وہ چیئر سے اٹھ کر دروازے تک گئی تھی اور جیسے ہی ڈور ناب کو گھمایا,اسے چھوٹا سا دل کا عارضہ آتے آتے رہا .

"یہ کیوں اٹک گیا ہے؟ "اس نے خود کو تسلی دینا چاہی. مگر بار بار گھمانے پر بھی جب دروازہ نہ کھلا تو اس کے دماغ میں زور سے جھماکہ ہوا.

"کوئی ہے؟ دروازہ کھولو. کوئی ہے. کس نے بند کیا ہے دروازہ؟ "وہ زود زود سے دروازہ بجانے لگی تھی.

"میں اندر ہوں دروازہ کھولو, دروازہ کس نے بند کیا ہے؟ "آنسوؤں کی باڑ اس کی آنکھوں کے کنارے پر آچکی تھی مگر اس نے روکے رکھا. اسے لگا یہ سب محض ایک خواب ہے, جو ابھی ٹوٹ جائے گا. مگر جب خواب بار بار کوشش کرنے پر بھی نہ ٹوٹا تو اس نے سوچا ضرور کوئی مزاق کر رہا ہو گا.

"دروازہ کھولو یہ جس کا بھی مزاق ہے بہت گھٹیا ہے. دروازہ کھولو ". مگر آفس میں تو صرف وہی تھی. پھر کون ہو سکتا ہے.

دماغ میں صرف ایک نام آیا تھا.

"علی بیگ؟ "کیونکہ ایک وہی تھا جو نظامی ہاؤس کے باہر خواہ مخواہ اس کے پیچھے پڑا تھا". مگر اسے تو میرے آفس کے بارے میں پتا ہی نہیں ہے ". دروازہ بجاتے بجاتے اس نے دروازے کو زوردار لات رسید کی تھی. مگر دروازہ نہ کھلا.

یہ کیا ہوا تھا اس کے ساتھ .اسے کوئی بند کر گیا تھا .اس سوچ نے اسے زمین بوس کیا تھا . آنسوؤں کی باڑ اب ٹوٹ گئی تھی .اس خیال کے ساتھ کے اگر وہ آج وقت پر گھر نہ پہنچی تو ضرور اپنی انا کا پجاری نظامی اسے ڈھونڈھے گا .اور اگر اسے جاب کا پتا چل گیا تو؟ وہ اس سے آگے سوچنا بھی نہیں چاہتی تھی .

"دروازہ کھول دو پلیز میری زندگی اور موت کا سوال ہے .دروازہ کھولو .مجھ پر رحم کرو ,میں نے کسی کا کیا بگاڑا ہے ".ایک بار پھر سے وہ روتے ہوئے دروازہ پیٹنے لگی تھی .مگر شاید کسی کو اس پر رحم ہی نہیں آتا تھا .اس نے نقاب نوچ کر اتارا تھا.

"دروازہ کھول دو ,تم جو بھی ہو میں سب کرنے کو تیار ہوں ,بس مجھے جانے دو "زوروقطار روتے ہوئے اس نے التجا کی تھی.

"میری زندگی اتنی غیر منصف کیوں ہے .اس نے ہمیشہ برا دکھایا ہے مجھے .بھلا اس سے برا اور کیا ہو گا ".اونچی آواز میں روتے ہوئے اس نے کہا مگر وہ غلط تھی .کم ازکم اسے اجالا تو میسر تھا .

انسانی نفس کی فطرت ہوتی ہے ,یہ ہمیشہ بہترین کی تلاش میں اپنے بہتر کو لات مارتا ہے .مگر پھر آتا ہے مکافاتِ عمل !جب وہ بہتر کی تلاش میں آتا ہے تو بہتر اس کو لات مار دیتا ہے.

آفس کی لائیٹ بند ہو گئی تھی اور گھپ اندھیرا چھا گیا تھا. متزاد یہ کے اس کے پیٹ پر کچھ رینگتا ہوا محسوس ہوا تھا. وہ چینخیں مارتی ہوئی فوراً اپنا آپ جھاڑنے لگی تھی. مگر افسوس!

"میری زندگی اتنی غیر منصف کیوں ہے. اس نے ہمیشہ برا دکھایا ہے مجھے. بھلا اس سے برا اور کیا ہو گا". اونچی آواز میں روتے ہوئے اس نے کہا مگر وہ غلط تھی. کم از کم اسے اجالا تو میسر تھا.

انسانی نفس کی فطرت ہوتی ہے، یہ ہمیشہ بہترین کی تلاش میں اپنے بہتر کو لات مارتا ہے. مگر پھر آتا ہے مکافاتِ عمل! جب وہ بہتر کی تلاش میں آتا ہے تو بہتر اس کو لات مار دیتا ہے.

آفس کی لائیٹ بند ہو گئی تھی اور گھپ اندھیرا چھا گیا تھا. متزاد یہ کے اس کے پیٹ پر کچھ رینگتا ہوا محسوس ہوا تھا. وہ چینخیں مارتی ہوئی فوراً اپنا آپ جھاڑنے لگی تھی. مگر افسوس!

جب تک اس کے ذہن نے کام کیا تب تک اس کا اپنی عقل پر ماتم کرنے کو دل چاہا تھا.

ویسٹ بیگ میں وائیبریٹ کرتا وہ اسکا گھر والا موبائیل تھا. اس نے فوراً سے پیشتر اپنا موبائیل نکالا. اندھیرے میں کہیں سے روشنی کی کرن نظر آئی تھی. موبائیل نکال کر اس نے فلیش

لائیٹ آن کی تو گھپ اندھیرے کا خوف اب وحشت میں تبدیل ہو گیا تھا .اتنی بڑی بلڈنگ کے چوتھے فلور میں وہ صرف واحد نفس تھا.

"کیا کروں؟ کس کو بلاؤں مدد کیلیئے؟ "شایان ,زبیر اور باقی آفس والوں کا نمبر تو جس میں تھا وہ موبائل ہی باہر تھا" .گھر سے کسی کو بلاؤں تو میری جاب کی بات سامنے آ جائے گی ".

روتے ہوئے آنکھیں بند کیئے وہ ہر چہرے پر نظر دوڑانے لگی تھی جس کی اس نے کبھی مدد کی تھی مگر کوئی ایسا چہرہ نظر نہیں آ رہا تھا جو اسکی مدد کر سکتا .اور اگر کوئی ایسا ہوتا جو مدد کر سکتا تو وہ قابلِ اعتبار نہیں تھا .

"اور کیا جواب دوں گی میں کسی کو؟ کیا کر رہی تھی میں یہاں؟ جاب؟ وہ بھی پارٹ ٹائم؟ اف اف اف ہے تم پر مہرال .تم نے کسی سے فیور کے بدلے فیور والا تعلق کیوں نہ رکھا؟ "

روتے ہوئے وہ خود کو کوسنے لگی تھی .اوپر سے اس اندھیر بلڈنگ میں اس اکیلی کو بے حد خوف آ رہا تھا .ذریعہ ہوتے ہوئے بھی اس کے پاس کوئی ایک بھی ایسا وجود نہیں تھا جسے وہ بلا سکتی .آنکھیں بند کر کے وہ پھر سے فرش پر گر گئی تھی اور چلا چلا کر اسکا حلق خشک ہو گیا تھا .

"دروازہ کھولو "! آنکھیں موند کر سر دروازے سے ٹکا کر وہ پھر سے کوشش کر رہی تھی مگر بے سود ! مسلسل رونے سے ناک بند ہو گیا تھا, آواز بیٹھ گئی تھی.

"کیا کرے گا نظامی اس بار؟ زندہ گاڑے گا؟ یا جلا ڈالے گا؟ یا پھر تل تل مارے گا؟ "خود کلامی کرتے ہوئے وہ خود کو وہ چور محسوس کر رہی تھی جو اپنی مدد کیلیئے اگر کسی کو بلاتا تو پکڑا جاتا. تبھی فون وائیبریٹ ہوا تھا.

"اولا پرینسیسا "! زینب اسکا وہ ساتھی تھا جو مخلص تو تھا, مگر مدد کرنے سے قاصر!

"کوئی ہے؟ پلیز دروازہ کھولو ".وہ حلق کے بل چلائی تھی" .دروازہ کھولو میں نے کسی کا کیا بگاڑا ہے ".کوئی اس کی مدد کو کیوں نہیں آ رہا تھا؟ کیا سب ہی یہاں اس کی زندگی عزاب کرنے کو بیٹھے ہیں؟ کسے پکارے وہ؟ کون حامی بھرے گا اس کی مدد کیلیئے؟ آنکھیں موندے آنسو زاروقطار آنکھوں سے جاری تھے. تبھی دماغ نے ایک نام جاری کیا.

میر!

وہ یکدم سیدھی ہو کر بیٹھی تھی" . مگر میر کو کیسے بلاؤں؟ اور وہ کیوں آئے گا مدد کیلیئے؟ اور کیا گارنٹی ہے کے وہ میرا راز رکھے گا؟ اور ہم دونوں تو ایک دوسرے کو جانتے بھی نہیں

ہیں ".وہ ایک لمحے میں خود سے کئی سوال کر گئی تھی .مگر اس وحشت سے اس کا اب دم گھٹنے لگا تھا .وہ یہاں نہیں رہ سکتی تھی .اسے رسک تو لینا تھا .اور پھر دل نے دہائی دی تھی .

"وہ مدد کرے گا .پہلے بھی اس نے مدد کی تھی .وہ پلئیر نہیں ہے .وہ محافظ ہے ".ایک شہادت اسے موصول ہو گئی تھی .ایک شہادت کافی ہوتی ہے.

اس کی انگلیوں نے تیزی سے کام کیا اور میر کو کال ملا دی مگر بعض اوقات سب چیزیں آپ سے متضاد چل رہی ہوتی ہیں .میر کا فون پاورڈ آف آ رہا تھا.

"نہیں ایسا نہیں ہو سکتا ,نہیں میر پلیز فون آن کرو ".وہ سر نفی میں ہلاتی ہوئی پھر سے بیوقوفوں کی طرح فون ملانے لگی ,مگر جب پھر سے بے بس ہو گئی تو موبائیل گود میں رکھے ٹسوے بہانے لگی .

"موڑئیا)مر گئی(؟ "زینب نے رپلائی نہ ملنے پر پھر سے میسج کیا تھا .مہرال نے بے دلی سے میسج دیکھا ,پھر خیال آنے پر موبائیل اٹھا کر زینب کی ماما کے نمبر پر کال ملا دی .پہلی ہی بیل پر زینب نے کال ریسیو کر لی .

"ہ ..ہیلو !زینب مہرال بات کر رہی ہوں ,میر گھر پر ہے؟ "اس کی روئی ہوئی خوفزدہ آواز سن کر زینب پریشان ہوئی تھی .

"ہاں بھائی گھر ہیں تم رو رہی ہو؟ "زینب نے استفسار کیا.

"زینب جلدی سے فون میر کو دو مجھے اسکی ہیلپ چاہیئے ".مہرال نے روتے ہوئے التجا کی تھی.

"تم مجھے بتا دو ,میر بھائی تو آج دو دن بعد سو رہے ہیں اور سوتے ہوئے انہیں کوئی نہیں جگا"..

"فار گاڈ سیک زینب فون دو اسے میں مصیبت میں ہوں ,ٹرائی ٹو انڈر اسٹینڈ ".وہ فون کو کان سے ہٹا کر منہ کے سامنے لاتی ہوئی چلائی تھی.

"او ..اوکے !میں جا رہی ہوں , تم چپ ہو جاؤ رو مت پلیز ".وہ سیڑھیاں تیزی سے پھلانگتی ہوئی سیکنڈز میں میر کے کمرے میں تھی .ایتھکس وغیرہ بھول کر وہ بنا ناک کئے اندر کی جانب بھاگی.

"بھائی !بھائی جلدی اٹھیں ,بھائی اٹھیں مہرال کا فون ہے ".وہ جو نیند ٹوٹنے پر کسمسایا تھا , مہرال کا نام سن کر حیران ہو کہ اٹھ بیٹھا .

"مہرال؟ "سرخ آنکھوں اور ماتھے پر گرے ہوئے بالوں کے ساتھ اس نے تصدیق کرنا چاہی تھی .جس پر زینب نے فون اس کے آگے بڑھایا اور میر نے اسے فوراً کان سے لگا لیا.

"ہیلو؟ "میر ابھی بھی بے یقین تھا.

"ہیلو... ہیلو میر !میری بات سنو .میں مصیبت میں ہوں, آئی نیڈ یور ہیلپ ". تیز تیز بولتے ہوئے چہرے پر آتے آنسوؤں کو اس نے صاف کیا تھا مگر اس کی آواز سے میر نے فوراً پہچان لیا تھا کے وہ روتی رہی ہے" .پلیز منع مت کرنا .مجھے نہیں پتا چل رہا میں کس سے کہوں .بس میرا ذہن تم پر آ کر رکا ہے, پلیز میر, آ جاؤ .میری زندگی کا سوال ہے ". مگر وہ انجان تھی .یہ تو میر کی زندگی کا سوال تھا.

بلیک جوگرز پر بلیک ہڈ پہنے اس نے خود کو چہرہ دھونے یا چینج کرنے کی بھی مہلت نہ دی تھی .پہلے وہ گاڑی کی طرف آیا تھا .لیکن پھر فوراً سے اپنا رخ بائیک کی طرف کر لیا, کیونکہ اسے ہر حال میں جلدی پہنچنا تھا .

"جے بی بھکڑ !میں کچھ کہہ رہی ہوں تم سے, شرم نہیں آتی اس وقت کھاتے ہوئے حالانکہ مہرال مصیبت میں ہے ".وہ بے چینی سے جبرئیل کے کمرے میں چکر کاٹ رہی تھی جب جبرئیل کو سکون سے پیکٹ میں سے چپس کھاتے دیکھ کر اسے سخت کوفت ہوئی .

"سنا نہیں تم نے جے بی؟ "جب کوئی جواب نہ ملا تو بیڈ پر چڑھ کر زینب نے زور زور سے اسے جھنجھوڑنا شروع کر دیا.

"اف زینی کیا چاہئے تمہیں؟ "زینب کے بازو پکڑ کر جواباً جبرئیل نے بھی اسے جھنجھوڑنا شروع کر دیا .

"تم اتنے اِن سینسِی ٹِو کب سے ہو گئے جے بی؟ مہرال مصیبت میں ہے اور تم اتنے پر سکون کیسے ہو؟ "وہ بے یقین ہوئی تھی.

"وہ جو تمہارا مجنوں گیا ہے نا اپنی لیلٰی کیلئے ,وہ آنچ بھی نہیں آنے دے گا اس پر .اب ہٹو ! اس گھر میں سکون سے کچھ کھا بھی نہیں سکتے ".سر جھٹک کر وہ واپس سے چپس کھانے لگا تھا.

"تم اتنے پر یقین کیسے ہو؟ "زینب مطمئین ہونے کو تیار ہی نہیں تھی.

جبرئیل کی آنکھوں کے آگے وہ تمام مناظر گھومے تھے جب میر نے اپنی تعلیم بھی ایک طرف رکھ کر اپنی فیملی کو کرائیسس سے نکالنے کیلئے تگ و دو کی تھی .

"کیونکہ وہ ایسا ہی ہے .میں اسے جسٹیفائی نہیں کروں گا . تمہیں ماننا ہے تو مانو ورنہ چپ کر جاؤ دماغ نہ کھاؤ میرا .سارا مزہ خراب کر کے رکھ دیا ہے ".جبرئیل نے بد مزہ ہوتے ہوئے

چپس کا پیکٹ اسکی گود میں پٹخ دیا .وہ جو ششدر رہ گئی تھی جبرئیل کے اس رویۓ پر خاموشی سے جبرئیل کے آگے آ کر بیٹھ گئی .اور سویٹر کی دونوں آستین کہنیوں تک چڑھا لیں .اس سے پہلے کے جبرئیل اٹھ کر بھاگ سکتا زینب اسکے بال اپنی دونوں مٹھیوں میں بھر کر زور زور سے جھنجھوڑنے لگی.

"آہ زینی !بال چھوڑو میرے ,بال نہیں "!دونوں ہاتھوں سے وہ بے حد نرمی سے اپنے بال چھڑوانا چاہتا تھا کے ایک بال بھی نہ ٹوٹے.

"بد اخلاق !ہمت کیسے ہوئی میرے آگے اونچی آواز میں بات کرنے کی ".بولتے بولتے زینب نے دانت پیستے ہوئے بال کھینچنے کا مشغلہ جاری رکھا" .تمیز ومیز بیچ کر کھا گئے ہو ,دل نہیں دہلا تمہارا میرے ساتھ بدتمیزی کرتے ہوئے ".

"زینی بال چھوڑو ,میں معافی مانگ تو رہا ہوں .معاف کر دو مجھے آگے سے نہیں ہو گا ".

قریب تھا کے وہ اس کے پیر پڑ جاتا.

"واللہ اگر تم آج معافی نہ مانگتے تو کوئی لڑکی تم جیسے ٹکلے کے ساتھ شادی کرنے کی حامی نہ بھرتی ".بالوں کو جھٹکا دے کر چھوڑتے ہوئے اس نے گویا جبرئیل پر رحم کھایا تھا.

"رو گی ,پچھتاؤ گی ,یہ جو میرے بالوں کا حشر کیا ہے نا تم نے .ہائے لگے گی انکی تمہیں ".
جبرئیل فوراً سے بیڈ سے نیچے اتر کر دھمکی دیتا واش روم میں بھاگ گیا تھا.
"باہر آؤ ,پھر دیکھتی ہوں کے ہائے دینے کے قابل بچتے ہیں کیا؟ "بیڈ پر کھڑی ہو کر ,دونوں ہاتھ کمر پر رکھے وہ کھلا چیلنج دے رہی تھی.

مہرال کی بتائی گئی لوکیشن پر میر پہنچ چکا تھا .بیس منٹ کا فاصلہ اس نے دس منٹ میں طے کیا تھا .اور وہاں مہرال کو ڈر تھا کے اسکا فون آف نہ ہو جائے .کیونکہ اس نے فلیش لائیٹ آن کر رکھی تھی .کمرے میں گھٹن بڑھتی جا رہی تھی .وہ زور زور سے سانس لینے لگی تھی.
بلڈِنگ پر پہنچ کر میر وہاں موجود گارڈز سے بات کرنے لگا تھا .جن میں سے صدیق نامی گارڈ آج فورتھ فلور کا لاک چیک کر کے آیا تھا .وہ مسلسل نفی میں سر ہلا رہا تھا .پھر میر نے اپنا فون اسے تھمایا اور کچھ دیر فون پر مہرال سے بات کرنے کے بعد صدیق اسے فورتھ فلور پر لے گیا .اس فلور کی الیکٹرسٹی بھی بند کی گئی تھی ,جسے دوبارہ بحال کروایا گیا.
"ایسا پہلے کبھی نہیں ہوا ,بجلی بھی بند ہے ,ایسا لگتا ہے "...صدیق آگے سے دانستاً خاموش رہا تھا .

میر بے حد بے چین تھا ,اور تیز تیز چل رہا تھا .دل کی دھڑکن ایسے تیز تھی گویا اسے کسی نے آخری سانسوں کی خبر سنا ڈالی ہو .وہ اڑ کر وہاں پہنچنا چاہتا تھا .اس لئے سمجھ کر بھی اسکا جملہ مکمل نہیں کر پایا تھا.

آفس کا خوفناک سناٹا اس کی روح تک کو گھائل کر رہا تھا .کیا اس کی آخری سانسیں چل رہی تھیں؟ اچانک سے آفس کی لائیٹس آن ہوئیں تھیں .اور اسی لمحے وہ فرش پر دھڑام سے گری تھی .لائیٹ جلنا اس بات کا عندیہ تھا کے میر آ چکا ہے ,اسکا مسیحا آچکا ہے .اس میں اتنی سکت بھی نہیں رہ گئی تھی کے آنسوؤں سے تر چہرہ صاف کر کے نقاب کر لیتی .

"کلک "!کی آواز کے ساتھ دروازہ کھلا تھا اور اسے بے چینی سے اندر داخل ہوتا ہوا میر نظر آیا تھا .مگر اندر داخل ہوتے ہی وہ دنگ رہ گیا تھا ,پاؤں اپنی جگہ پر جم چکے تھے.

"مہرال؟ "اس کی آواز مہرال کو باسوز صدا لگی تھی .

بمشکل خود کو سہارا دیتی وہ اٹھ بیٹھی تھی.

"میر؟ تم آ گئے ".اپنا چہرہ ہاتھوں میں چھپائے وہ پھر سے رونے لگی تھی .اسے یقین ہی نہیں آ رہا تھا کے اب وہ اس بلڈنگ کے اندھیرے میں اکیلی نہیں ہے.

"مہرال میڈم ,آپ یہاں کیسے بند ہو گئیں؟ "قریباً پینتالیس سالہ صدیق پریشانی سے استفسار کرنے لگا تھا.

"مجھے باہر جانے دیں ".سر نفی میں ہلاتی وہ اپنی پھٹی ہوئی آواز میں بولی تھی .میر کو اس کی بے بسی پر یقین نہیں آ رہا تھا .کس سنگدل نے اسکا یہ حال کیا تھا؟

"چلو !تمھیں لینے ہی آیا ہوں ".وہ بس اتنا ہی بول سکا تھا .مگر اس کے چہرے سے اسکی ڈسٹربینس دیکھی جا سکتی تھی.

وہ بمشکل قدم اٹھا کر چلنے لگی تھی ,اس کے پیچھے میر چلنے لگا تھا .وہ کیبنٹ سے اپنی چیزیں اٹھانے لگی تھی جب میر نے اسے روک کر خود سب چیزیں سمیٹیں اور بیگ پیک پہن کر چلنے لگا .اس کے رف حلیئے سے وہ اندازہ لگا سکتی تھی کے وہ جس حالت میں تھا اسی حالت میں دوڑا چلا آیا ہے .

"شکریہ صدیق انکل ,اگر آج آپ نہ ہوتے تو کوئی بھی لاک کھولنے کو تیار نہ ہوتا ".نیچے پہنچ کر پارکنگ میں جانے سے پہلے مہرال صدیق کا شکریہ ادا کر رہی تھی .

"شکریہ مت کہیں میڈم ,آپ کے بڑے احسانات ہیں مجھ پر .میں آج یہاں آپ ہی کی بدولت اپنے بچوں کا پیٹ پال رہا ہوں .میں جتنے احسانات آپکے اتاروں اتنے کم ہیں ".

صدیق واقعتاً شرمندہ ہوا تھا.

"اور صدیق انکل اس واقعہ کے بارے میں کسی سے ذکر مت کیجئے گا ".اس نے ریکوئیسٹ کی تھی .وہ اپنا تماشہ نہیں بنوانا چاہتی تھی.

"بالکل نہیں میڈم"!

"اور فورتھ فلور کو آج کس نے لاک کیا تھا؟ "وہ آخری سوال کر رہی تھی ,کیونکہ اس سے زیادہ کی اس میں ہمت نہیں تھی .

"شایان صاحب نے ".اس نے فوراً سے جواب دیا تھا .اتنی دیر میں میر بھی اس کی گاڑی نکال کر باہر روڈ پر لے آیا تھا .

"ٹھیک ہے ". کہتی ہوئی وہ گاڑی کی طرف چلی گئی.

"تم ڈرائیو کر لو گی؟ "میر نے فکرمند لہجے میں کہا تھا.

"کیا میں کہیں پر کچھ دیر سکون سے بیٹھ سکتی ہوں؟ "اس نے کہا نہیں تھا. مگر آبو ئیسلی وہ اس وقت اکیلی نہیں رہنا چاہتی تھی .جو وقت وہ اکیلی کاٹ کر آئی تھی وہ وقت اب اسے کاٹ رہا تھا.

"ٹھیک ہے ,تم گاڑی میں میرا ویٹ کرو .میں آتا ہوں ".وہ کہتا ہوا صدیق کی طرف بڑھ گیا .پھر اس سے کچھ بات کر کے وہ بائیک اندر پارک کر آیا تھا .یہ تو طے تھا کہ آج وہ ڈرائیو نہیں کرنے والی تھی.

"جے بی خبیث !کمبل چھوڑو .اٹھو میر بھائی ابھی تک نہیں آئے ہیں ".زینب نے جبرئیل سے کمبل کھینچا تھا جو جبرئیل نے زور سے پکڑ رکھا تھا ,پھر ایک جھٹکے سے چھوڑ دیا اور زینب دھڑام سے سر کے بل جا گری .اور جبرئیل پیٹ کے بل زور زور سے ہنسنے لگا.
"جے بی "!وہ زور سے چلائی تھی" .تمہاری سات نسلیں ٹکلی نکلیں ".
"کیا ہے؟ جلدی بولو "!اتنی زہریلی بد دعا پر جبرئیل کو غش پڑا تھا اور وہ مزید زینب کو تنگ کرنے کا ارادہ ترک کرتے ہوئے اٹھ کر بیٹھ گیا .ٹکلے ہونے کا سوچتے ہی اس نے زور سے جھر جھری لی تھی.

"بھائی کو فون کرو, ان سے پوچھو کے مہرال ٹھیک ہے؟ "وہ اس کے پاس آکر بیڈ پر بیٹھ گئی .

"تو تمہارے کیا ہاتھ دکھتے ہیں؟ "وہ سوال کر کے پچھتایا تھا . زینب نے زوردار کہنی اس کی پسلی میں رسید کی تھی .

"جتنا کہا جائے اتنا کیا کرو . فون ملاؤ ". اس نے اپنی سبز آنکھوں سے تنبیہہ کی تھی . جسے اگنور کر کے وہ بے دلی سے فون کرنے لگا . مگر آگے سے کال نہ پِک کی گئی.

"کال نہیں اٹھا رہا میر ". جبرئیل نے زینب کو آگاہ کیا تھا.

"میری بھی نہیں اٹھا رہا . ہائے مہرال کہیں مر مرا تو نہیں گئی ". دماغ کی بات زبان پر اترتے ہی اس نے دونوں ہاتھوں سے اپنا منہ بند کیا تھا.

"اتنی ڈرامہ کیوں ہو رہی ہو؟ اس کی تو عادت ہے مصیبتیں ادھار مانگنے کی . ہمیشہ کسی نہ کسی مصیبت میں انگیجڈ رہتی ہے . پریشان نہ ہو, جاؤ خود بھی مرو, اور اسے بھی مرنے دو ". آخری بات کہہ کر اس نے اپنا کمبل کھینچ کے خود پر اوڑھا تھا.

"یو نو وہاٹ؟ تم اکیلے ہی مرو "! کہہ کر اس نے پانی سے بھرا جگ جبرئیل پر کمبل سمیت انڈیلا اور وہاں سے دوڑ لگا دی.

"یہ لو ". گرم چائے کا کپ پکڑاتے ہوئے میر بھی اس کے سامنے بینچ پر بیٹھ گیا تھا. وہ دونوں ایک ویٹنگ ایریا میں بیٹھ گئے تھے ,جہاں وقتاً فوقتاً ٹھنڈی ہوا جسم کو چیرتی ہوئی جاتی تھی. مگر یہ اسے اس گھٹن سے بہت بھلی لگ رہی تھی.

" تھینکس "!رندھی ہوئی آواز میں کپ پکڑتے ہوئے وہ اس کی شکرگزار ہوئی تھی. اسے واقعی اس وقت گرم چائے کی اشد ضرورت تھی. نقاب اور عبایا وہ گاڑی میں رکھ چکی تھی. اس وقت وہ بلیو جینز اور ڈبل لئیرڈ وائٹ اور بلیک شرٹ میں بہت گم صم بیٹھی تھی.

"تم یہاں پر کیا کر رہی تھی؟ "میر نے اسے کمفرٹیبل کرنا چاہا تھا.

"جاب ".اس نے صاف گوئی سے جواب دیا تھا.

"تم جانتی ہو کس نے کیا ہے یہ سب؟ "میر نے استفسار کیا تھا.

"کسی نے نہیں کیا,میں آفس میں تھی. سب جا چکے تھے. میرے کیو اے اور ایک جونیئر کو میری ہیلپ چاہیئے تھی. وہ آفس میں نہیں تھے اور مجھے رکنا تھا ".وہ سانس لینے کو رکی اور آنکھیں بند کر لیں. جیسے یہ سب تکلیف دے رہا ہو" .کیو اے نے مجھے کسی کام سے آفس میں بھیجا تھا. مگر جب میرے جونیئر نے مجھے کیبنٹ میں نہیں پایا ہو گا تو آبویسلی وہ لاک کر

کے چلا گیا ہو گا. کیونکہ میں رکنے کیلئے راضی نہیں تھی ". مہرال نے پتا نہیں کیوں اسے تفصیل بتائی تھی.

"اور الیکٹر سِٹی؟ وہ بھی خود بند ہو گئی؟ "میر نے ابرو اچکا کر اسکا دھیان اس طرف کیا تھا.

"ہو سکتا ہے ایکسیڈینٹلی "...

"تو کسی نے راستے میں تمہارے کیبنٹ میں تمہارا سامان بھی نہیں دیکھا ہو گا؟ تب بھی کسی نے نہیں سوچا ہو گا کہ اگر سامان یہاں ہے تو مہرال کہاں ہے؟ "وہ جو صفائی دینے ہی والی تھی ,اس کے ذہن میں جھماکہ ہوا. اس نے حیرت سے اپنا کھلا ہوا منہ اپنے ہاتھ سے ڈھانپ لیا. تو کیا اسے واقعی بند کیا گیا تھا؟ بھلا کوئی ایسا کیوں کرے گا؟

"بھلا کوئی ایسا کیوں کرے گا؟ "وہ دماغ کا سوال لبوں پر لائی تھی.

"کیونکہ ہر ہاتھ تھامنے کیلئے نہیں ہوتا ". میر کے ذہن میں اس دن والا واقعہ آیا تھا جب حمدان نے مہرال کا ہاتھ تھاما تھا. اس لئے اس نے مہرال کو باور کروانا چاہا.

"مگر ہر ہاتھ چھوڑنے کیلئے بھی نہیں ہوتا ". مہرال کے ذہن میں اسکا چھ سالہ ننھا ہاتھ آیا تھا جب کورٹ کے باہر آخری بار اس کے پاپا نے اسکا ہاتھ چھوڑا تھا.

"بعض ہاتھوں کو چھوڑ دینا چاہئے ,ورنہ وہ آپ کو جلا دیتے ہیں ".میر کو آج کا واقعہ یاد آیا تھا .اگر مہرال مدد کیلئے حامی نہ بھرتی تو اس کے ساتھ یہ سب نہ ہوتا.

"بعض ہاتھ چھوٹ جائیں تو آپ کو جلنے سے کوئی نہیں روک سکتا ".میر کے دل کو کسی نے کچلا تھا .مہرال وہ نہیں ہے جو نظر آتی ہے .وہ اتنی گہری باتیں کیوں بول رہی ہے؟ میر کو حقیقی دنیا میں مہرال کے موبائیل کی رنگ ٹون لائی تھی.

"ہیلو؟ "اس نے کال ریسیو کی تھی.

"میں فرینڈ کے ساتھ ہوں ,پندرہ منٹ تک پہنچتی ہوں".

میر دنگ رہ گیا تھا .وہ یہ کیا کہہ رہی تھی؟ کیا وہ واقعی ہی اسے اپنا فرینڈ مان چکی تھی؟ وہ چائے کا کپ خالی کر کے ٹریش کین میں ڈمپ کرتی میر تک آئی تھی .

"مجھے گھر جانا ہے ,میں تمہیں ایڈریس بتا دیتی ہوں ,تم ڈرائیو کر سکتے ہو میرے لئے؟ "ہمیشہ سے کانفیڈینٹ مہرال کافی مدھم تھی .

"ہاں چلو میں چھوڑ دیتا ہوں".

"اور پلیز اس سب کے بارے میں کسی سے مت کہنا .جاب کے بارے میں بھی نہیں ".اس نے جیسے التجا کی تھی.

ٹوٹی ہوئی مہرال کو دیکھ کر وہ محض سر ہلا کر رہ گیا.

ایش گرے پینٹس پر باڈی فِٹڈ کریو نیک سویٹر کے آستین کہنیوں تک چڑھائے وہ شخص نظامی سے باتیں کر رہا تھا, جب مہرال وہاں بلیو اسکنی جینز پر بلیک کولڈ شولڈر ٹاپ پہنے اور بالوں کو کھلا چھوڑے سیڑھیاں اترتی آ رہی تھی .

"اس سے ملو, یہ میری بڑی بیٹی ہے .مہرال "!مصنوعی مسکراہٹ چہرے پر سجاتے ہوئے نظامی نے حدید کو مہرال کی طرف متوجہ کیا تھا" .اور مہرال یہ حدید گُرمانی ہے, میرے عزیز جان دوست کا صاحبزادہ".

"ہائے !نائس ٹو میٹ یو ".حدید کھڑا ہو کر اس کے سامنے ہاتھ بڑھانے لگا .اس نے اپنے بھورے بالوں کو دائیں طرف کومب اوور کر رکھا تھا .وہ نہ تو بلونڈ لگتا تھا,اور نہ ہی برونٹ , ہاں اسے برونڈ کہا جا سکتا تھا.ہلکی بڑی ہوئی شیو میں اس نے نہایت دلکش مسکراہٹ اچھالی تھی.

"سیم ہیئر "!مہرال نے اسکا بڑھا ہوا ہاتھ تھام کر چھوڑ دیا اور اپنی بیٹھی ہوئی آواز میں کہہ کر ہلکا سا مسکرائی .حدید ضرور اسے ہی دیکھتا رہتا مگر نظامی ڈِنر کا کہہ کر مداخلت کر چکا تھا.

جہاں سب باتیں کرتے کرتے ڈِنر کر رہے تھے وہاں مہرال خاموشی سے اپنی پلیٹ پر جھکی کھانا زہر مار کر رہی تھی۔ آج کے واقعہ نے اسے دہلا کر رکھ دیا تھا۔ مگر اسے نہیں پتا تھا کے آج اسے بھرپور توجہ دینے والا کوئی ہے۔

"آپ کھانا نہیں کھا رہیں، مہرال"! اس کے منہ سے جو کوئی شستہ اردو سنتا تو غش کھا کر گر پڑتا۔ کیا وہ پاکستان میں ہی پلا بڑھا تھا؟

"نہیں، ایکچوئلی میں نے آج لنچ لیٹ کیا تھا تو بھوک نہیں تھی ابھی"۔ وہ جو حدید کے کہنے پر سب کی مرکزِ نگاہ بن کے گڑبڑائی تھی، فوراً سنبھلی اور اب کھانے کی رفتار بڑھا دی۔

"آپ ٹھیک ہیں؟" اسے فکر ہوئی تھی۔

"جی بالکل! بس ٹھنڈ لگ گئی ہے شاید، یو نو"۔ کہہ کر ایک نظر اس نے نظامی کو دیکھا جو اسی کی طرف دیکھ رہا تھا۔ مہرال کو بھی اب اپنی ہی فکر ہوئی۔ پھر کچھ دیر بعد جب مہرال کو اپنے چہرے پر نظروں کی تپش محسوس ہوئی تھی تو وہ نظریں اٹھا کر یہاں وہاں دیکھنے لگی۔ جب مہک پر نظر پڑی تو مہک شاید اسے مسلسل گھور رہی ہے۔ مہرال کا دل ڈوب کر ابھرا تھا۔ بال نزاکت سے پیچھے کو ہٹاتی وہ ظاہری طور پر مطمئین سی پھر سے پلیٹ پر جھک گئی تھی۔

"کیا اسے کچھ پتہ چل گیا ہے؟ "اس کیلیئے ڈنر کرنا اب اور بھی مشکل ہو گیا تھا. مگر اس وقت وہاں سے اٹھنا ,اپنی موت مانگنے کے مترادف تھا. جب سب ڈنر کر چکے تھے تو وہ وہاں سے ایکسکیوز کرتی اپنے کمرے میں آ گئی.

دسمبر کے وِنٹر بریک میں جہاں جبرئیل ہائیبر نیشن موڈ پر چلا گیا تھا وہیں زینب کی عید تھی.
اب سب ہی گھر میں پائے جاتے تھے.
"ماما !آپ میرے ساتھ مارکیٹ چلیں گی؟ مجھے شاپنگ کرنی ہے ".صوفے پر گرنے کے انداز میں زینب فرح بیگم کے پاس آ کر بیٹھی تھی.
"زینی کتنی شاپنگ کرتی ہو ,دل نہیں بھرتا تمہارا؟ "فرح بیگم نے کتاب پر سے نظریں ہٹا کر عینک کے اوپر سے دیکھا تھا.
"اپنے لئے تھوڑی کرنی ہے ,مہرال کیلیئے کرنی ہے ".اس نے دلیل پیش کی تھی .اب تو ماما مان ہی جائیں گی.
"زینی جب تک میں تمہاری دوست سے نہیں مل لیتی ,میری جان تب تک دوستی کو بڑھاوا مت دو ".انہوں نے کتاب سے نظریں ہٹائے بنا زینی کو آگاہ کیا تھا.

"آپ جج کریں گی اسے؟ "زینب حیران ہوئی تھی .

"نہیں ,ہم کسی کو جج کرنے کے اہل نہیں ہوتے . مگر پیرنٹس کو پتا ہونا چاہئے کے انکے بچے کس قسم کے دوست رکھتے ہیں ".انہوں نے کتاب بند کر کے میز پر رکھی تھی ,اور عینک اتار کر زینب کو سمجھانے لگی تھیں.

"ماما وہ بہت اچھی ہے ,میرے لئے وہ بیسٹ ہے .زینب کو پسند ہے وہ ".آخر میں اس نے اپنا بیچارہ سا منہ بنایا تھا .

"اچھی تو تمہاری بیسٹ فرینڈ بھی تھی ,مگر اب تو تم اس سے بات تک بھی نہیں کرتی ہو ". شائستہ لہجے میں انہوں نے زینب کو یاد کروایا تھا.

"ماما اس کے بارے میں نا میں آپ کو بتاتی ہوں کے کیسی تھی وہ "...صوفے پر آلتی پالتی مارتے ہوئے وہ دلائل دینے کیلئے تیار ہوئی ہی تھی کے فرح بیگم نے اسے ٹوک دیا.

"زینی تمہیں پتا ہے نا میں روزے سے ہوں ".انہوں نے آنکھیں موندتے ہوئے خود کو پر سکون کیا.

"ٹھیک ہے پھر روزے کے بعد بتاتی ہوں آپکو ".وہ جو پر جوش ہوئی تھی ایک لمحے میں جھاگ کی طرح بیٹھ گئی.

"جو برائیاں اللہ تعالٰی کو روزے کی حالت میں ناپسند ہوتی ہیں ,وہی برائیاں اللہ تعالٰی کو روزے کے بعد بھی نا پسند ہوتی ہیں .ہم کسی بھی حالت میں وہ برائیاں اختیار کرنے کے روادار نہیں ہوسکتے .کیونکہ جس کو خوش کرنے کیلیۓ ہم روزہ رکھتے ہیں ,اسی کو راضی کرنے کیلیۓ ہمیں برائیاں بھی چھوڑنا پڑتی ہیں ".انہوں نے بہت سادہ الفاظ استعمال کرنے کی کوشش کی تھی.

"تو پھر میں انکار ہی سمجھوں؟ "زینب نے ناک سکوڑتے ہوئے سوال کیا.

"تمہاری مرضی ہے .میں نے تو محض اپنی رائے ہی دی ہے ".کندھے اچکاتے ہوئے انہوں نے جواب دیا تھا.

"آپکی رائے بھی سیدھی سیدھی وارننگ ہوتی ہے ".چپل پہنتے ہوئے وہ صوفے سے اٹھ کھڑی ہوئی" .مان لی تو' تمہارا اپنا فیصلہ ہے 'اور نہ مانو تو' میری اولاد تو ہے ہی نا فرمان ' ہونہہ "!

اس سے پہلے کے فرح بیگم کچھ قصیدے پڑھ کے سناتیں ,وہ سیڑھیاں چڑھتی ہوئی اونچی اونچی چلانے لگی" ,جے بی ڈفر !کہاں مر گئے ہو؟ شاپنگ پر کس نے لے کر جانا ہے مجھے؟ "

سیڑھیاں چڑھتے ہوئے وہ اونچی اونچی چلا رہی تھی تاکہ فرح بیگم کو پتہ چل جائے کے وہ پھر بھی گفٹس لے گی.

"آہہہہ "!!وہ بستر سے اٹھ بیٹھی تھی اور آنکھیں مکمل طور پر کھل چکی تھیں .سامنے مہک پانی کا خالی جگ لے کر کھڑی تھی .جس کا پانی اس نے مہرال پر خالی کیا تھا.

"یہ کیا گھٹیا حرکت کی ہے تم نے؟ "مہرال جو غصے سے لال ہو گئی تھی اٹھ کر غصے سے اس کے قریب آئی تھی.

"نظر نہیں آتا؟ جگایا ہے تمہیں .اور میرے ساتھ بد تمیزی کرنے کی ضرورت نہیں ہے, ورنہ ابھی تمہارے چودہ طبق روشن کروا دوں گی ".نہایت کانفیڈینس سے مہک نے اپنے سے آٹھ سال بڑی مہرال کو خاموش کروایا تھا اور وہ کامیاب بھی ہو گئی تھی.

"کیا چاہیئے تمہیں؟ "وہ دھیمی پڑی تھی.

"وہ شخص جو کل رات تمہیں چھوڑنے آیا تھا,کون تھا وہ؟ "بنا تمہید وہ اپنے مطلب پر آئی تھی .اور لمحے گزرنے سے پہلے مہرال اس کا مقصد سمجھی تھی ,اسی لئے پتا نہیں کیوں لبوں سے پھسلا.

"بوائے فرینڈ ہے".

"تبدیلی کر لو, کیونکہ آج کے بعد نہیں رہے گا". جگ اس کے ہاتھوں میں تھماتی وہ چیلنج کر کے پلٹی تھی. اور مہرال وہیں کھڑی اس کی سفاکی دیکھ رہی تھی. چیزیں ہوں یا انسان, نظامی کا گندا خون ہمیشہ چھین لیا کرتا تھا. اس نے زور سے جگ زمین پر دے مارا اور وہ کرچی کرچی ہو گیا, مگر جب بھڑاس نہ نکلی تو زور دار لات سائیڈ ٹیبل پر ماری". چور"!

لنچ سے پہلے مہک, سمیر اور ثمن جو کے مہرال اور نظامی کی دونوں اولادوں کی خالہ زاد تھی, لان میں موجود تھے, جو کافی وسیع و عریض رقبے میں پھیلا ہوا تھا. باہر سے آنے والا نظامی کے اس سرائے کو دیکھ کر پہلے تو کچھ پل مبہوت رہ جاتا. پھر جب کچھ بولنے کے قابل ہوتا تو بالضرور اس سرائے کی شان میں قصیدہ پڑھتا. ایک نظر انہیں گپیں ہانکتے دیکھ وہ اپنی گاڑی کی طرف بڑھی. وہ بلیو جینز کے ساتھ بلیک اینڈ وائٹ سٹرائیپڈ شرٹ پہنے ہوئے تھی. بیگ کندھے پر لٹکائے اور ڈینم جیکٹ کے ساتھ ویسٹ بیگ ہاتھ میں پکڑے اس نے بالوں کو آج ڈھیلے جوڑے میں باندھ رکھا تھا. جس میں سے اس کی چند زلفیں جوڑے سے آزاد تھیں. اسے جاتا دیکھ حدید فوراً سے ایکسکیوز کرتا ہوا مہرال کی طرف لمبے لمبے ڈگ بھرنے لگا.

"مہرال؟" پیچھے سے حدید نے پکارا تھا. وہ جو گاڑی کا دروازہ کھولنے لگی تھی حیرت سے پیچھے مڑی.

"آپ کہیں جا رہی ہیں کیا؟" اس کے بالکل سامنے رک کر حدید اس سے استفسار کرنے لگا.

"آپکو بات اسٹارٹ کرنے کیلئے اتنی ڈمب لائن ہی ملی تھی؟" بالکل لحاظ نہ رکھتے ہوئے اس نے دونوں بیگز اور جیکٹ پیسنجر سیٹ پر رکھے اور پھر چلتی ہوئی واپس اس کے سامنے آ کر کھڑی ہو گئی.

"آج آپ ناشتے کی ٹیبل پر نہیں تھیں, تو میں پوچھنا چاہتا تھا کے آپ ٹھیک ہیں؟ کیونکہ کل آپ ٹھیک نہیں لگ رہی تھیں". اس نے بالکل بے عزتی محسوس نہیں کی تھی. بلکہ مسکراتے ہوئے مدعے پر آیا تھا.

"ہاں ونٹر بریک چل رہا ہے. جن دنوں میں یونیورسٹی نہیں جاتی, ان دنوں میں ناشتے کی ٹیبل پر بھی نہیں پائی جاتی. میں تھوڑا لیٹ اٹھتی ہوں". دھوپ میں آنکھیں سکیڑے آخر میں اس نے مجبوراً ایک مصنوعی مسکراہٹ اچھالی.

"اگر گھر میں گیسٹ ہوں اور ہوسٹ باہر گھومنے چلے جائیں تو کیا آپ اسے ان ایتھیکل نہیں کہیں گی؟" حدید نے اسے مسکراتے ہوئے باور کروایا تھا کے وہ اس کی کمپنی چاہتا ہے.

"اوہ ,ڈونٹ وری !میں دشمن کو بالکل گیسٹ نہیں مانتی ".اس نے دور بیٹھے تینوں نفوس کو دیکھتی جو اسی کی طرف گھور کر دیکھ رہے تھے ,حدید پر چوٹ کی تھی" .بائے "!دائیں ہاتھ کو ہلکا سا ہلا کر اب وہ گاڑی میں بیٹھ گئی تھی .مگر حدید اب بھی وہیں کھڑا مسکراتا ہوا اس ہیزل آنکھوں والی لڑکی کو دیکھ رہا تھا جو اسے پہلی نظر میں ہی اچھی لگ گئی تھی .پھر جب تک اس کی گاڑی نظروں سے اوجھل نہیں ہوئی تھی وہ واپس نہیں پلٹا تھا.

گاڑی پارک کر کے وہ نقاب چہرے پر چڑھائے اپنے مطلوبہ فلور کی طرف بڑھی تھی .آفس میں داخل ہوتے ہوئے اسے ماحول میں کشیدگی محسوس ہوئی تھی .

"یہ سب اتنے خاموش کیوں ہیں؟ اتنا تناؤ کیوں ہے ماحول میں؟ "وہ خود کلام ہوئی تھی .

"کہیں ان سب کو معلوم تو نہیں ہو گئی کل والی بات؟ "اسے یاد آیا تو وہ اٹھ کر زبیر صاحب کے آفس کی طرف بڑھی اور دروازہ کھول کر آفس میں جھانکا تھا .مگر !آفس خالی تھا.

"مہرال؟ یہاں کیا کر رہی ہو؟ "پیچھے سے شہلا نے آواز دی تو وہ چونکی تھی .بھلا یہ کیسا سوال تھا .وہ کام کیلئے بھی آ سکتی تھی.

"میں ...بات کرنے آئی تھی زبیر صاحب سے ". مہرال نے شہلا کو جواب دیا تھا, جواباً شہلا نے حیرت سے اپنا دایاں ہاتھ اپنے منہ پر رکھا تھا .

"تمہیں نہیں پتا؟ "اس نے بے یقینی سے پوچھا تھا.

"ک...کیا؟ "مہرال کے دماغ میں کچھ کھٹکا تھا .وہ کس بارے میں بات کر رہی ہے؟

"تمہیں کسی نے نہیں بتایا؟ "اپنے دل پر ہاتھ رکھے اس نے مہرال کا صبر آزمایا تھا.

"کیا شہلا مجھے کیا نہیں پتا بولو گی بھی اب؟ "وہ جو پہلے ہی ڈسٹرب تھی ,اب اسے اپنے حواس جاتے ہوئے محسوس ہو رہے تھے.

"زبیر سر ,وہ نہیں رہے ". بتاتے ہوئے اس کی آواز لڑکھڑائی تھی .اور وہ جس کے حواس جا رہے تھے ,اسے لگا ایک دم سے اب اسکی جان جا رہی ہے . بمشکل دروازے کا سہارا لیتی وہ کھڑی ہوئی تھی.

"تم یہ کیا کہہ رہی ہو شہلا؟ ایسا کیسے پاسیبل ہے؟ م ...میری ...میری ان سے ابھی ... کل رات ہی بات ہوئی ہے ". وہ سمجھ نہیں پا رہی تھی کے کونسے الفاظ اور کیسے ادا کرے؟

"انہیں کسی نے کل رات ہی گن پوائینٹ پر شوٹ کر دیا تھا .ان کیساتھ شایان بھی تھا . لیکن وہ کسی طرح بچ گیا .ہم سب آج ان کے گھر تعزیت کیلئے جا رہے ہیں . تم چلو گی ساتھ؟ "

شہلا نے اس سے افسردہ آواز میں پوچھا تھا. مگر مہرال کی تو گویا بولنے کی صلاحیت ہی چلی گئی تھی .اس لئے اس نے محض سر ہلا دینے پر ہی اکتفا کیا.

اپنے کیبنٹ میں آ کر وہ چہرہ ڈیسک پر گرائے کل کی تمام باتیں سوچنے لگی تھی .کسے معلوم تھا کے موت زبیر صاحب کی طرف یوں خاموشی سے قدم بڑھا رہی ہے .بلکہ نہیں!

موت ہمارا ایسا ساتھی ہوتا ہے,جو ہمارے ساتھ قدم بڑھا رہا ہوتا ہے .لیکن ہم اس سے غافل,اسے اگنور کر رہے ہوتے ہیں .وہ ساتھی خاموشی سے بے وفائی برداشت کر رہا ہوتا ہے .مگر جب اسے حکم ہوتا ہے تو وہ بھاگ کر ہم سے لپٹ جاتا ہے .موت بے وفا نہیں ہوتی .وہ کسی کو نہیں چھوڑتی .وہ اپنے ساتھی کی ہو کر ہی رہتی ہے .موت بڑی باوفا ہوتی ہے .

وہ یہ باتیں سوچتے ہوئے بہت ڈپریسڈ ہو گئی تھی .چند لمحے بیتے تھے .پھر وہ اپنا سر اٹھا کر بے دلی سے کام کرنے لگی تھی .سب کر رہے تھے .آخر چند دنوں میں سب کو بھول جائے گا .یہ وقتی صدمہ ہے .وقت ہی اسے لے جائے گا.

"کیوں رومیو؟ آجکل یہ کن کاموں میں لگے ہوئے ہو؟ "اسٹڈی میں داخل ہوتے ہوئے جبرئیل نے میر پر چوٹ کی تھی,جو بیج پینٹس پر کالے رنگ کی باڈی فِٹڈ ٹی شرٹ پہنے اپنے لیپ ٹاپ پر جھکا ہوا تھا.بلیک رِمڈ گلاسز پہنے اس نے بال حسبِ معمول دائیں طرف ماتھے پر گرا رکھے تھے.

"کیوں؟ تمہیں نظر نہیں آتا؟ پراجیکٹ کا کام کر رہا ہوں ".لیپ ٹاپ سے نظریں ہٹا کر اس نے گویا جبرئیل کی عقل پر ماتم کیا تھا.

"مہرال تمہارے پراجیکٹ میں کب سے آگئی؟ "اپنی چیئر کھینچ کر جبرئیل نے بیٹھتے ہوئے اپنے دونوں پاؤں میر کی گود میں رکھے تھے.

"مہرال؟ وہ کیا ہے؟ جاندار ہے یا بے جان؟ میری زبان نے یہ نام کیسے لے لیا؟ "میر نے خلا میں ڈھونڈتے ہوئے انتہائی اجنبیت کا اظہار کیا.پھر واپس سے جبرئیل کو دیکھنے لگا.

"اوور ایکٹنگ "!سنجیدہ نظروں سے دیکھتے ہوئے جبرئیل نے کمینٹ پاس کیا.

"تو نے سین ہی ایسا دیا تھا ".کندھے اچکاتے ہوئے میر واپس لیپ ٹاپ میں مگن ہو گیا تھا.

"کیا ہے یہ سب؟ کہاں گئے تھے تم رات کو؟ اور پھر بائیک بھی کہیں چھوڑ آئے تھے. دیکھو مجھ سے مت چھپانا. میں جانتا ہوں یہ مہرال کا معاملہ ہے. اس نے بلایا تھا نا تجھے؟" اپنی ٹانگیں واپس کھینچتے ہوئے وہ اب اپنی چیئر میر کے قریب کر کے بیٹھ گیا تھا.

"پاگل ہو؟ میں کیوں چھپاؤں گا؟ مہرال مصیبت میں تھی, اسے ضرورت تھی کسی کی. اگر میں نہ جاتا تو وہ ساری رات ایک کمرے میں ہی بند رہتی اور پھر سب اسے ڈھونڈتے رہتے". میر نے اسے چند جملوں میں بات سمجھانے کی کوشش کی تھی.

"وہ کسی اور کو بھی تو بلا سکتی تھی. اور اس کے گھر والے کہاں تھے؟" جبرئیل اپنے تئیں اس کو عقل کی بات سمجھا رہا تھا.

"آبوئیسلی اس کے پاس کوئی آپشن نہیں تھا, اس لئے اس نے مجھے بلایا". سر جھٹک کر وہ پھر سے اپنا کام کرنے لگا تھا.

"تو اس نے تمہیں سب سے لاسٹ آپشن میں رکھا ہے؟" جبرئیل استہزائیہ مسکرایا تھا. مگر جواباً میر بھی نفی میں سر ہلاتا مسکرانے لگا.

"کیا کہا میں نے؟ اس کے پاس کوئی آپشن نہیں تھا .یعنی میں آپشن نہیں تھا .اور اگر ہوتا بھی تو "...وہ کچھ لمحے جبرئیل کو دیکھتے ہوئے خاموش رہا تھا, پھر کندھے اچکا کر بولا" .کسے فرق پڑتا ہے؟ اس سے بدلے میں محبت مانگی کس نے ہے؟ "

"یہ کیسی محبت ہے؟ کیا تمہیں اس سے محبت درکار نہیں ہے؟ "وہ کنفیوز ہوا تھا.

"نہیں !کیونکہ محبت اور عزت ,یہ دونوں ایسی چیزیں ہیں جو مانگی نہیں جاتیں ,کمائی جاتی ہیں . مانگنے سے صرف بھیک ملتی ہے .جبکہ محبت اور عزت سفید پوش لوگوں کا سرمایہ ہوتی ہیں ". میر بہت عقل کی بات کہہ گیا تھا.

مگر جبرئیل وہیں بیٹھا اسے حسرت سے دیکھ رہا تھا .زندگی کے تجربات نے میر کو جہاں بہت سے اسباق دیئے تھے ,وہیں اسے محبت کرنا بھی سکھائی تھی.

اس کے ذہن میں وہی دن گھوم گئے تھے جب میر اور جبرئیل دونوں یونیورسٹی جانے لگے تھے .آہستہ آہستہ جب جبرئیل کو میر میں کچھ بدلاؤ محسوس ہوا تھا تو جبرئیل نے جاننے کی کوشش کی تھی .مگر جب جبرئیل کو معلوم ہوا تھا کے میر ایک ایسی لڑکی سے محبت کرنے لگا ہے جو انکی ماما کی دی ہوئی تعلیمات سے بہت الگ ہے تو اسے مہرال سے شدید نفرت ہوئی تھی اور وہ مہرال کو بے وجہ تنگ کرتا رہتا.

مگر بیڑا غرق ہو اس تجسس کا, جس نے جبرئیل کو مہرال پر غور کرنے پر اکسایا. اس کا دل ماننے کو تیار ہی نہیں تھا کے میر جیسا انسان مہرال جیسی لڑکی کو چاہنا تو دور, ایک نظر اٹھا کر دیکھ بھی سکتا ہے. جب جبرئیل متجسس ہوا مہرال میں وہ وجہ جھانکنے کیلئے جس نے اس کے بھائی کو جیت لیا تھا, تو نہ جانے کب مگر مہرال اسے بھی جیت چکی تھی. اس خوف سے جبرئیل میر سے مہرال کے بارے میں بات کرنے سے گھبراتا تھا کے جس دن میر نے اقرارِ محبت کر لیا تو کہیں اس کا دل اس سے روٹھ نہ جائے. اور یہی ہوا تھا, وہ جتنا اپنے دل کو اس محبت کے بارے میں انکار کرتا تھا, دل اتنا ہی لاڈلا بنتا جا رہا تھا.

جبرئیل کا ماننا تھا کہ, دل بڑی لاڈلی اولاد ہوتا ہے اور اسکا قریبی ساتھی نفس ہوتا ہے. نفس اس لاڈلی اولاد کے ذریعے اپنی ہر بات منواتا ہے. مگر ذمہ دار والدین کی طرح ہمیں اپنی لاڈلی اولاد کو اس کے برے ساتھیوں سے دور رکھنا چاہیئے, تاکہ ہماری لاڈلی اولاد کو سیاہی کی حالت میں نہ اٹھایا جائے.

آخر کار جب میر نے اپنی محبت کو دلائل دے کر جسٹیفائی کر لیا تو جبرئیل کے دل نے بھی ضد کی. اور آج اسکا دل میر کے دل کی وسعت دیکھ کر رشک کر رہا تھا.

"ایسے ہی فارغ بیٹھے رہے تو ہمارا پراجیکٹ مکمل ہونے سے رہا". میر نے لیپ ٹاپ میں جھکے جھکے ہی اسے ہوش کروائی تھی.

"یہ جے بی تو ہے ہی نکما. اس سے کچھ نہیں ہو گا". زینب اپنا قرآن پاک پکڑے ان دونوں کے پاس آ کر بیٹھ گئی اور قرآن پاک ٹیبل پر رکھا.

"اچھا اگر یہ نہیں کرنا تو جاؤ میرے اور اپنے لئے اچھی سی چائے بنا لاؤ, پھر موڈ فریش ہوتا ہے تو مل کر کام کرتے ہیں". اب میر نے بھی اپنا لیپ ٹاپ بند کر کے رکھ دیا تھا. میر کی بات کا جب کوئی جواب نہ آیا تو میر اور زینب دونوں نے ایک ساتھ جبرئیل کی جانب دیکھا. جو خلا میں ایسے گھر رہا تھا گویا اس نے کچھ سنا ہی نہ ہو اور اب وہ دوبارہ کبھی بھی نہیں سن پائے گا.

"بھائی, بتایا ہے نا! یہ جے بی تو ہے ہی کاہل نکما اور نا فرمان. یہ کہاں آپکی بات مانے گا. یہ آپکا کام نہیں کر کے دے گا" افسوس سے سر نفی میں ہلاتے ہوئے زینب نے ایسے کہا کے ابھی وہ فرمانبردار بہن کی طرح حکم کی تعمیل کر لائے گی. میر نے بڑی امید سے زینب کی طرف دیکھا. پھر زینب نے اپنی بات جاری رکھی". جائیں آپ خود ہی بنا لائیں". کہہ کر اس

نے فوراً اپنا قرآن کھول لیا اور ساتھ ساتھ اپنے نوٹس پر لکھنے لگی. وہ بیچارا جو چائے کا موڈ بنائے ہوئے تھا دونوں کی شکلیں ہی دیکھتا رہ گیا.

مہرال سمیت پورا اسٹاف زبیر صاحب کے گھر تعزیت کیلئے موجود تھا. جوائینٹ فیملی کے سبب گھر میں کافی لوگ موجود تھے. مگر پھر بھی, وہاں خاموش سوگ نے ماحول میں تناؤ پیدا کر رکھا تھا.

"بیٹا موت نے کب کسی کی عمر دیکھی ہے؟ آنیوالے پر یہ کسی بھی عمر میں آ جاتی ہے. یہ نہیں دیکھتی کے اس سے منسلک متاثر ہونے والوں کی تعداد کتنی ہے. اسے بس اپنے مطلوبہ نفس سے مطلب ہوتا ہے". بڑے سے لِونگ روم کے صوفے پر بیٹھے زبیر صاحب کے عمر رسیدہ والد نے آخر میں ایک نگاہ اپنی بیوی پر ڈالی تھی, جنہوں نے مغرب کے بعد سے اب تک چپ سادھ رکھی تھی.

اچانک ماحول کے تناؤ میں اور سختی در آئی تھی.

"انکل یہ اللہ تعالیٰ کا نظام ہے . ہم اسے نہیں ٹال سکتے . ہم مایوس بھی نہیں ہو سکتے . ہمیں اس مشکل کی گھڑی میں صبر سے کام لینا ہو گا . اللہ تعالیٰ ایسے ہی راضی تھے . ضرور صبر کرنے والوں پر اللہ تعالیٰ انعام کرتے ہیں ". اس لمحے جب سب الفاظ سے خالی ہو گئے تھے تو یہ شہلا ہی تھی جس نے کچھ کہنے کی ہمت کی تھی.

جواباً زبیر صاحب کے والد کچھ نہ کہہ پائے تھے . محض اثبات میں اپنا سر ہلا دیا تھا . ابھی تو یہ باتیں سب نے کرنا تھیں , انہیں یہ الفاظ ابھی بہت لوگوں سے سننے تھے.

مہرال جب خاموشی سے سارے اسٹاف کیساتھ واپسی کیلئے اپنی گاڑی کی طرف بڑھ رہی تھی تو پیچھے سے کسی نے اسے آواز لگائی تھی.

"مس مہرال !بات سنیں ". اس نے مڑ کر دیکھا تو دور سے شایان چلتا ہوا آرہا تھا جس کے بازو پر پٹی بندھی ہوئی تھی اور ساتھ ایک پانچ سالہ بچی بھی تھی.

"وہ مجھے بات کرنی تھی آپ سے ". نظریں چراتے ہوئے اس نے کہا اور پھر اس ننھی بچی کی طرف اشارہ کیا تھا جو مہرال کے دیکھنے پر شرما گئی تھی" . یہ زبیر بھائی کی بیٹی ہے . ایمن سلام کرو "!آخر میں اس نے جھک کر ایمن سے کہا تو اس نے فوری طور پر ہاتھ بڑھایا.

مگر اس ننھی پری کو دیکھ کر مہرال کے دل کو کسی نے زور سے مسلا تھا. کیونکہ بہت پہلا خیال جو مہرال کے دماغ میں آیا تھا وہ یہ تھا کہ" ,اللہ کرے اس کے لئے زندگی میں کوئی نظامی منتظر نہ ہو ".جب مہرال نے ہاتھ چھوڑا تو شایان نے ایمن کو اندر جا کر کھیلنے کیلئے کہا اور وہ بھاگتی ہوئی چلی گئی اس خبر سے بے خبر کے اس نے کیا کھو دیا ہے .اس سارے واقعہ میں پہلی بار مہرال کی آنکھیں نم ہوئیں تھیں جنہیں اس نے بالفور صاف کر لیا تھا.

"مس مہرال "!مخاطب ہوتے ہوئے شایان نے اپنے دونوں ہاتھ مہرال کے سامنے جوڑے تھے" ,ہمیں معاف کر دیں ,مجھے بھی اور زبیر بھائی کو بھی ".مہرال ساکت رہ گئی تھی .شایان یہ کیا کر رہا تھا.

"ک ...کیا مطلب؟ "اس نے اپنے خدشے کی تصدیق کرنا چاہی تھی.

"آپکو یاد ہو گا .سویرا کو پریشرائز کرنے پر آپ نے زبیر بھائی کی کمپلین بخاری سر کو کر دی تھی .اور بخاری سر نے زبیر بھائی کی بہت انسلٹ کی تھی اور انہیں نکال دینے کی دھمکی بھی دی تھی ".وہ رکا تھا .پھر آنکھیں میچ کر اپنی بات جاری رکھی.

"زبیر بھائی نے تہیہ کر لیا تھا کے آپ کو سبق سکھا کر رہیں گے .انہوں نے مجھے کہا تھا کے اگر میں انکی مدد کرتا ہوں تو وہ آپکی جگہ پر مجھے لانے کی کوشش کریں گے ".ہاتھ نیچے کئے

اب وہ اپنے جوتے سے زمین پر کچھ بنا رہا تھا" .اگر وہ مجھے لالچ نہ بھی دیتے تو میں ان کا ساتھ ضرور دیتا .وہ میرے بڑے کزن تھے .مجھ سے بہت پیار کرتے تھے ".آنکھوں کی نمی کو باہر آنے سے بچانے کیلئے اب وہ زور زور سے اپنی آنکھیں جھپکنے لگا.

"تو تم نے مجھے بند کر دیا؟ یہ جانے بغیر کے اس سے میری جان بھی جا سکتی تھی؟ "وہ اب سپاٹ لہجے میں بولی تھی.

"میں نے اور زبیر بھائی نے یہ پلان کیا تھا کے جب آپ آڈیو میل کر رہی ہوں گی تو ہم آپکو آفس میں بند کر دیں گے .اور ایسا ہی ہوا تھا .میں نے صدیق انکل کو یہی بتایا تھا کے میں آج کے لاکس چیک کر چکا ہوں .زویا سے کہہ کر ہم نے آپکا دھیان آپکے موبائل سے ہٹوا دیا تھا .وہ باہر ہوتا تو آپ کسی کو کال نہ کر پاتیں .میں نے آفس کی الیکٹرسٹی بھی بند کر دی تاکہ آفس کا سسٹم استعمال کر کے آپ کسی کو بلا نہ لیں .پھر اگر آپ اگلے دن پوچھنے کے قابل رہتیں تو ہم کہہ دیتے کے ہم آپکو دیکھنے آئے تھے مگر آپ آفس میں نہیں تھیں تو ہم یہ سوچ کر واپس چلے گئے کے آپ بھی جا چکی ہیں".

وہ کچھ کہنے کے قابل نہیں رہی تھی اور بے یقینی میں نفی میں سر ہلانے لگی.

"مگر اپنے کارناموں سے خوش ابھی ہم کچھ ہی دور گئے تھے "...یکدم وہ پھٹ پڑا تھا, آنسو زاروقطار بہنے لگے تھے اور بات کرنا مشکل ہو گیا تھا. مہرال اگلی بات کی منتظر تھی جب اس کی ٹانگیں لڑکھڑانے لگیں اور اس نے گاڑی کا سہارا لیا تھا.

"کچھ ہی دور تھے ہم ,دو لوگوں نے ہمارا راستہ روکا تھا ".اس نے روتے ہوئے اپنے ہاتھوں کی دو انگلیوں کی طرف دیکھا تھا" .زبیر بھائی نے سب کچھ دے دیا تھا انہیں .مگر !مگر آخر میں انہوں نے اپنی گن نکال کر ہوشیاری دکھانی چاہی تو ان میں سے ایک لڑکے نے دو گولیاں ماریں .پہلی میری بازو میں لگی تھی .میں درد محسوس نہیں کر پایا تھا,کیونکہ اسی لمحے دوسری گولی زبیر بھائی کے یہاں لگی تھی" .اس نے اپنی دونوں آنکھوں کے درمیان پیشانی کی طرف اشارہ کیا تھا ".اس نے رک کر اپنا چہرہ صاف کیا تھا.

"آج جب میں اپنے جان سے عزیز بھائی کے جانے کے بعد ہوش کی دنیا میں آیا تھا تو مجھے فوراً آپکا خیال آیا تھا .ہم نے بہت بڑی زیادتی کر ڈالی تھی .ہمیں تو نتائج دیکھنے کا بھی موقع نہ ملا .اللہ تعالیٰ نے ایسی سزا سنا دی ہمیں .آپ معاف کر دیں ہم دونوں کو ".اس نے پھر سے دونوں ہاتھ جوڑ لئے تھے" .بھائی کو بھی معاف کر دیں ,انکے پاس موقع نہیں ہے .وہ اب نہیں آسکتے .مجھے بھی معاف کر دیں .میرے پاس موقع ہے .ہم نے بہت ظلم کر ڈالا .

ہم آخرت بھلا بیٹھے تھے .ہمیں خوف نہیں رہا تھا".روتے ہوئے اس نے اب اپنی پیشانی اپنی دونوں ہاتھوں پر ٹکا لی تھی .مہرال الٹے قدم پیچھے چلنے لگی تھی ,شایان اسے یونہی الٹے قدم چلتا دیکھنے لگا .گاڑی کے دروازے پر پہنچ کر اس نے لاک کھولا اور بیٹھنے سے پہلے ایک نظر اس پر ڈال کر گاڑی میں بیٹھ گئی.

تھوڑی دور پہنچ کر گاڑی ڈرائیو کرتے کرتے اس نے نوچ کر نقاب اتارا تھا .اب اس کی آنکھوں نے گرم سیال جاری کیا تھا.

"کتنا آسان ہے کسی کی جان کیساتھ کھیل کر اسے تڑپا تڑپا کر ,اسے تماشہ بنا کر بعد میں دو لفظی معافی مانگ لینا ".وہ ہذیانی انداز میں چلائی تھی" .نفرت ہے مجھے دنیا کے لوگوں سے , نفرت ہے !یہ وہ ہیں جو کسی پر قیامت ڈھانے کے بعد ایسے ایکٹ کرتے ہیں گویا ہم بھول جائیں گے ".اس نے سنسان روڈ پر گاڑی روکی تھی.

"میں نہیں بھولتی "!روتے ہوئے اب وہ دھیمی آواز کیساتھ نفی میں سر ہلا رہی تھی" .مہرال نہیں بھولتی ,نہ کسی کی محبت !نہ ہی نفرت ".پھر آنسو صاف کر کے بولی " ,مگر اے نادان ! جاؤ تمہیں معاف کیا ".ذہن کے پردے میں زبیر صاحب کا چہرہ نظر آیا تھا" .تاکہ تم پر رحم کا معاملہ ہو ".گاڑی اسٹارٹ کر کے اب وہ پھر سے ڈرائیو کرنے لگی تھی.

"آپ کہاں گم تھیں مادام؟ میں غالباً کافی دیر سے ویٹ کر رہا تھا آپکا ".مہرال ڈنر کے بعد ٹیرس پر آگئی تھی .شدید دھند کے ساتھ سردی بھی بڑھ چکی تھی .ایسی ہی راتوں میں تنہا رہنا پسند تھا اسے .اس نے اپنے بلیک ٹراؤزرز پر صرف وائٹ ٹی پہن کر اپنی فیورٹ میرون کیپ اوڑھ رکھی تھی .وہ یخ بستہ ہوا محسوس کر رہی تھی جب پیچھے سے حدید گرمانی چلتا ہوا آ رہا تھا .اس کے ہاتھ میں دو چائے کے مگ تھے.

"آپ کو غالباً کا مطلب آتا ہے؟ "حدید کے ہاتھ سے ایک مگ لیتے ہوئے اس نے کتنا بچکانہ سوال کیا تھا .جس پر حدید نے اپنی دلکش مسکراہٹ اچھالی تھی.

"آپ شاید بتانا نہیں چاہتیں کے آپ کہاں تھیں ".پھر اسکے ساتھ کھڑا ہو کر دور تک جانے والی سڑک کو دیکھنے لگا" .ویل !میرے خدوخال ہی میری مرحوم والدہ سے مشابہت رکھتے ہیں .وگرنہ میں ٹھہرا محبِ وطن ".اس نے جان بوجھ کر تھوڑی اور خالص اردو استعمال کی تھی.

"ہیرو بن رہے ہیں؟ "آنکھوں کو گھما کر مہرال نے گویا اس کی شوخی پکڑی تھی.

"آوئچ !مائینڈ ریڈر ہیں کیا؟ "حدید نے صاف گوئی کا اظہار کیا.

"آپ کو شاید میرے ساتھ یہاں نہیں ہونا چاہیئے .ڈیڈ یا گھر میں کسی اور کو برا لگ سکتا ہے ".اس نے تلخی سے کہا تھا .کیونکہ یہی سچ تھا.

"کسی کو کیوں برا لگے گا؟ "وہ حیران ہوا تھا.

"یہ آپ جا کر انہی کسی کو پوچھ لیجیئے گا ". تلخی اب بھی مدھم نہیں پڑی تھی.

"کیونکہ آپ فرقان انکل کی اسٹیپ ڈاٹر ہیں؟ "اپنے تیئں اس نے وہ علم جھاڑا تھا جو آج صبح ہی مہک نے اسے بتایا تھا.

"یعنی' انہی کسی 'کو برا لگ چکا ہے .گریٹ "!چائے کا سِپ لیتے ہوئے مہرال نے پہلو بدلا تھا.

"آپکو فرق پڑتا ہے؟ "آنکھوں کو سکیڑے حدید نے معصوم سا سوال کیا تھا.

"آپکو نہیں پڑتا؟ "ابرو اچکا کر مہرال نے جواب دیئے بنا پوچھا تھا.

"بالکل نہیں ".مگ خالی کر کے اس نے ریلنگ پر ٹکایا تھا اور اپنے دونوں ہاتھ اپنی پاکٹس میں ڈال کر اب وہ سامنے دیکھنے لگا" .میں کسی کی پسندیدگی اور ناپسندیدگی کی بنا پر اپنی پسند ناپسند نہیں بدل سکتا".

"آپکو مجھ سے بات کرنا پسند ہے؟ "حدید کی بات سے مہرال نے یہی معنی اخذ کیا تھا,وہ یہ کہنے کے بعد پچھتائی تھی.

"مادام !اتنی رات کو ٹھنڈ میں مجھے خالی سڑکیں دیکھنے کا کوئی شوق نہیں ہے .کل ہم ڈنر پر چل رہے ہیں .مجھے اچھا لگے گا اگر آپ ہمارے ساتھ چلیں گی تو ".آخر میں اس نے اپنا داہنا ہاتھ پاکٹ سے نکال کر سینے پر رکھا اور سر کو ہلکا سا خم دیا تھا .مہرال حدید کے اس انداز پر ہنس دی.

"میں ضرور چلتی لیکن آئی ایم شیور آپ لوگوں کا ڈِنر خراب ہو جائے گا ".اسے اچھا لگا تھا کے کوئی ہے اس کی کیئر کرنے والا.

"آئی ول میک شیور کے ایسا کچھ بھی نہ ہو ".حدید نے اسے یقین دہانی کروائی.

"اوکے "!چند لمحے گہری نظروں کیساتھ دیکھتے رہنے کے بعد اس نے اثبات میں سر ہلایا تھا, اور وہ نیم اندھیرے میں بھی حدید کے خوبصورت چہرے پر خوشی کی رمق دیکھ سکتی تھی.

"ہیلو میر "!بلیو اسکنی جینز پر وائٹ شرٹ اور گرے سویٹر پہنے اس نے اپنے بالوں کو جوڑے میں مقید کر رکھا تھا .جس میں سے لٹیں باہر کو آ رہی تھیں .میر کمپیوٹر لیب میں موجود اپنے ہی لیپ ٹاپ پر کام کر رہا تھا .کیونکہ یہاں قدرے سکون تھا .مہرال اسے ڈھونڈتی ہوئی اس کے پاس لیب میں آ پہنچی تھی.

"اسلام و علیکم "!وہ جو جینز اور لیدر جیکٹ پہنے بال بلو ڈرائی کئے لیپ ٹاپ میں مگن تھا, مہرال کو دیکھ کر حیران ہوا تھا.

"وعلیکم اسلام .کیسے ہو؟ "اس کے ساتھ والی چئیر پر بیٹھتے ہوئے مہرال نے حال احوال پوچھا تھا.

"میں ٹھیک ہوں ,تم کیسی ہو؟ "آج اسکا چہرہ میک اپ سے عاری تھا .ساتھ ہی میر نے نظروں کا زاویہ تبدیل کر لیا.

"ایکچوئلی میں اس دن تمہیں تھینکس کہنا بھول گئی تھی .جو تم نے میرے لئے کیا,وہ کوئی بھی نہ کرتا ".کندھے اچکاتے ہوئے وہ گود میں رکھے اپنے ہاتھوں سے کھیلنے لگی تھی.

"اگر تمہیں کبھی میری فیور چاہیئے ہو گی تو "...

"میں فیورز ریٹرن کرنے کیلیئے نہیں دیتا ".اس کی بات کاٹ کر وہ واپس لیپ ٹاپ پر جھک گیا .وہ اتنا روڈ کیوں ہو رہا تھا؟

"آ ...آئی نو یہ عجیب ہے .لیکن پھر بھی اگر کبھی میں تمہاری ہیلپ کر سکوں تو مجھے خوشی ہو گی ".اس نے جھجھکتے ہوئے بات مکمل کی.

"ہمم "!محض سر ہلا کر میر نے بات ختم کر دی .اب مہرال کو اپنا وہاں بیٹھنا عجیب لگا تھا . اس لئے بیگ کندھے پر ڈال کے وہ وہاں سے واپس آ گئی .

"کس قسم کا انسان ہے یہ .موڈ کیسے دکھا رہا تھا .اور تمہاری کیوں بولتی بند ہو گئی تھی اس کے آگے؟ ضرورت ہی کیا تھی شکریہ ادا کرنے کی؟ اف "!خود کو کوستی وہ چلتی جا رہی تھی . شاید وہ اس کے آگے اس ڈر سے خاموش ہو گئی تھی کے کہیں میر سب کو بتا نہ دے .اللہ نہ کرے!

مہرال جب اٹھ کر وہاں سے چلی گئی تو میر اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور سسٹمز کی دوسری جانب چلا گیا.

"اگر آئیندہ تم نے میری ٹوہ میں رہنے کی کوشش کی تو جان نکال دوں گا تمہاری ".ایشل جو چہرہ چھپائے سسٹمز کے دوسری جانب انکی باتیں سن رہی تھی ,وہ اس بات سے بے خبر تھی کے میر اس کے پیچھے آ کھڑا ہوا ہے .میر نے جب پیچھے سے جبڑے بھینچتے ہوئے صور پھونکا تھا تو اس کا رنگ لٹھے کی مانند سفید ہو گیا تھا .اپنی صفائی میں وہ انکار کرنے کے قابل بھی نہ رہی تھی.

وہ پارکنگ کی طرف تیز تیز چلتی جا رہی تھی جب میر نے اسے روکا تھا.

"کیا میں دو منٹ بات کر سکتا ہوں؟ "مہرال نے اچنبھے سے اسے دیکھا تھا جس نے گرگٹ کی طرح رنگ بدلا تھا.

"آئی ایم سوری ,مجھے کہیں جلدی پہنچنا ہے ". اپنی گھڑی کو دیکھتے ہوئے اس نے سپاٹ لہجے سے کہا تھا. میر جان گیا تھا کہ یہ ابھی کچھ دیر پہلے ہونے والی حرکت کا بدلہ لیا جا رہا ہے .

"میں زیادہ وقت نہیں لوں گا ".اف میر !یہ کیا کر رہے ہو تم؟ منتیں کیوں کر رہے ہو؟

"پھر کبھی "!کہتے ہوئے اس نے چہرے پر مصنوعی مسکراہٹ بھی نہ سجائی اور وہاں سے اپنی گاڑی کی طرف چل دی .

"شِٹ "!زور سے ایک گاڑی کو کِک کرتے ہوئے اس نے ایشل کو ملامت کیا تھا" .ڈیم یو ایشل !بالبتوری .پھر سے اجنبی بنا دیا اسے .ایک قدم ہی بڑھایا تھا اس نے ,دو قدم دور کر دیا تم نے ". سر جھٹکتا وہ واپس چلا گیا.

"تم کب سے اتنی سفاک ہو گئی؟ جو تمہارے ساتھ برا کرتے ہیں ان کے آگے تو زبان نہیں کھلتی .اور جو ہمدرد ہیں انہیں تم جوتی کی نوک پر رکھتی ہو؟ "وہ اسٹئیرنگ پر سر رکھے بیٹھی تھی جب پیسنجر سیٹ پر اسکے جیسی لڑکی ظاہر ہوئی تھی.

"ہمدردی نہیں چاہئے مجھے .ابھی بھی وہ ترس کھا کر میرے پیچھے آیا تھا. مجھ پر کوئی ترس کھائے ,مجھے بالکل پسند نہیں ہے ".اسٹئیرنگ پر سر رکھے رکھے اس نے جواب دیا تھا.

"کم از کم یہی خیال کر لیتی کے اس نے تمہاری مدد کی ہے دو بار . تمہیں بھیڑئے سے بچایا ہے ".اس نے مہرال کو شرم دلانا چاہی تھی.

"زندگی رہی تو میں بھی مدد لوٹا دوں گی ".سر اٹھا کر وہ سنجیدہ چہرے کیساتھ گاڑی اسٹارٹ کرنے لگی.

"تم نے سنا نہیں میر نے کیا ک"...

"شٹ اَپ "!وہ زور سے چلائی تھی ,اور اسکا عکس فوراّ غائب ہوا تھا. گاڑی ڈرائیو کرتے ہوئے بھی مسلسل اسے میر کے بدلتے انداز یاد آ رہے تھے ,جنہیں وہ جھٹک بھی نہیں پا رہی تھی.

ڈریسنگ مرر کے سامنے کھڑی اب وہ اپنی مکمل تیاری کا جائزہ لے رہی تھی .ڈِنر کیلیئے اس نے وائٹ جینز پر نیوی بلیو پیپلم ٹاپ پہن رکھا تھا جو بمشکل اس کی کمر سے نیچے تک آتا تھا. کانوں میں درمیانے سائز کے سلور ہُوپس پہن کر بالوں کو بیچ ویوز میں کرل کر کے پیچھے ڈال دیا تھا.چند چھوٹی لئیرز پھر بھی کندھوں سے آگے لٹک رہی تھیں جنہیں اس نے پیچھے

کرنے کی زحمت نہ کی تھی .نک سک تیار وہ خود کو بھی کسی سلطنت کی خوبصورت شہزادی لگی تھی .موبائل کی بِپ اسے حقیقی دنیا میں لائی تھی.

"ڈرائیور حاضر ہے مادام "!ہنستے ہوئے ایموجی کیساتھ یہ پیغام حدید کی جانب سے تھا .وہ جلدی سے اپنا موبائل گرے کلچ میں ڈالتی ,بیڈ سے اپنی سفید وول شال اٹھا کر عجلت میں نکلی .ڈرائیو وے پر حدید گاڑی کے ساتھ ٹیک لگائے کھڑا تھا .وائٹ باڈی فِٹڈ شرٹ اور بلیو ڈریس پینٹس کا ہم رنگ کوٹ ہاتھ پر ڈالے اس نے آستین کہنیوں تک چڑھا رکھی تھیں . شاید وہ کسی آفیشل کام سے سیدھا یہیں آ رہا تھا.

"مائی گاڈ "!مہرال کو دیکھتے ہی حدید کے منہ سے بے اختیار نکلا تھا اور پھر منہ کھلا ہی رہ گیا . مہرال کھل کر مسکرا دی تھی .جس پر حدید اور بھی حیران رہ گیا تھا .ایک ہی وقت میں کوئی اتنی دفعہ خوبصورت کیسے لگ سکتا ہے بھلا؟

"میری لغت میں کسی لڑکی کی تعریف کرنے کا یہ تھرڈ کلاس طریقہ ہے مِسٹر حدید گرمانی ". اس کے مقابل کھڑے ہو کر مہرال نے اپنی مسکراہٹ چھپاتے ہوئے کہا.

"مادام !مجھے ڈر ہے کے نظامی انکل آپ کو کسی بادشاہ کی ریاست سے اٹھا لائے ہیں ".مہرال کا دل ایک لمحے کو تھما تھا مگر دوسرے ہی لمحے اس نے اپنے ماضی کے خوف پر قابو پا لیا .

"کیونکہ یقیناً آپ وہاں کی شہزادی ہوں گی .اگر حکم دیں تو باقی سب کو کِک کروا کے ہم کہیں اور بکنگ کر لیتے ہیں ".پیسنجر سیٹ کا دروازہ کھولتے ہوئے حدید نے مہرال کو اپنے تئیں بہترین سجھاؤ دیا تھا.

"رہنے دیں ,دوسرے ہی لمحے مجھے نظامی مینشن سے کِک کر دیا جائے گا ".پیسنجر سیٹ پر بیٹھ کر اس نے آنکھوں کو گھماتے ہوئے کہا تھا .گاڑی کا دروازہ بند کر کے اب حدید بھی ڈرائیونگ سیٹ پر آ کے بیٹھ گیا تھا .

"کسی میں اتنی ہمت نہیں ہے ".گاڑی اسٹارٹ کرتے ہوئے سنجیدگی سے حدید نے جواب دیا تھا.

"ہاہاہا "!حدید کی بات پر مہرال نے مصنوعی قہقہہ لگایا" .آپ تو خود یہاں چند دن کے مہمان ہیں ,پھر واپس امریکہ چلے جائیں گے ".

"میں واقعی نظامی مینشن میں مہمان ہوں ,مگر ڈیڈ ہارٹ پیشنٹ ہیں .وہاں انکا علاج چل رہا ہے .جیسے ہی وہ ٹھیک ہوں گے ,میں انہیں یہاں لے آؤں گا .پھر میں مستقلاً لاہور میں شفٹ ہو جاؤں گا ".کہتے ہوئے حدید نے گاڑی کا موڑ کاٹا تھا.

"ایک ہی بات ہے". کندھے اچکاتے ہوئے مہرال کہہ کر اب اپنے موبائل میں مصروف ہو گئی تھی. جو حدید کو اچھا نہیں لگا. وہ اس سے بات کرنا چاہتا تھا.

"یو نو وہاٹ؟ میری بہت ارجنٹ میٹنگ تھی, لیکن میں اسے کینسل کر کے آیا ہوں. صرف اس لئے کے کل میں نے کسی خاص سے کمِٹمنٹ کی تھی. لیکن میرے خیال سے موبائل زیادہ امپارٹنٹ ہے". مہرال نے شرمندہ ہو کر فون گود میں رکھ لیا تھا.

"باقی سب کو میرے آنے کا پتا ہے کیا؟ "شرمندگی کا اثر زائل کرتے ہوئے اس نے جلدی سے ایک سوال گھڑا تھا.

"پتا چل جائے گا جب آپ میرے ساتھ چلیں گی تو". اف یہ شخص اتنی ذو معنی گفتگو کیوں کرتا ہے؟" آپ اتنا ڈرتی کیوں ہیں سب سے؟ "وہ الجھا تھا.

"آپ جتنے دن یہاں ہیں, اتنے دن میں اندازہ ہو جائے گا". مہرال کو لگا کے ان باتوں کا ذکر اسے حدید سے نہیں کرنا چاہیئے. اس لئے اس نے بات بدل دی". مجھے تو لگتا تھا کے آپ صرف پاکستان سیر و تفریح کیلئے آئے ہیں, پھر میٹنگ کہاں سے آئی؟"

"آپ شاید مجھے انگریز سمجھتی ہیں. مگر آپکی اطلاع کیلئے عرض ہے کے میری زندگی کا ایک تہائی ہی امریکہ میں گزرا ہے. باقی کا عرصہ میں نے پاکستان میں ہی گزارا ہے. پاکستان میں

میری مارٹس ہیں .روزی ہے یہاں میری .یہاں سے پہلے میں اسلام آباد اپنے فلیٹ میں رہتا تھا .اور اس سے پہلے کے آپ پوچھیں تو میں بتا دیتا ہوں ,میں پہلے بھی نظامی انکل سے ملنے لاہور آیا کرتا تھا .مگر میں ہوٹل میں ٹھہرا کرتا تھا .اسلئے مجھے دیکھنے کے عظیم شرف سے آپ اب تک محروم رہی ہیں ,اور یہ لیجئے ہم پہنچ گئے ".مہرال اسکی کہانی سننے میں اتنی مگن تھی کے اسے پتا ہی نہیں چلا تھا اور گاڑی پارکنگ میں بھی موجود تھی.

"معافی مانگو ,ابھی اسی وقت معافی مانگو میری بیٹی سے ".حدید اور مہرال ابھی پارکنگ سے نکل ہی رہے تھے جب اس نے ایک دیو قامت شخص کو تقریباً ایک دس سالہ بچے پر اونچا اونچا چلاتے اور اسے کندھوں سے پکڑ کر جھنجھوڑتے دیکھا .اس کے ساتھ شاید پندرہ سولہ سالہ اسکی بیٹی بھی موجود تھی جس کا پرس زمین پر گرا ہوا تھا .شاید اس بچے سے ٹکرا کر وہ پرس نیچے گرا تھا .جس کی وجہ سے اب اس بچے کو ڈانٹ پڑ رہی تھی.

"کیا جہالت ہے یہ؟ ایسا کون کرتا ہے بھلا بچے کیساتھ؟ "مہرال حقیقتاً پریشان ہوئی تھی .اسے خواہ مخواہ اس سولہ سالہ لڑکی میں مہک نظر آنے لگی تھی .وہ غصے میں تیز روی سے اس

شخص کی جانب بڑھی تھی. یہ سوچ بنا کے وہ تو اس کے ایک تھپڑ کی مار ہے بس. ابھی وہ پیچھے سے جا کر اس شخص کو پکارنے ہی لگی تھی جب کسی اور نے مداخلت کی تھی.

"تم یقیناً نہیں چاہو گے کے ڈی آئی جی بھی تمہیں اسی طرح جھنجھوڑے جیسے تم اسے جھنجھوڑ رہے ہو". اس بچے کو چھڑواتے ہوئے میر اٗفراوز مسیحا بن کر نازل ہوا تھا". مزمل تم نے بتایا نہیں انکل کو؟ بابا کون ہیں تمہارے؟ "وہ بچہ جو خوف سے لٹھے کی مانند سفید ہو گیا تھا, کسی مددگار کو سامنے پا کر فوراً اس کے ساتھ لپٹ گیا.

"یہ دھمکیاں کسی اور کو لگانا. ہٹو پیچھے". میر کے قریب آ کر وہ جو دیو قامت شخص غرایا تھا, تو چھ فٹ تین انچ کا میر بھی اس کے سامنے چھوٹا لگنے لگا تھا.

"تم ایسے نہیں مانو گے. رک جاؤ میں ڈی آئی جی کو یہیں بلا لیتا ہوں". کہہ کر اس نے کال ملائی اور فون کان سے لگایا. پھر ایک سخت نظر مہرال پر ڈالی جس کے ساتھ کھڑا شخص اسکا ہاتھ پکڑ کر لے جانے لگا تھا مگر مہرال نے اسے روک لیا تھا لیکن ہاتھ نہیں چھڑوایا تھا. ایک نظر جب اسکی ہاتھ پر پڑی تو دل کلس کر رہ گیا. فوراً سے نگاہ پلٹ کر چھوٹے بچے کی طرف ڈال دی.

"اسلام و علیکم سر! آپ اس وقت کہاں ہیں؟ "پوچھنے کے بعد اس نے فون اسپیکر پر ڈال دیا.

"وعلیکم اسلام, میں ڈیوٹی پر ہوں .از ایوری تھنگ فائن؟ "دوسری طرف سے رعب دار آواز ابھری تھی.

"کیسے باپ ہیں آپ؟ مزمل کو کوئی ہر "...ابھی میر نے بات مکمل نہیں کی تھی جب اس شخص نے میر سے موبائل چھین کر بند کر کے واپس میر کو تھما دیا" .نہ ہی یہ لڑکا مزمل ہے , اور نہ ہی ڈی آئی جی کا بیٹا .ڈرتا نہیں میں کسی سے بھی .مگر اس لئے چھوڑ رہا ہوں کے اپنی بیٹی کا برتھ ڈے خراب نہیں کرنا چاہتا ".وہ میر کے سینے پر تھپکی دے کر واپس مڑا اور نیچے جھک کر وہ بیگ اٹھایا اور اپنی بیٹی کا ہاتھ تھام کر ریسٹورینٹ میں داخل ہو گیا .مہرال مڑ کر اسے جاتے ہوئے دیکھتی رہی.

"تمہیں کس نے کہا تھا اس معاملے میں مداخلت کرنے کو؟ "ماتھے پر تیوری چڑھائے وہ شاید کسی اور بات کا غصہ مہرال پر نکالنا چاہ رہا تھا .ابھی تو مہرال کی پچھلی ناراضگی ختم نہیں ہوئی تھی کہ اسے میر کا یہ لہجہ بھی چبھ گیا تھا.

"میں بس ہیلپ کرنا چاہ رہی تھی اس بچے کی ".شاید اسے بے عزتی محسوس ہوئی تھی.

"ایک تھپڑ لگاتا نا وہ تو ابھی کے ابھی یہاں پر فوت ہو جانا تھا تم نے .ہیلپ کرنا چاہ رہی تھی ". آخری جملہ اس نے طنزیہ انداز میں ادا کیا تھا .اسے سراسر اس کی بے وقوفی پر غصہ آرہا تھا.

"یہ... کون ہیں؟ "حدید نے پہلی دفعہ مداخلت کی تھی.

"کلاس فیلو ہے .نام نہیں جانتی میں ".میر کی تو پوری کی پوری آنکھیں کھل گئیں تھیں اس قدر سادگی پر .نام نہیں جانتی مگر ہر دفعہ مدد کیلیئے وہی یاد آتا ہے.

"جی محترمہ نام نہیں جانتیں ,کیونکہ پیار سے یہ مجھے کارٹون کہتی ہیں ".اب کے حیران ہونے کی باری مہرال کی تھی .اسے کیسے پتا چلا کے وہ میر کو کارٹون کہتی ہے؟ شرمندگی اس کے چہرے سے صاف ظاہر تھی.

"بائی دا وے میر اٰفروز "!میر نے اس امید سے ہاتھ بڑھایا تھا کے اب وہ مہرال کا ہاتھ چھوڑ دے گا .میر کامیاب ہوا تھا .حدید نے ہاتھ چھوڑ کر میر کا ہاتھ مصافحے کیلیئے تھاما تھا.

"حدید گرمانی !نائس ٹو میٹ یو ".اپنی دلکش مسکراہٹ اچھالتے ہوئے حدید نے بھی اپنا تعارف کروایا تھا .مگر بدلے میں میر نے اسے صرف مسکراہٹ ہی لوٹائی تھی .کیونکہ اسے حدید سے مل کر بالکل بھی اچھا نہیں لگا تھا .اس سے پہلے کے حدید نوٹِس کرتا ,مہرال وہاں

سے پلٹ گئی تھی .یہ اشارہ تھا حدید کیلیئے کے اب وہ بھی پلٹ آئے .میر ریستوران میں داخل ہونے تک اسے دیکھتا رہا .پھر اس بچے کو ساتھ لئے پیار کرتا ہوا اپنی گاڑی میں بٹھا کر اس سے باتیں کرنے لگا.

تمام ممبرز پہلے ہی سے وئیر ہاؤس میں میز پر موجود تھے .سب سے آخر میں نظامی آیا تھا. نظامی ان سب کا سربراہ تھا .میٹنگ کے وقت تمام ممبرز کے موبائل لے لئے جاتے تھے . صرف ایک نظامی کو ہی یہ اجازت حاصل تھی کے وہ اپنا فون استعمال کر سکتا تھا اور حکم دے سکتا تھا .تمام ممبرز جتنے مرضی معتبر صحیح ,اس وئیر ہاؤس میں صرف نظامی مقتدر تھا ,ہونا بھی چاہئے تھا .کیونکہ نظامی کی قابلیت پر یقین رکھتے ہوئے ممبرز نے آج تک جو بھی قدم اٹھایا تھا ,ہمیشہ کامیاب ہوئے تھے.

"آج ہمارے دو ممبرز یہاں موجود نہیں ہیں .جو بھی ڈسکس کیا جائے گا وہ انہیں بھی پہنچا دیا جائے گا .اس سب سے پہلے میں آپ سب کو وہ غلطیاں بتاؤں گا جو مستقبل میں نہیں دہرائی جانی چاہئیں ".کہہ کر نظامی چند ثانیے رکا تھا اور ایک نظر وہاں موجود پانچوں نفوس کا جائزہ لیا .ہر ایک اپنی الگ گینگ کا سربراہ تھا .اور ان سب کا سربراہ تھا نظامی .چونکہ ان

سب کو اسمگلنگ کی سیکھ دینے والا نظامی ہی تھا, پس نظامی کی عزت کرنا ان سب کا اوّلین فریضہ تھا. ملک سے باہر اسمگلنگ میں صرف نظامی کیساتھ ایک ساتھی اور شامل تھا. باقی سب ملکی حدود میں رہتے ہوئے اسمگل کیا کرتے تھے.

"پہلی چیز یہ کہ, اس بار ہم نے باجوہ کی بات مانتے ہوئے کنسائنمنٹ بحری راستے پر روانہ کی تھی. دوسری غلطی یہ تھی کے اس میں سارا مال ٹومہاک اور ماویرک) اسلحہ کا نام (کا تھا. ذرا سی چونک ہو جاتی تو ہم ڈھیروں نقصان میں جاتے". آخری بات کہتے ہوئے نظامی نے تنقیدی نظر باجوہ پر ڈالی جس نے شرمندگی سے سر نیچے جھکا لیا تھا.

"حدود کے اندر جتنا بھی مال منتقل کیا جائے گا اس کیلئے ٹرائی بارڈر ایریا ہی استعمال کیا جائے گا. چونکہ یہ قدرے محفوظ ہے". اپنی بات واضح کر کے اب وہ اپنے ساتھ والی کرسی پر بیٹھے ہارون زاہد خان سے مخاطب ہوا تھا جو خوبصورت پٹھانوں کی طرح سرخ و سفید تھا مگر دل کسی کافر کی مانند.

"جیسا کے تورخم بارڈر سے افغانستان کی فراہمی کا ہمارا تجربہ بہت اچھا رہا ہے, لہٰذا میں اس راستے کو سراہوں گا, اور آئندہ یہی راستہ منتخب کرنے کا مشورہ دوں گا". اپنی تعریف پر

ہارون خان بے حد خوش ہوا تھا. ٹھیک اسی وقت نظامی کے فون کی رنگ ٹون بجی تھی. جسے نظامی نے پہلی بیل پر ہی ریسیو کر لیا تھا.

"مہک, ابھی"...ابھی وہ بات پوری ہی نہیں کر پایا تھا جب موبائل کے دوسری طرف سے آنے والی آواز نے اسے سن کر دیا تھا.

"کب؟ کس نے کی ہے یہ جرأت؟ میں آرہا ہوں. تم پریشان مت ہونا". جانے کیا ہوا تھا کے نظامی نے آؤ دیکھا تھا نہ تاؤ. میٹنگ برخاست کر کے تیزی سے باہر کی جانب چلا گیا. ایسا پہلے کبھی نہیں ہوتا تھا. نظامی کیلئے میٹنگز ہر چیز سے ضروری ہوتی ہیں. نظامی چلا گیا, مگر پیچھے چہ مگوئیاں ہونے لگی تھیں.

"سر"! وردی میں ملبوس ڈی آئی جی کو اپنے سامنے دیکھ کر میر نے سیلوٹ کیا تھا". آپکی امانت بحفاظت آپ کے پاس آگئی ہے". مسکرا کر میر نے مزمل کو ڈی آئی جی کے حوالے کیا.

"کیا یہ تنگ کر رہا تھا؟ "گھٹنوں کے بل بیٹھ کر مزمل کو پیار کرتے ہوئے ڈی آئی جی نے پوچھا.

"بالکل نہیں ,مزمل بہت ریسپانسیبل ہے ,بالکل تنگ نہیں کرتا ".گم سم سا مزمل اب میر کو دیکھنے لگا تھا .ڈی آئی جی نے اس کے ماتھے پر بوسہ دے کر اسے گھر میں جانے کو کہا اور وہ خاموشی سے چلا گیا.

"کیا کچھ بہتری آئی ہے مزمل میں؟ "ڈی آئی جی نے بے چین ہو کر پوچھا تھا .

"بالکل !لیکن ابھی اسے گھر میں کوئی بھی پریشرائز نہیں کرے گا .اسے یہ سب بھلانے دیں . بجائے اس کے کہ اسے پھر سے وہی سب یاد دلایا جائے ,اسے بھولنے دیں ".میر نے مزمل پر رحم کھانے کی اپیل کی تھی .ڈی آئی جی محض سر ہلا کر رہ گیا.

"تم نے کال کی تھی؟ کیا کوئی ضروری کام تھا؟ سوری ایکچوئلی میں بہت بزی تھا ,اس لئے کال بیک کرنے کا بھی خیال نہیں آیا تھا ".ڈی آئی جی کو اچانک یاد آیا تو انہوں نے استفسار کیا.

"ہاں کچھ خاص نہیں .میں ایک فون کال اٹینڈ کرنے کیلئے گاڑی سے باہر آیا تھا .لیکن میرے علم میں لائے بنا مزمل وہاں سے نکل کر کسی کھر دماغ سے ٹکرایا تھا .اسی سلسلے سے نکلنے کیلئے میں نے آپکی دھمکی لگائی تھی .مگر شاید اسے لگا تھا کے میں جھوٹ بول رہا ہوں ". مسکرا کر سر جھٹک کے مصافحہ کرنے کیلئے میر نے ہاتھ بڑھائے.

"میں چلتا ہوں اب ".

"تھینک یو میر ,ہم تو مزمل کو کھو ہی چکے تھے ".ڈی آئی جی نے بھی مصافحہ کیلئے ہاتھ تھام لیا.

"امید انہیں کھونی چاہئیے جو بنا رب کے ہو ,اور پھر جس کا رب ہوتا ہے وہ کب بے سبب ہوتا ہے؟ شب بخیر "!خوبصورت مسکراہٹ اچھال کر وہ گاڑی کی طرف بڑھ گیا تھا.جبکہ ڈی آئی جی وہیں کھڑے رہ کر آنکھوں میں چمک لئے میر کو دیکھتے رہے تھے.

"مہرال تمھیں کب سے ہماری کمپنی پسند آنے لگی؟ "ثمن جو کے مہرال کی آمد سے انتہائی جلن اور حسد کا شکار ہوئی تھی ,کالے رنگ کے جمپ سوٹ اور ڈینم جیکٹ پہنے ,وہ اب اپنی بھڑاس نکالنے کیلئے مصنوعی قہقہہ لگانے لگی .ٹیبل پر سمیر ,مہک اور ثمن پہلے سے ہی حدید کا انتظار کر رہے تھے .مگر حدید نے ان کے سر پر بہت بڑا دھماکہ کیا تھا .

"خیر اب آ ہی گئی ہو تو تمھیں بتا دوں ,میں ثمن آفندی ہوں .یہ سمیر ہے اور اسکے ساتھ مہک نظامی موجود ہے .اور آپکی تعریف کون نہیں جانتا مہرال نظامی؟ اُوپس !مہرال ضامی . آپ تو نظامی فیملی میں اپنے قصوں کی وجہ سے پہلے ہی بہت مشہور ہیں ".سوپ میں چمچ ہلاتے ہوئے ثمن نے مہرال کا مزاق اڑایا تو اس کی بات پر سمیر اور مہک نے بھی زوردار

قہقہہ لگایا .ضبط کے مارے مہرال کا چہرہ سرخ ہو چکا تھا اور حدید کو بھی اسکا یہ انداز انتہائی ناگوار گزرا تھا .اس سے پہلے کے کچھ بولتی حدید بول اٹھا.

"ثمن ناٹ سو ڈیئر "!ہاتھوں سے ایئر کوٹس ڈالتے ہوئے حدید نے ثمن کو مخاطب کیا" .یہ ڈنر میں نے مہرال کیلئے ہی پلان کیا تھا .مہرال آکورڈ نہ ہوں ,اس لئے میں نے تم تینوں کو بھی انوائیٹ کیا ہے .اگر آپ تینوں میں سے کسی کو کوئی پرابلم ہے تو میں ابھی ابھی مہرال کو لے کر کہیں اور ڈنر کیلئے جا سکتا ہوں .کیا خیال ہے؟ "ابرو اچکاتے ہوئے حدید نے خاص طور پر ثمن سے پوچھا تھا.

"ارے برا ماننے والی کیا بات ہے بھلا؟ ہم تو ایسے ہی مزاق کرتے ہیں ,ہے نا مہر؟ "ثمن نے جلدی سے بات پلٹی تھی .ظاہر ہے وہ حدید کی گڈ بکس میں آنا چاہتی تھی .مہرال البتہ اسی سوچ میں غرق تھی کے کیا واقعی کوئی ہے جو اس کی پرواہ کرتا ہے؟ ساتھ ہی اس کے کانوں میں آواز پڑی تھی.

"ایک تھپڑ لگاتا نا وہ تو ابھی کے ابھی یہاں پر فوت ہو جانا تھا تم نے .ہیلپ کرنا چاہ رہی تھی ".مہرال نے فوراً سے چونک کر اپنے دائیں طرف دیکھا .مگر وہاں تو کوئی نہیں تھا .اف وہ کارٹون کے بارے میں کیوں سوچ رہی ہے؟ سر جھٹکتے ہوئے اس کی نظر پھر سے اسی

شخص پر پڑی تھی جو ابھی تھوڑی دیر پہلے پارکنگ میں موجود تھا .اپنی بیٹی کے ساتھ باتیں کرتے ہوئے اس کے چہرے کے تاثرات یکسر بدل چکے تھے" .جانور "!زیرِ لب بڑبڑا کر اس نے واپس اپنا منہ پھیرا تو حدید اسے ہی دیکھ رہا تھا .

"تم ٹھیک ہو؟ "حدید نے پر تشویش لہجے میں پوچھا .ثمن کیساتھ ساتھ سمیر اور مہک کو بھی مہرال کو اہمیت ملنے پر آگ لگ گئی تھی.

"خراب لگ سکتی ہوں کیا؟ "نزاکت سے سامنے آئے بالوں کو پیچھے جھٹکتے ہوئے اس نے الٹا سوال کر ڈالا تھا.

" کبھی نہیں "!اطیمنان بخش لہجے میں جواب دے کر حدید کتنے ہی پل اسے دیکھتا رہا تھا . مہرال ان کمفرٹیبل ہوئی تھی ,اور باقی سب حاسد.

"مہر تم سوپ کیوں نہیں پی رہی؟ یا میرے ہاتھوں سے کچھ کھانا چاہتی ہو؟ "سمیر کا اشارہ ان بوٹس کی طرف تھا جو سمیر نے مہرال کے چہرے پر مارے تھے .مہرال کا دل جل گیا تھا .جب سے وہ آئی تھی ایک پل سکون سے نہیں گزرا تھا .وہ اس لمحے کو پچھتا رہی تھی جب مہرال نے ڈنر کی دعوت قبول کی تھی.

"نو تھینکس ".غصے میں محض وہ اتنا ہی کہہ پائی تھی .ورنہ اسے ڈر تھا,دوسری صورت میں ضرور نظامی سے تواضع ہو جاتی.

ڈنر کے بعد جب وہ سب ریستوران سے نکل رہے تھے ,تو مہرال کے دائیں طرف سمیر فون میں غرق چل رہا تھا اور اس کے آگے وہ دونوں باپ بیٹی چل رہے تھے .مہک اور حدید پیچھے باتیں کرتی ہوئے آ رہے تھے اور ثمن پہلے ہی جا چکی تھی.

"آج تو حد ہی ہو گئی ہے .دنیا اتنی گول ہے مجھے آج علم ہوا ہے ".پھر سے ان باپ بیٹی کو دیکھ کر وہ کوفت زدہ ہوئی تھی .مگر پھر دل میں ایک خیال آیا تو ساری کوفت ہوا ہو گئی . ایک پل کیلئے بھی اس نے انجام نہ سوچا تھا .فون نکال کر اس نے شائم کو کال ملائی اور اس سے باتیں کرنے لگی .پھر پہلے یہاں وہاں دیکھ کر اس نے تصدیق کر لی ,اسے کوئی بھی نہیں دیکھ رہا تھا .اور اپنا ہاتھ بڑھا کر سامنے لڑکی کے دائیں کندھے پر تھپکی دے کر تیزی سے ہاتھ واپس کھینچ لیا اور اپنے بالوں کی لٹ کو انگلی پر لپیٹتے ہوئے وہ فون پر مصروف ,بہت گم نظر آنے لگی .جب اس لڑکی نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو ایک لڑکا اس کے پیچھے موجود تھا .لڑکی کے پیچھے مڑنے پر اسکا باپ بھی چونکا تھا .

"ایکسکیوز می؟ تم نے کیوں میرے کندھے پر ہاتھ مارا ہے ".وہ حیرت زدہ اس اجنبی کو دیکھنے لگی جو اس کے پیچھے تھا. سمیر جو راستہ رک جانے پر راستہ بدلنے لگا تھا,وہ چونکا.

"سوری؟ "وہ حیران تھا کیونکہ اس نے تو ایسا نہیں کیا تھا" .تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے کیا؟ "اسکا باپ جو پہلے ہی غصے میں آگیا تھا اس کے الفاظ سن کر اب وہ اور آگ بگولا ہوا تھا.حدید اور ثمن ابھی کافی پیچھے لاعلم تھے .مہرال البتہ ایکٹنگ میں کافی آگے نکل گئ تھی . پھر چونک کر واپس آنے کا ناٹک کیا.

"کیا بکواس کر رہے ہو تم؟ "اس نے دونوں ہاتھوں سے اسکا گریبان جکڑ کر اسے اوپر کو اٹھایا. سمیر کی ٹانگیں ہوا میں معلق تھیں .

"ڈیڈ "!اسکی بیٹی نے اپنے دونوں ہاتھ منہ پر رکھ کر ہلکی آواز میں اپنے باپ کو پکارا.

"م...میں نے کچھ نہیں کیا,میں نے کچھ نہیں کیا". سمیر بری طرح سہم گیا تھا.اور پیچھے آتا ہوا حدید اور مہک بھی اپنی جگہ رک گئے تھے .مگر حدید کی عقل نے تیزی سے کام کیا.

"چھوڑو اسے ,نیچے اتارو .تم جانتے نہیں ہو اسے .چھوڑو میں کہہ رہا ہوں ".حدید واقعتاً پریشان ہوا تھا .لیکن وہ آدمی حدید کی بات سن ہی نہیں رہا تھا" .میں کہہ رہا ہوں اسے نیچے اتارو ".اب کی بار حدید چلایا تھا .اور مہک کی زبان پر تو سکتہ طاری ہو گیا تھا.مہرال کو مگر

دلی سکون ملا تھا . آس پاس لوگ اکٹھے ہونے لگے تھے .اس لئے مہرال نے جلدی سے اپنی مسکراہٹ سمیٹی تھی اور جلدی سے جھوٹی پریشانی کے تاثرات چہرے پر سجائے.

"تمہاری ہمت کیسے ہوئی میری بیٹی پر چلانے کی؟ بتاؤ اب تمہارے ساتھ کیا کروں؟ کتوں کے آگے ڈال دوں یا زندہ دفن کر دوں؟ "زور سے جھنجھوڑ کر اس آدمی نے سمیر کو زمین پر پٹخا تھا . سمیر دور جا کر گرا اور اس کا سر بری طرح پلر سے ٹکرایا تھا . مگر اردگرد کے لوگوں میں سے کسی میں اتنی ہمت نہیں تھی کے آ کر اس کی مدد کرتا . حدید دوڑ کر سمیر کے پاس گیا اور مہک بھی پیچھے لپکی .وہ آدمی بھی اب سمیر کو پھر سے اٹھانے جا رہا تھا جب اس کی بیٹی پیچھے سے چلائی.

"ڈیڈ اسٹاپ !یو نو وہاٹ؟ مجھے آپ کے ساتھ آنا ہی نہیں چاہیئے تھا . آئی ایم لِیونگ ". پیر پٹخ کر وہ لڑکی وہاں سے چلی گئی .

"ہنی ,رکو آئی ... آئی ایم سوری .رک جاؤ ". پیچھے سے آوازیں دیتا وہ بھی بیٹی کے پیچھے گیا مگر وہ رکی نہیں تھی ,چلتی رہی تھی .اس سب کو مہرال نے بہت انجوائے کیا تھا.

"یہ میرے چہرے پر پڑنے والے بوٹس کا ازالہ تو نہیں کرپایا ,مگر پھر بھی میں خوش ہوں ". چہرے پر ڈھیروں سکون تھا . حدید اور مہک ,سمیر کے خون آلود جسم کو اٹھائے گاڑی کی

طرف بھاگے تھے ۔ سمیر شاید بیہوش ہو گیا تھا۔خوشی سے سرشار قدم اٹھاتی وہ بھی پیچھے گئی تھی ۔مہک نظامی کو کال کر رہی تھی ۔صد شکر کسی کو بھی اس پر شک نہیں ہوا تھا ۔مگر وہ غلط تھی ,اب اس کے ساتھ غلط ہونا بھی واجب تھا۔

سمیر نے دھیرے دھیرے سے آنکھیں کھولیں تو خود کو سفید دیواروں والے کمرے میں پایا ۔ دائیں طرف دیوار کیساتھ لگے ہوئے صوفے پر حدید اور مہرال بیٹھے ہوئے تھے ۔جبکہ سنگل بیڈ کے سامنے مہک کمر پر دونوں ہاتھ رکھے مارچ کرنے میں مصروف تھی ۔اس کے سر میں ٹیس اٹھی تو آہستہ آہستہ یاد آنے لگا کے وہ یہاں کیوں ہے ۔سر پر شاید پٹی بندھی ہوئی تھی۔

"سیمی؟ تم ...تم ٹھیک ہو میرے بیٹے؟ "دائیں طرف نظامی اسٹول پر بیٹھ کر سمیر کا ہاتھ پکڑے بھیگی بلی بنا بیٹھا تھا ۔وہ رعب ,وہ دبدبہ ,وہ اکڑ ,جانے سب کہاں غائب تھیں ۔مہک مارچ کرتے ہوئے رکی تھی ۔پھر تیز قدموں سے بائیں طرف سے سمیر کے قریب آئی تھی۔

"سمیر ,تم نے تو جان نکال دی تھی ہماری "۔مہک پریشانی میں بولی تھی۔

"ڈیڈ ". سمیر کی آنکھوں سے ایک آنسو لڑھکا تھا .وہ نظامی کو بتانا چاہتا تھا کے اس کے ساتھ کیا ہوا ہے ,مگر آنسوؤں نے گلے میں پھندا لگا دیا تھا . آنسو دیکھ کر نظامی کا دل بیٹھنے لگا . گویا کسی نے نظامی کا کلیجہ نکال کر چیر ڈالا ہو .نظامی کو اس حال میں دیکھ مہرال کا بھی خون کھولنے لگا تھا .کیسے وہ کسی معصوم پر ہاتھ اٹھا لیتا تھا ,اب جب خود پر ایک ننھی سی آنچ آئی ہے تو سب رنگ ہی بدل گئے؟

"کافر "!وہ زیرِلب بڑبڑائی .

"کچھ کہا تم نے؟ "حدید متوجہ ہوا تھا .کیا اس نے سن لیا ہے؟

"میرے خیال سے سمیر کو ریسٹ کرنے دینا چاہیئے .ویسے بھی ڈاکٹر نے کہا ہے کے خطرے کی بات نہیں ہے . سمیر بس ڈر کی وجہ سے بیہوش "...وہ بات پوری نہیں کر پائی تھی کے نظامی تیزی سے اپنی جگہ سے اٹھ کر مہرال کی طرف لپکا اور اسکی گردن سے زور سے جکڑ کر اسے اٹھایا.

"تمہیں زیادہ پتا ہے کے خطرہ ہے یا نہیں؟ "نظامی نے غراتے ہوۓ اسے دیوار کیساتھ لگایا تھا .مہرال تڑپی اور اپنے ہاتھوں سے اپنی گردن چھڑوانے کی کوشش کرنے لگی مگر بے سود . اس کے گلے میں سے آواز ہی نہیں نکل پا رہی تھی .ایسا لگ رہا تھا ابھی روح پرواز کر جاۓ

گی .حدید جسے یہ سب سمجھنے میں وقت لگا تھا,فوراً نظامی کی طرف لپکا اور ایک جھٹکے سے نظامی کو مہرال سے پیچھے کیا.

"فار گاڈ سیک انکل !آر یو میڈ؟ یہ کیا کر رہے تھے آپ؟ ٹھیک ہے آپ پریشان ہیں ,مگر آپ کو کوئی حق نہیں ہے کے آپ مہرال کے ساتھ ایسا کریں ".سمیر اور مہک حق دق حدید کا رویہ دیکھنے لگے .اس سے پہلے کے نظامی کوئی جواب دیتا,حدید کھانستی ہوئی مہرال کی طرف بڑھا .اسے شاید سانس نہیں آ رہا تھا .ٹیبل سے فوراً پانی کی بوتل اٹھائی اور اسے مہرال کو تھمایا,مگر وہ ابھی پانی پینے کی حالت میں ہی نہیں تھی .

"تم ٹھیک ہو؟ "مہرال کا ہاتھ پکڑ کر حدید اس سے اسکی خیریت پوچھنے لگا .مگر نظامی درمیان میں ہی بول پڑا.

"اسے لے جاؤ ".نہایت تحقیر سے کہتا نظامی واپس سمیر کی طرف بڑھنے لگا تھا مگر پھر مڑا .

"اور مجھے اس شخص کی تمام معلومات پتا کروا کے دو .کیونکہ میں اسے مزید زندہ نہیں دیکھنا چاہتا ".یہ سن کر لمبے لمبے سانس بھرتی ہوئی مہرال کا سانس لینا اور مشکل ہوا تھا .ایسا لگا پھر سے نظامی نے اس کا گلا دبا دیا ہو ,اور اب کی بار وہ نہیں بچے گی .منہ پر زور سے ہاتھ رکھ کر اس نے خود کو چیخنے سے روکا تھا.

"نہیں, آپ ایسا نہیں کر سکتے ". حدید نے نرمی سے ٹوکا تھا. حدید حیران کیوں نہیں ہوا تھا. مہک اور سمیر حیران کیوں نہیں تھے؟

"میری اولاد کو جو تکلیف دے, اسے زندہ رہنے کا کوئی حق نہیں ہے ". مہرال کی گرفت اپنے لبوں پر ڈھیلی پڑی, چہرے کے تاثرات بھی بدلے تھے. سامنے کھڑے نظامی کے مقابل مہرال کا عکس آن کھڑا ہوا تھا.

"تم جو ضامی کی اولاد کو جہنم میں رکھے ہوئے ہو, تمہارا معاملہ تو بہت سخت ہونا چاہیئے پھر, تمہیں تو کاٹ کر ریگستان میں ڈال دینا چاہیئے, جہاں گِد تمہیں نوچ کھائیں. مگر پھر بھی تم میں جان بچ جائے, اور وحشی جانوروں کے خوف سے تمہاری پل پل جان نکلے, ہائے پھر جان بھی نہ نکلے ". مہرال کے آنسو رواں تھے. مگر نظامی نے تو سنا ہی نہیں تھا. وہ اسکا عکس روندتے ہوئے آگے بڑھ گیا.

"اس بارے میں ہم بعد میں بات کریں گے ". حدید یہ کہہ کر مہرال کا ہاتھ پکڑے اسے وہاں سے لے گیا.

ٹی وی لاؤنج میں موجود زینب موبائل پر گیم کھیلنے میں مصروف تھی ,اور جبرئیل صوفے پر دراز آنکھیں موندے کچھ گہرا سوچنے میں مصروف تھا .فرح بیگم تھکے تھکے قدموں سے جبرئیل کے ساتھ والے صوفہ پر آ کے بیٹھی تھیں.

"آج تو سارا دن میں چل چل کر تھک گئی ہوں .مجال ہے جو ایک سیکنڈ بھی آرام سے گزرا ہو ".کچھ پل انہوں نے انتظار کیا مگر ان دونوں نفوس میں سے کسی ایک نے بھی انہیں وہ آفر نہیں کروائی تھی جو وہ چاہتی تھیں.

"نالائق اولاد "!

"جبرئیل !اٹھ کر میرے پاؤں ہی دبا دو .دیکھو کیسے سوجھ گئے ہیں ".جب انہوں نے دونوں کو بت بنے دیکھا تو خود ہی کہہ ڈالا .مگر یہ سن کر جبرئیل اور بھی ڈھیٹ بنا رہا.

"جے بی نالائق؟ سنا نہیں ماما نے کیا کہا ہے؟ اٹھ کر پیر دباؤ .مجھے پتا ہے تم جاگ رہے ہو . میں تمہاری چلتی ہوئی سانسوں کو دیکھ سکتی ہوں ".زینب کو لالے پڑ گئے تھے .کیونکہ وہ جانتی تھی کہ جبرئیل نہ اٹھا تو اگلی آواز زینب کو ہی پڑے گی .فرح بیگم سب سمجھ گئیں تھیں اسی لئے اسے مزے سے ہاتھ پاؤں مارتے دیکھنے لگیں" .جے بی؟ "اب کی بار وہ چیخی تھی.

"ماما یہ جے بی تو ہے ہی نافرمان ,اس جیسا نالائق اور کاہل میں نے آج تک نہیں دیکھا ". پھر صوفے پر اور دراز ہوتے ہوئے کہنے لگی" ,ایسا کریں آپ خود ہی دبا لیں ". جلدی سے چہرہ سنجیدہ بنا کر آنکھیں بند کر لیں .اب یقیناً فرح بیگم اسے دبانے کیلئے نہیں کہیں گی.

"ٹھیک ہے ,ماں تو ویسے بھی جلدی ایکسپائر ہونے والی ہے .اب بھلا تم لوگوں کو ماں کی کیا ضرورت؟ "فرح بیگم نے وہی دیسی ماؤں والا ٹوٹکہ اپنایا ,جو جتنا مرضی پرانا ہو جائے ہمیشہ کام کرتا ہے .ایک لمحہ گزرنے سے پہلے ان دونوں کی آنکھیں بھی کھل گئیں تھیں اور وہ دوڑ کر فرح بیگم کے پیروں میں بھی جا بیٹھے تھے.

"جے بی یار یہ تمہاری امی بڑی ڈرامہ ہو گئیں ہیں .ابھی کوئی مہمان آجائے تو پھرتیاں دیکھنا انکی .ہمارے سامنے ہی ساری بیچارگیاں یاد آتی ہیں ".منہ بسور کر زینب پاؤں دبانے کے ساتھ ساتھ جے بی کو اونچی آواز میں راز کی باتیں بتا رہی تھی .مگر جبرئیل تو کسی اور ہی سوچ میں تھا .جب فرح بیگم نے غور کیا تو انہیں اندازہ ہوا کے جبرئیل کافی سنجیدہ ہے.

"چلو جی اب جے بی کے ڈرامے شروع ہونے لگے ہیں ".زینی چونکہ ماحول کے تناؤ سے بھاگنے والی فطرت کی تھی .اس لئے اس نے فوراً جبرئیل کو احساس دلانا چاہا کے وہ ایسا نہ کرے ,ایسی چیزیں زینی کو تکلیف دیتی ہیں.

"جبرئیل؟ "فرح بیگم نے پاؤں کھینچا اور ہاتھ جبرئیل کے سر پر رکھ کر دباؤ ڈالا, جس سے اس کا چہرہ اوپر اٹھا. مگر جبرئیل فوراً سے فرح بیگم کے گھٹنے سے لپٹ گیا.

"آپ ایسی باتیں نہ کیا کریں ماما, آپ ڈانٹ کر بات منوا لیا کریں. مگر اپنے لئے ایسے الفاظ مت استعمال کیا کریں. یہ الفاظ تکلیف دیتے ہیں". بہت ضبط کے ساتھ وہ فرح بیگم کو بہت بار دہرائی جانے والی بات پھر سے بتا رہا تھا.

"تو ایسے کب تم لوگ بات مانتے ہو بھلا؟ "فرح بیگم اب جبرئیل کے سر پر شفقت سے اپنا ہاتھ پھیر رہی تھیں. اور وہ جو فرح بیگم کے پیر دبا رہی تھی, زمین پر صوفہ سے ٹیک لگا کر فرح بیگم کا دوسرا ہاتھ اپنے سر پر رکھ کر آنکھیں بند کر لیں. اب باتوں میں دبانا کسے یاد رہے گا؟ گڈ جاب جے بی. تب تک سر کا مساج بھی اچھا ہو جائے گا.

"پھر بھی آپ بات نہ کیا کریں اس بارے میں". جبرئیل ابھی بھی قائم تھا.

"بات نہ کرنے سے موت ٹل جاتی ہے کیا؟ "فرح بیگم نے اسکی عقل پر ماتم کیا.

"آپ ایسے نہیں مانیں گی؟ مزا آ رہا ہے آپکو مجھے تنگ کرنے میں؟ "جبرئیل فرح بیگم کا ہاتھ اپنے سر سے ہٹا کر سیدھا ہو کے بیٹھ گیا.

"تم لوگ باز آتے ہو ہٹ دھرمی سے؟" فرح بیگم کا زینب کے سر کو تھپتھپاتا ہاتھ بھی رکا تھا جسے زینب نے واپس پکڑ کر اپنے سر پر پھر سے تھپتھپانا شروع کر دیا.

"چراغ لے کر بھی ڈھونڈیں گی نہ تو"...جبرئیل نے کہنا چاہا مگر!...

"زینی جیسی سلیقہ مند اور خوبصورت بیٹی آپکو نہیں ملے گی". آنکھیں موندے ہی زینی نے جبرئیل کی بات مکمل ہونے سے پہلے ہی اسے خود ادا کر دیا, جس پر جبرئیل بدمزہ ہوا.

"خوبصورت اور تم؟ الفاظ متضاد کھیل رہی ہو؟" تمسخرانہ انداز میں جبرئیل نے بدلہ لیا.

"ہاہاہا "!مصنوعی قہقہہ لگا کر زینب نے سنجیدہ چہرے کے ساتھ بات جاری رکھی" .بندر کیا جانے ادرک کا صواد".

"تم لوگ لڑ لو, میں رہنے دیتی ہوں .پتا نہیں وہ کون سے والدین ہوتے ہیں جن کی اولاد انہیں رات کو دبا کر سوتی ہے .میری اولاد کی نیند پوری ہو جائے تو بڑی بات ہے". کہتے ہوئے وہ اٹھ کر چلی گئیں .زینب اور جبرئیل انکی پشت دیکھتے رہ گئے .جب وہ نظروں سے اوجھل ہو گئیں تو دونوں نے ایک دوسرے سے نظریں ملائیں .کچھ دیر تک دیکھتے رہنے کے بعد دونوں کے لب مسکراہٹ میں ڈھلے .ایک دوسرے کو' تھمس اپ 'کا اشارہ دے کر وہ دونوں اٹھ کر واپس اپنے پہلے والی پوزیشن میں مصروف ہو گئے.

"پلیز !تم رو مت .میں ہوں نہ تمہارے ساتھ .انکل کچھ نہیں کر سکتے تمہیں ".مہرال گاڑی میں بیٹھ کر سسکیاں بھر رہی تھی .حدید سے ڈرائیو کرتے ہوئے جب مزید دیکھا نہ گیا تو وہ بول اٹھا.

"ڈیڈ ...وہ مار دیں گے اس آدمی کو ".بمشکل الفاظ اس کی زبان سے ادا ہوئے.

"بس اتنی سی بات ہے؟ "وہ حیران ہوا تھا .بھلا کسی اجنبی کیلئے کوئی ایسے کیسے رو سکتا ہے؟

"یہ اتنی سی بات نہیں ہے ".سر نفی میں ہلاتے ہوئے وہ ونڈ اسکرین سے باہر دیکھنے لگی تھی . آنسو ہنوز آنکھوں سے بہہ رہے تھے اور آواز مسلسل رونے سے بھاری ہو چکی تھی" .میں ... میں نے سمیر کو اس مصیبت میں ڈالا ہے .وہ آدمی میری وجہ سے مارا جائے گا ".بات مکمل کر کے مہرال ہاتھوں میں چہرہ چھپائے اب زور زور سے رونے لگی .حدید نے فوراً گاڑی روکی.

"مہرال چپ ہو جاؤ پلیز ,نہیں ہو گا اسے کچھ .انکل اسے نہیں مار سکتے .آئی پرامس اسے کچھ نہیں ہو گا .اب پلیز رونا بند کرو ".حدید اس کے رونے سے پریشان ہو گیا تھا .اسے بالکل اچھا نہیں لگا رہا تھا مہرال کو ایسے روتا دیکھ.

"ک..کک...کیوں نہیں مار سکتے؟ "مہرال کو ڈھارس بندھی.

"بس تم مجھ پر یقین کر لو .اوکے؟ "اس نے ممکنہ حد تک مہرال کو پرسکون کرنے کی کوشش کی.

"اگر مار دیا تو؟ "مگر اسے یقین آ کے نہیں دے دہا تھا.

"آئی پرامس ایسا نہیں ہو گا .فائن؟ اب چپ ہو جاؤ .آئسکریم؟ "اسکا موڈ ٹھیک کرنے کیلئے حدید نے اسے آفر کروائی .

"نہیں مجھے بس اب گھر جا کر سونا ہے ".مہرال واقعی سونا چاہتی تھی.

"گڈ فار یو ". گاڑی اسٹارٹ کر کے وہ مسکرایا .مہرال پرسکون تو نہیں ہوئی تھی ,مگر خاموش ہو گئی تھی .حدید نے وعدہ کیا ہے تو وہ پورا بھی کرے گا .مگر وعدے ٹوٹا بھی تو کرتے ہیں.

جنوری کا وسط آ چکا تھا,مہرال نے خود کو پراجیکٹ میں بزی کر رکھا تھا . سمیسٹر ختم ہونے والا تھا .اس کے بعد اسے لاسٹ سمیسٹر میں صرف پراجیکٹ کیلئے کبھی کبھی یونیورسٹی آنا پڑے گا .اس سے یہ فائدہ ہو جائے گا کہ اس کی جاب پرمنینٹ ہو جائے گی اور پروموشن بھی ہو جائے گی .اس دوران اس نے میر سے دور رہنے کی بہت کوشش کی تھی اور میر نے

یہ محسوس بھی کیا تھا .ایک بڑی تبدیلی جو مہرال نے محسوس کی تھی وہ جبرئیل کا احتراز برتنا تھا .وہ اب اس سے لڑتا نہیں تھا .

آفس جانے سے پہلے آج اسے زینب سے ملنے جانا تھا .اوورسائزڈ ڈارک میرون سویٹر اور وائٹ اسکنی جینز پہن کر اس نے بالوں پر میرون ہئیر بینڈ لگا کر بال پیچھے کمر پر گرا دیئے تھے .بالوں کی چند لئیرز اب کی بار ہئیر بینڈ کی وجہ سے زیادہ نمایاں ہو کر آگے گری ہوئیں تھیں .بیگ ہاتھ میں پکڑے وہ اپنی چیزیں پیسنجر سیٹ پر رکھ رہی تھی .جب پیچھے سے آواز آئی.

"کہاں جا رہی ہیں؟ "اچانک آواز کی وجہ سے وہ ڈر کر پلٹی .ڈارک گرین سویٹ پینٹس اور بلیک ایڈی ڈاس کا ہُڈ پہنے اور پینٹس کی ایک پاکٹ میں ہاتھ ڈال کر وہاں حدید کھڑا تھا.

"آپ نے تو ڈرا ہی دیا مجھے .آپ گھر کب آئے؟ "مہرال اس کی اس وقت کی موجودگی پر حیران ہوئی .

"آپ تو ہر وقت مصروف رہتی ہیں ,آپ کو کیا پتا ہو؟ میں آج گیا ہی نہیں تھا ".حدید کندھے اچکا کر چلتا ہوا گاڑی کے پاس آیا اور ٹیک لگا کر کھڑا ہو گیا .مہرال بھی اس کی طرف مڑی" .اچھی لگ رہی ہیں ,کہاں جا رہی تھیں؟ "حدید نے تعریف کرتے ہوئے اپنا

سوال دوبارہ دہرایا تھا. مہرال کو آکورڈ لگتا تھا جب حدید بات بہ بات اس کی یوں تعریف کر دیا کرتا تھا. ابھی بھی وہ عجیب کیفیت میں گھری دوسری طرف دیکھنے لگی.

"میں اپنی فرینڈ سے ملنے جا رہی تھی". بدقت مسکرا کر مہرال نے جواب دیا.

"روزانہ فرینڈ سے ملنے جاتی ہیں؟ "حدید نے حیران ہونے کی ایکٹنگ کی اور پھر مسکرانے لگا. مگر مہرال کے چہرے پر ایک رنگ آ کر گزرا تھا. یہ سوال تو پہلے کبھی کسی کو پوچھنے کا خیال نہیں آیا. مہرال بے فکر رہتی تھی. مگر حدید غور کرتا ہے. اسے پتا نہ چل جائے. نہیں!

"پراجیکٹ کے سلسلے میں جانا پڑتا ہے". مہرال نے بظاہر لاپروائی سے جواب دیا.

"میں نے آنٹی سے پوچھا تھا مگر وہ کہہ رہی تھیں کے انہیں نہیں پتا".

"انہیں کب پتا ہوتا ہے میرے بارے میں کچھ. انہیں تو یاد بھی نہیں ہو گا کے اس دنیا میں مہک اور سمیر کے علاوہ بھی انکی دو اولادیں ہیں". مہرال تلخ ہوئی. مہرال کا موڈ خراب ہوتا دیکھ حدید نے دوسری اولاد کے بارے میں پوچھنے کا ارادہ ترک کر دیا.

"فرینڈ سے کہاں ملنا ہے؟ "گھڑی پر وقت دیکھتے ہوئے وہ سیدھا کھڑا ہوا.

"یہاں قریبی شاپنگ مال میں آئی ہے وہ". اگر وہ جلدی نہ نکلی تو آفس کیلئے بھی لیٹ ہو جائے گی.

"اپنی فرینڈ سے ملنے کے بعد یقیناً آپ مجھے اپنے وقت میں سے پندرہ منٹ دے سکتی ہیں. کافی کیلئے؟ ہم وہیں پی لیں گے. آئی پرامس اس سے زیادہ وقت نہیں لوں گا". آخری بات اس نے اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھا کر جس معصومیت سے کہی تھی مہرال رخ بدل کر ہنسنے لگی اور ڈرائیونگ سیٹ کی طرف بڑھ گئی.

"اس ہنسی کا مطلب کیا ہے؟ "اپنی جگہ پر کھڑے رہ کر وہ وہیں سے چلایا تھا.

"پانچ منٹ ہیں آپ کے پاس, میں ایک کال کر رہی ہوں. تب تک آپ چینج کر آئے تو ٹھیک, ورنہ آپکی کافی مجھے کسی اور کے ساتھ پینا پڑے گی". اپنی طرف کا دروازہ کھول کر اس نے اپنے ہاتھوں کی پانچوں انگلیوں کو کھول کر بند کیا. ابھی اس نے بات ختم بھی نہیں کی تھی کے حدید نے دوڑ لگا دی. مہرال پیچھے سے ہنستی ہوئی گاڑی کے دروازے سے ٹیک لگا کر موبائل پر کچھ ٹائپ کرنے لگی" . آف کورس آج میں آفس سے لیٹ ہو جاؤں گی. کوئی بات نہیں. کبھی کبھی چلتا ہے". سر جھٹک کے اس نے اپنی بات کا جواب خود ہی دے دیا. مگر اس سے پہلے کے وہ کال کرتی, اسکے سامنے ایک ملازم آن کھڑا ہوا.

"مہرال بی بی جی ,بڑے صاحب کا پیغام ہے کے آپکو بتا دوں .شام کو آپ بڑے صاحب کے ہمراہ ڈونیشن کیلیئے جائیں گی ".بات مکمل کر کے وہ وہیں کھڑا رہا .یہ سن کر مہرال خاصی بیزار ہوئی.

"ٹھیک ہے تم جاؤ ".ملازم وہاں سے چلا گیا مگر مہرال اسی پوزیشن میں کھڑی بے حد بے چین ہوئی" .جب بھی دنیا کے سامنے اچھا بن کر دکھانا ہو تو آجاتی ہے مہرال یاد ".آج سب کام کیمرے کے سامنے اسی کے ہاتھوں تو ہونے والے تھے" .سب کہیں گے کے ضامی کی بیٹی کو فرقان نے بڑے ظرف کے ساتھ نہ صرف سہارا دیا بلکہ عزت اور اپنی اولاد پر ترجیح بھی دی ".سوچتے ہوئے وہ تلخ ہو گئی .پھر گہری سانس بھر کے اپنی سوچوں کو جھٹکا .یہ تو طے تھا, آج وہ آفس نہیں جا سکے گی .گاڑی کی سیٹ پر بیٹھ کر اس نے پاؤں باہر کی طرف زمین پر ہی رہنے دیئے اور سر کو اپنے ہاتھوں میں گرا لیا .اس بات سے بے خبر کے کوئی کب سے اس کی ٹوہ میں ہے.

"یہ سب کیا ہے؟ "گاڑی ڈرائیو کرتے ہوئے جب مہرال سے رہا نہیں گیا تو بالآخر اس نے حدید سے پوچھ ہی لیا جس نے بلیک جینز پر' میرون 'ٹی اور جیٹ بلیک فر والی پارکا جیکٹ پہن

کر اپنے برونڈ بال دائیں طرف کو خوبصورتی سے جمائے ہوئے تھے اور پیسنجر سیٹ پر بہت خوش نظر آرہا تھا.

"کیا کیا ہے؟ "حدید انجان بنا.

"آپکو پتا نہیں میں کیا کہہ رہی ہوں؟ "دونوں ابرو اوپر کو اٹھا کر مہرال نے اسے جتایا تھا.

"آپکو برا لگ رہا ہے؟ "حدید کنسرنڈ نظر آ رہا تھا.

"مجھے آکورڈ لگ رہا ہے ".وہ کہنا چاہتی تھی مگر حدید کو برا نہ لگ جائے اس لئے بس اتنا ہی کہہ سکی". میں جاننا چاہتی تھی کے آپ نے یہ جان بوجھ کر میچ کیا ہے".

"میرون میرا فیورٹ کلر ہے ,میرا دل چاہا اور میں نے پہن لیا".کندھے اچکا کر اس نے اس انداز میں بتایا جس میں نہ اقرار تھا اور نہ ہی انکار.

"آپ ساتھ چلیں گے یا ویٹ کریں گے؟ "گاڑی پارکنگ میں روک کر اس نے حدید سے پوچھا.

"میں ساتھ چلوں گا .ہم کہیں اور جانے کی بجائے وہیں کافی آرڈر کر لیں گے .اس طرح آپکا زیادہ وقت بھی ضائع نہیں ہو گا .لیکن صرف اگر آپکو میرے وہاں بیٹھنے میں پرابلم نہ ہو تو ".

آخری بات اس نے انتہائی فکرمندی میں کہی تھی .وہ واقعی نہیں چاہتا تھا کے مہرال اس کی موجودگی میں کسی بھی طرح ان کمفرٹ ایبل ہو.

"آل رائٹ "!کہہ کر وہ گاڑی سے اتری ,اور اپنا بیگ کندھے پر ڈال کر چلنے لگی .اس وقت اسے کافی ٹھنڈ لگ رہی تھی لیکن جب وہ مال میں داخل ہو جائے گی تو وہاں کا ٹیمپریچر پرسکون ہو گا .

ایسا ہی تھا .جب وہ مال میں داخل ہوئی تو سرخ ہوتی ناک اور ہاتھوں کو کافی سکون ملا تھا .

مال میں ویسے بھی کافی چھل پھل تھی .اسکے موبائل پر میر کے نمبر سے کال آنے لگی .

"ہیلو !وعلیکم اسلام .زینب میں سیکنڈ فلور پر فوڈ کورٹ میں ہوں .ہارڈیز آجانا ".مہرال نے مال میں داخل ہوتے ہی کہنا شروع کر دیا.

"لیکن مہرال میں تو تمہیں اینٹرینس پر دیکھ رہی ہوں ".زینب کنفیوز ہوئی .

"وہاٹ؟ کہاں ہو تم؟ میں اسلئے کہہ رہی تھی تا کہ ہم دونوں میں سے وہاں پہنچ کر کسی کو ویٹ نہ کرنا پڑے ".کہہ کر مہرال حدید کو دیکھنے لگی جو پاکٹس میں ہاتھ ڈالے اسے ہی دیکھ رہا تھا.

"وہیں رکو میں بس تمہارے سامنے آ رہی ہوں ". ابھی مہرال نے فون بند ہی کیا تھا کے میر کیساتھ آتی ہوئی زینب اسے دور سے دِکھ گئی. فیڈڈ بلیو اسٹریٹ پینٹس پر براؤن اوورکوٹ اور بلیک اسکارف لئے زینب مہرال کو دیکھتی ہاتھ ہلاتی ہوئی آگے بڑھ رہی تھی. مگر مہرال کی نظریں تو میر پر ہی ٹِک کر رہ گئیں تھیں. کیونکہ میر نے بلیو جینز پر آف وائیٹ سویٹر اور 'میرون 'مفلر اسٹائلش ناٹ کے ساتھ گلے میں ڈال رکھا تھا. ایک تو میرون سب نے آج ہی پہننا تھا؟ مہرال کا منہ کھلا رہ گیا. یہ کیا ہو رہا ہے اس کے ساتھ؟ مہرال نے چہرہ موڑ کر حدید کو دیکھا تو حدید نے بھی میر سے نظریں ہٹا کر مہرال پر نظر ڈالی. پھر ہلکی سی کھوکھلی مسکراہٹ پاس کی.

"آپکو اسلئے برا لگ رہا تھا کیونکہ آپ نے کسی اور سے میچنگ کر رکھی تھی؟ "حدید کے ذہن میں جو بھی آیا تھا اس نے صاف گوئی سے اس کا اظہار کیا.

"آئی سوئیر ایسا کچھ نہیں ہے. یہ بس اتفاق ہے ". اپنی صفائی میں پیش کرنے کو مہرال کے پاس کچھ نہیں تھا, اس لئے سر کو نفی میں ہلاتے ہوئے وہ بس اتنا کہہ سکی تھی. اگر اسے نہیں ماننا ہوگا تو نہ مانے.

"آئی بیلیو ". ہاں لیکن اب وہ دل کھول کر مسکرایا تھا. اس نے اتنی جلدی کیسے یقین کر لیا؟

"فائینلی ,تمہیں وقت مل گیا ملنے کا؟ "دونوں ہاتھ کمر پر رکھ کر زینب بالکل مہرال کے سامنے آن پہنچی تھی .گیارہ سال کی عمر میں ہی وہ اچھی خاصی دراز قد مہرال سے صرف تین چار انچ چھوٹی لگتی تھی .مہرال جو اس سب میں ابھی اپنی گھبراہٹ پر ہی قابو نہیں کر پائی تھی ,میر کے تنے ہوئے تاثرات دیکھ کر وہ اور گڑبڑا گئی .

"اسلام و علیکم !زینب یہ حدید ہیں ,اور حدید یہ زینب ہے میری بیسٹ فرینڈ ".کہہ کر مہرال زینب کے گلے لگی .زینب بہت خوش تھی .میر کو یہ دیکھ کر سکون ہوا تھا.

"مجھے لگا شاید تم میر سے ملنے آئی ہو ,کیونکہ میں اتنی چھوٹی فرینڈ ایکسپیکٹ نہیں کر رہا تھا ". حدید ایک دم سے ہلکا پھلکا محسوس کرنے لگا .یہ احساس اس کے چہرے سے نظر آ رہا تھا .میر اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھنے لگا اور مہرال نے میر کو ایسا کرتے دیکھ لیا .ماحول کے تناؤ کو ختم کرنے کیلیئے وہ بس اتنا ہی کہہ سکی.

"میں اور زینی سیکنڈ فلور پر ہارڈیز جا رہے ہیں .آپ سیکنڈ کپ میں ویٹ کر لیں ,میں بیس منٹ تک آجاؤں گی ".مہرال حدید سے کہہ کر زینب کی طرف پلٹی .کن اکھیوں سے وہ دیکھ سکتی تھی کے میر تمام بیگز پکڑ کر زینب کے کان میں کچھ کہتا ہوا باہر کی طرف بڑھ گیا .

"تمہارے بھائی کا موڈ خراب ہے کیا؟ "چلتے چلتے اب وہ زینی سے پوچھنے لگی.

"بالکل نہیں, تمہیں کیوں لگا؟ "زینب حیران ہوئی.

"نہیں ایسے ہی پوچھا ہے ". مہرال نے مسکرا کر بات ٹال دی.

"تمہارے چکر میں میں لیٹ ہو گئی ہوں .اچھی خاصی میں کب کی پہنچ چکی ہوتی ". مہک گاڑی ڈرائیو کرتی ہوئی ثمن کو کوس رہی تھی .اگر ثمن بھی ساتھ چلنے کی ضد نہ کرتی تو مہک ڈرائیور کیساتھ کب کی جا چکی ہوتی.

"رہنے بھی دو ". ثمن نے آنکھیں گھما کر کہا" .ویسے...اگر وہ دونوں ڈیٹ پر گئے بھی ہیں ,تو تم کیوں درمیان میں آ رہی ہو؟ کہیں تمہم "...اگلی بات ثمن نے دانستاً ادھوری چھوڑ دی جسے فوراً سے پیشتر مہک نے سمجھ لیا تھا.

"شٹ اپ !ایسا بس ڈیڈ چاہتے ہیں کہ مہرال حدید سے دور رہے .اور ڈیڈ حدید کی شادی مجھ سے کروانا چاہتے ہیں ". آخر میں اس نے کندھے اچکائے.

"تو...تم شادی کر لو گی اس سے؟ وہ عمر میں تم سے کتنا بڑا ہے ". ثمن نے مہک کو بد ظن کرنا چاہا. مگر وہ نہیں جانتی تھی کے مہک خود ہی انٹرسٹڈ نہیں ہے.

"پاگل ہو؟ میں بس ایک خواہش ڈیڈ کی پوری کروں گی .اور دوسری خواہش میری مرضی کی ہو گی ".سامنے سڑک پر دیکھتے ہوئے وہ ایسے بیان کر رہی تھی گویا مناظر اسکی آنکھوں کے آگے جھوم رہے ہوں.

"مطلب؟ "ثمن الجھی تھی.

"ڈیڈ کے کہنے پر میں مہرال کو ضرور دور رکھوں گی ,لیکن شادی میں اپنی پسند سے کروں گی ".لبوں پر تیز مسکراہٹ سجائے مہک اپنی ہی باتوں سے لطف اندوز ہوئی.

"تو تم حدید سے شادی نہیں کرو گی؟ "ثمن کے دل میں خوشی کی لہر اٹھی تھی.

"بالکل نہیں ".سر کو ایک بار انکار میں ہلا کر مہک نے جواب دیا.

"لیکن انکل کو اتنی جلدی کیا ہے؟ ابھی تم بہت چھوٹی ہو ".اس سارے میں ثمن اب پرسکون ہوئی تھی.

"کیونکہ ڈیڈ کو لگتا ہے کے حدید ہر لحاظ سے پرفیکٹ ہے ".وہ پارکنگ میں داخل ہو کر گاڑی پارک کرنے ہی والے تھے کے مہک کی نظر وہاں کسی پر پڑی" .او ایم جی "!چلاتے ہوئے دونوں ہاتھوں سے مہک نے اپنے منہ کو ڈھانپ لیا.

"اسٹاپ !گاڑی روکو ابھی ".مہک کے کہنے پر ثمن نے حیران ہوتے ہوئے گاڑی روکی.

"کیا مسئلہ ہے؟ "ثمن نے استفسار کیا.

"سنو ,جیسے میں کہتی ہوں ویسے ہی کرنا". مہک کا دماغ کچھ اور ہی کھیل کھیل رہا تھا.

"یہ انکل کون ہیں تمہارے ساتھ؟ "زینی نے کرلی فرائز کو ساس میں ڈپ کرتے ہوئے بظاہر سرسری سا پوچھا .اپنا آرڈر کلیکٹ کر کے وہ دونوں ٹیبل پر آکر بیٹھ گئیں تھیں.

"ڈیڈ کے دوست کا بیٹا ہے .کچھ دن کیلیۓ ہمارے ساتھ ہے پھر چلا جائے گا ".مہرال نے اپنی کولڈ ڈرنک سے سِپ لیتے ہوئے بہت سادہ سا جواب دیا.

"کیا ہر دفعہ مجھے تم سے ملنے کیلیۓ اتنا ہی ویٹ کرنا پڑا کرے گا؟ "زینب نے منہ لٹکا کر سوال کیا .ایکٹنگ کی دکان!

"نہیں ,تم بس مجھے بتا دیا کرو کے تم ملنا چاہتی ہو .بس پھر ہم مل لیا کریں گے ".مہرال نے مسکرا کر اسکی مشکل گویا آسان کی تھی.

"تو کیا تمہارا خود دل نہیں چاہتا ملنے کو؟ "زینب خود کو یک طرفہ محبت کا شکار محسوس کرنے لگی.

"نہیں ایسا نہیں ہے .بس تمہارے بھائیوں کی وجہ سے مجھے تھوڑا اسٹرینج لگتا ہے ".اب مہرال نے اپنے برگر سے بائیٹ لیتے ہوئے ناک سکوڑ کر زینب کو بتایا.

"کیوں؟ "زینب الجھن کا شکار ہوئی.

"کیونکہ میں انہیں پسند نہیں ہوں ".اس نے کندھے اچکا کر جواب دیا.

"تم سے ڈمب کوئی نہیں ہے .اس سے کیا فرق پڑتا ہے کون تمہیں پسند کرتا ہے اور کون ناپسند؟ اگر تمہیں میں پسند کرتی ہوں تو کیا تم باقیوں کیلئے مجھے دور کر دو گی؟ "مہرال حیران رہ گئی تھی اس کے اندازِ گفتگو پر.

"تم شاپنگ کرنے آئی تھی؟ "مہرال نے بات بدلنا چاہی.

"شاپنگ اور گروسری دونوں ".زینب مہرال کو غور سے دیکھنے لگ گئی .جیسے مہرال بے چین ہو.

"گروسری تو میر"...

"نہیں گروسری میں خود ہی کرتی ہوں ,میر بھائی بس میری ہیلپ کر دیتے ہیں .یا جب ماما ساتھ ہوں تو وہ تفصیلاً مجھے ہر چیز سمجھاتی رہتی ہیں .وہ جو لینا ہو ,اور وہ جو نہ لینا ہو .سب کا

فرق اچھی طرح سمجھا دیتی ہیں ".اس سے پہلے کے مہرال بات کرتی زینب نے خود ہی سب کلئیر کر دیا. مہرال کی آنکھیں حیرت سے کھلی رہ گئیں.

"تم گروسری کر لیتی ہو؟ "مہرال یقین ہی نہیں کر پا رہی تھی.

"ماما نے سکھایا ہے ".اس نے الگ انداز میں تصدیق کی.

"اتنی جلدی یہ سب کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ "مہرال مطمئین ہی نہیں ہو رہی تھی .ٹشو سے ہاتھ صاف کرتے اس نے اپنے طور پر ہمدردی کا اظہار کیا.

"میرے دادا کہا کرتے تھے کے دم کا کیا بھروسہ ہوتا ہے؟ میرے پاپا کے چلے جانے کے بعد میری ماما نے بہت سختیاں برداشت کی ہیں .ان سب سے گزرنے کے بعد انہوں نے ایک فیصلہ کیا تھا .وہ اپنی اولاد کو مینٹلی اور جسمانی طور پر اتنا اسٹرانگ کر دیں کے انہیں کسی کی محتاجی کا سامنا نہ کرنا پڑے .میرے لئے وہ بہت زیادہ فکرمند رہتی ہیں ".سانس لینے کو وہ رکی ,ایک سِپ اپنی کولڈ ڈرنک سے لے کر اس نے اپنی بات جاری رکھی.

"مینٹلی طور پر وہ ہمیں ٹارچر بھی کرتی ہیں اور تسکین بھی دیتی ہیں .کبھی کبھی ہمیں ٹاسکس دے کر ڈیڈلائینز دیتی ہیں تاکہ ہماری پراگریس دیکھ سکیں .ہمارے سب فرینڈز سے ملتی ہیں . ہر مہینے کے آخر میں دو دن ہم اسپتال ,آرفن ایج ,سیکنڈ ہوم)اولڈ ایج ہوم (اور سب سے

خاص فاؤنٹین ہاؤس جاتے ہیں۔ ایسا کرنے سے ماما نے ہماری زندگیوں سے ایک جملہ ختم کیا ہے"۔ ہاتھ ٹیبل پر رکھ کر وہ ذرا آگے جھکی۔

"میرے ساتھ ہی ایسا کیوں ہوتا ہے؟" یہ کہہ کر زینب نے واپس اپنی چیئر کیساتھ ٹیک لگا لی تھی۔ آتے جاتے لوگوں کی نظر دونوں لڑکیوں پر پڑتی تھی۔ دونوں ہی یکسر مختلف مگر بلا کی حسین۔

"ہمارے گھر ہیلپر صرف لاؤنج اور لان کی دیکھ بھال کیلئے آتی ہیں۔ اپنے اپنے رومز ہم سب خود ہی دیکھتے ہیں۔ اسٹڈی اور گیراج میر بھائی کے حوالے ہے۔ لانڈری اور بریک فاسٹ میری اور جے بی کی ذمہ داری ہیں۔ ڈنر اور لنچ ماما دیکھ لیتی ہیں۔ ڈشز، شام کی چائے، گروسری اور باقی دوسرے کام سب مل کے کرتے ہیں۔ جن میں سب سے زیادہ سستی جے بی کاہل دکھاتا ہے۔ خیر یہ روٹین بھی ایسے نہیں رہتی۔ ہماری ڈیوٹیز بدلتی رہتی ہیں۔ مگر جے بی نکمہ ہمیشہ میرے ساتھ ٹیم میں ہی کام کرتا ہے"۔ آخری بات اس نے ناک سکوڑ کر کہی تھی۔ پھر کہنیاں ٹیبل پر رکھ کر اپنا چہرہ اس نے ہاتھوں کا پیالہ بنا کر اس پہ رکھا تھا۔ ایسا کرتی وہ مہرال کو بہت پیاری لگی۔ مگر اس کی یہ سب باتیں سن کر مہرال حیران رہ گئی۔ اسے زینب کی ماما سے ملنے کا اشتیاق ہوا۔

"تم لوگ میڈز رکھ لو اگر مرد حضرات کی وجہ سے پرابلم ہے ". مہرال نے اپنے تئیں بہترین حل بتایا تھا .پہلے زینب لب کاٹتی ہوئی اپنی ہنسی پر قابو پانے کی کوشش کر رہی تھی مگر جب ممکن نہ رہا تو دایاں ہاتھ منہ پر رکھ کر کھکھلا کر ہنس دی .مہرال ناسمجھی سے اسے دیکھنے لگی .

"ماما ہمیشہ جے بی سے ایک بات کہا کرتی ہیں .کیونکہ بس ایک وہی نکمہ ہے ".اپنا ہاتھ جھٹک کر اس نے بات جاری رکھی" .ہمیں خود کو معزوروں اور مُردوں سے الگ پہچان کیلئے کام کرنا پڑتا ہے ,اسٹرگل کرنا پڑتی ہے .وہ لوگ جو سستی اور کاہلی کی وجہ سے محنت نہیں کرتے ,میری نظر میں وہ بالکل معزور اور مردہ ہیں .یہ وہی ہیں جو کسی کے محتاج رہتے ہیں ".

اب زینب نے اپنے بیگ میں کچھ ڈھونڈنا شروع کیا اور ساتھ بات جاری رکھی.

"لیکن وہ لوگ جو محنت اور اسٹرگل کیلئے جیتے ہیں اور ہر وقت ان کے پاس حاصل کرنے کو کوئی مقصد ہوتا ہے .خواہ وہ چڑیا کیلئے دانہ پانی ڈال کر انکی بھوک پیاس ختم کرنا ہی کیوں نہ ہو .ایسے لوگ معزور ہو کر بھی گردش میں رہتے ہیں .اور مرنے کے بعد بھی جیتے ہیں, کبھی صدقہ جاریہ میں تو کبھی کسی کے الفاظ میں ".جب تک اس کی بات ختم ہوئی تب تک وہ

اپنے بیگ میں سے کتاب نکال کر ٹیبل پہ رکھ چکی تھی .لیکن اس کے خاموش ہونے سے مہرال بے چین ہوئی تھی .

"تمہاری ماما بہت پیاری باتیں کرتی ہیں زینب .تم بہت لکی ہو ".یہ کہتے ہوئے مہرال کے ذہن کے پردے میں اپنی ماں کا فون میں مصروف چہرہ لہرایا جسے اس نے سر جھٹک کر فراموش کر دیا.

"میں جانتی ہوں لیکن میرے نانا اس سے بھی پیاری باتیں کرتے تھے ".یہ کہہ کر زینب نے کتاب میز پر اس کے سامنے کھسکھائی " .یہ کتاب نانا کی ہے .جو وہ اپنے پسندیدہ لوگوں کو دیا کرتے تھے .ماما کے پاس بھی ایک ہے .یہ میر بھائی کی تھی .مگر انہوں نے مجھے دے دی . اب میں یہ تمہیں تحفے میں دے رہی ہوں ".

مہرال نے کتاب پر نظر ڈالی .اس کی جلد چمکدار کالے رنگ کی تھی .کتاب پر سنہری حروف میں کچھ لکھا ہوا تھا' .صراط المستقیم 'یہ خطاطی ہاتھ سے کی گئ تھی .مہرال نے کتاب کھولی , اس میں موجود عربی حروف نے مہرال کو بتایا کے وہ قرآنِ پاک ہے .مہرال نے ایک جھٹکے سے زینب کی طرف دیکھا جو اسے دیکھ کر مسکرا رہی تھی .

"نانا یہ قرآنِ پاک اس جلد میں خود لگایا کرتے تھے .اس پر خطاطی بھی ان کے ہاتھ سے کی گئی ہے .اگر تم اس کے آخر میں دیکھو گی تو ایک چوتھائی صفحات میرے لکھے ہوئے نوٹس ہیں .یہ صفحات آسانی سے تبدیل کیے جا سکتے ہیں .پہلے میں یہ نوٹس نکال کر صاف صفحات لگانے لگی تھی .کیونکہ ہر کسی کیلیئے یہ نوٹس مختلف ہوتے ہیں .لیکن پھر پتا نہیں کیوں میں نے انہیں ایسے ہی چھوڑ دیا .اگر تم چاہو تو تم اپنے صفحات لگا لینا ".مہرال نے نوٹس کو ایک نظر دیکھ کر کتاب بند کر دی .اس سے پہلے کے مہرال کچھ کہتی زینب کو پھر کچھ یاد آیا.

"اور ہاں !میں نے ایک غلطی کی ہے .تا کہ تم اسے پکڑ لو .اب دیکھتے ہیں کے تم کب وہ غلطی پکڑتی ہو ".زینب نے پھر سے اپنا ایک ہاتھ ٹھوڑی کے نیچے رکھ لیا.

"مگر میں قرآن ایکسپرٹ نہیں ہوں .میں غلطی نہیں ڈھونڈھ سکوں گی ".مہرال دلچسپی نہیں لے رہی تھی مگر اسکا دل بھی نہیں توڑنا چاہتی تھی .اسلئے کتاب اپنے بیگ میں ڈال لی.

"دیکھو تم تقریباً ڈھونڈھ بھی چکی .کیسا لگا میرا تحفہ ؟"نہایت پرجوش ہو کر زینب نے پوچھا . جبکہ تحفے کا نام سنتے ہی مہرال کو کچھ یاد آیا.

"اوہ !رکو ایک سیکنڈ ".اب مہرال بھی بیگ میں کچھ ڈھونڈنے لگی .پھر جب اسے اسکی مطلوبہ چیز مل گئ .وہ ایک پرپل باکس تھا .مہرال نے کھول کر اسے زینب کے سامنے کیا" .یہ دیکھو , جب میں نے اسے دیکھا تو مجھے لگا کے یہ ہم دونوں کیلیئے ہی ہے .کیا تمہیں یہ پسند آیا؟"

"ایکسکیوز می؟ "پریشان چہرہ لئے مہک میر کے سامنے آن کھڑی ہوئی .میر جو گاڑی کیساتھ ٹیک لگائے اپنے موبائل میں مصروف تھا,چونک کر سیدھا ہوا .

"یس؟ "میر کے سامنے جینز اور لیدر جیکٹ میں ملبوس لڑکی کھڑی تھی .وہ پریشان تھی ,شاید اسے مدد چاہیئے تھی.

"ایکچوئلی میں اپنی کزن کے ساتھ یہاں آئی تھی .میرا فون گاڑی میں ہی رہ گیا ہے اور وہ مل نہیں رہی .کیا آپ اسے کال کر دیں گے؟ "مہک کی ایکٹنگ اتنی پرفیکٹ تھی کے میر کو لگا ابھی وہ لڑکی رو دے گی.

"آپکو نمبر یاد ہے؟ "میر نے استفسار کیا اور موبائل کا ڈائل پیڈ نکال کر فون مہک کو تھمانے کیلیئے آگے بڑھا دیا.

"مجھ سے ٹائپ نہیں ہو گا ". مہک نے خود کو بہت بیچاری اور خوفزدہ ظاہر کیا" . آپ بس اسے یہ کہہ دیں کے میں پارکنگ میں اسکا انتظار کر رہی ہوں ".اپنے ہاتھوں کی انگلیاں مروڑتی ہوئی وہ بہت کنفیوز نظر آنے لگی.

"نمبر بولیں ". میر نے سنجیدگی سے نمبر پوچھا .مہک نے فرفر نمبر بول دیا.

"کیا نام بتانا ہے آپکا؟ "فون کان سے لگائے میر نے نام پوچھا .دوسری طرف بیل جا رہی تھی.

"مہک نظامی "!اس سے پہلے کے میر لب بھینچ کر فون بند کرتا ,دوسری طرف سے کال ریسیو کر لی گئی تھی . مجبوراً میر کو بات کرنا پڑی.

"ہیلو ,ہو از دس؟ "شاید اس کی کزن نے کال ریسیو کی تھی.

"میرے خیال سے مہک نظامی کی اسکرین پر میرا نمبر آچکا ہے .اب آپ ڈرامہ ختم کر کے انہیں یہاں سے لے جائیں اس سے پہلے کے انہیں پچھتانا پڑے ".لب بھینچ کر بہت مشکل اپنا غصہ ضبط کر کے میر نے اتنا کہہ کر مقابل کا جواب سنے بنا کال کاٹ دی .مہک حق دق کھڑی رہی" .اسے کیسے پتا چلا؟ "وہ بس سوچ کر رہ گئی .

میر نے جب نمبر ڈائل کیا تھا تو اس کی کالر آئی ڈی والی ایپ نے اس نمبر کی شناخت' مہک نظامی 'کے نام سے کی تھی .حالانکہ مہک کا کہنا تھا کے اسکا فون گاڑی میں رہ گیا ہے اور اس کی کزن کو فون کرنا ہے .آدھی گیم تو میر کو تبھی سمجھ آگئی تھی جب اس نے فرفر نمبر بولا تھا .بھلا آج کے دور میں جب کسی کو اپنے گھر کا نمبر نہیں یاد ہوتا تو کجا اپنی کزن کا .

مہک کی کزن آکر اسے لے جاتی ,اس سے پہلے ہی میر وہاں سے چلا گیا .میر کو جاتے دیکھ پلر کے پیچھے سے ثمن بھی نکل آئی .

"یہ تمہاری انسلٹ کیسے کر گیا ہے مہک؟ آج تک کسی میں ہمت نہیں ہوئی تم سے اونچی "... سینے پر دایاں ہاتھ رکھے ثمن جلتی پر نمک کا کام کرنا چاہ رہی تھی مگر مہک نے آگے سے ہی ٹوک دیا.

"کوئی اس کے جیسا ہے بھی تو نہیں ہے نا ".ایسا لگ رہا تھا وہ مجنوں ہو گئی ہے .جی بالکل ! مجنوں بس مرد ہی نہیں ہوا کرتے .

"میرے خیال سے مہک نظامی کی اسکرین پر میرا نمبر آچکا ہے .اب آپ ڈرامہ ختم کر کے انہیں یہاں سے لے جائیں اس سے پہلے کے انہیں پچھتانا پڑے ".اس نے ثمن کے ہاتھ

اسے موبائل پکڑ کر وہ ریکارڈنگ پلے کی تھی جو کال ریکارڈ کرنے کیلئے مہک نے ثمن کو کہا تھا .وہ بار بار وہ ریکارڈنگ لگاتی اور اسے سنتی.

"چلو بھی اب ,ہم یہاں کسی کی ڈیٹ خراب کرنے آئے ہیں مہک ". ثمن کو اندر کچھ اور ہی ستا رہا تھا.

"نہیں ثمن ,میں نے پلان بدل دیا ہے ".آنکھیں بند کر کے وہ میر کی گاڑی سے ٹیک لگائے ابھی بھی میر کی ریکارڈنگ سن رہی تھی.

"ک ...کیا؟ مطلب؟ "ثمن کا خدشہ سچ ہونے لگا تھا.

"میں ڈیڈ کی دونوں باتیں نہیں مانوں گی .مہرال کہہ رہی تھی کہ میر اسکا بوائے فرینڈ ہے . اگر میں حدید کو مہرال کو حاصل کرنے میں مدد کروں تو میر میرا ہوگا ,بس میرا .پھر مہرال اسکے پیچھے نہیں آئے گی ".گاڑی سے تھوڑی دور جا کر اب مہک نے گاڑی کی تصویر لی .پھر اسے زوم کر کے دیکھا ,نمبر پلیٹ پر نمبر باآسانی پڑھا جا رہا تھا .چہرے پر ایک گہری مسکراہٹ نمودار ہوئی.

"تم انکل کے خلاف جاؤ گی؟ "ثمن نے آخری کوشش کرنا چاہی .ورنہ بالضرور مہک کو شک کو جاتا.

"اپنی تِھنگ فار ہِم "! ثمن نے اسکی آنکھوں میں جنونیت دیکھی. تاریخ دہرائی جانے والی تھی. پھر وہی ہونے والا تھا جو دو دہائیوں پہلے ہوا تھا.

"یہ بہت پیارا ہے مہرال ". زینب واقعی بہت خوش ہوئی. اسکے سامنے دو سلور چینز میں اسٹون کے پینڈینٹس تھے. ایک وائیٹ اور ایک بلیک. بلیک پینڈینٹ سیدھے کوما کی شکل میں تھا جس میں تھوڑا سا گول حصہ سفید تھا. اسی طرح دوسرا سفید پینڈینٹ الٹا کوما دکھتا تھا اور اس میں چھوٹا سا گول حصہ کالا تھا. دونوں پینڈینٹس الگ الگ نامکمل تھے, مگر جب انہیں آپس میں جوڑو تو وہ ایک مکمل گول شکل میں آجاتے.

"یہ یِن ییَنگ پینڈینٹ ہے. یِن بلیک پینڈینٹ ہے اور ییَنگ وائیٹ. یِن ییَنگ فطرتاً ایک دوسرے سے مخالف مگر ایک دوسرے کے بنا ادھورے ہیں. جب یہ دونوں مل جائیں تو ایک مکمل وجود بن جاتے ہیں. جب میں ان پینڈینٹس کو شاپس میں دیکھا کرتی تھی تو مجھے اپنا آپ ہمیشہ یِن لگتا تھا. کیونکہ یہ کالا ہے, میرے دل کی طرح ". آخری بات دل میں کہہ کر وہ چند لمحے خاموش ہوئی. پھر سر جھٹک کر اپنی بات جاری رکھی.

"مجھے انتظار تھا کے مجھے پتا چل جائے آخر میرا ایینگ کون ہے. اینڈ یو نو وہاٹ؟ جب میں تمہارے ساتھ بات کرتی ہوں تو خود کو تم سے کنیکٹڈ محسوس کرتی ہوں. تم سفید ہو, پاک ہو, مجھ سے الگ ہو. میں یہ بھی بھول جاتی ہوں کے تم میری دوست ہونے کیلئے بہت چھوٹی ہو. لیکن میں نے جان لیا ہے, دوستی عمر کو دیکھ کے نہیں ہوتی. اور یِن یینگ جیسی فرینڈ شپ سب سے اسٹرانگ ہوتی ہے". آخری بات کہہ کر مہرال نے پرپل باکس میں سے یِن کو اٹھایا اور یینگ باکس سمیت زینب کی طرف بڑھا دیا. زینب کی خوشی کا ٹھکانا نہیں تھا, مہرال بھی اس کو اتنی ہی اچھی دوست سمجھتی ہے جتنا زینب مہرال کو. مسکراتے ہوئے زینب نے وہ باکس اٹھا کر اپنی آنکھوں کے سامنے کیا.

"تم یہ بتانا بھول گئی مہرال, یینگ میں تھوڑا یِن بھی ہے". زینب ابھی بھی اپنے تحفے میں کھوئی ہوئی تھی.

"بالکل جیسے یِن میں تھوڑا سا یینگ ہے". مہرال کو زینب کو خوش دیکھ کر بہت خوشی ہوئی. لیکن اس سے پہلے کے وہ دونوں مزید باتیں کر پاتیں, مہرال کو زینب کے پیچھے سے آتا ہوا میر دکھائی دیا جس کے ماتھے پر بل نظر آ رہے تھے. میر نے مہرال کے نمبر پر کال نہیں کی, یہ سوچ کر اس کی پریشانی میں اور اضافہ ہوا.

"زینی, کتنی باتیں کرو گی؟ مجھے لیٹ ہو رہا ہے". ٹیبل پر پہنچ کے اس کا لہجہ یکسر زینب کیلئے نرم پڑا. مہرال نے کلائی میں ڈالی گھڑی پر نظر ڈالی تو اسے آدھے گھنٹے سے زیادہ وقت ہو گیا تھا.

"آئی ایم سو سوری مہرال, مجھے بالکل آئیڈیا نہیں رہا ٹائم کا". زینب اٹھ کے مہرال کی طرف بڑھی, مہرال بھی اپنی چیئر سے اٹھ گئی" . سیریئسلی, میرے ساتھ بھی ایسا ہوا ہے". مہرال ہنستے ہوئے اسے بتانے لگی. زینب بنا جھجکے مہرال کے گلے لگی تھی. مہرال نے بھی ہلکا سا جھک کر گرمجوشی سے اسے الوداع کہا تھا. وہ جانے کیلئے مڑے ہی تھے جب مہرال نے پکارا.

"میر؟ کیا میں دو منٹ تم سے بات کر سکتی ہوں؟ "مہرال نے جب کہہ ڈالا تو اسے دھڑکا لگ گیا کے کہیں میر بھی اسے وہ جواب نہ دے ڈالے جو اس دن مہرال نے میر کو دیا تھا.

"زینی, میں آتا ہوں". پیچھے مڑ کر اس نے زینی کو کہا جو سر ہلا کر چلی گئی. صد شکر! اس کا ظرف بڑا تھا.

"تھینکس". چہرے پر ہلکی سی شرمندگی کیساتھ اس نے شکریہ ادا کیا.

"کچھ کہنا تھا تم نے؟ "میر نے اسے یاد کروایا.

"ہاں... ایکچوئلی! میں تمہیں بتانا چاہ رہی تھی کے"... سارے الفاظ ہوا ہوئے تھے.

"دیکھو میر... ایسا کچھ نہیں ہے جیسا تم سوچ رہے ہو". جب اسے کچھ سمجھ نہ آیا تو اس نے کنفیوز ہو کر بے وجہ اپنے بال کان کے پیچھے اڑسے, جو بینڈ کی موجودگی کی وجہ سے واپس چہرے کی اطراف میں گر گئے. میر اس کا کنفیوز ہونا بھانپ گیا.

"کیسا نہیں ہے؟" بظاہر لاپروائی سے میر نے پوچھا.

"فِٹے منہ تمہارا مہرال, دو اب جواب". وہاں کھڑی رہ کر اب وہ خود کو کوسنے لگی. کاش اس نے میر کو نہ روکا ہوتا.

"تم جانتے ہو میں کیا کہنا چاہتی ہوں". مدد طلب نگاہوں سے اس نے میر کی طرف دیکھا.

"نہیں الہام نہیں ہوتے مجھے". مہرال کو اپنی بے عزتی محسوس ہوئی مگر گلا کھنکھار کر پھر کہنے لگی.

"جیسا... تم نے سوچ لیا تھا ابھی نیچے". جب اسے وضاحت نہ دینا آئی تو انہی الفاظ کو پھر سے اس نے توڑ مروڑ کر پیش کر دیا.

"تمہیں میری سوچ تک رسائی کس نے دی؟" دونوں ابرو اٹھا کر میر نے ایک نئے سوال سے اسے کنفیوز کیا.

"سوری؟" مہرال کو لگا کے وہ روڈ ہوا ہے. وہ روہانسی ہو گئی.

"مطلب , تمہیں کیسے پتا چلا کے میں کیا سوچ رہا ہوں؟ "جب میر کو محسوس ہوا تو اس نے فوری طور پر اپنے الفاظ آگے پیچھے کر دیئے.

"در فٹے منہ تمہارا مہرال ". میر کو روک کے مہرال واقعتاً پچھتائی" . خواہ مخواہ بات بڑھا رہی ہو .اس سے اچھا تو حدید تھا .جس نے ایک بار کہنے پر اعتبار کر لیا تھا .اور مجھے شرمندہ بھی نہیں ہونے دیا ". آنکھوں میں بے اختیار نمی آنے کو تھی .اسے چھپانے کیلئے مہرال نے نظریں جھکا لیں اور تیز تیز آنکھیں جھپکنے لگی کہ کہیں اس کے سامنے وہ کمزور نہ پڑ جائے.

"وہ ... تمہارے رویے سے محسوس ہو رہا تھا ".وہ بات ختم کر کے بس اب جلدی سے چلے جانا چاہتی تھی. نجانے کیوں اسے میر کی باتیں دکھ دے رہی تھیں.

"تمہیں محسوس ہوتا ہے؟ ریئلی؟ "آنکھیں کھول کر اس نے مصنوعی حیرت کا اظہار کیا.

مہرال نے شاک کے عالم میں نظریں اوپر اٹھائیں.

"تم ایسے کیوں بی ہیو کر رہے ہو؟ "آنکھوں سے ابھی بھی شاک ظاہر ہو رہا تھا.

"آپکے خیال میں اسٹرینجرز سے اور کیسا رویہ اختیار کرنا چاہئے مس مہرال؟ "مہرال نے بے یقینی سے میر کی طرف دیکھا. آنکھوں میں ڈھیروں نمی تیر رہی تھی اور بدن کا سارا لہو تو گویا چہرے پر سمٹ آیا ہو. میر نے بس اس دن کلاس فیلو کا لقب واپس لوٹانا چاہا تھا مگر اسے

اپنے الفاظ اور لہجے کی سنگینی کا تب اندازہ ہوا تھا جب اس نے مہرال کا سرخ پڑتا چہرہ اور آنکھوں میں آنسو دیکھے" .آئی "..اس سے پہلے کے وہ اپنے کہے الفاظ کی معافی مانگ پاتا , مہرال بیگ اٹھا کر تیزی سے وہاں سے پلٹی اور تیز قدموں سے چلتی بار بار اپنے آنسو پونچھتی جا رہی تھی .کیوں روکا اس نے میر کو؟ اور روک لیا تھا تو پھر پوچھا ہی کیوں؟ اس کے سامنے وہ کیوں کمزور پڑ گئی؟ کیوں اس کے آنسوؤں کا شاہد بنا وہ شخص؟

"ڈیم اِٹ "خود کو ملامت کرتا ہوا وہ دور جاتی مہرال کو تب تک دیکھتا رہا جب تک وہ اس کی نظروں سے اوجھل نہیں ہو گئی تھی .وہ اس کے آنسوؤں کا سبب کیسے بن گیا جس کے آنسوؤں کا مداوا کرنا چاہتا تھا؟

"ساری دنیا کی سن سنا کر تمہیں یہی ملی تھی حق جتانے کو؟ اچھا ہی ہوا ہے تمہارے ساتھ . اس نے بات کرنے کیلئے بلا کیا لیا تم تو توپ سمجھنے لگے خود کو ".مگر وہ جانتا تھا .وہ جتنی مرضی ملامت کر لیتا خود کو ,وہ واپس نہیں آنے والی تھی .اسلئے اسے مڑنا پڑا.

ریسٹ روم میں خوب رو دھو کر اس نے چہرے پر میک اپ کا ہلکا سا ٹچ دے لیا تھا تاکہ کسی کو اس کی کیفیت کا اندازہ نہ ہو سکے .اس وقت وہ حدید کے سامنے بیٹھی ہوئی تھی .

دونوں کے سامنے ڈارک ہاٹ چاکلیٹ کے خالی کپ تھے .حدید نے کافی کا ارادہ مہرال کی پسند کی وجہ سے ترک کیا .حدید نے جان بوجھ کر اب تک کوئی بات نہیں کی تھی .کیونکہ اسے محسوس ہو رہا تھا کہ مہرال کیساتھ ضرور کچھ ہے .اسی لئے مہرال نے خود بھی کسی بات کا آغاز نہیں کیا تھا.

"اگر آپ ٹھیک نہیں ہیں تو میں آپکو گھر ڈراپ کر دیتا ہوں .ویسے بھی میرے پندرہ منٹ ختم ہو چکے ہیں ".حدید فکرمند ہوا اور مہرال شرمندہ .بھلا جو بھی ہوا ہے ,اس میں حدید کا کیا قصور ہے؟

"نہیں ایسا نہیں ہے .اور ویسے بھی میں آج اپنی فرینڈ سے ملنے نہیں جاؤں گی .اسلئے میں رک سکتی ہوں ".آخری بات پر وہ مسکرا دی .حدید بھی مسکرایا .اس بات پر مہرال کو ہنسی آئی ,اور اس نے رخ موڑ لیا .حدید کی مسکراہٹ مزید گہری ہو گئی.

"اچھا لگتا ہے یوں آپکو مسکراتا دیکھ کر ".وہ سیدھا ہو کر بیٹھا .جیسے کچھ کہنے کیلئے خود کو تیار کر رہا ہو .

"مہرال ,میرے ڈیڈ کی کنڈیشن کافی سیرئیس ہے ".وہ تھوڑا سنجیدہ ہوا اور مہرال کو بھی سنجیدہ ہونا پڑا" .آج رات کی فلائیٹ سے میں واپس جا رہا ہوں .میں نہیں جانتا کے وہاں سے واپس

ایک ماہ میں لوٹوں گا یا ایک سال میں .کیونکہ پہلے کبھی ڈیڈ کے بارے میں ڈاکٹرز نے اتنا وارن نہیں کیا .مجھے شاید انہیں کہیں اور لے جانا پڑ جائے .اور واپسی غیر متوقع ہو جائے .میری مارٹس نظامی انکل دیکھتے رہیں گے .لیکن مجھے بس یہاں پر ایک چیز کی فکر ہے ".مہرال نے اتنے عرصے میں واقعی ہی پہلی دفعہ فکرمند دیکھا تھا.

"کیا؟ "مہرال نے بھی فکرمندانہ لہجے میں پوچھا.

"تم "!فکر ابھی بھی اس کے لہجے سے جھلک رہی تھی مگر مہرال کی تو گویا فکر ہی اب شروع ہوئی .وہ اتنا پوزیسو کیوں ہو رہا ہے؟ کیا یہ سب ہمدردی ہے؟" میں جانتا ہوں یہاں کیا ہوتا رہتا ہے آپکے ساتھ .اسلئے !پلیز مہرال ,اپنے لئے اسٹینڈ لینا سیکھیں .آپکو کوئی بھی آسانی سے فول کر جائے گا اور آپکو پتا بھی نہیں چلے گا .پرامس می !آپ اسٹرانگ بننے کیلئے اسٹرگل کریں گی ".حدید نے بڑے مان سے وعدہ لینا چاہا ,وہیں مہرال تذبذب کا شکار ہوئی .وہ ترس کھا رہا تھا یا واقعی اسے اپنی دوست کی فکر تھی؟

"آپکو یہ آسان لگتا ہے .آپ نہیں جانتے لیکن میں پہلے ہی سب کچھ کر کے دیکھ چکی ہوں .جو جیسا ہے ,چلنے دیں ".مہرال پوری کوشش کر رہی تھی کے حدید کے اس مشکل وقت میں وہ تلخ نہ ہو جائے.

"ٹھیک ہے پھر میں اپنے طریقے سے سب ہینڈل کر لوں گا ".حدید جان گیا تھا کے بحث کرنا فضول ہے اسلیئے بات یہیں پر ختم کر دی اور گھڑی پر وقت دیکھنے لگا" .آپکو آفس نہیں جانا؟ "الفاظ تھے یا ہتھوڑے جو پوری قوت سے اسکی سماعت پر دے مارے تھے .وہ گنگ رہ گئی ,دل کی رفتار اس وقت قابو میں نہیں تھی .مگر جیسے ہی حدید کو احساس ہوا وہ فوراً بولا.

"ریلیکس مہرال ,میں کسی سے کچھ نہیں کہوں گا .آئی سوئیر .کام ڈاؤن .نارمل کریں خود کو میں کسی سے کچھ نہیں کہتا ".اپنے الفاظ سے حدید نے اسے نارمل کرنا چاہا مگر وہ خود کو نارمل کر ہی نہیں پا رہی تھی.

"آپکو کسس "..شدید شاک کے عالم میں اس سے الفاظ بھی ادا نہ ہوئے.

"مہرال میں کہہ رہا ہوں نہ ریلیکس پلیز ,آپ سمجھیں مجھے پتا ہی نہیں چلا کبھی .میں واقعی کسی سے کچھ نہیں کہوں گا مہرال پلیز مجھے اس وقت پریشانی میں مت بھیجنا ".حدید اپنے الفاظ پر پچھتا رہا تھا .مہرال نے ضبط کر لیا .کیوں کے وہ جانتی تھی کہ حدید اپنے ڈیڈ کی وجہ سے پہلے ہی اپ سیٹ ہے .

"ہمیں چلنا چاہئے اب ".مہرال کو لگا اب اسے واقعی ہی چلنا چاہئے ,دو گھنٹوں میں اسے نظامی اور' فیملی 'کیساتھ نظامی ڈونیشن فاؤنڈیشن کیلیئے بھی نکلنا تھا.

"یہاں سے اب آپ ہی واپس گھر جائیں گی .میں اسلام آباد کیلئے نکل رہا ہوں ".مہرال نے اسکی آنکھوں میں اداسی دیکھی.

"ڈیڈ کیلئے دعا کریں گی؟ "مہرال کے دل پر منوں بھاری پتھر گرا تھا .دعا کرنا تو وہ کب کی چھوڑ چکی تھی .

"انکل ٹھیک ہو جائیں گے ,آپ پریشان مت ہوں ".آخر میں اس نے ہلکی سی مسکراہٹ دی جس میں تسلی شامل تھی .حدید بھی جواباً مسکرایا .

"گڈ بائے ".مہرال نے جاتے ہوئے کہا .مگر حدید بائے نہ کہہ سکا.

"سی یو سُون ".حدید کے کہنے کے بعد سر ہلا کر مہرال اب وہاں سے چلی گئی .اپنی چیئر پر واپس بیٹھ کر اس نے جیکٹ کی پاکٹ میں سے ایک چھوٹی سی کالے رنگ کی ڈبی نکالی اور اسے کھول کر اپنی نظروں کے سامنے لایا .ڈبی میں ایک رِنگ موجود تھی .اس کا سیفائیر ایمرالڈ کٹ میں صرف ایک ایک چھوٹے ڈائمنڈ سے دونوں اطراف سے گھرا ہوا تھا اور باقی کا سلور بینڈ پلین چپٹی شکل میں تھا .اتنی خوبصورت انگوٹھی پر جب کسی کی نظر پڑتی تو وہ مبہوت رہ جاتا .حدید نے جب وہ خریدی تھی تو یہی بات اس نے مہرال کے بارے میں کچھ یوں سوچی تھی" ,جس کیلئے یہ رِنگ لے رہا ہوں ,وہ ایسی ہی ہے کے ایک بار جب کوئی اسے

دیکھتا ہے تو اس کی نگاہ پلٹنا بھول جاتی ہے ".اپنی سوچ پر وہ مسکرا دیا .کتنے کانفیڈینس سے لایا تھا وہ یہ رِنگ .مہرال کے سامنے سب اُڑن چھو ہو گیا .وہ وہاں بہت دیر تک بیٹھ کر انگوٹھی کو دیکھتا رہا.

مہک نظامی ڈونیشن فاونڈیشن کو نظامی یتیم بچوں کیلئے پرائیویٹ سطح پر چلا رہا تھا .بظاہر چاول کے کاروبار کا دس فیصد وہ ان یتیم بچوں کو دیا کرتا .ہاں مگر اپنے کپڑے کے کاروبار کو اس نے ڈونیشن سے دور ہی رکھا تھا .اور مہرال گراونڈ میں موجود کرسیوں میں سے ایک کرسی پر بیٹھ کر چھوٹے سے اسٹیج پر کھڑے نظامی کا وہ روپ دیکھ رہی تھی جسے دنیا جانتی تھی . خداترس ,مہربان ,سادہ ,شگفتہ اور حساس دل کا مالک .ابھی مہرال کو اسٹیج پر بلایا جانا تھا ,اور وہ بھی اسکے پورے نام کیساتھ .تاکہ دنیا جان لے کے مہرال نظامی کی بیٹی نہیں ہے .مگر پھر بھی نظامی کی سب سے پہلی ترجیح ہے .چند یتیم بچوں کو خیرات لینے کیلئے منتخب کیا جا چکا تھا تاکہ انہیں سوشل میڈیا پر دکھایا جا سکے .تالیوں کی گونج کیساتھ مہرال کو اسٹیج پر بلایا گیا . اپنی جگہ سے اٹھ کر مہرال اسٹیج تک پہنچی .اس نے نیوی بلیو پلین کرتا جو اس کے ہاتھوں کی لمبائی تک ہی آرہا تھا ,اور نیوی بلیو ہی اسٹریٹ پینٹس جن پر سفید پلیڈز تھیں پہن کر بالوں

کو ہائی پونی ٹیل میں باندھ کے سلور پونی ٹیل کف لگا رکھا تھا. بائیں شانے پر گرے وول شال ڈال کر وہ چہرے پر مصنوعی مسکراہٹ سجائے اسٹیج پر پہنچ گئی.

وہاں نظامی کیساتھ داؤد خان اور فیروز تقی (نیوز اینکر) بھی موجود تھا. وہ دونوں بھی ڈونرز تھے مگر صرف پانچ فیصد حصہ کے.

"میرے دوست فرقان نظامی بھی کمال کرتے ہیں. اپنے گھر پر یتیم بچی کو بھی سہارا دے رکھا ہے اور گھر دے کر یتیموں کو بھی سہارا دے رکھا ہے". داؤد خان نے یہ بات قدرے اونچی آواز میں کہی تھی, تاکہ سامنے بیٹھے ہوئے مہمان اسے آرام سے سن سکیں. چہرے پر ایسے تاثرات سجا لئے گویا وہ نظامی کے بڑے ظرف سے بہت متاثر ہوا ہو. مہرال کا حلق تک کڑوا ہو گیا. دل چاہا کے وہ فی الفور وہاں سے فرار ہو جائے. ذلت کے احساس کے تحت چہرے نے سرخ رنگ پکڑ لیا.

"ہرگز نہیں, میری بیٹی یتیم نہیں ہے". نظامی نے چند لمحے ڈھیروں حیرت کیساتھ داؤد خان کو دیکھا. پھر مہرال کے گرد اپنا بازو حمائل کیا اور گویا اعلانیہ طور پر کہنے لگا". یہ میرا دایاں بازو ہے. اللہ نے پہلی اولاد کے طور پر مجھے اس سے نوازا ہے. میری ترجیحات میں سے سب سے پہلی مہرال ہے. پھر جس کے پاس یہ سب کہنے والا اور اس کے ہر فیصلے میں سپورٹ

کرنے والا باپ ہو ,آپ اسے یتیم کیسے کہہ سکتے ہیں .خدارا میری بیٹی کو بار بار یہ سب مت کہیں .مجھے تکلیف ہوتی ہے .اور مجھے امید ہے آئندہ ایسی کسی بات سے گریز کیا جائے گا".

نظامی کی نظروں میں تنبیہہ تھی .کتنا مکار انسان تھا .سارا گراؤنڈ تالیوں سے گونج اٹھا اور اس بار تالیاں بہت دیر تک گونجتی رہیں .اسٹیج پر موجود داؤد خان اور فیروز تقی بھی تالیاں بجانے لگے .تقریب کے اختتام کی خاطر اب مہرال کے ہاتھوں سے یتیم بچوں کو خیراتی پیکج دلوائے جا رہے تھے .ایسے میں مہرال ,نظامی ,داؤد خان اور فیروز تقی کی ڈھیروں تصاویر لی گئیں ,جو کہ اب بہت دنوں تک نظامی کے الفاظ کیساتھ سوشل میڈیا پر سرکولیٹ کرنے والی تھیں .

ٹی وی لاؤنج میں موجود میر سنگل سیٹر پر بیٹھا ہوا تھا .وہ لیپ ٹاپ گود میں رکھ کر کسی کام میں مصروف تھا .ہر چند لمحوں میں وہ اپنے مگ سے کافی کا ایک سِپ لیتا اور مگ کو واپس ٹیبل پر رکھ دیتا .ایک نظر اٹھا کر اس نے اپنے بائیں طرف دیکھا جہاں زینب اپنے ہوم ورک میں مصروف تھی ,پھر واپس لیپ ٹاپ پر کام کرنے لگا .باہر کا گیٹ کھلنے کی آواز آئی تھی جب دونوں نے یک لخت اپنی نظریں اٹھائیں اور گلاس ونڈو سے باہر جبرئیل اپنی بائیک

اندر لاتا نظر آیا جو ابھی ابھی فرح بیگم کو اپنے پرانے ہمسائیوں میں چھوڑ کر آ رہا تھا. یہ اتنا دلچسپ نہ تھا کے وہ دونوں اپنا کام چھوڑ کر اس کی طرف دیکھنے لگتے ,اسی لئے وہ پھر سے اپنے کام میں متوجہ ہو گئے .

جبرئیل ابھی اپنی بائیک کھڑی کر کے اندر کی جانب بڑھنے ہی لگا تھا کے ڈور بیل بج گئی .

"اب کون آ گیا؟ "سخت بیزار ہو کر جبرئیل پلٹا تھا .وہاں میر اور زینب ایک دوسرے کو دیکھ کر کھل کر مسکرائے ,کیونکہ جبرئیل باہر تھا تو دروازہ کھولنے کیلیئے اب جے بی کا ہل ہی جائے گا .

"اسلام و علیکم جے بی ".بلیو جینز پر براؤن کوٹ پہن کر ایشل بھی انکی ہی بولی بولنے لگی .

"وعلیکم اسلام ,میرا نام جبرئیل ہے ,اور ماما گھر پر نہیں ہیں ".جبرئیل نے اسے وہاں سے ہی فارغ کرنا چاہا مگر وہ جبراً اندر گھس گئی" .سنا نہیں تم نے؟ ماما گھر پر نہیں ہیں ".وہ اسکی ڈھٹائی پر حیران رہ گیا .

"اف !کیا ہو گیا ہے ,نہیں ہیں تو آ جائیں گی ".ایشل نے وہیں کھڑی رہ کر اس کی عقل پر ماتم کیا.

"بے وجہ بحث مت کرو ,زیادہ شوق ہے تو تمہارے گھر کے پاس ہی موجود ہیں وہ ,وہاں مل لو .میں تمہیں اندر آنے کی اجازت بالکل بھی نہیں دوں گا ".جبرئیل یہ کہہ کر پلٹ گیا .یہ اس بات کا اشارہ تھا کہ اگر وہ چاہے تو لان میں بیٹھ سکتی ہے ,کیونکہ لاؤنج کے دروازے سے اندر وہ اسے داخل نہیں ہونے دے گا .

"پتا ہے کیا جبرئیل؟ پاپا صحیح کہتے ہیں ".جبرئیل اپنی جگہ پر رکا مگر پلٹا نہیں .البتہ ایشل نے ایک قدم آگے ضرور بڑھایا" .تم سب بہن بھائی بھی اپنی ماں کی طرح مغرور ,گھمنڈی اور کم ظرف ہو .جیسے تمہاری ماما میرے پاپا کو اندر نہیں آنے دیتیں ,ویسی ہی حرکتیں تم دونوں بھائیوں کی بھی ہیں .اسی گھمنڈ اور تیوروں کی وجہ سے چچا تمہاری ماں کو چھوڑ کر ... آہ "!اس سے پہلے کے وہ بات مکمل کر پاتی جبرئیل نے غصے میں پلٹ کر ایک زوردار پنچ مارا تھا.

زینب اور میر جو ابھی تک کا نظارہ اپنی جگہ سے ہی دیکھ رہے تھے ,جیسے ہی معاملہ دلچسپ ہوا وہ دونوں کود کر گلاس ونڈو کی جانب لپکے اور تماشائیوں کی طرح پرجوش مگر مدھم آواز میں جے بی کو چیراَپ کرنے لگے .

"کم آن مائی بوائے !وَنس مور ".گلاس ونڈو کے پاس زینب ہاتھ ہوا میں بلند کر کے پھدکتے ہوئے ایسے کہنے لگی جیسے جبرئیل سن رہا ہو .

"اِک راج کمار کی غفلت نے ,من مار دیا شہزادی کا "!اپنی پاکٹس میں ہاتھ ڈالے میر اپنے ہی کہے ہوئے الفاظ پر خاصا محظوظ ہوا تھا جو چند دن پہلے ہی اس نے سوشل میڈیا پر پڑھے تھے .زینب کا جوش ان الفاظ کو سن کر ختم ہوا .وہ میر کی طرف سنجیدگی سے دیکھنے لگی.

"بہت بونگے ہیں آپ میر بھائی ,پلیز بونگیاں نہ مارا کریں ,واللہ سارا مزہ خراب ہو جاتا ہے ".زینب یہ کہہ کر اب کمر پر دونوں ہاتھ رکھے باریک بینی سے جبرئیل اور ایشل کی باڈی لینگویج کا جائزہ لینے لگی .پتا نہیں باہر کیا چل رہا ہو گا .مارے تجسس کے وہ آدھی ہو رہی تھی .

یہ ایشل کی خوش قسمتی تھی کے غصے میں بھی جبرئیل اپنی حدود نہیں پھلانگا تھا اور پنچ زور سے پلٹ کر گیٹ کے ساتھ رکھے اسنومین کو مارا تھا اور وہ نیچے گر گیا .اسنو مین نہ بہت ہلکا تھا ,نہ بہت وزنی .اس لئے جبرئیل کا غصہ ابھی پوری طرح نہیں نکل پایا تھا .

"بکواس بند کرو اپنی "!جبرئیل غرایا .ایشل اپنے چہرے پر ہاتھ رکھے دو قدم پیچھے ہوئی .

ایشل نے خوف کے مارے اپنے دونوں ہاتھ لبوں پر رکھ لئے .

"میری ماما ,نہایت عظیم عورت ہیں .اگر تم نے دوبارہ کچھ بکا تو یاد رکھنا "!ایک قدم آگے بڑھا کر جبرئیل نے اپنی شہادت کی انگلی اٹھا کر اسے خبردار کیا" ,یہ پنچ تمہارے چہرے کو

بگاڑ بھی سکتا ہے اور واپس اپنے پیروں پر جانے کے قابل نہیں رہو گی . سمجھی؟ "مگر ایشل تو ساکت رہ گئی تھی .

"سمجھ آئی؟ "اب کی بار وہ زور سے چلایا کے اس کی گردن کی رگیں نظر آنے لگیں .مگر ایشل نے آؤ دیکھا نہ تاؤ ,سرپٹ پیچھے کو دوڑ لگا کر گیٹ سے باہر نکل گئی .جبرئیل نے لمبے لمبے سانس بھر کے پہلے خود کو نارمل کیا اور پھر گیٹ بند کر کے لاؤنج کے دروازے کی جانب لمبے لمبے ڈگ بھرنے لگا .

وہ جو پورے معاملے میں بہت محظوظ ہو رہے تھے ,جبرئیل کو تیز روی سے لاؤنج کی طرف بڑھتا دیکھ وہ دونوں بھی گھبرا کے تیز روی سے پلٹے اور آپس میں ٹکرا کر گر گئے .مگر ابھی وقت نہیں تھا کے ایک دوسرے کو کوستے .اس لئے جلدی سے اٹھ کر میر صوفے کی پشت پر سے پھلانگ کر صوفے پر بیٹھا اور زینب فرش پر سلِپ کرتے ہوئے بس آدھے راستے تک ہی پہنچ سکی تھی جب لاؤنج کا دروازہ کھلنے کی آواز آئی اور زینب زمین پر ہی بیٹھ گئی.

دروازہ کھول کر جبرئیل نے ایک نظر ان دونوں پر ڈالی .جہاں میر اپنے لیپ ٹاپ کے ساتھ الجھ رہا تھا اور زینی" ...یہ زینی کیا کر رہی ہے؟ اتنی سردی میں ٹھنڈے فرش پر بیٹھ کر ہوا کون لیتا ہے؟ "جب زینب کو کچھ نہ سوجھا تو وہ ٹیبل پر پڑی اخبار سے خود کو ہوا جھلانے

لگی .زینب کی اس بھدی ایکٹنگ پر میر کا اپنا سر پیٹ لینے کو دل چاہا .لیکن جبرئیل سر جھٹک کر تیز تیز سیڑھیاں پھلانگتا اپنے کمرے میں چلا گیا .اسے کمرے میں داخل ہوتے دیکھ ایک جھٹکے سے زینب اور میر کی نظریں آپس میں ملیں .پھر تیزی سے دونوں ایک دوسرے کی طرف بڑھے .

راک ,پیپر ,سیزرز !

میر کا ہاتھ پیپر اور زینب کا ہاتھ راک تھا .میر فاتحانہ مسکرایا اور اپنا ہاتھ زینب کے ہاتھ پر دے مارا ,زینب نے منہ بسورا" .ڈریسنگ مرر ".میر نے پچھلی بار توڑا ہوا جبرئیل کا ڈریسنگ مرر منتخب کیا .

راک ,پیپر ,سیزرز !

اس بار میر کا ہاتھ راک اور زینب کا ہاتھ سیزرز تھا .میر کی مسکراہٹ اس بار پہلے سے بھی گہری تھی .زینب کی پیشانی پر چند بل آئے .

"پینٹنگ "!میر نے پھر سے ایک چیز منتخب کی .

" کبھی نہیں "!زینب نے رد کر دی تھی .

راک ,پیپر ,سیزرز !

مگر اس بار بازی زینب نے لی تھی .راک زینب جبکہ سیزرز میر کا ہاتھ تھا .میر کے لب' اوہ ' میں سکڑے .

"فلاور واز "زینب نے ابھی یہ الفاظ ادا ہی کئے تھے کے چھناکے سے کچھ کرچی کرچی ہونے کی آواز آئی .

"آؤچ "!میر نے اوپر جبرئیل کے کمرے کی جانب دیکھتے ہوئے کہا .

"پکا یہ تو فلاور واز ہے ".زینب چہکی .

"کیسے مان لوں؟ "میر اسے جیتنے نہیں دینا چاہتا تھا .

"واچ آؤٹ ".زینب تیزی سے سیڑھیاں چڑھتی ہوئی جبرئیل کے کمرے کے باہر رکی .پھر سانس ہموار کر کے مڑ کر میر کو دیکھا .

"جے بی نکمے !کیا ٹوٹا ہے؟ "زینب نے ہمت مجتمع کر کے آخر کہہ ہی ڈالا .

"کچھ نہیں تم جاؤ ہوا لو جا کے ".جبرئیل کا موڈ سخت آف لگ رہا تھا .زینب نے پھر پیچھے مڑ کر دیکھا .سینے پر ہاتھ باندھے میر دلچسپی سے اوپر اسے ہی دیکھ رہا تھا .زینب کے پیچھے مڑ کر دیکھنے پر میر دل کھول کر ہنسا .زینب تپ کر رہ گئی .

"جے بی ابھی کے ابھی بتاؤ کیا توڑا ہے ورنہ میں سپئیر کیز لے کے آ جاؤں گی ".زینب برا مان گئی .یا شاید ایکٹنگ کر رہی تھی .

"فلاور واز ٹوٹا ہے میری ماں .جاؤ اب یہاں سے ,سکون کرنے دو مجھے ".زینب کے لبوں پر مسکراہٹ بکھر گئی .اور اپنے قدموں پر پلٹ کر وہ سہج سہج کر قدم رکھتی شہزادیوں کی طرح ریلنگ پر آ کے کھڑی ہو کر دونوں ہاتھ ریلنگ پر پھیلا دیئے ,چہرہ دائیں طرف موڑا اور نظریں سیلنگ پر جما دیں .میر کا سارا مزہ خراب ہوا تھا .منہ میں کچھ بڑبڑاتا وہ اپنی جگہ پر آ کے بیٹھ گیا .لیکن زینب کی ایکٹنگ ابھی بھی ختم نہیں ہوئی تھی .

گاڑی سے نکل کر وہ لاؤنج میں پہنچی تو وہاں مناف نظامی پہلے سے ہی مہمان تھا .

"مائی گاڈ ڈیڈ آپ کب آئے؟ انفارم کر دیا ہوتا ".اس کے پیچھے آتی نکہت تیز روی سے اپنے باپ کے سینے سے جا لگی .

"تمہیں تو توفیق نہیں ہوتی آنے کی ".مناف نظامی کے چہرے پر ناراضگی صاف ظاہر تھی .

"کم آن ڈیڈ ,انھی باتوں کی وجہ سے میں نہیں آتی ".سینے سے الگ ہو کر وہ صوفے پر بیٹھ گئی اور موبائل استعمال کرنے لگی .

"غلط "!مناف نظامی نے اس کے ہاتھ سے فون لیتے ہوئے ٹیبل پر رکھ دیا" .تم ان باتوں کی وجہ سے نہیں آتی ".

ابھی مناف نظامی بیٹھا ہی تھا جب نکہت ٹیبل سے اپنا فون اٹھا کر اٹھ کھڑی ہوئی" .آپکو پتا ہے مجھے ایسی باتیں پسند نہیں ہیں ,جان بوجھ کر موڈ خراب کر دیتے ہیں ".اتنا کہہ کر نکہت واپس فون میں مگن ہوتی ہوئی سیڑھیاں چڑھنے لگی .

مہرال پیچھے کھڑی ہو کر تزبزب کا شکار تھی .پچھلی بار کا نظامی والا واقعہ ابھی بھولا ہی کب تھا .سوچ رہی تھی کے ایسے چلی گئی تو اس بار اس کی بخشش نہیں ہو گی .مگر درمیان میں ہی ان دونوں کو ٹوک دیا تو مناف نظامی غصہ کر جائے گا اور پھر سے نتیجہ وہی ہو گا .لیکن نکہت کے جانے سے اس کیلئے آسانی ہو گئی تھی .

"سلام نانُو !کیسے ہیں آپ؟ "بمشکل چہرے پر مسکراہٹ سجا کر اس نے سوال کیا .مناف نظامی نے چہرہ اٹھا کر مہرال کی جانب دیکھا .اس سے پہلے کے مناف نظامی کچھ کہتا ...

"آہ "دھڑام کی آواز کیساتھ مہرال دور جا گری .

"تمہیں پچھلی بار کہا تھا نا میں نے نانُو سے دور رہنے کو؟ "اس بار نظامی نہیں ,مہک تھی .

مہرال کو غصہ آیا تھا, مگر نظامی کی موجودگی کی وجہ سے وہ خاموشی سے سیڑھیوں کی طرف بڑھنے لگی .

"رکو گندے خون "!مہک نے پیچھے سے جو ہانک لگائی ,مہرال کو نہ صرف رکنا پڑا ,بلکہ مڑنا بھی پڑا .

"تم مجھے ایسا نہیں کہہ سکتی مہک !کیونکہ ماما ناراض ہو سکتی ہیں ".مہرال نے اسے جتایا کے وہ دونوں ایک ہی ماں کی اولاد ہیں.

"تمہارے گھٹیا باپ"...

"شٹ اَپ "!وہ تیزی سے اسکے قریب آئی اور من چاہا تھا اسکا چہرہ نوچ لے مگر پھر بس اپنی شہادت کی انگلی دکھا کر رہ گئی .لمحہ بھی نہ گزرا تھا جب نظامی نے پیچھے سے اس کی پونی ٹیل سے آجکڑا.

"اتنی بڑی ہو گئی ہو تم گندی نالی کے کیڑے ,میری اولاد کو میرے ہی سامنے شٹ اَپ کال دے رہی ہو؟ "مہرال کی سانس اٹکی تھی .اسے لگا آج تو قیامت رونما ہو کر ہی رہے گی.

"یہ سب آپ ہی کی وجہ سے ہے ڈیڈ ". مہک فوراً اپنی آنکھوں میں نمی لے آئی" . آپ نے اپنے فیم کیلیئے لوگوں کے سامنے اس غلاظت کو اتنا بڑھا چڑھا کے پیش کیا ہے کے میری اور سیمی کی کوئی وقعت ہی نہیں رہ گئ . بہت سے لوگوں کو تو یہ بھی پتا نہیں ہے کے آپکی اولاد ہے بھی یا نہیں . آپ نے ہم دونوں کو اگنور کر کے رکھ دیا ہے .اور لوگوں کے سامنے یہ آپکی فیورٹ ہے . آئی ہیٹ یو ڈیڈ ". کہہ کر وہ تیز تیز سیڑھیاں چڑھتی گئی.

"مہک !مہک رکو ,مہک؟ "نظامی بھی مہک کے پیچھے پیچھے جانلگا تھا مگر مناف نظامی نے روک لیا.

"فرقان ,تم رہنے دو .میں دیکھتا ہوں .ویسے بھی ابھی وہ تم سے ناراض ہے ".مناف نظامی مہک کے پیچھے سیڑھیاں چڑھتا گیا .نظامی وہیں کھڑا اوپر کی جانب دیکھتا رہا .وہ کیسے برداشت کر سکتا تھا اپنی اولاد کی ناراضگی؟ کتنے ہی پل اس نے خاموشی سے گزارے تھے .مہرال کیلیئے یہ خاموشی صور پھونکے جانے کے برابر تھی .مہرال کی نظر نظامی کی مٹھیوں پر پڑی ,جو نظامی نے ابھی سختی سے بھینچی تھیں .

مہرال کی سانس اٹکی.

نظامی پلٹا.

مہرال ایک قدم پیچھے ہٹی.

نظامی کے نتھنے پھولے اور جبڑوں پر سختی کی وجہ سے حرکت ہونے لگی.

مہرال اشارہ سمجھ گئی تھی.

گال سے آنسو لڑھکے تھے اور ہوا میں ایک سسکی بلند ہوئی . مگر لبوں کو زور سے بند کر کے سسکی کا راستہ روکا . نتیجتاً اسکی ہچکی بندھ گئی . اپنے دونوں ہاتھ اس نے کمر کے پیچھے زور سے باندھ لئے اور نظریں جھکا لیں .

نظامی شیر کی طرح دھاڑتا ہوا آیا اور اسے گردن سے پکڑ کر زور سے پلر کیساتھ لگا دیا .

"غلیظ وجود , تمہاری وجہ سے میری اولاد مجھ سے ناراض ہوئی ہے , میرے جگر کا ٹکڑا روٹھا ہے مجھ سے ". گردن پر نظامی کی پکڑ اور مضبوط ہوئی . مہرال کا دم گھٹنے لگا . چہرہ سرخ اور آنکھیں گویا باہر آنے کو تھیں . شور سن کر دائیں طرف کی ریلنگ پر مہک اور مناف نظامی آ کر کھڑے ہو گئے . منظر دیکھ کے مہک کے دل کو ٹھنڈک پہنچی . مکروہ ہنسی اسکے لبوں پر آن ٹھہری . جبکہ مناف نظامی بے چین ہوا.

"ڈ ...ڈیڈ "وہ بولنا چاہ رہی تھی مگر نظامی اجازت نہیں دے رہا تھا.

"دل تو چاہ رہا ہے آج تمہارا قصہ ہی تمام کر دوں ۔ مگر نہیں ".نظامی نے گردن کو ایک جھٹکے سے چھوڑ کر اسے زمین بوس کیا .مہرال اوندھے منہ زور زور سے سانس لیتے ہوئے کھانسنے لگی" ,جب تک تمہارا باپ تڑپ کر نہیں مرتا ,تم بھی زندہ رہ کے تڑپو گی".

چلتا ہو وہ مہرال کے قریب آیا جہاں مہرال کہنی کے بل اوندھے منہ لمبے لمبے سانس بھر رہی تھی .نظامی نے اپنے بوٹ سمیت اپنا پاؤں اس کے ہاتھ کی پشت پر رکھ کر زور سے مسلا .مہرال کی چیخ زور سے سارے میں بلند ہوئی .مگر ظالم بھیڑیئے کو ذرہ بھر بھی ترس نہ آیا.

مہرال چلاتی ہوئی جب اپنے دوسرے ہاتھ سے نظامی کا پاؤں ہٹانے کیلیئے جھکی تو نظامی نے یکدم سے اپنا پاؤں اٹھا کر بوٹ کی نوک سے اس کی ٹھوڑی تلے ٹھوکر ماری .ایسا کرنے سے مہرال کی زبان دانتوں کے درمیان آگئی اور گردن تو گویا اتر ہی جانے والی تھی .چند ثانیے تو وہ سمجھ ہی نہ پائی کے آخر اس کے ساتھ کیا ہوا ہے .اس کا سر بری طرح چکرایا .وہ بیٹھ گئی اور اس سے پہلے کے وہ تھوڑا سنبھل سکتی ,نظامی نے اب کی بار ایک زوردار تھپڑ اس کے چہرے پر مار کے پھر سے اسے زمین پر گرا دیا .مہرال نے اٹھنے کی ہمت نہ کی ,وہ اس حال میں بھی نہیں تھی کے اس سے اٹھا جاتا.

"فرقان, بس کرو. مہک کے کمرے میں چلو. آرہی ہے وہ". مناف نظامی کی رعب دار آواز پر نظامی مہرال کو اب گالیاں بکتا ہوا مہک کے کمرے میں چلا گیا. مہک بھی مناف نظامی کیساتھ نیچے اتر آئی اور چہرے پر مسکراہٹ بکھیرے اپنے کمرے میں چلی گئی.

"اٹھو". مناف نظامی نے مہرال کو اٹھنے کیلیئے کہا. اس کے بائیں گال پر پورے ہاتھ کا چھپا ہوا نشان نظر آ رہا تھا. بمشکل اٹھ کر وہ کھڑی ہوئی. مگر اپنا چکراتا ہوا سر سنبھالنا اس کیلیئے مشکل ہو رہا تھا.

"سعود"! اونچی آواز میں مناف نظامی نے ملازم کو پکارا جو ایک آواز پر ہی دوڑا چلا آیا.

"اسے اس کے کمرے میں چھوڑ آؤ". ہاتھ اپنی پشت پر باندھے مناف نظام نے حکم دیا مگر مہرال نے ہاتھ اٹھا کر ملازم کو منع کر دیا اور آہستہ آہستہ قدم اٹھا کر چلنے لگی. دیر سے سہی, وہ پہنچ جائے گی.

کمرے میں آ کر مہک نے چکراتے سر کے ساتھ بمشکل اپنا بیڈ تلاش کیا اور اس پر ڈھے گئی. گرم پانی اس کی آنکھوں سے بہنے لگ گیا اور سسکیاں بلند ہونا شروع ہو گئیں.

"غلیظ وجود"!

"گندا خون".

"گھٹیا باپ"...

"گندی نالی کے کیڑے"..

سب الفاظ مہرال کے کانوں میں ایک ایک کر کے گونج رہے تھے .مہرال نے روتے ہوئے ان الفاظ کو بہت جھٹکنا چاہا مگر یہ الفاظ تو پیچھا ہی نہیں چھوڑ رہے تھے .اس نے تکیہ پکڑ کر زوردار چیخ ماری ,اپنا غصہ نکالنے کی کوشش کی ,مگر تکلیف میں کوئی بھی کمی نہیں آئی .مگر اچانک ایک خیال کے تحت اٹھ بیٹھی .پونی ٹیل میں سے کف اتار کے اس نے دور پھینکا اور آنسو صاف کرتی ہوئی وہ اٹھ کھڑی ہوئی .بصارت ابھی بھی دھندلی تھی مگر ایسا کرنا اب ضروری تھا.

"آجاؤ "!نکہت اپنے فون میں مصروف یہاں سے وہاں چکر کاٹ رہی تھی جب دروازے پر دستک ہوئی .دروازہ کھلا تو سوجھی ہوئی ہیزل آنکھیں اور سوجھا ہوا گال لئے مہرال اندر داخل ہوئی .مہرال نے پلٹ کر دروازہ لاک کیا تو نکہت کو اچنبھا ہوا .جب مہرال قریب آئی

تو اس کی گردن پر بھی انگلیوں کے واضح نشان دیکھے جا سکتے تھی .نکہت جان گئی تھی کے مہرال کیساتھ کیا ہوا ہے ,اس لئے نظریں چرا گئی.

مگر مہرال قدم قدم آگے بڑھاتی رہی .نکہت نے پھر سے نظریں اٹھا کے دیکھا تو مہرال اس کے بالکل سامنے کھڑی تھی.

"کیوں آئی ہو؟ "نکہت نے مہرال کے آنے کی وجہ پوچھی .کیونکہ بے وجہ ان ماں بیٹی میں کوئی بات نہیں ہوتی تھی.

"بھیک مانگنے "!مہرال نے اپنے دونوں ہاتھ نکہت کے سامنے جوڑے .بڑی بڑی آنکھیں غیر ارادی طور پر نمکین پانی سے بھر گئیں اور لب کانپنے لگے.

"پیسے چاہئیں؟ "نکہت نے اپنے مطابق ضرورت گھڑی.

"ماما ,پاپا تو دغاباز نکلے .آپ تو دغا نہ دیں .مجھے بچا لیں .میں آپکی بیٹی ہوں .آپ نہیں مانتیں تو انسانیت کیلئے ہی سہی ,مجھے روز روز کے اس ظلم سے بچا لیں پلیز ".موٹے موٹے آنسو بنا اجازت اس کی گالوں سے لڑھک رہے تھے .آواز بھاری ہو گئی تھی اور خوبصورت تراش والا بالائی لب بھی سوجھ چکا تھا .

"میں کچھ نہیں کر سکتی. تمہارے ساتھ یہ سب تمہاری وجہ سے ہی ہوتا ہے. اس لئے بھگتو. اب جاؤ یہاں سے. میرے پاس وقت نہیں ہے". اس سے نظریں ہٹا کر نکہت پھر سے موبائل میں مصروف ہو گئی.

"ماما پلیز میری بات سن لیں, میں مر جاؤں گی. ڈیڈ مار ڈالیں گے مجھے. میں آپکی ہر بات مان لوں گی. ماما, ماما رحم کھائیں". مہرال نکہت کے پاؤں پکڑ کر اب منتوں پر آ گئی تھی. عزت و انا کے پڑھائے گئے سارے پاٹ ہوا ہوئے.

"میں کہہ رہی ہوں چھوڑو مجھے ورنہ میں فرقان کو بلا لوں گی". غصے سے کہہ کر نکہت نے اپنے پاؤں چھڑائے اور مہرال کو دھکا دے کر پیچھے گرا دیا. مہرال بے یقین سی کھڑی ہو گئی.

"آپ کو بالکل رحم نہیں آتا مجھ پر؟"مہرال نے حیرت سے تصدیق چاہی.

"تمہارے باپ کو"...

"ضامی کی بات نہیں کر رہی میں. اپنی بات کر رہی ہوں". مہرال نے ٹوکا.

"نہیں. اب تم جا سکتی ہو, ورنہ میں ابھی فرقان کو بلانے جا رہی ہوں". یہ کہہ کر انتظار کئے بنا نکہت دروازے کی طرف بڑھنے لگی تھی کے مہرال نے سنجیدگی سے اپنا ہاتھ بڑھا کر واپس کھینچا.

"یہ کیا بد تمیزی ہے؟ "نکہت اس کی اس حرکت پر دنگ رہ گئی.
"جانتی ہیں کیا؟ دادی کہتی تھیں کے ناگن اپنے بچوں کو کھا جاتی ہے. لیکن نانی کہتی تھیں کے نکہت ناگن سے بھی بدتر ہے. آج مجھے نانی کی بات سچ محسوس ہو گئی ہے". آخر میں مہرال نے تمسخرانہ لہجے میں بات اڑائی.
"کوئی بات نہیں, وہ دن بھی آئے گا جب تم میرے سامنے بھیک مانگنے آؤ گی. تمہیں بھی میں خالی لوٹاؤں گی نکہت. بہت برا کما رہی ہو تم. اب انتظار کرو". یہ کہہ کر مہرال وہاں اے نکل آئی. پیچھے نکہت اسے حق دق سی کھڑی دیکھتی رہ گئی.

زور سے بار بار دروازہ بجائے جانے پر اس نے اپنی متورم آنکھیں کھولیں. سر میں درد کی شدید ٹیسیں اٹھ رہی تھیں اور آنکھیں جل رہی تھیں. وہ بنا کمبل اوڑھے ہی اوندھے منہ سو چکی تھی. مگر یہ کون تھا جسے اس کا سکون تھوڑی دیر بھی برداشت نہ ہوا.
وہ اٹھ کر دروازے کی جانب بڑھی, لاک کھولا تو سامنے مہک نظامی اپنا موبائل ہاتھ میں پکڑے تیز نظروں سے اسے گھورنے لگی. مہرال نے پیچھے مڑ کر وقت دیکھا تو بارہ بجنے میں چند منٹ ہی باقی تھے.

"کیا بات ہے؟ "سوجھی ہوئی آنکھوں اور سوجھے ہوئے ہونٹ کے ساتھ جب وہ بولی تو اس کی آواز قدرے بھاری تھی اور لہجے میں ڈھیروں بیزاری.

"ہٹو میرے راستے سے ". مہرال کو دھکا دے کر مہک کمرے میں داخل ہو گئی اور یہاں وہاں دیکھنے لگی, پھر آخرکار اسے مہرال کا موبائیل مل ہی گیا" .اَن لاک کرو اسے ". مہک نے اسے موبائیل تھماتے ہوئے حکمیہ انداز میں کہا. مہرال کو اسکا یہ لہجہ بہت برا لگا مگر جواباً خود میں کڑھ کر رہ گئی.

"دماغ ٹھیک ہے؟ "اسے مہک کی ذہنی حالت پر شک ہوا.

"چپ کر کے جو کہہ رہی ہوں وہ کرو ورنہ پھر ڈیڈ کے کہنے پر تمہیں یہ سب کرنا پڑے گا ". دانت پیس کر کہتی مہک دو قدم آگے آئی. مہرال کو مجبوراً لاک کھولنا پڑا اور موبائیل مہک کے حوالے کرنا پڑا.

"میر کی چیٹس کہاں ہیں؟ "مہک نے اسکا سارا موبائیل چھان مارا, مگر میر کے نمبر سے یا تو زینب نے بات کی تھی یا پھر میر کے اکا دکا سرسری سے میسجز تھے.

"موبائیل تمہارے ہاتھ میں ہے. نکال لو ". بیزاری سے کہہ مہرال بیڈ کے کنارے پہ آ بیٹھی. اس کے لمبے خوبصورت بال دونوں اطراف سے آگے کو گر رہے تھے, اتنی بری

حالت میں بھی وہ مہک کو حسن کی دیوی لگی .مہک کو حسد ہوا ,یہ وہ چیز تھی جو مہک چاہ کر بھی نہیں خرید سکتی تھی.

"یہ وہ میسجز نہیں ہیں .تم کہتی تھی کے وہ تمہارا بوائے "...بات کرتے کرتے وہ چند لمحوں کیلیئے خاموش ہو کر سوچنے لگی" ,اوہ !اب سمجھی ,تو یہ بس تمہارا خواب تھا؟ "جب اس سے خوشی نہ سنبھلی تو وہ اونچے قہقہے بھرنے لگی" .اور میں یہاں ہلکان ہو رہی تھی کے شاید مجھے ہی بلاک کیا ہے ".اس نے مہرال کی طرف اسکا موبائیل اچھالا جسے مہرال نے بروقت کیچ کر لیا.

"یعنی وہ ویسا ہی ہے جیسا میں نے دیکھا ہے .مغرور !آئی لائیک دِس "!آنکھیں موند کر وہ سر کو اثبات میں ہلانے لگی جیسے میر اس کے سامنے ہی ہو .پھر آنکھیں کھول کر سنجیدگی سے مخاطب ہوئی" .اس کے خواب دیکھنا چھوڑ دو ,اب وہ بس مہک نظامی کا ہے .سمجھی؟ "

"تم اس کے ساتھ نہیں رہ سکو گی مہک ,خود کو مت الجھاؤ ".مہرال نے اسے نیک مشورہ دینا چاہا.

"اور بھلا ایسا کیوں ہو گا؟ "اچانک ہی مہک کا سارا موڈ فریش ہو گیا تھا.

"وہ رِچ نہیں ہے ,جیسے تم ہو .پھر سب کچھ ویسا ہی ہو گا جیسے ماما اور پاپا کیساتھ"...

"کم آن !ماما گولڈ ڈِگر تھیں .مجھے اسکی محبت چاہئیے .وہ جس حال میں بھی رہے گا میں اس کے ساتھ رہنے کو تیار ہوں .ویلتھ اور اسٹیٹس مائی فٹ ". کہہ کر وہ مہرال کے قریب آئی اور اس کے شانوں کو جتنے پیار سے اس نے پکڑا تھا,مہرال خود بھی حیران رہ گئی کیونکہ زندگی میں یہ پہلی بار تھا,اور شاید آخری بار بھی ہو.

"مہرال تم نہیں جانتی,مجھے کتنی خوشی ملی ہے یہ دیکھ کر کے وہ تم میں انٹرسٹڈ نہیں ہے .اب میرے لئے اسے پانا آسان ہو جائے گا .لیکن میں انتظار کرنے کو تیار ہوں .جتنا وہ چاہے وقت لے لے .مجھے منظور ہے ".وہ پلٹنے ہی لگی تھی کے مہرال نے اپنی بد بختی کو آواز دے ڈالی.

"وہ تم سے بات بھی نہیں کرے گا,تم اسے پانے کی بات کرتی ہو؟ "مہرال سے رہا نہیں گیا .اس لئے کھڑے ہو کر اس نے پیچھے سے ہانک لگائی.

"منحوسیت مت بکو ".پیچھے مڑتے ہی مہک نے اسے دھکیلا تھا.مہرال اس حملے کیلئے تیار نہیں تھی,اس لئے بیڈ پر جا گری" .ویٹ اینڈ واچ .بات بھی کرے گا اور میرے پیچھے بھی آئے گا ".چیلنج کر کے مہک تن فن کرتی ہوئی کمرے سے نکل گئی.

صبح صبح مہک پچھلی سیٹ میں کسی کا انتظار کر رہی تھی .اس کی گاڑی کیساتھ ہی ایک گاڑی آ کر رک گئی .

"بخش , ثمن کو اس کے گھر چھوڑ دینا ,اور خبردار اگر ڈیڈ کو اس بارے میں پتا چلا تو جان لینے میں وقت نہیں لگے گا مجھے ".ڈرائیور کو دھمکا کر وہ گاڑی سے اتر گئی اور ثمن کی کار میں پیسنجر سیٹ پر جا بیٹھی .

"میری بات دھیان سے سنو .میں تمہاری کار لے کے جا رہی ہوں .جو بھی ہو تم میرے پیچھے نہیں آؤ گی .اور نہ ہی کسی سے کچھ کہو گی .اگر کچھ ہوا تو میں تمہیں انوالو نہیں ہونے دوں گی .لیکن تم یہاں سے سیدھا اپنے گھر جاؤ گی .باہر جاؤ بخش تمہارا ویٹ کر رہا ہے ".آناً فاناً داخل ہوتے ہوئے اس نے بنا کسی سلام دعا کے فوراً اپنی بات بتائی اور مہک کو جانے کا کہہ دیا.

"ارے؟ یہ کیا طریقہ ہ".. ثمن ابھی بول بھی نہ پائی تھی کے مہک نے آگے سے ٹوک دیا.

"سنا نہیں تم نے؟ دیر ہو رہی ہے مجھے".وہ چلائی. ثمن نے آؤ دیکھا نہ تاؤ فوراً گاڑی سے اتر کر مہک کی گاڑی میں جا بیٹھی.

"ہاں جلدی بتاؤ کہاں ہے وہ اس وقت؟ "ائیر پاڈز کان میں لگائے اس نے کسی سے پوچھا .
"ٹھیک ہے ,اب تم بھی جاؤ یہاں سے . خبردار اگر تم یہاں رکے زمان ".اس نے خبردار کرتے ہوئے کال ڈسکنیکٹ کر دی .

گاڑی کا موڑ کاٹ کر جس روڈ پر اب وہ ڈرائیو کر رہی تھی ,وہ ایک پوش علاقہ تھا .مہک کی گاڑی ابھی تھوڑی ہی آگے گئی تھی کے دور سے آتا ہوا میر اسے دِکھ گیا .وہ ٹریک سوٹ میں پارک کی طرف بڑھ رہا تھا .مہک نے ایکسیلیریٹر پر دباؤ بڑھا کر گاڑی کی رفتار بڑھا دی , میر کے بہت قریب گاڑی لے جا کر اس نے تیزی سے رخ موڑا .جہاں میر اس اچانک افتادہ پر ہکا بکا رہ گیا وہیں مہک کی گاڑی جا کر درخت میں لگی .میر کو ہوش آیا تو وہ فوراً گاڑی کی طرف بھاگا .چونکہ اتنی صبح کوئی اکا دکا گاڑی ہی وہاں سے گزر رہی تھی ,اسلئے جو بھی کرنا تھا وہ میر کو خود ہی کرنا تھا.

میر ڈرائیونگ سیٹ والی طرف لپکا تو ایک لڑکی کا سر اسٹئیرنگ پر گرا ہوا تھا.
"اللہ تعالیٰ ,یہ میں کیسے سنبھالوں؟ "وہ کنفیوز ہوا کے ہاتھ لگائے یا نہ لگائے" .ایکسکیوز می ! آپ ٹھیک ہیں؟ " جھجھکتے ہوئے اس نے آواز لگائی .لڑکی نے آہستہ آہستہ سر اٹھایا .

"آہ "!اس لڑکی نے سر پر ہاتھ رکھا,شاید اس کے سر میں درد کی لہر اٹھی تھی .جب اس لڑکی نے چہرہ موڑ کر میر کی طرف دیکھا تو میر حیران ہوا .یہ وہی اس دن والی لڑکی ہے جو اسے مال میں ملی تھی.

"میں ٹھیک ہوں شاید ,آؤچ "!سر میں پھر سے درد کی لہر اٹھی" .آپ یہاں کیا کر رہے تھے؟ روڈ پر کون جاگنگ کرتا ہے بھلا؟ ابھی اگر میرا زیادہ برا ایکسیڈینٹ ہو جاتا تو؟ "سر سہلاتے ہوئے اس نے ماتھے پر ہاتھ لگا کر غیر محسوس انداز میں تصدیق کی کے کیا خون بہہ رہا ہے؟ مگر افسوس ,سر میں درد ہی تھا,خون نہیں بہا تھا .وہ شکوہ کن نظروں سے میر کی طرف دیکھنے لگی.

"تمہیں شاید لائسنس ملنے تک ویٹ کر لینا چاہئیے تھا ".آنکھیں سکیڑے میر نے سنجیدگی سے بات ختم کی اور جانے لگا .

"یہ ایسے نہیں سنے گا ".مہک نے گاڑی ریورس کر کے ایک دفعہ پھر مگر زیادہ زور سے درخت میں ماری .میر شاکڈ رہ گیا" .اس دفعہ تو یہ پکا فوت ہو گئی ہے ".میر تیزی سے پھر سے اس کی طرف بڑھا. مگر اس بار وہ اسٹئیرنگ سے اپنا سر اٹھا چکی تھی .افسوس یہ کے

خون اس بار بھی نہیں نکلا تھا. میر کمر پر دونوں ہاتھ رکھے اس بیوقوف کو دیکھ رہا تھا جو اپنی کم عمری کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے ڈرائیو کر رہی تھی.

"ایسے مت دیکھیں, مجھ سے ڈرائیو نہیں ہو رہی. میرے ہاتھ کانپ رہے ہیں ".اس نے اپنے ہاتھ اس کے سامنے کیئے اور خود کو روہانسی ظاہر کرنے لگی.

"تم گھر سے کسی کو بلا کیوں نہیں لیتی؟ "میر نے اسے مشورہ دیا.

"نہیں, گھر میں کسی کو نہیں پتا. میں مینیج کر لوں گی ".مہک کو لگا اسے ایک اور دفعہ ڈرامہ کرنا پڑے گا.

"شیور؟ "میر نے کنفرم کیا. مہک تپ کر رہ گئی. جواب دیئے بنا اس نے گاڑی کو آڑھا ٹیڑھا کر کے ریورس کیا اور پھر ایکدم سے گاڑی کو اگلے درخت میں زور سے دے مارا. اس بار مہک نے اپنا سارا غصہ اتار دیا تھا. میر گاڑی کی حالت دیکھ کر سمجھ گیا تھا. وہ ناٹک نہیں کر رہی. اسے واقعی ہی ڈرائیو نہیں کرنا آ رہا تھا.

میر گاڑی کی طرف لپکتا اس سے پہلے ہی مہک گاڑی میں سے گرتی پڑتی نکل آئی اور زمین پر ڈھے کر رونے لگی. میر کو ترس آیا.

"اٹھو ,میں تمہیں ڈراپ کر دیتا ہوں ".اس کے نزدیک جا کر میر نے جو آفر دی تھی ,مہک کو تو لگا گویا میر نے شادی کی پیشکش ہی کر ڈالی ہو .گردن اٹھا کر وہ میر کی طرف دیکھنے لگی.

"آپ سچ کہہ رہے ہیں؟ "حیران ہو کر اس نے اپنے آنسو پونچھے.

"جلدی کرو میرے پاس ٹائم نہیں ہے ".میر کی آدھی بات پر ہی وہ فوراً سے اٹھ کر پیسنجر سیٹ کی طرف بڑھ گئی .اس سے پہلے کے میر منع کر پاتا ,وہ دروازہ کھول کر بیٹھ چکی تھی .

"خود ہی آفت سر منڈ لی ہے ".سر نفی میں ہلاتا ہوا وہ خود بھی گاڑی میں بیٹھ گیا .مہک نے سارا سفر خاموشی سے گزارا .میر کا اس کے ساتھ ڈرائیو کرنا ہی غنیمت تھا .اگر وہ اس کے بولنے سے چڑ گیا تو یقیناً وہ اسے چھوڑ کر چلا جائے گا .اسی بات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے اسے خاموش رہنا منظور تھا.

گاڑی جب گھر کے سامنے رکی تو میر حیران رہ گیا ,یہ گھر تو مہرال کا تھا .پھر یہ؟

"آپ آئیں نا ,میں آپکو ڈیڈ سے ملواتی ہوں .وہ خوش ہوں گے آپ سے مل کے ".مہک نے بہت خوش دلی سے اسے دعوت دی تھی.

"نو تھینکس ,گڈ بائے ".بنا کچھ سنے میر گاڑی سے اترا اور چلنے لگا .مہک نے اسے نہیں روکا . بس سرشار سی اسے پیچھے سے دیکھتی رہی ,جب تک وہ نظروں سے اوجھل نہ ہو گیا.

لیکچر اوور ہوا تو سب اسٹوڈینٹس کلاس خالی کرنے لگے. پورے لیکچر کے دوران مہرال کو محسوس ہوتا رہا تھا کے کوئی اسے بہت شدت سے دیکھ رہا ہے. مگر وہ ڈھونڈھنے لگتی تو کوئی بھی نہ ملتا. مہرال کوریڈور میں نکل آئی. چونکہ دھند بہت زیادہ تھی اور ٹھنڈ بھی ہڈیوں کو جما رہی تھی ,اسلئے مہرال نے آج بلیک جینز پر اسنو گرے سویٹر اور ماؤس گرے اوور کوٹ پہن رکھا تھا. بالوں کو کرل کر کے زینب والی بینی کیپ پہن رکھی تھی. بال چہرے کی اطراف سے آ کر مڑ جاتے. چہرے پر ہلکا ہلکا میک اپ کر رکھا تھا. تھپڑ کی سوزش تو ختم ہو گئی تھی مگر مدھم سا نشان ابھی بھی نظر آتا جسے میک اپ کی ہلکی سی لئیر نے کور کر رکھا تھا.

"کیا ہم بات کر سکتے ہیں؟"مہرال کو اپنے بالکل پیچھے آواز سنائی دی تو وہ پلٹی. پیچھے مڑ کر دیکھا تو بلیک جینز اور بلیک کریو سویٹر پر ملٹری گرین پی کوٹ پہن کر جیبوں میں ہاتھ ڈالے مِیر کھڑا تھا.

مہرال کو اس دن والی اپنی اور میر کی گفتگو یاد آئی .اعصاب تن گئے .اور ماتھے پر بل نمودار ہوئے .

"اگر تم چاہو "!اس کے چہرے کے تاثرات دیکھتے ہوئے میر نے فوراً سے اس کی مرضی کی پیشکش بھی کر دی .

"بولو کیا کہنا ہے؟ "مہرال نے گہری سانس خارج کی .تنے اعصاب ڈھیلے پڑے .میر نے ایک نظر اسٹوڈینٹس سے بھرے کوریڈور پر ڈالی .مہرال سمجھ گئی تھی کے اسے یہاں بات کرنا آکورڈ لگ رہا ہے.

"میں پارکنگ کی طرف جا رہی ہوں ,ہم چلتے چلتے بات کر سکتے ہیں ".مہرال کا سجھاؤ میر کو بہت پسند تو نہیں آیا مگر کوریڈور میں کھڑے ہو کر بات کرنے سے قدرے بہتر تھا.

"اس دن مال میں جو کچھ بھی ہوا "...میر نے ہچکچاتے ہوئے بات کا آغاز کیا ,دونوں ساتھ ساتھ چلنے لگے" . آئی مین ,میں نے جو کہا ,میں وہ نہیں کہنا چاہتا تھا ".میر کیلئے اسے یہ بتانا کافی مشکل تھا .کیونکہ مہرال کا رویہ کچھ بھی ہو سکتا تھا.

"اٹس اوکے ,ہم انسان وہی کہتے ہیں جو ہمارے دل میں ہوتا ہے .تم نے بس اظہار کر دیا , اچھا کیا ".سر ہلا کر مہرال نے میر کو دیکھے بنا جو کہا تھا,اس نے میر کا دل کچل دیا تھا .اگر وہ

اس وقت چہرہ موڑ کر میر کے تاثرات دیکھ لیتی تو اپنے الفاظ واپس لینے کیلئے وہ کوہ قاف جانے سے بھی گریز نہ کرتی.

"دل اکیلا نہیں بولتا. دماغ بھی بولتا ہے". میر نے تصحیح کی.

"ایک ہی بات ہے". مہرال نے کندھے اچکا کر اسکی طرف دیکھا. اور پھر واپس چہرہ نہ موڑ سکی. اسے دیکھنا اچھا لگ رہا تھا.

"نہیں, یہ دونوں بہت الگ باتیں ہیں". میر نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے چہرہ اسکی طرف موڑا. مہرال جلدی سے پھر سامنے دیکھنے لگی.

"تم ہی بتاؤ پھر, اس دن کون بول رہا تھا؟" وہ متجسس ہوئی.

"اس دن دماغ بول رہا تھا. لیکن دل کی اجازت نہیں تھی". مہرال پارکنگ سے تھوڑی پہلے ہی رک گئی. اسے دیکھ کر میر بھی رک گیا اور پلٹا. مہرال کا رخ پارکنگ کی جانب تھا جبکہ میر کا رخ یونیورسٹی کی اینٹرنس کی طرف.

"جو بھی تھا وہ تمہارا ہی حصہ تھا". مہرال نے اسی کو ہی ذمہ دار ٹھہرایا.

"مانتا ہوں". میر نے بالکل انکار نہیں کیا تھا.

"تو پھر؟ اب کیا کہنا چاہتے ہو؟ "مہرال تلخ نہیں ہو رہی تھی .بلکہ اس دن کے اس کے رویے کی وجہ جاننا چاہتی تھی.

"یہی کے ہمارے پیارے نبی حضرت محمد ﷺ نے فرمایا ہے کے جو اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتا ہے ,اسے چاہئے کے خیر کی بات کرے یا خاموش رہے ".کہتے ہوئے اس کے ذہن میں وہ تمام باتیں آئیں جن سے اس نے مہرال کو دکھ پہنچایا تھا.

"اور؟ اور کیا بتانے آئے ہو؟ "مہرال کو لگا اب وہ اپنی بات کرے گا.

"اور اللہ پاک فرماتے ہیں کے ہلاکت ہے اس شخص کیلئے جو طعنہ زنی کرتا ہے .یہ سورۃ الھمزۃ میں فرمایا گیا ہے ".مہرال نے پہلو بدلا ,جیسے وہ اللہ تعالیٰ سے چھپنا چاہتی ہو.

"بس یہی کہنا چاہتے تھے؟ "وہ پلٹ کر جانے کو تیار تھی.

"آئی ایم سوری "!معافی مانگتے ہوئے میر نے نظریں نہیں چرائی تھیں .مہرال دنگ رہ گئی . اتنی اچانک اور صاف الفاظ میں معافی؟ اسے بالکل توقع نہیں تھی.

"کس لئے؟ "اسے جاننا تھا کے میر کو اپنی کس بات پر شرمندگی ہے.

"ہر اس بات کیلئے ,جو میں نے اس دن مال میں کہی تھی ".میر کے اطمینان میں ذرا فرق نہیں آیا تھا .جب معافی مانگنی ہی ہے تو پورے دل سے کیوں نہیں؟ یہ کیا لاجک ہے کے دل کا کچھ حصہ معافی کا قائل ہے اور کچھ حصہ مخالف.

"تم نہیں جاؤ گے؟ "مہرال نے معزرت قبول کی تھی ,اسی لئے معمول کے مطابق بات کرنے لگی .کیونکہ لیکچر ختم ہونے پر بھی میر اپنا بیگ ساتھ نہیں لایا تھا.

"میرے ایکسٹرنل ایڈوائیزر تھوڑا لیٹ ہیں .ان سے مل کر جانا ہے ".میر نے مسکرا کر اسے اپنا ٹھہرنے کا سبب بتایا .

"بائے "!مہرال نے اسے الوداع کہا ,مگر جواباً وہ بس مسکرا دیا .پھر دونوں ہی اپنی اپنی منزل کو پلٹ گئے.

"میں حیران ہوں اللہ تعالیٰ ,اس لڑکی پر پڑنے والی میری ہر نظر میرے لئے امتحان ہے .یہ امتحان سخت ہی ہوتا جا رہا ہے ".دائیں پاکٹ میں ہاتھ ڈال کر چلتے ہوئے اس نے ایک لمحے کو پلٹ کر مہرال کو جاتے ہوئے دیکھا .پھر خود بھی چلنے لگا.

"یہ میرا وہم ہے یا میرا خیال ہے بس؟ کیا واقعی اس شخص کی آنکھوں میں میرے لئے پرواہ تھی؟ "وہ حیرت زدہ سی رکی, پھر پلٹ کر اسے دیکھا جو چلتا ہی جا رہا تھا" . نہیں, وہ زینب کی طرح کسی کی رضا کیلیئے آیا تھا". پھر ایک نظر آسمان پر ڈال کر مہرال بھی پلٹ گئی.

"بڑے ہی کھڑوس شخص سے واسطہ پڑا ہے یار تیرا". سمیر اپنے دوست علی بیگ کیساتھ اس بلڈنگ میں آیا ہوا تھا جہاں علی بیگ کو کچھ کام تھا. کام ختم کر کے اب وہ دونوں وہاں کے چھوٹے سے پارکنگ ایریا میں آئے ہوئے تھے.

"کھڑوس نہیں ہے یار, شایان بتا رہا تھا کے اسے مانوس ہونے میں تھوڑا وقت لگتا ہے ... کیا دیکھ رہا ہے؟ "علی بیگ رُک کر سمیر کی طرف واپس آیا جو راستے میں رک کر ایک گاڑی کو دیکھنے لگ گیا تھا.

"کیا بات ہے؟ کیا دیکھ رہا ہے؟ "علی بیگ بھی اس کی نظروں کے تعاقب میں دیکھنے لگ گیا جہاں مہرال کی گاڑی کھڑی تھی.

"یہ... مہرال کی گاڑی ہے ". سمیر کنفیوز ہوا تھا" . یہ یہاں کیا کر رہی ہے؟ "

"سافٹ وئیر ہاؤس ہے یار ,اپنے پراجیکٹ میں ہیلپ کے چکر میں آئی ہو گی ". علی بیگ کو جو بات معمولی لگ رہی تھی وہ سمیر کو معمولی نہیں لگی تھی . آخر کو مہرال لگاتار تین سال سے مسلسل اپنی دوست کے گھر جایا کرتی تھی.

"اپنے دوست کو فون ملا ,اس سے پوچھ کے کوئی مہرال آئی ہے وہاں؟ "بیگ کو اس کی ذہنی حالت پر شک ہوا مگر پھر بھی اس نے کال ملا کر فون اسپیکر پر ڈال دیا . بیل جا رہی تھی جب کال ریسیو کی گئی.

"ہیلو شایان ,یار کوئی مہرال آئی ہے آفس؟ اپنے پراجیکٹ کیلئے یا کسی سلسلے میں؟ "علی بیگ نے سوال پوچھ کر سمیر کی جانب دیکھا جو سر ہلاتا ہوا موبائیل کی طرف دیکھ رہا تھا.

"کون؟ مہرال ضامی؟ "شایان کو حیرت ہوئی.

"آ...ہاں ,کیا وہ وہاں آئی ہے؟ "علی بیگ نے سمیر کی طرف دیکھا جو اسے مزید پوچھنے کا اشارہ کر رہا تھا.

"وہ تو میری سینئیر ہے , تین سال سے یہاں کام کر رہی ہے . کیوں؟ کوئی کام ہے اس سے؟ "شایان کو معاملے کی سنگینی کا احساس نہیں تھا ,اس لئے وہ اپنی ہی لے میں بولتا جا رہا تھا.

"کیسی دکھتی ہے وہ؟ "سمیر کے اشاروں سے علی بیگ نے یہی اندازہ لگایا تھا, اس لئے پوچھ بیٹھا.

"مجھے کیا پتا, اس نے کبھی اپنا نقاب نہیں اتارا. تم جانتے ہو اسے؟ "شایان کو بھی دلچسپی ہونے لگی.

"نہیں, اوکے بائے ". جواب سنے بغیر علی بیگ نے فون بند کر دیا" . وہ یہاں تین سال سے ہے. مگر تمہیں کیا چیز تنگ کر رہی ہے ". بیگ کو ابھی بھی پتا نہیں چلا تھا کے اسے کیوں اتنی حیرت ہو رہی ہے.

"شی از ڈیڈ "! کمینی ہنسی نے سمیر کے لبوں کو چھیڑا.

"اس وجہ سے کے وہ جاب کر رہی ہے؟ "علی بیگ حیران رہ گیا.

"اور اس وجہ سے کے کچھ ادھار ہے میرا, جو اب سود سمیت لوٹاؤں گا میں ". سمیر کو اس دن والا واقعہ یاد آگیا جب مہرال کی وجہ سے وہ ہسپتال پہنچ گیا تھا. ہاں اسے پتا چل گیا تھا مگر وہ صحیح وقت کے انتظار میں تھا, تاکہ اسے بری طرح پھنسا سکتا. اب وہ وقت آگیا تھا. اسکی مسکراہٹ اور گہری ہوئی.

"سن, تھوڑی دیر کیلئے شیطان کی ڈیوٹی نبھائے گا؟ "سمیر نے اشاروں میں ہی علی بیگ کو اسکا کام سمجھا دیا تھا.

"یہ بھی بھلا کوئی پوچھنے کی بات ہے؟ "علی بیگ نے فوراً حامی بھر لی. ساتھ ہی فون اٹھا کے کسی کو کال ملانے لگا.

"ڈئیر سسٹر!

اگر آپ چاہتی ہیں کے آپکی جاب کرنے والی بات ڈیڈ کو معلوم نہ ہو جائے تو میرے دیئے ہوئے ایڈریس پر بالکل وقت ضائع کیے بنا پہنچ جائیں. ورنہ انجام کی ذمہ داری صرف آپ کی ہے.

آپکا اور صرف آپکا پیارا بھائی, سیمی"!

مہرال سن رہ گئی. اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کے کیا وہ جو پڑھ رہی ہے وہ سچ ہے؟ اس کا دل پھٹنے کے قریب تھا. وجود تو گویا ہوا میں معلق تھا. اگر یہ بات سمیر کو پتا چل گئی ہے تو نظامی تو اب اسے زندہ دفن کرنے سے گریز نہیں کرے گا.

"نہیں !یہ جھوٹ ہے ". مہرال چلائی, آفس میں سب اس کی طرف متوجہ ہوئے". میں نے کچھ نہیں کیا ". نفی میں سر ہلاتے ہوئے اس نے اپنا موبائل ڈیسک پر ایسے چھوڑا جیسے وہ اچھوت ہو" .یہ سب سازش ہے ,میں نے کچھ نہیں کیا, جھوٹ ہے یہ سب ".

"مہرال؟ آر یو اوکے؟"

"شاید اسے کوئی صدمہ پہنچا ہے".

"کیا اسے کوئی کال آئی ہے؟"

اسے جب محسوس ہوا کے سب اس کے اردگرد اکٹھے ہو گئے ہیں تو وہ جیسے حواس میں آئی . فوراً سے اپنے آنسو پونچھ کر اس نے اپنا سامان اٹھایا اور موبائیل پکڑ کر تیزی سے وہاں سے نکلی .

"مہرال رکو .کہاں جا رہی ہو .مہرال؟ "وہ آفس کی لفٹ کے قریب پہنچی تو شہلا پیچھے سے دوڑتی ہوئی آئی اود سامنے کھڑی ہو گئی" .کیا ہوا ہے کچھ تو بتاؤ؟"

"کچھ بھی نہیں بچا بتانے کو ,سب ختم ہو گیا ہے .اب جہنم رسید ہونا باقی رہ گیا ہے ".وہ پھٹ پڑی .شہلا حق دق رہ گئی اور وہ لفٹ کی طرف بڑھ گئی.

پارکنگ میں پہنچی تو اس کی گاڑی پر پوسٹ اِٹ نوٹ لگا ہوا تھا" .نائس جاب ,نائس کار ."! مہرال کے سر پر کسی نے منوں پانی انڈیلا تھا .اس نے آفس کیلئے اپنی ہر چیز بدل ڈالی تھی . مگر کبھی ان تین سالوں میں اس نے یہ کیوں نہ سوچا کہ جو سب سے زیادہ نظر آنے والی چیز ,اس کی کار ہے .اگر وہ کسی کو دِکھ گئی تو اس کی ساری محنت رائیگاں جائے گی.

"لعنت ہے "!وہاں کھڑے رہ کر اس نے خود کو ملامت کیا اور رونے لگی .کیا کرے کوئی چارہ نہیں ہے .اسے سمیر سے ملنا ہی پڑے گا .اپنی چیزیں گاڑی میں رکھ کر وہ تیزی سے فرنٹ سیٹ کی طرف بڑھی .جتنی دیر وہ لگائے گی ,اتنا ہی سمیر بپھرے گا .

مہرال نے گاڑی بڑی سی بلڈنگ کی پارکنگ میں کھڑی کی اور تیز تیز چلتے ہوئے لفٹ کی طرف بڑھی .چلتے چلتے وہ مسلسل خود کو کوس رہی تھی.

"نظامی کی بھیک پر ہی تو پل رہی تھی پہلے بھی .کیا ضرورت تھی خود کو سہارا دینے کی ,جاب کرنے کی؟ نظامی قتل کر دے گا میرا ".لفٹ میں چڑھ کر وہ رونے لگی ,اسے یہ بھی ہوش نہ رہا کہ عبایا ہی اتار لیتی .ہاں مگر نوچ کر نقاب ضرور اتار دیا.

مطلوبہ فلور آگیا تھا۔اب اس کا ایک ایک قدم بھاری ہونے لگا۔قدم بڑھاتی بڑھاتی وہ اس اپارٹمنٹ تک پہنچی جہاں اسے بلایا گیا تھا۔

"کس سے مدد مانگوں اب میں؟ آپ نے تو بہت پہلے ہی تنہا کر دیا تھا مجھے"۔شکوہ کناں نظروں سے ایک بار اوپر دیکھ کر اس نے ناک کرنے کو ہاتھ بڑھایا۔دل کسی نے مٹھی میں قبض کر لیا۔پتا نہیں اس کا لاشعور کہہ رہا تھا کے اسے بھاگ جانا چاہیئے۔اس سے پہلے کے اس کا لاشعور کامیاب ہو پاتا,اس نے ناک کر دیا۔

"اوہ,ویلکم ہوم مہر"!سمیر نے دروازے سے ہی مہرال کا استقبال کیا۔اپارٹمنٹ بہت چھوٹا مگر خوبصورت تھا۔دو لوگوں کے رہنے کیلیئے نہایت مناسب۔داخل ہوتے ہی اوپن لِونگ کیساتھ چھوٹا سا اوپن کچن تھا اور دوسرے حصے میں ایک بیڈ روم کیساتھ باتھ روم اور کلوسیٹ بنا رکھی تھی۔اپارٹمنٹ کا انٹیرئیر ایکوا,گرے اور سفید تھا۔دیکھتے ہی آنکھوں کو راحت پہنچتی۔ مگر اس وقت اسے شدید کوفت ہو رہی تھی۔

"سمیر,تم ڈیڈ سے کچھ مت کہنا پلیز"۔آنکھوں میں آنسو لئے وہ دروازے سے ہی سمیر سے التجا کرنے لگی۔

"ارے اندر تو آؤ, مجھے خدمت کا موقع تو دو ".اس کا ہاتھ کھینچ کر اندر لاتے ہوئے سمیر نے دروازہ بند کیا تھا" . کتنی نیک خاتون لگ رہی ہو تم اس میں ,ہے نا علی؟ "سمیر نے اس کے عبایا پر طنز کیا . مگر مہرال کیلئے چونکا دینے والا لفظ' علی 'تھا .مہرال نے سمیر کی نگاہوں کا تعاقب کیا . علی لونگ کے سنگل سیٹر پر گھٹنے پہ پاؤں رکھے اسی کی طرف دیکھ رہا تھا .

"علی بیگ؟ "مہرال ششدر رہ گئی.

"کتنی نیک خاتون لگ رہی ہو تم اس میں ,ہے نا علی؟ "سمیر نے اس کے عبایا پر طنز کیا . مگر مہرال کیلئے چونکا دینے والا لفظ' علی 'تھا .مہرال نے سمیر کی نگاہوں کی پیروی میں دیکھا . علی لونگ کے سنگل سیٹر پر گھٹنے پہ پاؤں رکھے اسی کی طرف دیکھ رہا تھا .

"علی بیگ؟ "مہرال ششدر رہ گئی.

"ہمارا نام پکارے ,ہمارے گھر آئے "... علی اٹھ کر قدم قدم چلتا ہوا اب قریب آ رہا تھا.

"یہ دل تلاش میں جس کی ہے ,وہ نظر آئے "...ایک ہاتھ دل پر رکھے وہ مہرال کو نہایت کمینہ لگا .مہرال کی سانس تو گویا تھم ہی گئی تھی .

"ی ...یہ یہاں... کیا کر رہا ہے؟ "مہرال نے سمیر سے استفسار کیا .

"بتاتا ہوں اتنی جلدی بھی کیا ہے؟ "سمیر تو ایسے ایکٹ کر رہا تھا جیسے اس نے مہرال کیلئے کوئی سرپرائیز پلان کر رکھا ہو" . علی ,یہ میری بہت لاڈلی بہن ہے .کچھ دن پہلے جب ہم ڈنر پر گئے تھے تو اس نے میری بہت تواضع کی تھی .ہے نا مہر؟ "ساتھ ہی اس نے مہرال سے تصدیق چاہی .مہرال کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کے یہ بات اسے پتا ہو گی .حیرت کے مارے مہرال کا منہ کھل گیا.

"اب میں چاہتا ہوں کے اس کی خاطر میں کوئی کمی نہ آئے ". سمیر کا لہجہ یک لخت بدلا .اس کے لہجے میں اچانک سختی در آئی اور جبڑے بھینچ گئے" .سود سمیت سب لوٹا دو اسے ". سخت تاثرات کیساتھ اس نے مہرال کے ہاتھ سے گاڑی کی چابی چھینی اور جانے لگا .مہرال کو ہوش آیا تو وہ سمیر کی طرف لپکی.

"سمیر میری بات سنو .پلیز ایسا نہ کرو میرے ساتھ ,میں سب کے سامنے معافی مانگ لوں گی .مجھے ایسے نہ چھوڑ کر جاؤ ". گڑگڑاتے ہوئے اس نے سمیر سے مدد مانگی تھی .علی بیگ یہ سین دیکھ کر بہت محظوظ ہو رہا تھا.

"سمیر تم بھائی ہو نا میرے یوں مجھے کسی کے حوالے کر کے مت جاؤ. میں نے اپنے ساری عمر محرومیاں کاٹی ہیں, مجھے بخش دو. اپنی بہن سمجھ کر ہی رحم کرو مجھ پر". سمیر نے پلٹ کر اس کا منہ زور سے اپنے پنجے میں جکڑا.

"کیا کہا؟ بھائی؟ سوچنا بھی مت. تم جیسی پنچ لڑکی کو میں کبھی بھی اپنی بہن نہیں مانوں گا". زور سے مہرال کو علی بیگ کی طرف پھینک کر اس نے حقارت کی نظر سے دیکھا" .سنبھالو اسے". علی بیگ نے اسے بروقت اسے پکڑ لیا تھا.

"چھوڑو مجھے". مہرال چیخی. مگر علی بیگ نے اس کا ہاتھ نہ چھوڑا" . علی مجھے چھوڑو سمیر چلا جائے گا". وہ گڑگڑائی مگر کسی نے نہ سنا.

"کیا کرنا ہے بعد میں اسکا؟ "علی نے جاتے ہوئے سمیر سے پوچھا.

"معزور کر کے کسی کوڑادان میں پھینک دینا. یہ وہیں سے بیلانگ کرتی ہے". مہرال کی پوری دنیا ہی سکتے میں آگئی. کیا کوئی بھائی بھی اپنی بہن کیلئے ایسا کہہ سکتا تھا. مگر پھر مہرال نے فوراً تسلیم کر لیا. اگر ماں کر سکتی ہے تو سوتیلا بھائی کیوں نہیں؟

"سمیر ایسے مت چھوڑو مجھے. تم جو کہو گے میں وہ کرنے کو تیار ہوں. ایک بار بات تو سن لو. سمیر"! پیچھے وہ آوازیں لگاتی رہ گئی مگر سمیر دروازے تک آ گیا تھا.

"سمیر تم کبھی خوش نہیں رہو گے . آہیں لگیں گی تمہیں میری . میرے ساتھ یہ سب کرکے تم خود بھی عبرت بن جاؤ گے ". جب اپنی ساری کوشش ناکام ہوتے دیکھی تو علی کی گرفت سے اپنا ہاتھ چھڑانے کی کوشش کرتے ہوئے وہ سمیر کو اونچی اونچی بد دعائیں دینے لگی . مگر وہ تو کب کا باہر جا چکا تھا.

"وہ جا چکا ہے ہنی ,اب چلو میرے ساتھ ". علی اسے اپنے ساتھ کھینچتا ہوا لِونگ کے دوسری طرف لے آیا اور لاؤنج چیئر پر پٹخا .

"چھوڑو مجھے ". وہ حلق کے بل چلائی اور اٹھنے کی کوشش کی . مگر اگلے ہی لمحے ایک زوردار تھپڑ اس کے چہرے پر پڑا . جس نے ایک ہی لمحے میں اسے چیئر پر گرا دیا.

"دوبارہ بکواس کرنے کی ضرورت نہیں ". کاؤنٹر پر پڑی رسی کیساتھ وہ تیزی سے اسے باندھنے لگا .

"علی ,علی پلیز تم ہی مجھ پر رحم کرو . مجھے جانے دو . میں تمہارا نام نہیں آنے دوں گی ". آخری کوشش کے طور پر اب وہ علی بیگ کو قائل کرنے لگی.

"میں کیوں چھوڑ دوں؟ تم راستے سے ہٹ جاؤ گی تو میں اگلا شخص ہوں جسے اسکالرشپ آفر ہو گی . میرے کتنے بیریئرز ختم ہو جائیں گے تمہارے راستے سے ہٹنے سے . پھر کیسے چھوڑ

دوں تمھیں؟ گھبراؤ نہیں, تڑپا کر نہیں ماروں گا تمھیں ". آخر میں وہ ایسے مسکرایا جیسے بہت احسان کرنے والا ہو اس پر .

"اب تم تسلی سے بیٹھ جاؤ. مجھے کچھ لے کر آنا ہے سویٹ ہارٹ ". اسے وہیں چھوڑ کر وہ بیڈروم کی طرف بڑھا .

"مجھے جانے دو . میں کسی سے کچھ نہیں کہوں گی . مجھے چھوڑ دو پلیز ". آنکھیں زارو قطار رو رہی تھیں . مگر دیکھنے والا نہیں تھا یہاں.

عصر کے بعد کا وقت تھا . دھند چھٹ چکی تھی مگر یخ بستہ ہوا ابھی بھی ہڈیوں سے سلام کر رہی تھی . میر یونیورسٹی کے پارکنگ ایریا میں گاڑی سے ٹیک لگا کر جبرئیل کا انتظار کر رہا تھا . میر اور جبرئیل ساتھ ہی نکلے تھے مگر جبرئیل کو یاد آیا کے وہ اپنا لیپ ٹاپ بھول آیا ہے , اس لئے اسے واپس جانا پڑا.

میر موبائیل میں مصروف تھا جب اس کے پاؤں میں کوئی بہت زور سے آ کر گرا . میر نے فوراً نیچے دیکھا . حمدان اس کے قدموں میں گرا ہوا تھا . سامنے دیکھا تو جبرئیل بے تحاشا غصے میں کھڑا تھا . یقیناً حمدان کو بھی اسی نے میر کے قدموں میں پھینکا تھا.

"کیا ہے یہ سب جبرئیل؟ "میر جبرئیل کے اس ردِ عمل سے شاکڈ رہ گیا تھا. حمدان اٹھ کر کھڑا ہوا تو جبرئیل نے اسے پھر سے دبوچ لیا. حمدان کے اوپری ہونٹ سے خون بہہ رہا تھا جو اس نے اپنی آستین سے صاف کیا.

"میر اس کمینے سے پوچھو کے مہرال کہاں ہے؟ کیا ہو رہا ہے اس کیساتھ؟ "میر کے پاؤں تلے سے گویا زمین ہی کھسک گئی. جے بی کیا کہہ رہا تھا؟ جبرئیل نے غصے سے دھاڑتے ہوئے ایک زوردار مکا پھر سے اس کے چہرے پر رسید کر دیا. حمدان چونکہ ان دونوں کی طرح کسرتی جسم کا مالک نہیں تھا مگر پھر بھی خود کو چھڑوانے کی کوشش کرنے لگا.

"جبرئیل پوری بات بتاؤ مجھے "!میر نے بے چینی سے پوچھا.

"یہ فون پر علی سے مہرال کے بارے میں بات کر رہا تھا, اسے کہیں بند کیا ہے علی نے, یہ دونوں اس سے کوئی بدلہ لے رہے ہیں ". ہانپتے ہوئے جبرئیل نے وہ سب بتا دیا جو اس نے سنا تھا.

"کہاں ہے وہ؟ "میر نے حمدان کو گدی سے پکڑ کر کھینچا تھا اور اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دھاڑا. میر کے ہاتھوں میں اتنی سختی تھی کے حمدان کو لگا کے میر ابھی اس کی ریڑھ کی ہڈی نکال باہر کرے گا. جبرئیل اب اسکا موبائیل پکڑ کر تیز تیز ٹائیپ کرنے لگا.

"م.. مم... مجھے نہیں پتا ".حمدان میر کے اس روپ سے خوفزدہ ضرور ہو گیا تھا مگر اپنی زبان سے کچھ نہیں اگلا.

"تم ایسے نہیں مانو گے .جے بی ,پتا کرو اس کی بہن کہاں ہے ".میر نے حکم دیا .

"اسے بیچ میں مت لاؤ ".حمدان دھاڑا مگر میر کی لات نے اسے خاموش کرا دیا جبرئیل نے اپنے فون سے جھوٹی کال ملائی ,کچھ لمحے بات کرنے کے بعد اس نے فون کان سے ہٹایا.

"اس وقت وہ اپنی ماں ,یعنی اس کی ماں کیساتھ بازار میں ہے ".جبرئیل نے نفرت اگلی .یہ معلومات جبرئیل حمدان کے نمبر سے اسکی بہن کو میسج کر کے ابھی ابھی لے چکا تھا مگر حمدان لاعلم تھا.

"ہاہاہا !تم لوگ مجھے ڈرا رہے ہو ,میں جانتا ہوں وہ بازار میں نہیں ہے ".اس کی ہنسی اس وقت میر اور جبرئیل کو زہر آلود معلوم ہو رہی تھی.

"جانتے ہیں وہ سیالکوٹ ہاسٹل میں ہوتی ہے ,مگر اس وقت وہ تمہارے گاؤں کے بازار میں ہی ہے .اب بتاؤ مہرال کہاں ہے ورنہ میں بات بڑھا دوں گا غلیظ انسان ".ایک بار پھر میر دھاڑا تھا .حمدان پھر سہما.

"مجھے پتا ہے تم میری بہن کو کچھ نہیں کرو گے. تم لوگ تو لڑکیوں کو اچھوت سمجھتے ہو. تم کچھ نہیں کہو گے اسے". حمدان انہیں بتانے سے زیادہ خود کو تسلی دے رہا تھا.

"تم ٹھیک کہہ رہے ہو. ہم ہاتھ بھی نہیں لگائیں گے اسے. ہم بس تمہاری اور حِنا) علی بیگ کی بہن (کی تصاویر علی کو بھیج دیتے ہیں. ساتھ میں ایک تصویر تمہاری بہن کی بھی بھیجتے ہیں. وہ خود ہی ڈیسائیڈ کر لے گا کے کیا کرنا ہے". گاڑی کیساتھ دھکا دے کر میر نے اس کی گردن کو دبوچ لیا تھا". جے بی, بھیج تصاویر. انہیں دیکھتے ہی علی مہرال کو چھوڑ دے گا اور اپنے نئے شکار کی طرف"..

"نہیں !رک جاؤ. ایسا مت کرو". حمدان نے ہار مان لی". میں, میں بتاتا ہوں سب کچھ. وہ.. وہ میرے اپارٹمنٹ میں ہے". میر نے جبڑے بھینچ کر گرفت اور مضبوط کی.

"چابیاں کہاں ہیں؟ "میر نے جلد بازی میں پوچھا.

"اسی کے پاس ہیں". حمدان ابھی بھی خیانت سے کام لے رہا تھا. میر نے زوردار کک رسید کی. حمدان دہرا ہوا. پاکٹ میں لٹکتی ہوئی چابیاں میر کو دکھ گئیں تھیں جنہیں اس نے فوراً پکڑ لیا.

"جے بی !اس کا دھیان رکھنا ,اگر اس نے ذرا بھی معلومات میں ہیر پھیر کی ہو تو آگے تم جانتے ہو کیا کرنا ہے ".میر نے گاڑی اسٹارٹ کرتے ہوئے جبرئیل کو بتایا .مگر جبرئیل اس سے بھی زیادہ جلدبازی میں تھا.

"جلدی جاؤ "!جبرئیل نے آواز لگائی .میر کار کو زن سے بھگاتا ہوا وہاں جبرئیل کو حمدان کیساتھ چھوڑ گیا.

علی لِونگ میں ٹرائی پاڈ پر کیمرہ سیٹ کر رہا تھا .ایسا ہی ایک کیمرہ وہ پہلے ہی دوسری سمت میں سیٹ کر چکا تھا.

"مجھے جانے دو بیگ ,میں نے کچھ نہیں بگاڑا تمہارا .تم مجھے ایسے کنٹرول نہیں کر سکتے ,سمجھے تم؟ "رو رو کر مہرال کی آنکھیں سوجھ چکی تھیں اور حلق خشک ہونے کی وجہ سے آواز بیٹھ چکی تھی.

"ہنی تنگ مت کرو .بزی ہوں نا؟ اٹینشن دیتا ہوں تمہیں .یہ بھی تو تمہارے لئے کر رہا ہوں .دیکھو بہت اچھی لگو گی تم ایچ ڈی ویڈیو میں ".علی کیمروں کو پوری طرح سیٹ کر چکا تھا .مہرال ایک بار پھر اوپر دیکھنے لگی .سسکی نے اس کا ضبط توڑ دیا.

"آپ بچا لیں ".ایک اور سسکی ابھری" .اب میں خاموش رہوں گی .انسان سے نہیں مانگ رہی .آپ سے مانگ رہی ہوں .مجھے مزید کفر کی طرف نہ دھکیلنا .میں نے اتنے سال کفر اپنایا ہے .آپ کے ہاتھ میں ہی یہ بیگ ہے ,آپ کے ہاتھ میں ہی مہرال ہے .آپ طاقتور ہیں .بیگ طاقتور نہیں ہے ". حلق سے ہچکی نکلی .گرم آنسوؤں نے اسکارف کو بھی بھگو ڈالا تھا.

"کس سے بات کر رہی ہو؟ "علی ششدر رہ گیا .اچانک سے اسے اتنا اطیمنان کیسے آگیا تھا؟

میر بلڈنگ کے باہر پہنچ چکا تھا .لفٹ تک دوڑتے ہوئے پہنچا مگر لفٹ بزی تھی .وہ مزید انتظار نہیں کر سکتا تھا .اس لئے سیڑھیوں کی طرف لپکا.

"میں نے پوچھا کس سے بات کر رہی تھی؟ "علی دھاڑا .غصے سے اس نے مہرال کا اسکارف نوچ کے اتارا .وہاں کوئی ائیر پیس نہیں تھا" .کس سے کہا ہے یہ سب تم نے؟ "زوردار تھپڑ مار کر اس نے مہرال کا چہرہ دوسری طرف لگا دیا .مگر مہرال اس بار خاموش تھی .ہاں مگر ضبط کے مارے لمبی لمبی سسکیاں ابھرتی تھیں .

"تمہارا علاج کرتا ہوں .مجھے دیر نہیں کرنی چاہیئے ". علی کاؤنٹر کی طرف بڑھا اور گلاس میں حرام مائع انڈیل کر مہرال کی طرف بڑھا .

"اللہ مجھے بچالیں ".دل کی گہرائی سے نکلی ہوئی دلخراش پکار آخری بار بس ہوا میں بلند ہوئی . علی تیز روی سے اس کے قریب آیا اور زور سے اسکا جبڑا اپنے پنجے سے پکڑ کر مائع اس کے منہ میں انڈیلنے ہی لگا ,مہرال زور زور سے نفی میں سر ہلانے لگی جس کی وجہ سے کچھ مائع اس کے عبایا پر گر گیا .علی کو غصہ آیا .ایک اور تھپڑ اس نے مہرال کے منہ پر دے مارا تھا . ٹھیک اسی وقت !اپارٹمنٹ کا دروازہ زوردار جھماکے کیساتھ کھلا . علی حیرت زدہ پلٹا .مہرال اور علی دونوں کی نظریں چوکھٹ پر کھڑے میر کی طرف بڑھیں.

"میر؟ "علی خوفزدہ ہوا.

"میر "!کوئی مہرال سے پوچھتا ,مسیحا کون ہوتا ہے .مہرال کو لگا اللہ تعالیٰ پاس ہی ہیں .کوئی مہرال سے پوچھتا سانسیں تھمنا کیسا ہوتا ہے .

"جن کے گھر شیشے کے ہوتے ہیں وہ کسی پر پتھر نہیں برساتے علی بیگ ".میر تیزی سے علی کی طرف لپکا تھا مگر اس سے پہلے کے علی بچاؤ کیلئے تیار رہتا ,میر نے اسے گردن سے دبوچ کر کاؤنٹر پر اوندھا گرایا .علی نے خود کو چھڑوانا چاہا مگر میر کی گرفت بہت مضبوط تھی .

کاؤنٹر پر پڑی ڈرنک کی بوتل پکڑ کر میر نے اس کے سر پر دے ماری جو وہیں کرچی کرچی ہو گئی . علی بیگ چیخا مگر پرواہ کسے تھی؟

پھر اسے واپس اٹھا کر دیوار کیساتھ لگایا" . تم کیسے بھول گئے کے تمہاری بھی ایک بہن ہے؟ " میر کا غصہ بے قابو ہو رہا تھا . اس نے اس دفعہ اس کے چہرے پر مکوں کی برسات کر دی . ایک دو تین ... ان گنت . علی کی ناک اور منہ سے خون بہنے لگ گیا تھا اور میر کا ہاتھ بھی زخمی ہوتا جا رہا تھا.

"بکو؟ "ایک دھاڑ نے علی کو اندر تک ہلا دیا .

"چھوڑو مجھے . میں نے کچھ نہیں کیا ". ہمت مجتمع کر کے علی بس اتنا ہی کہہ سکا تھا کے ایک اور گھونسا اس کے جبڑے میں جڑ دیا گیا.

"کمینے انسان ,تم نے کیسے کچھ نہیں کیا؟ اب دیکھنا کیسے میں تمہاری بہن سے تمہارے ہی طریقے سے ملوں گا ". علی بیگ کا خون اپنی بہن کے نام پر کھولا تھا . وہ میر کو پنچ کرنے کیلئے سیدھا ہوا ,اس سے پہلے ہی میر نے اس کے پیٹ میں پنچ مارا . درد کی شدت سے علی بیگ جھک گیا . اس کا جھکنا تھا کے میر نے ایک جمپ کے ساتھ اپنی کہنی زور سے اس کی کمر میں دے ماری . کچھ ٹوٹنے کی آواز آئی اور علی زمین پر ڈھے گیا.

"نہیں ,ابھی نہیں "میر کو سکون تھا کے آنے کو نہیں تھا .بالوں سے پکڑ کر میر نے اسے پھر سے کھڑا کیا .مگر وہ اس حالت میں نہیں تھا کے کوئی ردِ عمل دکھا سکتا.

"معاف کر دو میر ,مجھے معاف کر دو .مجھ سے غلطی ہو گئی .خدا کی قسم میں مہرال کو کبھی آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھوں گا ".ہاتھ جوڑ کر وہ معافی مانگنے پر اتر آیا تھا .مہرال کو اس کے جڑے ہوئے ہاتھ دیکھ کر کچھ دیر پہلے والا واقعہ یاد آگیا .اس نے پھر سے نظریں اٹھائیں .

"یہ آپ نے کیا ہے؟ "بے یقین سی وہ اوپر دیکھتی آنسو بہانے لگی.

"خبیث تو نے نظر بھی کیسے اٹھائی اسکی طرف؟ "میر نے اسکے کالر سے پکڑ کر اپنے قریب کیا اور مزید زور سے دھاڑا .علی کی روح کانپ اٹھی .میر نے اسے ایک زوردار کک ماری . علی اوندھا ہو کر زمین پر گرا .میر نے پاس پڑا گلاس واز اٹھا کر علی کے سر میں دے مارا . خون زمین پر بہنے لگا ,مگر میر کو چین ہی نہیں آ رہا تھا .کچن میں جا کر وہ بڑی چھری اٹھا لایا . علی کی آنکھیں پوری طرح کھل گئیں .اس سے پہلے کے وہ چیختا ,مہرال بول اٹھی.

"نہیں میر ,ہوش کرو .یہ تم نہیں ہو ".مہرال نے اسے بتایا کے اس وقت وہ غصے میں ہے .

"اسے چھوڑ دو .وہ بھگت چکا ہے ".میر کا ہاتھ ہوا میں ہی معلق رہ گیا .مگر زوردار بوٹ علی کے منہ پر دے مارا .وہ بلبلا اٹھا اور دہرا ہو گیا.

پھر پاؤں کے بل بیٹھ کر زور سے علی کا منہ بھینچ کے کان میں سرگوشی کرنے لگا, جو کہ مہرال بھی باآسانی سن سکتی تھی" . دوبارہ مہرال کی طرف نظر اٹھا کر بھی دیکھا, تو یقین کرو , جس طرح تمہاری بہن مجھ پر مر مٹی ہے کہیں وہ مر ہی نہ مٹے ".زور سے علی کا منہ چھوڑتے ہوئے وہ اٹھ کھڑا ہوا . علی کے منہ سے کراہ نکلی.

پھر مہرال کی طرف بڑھا اور جھک کر رسیاں کھولنے لگا . مہرال نرم نگاہوں سے اس کی طرف دیکھ رہی تھی . میر اس کیلیئے آیا تھا . یہ احساس ہی اسے فرحت بخش رہا تھا .

میر کی نظر اٹھی تو اس کی آنکھوں میں دیکھتے اس کے ہاتھ اور نظریں وہیں منجمند ہو گئے . میر کا سارا وقت تھما تھا . کیا کچھ نہیں تھا اس کی آنکھوں میں؟ لیکن پھر بھی کچھ واضح کیوں نہیں ہو رہا تھا . ہیزل آنکھیں آج سبز آنکھوں سے بالواسطہ ہوئیں تھیں .

"کیا یہ حقیقت ہے؟ "میر کے دل نے ماننے سے انکار کر دیا . دل نے کہا" ,اے میر!
یہیں کھڑے رہو,

تھمے رہو ,

کھو جاؤ,

ان آنکھوں کے ہو جاؤ"...

مگر فوراً ہی اس کے ضمیر نے اسے ایسا کرنے سے منع کیا اور ہوش میں آکر اس نے فوری طور پہ نظریں جھکا لیں. مہرال البتہ نہیں سمجھ سکی تھی کے میر کی آنکھیں کیا کہہ رہی ہیں. رسیاں کھولتے ہوئے اسکی نظر اس کی دودھیا کلائیوں پر پڑی, جس پر رسیوں کے سرخ نشان پڑ گئے تھے. ایک بار پھر میر سے غصہ ضبط کرنا مشکل ہو گیا. پھر پلٹ کر میر نے علی کو ٹھوکر ماری.

"چلو". میر مہرال کو لئے وہاں سے چل دیا. ایک نظر علی بیگ پر ڈال کر اس نے جھرجھری لی اور چل پڑی. مہرال کے وجود میں اتنی ہمت نہیں تھی, اس لئے میر مہرال کی رفتار سے ہی چل رہا تھا. وہ اسکارف سر پر اوڑھ چکی تھی.

مہرال کا دماغ اب ایک ہی چیز میں الجھ گیا تھا. وہ یہ کہ جب وہ زندہ گھر پہنچے گی تو سمیر پھر سے اس کیلئے کوئی مصیبت کھڑی کرے گا, بالضرور وہ اس سے بڑی ہی ہو گی.

"ہاں جی بی! چھوڑ دو اس خبیث کو. اس کے اپارٹمنٹ میں کافی گندگی ہے جو اسے خود ہی صاف کرنی ہے. اپنے الفاظ میں سمجھا دینا اسے". فون بند کر کے میر مہرال کی طرف متوجہ ہوا جو ابھی بھی پریشان تھی.

"سمیر میری گاڑی لے گیا ہے". جب وہ بولی تو اسکی آواز بیٹھی ہوئی تھی اور گلا درد کر رہا تھا .

"سمیر کون ہے؟ "میر نے اچنبھے سے استفسار کیا. یعنی کوئی اور بھی انوالوڈ تھا ان سب میں.

"کیا مجھے پانی مل سکتا ہے؟ "بمشکل تھوک نگلتے ہوئے مہرال نے کہا. وہ نہیں چاہتی تھی کے میر ہر چیز جان لے.

"گاڑی میں بیٹھ جاؤ. راستے میں کسی شاپ سے لے لیتے ہیں". میر نے گاڑی کی طرف اشارہ کیا. مہرال گاڑی کی طرف بڑھی. میر اسے چند لمحے دیکھتا رہا. کتنی معصوم تھی وہ. کتنی آسانی سے مصیبتوں سے دوستی کر لیتی تھی. سر جھٹک کر وہ بھی گاڑی کی طرف بڑھ گیا.

عشاء کی اذان کی آواز کہیں دور سے آنے لگ گئی. مہرال نے اپنا عبایا اور اسکارف اتار کر پچھلی سیٹ پر رکھ دیا. اسے گھن آنے لگ گئی تھی کیونکہ اس پر شراب گری تھی. بلڈنگ سے کچھ آگے جا کر فارمیسی تھی. وہاں تک کا راستہ مکمل خاموشی میں کاٹا گیا. میر گاڑی سے اتر کر اس کیلئے پانی لینے چلا گیا. مہرال نے بیک ویو مرر کا رخ تھوڑا اپنی طرف موڑا اور اپنا چہرہ دیکھنے لگی. اندھیرے میں وہ صحیح سے نہیں دیکھ سکی تھی. اس لئے سیٹ کی پشت سے ٹیک لگا کر آنکھیں موند لیں.

"پانی "!گاڑی میں بیٹھتے ہوئے میر نے اس کی طرف پانی کی بوتل بڑھائی .جسے مہرال نے پکڑ لیا .پانی کا ابھی ایک ہی گھونٹ منہ میں اترا تھا جب اس کے ذہن میں شراب کا گلاس لئے کھڑا علی بیگ آیا تھا .اس کو سراسر گھِن آئی اور فوراً سے بوتل کا ڈھکن بند کر دیا .ورنہ شاید اسے ابکائی آجاتی.

"تم حمدان کے اپارٹمنٹ میں کیسے پہنچیں ". نظریں روڈ پر جمائے میر نے استفسار کیا.

"وہ حمدان کا اپارٹمنٹ تھا؟ "مہرال حیران رہ گئی .تو پھر حمدان بھی اس سب میں ملوث تھا؟

"کمال ہے ,وہاں پہنچ گئی اور یہ بھی پتا نہیں تھا کے وہ جگہ کس کی ہے؟ "میر نے استہزائیہ کہا اور مہرال حق دق سی میر کو دیکھنے لگی .وہ اسے کیا سمجھ رہا تھا؟

"تم جانتے ہو تم کیا کہہ رہے ہو؟ "مہرال بے یقین سی اس سے پوچھنے لگی.

"میں بس اتنا کہہ رہا ہوں کے ہر ہاتھ تھامنے کیلئے نہیں ہوتا مہرال تم کب سمجھو گی فار گاڈ سیک؟ "میر بات کرتے کرتے آخر میں بلند آواز سے کہنے لگا .مہرال بھی اب رخ موڑ کر میر کو دیکھنے لگی.

"کسی کے منہ پر لکھا ہوتا ہے کے کوئی کیسا ہے؟ "مہرال اب تلخ ہو گئی تھی .میر کا دھیان ابھی روڈ پر ہی تھا.

"تو تمہیں ابھی علی کے ہاتھوں اور کتنی بار منہ کے بل گرنا پڑے گا یہ سمجھنے کیلئے کے اس کا ہاتھ تھامنے کے قابل نہیں ہے؟ "میر تو آج تیکھے الفاظ سے مہرال کا دل ہی چیر دینے کو تھا.

"علی نے نہیں بلایا تھا مجھے ".مہرال بھی اب بلند آواز میں کہنے لگی.

"کس نے بلایا تھا پھر؟ نام بتاؤ اس کمینے کا مجھے ".ایک نظر مہرال پر ڈال کر وہ واپس روڈ پر دیکھنے لگا. نظریں ایسی تھیں کے ابھی اس شخص کو کاٹ کھائے گا.

"کہاں گئیں تمہاری صبح والی آیات؟ احادیث؟ یا پھر سے کسی نئی آیت کیساتھ آ جاؤ گے؟ " مہرال نے اسکا دماغ سمیر سے ہٹانا چاہا. ایسا نہیں تھا کے وہ شرمندہ ہو جاتی. ہاں مگر میر نے اگر سمیر سے کوئی بدلہ لینے کی کوشش کی تو نظامی میر کو نہیں چھوڑے گا. اس لئے اس نے میر کو وہ الفاظ کہہ دیئے.

میر خاموش ہو گیا" .پاگل لڑکی ,یہ سمجھ رہی ہے کے میں اسکی انسلٹ کر رہا ہوں ,مگر یہ نہیں سمجھ پا رہی کے اگر آج اسے آنے میں ذرا بھی دیر ہو جاتی تو "...اس کے آگے میر نے اپنی سوچ کا گلا گھونٹا. ایک جھٹکے سے گاڑی نظامی مینشن کے سامنے رکی.

"بائے ". کہہ کر مہرال میر کی گاڑی سے اتری. میر گاڑی آگے بڑھا کے لے گیا. اندھیرا بڑھ چکا تھا. روڈ خالی تھا. دور دور تک پھیلی نظامی مینشن کی بڑی بڑی دیواریں دیکھ کر مہرال کو

گھٹن ہوئی ۔ٹھنڈی ہوا اس کی ہڈیوں میں سے چیر کر گزرنے کو تھی ۔اوور کوٹ اس نے آفس کیلیئے عبایا پہننے سے پہلے ہی اتار کے گاڑی میں رکھ دیا تھا ۔اب اس نے صرف گرے سویٹر پہن رکھا تھا ۔جو سردی ڈھانپنے کیلیئے ناقص تھا۔

اچانک مرکزی گیٹ کھلا اور دو گاڑیاں باہر آئیں ۔ایک گاڑی آگے بڑھ گئی تھی جبکہ دوسری گاڑی کو روک دیا گیا ۔اس سے پہلے کے مہرال اندر بڑھتی" ...بدذات"!

مہرال کو ڈراپ کر کے میر ڈرائیو کرنے لگا۔

"کیا چھپا رہی تھی مہرال؟ "میر نے پرسوچ نگاہوں سے بیک ویو مرر سے پیچھے دیکھا جو کچھ دیر پہلے مہرال نے ٹیڑھا کر کے دیکھا تھا,اسلئے میر نے اسے سیدھا نہیں کیا ۔وہ چونکا تھا ۔ مہرال کا عبایا اس کی بیک سیٹ پر ہی رہ گیا تھا۔

"اوہ مَین !کل اسے ضرورت پڑے گی اسکی ". گاڑی روک کر وہ سوچنے لگا ۔اگر وہ گاڑی پر ہی جاتا ہے تو اسے دو دفعہ گاڑی موڑنا پڑے گی ۔اس سے بہتر ہے کے وہ پیدل ہی دے آئے ۔گاڑی ایک طرف لگا کر اس نے پچھلی سیٹ سے عبایا نکالا اور پیدل ہی چلنے لگا ۔ابھی

وہ تھوڑی ہی دور پہنچا تھا کہ دور سے ہی اسے مہرال دِکھ گئی. مگر سامنے کے منظر نے اس کے قدم وہیں جما دیئے.

نظامی ایک ہی جست لگا کر مہرال کی طرف لپکا اور گردن سے پکڑ کر اسے دیوار سے لگا دیا.

"حرام خور, نمک حرام تجھے اسی لئے بھیک دی تھی کے تو بغاوت کرے؟ "مہرال نے بہت ہاتھ پاؤں مارے مگر خود کو نہ چھڑا سکی. گاڑی کی دوسری طرف سے سمیر بھی نکل آیا تھا اور ہاتھ باندھ کر گاڑی سے ٹیک لگائے محظوظ ہونے لگا. پہلے تو وہ مہرال کے زندہ بچ نکلنے پر حیران ہوا, مگر چونکہ نظامی کے وہ کافی کان بھر چکا تھا, اس لئے مہرال کے بچنے کے چانسز اسے بہت کم نظر آ رہے تھے. منظر دیکھ کر گارڈز نے نظریں جھکا لیں تھیں. دور کھڑے میر کے ہاتھ سے عبایا چھوٹ کر سڑک پر گرا اور وہ ساکت رہ گیا. یہ مہرال کیساتھ کیا ہو رہا تھا؟

"م...میں نے بغاوت"..

"بکواس بند کر "اس کی گردن چھوڑ کر نظامی نے زناٹے دار تھپڑ اس کی گال پہ جڑا تھا, مہرال کا سر دیوار میں جا لگا. ایک چیخ اس کے گلے سے نکلی. جسے نظامی کے اگلے ہی قدم نے خاموش کروا دیا.

"اور چیخ "!بالوں سے زور سے جکڑ کر نظامی نے ایک اور دفعہ دیوار میں اس کا سر دے مارا.
نظامی کچھ اور کرتا اس سے پہلے ہی سمیر نے مداخلت کی .یہ پہلی دفعہ تھا جب سمیر نے اپنے باپ کو ایسا کرنے سے روکا ہو.
"ڈیڈ اسٹاپ !ہمیں ابھی پارٹی کیلئے نکلنا ہے .اس کے چکر میں آپ اپنا موڈ تو خراب کر ہی لیں گے ,بلکہ یہاں کھڑے رہ کر اسے اس کے حق کی سزا بھی نہیں دے سکیں گے .اور اگر یہاں کسی نے دیکھ لیا تو لوگ آپ کا نام خراب کرنے کی کوشش کریں گے ". سمیر کو ڈر تھا کے معاملہ یہیں رفع دفع نہ ہو جائے .ورنہ اس کے دل کو سکون نہیں آئے گا .وہ جو اس نے اپنے باپ کو مہرال کی جاب کے خلاف اتنا بھڑکایا تھا ,وہ سب رائیگاں نہ چلا جائے.
"ذلیل عورت "!بالوں کو چھوڑتے ہوئے اس نے مہرال کو نیچے پھینکا اور فون پکڑ کر کال ملائی .مہرال نیچے بے حس و حرکت پڑی رہی .
"ہاں سعود؟ میری واپسی تک باربی کیو کیلئے سارا سامان تیار رکھنا .کوئلے صحیح سے دہکا لینا ".
فون کاٹ کر وہ مہرال کو روندتا ہوا گاڑی میں بیٹھ گیا .لبوں پر سیٹی سے دھن گنگناتا ہوا سمیر بھی گاڑی میں بیٹھ گیا اور گاڑی زن سے آگے بڑھ گئی.

جب مہرال کو انکے جانے کا یقین ہو چکا تو مہرال سپاٹ چہرہ لئے اٹھ کھڑی ہوئی اور گیٹ کیساتھ موجود سلیب پر بیٹھ گئی .اس کی ناک اور ماتھے سے خون بہہ رہا تھا .مگر اسے پرواہ صرف آج رات ہونے والے' باربی کیو 'کی تھی .اس نے اپنا سر اپنے دونوں ہاتھوں میں گرا لیا .

چند لمحے ہی بیتے جب اسے نیچے دو پاؤں رکتے نظر آئے .اس نے چہرہ اٹھا کر دیکھا .وہاں میر تھا .شاکڈ !پریشان ,سرخ آنکھیں لئے بے یقینی سے مہرال کو تکتا ,جس کے ماتھے اور ناک سے خون بہہ رہا تھا .مگر مہرال کا چہرہ بے تاثر تھا .کسی بھی قسم کی خوشی یا غم سے عاری آنکھیں لئے وہ کھڑی ہو گئی.

"کون تھا یہ؟ "میر نے اس شخص کو تصاویر میں دیکھ رکھا تھا .اسے لگا تھا کے وہ مہرال کا باپ ہے .مگر جو ابھی اس نے کیا ,اس نے تو میر کے دل کو ریزہ ریزہ کیا تھا .اس لئے پوچھ بیٹھا .مگر جب بولا تو لہجہ شکست خوردہ تھا .گویا اس نے اپنے ماضی کو زندہ ہوتے دیکھ لیا ہو.

مہرال خاموش کھڑی رہی .پھر رندھی ہوئی آواز میں صرف اتنا ہی پوچھ سکی.

"گاڑی؟ "میر کا دل کسی نے مٹھی میں بھینچا تھا. مگر خود پر قابو پاتے ہوئے وہ چلنے لگا. مہرال بھی اس کے پیچھے چل دی. بے تاثر چہرے سے چلتی ہوئی وہ ایسے لگ رہی تھی جیسے بن روح کے بدن.

"کہاں چلنا ہے؟ "گاڑی میں بیٹھتے ہی مہرال کو فرسٹ ایڈ باکس تھماتے ہوئے میر نے نرم لہجے میں پوچھا.

"بھوک لگی ہے ". باکس تھامتے ہوئے اس نے میر سے نظریں ملائے بنا جواب دیا. میر نے خاموشی سے گاڑی اسٹارٹ کر دی. مہرال اب ہاتھوں کو تیز تیز چلاتی روئی پر اینٹی سیپٹک ڈال کے زخم اور چہرے سے خون صاف کرنے لگی. میر اسے ایسا کرتے ہوئے کن اکھیوں سے بار بار دیکھنے لگا. وہ بنا دیکھے اتنی مہارت سے سب کر رہی تھی کے میر کو شک گزرا یہ اس پر پہلی بار نہیں بیتا. اب وہ ماتھے پر انگلی پھیر کر زخم کا تعین کرتے ہوئے بینڈیج کرنے لگی تھی.

کچھ لمحے ہی گزرے تھے جب گاڑی ایک بیکری کے سامنے رکی. مہرال نے نظریں اٹھا کر اوپر دیکھا.

بیکری کے ایل ای ڈی نیم بورڈ پر نام روشن تھا."Doughnut Hours" .

"آجاؤ ".مہرال بنا استفسار کیئے میر کے کہنے پر گاڑی سے نکل کر میر کی پیروی کرنے لگی .

میر بیکری میں داخل ہوا تو مہرال بھی اس کے پیچھے ہی داخل ہو گئی .بیکری میں داخل ہوتے ہی نرم گرم ماحول نے اسکا استقبال کیا .

"اسلام و علیکم میر بھائی ".میر کے داخل ہوتے ہی ایک انیس بیس سالہ لڑکا کاؤنٹر کے پیچھے سے نکل کر میر کے سامنے آیا .

"وعلیکم اسلام !زید تم جاؤ .اب میں دیکھ لیتا ہوں ".میر نے حکم دیا تھا .زید اثبات میں سر ہلا کر اپنی کتابیں بیگ میں ڈالتا وہاں سے چلا گیا.

"یہاں بیٹھو .میں تمہارے لئے کچھ کھانے کو لاتا ہوں ".میر نے اسے وہاں چھوٹی سی گول میز کے ساتھ موجود چار کرسیوں میں سے ایک کرسی پر بٹھایا .وہ گم سم سی وہاں بیٹھ بھی گئی.

"آخری دفعہ کھانا کب کھایا ہے تم نے؟ "میر کاؤنٹر کے ساتھ والے دروازے کی طرف بڑھنے ہی لگا تھا کے کچھ یاد آنے پر رکا.

"کل دوپہر کو ". آواز میں ابھی بھی کوئی فرق نہیں آیا تھا .گلے میں گویا کانٹے اگ آئے ہوں .

"ٹھیک ہے"۔ میر سمجھ کر اس دروازے سے اندر داخل ہو گیا۔ مہرال کو خبر نہیں تھی کے وہ کتنی دیر وہاں بیٹھی خلا میں گھورتی رہی تھی جب میر ایک ٹرے کیساتھ وہاں واپس آیا۔

"کیونکہ تم نے کل سے کچھ نہیں کھایا، اس لئے اچانک ہیوی ڈائیٹ لینا تمہارے لیئے ٹھیک نہیں ہے"۔ میر نے سینڈوچز اس کے آگے رکھتے ہوئے ایک چائے کا مگ اس کے آگے اور ایک اپنی طرف رکھتے ہوئے بہت دوستانہ انداز میں کہا۔ مہرال ابھی بھی سپاٹ چہرہ لیئے ٹیبل پر گھور رہی تھی۔ اس سے پہلے کے میر بیٹھتا، وہ اینٹرینس ڈور تک گیا اور اس کا سائین بورڈ اوپن سے کلوزڈ میں بدل ڈالا۔

"مہرال؟ تمہیں بھوک لگی تھی نا؟" میر اس کے سامنے بیٹھ چکا تھا مگر مہرال ابھی بھی خلا میں گھور رہی تھی اور میر کے پکارنے پر چونکی۔ پھر اثبات میں سر ہلاتی سینڈوچ پکڑ کر کھانے لگی۔ زہن میں اس کی اب تک کی ساری زندگی فلم کی طرح گھومنے لگی۔

وہ سینڈوچ ختم کر چکی تھی۔ اب گھونٹ گھونٹ چائے بھر رہی تھی۔ مگر اچانک اسے اپنے چہرے پر کسی کی نظروں کا احساس ہوا۔ نظریں اٹھا کر دیکھا تو میر اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ اس کے دیکھنے پر آج میر نے نظریں نہیں پھیریں۔

"ایک بزرگ تھے ,جنہوں نے ایک پودا لگایا ". آخری گھونٹ بھر کر اس نے خالی مگ میز پر رکھا .جو فلم اس کے دماغ میں چل رہی تھی ,اس نے انہیں الفاظ میں ڈھالنا چاہا.

"وقت بیت گیا اور وہ پودا شجر کی صورت اختیار کر گیا .اس شجر کی خوب صورت ٹہنیاں نمودار ہوئیں جو اس شجر کو بہت عزیز ہو گئیں ".میر کو لگا وہ اس سے نظریں ملائے بات کر رہی ہے .مگر اس کی آنکھوں کے سامنے اس کے دادا کا شجر ,اس کی اپنی فیملی تھی.

"وقت کا پہیہ پھر چلا ,اب کہ ان شاخوں کے ساتھ سر سبز ننھے پتے کھلنے لگے تھے ".اس کی سوچ کی نگاہ ننھی مہرال کو چومتے ضامی پر گئی .جسے دیکھ کر دادا مسکرا رہے تھے.

"شجر اب خود کو مکمل محسوس کرنے لگا تھا .دیکھتے ہی دیکھتے نئے پتے نکل آئے .اس وقت شجر کو ناز ہونے لگا تھا اپنی شاخ اور اس پر لگے پتوں پر ,وہ خود کو بھرپور محسوس کر رہا تھا ".مہرال کی آواز آگے کے منظر سے مدھم پڑی.

"تازہ چلتی ہواؤں میں جب نئے اور پرانے پتے شاخ سے منسلک خوشی سے جھوم رہے تھے تو خزاں نے قدم رکھا ".ایک آنسو اس کی آنکھ سے لڑھک کے گال پر بہہ گیا تھا .اسے وہ دن یاد آیا جس دن نظامی ان کے گھر آ کر مہرال اور نکہت کو اپنے ساتھ لے گیا تھا.

"اس وقت شجر سہا تھا اور سہمے تھے پرانے پتے .کیونکہ شجر جانتا تھا کہ اب اس کے پرانے پتے خزاں نہیں سہہ پائیں گے اور شاخ انکا ساتھ چھوڑ دے گی ".اب منظر بدلا تھا اور وہ دن سامنے آیا جب نظامی مہرال کو عدالت سے کھینچ کر لے جا رہا تھا اور ضامی کے ہاتھ سے اسکا ہاتھ چھوٹ گیا.

"اور ظالم خزاں نے ایسا ہی کیا .شاخ کے ساتھ منسلک پرانے پتوں کو نوچ کر اپنے ساتھ لے گئی .شجر کچھ نہ کر پایا ,کیونکہ مضبوطی سے تھامنا شاخ کی ذمہ داری تھی ,لیکن شاخ تو ابھی بھی سر سبز تھی ,اس کے پاس نئے پتے موجود تھے ,نعم البدل حاضر تھا .نقصان تو شجر کا ہوا تھا ,جس نے اپنی خوراک دے کر ان پتوں کو سبز کیا تھا .نقصان تو پتوں کا ہوا تھا ,جو اپنے شجر سے جدا ہوئے تھے .ہائے یہ خزاں شجر کو برباد کر گئی .ہائے اس خزاں نے ننھے پتوں کو روند دیا ".افسردگی سے کہتے ہوئے مہرال نے ہچکی لی .میر فوراً سے اٹھ کر اس کیلئے پانی لینے بڑھا .اسے پانی دے کر وہ پھر سے اپنی جگہ پر بیٹھ گیا .

مہرال نجانے کتنا درد خود میں سموئے ہوئے تھی .کوئی اس معصوم پر بھلا کیسے ظلم ڈھا سکتا ہے؟ وہ مہرال کو سنے گا .وہ اسکے ساتھ کھڑا رہے گا .ایک تہیہ تھا جو اس نے کر لیا تھا . اسے قائم رہنا تھا.

"ہاں بولو؟ "پارٹی ,جہاں انتہائی" لِبرلز "موجود تھے ,میں نظامی کو اچانک کسی کی کال موصول ہوئی .

"کیا؟ یہ کیا کہہ رہے ہو؟ "نظامی کے اعصاب تن گئے .وہ چونکا تھا" .ٹھیک ہے ,تم سب تیاریاں مکمل رکھو .میں آدھے گھنٹے تک پہنچتا ہوں ".نظامی نے فون بند کیا.

"کیا ہوا ڈیڈ؟ "پاس کھڑا سمیر چونکا. تھوڑا قریب ہوتے ہوئے اس نے سرگوشی کی.

"چلو ,ہمیں ابھی نکلنا ہے ".نظامی فوراً نکہت کی طرف بڑھا جو نزاکت بھرا قہقہ لگا کر کسی مرد سے مخاطب تھی.

"لیکن ڈیڈ ہم ابھی تو پہنچے ہیں ". سمیر بھی ساتھ ساتھ چلنے لگا" .یہ تو بتا دیں کس کا فون تھا؟"

"سعود کا فون تھا .تم مہک کو لے کر گاڑی میں چلو ". حکم دیتا ہوا نظامی چہرے کے تنے ہوئے اعصاب لئے آگے بڑھ گیا .جبکہ سمیر مہک کو بلانے کیلئے وہیں سے پلٹ گیا.

"تقریباً چار سال پہلے میری نانی مجھے چھوڑ کر ہمیشہ کیلئے چلی گئیں .میں آج جس حال میں ہوں ,اس میں آدھے حصے کی شاہد نانی ہیں تو باقی کی شاہد میں خود ہوں ".ٹیبل پر دونوں کہنیاں ٹکائے وہ اپنے دونوں خالی ہاتھوں کو دیکھنے لگی" .چلو وہاں سے شروع کرتے ہیں جہاں سے نانی نے دیکھا تھا .پھر وہاں تک آئیں گے جو میں نے سہا ہے ".مسکرا کر اس نے میر کی طرف دیکھا تھا .پتا نہیں کیا اپنائیت تھی اس شخص میں جو آج وہ اپنا ماضی اس کے سامنے کھول رہی تھی جو نہ اس نے کبھی شمائم کو بتایا تھا,نہ ہی زینب کو.

وقت اتنی تیزی سے پیچھے دوڑا کے میر اور مہرال پچیس سال پہلے نکہت کے سامنے موجود تھے جو اپنے باپ کے سامنے اپنا سامان پکڑے بحث کر رہی تھی.

"اپنے فیصلے پر نظرِثانی کر لو نکہت .فرقان ابھی بھی تمہارا منتظر ہے .وہ تمہیں طلاق کے بعد بھی قبول "..

"خبردار "!نکہت اپنا بیگ وہیں چھوڑ کر تیزی سے مناف نظامی کی جانب بڑھی" .خبردار جو آپ نے طلاق کے بارے میں سوچا تو .آپ نے اپنے اور ضامی حیات میں سے کسی ایک کو

چننے کا کہا ہے نا؟ آپکی زندگی کی آخری سانس بھی ہو گی تو میں ضامی کو ہی چنوں گی ".نہایت سفاکی سے کہتی نکہت بیگ کو گھسیٹتی مناف نظامی کے عالیشان محل سے نکل گئی تھی .

ضامی ایک معزز گھرانے سے تعلق رکھنے والا انتہائی ذہین اور قابل اسٹوڈینٹ تھا جو کراچی سے تعلیم حاصل کرنے کیلئے لاہور اسکالرشپ پہ آیا تھا .مگر وہ نہیں جانتا تھا کے قسمت میں کیا لکھا ہے.

اپنی یونیورسٹی میں وہ مغرور شہزادے کے نام سے مشہور تھا جو اسے سخت ناپسند تھا .وہ بلاشبہ حسین اور وجیح قامت کا مالک تھا .مگر اسے مزید پر کشش بنانے والی چیز اس کا لیا دیا رویہ تھا . جو ہر کسی سے گھلتا ملتا نہیں تھا .

نکہت پسند کے معاملے میں بہت نقطہ چیں تھی مگر پہلے ہی لمحے جب نکہت نے ضامی پر نظر ڈالی تھی تو وہ دوسرا لمحہ کبھی گن ہی نہ پائی تھی.اسکا لمحہ بار بار ایک کے ہندسے پر ہی رکتا . اسلئے نکہت نے اپنی دولت ,اسٹیٹس ,غرور اور گھمنڈ بالائے طاق رکھ کر اسے پا لینے میں جی جان لگا دی تھی .مگر جب ہر حربہ بیکار گیا تو نکہت نے آخری حربہ آزمانے کی ٹھان لی.

"نکہت اسے چھوڑو ,یہ سب باتیں مزاق نہیں ہیں ".نکہت اس کے ہاسٹل روم میں گھس گئی تھی ,اور اس وقت پستول اپنی کنپٹی پر رکھی ہوئی تھی.

"میرے ساتھ ابھی نکاح کر رہے ہو یا نہیں؟ "وہ اس بار چلائی.

"ہم بیٹھ کر بات کر سکتے ہیں نکہت .یہ سب جلد بازی میں نہیں ہوتا ".ضامی گھبرا گیا تھا,وہ بری طرح بڑی مصیبت میں پھنس سکتا تھا .

"تین "!نکہت نے بنا بتائے کاؤنٹ ڈاؤن شروع کیا.

"نکہت نہیں فار گاڈ سیک وہ کھلونا نہیں ہے ".ضامی قریب آنے لگا تھا جب نکہت پھر سے چلائی.

"دو "!

"اچھا سنو ,مجھے بتاؤ کیا چاہتی ہو؟ میں ہوں نا یہاں؟ ہم بات کر لیتے ہیں ".ضامی ہار مان گیا تھا .وہ اس کی ضدی طبیعت کو جانتا تھا.

"مجھ سے محبت کرتے ہو؟ "نکہت کو شک تھا مگر اس نے تصدیق چاہی.

"ہاں "!شکست خوردہ ہو کر ضامی نے بالآخر تصدیق کی مہر لگا دی.

"پھر شادی کیوں نہیں کر سکتے مجھ سے؟ "نکہت کی خوشی کا ٹھکانہ ہی نہیں تھا. ابھی ابھی اس نے محبت کا اقرار کیا تھا؟

"تم جانتی ہو, تمہاری اور میری فیملی بہت الگ ہیں. تم میری فیملی میں آ بھی گئی تو سروائیو نہیں کر پاؤ گی ". وہ آہستہ آہستہ قدم بڑھاتا اس کے قریب جانے کی کوشش کر رہا تھا.

"وہ میرا مسئلہ ہے, تم مجھ سے نکاح کر رہے ہو. ہاں یا نہ؟ "ٹرگر پر اس نے اپنا دباؤ بڑھایا. تاکہ ضامی کو اشارہ دے سکے کے اس ٹریگر کا دبنا یا نہ دبنا ضامی کے جواب پر منحصر ہے.

"ہاں, اب تم یہ گن چھوڑو ". ضامی نے ایک قدم اور بڑھانا چاہا جب وہ پیچھے ہٹی.

"آج ہی؟ "نکہت جلدباز ہوئی.

"وہاٹ؟ "ضامی حیران رہ گیا" . میں اپنی فیملی کے بنا کیسے اتنا بڑا فیصلہ "...

"ون "!نکہت نے ٹرگر پر دباؤ بڑھایا, ضامی نے فوراً آگے بڑھ کر اس سے گن چھین لی .

"پاگل ہو؟ ابھی کچھ ہو جاتا تو؟ "ضامی چلایا. مگر نکہت پر کوئی اثر نہیں ہوا تھا.

"میں صبا کے فلیٹ میں نکاح کا سارا انتظام مکمل رکھوں گی. اگر تم ٹھیک چار بجے تک وہاں موجود نہ ہوئے تو مولوی سمیت میں خود کو بھی ختم کر لوں گی ". اسے دھمکی دیتے ہوئے وہ

وہاں سے نکل گئی . مگر پھر ضامی سر اپنے ہاتھوں میں گرا کر رہ گیا . والدین کا فرمانبردار آج بہت بڑا قدم اٹھانے جا رہا تھا.

ضامی کی ماں ثریا بیگم نے ضامی کے خفیہ نکاح پر واویلا تو بہت مچایا, مگر پھر دل کو سمجھاتے ہوئے بہو کو تسلیم کرنا پڑا .

دوسری طرف مناف نظامی اپنی بیٹی کے اس فیصلے پر اتنا ناخوش تھا کے اس نے نکہت کو اپنے باپ اور ضامی میں سے کسی ایک کو چننے کا کہا . مگر نئے نئے محبت کے جوش نے باپ کی سالوں کی محبت پرے دھکیل کر اپنی نئ نویلی محبت کا انتخاب کیا .

نکہت کی ماں البتہ نیک خاتون تھیں اور ضامی کے انتخاب سے کافی خوش تھیں . مگر مناف نظامی اسکو کسی خاطر میں نہیں لاتا تھا.

شادی کے ابتدائی حصے میں نکہت بہت خوش تھی, اپنے ساس سسر سے بھی اچھا رویہ رکھتی اور اس چھوٹے سے گھر میں ایڈجسٹ کرنے کی کافی کوشش کرتی . مگر یہ سب زیادہ دن نہ چل سکا . نکہت کی چھوٹی بہن جب جب نکہت سے ملنے آتی تو اسے اس کی محرومیوں کا اچھا

خاصا احساس دلا کے جاتی. نتیجتاً اس کے جانے کے بعد نکہت کا طوفان لانا لازم و ملزوم ہو جایا کرتا تھا.

رفتہ رفتہ نکہت کو احساس ہونے لگا کے اس گھر کی جتنی آمدن ہے, اتنا تو اسکا سیلون کا خرچ آیا کرتا تھا. انہی دنوں میں ان کے گھر جہاں مہرال کی آمد نے سب کو خوشیوں سے مہکا دیا تھا, وہیں نکہت مزید کوفت زدہ رہنے لگی. اب اگر اس بچی کے اخراجات بھی ڈال دیئے گئے تو نکہت مزید تنگدست ہو جائے گی, یہ سوچتے ہی نکہت کو اپنا ماں ہونا عزاب لگتا.

بہیتروں بار جب اس نے سوچا کے وہ اپنے باپ سے مدد مانگے تو اسے یہ شرط یاد آ جاتی کے اسے ضامی کو چھوڑنا پڑے گا. اور وہ ایسا ہرگز نہیں کر سکتی تھی. دو سال بعد مناف نظامی نے ضامی کو گھر داماد بننے کی پیشکش بھی کی, جسے اس نے نکہت کے بہت اسرار کے بعد بھی ٹھکرا دیا. اس دن کے بعد اس گھر کی صحیح معنوں میں بد بختی شروع ہو گئی تھی.

انہی دنوں کی بات تھی جب نکہت کی ملاقات نظامی سے ایک ریستوران میں ہوئی.

"وہاٹ اے پلیزینٹ سرپرائیز؟" فرقان نظامی نکہت کے چچا کا بیٹا تھا. جو کے بہت پہلے سے اس پر اپنا جی جان وارے بیٹھا تھا. آج بہت دیر بعد وہ نکہت سے ملا تھا. شاید کسی کام کے سلسلے میں وہ لاہور آیا تھا. یا شاید بھیجا گیا تھا". تم یہاں کیسے؟"

"تم یہاں کیا کر رہے ہو؟ "نکہت جہاں نظامی کو دیکھ کر حیران رہ گئی تھی وہیں اپنے حلیے کی وجہ سے شرمندہ بھی ہونے لگی. بس ایسے ہی سرسری سے اتفاق سے شروع ہونے والی ملاقات آگے بڑھتی بڑھتی خفیہ ملاقاتوں تک چلی گئی. اس دوران اللہ نے ضامی کو ایک بہت ہی خوبصورت بیٹے سے نوازا تھا جس کا نام اس نے عبداللہ رکھا. مگر ایک اور اولاد نے نکہت کی کوفت میں مزید اضافہ کیا. ہاں البتہ فرقان نظامی کو فرق نہیں پڑا تھا. یا شاید اس نے ظاہر نہیں کروایا تھا. نکہت چاہتی تھی کے کسی طرح نظامی اسی خفیہ تعلق کی بنا پر اپنی دولت کا کچھ حصہ اس پر لٹا دے مگر جب اسے ایسا ہوتا ہوا نظر نہ آیا تو اس نے ایسی سوچ سوچی جس نے مہرال کی تمام زندگی برباد کر کے رکھ دی تھی.

"نکہت یہ وقت ہے کے میں تم سے بات کر لوں. اب کیونکہ تم خود بھی رضامند ہو, تو کیا تم میری شادی کی دعوت قبول کرتی ہو؟ "اپنے گھٹنوں کے بل بیٹھتے ہوئے نظامی نے اپنے فلیٹ میں نکہت کو پروپوز کیا تھا. نظامی نکہت کو بالکل بھی پسند نہیں تھا اور نہ ہی وہ ضامی کو کسی بھی صورت وار دینا چاہتی تھی, مگر اپنا ماضی کا عیش و آرام بھی اسے بار بار اپنی طرف بلاتا تھا.

"میری ایک شرط ہے ". پہلے سے ہی سوچی ہوئی سازش نکہت نے پیش کی.

"مجھے سب قبول ہے. تم بس حکم دو". ضامی خوشی سے پھولے نہ سمایا تھا, وہ اٹھ کھڑا ہوا اور اتانولا ہو کر اس سے پوچھنے لگا.

"میں شادی کے بعد مہرال کو اپنے ساتھ رکھنا چاہتی ہوں. اور کسٹڈی وغیرہ میں تم میری مدد کرو گے". نکہت اونچی ٹھوڑی کرتے ہوئے بولی.

"تمہیں صرف مہرال سے محبت ہے؟" نظامی حیرت زدہ ہوا. حالانکہ عبداللہ بھی تو اس کا بیٹا تھا.

"نہیں فرقان! مجھے محبت نہیں ہے, مگر ایسا کر کے جب ضامی اپنی بیٹی کیلئے ترسے گا تو مجھے جہنم میں رکھنے کی اسے سزا ملتی رہے گی". پھر ایک قدم آگے بڑھاتے ہوئے اس نے اپنا داہنا ہاتھ نظامی کی جانب بڑھایا", ساتھ دو گے میرا؟"

"اپنا ہر قدم تمہارے ساتھ رکھنے کو تیار ہوں". نظامی نے اس کا ہاتھ پکڑ کر سرشار ہوتے ہوئے لبوں کو مسکراہٹ میں ڈھالا. وہ جنونی تھا نکہت کی محبت میں وہ یہ نہ سمجھ پایا تھا کے نکہت کا مقصد کیا ہے.

دوسری جانب نکہت نے گہری سانس بھر کے اپنی کوفت پر قابو پایا, مگر وہ اپنے پلان سے خوش تھی. اس کا سوچنا تھا کے وہ شادی کے بعد نظامی سے دولت حاصل کر لے گی. دوسری

طرف جب ضامی مہرال کے بنا نہیں رہ سکے گا تو وہ نکہت کو اپنی زندگی میں دوبارہ شامل کر لے گا .اس طرح وہ ضامی کو کبھی نہیں کھوئے گی . مگر !دوسری طرف ضامی تھا .اپنے اصولوں کا پابند .اس سب میں ایک سودا ہوا تھا .وہ سودا مہرال کا تھا.

"یہ کیا حرکت ہے نکہت؟ تم نے امی ابو سے بدتمیزی کی ہے؟ دماغ درست ہے تمہارا؟ "
ضامی بڑے ضبط سے اس سے پوچھ رہا تھا .
"تم اپنا اور اپنے ماں باپ کا دماغ درست کرو ,میری فکر کرنا چھوڑ دو ".وہ درشتی سے کہتی ہوئی آگے بڑھی.
"نکہت "!ضامی اس کی بات پر بلند آواز میں بولا" .کیا ہو گیا ہے تمہیں؟ آئے روز بنا کسی وجہ کے جھگڑا کرتی رہتی ہو .کیا چاہتی ہو تم؟ "اس سب کے بعد بھی ضامی نے اپنا ضبط نہ ہارا تھا.

"طلاق !میں طلاق چاہتی ہوں .طلاق دو مجھے ".نکہت نڈر ہو کے بولی.
"کبھی نہیں ".وہ جانتا تھا کے وہ کیا کہنے والی ہے" .تم نے نکاح کیلئے گن اٹھائی تھی .آج سات سال بعد تمہارا محبت کا بھوت اتر گیا ہے تو طلاق کیلئے پھر سے گن اٹھا لو گی .مگر "!وہ

ترش ہوتا ہوا آگے بڑھا اور اپنے جبڑے بھینچتے ہوئے ایک ایک حرف چبا کر کہنے لگا" .یاد رکھنا !اس بار میں تمہیں خود شوٹ کروں گا ".اس کے ماتھے پر بوسہ لیتے ہوئے وہ پیچھے ہٹا . "لیکن طلاق نہیں دوں گا ". کہہ کر وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا باہر نکل گیا.

"تمہیں میں واپس پا ہی لوں گی ضامی .مگر ابھی میرا الگ ہونا ضروری ہے ". کہہ کر وہ باہر لینڈ لائین کی طرف بڑھ گئی ,اس بات سے انجان کے وہ ہمیشہ کیلئے ضامی سے خود کو دور کرنے کیلئے قدم بڑھا رہی ہے.

کچھ ہی پلوں میں نظامی اس کے گھر پہنچ گیا تھا .ضامی کی بد قسمتی تھی کے وہ گھر میں نہیں تھا .مہرال کے دادا اور دادی کے سامنے نظامی نکہت اور مہرال کا ہاتھ پکڑ کر اپنے ساتھ لے گیا تھا .مگر وہ واویلا مچاتے ہوئے بھی کچھ نہیں کر سکے تھے .دادی کے حصار میں ننھا عبداللہ تھا جو بس ایک سال کا تھا .نظامی کے ہاتھ میں گن نے بہت سے قدموں کو روک دیا تھا .یہ آخری دفعہ تھا ,جب مہرال نے اپنے دادا اور دادی کو دیکھا .وہ دادا اور دادی جنہیں وہ اپنے ماں باپ سمجھتی تھی .مڑ کر دیکھتی مہرال کی روتی ہوئی آنکھیں دادا کا کلیجا چیر گئیں تھیں .

مہرال چلی گئی تھی. مگر دادا تو چل بسے تھے. وہ اذیت برداشت کرنے کیلئے نہیں رکے تھے.
شجر بکھر گیا تھا. ایک پتہ ٹوٹ گیا تو ایک شاخ الگ ہوئی.

"مجھے آج بھی دادا ابو کا وہ بلک بلک کے مہرال کو پکارنا یاد ہے". مہرال کی آنکھوں سے برسات جاری تھی. تمام کہانی کے دوران وہ بے تاثر چہرہ لئے ہوئے تھی. مگر دادا کا ذکر کر کے وہ خود کو نہیں روک سکی تھی.

"وہ ڈھے گئے تھے. میں مڑنا چاہتی تھی میر, اور میں مڑی تھی. مگر نظامی مجھے بازو سے پکڑ کر کھینچتا ہوا ساتھ لے گیا تھا. اور پھر"... اس نے بچوں کی طرح روتے ہوئے اپنی آنکھیں زور سے میچیں تو آنسو ٹوٹ کر موتیوں کی طرح گرے". پھر عدالت میں مجھے پاپا نے بتایا کے"... اس نے ہچکی لی" کے دادا نہیں رہے, میری جان, میری زندگی, میری محبت, میرے دادا فوت ہو گئے میر, وہ روٹھ گئے مجھ سے". میز پر سر گرا کر وہ چھوٹے بچوں کی طرح بلکتے ہوئے یہ بھول گئی کے سامنے کون بیٹھا ہے.

فرقان نظامی, نکہت اور مہرال کو اپنے گھر لے آیا تھا. بہت دیر بعد نکہت اتنے بڑے محل میں آئی تھی, بڑے سے کمرے میں خوبصورت بیڈ پر سوئی تھی اور ملازموں پر حکم چلا رہی

تھی ۔اسے پھر سے وہ سب مل گیا تھا جو وہ چاہتی تھی ۔جلد ہی وہ یہ سب سمیٹ کر ضامی کو پھر سے پا لے گی ۔اسے بالکل پچھتاوا نہ تھا ۔

نظامی نے ڈائیورس اور کسٹڈی کے تمام انتظامات کر لئے تھے ۔اس نے یہ بھی دیکھ لیا تھا کے نکہت کے دل میں اس چھ سالہ بچی کیلئے کوئی محبت اور انسیت نہیں ہے ,اسلئے اسے مہرال کو رکھنے میں کوئی مسئلہ نہیں تھا ۔بلکہ وہ مہرال کو ضامی سے دور رکھ کر ضامی سے بدلہ لے سکتا تھا ,کیونکہ ضامی نے اس کی نکہت کو اس سے سات سال دور رکھا تھا ۔اب ضامی پل پل مرے گا ۔یہ خیال ہی اس کی روح کو فرحت بخش دیتا تھا ۔

آخر کو وہ دن بھی آگیا جب عدالت نے فیصلہ نکہت کے حق میں سناتے ہوئے اسے کسٹڈی اور طلاق دلوادی ۔نکہت نے پہلی دفعہ ضامی کی آنکھوں کو نم دیکھا تھا ۔اگر وہ اسے مزید دیکھتی تو اپنا فیصلہ بدل دیتی ۔اس لئے کمرۂ عدالت سے نکلتے ہی وہ فوراً گاڑی میں جا بیٹھی ۔

"مجھے مہرال سے بات کر لینے دو" ۔یہ تب ہوا جب ضامی مہرال کا ہاتھ پکڑے اسے کمرۃ عدالت سے لے کر نکلا تھا ۔مہرال روتے ہوئے اپنا ہاتھ چھڑوانے کی کوشش کر رہی تھی ۔

تبھی ضامی نے پیچھے سے آواز لگائی ۔

"جاؤ آج بات کر لو, آج تمہیں نہیں روکوں گا ".نظامی کچھ پل رکا اور پھر کچھ سوچ کر اس نے اجازت دے دی.

ضامی اپنے پنجوں کے بل بیٹھا اور مہرال کے دونوں ننھے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں تھام لئے.

"مہرال, میری جان, پاپا تم سے بہت محبت کرتے ہیں. تمہیں یہ بات یاد رکھنا پڑے گی جب تک میں تمہیں واپس لینے نہیں آ جاتا. پرامس کرو تم یاد رکھو گی کے ضامی کو صرف اور صرف مہرال سے محبت ہے. تم دیکھنا, میں جلدی آؤں گا تمہیں لینے. تم ہمت رکھنا اور جو کچھ دادا نے تمہیں سکھایا ہے, اسے مت چھوڑنا. پرامس؟ "ضامی کی آنکھیں نم ہوئیں اور آواز بھاری ہونے لگی.

"پاپا, آپ مجھے چھوڑ کر مت جائیں ".ضامی کے چہرے کو اپنے ہاتھوں کے ننھے سے پیالے میں بھرتے ہوئے مہرال گڑگڑانے لگی. ضامی کے دل کو کسی نے پتھر سے کچلا تھا. کیسے اس کا ایک غلط فیصلہ اس کی اولاد کیلئے سزا بن رہا تھا.

"پرامس کرو مہرال, دادا کی باتوں کو نہیں بھولو گی. دادا نے جو سکھایا ہے وہ یاد رکھو گی. جب تک میں نہیں آ جاتا, تم یہ سب نہیں بھولو گی؟ "ضامی نے اس کے ہاتھوں کو اب اپنے لبوں سے لگایا.

"دادا خود کیوں نہیں آئے پاپا؟ "مہرال کی نگاہیں دادا کو ڈھونڈنے لگیں .

"وہ اب کبھی نہیں آئیں گے میری جان ,وہ اللہ تعالیٰ کے پاس چلے گئے ہیں ".ضامی کا ضبط جواب دے گیا تھا .اس نے اپنی بیٹی کو زور سے گلے لگایا .جبکہ مہرال کی تو رنگت ہی اڑ گئی . پاپا اتنی گندی بات کیسے کہہ سکتے تھے؟

"کریم ,اسے گاڑی میں بٹھاؤ ".نظامی اب تنگ آیا تھا,اس لئے مہرال کو کھینچتا کریم کے حوالے کیا .مہرال کا ہاتھ ضامی کے ہاتھ میں ہی تھا اور نظامی کھینچ کر اسے کریم کے پاس لے جانے لگا جب مہرال کا ہاتھ چھوٹ گیا .وہ بلکنے لگی مگر اس کا بلکنا کسی خاطر میں نہ لایا گیا .

ضامی نے آگے بڑھ کر نظامی کا کالر پکڑا اور اسے دیوار کیساتھ لگا دیا.

"ذلیل انسان ,مجھے میری بیٹی سے الگ کر رہے ہو نا ,تم دیکھنا .بہت جلد وہ میرے پاس ہوگی ".آخری الفاظ ضامی نے چبا چبا کر کہے.

"مت بھول ضامی کہ ابھی وہ میرے پاس ہی ہے ,اسلئے کالر چھوڑ ".دھکا دے کر کالر چھڑواتا نظامی اپنا کالر جھٹک کے اب اس کے قریب آیا" .ایک بات میری کان کھول کے سن لے ضامی ,نکہت یا مہرال سے ملنے کی اب کبھی کوشش بھی کی ,تو تجھے تیری بیٹی کے ٹکڑے تو ملیں گے ہی ,تیرے بیٹے کو کسٹڈی میں لینا بھی میرے لئے مشکل نہیں ہو گا .اب

یہ تجھ پر ہے ,زندہ بیٹی کو خود سے دور رکھنا ہے یا بیٹی کے ٹکڑوں کو اپنے پاس ". کتنی گھناؤنی مسکراہٹ تھی جو نظامی کے چہرے پر سج گئی تھی.

"مجھے کوئی شوق نہیں ہے نکہت سے ملنے کا .وہ لعاب تھا ,جو تھوک دینے کے بعد غلاظت بن گیا ہے .اور میں غلاظت کا حصہ نہیں بنا کرتا .اسے چاٹنے کیلئے بہت سے کتے آس پاس ہی رہیں گے ".لفظ' کتے 'پر زور دے کر اس نے ابرو سے نظامی کی طرف اشارہ کیا تھا جو نظامی کو اندر تک سلگا گیا.

"مجھے بس اپنی بیٹی سے غرض ہے .میں اس سے ملوں گا بھی ,اسے لے کے بھی جاؤں گا ". ضامی چبا چبا کر ایک ایک لفظ ادا کر رہا تھا.

"ہمت بھی نہ کرنا ,ورنہ تم دیکھ لو گے کے نظامی جو کہتا ہے وہ کر کے رہتا ہے ". کہہ کر نظامی اپنا کالر جھٹکتا اپنی گاڑی کی طرف بڑھ گیا .ضامی پیچھے غصے میں صرف کڑھتا رہ گیا .مگر وہ دوبارہ کبھی مہرال سے نہیں مل سکا تھا.

جیسے تیسے نکہت نے مناف نظامی کے گھر میں برائے نام عدت کاٹی .عدت مکمل ہوتے ہی مناف نظامی نے بڑی دھوم دھام سے اپنی بیٹی کی شادی اپنے بھتیجے فرقان نظامی سے کی .

شروع شروع میں مہرال نے بہت واویلا مچایا, مگر پھر مناف نظامی کے جارحانہ رویے اور خوف نے اسے خاموش ضرور کروادیا تھا. اسے امید تھی, ضامی آئے گا اور اسے لے جائے گا. وہ جانے کی ضد بھی کرتی, لیکن اس کی ضد کو خاطر میں لانے والے دادا اب نہیں تھے. ہاں لیکن اس کے سر پر دستِ شفقت رکھنے والی نانی اسے مل گئیں تھیں. وہ ویسی ہی باتیں کیا کرتی تھیں جیسے اس کے دادا کیا کرتے تھے.

"انکل مجھے پاپا کے پاس جانا ہے. آپ لے جائیں پلیز". شادی کے بعد نکہت کے ساتھ مہرال بھی نظامی کے ساتھ آ کر رہنے لگی. مہرال کو وہاں ہر چیز دلائی جاتی تھی, مگر مانگنے پر.
نظامی اپنے کمرے سے نہا کر نکلا تھا جب دروازہ کھول کر مہرال اندر داخل ہوئی. نظامی کو اس کی جرأت پر اچنبھا ہوا.
"تم اندر کیسے آئیں؟" نظامی نے تیوری چڑھا کر مہرال سے پوچھا جس کی آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو ٹھہرے ہوئے تھے.
"انکل مجھے پاپا کے پاس چھوڑ آئیں. میں نے یہاں نہیں رہنا". آنکھیں میچ کر اس نے اپنے آنسوؤں کو آزاد کیا. نظامی نے لب بھینچے. تولیہ زور سے پٹختا وہ دروازے کی طرف بڑھا اور

دروازہ لاک کر کے اس کے سامنے آیا اور گھٹنوں کے بل بیٹھ کر اس کے کندھوں سے زور سے پکڑ کر بھینچا.

"پہلی بات میری یہ یاد رکھو غلیظ خاندان سے آئی ہوئی بیچ لڑکی ,آئندہ اگر میرے یا کسی کے بھی کمرے میں جانا ہو تو پہلے ناک کر کے اجازت لیا کرو ".نظامی اس کے گوشت میں انگلیاں پیوست کرتا جب غرایا تو خوف کے مارے مہرال چوں بھی نہ کر سکی .اس کی آنکھیں پھٹی رہ گئیں تھیں .

"دوسری بات ,آج آخری دفعہ تم نے اپنے پاپا کا نام لے لیا ہے .آئندہ کے بعد اگر تم نے اپنے پاپا کا نام لیا ,یا اس کے پاس جانے کی ضد کی تو یاد رکھنا .میں تمہارے پاپا کو بھی مار دوں گا ,تمہاری دادی کو بھی مار دوں گا .اور تمہارے چھوٹے بھائی کو قبر میں زندہ دفن کروں گا . سمجھی "!آخر میں وہ زور سے چلایا .ننھی مہرال کی تو گویا روح ہی فنا ہو گئی .یہ وہ کس کے پاس آ گئی تھی.

"تمہیں اب ہمیشہ یہاں ہی رہنا ہے اور مجھے تم ڈیڈ کہو گی ,انکل نہیں "آخری بات مہرال کیلئے مشکل تھی .

"م... مگر میرے پاپا آپ ن... نہی "...ابھی وہ بات مکمل نہیں کر سکی تھی جب نظامی نے مہرال کا چھوٹا سا معصوم چہرہ اپنے سخت ہاتھ میں لے کر زور سے دبوچا تھا" . آہ ...انکل مجھے چھوڑیں "وہ درد سے چلا بھی نہیں پا رہی تھی.

"انکل؟ "نظامی نے سوالیہ ابرو اچکایا.

"ڈ...ڈیڈ "!مہرال نے فوراً تصحیح کی ,تاکہ نظامی اسے چھوڑ دے .نظامی نے زور سے اسے چھوڑا کے وہ اپنا توازن کھوتی ہوئی گر گئی.

"میں نے تم سے جو بھی کہا یا جو بھی کیا ہے ,اگر اس کی بھنک بھی کسی کو لگ گئی تو اپنے باپ کی لاش کا انتظار کرنا شروع کر دینا ".کہتے ہوئے وہ کھڑا ہوا اور دروازہ کھول دیا" . دفع ہو جاؤ اب"!

مہرال فوراً وہاں سے بھاگ گئی .نظامی نے مہرال کو پہلی دفعہ ٹارچر نکہت سے چھپ کے کیا تھا .وہ نہیں جانتا تھا کے نکہت کو فرق نہیں پڑتا .لیکن جب اسے پتا چل گیا تو آہستہ آہستہ ٹارچر گھر میں سرِ عام ہونے لگا.

یہ آخری دن تھا جب نظامی نے اس کے منہ سے اسکے باپ کا ذکر سنا .اس کے بعد مہرال نے اپنی ماں کو پارٹیز ,شاپنگ ,ٹرپس اور نظامی میں مصروف پایا .اس کے پاس مہرال کیلئے نہ پہلے کبھی وقت تھا ,اب تو خیر وہ نئ نئ آزاد ہوئ تھی.

شادی کو ایک سال بیتا تو فرقان نظامی کو اللہ تعالٰی نے بیٹا عطا کیا .مہرال نے اس میں عبداللہ کو ڈھونڈ کر اسے پیار کرنا چاہا تو نظامی نے مہرال کو بری طرح دھتکارا ,یہ جتلایا کے اس کی اوقات نہیں ہے نظامی کی اولاد کو چھونے کی .مگر مہرال کو اصل دھچکا تب لگا تھا جب اس نے نکہت کو سمیر سے پیار کرتے ہوئے دیکھا .اس نے اپنی ماں کا یہ روپ تو کبھی بھی نہیں دیکھا تھا .مگر مہرال کو یہ بات بڑی مدت بعد معلوم ہوئ تھی کے جس دن سمیر پیدا ہوا تھا اس دن نظامی نے اپنی جائیداد کا پچیس فیصد نکہت کے نام کر دیا تھا .پھر ایسی اولاد کو وہ پیار کیسے نہ لوٹاتی؟

"پہلے چھ ماہ میں نے پاپا کا بہت انتظار کیا تھا .لیکن آہستہ آہستہ جب مجھ سے ان کے آنے کی امید کھونے لگی اور مجھ پر تشدد کھلے عام کیا جانے لگا ,پھر میں نے سوچا کے میں وہ سب کروں گی جو دادا کو ناپسند تھا ,پھر تو پاپا آ جائیں گے ". نظریں جھکائے مہرال نے ٹیبل پر

موجود ٹشو باکس میں سے ٹشو لے کے اپنی آنکھوں کا نمکین پانی اس میں جزب کیا. میر ہنوز اسے توجہ سے سن رہا تھا. گویا وہ ملے گا تو مہرال ہوش میں آ کر اسے اپنا درد سنانا چھوڑ جائے گی.

"سب سے پہلا کام جو میں نے غلط کیا تھا, وہ میرا جمعہ کے دن نماز پڑھنا تھا. مجھے نماز نہیں آتی تھی. لیکن یہ جانتی تھی کے دادی کے کس اشارے پر مجھے کیا پڑھنا ہے. دادا کہتے تھے کے نماز پڑھتے ہوئے ہم اللہ تعالیٰ کیساتھ بہت پرسنل ہو جاتے ہیں. ایسا نہیں ہے کے نماز کے علاوہ ہم انہیں نہیں پکار سکتے. لیکن نماز میں ہم اللہ سے براہِ راست مل رہے ہوتے ہیں ".اس نے لبوں پر زبان پھیر کر ہمت مجتمع کی.

"میں نے نماز کو خیر باد کہہ دیا تھا. میرا کفر تبھی شروع ہو گیا تھا. میں نے پورا جمعہ انتظار کیا, پاپا نہیں آئے "...آنسو اس کی آنکھ سے ٹوٹ کر پھر سے گرا تھا. اس بار اسکی سسکی بھی بلند ہوئی" . ایک, پھر دو, تین بھی, میں نے ان گنت جمعوں میں پاپا کا انتظار کیا. پاپا نہیں آئے. دادا ہوتے تو آ جاتے. وہ تو مجھے پاتال سے بھی ڈھونڈھ نکالتے. مگر وہ تھے ہی نہیں. ایک ایک کر کے میں نے بہت حربے آزمائے. لباس میں ماڈیسٹی چھوڑ دی, دعائیں پڑھنا بند کیا, حتیٰ کے میں اپنے فائینل اگیزامز میں دو سال فیل ہوتی رہی مگر پاپا...وہ نہیں آئے.

اپنی انا, اپنے اصولوں کی خاطر انہوں نے اپنی بیٹی گنوا دی. پھر میں نے ان کا انتظار کرنا بھی چھوڑ دیا. یاد کرتی ہوں تو صرف کوسنے کیلیئے ".اس نے نظریں اٹھائیں. میر پہلے سے ہی اس کی طرف دیکھ رہا تھا. دونوں کی نظریں ملیں.

"میر؟ "مہرال کی آنکھوں میں ڈھیروں پانی اکٹھا ہو چکا تھا. اس نے میر کو بولنے کے قابل نہیں چھوڑا تھا. میر کو پکارا بھی تو تب جب وہ اپنے دکھ, اپنی اذیتوں کی انتہا پر تھی" .ماما کو نظامی مل گیا, پاپا کے پاس عبداللہ اور دادی ہیں. خالی ہاتھ کس کے ہو گئے اس سب میں؟ " مہرال نے روتے ہوئے اپنے خالی ہاتھ میر کے سامنے کئے" .ان لوگوں نے تو میرا اللہ بھی میرے پاس نہ چھوڑا. مجھے اس سے بھی دور کر دیا ".چہرہ ہاتھوں پر گرا کر اب وہ باآواز رونے لگی. میر کا دل بھینچا تھا. اس وقت وہ اسے خاموش بھی نہیں کروا سکتا تھا. وہ چاہتا تھا کے مہرال اپنا سارا غبار نکال دے. اس نے مہرال کے سامنے پانی کا گلاس رکھا, جسے مہرال نے ایک سانس میں ہی پی لیا. پھر کچھ لمحے کے توقف سے وہ پھر سے بولنے لگی.

"میں نے حالات سے سمجھوتا کرنا چاہا تھا. مگر نظامی ظالم نکلا, وہ جلاد نکلا, انسان کی کھال میں بھیڑیا تھا وہ. مجھے مارنے اور ٹارچر کرنے کا کوئی موقع نہیں چھوڑتا تھا. ایک بار جب مجھ سے غلطی ہوئی تو میں نے اللہ سے کہا کے اگر وہ مجھ سے واقعی محبت کرتے ہیں تو مجھے بچا لیں.

انہوں نے بچا لیا تھا. لیکن میں شرمندہ تھی اپنی حرکت پر. پھر یہ بہانہ کر کے میں اللّٰہ سے ناراض ہو گئی کے انہوں نے مجھے بدترین زندگی عطا کی ہے .میں واپس پھر انکی طرف نہ پلٹی . میں نے راستہ بدل لیا ".اس نے لمبی سانس کھینچی" . مگر آج جب ...جب علی بیگ "..اس نے نظریں میر کی طرف اٹھائیں ,اب ان میں خوف تھا" .جب وہ میری تباہی کے بالکل قریب کھڑا تھا تو میں نے پھر سے ...میں نے پھر سے اللّٰہ کو پکار دی ". نظریں تھیں کے ندامت سے جھک گئیں" . میری ایک پکار پر وہ کیسے آ گئے؟ مجھے محسوس ہوا تھا کے وہ وہیں کہیں ہیں ".اس کی آنکھیں اب جلنے لگیں" .میں نے انکو پاورفل کہہ کر پکارا تھا .وہ تو پلانر بھی بن کر سامنے آئے ".

"انہوں نے یہ نہیں کہا کے آج تم کس منہ سے دوبارہ آئی ہو .انہوں نے بس مدد بھیج دی ".نم آواز میں اس نے گویا خود پر افسوس کیا .پھر سر جھٹک کر واپس وہیں سے شروع کیا جہاں اس نے چھوڑا تھا.

"نظامی مجھے مارنے کے نت نئے طریقے ڈھونڈا کرتا مگر آغاز ہمیشہ بالوں سے جکڑ کر کرتا . میں نائن کلاس میں تھی جب میں نے اندازہ لگایا کے نظامی کا پہلا شکار ہی میرے بال ہوتے ہیں .اگر یہ بال نہ ہوں تو شاید وہ مجھے مارنا چھوڑ دے .اگلے دن ہی میں کلاس میں اپنے

آدھا انچ بالوں کیساتھ گئی تھی .میں بہت خوش تھی اس دن ".اس کی نظر خلا میں جم کر رہ گئی" .ساری کلاس مجھ پر ہنس رہی تھی ,میرا مزاق اڑا رہی تھی .مجھے کینسر پیشنٹ کہہ کر بلایا جارہا تھا .مگر مجھے بالکل ملال نہ تھا .بلکہ ان کے ایسا کہنے پر میں مسکرا دیتی ,کے وہ کب جانتے ہیں میں کس دور سے گزرتی ہوں .مجھے لگا تھا کے اب میرے بال نظامی کے ہاتھ میں نہیں آئیں گے ,وہ اب مجھے نہیں مار سکے گا .مگر میں غلط تھی ".اس نے نظروں کا زاویہ میر کی طرف موڑا.

"اگلے ہی دن نظامی جب مجھے مارنے کیلیئے بڑھا تو اس نے میری گردن سے پکڑ کر میرا سر ٹیبل پر پٹخا تھا .میرا ماتھا ٹیبل کی نوک سے ٹکرایا اور میرے ابرو پر یہاں "!اس نے انگلی رکھ کر اپنا دایاں ابرو دکھایا جہاں درمیان میں ابرو بالوں سے خالی تھا .ایسا لگتا تھا اس نے خود یہ کٹ لگوایا ہے" اس جگہ پر میرے چوٹ لگی ,خون نکلا ,میں بلبلائی مگر کوئی مدد کو نہ آیا .پھر میری سمجھ میں آگیا تھا کے یہ سب ایسے ختم نہیں ہوگا ".وہ سانس لینے کو رکی.

"اس رات میں کسی طرح گھر سے بھاگ گئی تھی .لیکن ایک گھنٹے میں نظامی نے مجھے ڈھونڈھ نکالا ".اس کی گمشدہ بصارت میں وحشت چھائی" .میں باغی ٹھہرائی گئی تھی .کچھ ہی پلوں میں گھر کے وسیع لان کے آخر تک کوئلے سجائے گئے .تاکہ میرا استقبال کیا جاسکے ".سسکیاں

یکے بعد دیگرے اس کے منہ سے نمودار ہوئیں .میر کا دل نظامی کا سرِ عام قتل کرنے کو چاہا تھا .اسے لگا ان انگاروں پر میر کے دل کو رکھ دیا گیا ہے.

"اٹھارہ سالہ مہرال کو دہکتے انگاروں پر چلایا گیا .میں گڑگڑائی تھی نظامی کے سامنے ,مگر اسے میرے رونے اور چلانے سے کوئی سروکار نہیں تھا .میں دو ہفتے تک اپنے پاؤں پر ٹھیک سے نہیں چل سکی تھی .مگر کسے پرواہ تھی .کسی کو بھی نہیں ".مہرال نے کندھے اچکائے" .جن دنوں میں چل نہیں پا رہی تھی ,انہی دنوں میری ماں ,نظامی سے چھپ کر پاپا سے ملنے گئی تھی .نانی بتاتی ہیں کے ماما نے پاپا کے پاؤں تک پکڑے تھے ,لیکن پاپا نہیں مانے تھے .وہ اٹل ٹھہرے تھے .انہوں نے ماما کو اپنی زندگی میں قبول نہیں کیا تھا .ماما گھر واپس آئیں تو وہ ایک ہفتہ ہاسپٹل میں ایڈمٹ رہیں .شاید اسلئے کیونکہ انکا سارا کھیل الٹ چکا تھا .کیونکہ انکی واپسی کا کوئی راستہ نہیں رہا تھا .وہ سب کچھ ہار گئیں تھیں ".مہرال نے افسوس سے سر نفی میں ہلایا" .کیا جاتا اگر پاپا مان جاتے ,میرے لئے ہی سہی وہ مان جاتے .ان کو کیسے نہیں پتا ہو گا کہ ..کہ مہرال کس حال میں ہے؟ مگر اپنی انا کی خاطر اور بدلہ لینے کی خاطر انہیں میں یاد ہی نہیں آئی ".

اب کی بار مہرال بہت دیر تک خاموش اپنے لب کاٹتی رہی, پھر اپنے ماضی کی کہانی ختم کرتے ہوئے بولی.

"زندگی نے جہاں مجھے بہت سے سبق دیئے ہیں, وہاں اپنے زخموں اور اپنے دکھوں کو چھپانا بھی سکھایا ہے. جب جب میں ظلم کا شکار ہوتی, تو بعد میں مجھے دو کام کرنا ہوتے تھے. چہرے کو میک اپ میں ڈھانپ لینا, اور درد کو دل میں. چہرے پر نہ میں درد ظاہر ہونے دیتی, نہ زخم. اسلیئے نہیں کے کوئی میرا مزاق اڑاتا, بلکہ اس لئے کے کوئی مجھے ترحم آمیز نظروں سے نہ دیکھے". پھر اس نے نظریں میر کی جانب اٹھائیں اور بات جاری رکھی.

"مگر آج! نہ میں اپنا زخم مزید ڈھانپ سکی, اور نہ دکھ. یہ جانتے ہوئے بھی کے ایسا کر کے میرا دکھ کم نہیں ہو سکتا, میں نظامی سے جان نہیں چھڑوا سکتی, میرا نصیب ایسا ہی رہے گا, پھر بھی میں خود کو تم پر ظاہر کرنا چاہتی تھی اور میں نے کر دیا". میر کی نظر اس کے خالی ہاتھوں پر پڑی اور پھر وہ واپس مہرال کو دیکھنے لگا.

"مجھ پر آج ایک دفعہ پھر سے بغاوت کی مہر لگ چکی ہے میر, ایک بار پھر میرے لئے کوئلے دہکائے جا رہے ہیں. وقت گزرتا جا رہا ہے. میرا برا نصیب قریب آرہا ہے". مہرال کے ہاتھ کانپ رہے تھے. آج وہ ایک بار پھر سے ماضی کی سزا سے گزرنے والی تھی.

"تم نے ایسا کیا کیا ہے؟ "میر نے استفسار کیا.

"نظامی سے چھپ کر تین سال جاب کی ہے میں نے .اب وہ نہیں چھوڑے گا مجھے ".میر کو اب ساری بات سمجھ میں آئی تھی .اسکا عبایا پہن کر آفس جانا اب میر کو معلوم ہوا تھا.

"ایسا کچھ بھی نہیں ہوگا مہرال ".میر کہنیوں کو میز پر ٹکا کر اپنے ہاتھ میز پر رکھے آگے ہوا.

"یہ سب جان کر ابھی بھی تمہیں شک ہے؟ "مہرال حیران تھی.

"ٹرسٹ می !ایسا کچھ نہیں ہو گا ".میر کا اطیمنان برقرار تھا.

"وضاحت دو گے؟ "مہرال کو لگا شاید میر اس کی باتوں کو جھٹلا رہا ہے.

"تم نے ابھی کہا تھا کے تمہاری ایک پکار پر اللہ تعالیٰ نے جواب دیا ".میر نے ابرو اچکا کر اسے یاد دہانی کروائی .دل پر نجانے کتنے ہی تیر چل رہے تھے.

"ہر بار ایسا نہیں ہوتا .میں بچپن میں بھی پکارا کرتی تھی .لیکن اکا دکا کے علاوہ میں ہمیشہ مایوس رہی تھی ".وہ سرد آہ بھر کر رہ گئی.

"اللہ کی طرف بھیجی جانے والی پکار کبھی خالی نہیں لوٹتی .یہ انحصار کرتا ہے کے کتنی شدت سے پکارا جا رہا ہے .غفلت سے بھری پکار پر کان نہیں دھرا جاتا ".وہ اسکے تاثرات دیکھنے کو رکا" .ہمیں صرف وہ کرنا ہوتا ہے جو ہماری ذمہ داری ہوتی ہے .ہمارے کندھوں پر صرف

توکل کرنا ہے .باقی ہمیں کرائیسس سے کیسے نکالنا ہے ,وہ اللہ کی ذمہ داری ہے .اگر ہم اللّٰہ کا پارٹ خود کرنے بیٹھ جائیں گے اور اپنا پارٹ بھول جائیں گے تو ہمارے ہاتھ میں لاحاصل تھکان آئے گی .لیکن اگر اپنا پارٹ ادا کر کے باقی اللّٰہ پر چھوڑ دیا جائے تو تباہی کے دہانے سے بھی پلٹ دیئے جائیں گے ".

مہرال کے ذہن میں آج کا واقعہ گھوما تھا .اس نے واقعی ہی اللہ کے سپرد اللہ کی ذمہ داری کی تھی .اس نے اپنا پارٹ ادا کیا تھا .وہ واقعی تباہی کے دہانے سے پلٹی گئی تھی .تو کیا میر سچ؟

"تو کیا اگر میں توکل کروں گی تو مجھے ...اللّٰہ تعالیٰ بچا لیں گے؟ "وہ ہچکچائی تھی .ویسے بھی تو سب ہو کر ہی رہنا تھا .اگر وہ ایک بار میر کی بات مان لیتی ہے تو کیا حرج ہے؟

"مگر شرط توکل ہے .اگر تمہارے پاؤں انگاروں پر بھی رکھ دیئے جائیں تو بھی تم توکل نہیں چھوڑو گی .ٹھیک؟ "میر جانتا تھا کے اس نے اسے ادھوری باتیں بتائی ہیں .مگر وہ یکدم ہی اسے سب بتا دے گا تو وہ باغی ہو جائے گی .

"میں کوشش کروں گی ".مہرال کی ہچکچاہٹ میں اضافہ ہوا .

"

نہیں مہرال ,تمہارے پاس آپشن نہیں ہے . تمہیں صرف اپنا پارٹ ادا کرنا ہے اور ضرور کرنا ہے .دوسری صورت میں تم بے یارومددگار ہو ".میر نے اس کی آنکھوں میں دیکھ کر اسے آسرا دیتی نگاہوں سے جتایا.

"میں ...میں اپنا پارٹ ہی ادا کروں گی ,اور ضرور کروں گی ".ایسا کہتے ہی اس کے رونگٹے کھڑے ہوئے .وہ نہیں جانتی تھی کے یہ کونسا احساس ہوا ہے .پھر ایک نظر اس نے گھڑی پر ڈالی .بہت وقت بیت گیا تھا اور اسکا فون بھی گاڑی میں تھا .نظامی ضرور اس کو کالز کرتا آگ بگولا ہو رہا ہو گا .اگر اس نے یہ سمجھا کے میں بھاگ گئی ہوں؟" نہیں"!

"کیا نہیں؟ "میر چونکا.

"نظامی مجھے ڈھونڈھ رہا ہو گا .مجھے فوراً گھر جانا ہے ".وہ جلدی سے اپنی جگہ سے اٹھی .میر بھی اٹھ کھڑا ہوا.

"مہرال آنکھیں بند کر کے جو میں کہتا ہوں ,میرے ساتھ دہراؤ ".گاڑی کو سڑک پر ڈالتے ہوئے میر نے مہرال کو دیکھے بنا مخاطب کیا .مہرال نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے آنکھیں بند کر لیں .

"حسبی اللہ "میر نے پڑھنا شروع کیا.

"حسبی اللہ "آنکھیں بند کیے مہرال نے دہرایا.

"لا الہ الا ھو "اس بار میر نے پڑھ کر مہرال پر ایک نظر ڈالی.

"لا الہ الا ھو "مہرال بے خبر دہرا رہی تھی.

"علیہ توکلت "

"علیہ توکلت "مہرال کو ان کا معنی معلوم نہیں تھا.

"وھو رب العرش العظیم ".میر نے مکمل کیا.

"وھو رب العرش العظیم ".مہرال کی آنکھیں ابھی بھی بند تھیں.

"کافی ہے میرا اللہ "...میر نے اب اسے اردو میں سمجھانا چاہا تھا.

"کافی ہے میرا اللہ "...اس کے دل پر کوئی وزن رکھ دیا گیا .اسے پھر سے شام والا واقعہ یاد آگیا .ایک دن میں ابھی کیا کیا ہونا باقی تھا؟

"جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ".میر کو لگا وہ کسی چھوٹے بچے کو پڑھا رہا ہے.

"جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ".مہرال کو یاد آیا ,ایک معبود تو دور ,اس نے تو کبھی عبادت کی ہی نہیں .پھر بھی اللہ کافی ہو جائے گا؟

"اسی پر میرا توکل ہے".

"اسی پر میرا توکل ہے".اسے یاد آیا,میر نے یہی تو کہا تھا اسے .اسے یہ نہیں سوچنا تھا کے اس نے عبادت کی ہے یا نہیں .اب مصیبت آ ہی گئی ہے تو اسے توکل کر لینا چاہیئے,پھر اللہ کافی ہو جائے گا.

"اور وہ عرشِ عظیم کا مالک ہے".

"اور وہ عرشِ عظیم کا مالک ہے".ہاں ٹھیک کہا تھا میر نے .جو عرش کا مالک ہوتا ہے , سلطنت کی ذمہ داری بھی اسی کی ہوتی ہے .

"پھر سے میرے ساتھ دہراؤ ".ایسے ہی میر نے اسے یہ آیت سات مرتبہ پڑھائی" .اب دعا کرو مہرال ".میر نے نظامی مینشن کے باہر گاڑی روکی .مہرال کو اندازہ نہیں ہوا تھا .اس لئے وہ آنکھیں بند کیے پڑھتی جا رہی تھی.

"میرا اور آپکا ریلیشن کبھی بھی مضبوط نہیں رہا .میں نے کتنی محرومیاں دیکھی ہیں,آپ سب جانتے ہیں .ایسے میں میرا آپ سے دور ہو جانا فطری تھا ".اس کی آنکھ کا کونا بھیگا .میر اس کی بات کو درست کرنا چاہتا تھا .مگر ابھی صحیح وقت نہیں تھا .اپنی زبان خشک لبوں پر پھیرتے ہوئے مہرال نے دعا جاری رکھی.

"اب جب آپ نے امید دلائی ہے تو میں آپ پر توکل کرنا چاہتی ہوں .باقی سب آپکے حوالے ہے .میرے لئے آپ کافی ہو جائیں ".اسے دعا کرنا نہیں آتی تھی .مگر اس نے جتنا کہا تھا دل سے کہا تھا .وہ توکل کرنا چاہتی تھی .کیونکہ اس کی نظر میں دوسرا کوئی راستہ نہیں تھا .اس نے آنکھیں کھولیں تو گاڑی نظامی مینشن کے سامنے رکی ہوئی تھی .وہ چونکی .ہاتھ پاؤں پھولنے لگے اور رنگت زرد پڑ گئی .

"اللّٰہ تعالیٰ "!اس کی آنکھیں بھیگ گئیں تو اس نے ہمت مانگنے کیلئے پکارا .

"توکل مہرال "!میر کو جانے کتنا توکل تھا جس نے مہرال کو حیران کر دیا .یہی توکل اب مہرال کو بھی کرنا تھا.

"حسبی اللہ "...کہتے ہوئے وہ گاڑی سے نیچے اتری .پھر گاڑی کا دروازہ بند کر کے اس نے جھک کر میر کو مخاطب کیا" .میر تم جاؤ .اب کی بار پلٹ کر مت آنا .پلیز "!اس کی آنکھوں میں التجا تھی .وہ نہیں چاہتی تھی کے میر کو کوئی نقصان پہنچے .سر اثبات میں ہلا کر میر گاڑی اسٹارٹ کر کے چلا گیا تھا .جب تک وہ نظروں سے اوجھل نہ ہوا مہرال اسے یونہی دیکھتی رہی .پتا نہیں اس نے میر کو بتا کر صحیح کیا تھا یا نہیں.

"میں نے آپ پر توکل کیا ...میں نے آپ پر توکل کیا ".بار بار کہتی وہ گیٹ تک آئی . گارڈ نے اسے دیکھ کر دروازہ کھول دیا .اس نے قدم اندر بڑھائے .ایک ایک قدم بھاری ہو رہا تھا .کیا وہ بھاگ جائے؟ نظامی ڈھونڈھ نکالے گا .نہیں اسے توکل سے کام لینا ہے.
قدم قدم بڑھاتی وہ اندر آئی تو سامنے کا منظر دیکھ کر وہ شاکڈ رہ گئی ,دونوں ہاتھ اس نے شاک سے لبوں پر رکھ لئے تھے.

"اللہ تعالٰی !اس کے توکل کا مان رکھ لیجئے گا .ورنہ وہ بکھر جائے گی ". تھوڑی ہی دور جا کر اس نے گاڑی روک دی تھی .اگر کچھ ہوا تو وہ مہرال کے پاس جلد پہنچ جائے گا .
"اگر اسکا مان ٹوٹا تو وہ خود بھی ٹوٹ جائے گی .آپ قادر ہیں .ان انگاروں کو ٹھنڈا کر دیں . یا انکی تکلیف کا اثر مہرال پر نہ ہونے دیں .میں آپ کے رحمٰن ہونے پر توکل رکھتا ہوں ". پریشان سے میر نے اپنا سر اسٹئیرنگ پر پھینک لیا تھا.

قدم قدم بڑھاتی وہ اندر آئی تو سامنے کا منظر دیکھ کر وہ شاکڈ رہ گئی ,دونوں ہاتھ اس نے شاک سے لبوں پر رکھ لئے تھے.

سامنے خوبصورت لان صاف اور شفاف تھا۔ وہاں انگارے نہیں تھے۔ کوئلوں کا انتظام نہیں کیا گیا تھا۔ پھر؟ انتظام کہاں کیا گیا تھا؟ مہرال آگے بڑھتی ہوئی رکی تھی۔ اس کے دماغ میں سوال آیا۔

"کیا سب لوگ واپس آگئے ہیں؟" مہرال نے وہاں موجود گارڈ سے پوچھا۔

"جی میڈم"! گارڈ کے جواب نے مہرال کی سانسیں تھام لی تھیں"۔ وہ سب تو اسی وقت آگئے تھے۔ آپکو نہیں پتا؟ "

"ن... نہیں"۔ وہ لرزتی ہوئی آگے بڑھنے ہی لگی تھی کے چونک کر پھر سے پوچھنے لگی۔

"اسی وقت؟" مہرال کے اندازے کے مطابق پارٹی میں انہیں کم از کم اڑھائی گھنٹے تو لگ ہی جاتے۔ پھر کیوں جلدی آگئے؟

"جی وہ اسی وقت آگئے تھے اور آپ کے آنے سے بالکل پانچ منٹ پہلے نکلے ہیں"۔ مہرال کو لگا جیسے وہ کچھ مس کر رہی ہے۔

"کہاں نکلے ہیں؟" اس نے بے تابی سے پوچھا۔

"میڈم آپکو شاید پتا نہیں ہے۔ حدید سر کے والد کا انتقال ہو گیا ہے۔ اسلئے سب امریکہ جا رہے ہیں"۔ یہ خبر مہرال کیلئے بہت شاکنگ تھی۔ کیونکہ خبر بہت اچانک تھی۔ اسی وقت مہرال

کو یاد آگیا, وہ بچ گئی تھی. اسکا توکل کامیاب رہا تھا. اسکی سزا دور کر دی گئی تھی. حیرت سے ہاتھ منہ پر رکھے وہ چلنے لگی تھی. اچانک ہی اسکے بدن میں چلنے کی سکت آگئی تھی.
"توکل ایسے کام کرتا ہے؟ "وہ ابھی بھی بے یقین تھی". نہیں, یہ ضرور اس میجک اسپیل کی وجہ سے ہوا ہے ".اسے لگا میر نے اسے کالا جادو پڑھایا ہے. اسکی خوشی کی انتہا نہ تھی. اتنی آسانی سے اس پر سے بلا ٹل گئی تھی؟ کیا زندگی آسان ہونے جا رہی تھی؟
"نہیں "!اگر وہ جواب سن سکتی تو سارا توکل دھرا کا دھرا رہ جاتا.

"کس کیلیئے لڑکی دیکھی ہے آپ نے؟ "زینب نے اپنے کمرے میں موجود فرح بیگم کے بالکل پیچھے کھڑے ہو کر کہا تو وہ چونک گیئں, مگر ظاہر نہیں ہونے دیا.
"زینی !تمہارے کراماً کاتبین نے تمہیں بہت چھوٹ دے رکھی ہے؟ "فرح بیگم اپنے بیڈ سے اٹھیں اور دوسری طرف جا کر موبائل چارجنگ پر لگانے لگیں. زینی فوراً سے بیڈ شیٹ کو ایک بار پھر سے جھاڑنے لگی.
"یہ میری بات کا جواب نہیں ہے ماما ".بیڈ شیٹ پر سے سلوٹیں نکال کر اس نے تکیے اور کشنز درست کر کے رکھے". فرحین آنٹی سے بات کر رہی تھیں نا؟"

"بس مجھے سمجھ نہیں آرہا کے کیا کروں ".فرح بیگم ڈرائی موپ فرش پر پھیرتی ہوئیں تھوڑی پریشان لگیں .

"آپ کو کیا بات پریشان کرتی ہے ماما؟ "زینب نے دھپ سے بیڈ پر بیٹھتے ہوئے کشن گود میں رکھا .فرح بیگم واش بیسن میں اپنے ہاتھ دھو کر اب تولیے سے خشک کر رہی تھیں.

"فرحین آنٹی نے آپکو کیوں بلوایا تھا؟ "فرح بیگم بھی بیڈ پر آن بیٹھیں تو زینب نے رخ ان کی طرف موڑ لیا.

"حجاب کی طرف سے نکاح کا پیغام آیا ہے .اس نے عقل کا مظاہرہ کرتے ہوئے جبرئیل سے چھپ کر دوستی نہیں کی ,اس نے نکاح کا پیغام بھجوا کر اپنے اچھے ظرف کا مظاہرہ کیا ہے ".

آخری بات وہ زینب سے نہ بھی کرتیں تو بھی اسے سمجھ آ جاتی .مگر فرح بیگم کو چونکہ چیزیں ریلیٹ کرنے کی عادت تھی ,اس لئے وہ اپنی بیٹی کو زندگی کے اعلیٰ معیار سے واقف کروانا چاہتی تھیں.

"تو مسئلہ کیا ہے ماما؟ "زینب کو کہیں بھی مسئلہ نہ دکھا تھا سوائے اس کے جو صرف وہ جانتی تھی.

"مسئلہ یہ ہے کے جبرئیل میری ہر بات مان لیتا ہے. مگر یہاں اس کی ساری زندگی کا سوال ہے. میرے ایک بار پوچھنے پر وہ فوراً سر جھکا دے گا. مجھے کیسے پتا چلے گا کے وہ دل سے راضی ہے یا نہیں". یہ کہہ کر فرح بیگم نے زینب کی طرف دیکھا" .زینی وہ تمہیں بتا دے گا .میں چاہتی ہوں کے تم اس سے سرسری سی باتوں کے دوران پوچھو کے کہیں اسے کوئی اور پسند تو نہیں ہے؟"

"اور اگر اسے کوئی اور پسند ہوئی تو؟ "زینب نے فرح بیگم سے نظریں ہٹائے بنا سوال کیا.

"پسند کرنے کا حق سب کو ہے. پھر جبرئیل کی خوشی جس میں ہو". آخر میں فرح بیگم مسکرا دیں.

"آپکو حجاب کیسی لگتی ہے؟ "ٹھوڑی کی نیچے ہاتھ رکھ کے زینب نے دلچسپی لی.

"وہ تو بہت اچھی بچی ہے. اللہ تعالیٰ نظرِ بد سے بچائیں ,میں تو اس میں کوئی کمی نہیں دیکھتی". فرح بیگم کا موڈ اس کے ذکر سے بالکل فریش ہو گیا تھا.

"نظر تو لگ چکی ماما اسے". زینب نے بیڈ سے اٹھتے ہوئے کہا. وہ جانتی تھی کے ابھی اس کے دھموکا جڑا جا سکتا تھا" .چھوٹے نصیب بیچاری کے ,جسے جے بی پسند آ گیا".

"چچ چچ !ماما پھر سوچ لیں ,اس کی پسند جے بی ہے ,جسے جے بی پسند آ سکتا ہے ,وہ کسی بھی قسم کا نقصان اٹھانے کو تیار ہو سکتا ہے .بیڈ چوائس ماما ".کمر پر دونوں ہاتھ رکھے وہ اپنے سر کو نفی میں ہلا رہی تھی.

"زینی ,اب تھوڑی احتیاط کیا کرو .کل کو بھائیوں کی دلہنیں آئیں گی تو تمہاری حرکتیں دیکھ کر پریشان ہو جائیں گی ".فرح بیگم کو اچانک نئی فکر لاحق ہوئی تھی.

"پریشان تو انہیں ضرور ہونا چاہیئے .یہ جے بی کا ہل پسند کیسے آ گیا اسے؟ "زینب تو گویا سچ مچ پریشان ہو گئی تھی.

"تم مجھے الجھانے میں بالکل کامیاب نہیں ہوئی زینی .برش تو تمہیں کرنا پڑے گا .جلدی کرو , ورنہ میں خود اٹھ جاؤں گی ".فرح بیگم نے اس کا ارادہ بھانپ کر اپنا کمبل درست کرتے ہوئے اسے تنبیہہ کی تھی جس پر زینی نے اپنی لمبی زبان دانتوں تلے دبا کر دونوں آنکھیں میچ لیں.

"یاد آیا !یہ جے بی نکمہ بھی بنا برش کے سو رہا ہو گا .رکیں میں اسے یاد کروا کے آتی ہوں ". اس سے پہلے کے فرح بیگم اسے آواز دے کر پکارتیں ,زینی کمرے سے نکل چکی تھی .

"یہ لڑکی کبھی نہیں سنتی". فرح بیگم نے لیٹ کر اپنی طرف کا لیمپ آف کر دیا. اب کمرے میں نیم اندھیرا تھا. جس میں چلتے وجود تو نظر آ جاتے ہیں, مگر باریکیاں بصارت سے قاصر ہوتی ہیں.

مہرال میں تو گویا نئے سرے سے طاقت آگئی تھی. تیز تیز چلتی وہ کیز ہک سے اپنی گاڑی کی چابی لے آئی تھی. گاڑی کا لاک کھول کر اس نے اپنا موبائل نکالا اور وہیں کھڑی رہ کر موبائل پر نمبر ڈائیل کیا.

میر کا سر ابھی بھی اسٹئیرنگ پر تھا جب موبائیل کی رِنگ ٹون نے اسے چونکا دیا. اس نے فوراً اسکرین کی طرف دیکھا. وہاں مہرال کا نام جگمگا رہا تھا. دھڑکتے دل سے اس نے کال ریسیو کی. اسے اتنی جلدی کال کی توقع نہیں تھی.

"مہرال؟" کچھ پل کیلئے سانس رکی تھی.

"میر, ک... کیا یہ میجک اسپیل تھا؟" تیز تیز سانسوں میں وہ بمشکل کہہ پائی تھی.

"تم ٹھیک ہو؟" میر نے اسکے سوال کو نظر انداز کرتے ہوئے پوچھا.

"میں بالکل ٹھیک ہوں .اور مجھے لگتا ہے یہ سب ...یہ سب اس میجک اسپیل کی وجہ سے ہے ,جو تم نے مجھے سکھایا ہے ".مہرال ایک ہاتھ کمر پر رکھے دوسرے ہاتھ سے فون پکڑے یہاں وہاں بے وجہ تیز تیز چکر لگا رہی تھی .

"میجک اسپیل؟ "میر شاکڈ رہ گیا .وہ کیا سمجھ رہی تھی؟

"تم بلیک میجک جانتے ہو نا؟ "مہرال بے قرار ہوئی.

"میں اللّٰہ کی پناہ مانگتا ہوں ,جو میری جان کا مالک ہے اور میری آزمائشوں اور انکا حل بھی جس کے ذمے ہے ,کے میں ایسے گھناؤنے کام میں شریک ہوؤں ".میر دنگ رہ گیا .

"تو ...تو کیا یہ میجک اسپیل نہیں ہے؟ "مہرال رکی ,اس نے خود کو غلط پایا .میر پاک تھا ان کاموں سے .اسے ندامت ہوئی.

"نہیں مہرال ,یہ تمہارا توکل تھا جو تم نے اپنے رب پر کیا .اللّٰہ تعالیٰ کے سامنے ,یہ بلیک میجک اور کسی شیطان کی کوئی وقعت نہیں ہے ".میر نے سنجیدہ لہجے میں کہا .

اللہ تعالیٰ کی پاور کا ذکر سن کر اس کی ریڑھ کی ہڈی میں لہر دوڑ گئی .وہ گنگ رہ گئی .اس کی دعا کو واقعتاً جواب ملا تھا .سردی تھی یا خوف ,اس کے بدن پر کھڑے رونگٹے وہ بآسانی دیکھ سکتی تھی .

"اب تم جا کر سو جاؤ. کل صبح میں تمہیں گھر کے باہر لینے آؤں گا. ریڈی رہنا". جواب سنے بنا میر نے فون بند کر دیا تھا اور کار اسٹارٹ کر کے ڈرائیو کرنے لگا. اب یہاں رکنا بے معنی تھا. مگر مہرال وہیں کھڑی رہی, سن سی. دماغ میں بس ایک چھوٹا سا لفظ گونج رہا تھا". توکل"!

اسکن سویٹ پینٹس پر میرون ٹی شرٹ پہنے وہ قدم قدم چلتا کمرے میں داخل ہوا. دماغ مہرال کی باتوں میں ہی الجھا ہوا تھا. وہ تنہا اس سب سے گزر رہی تھی. مگر کسی کو خبر نہیں تھی.

وارڈروب میں سے ہینڈ ریپس نکال کر وہ انگوٹھے میں ہک ڈالتا ہوا بائیں ہاتھ پر ریپ کو لپیٹنے لگا. چہرہ بے تاثر تھا. جیسے دماغ میں سارا غبار اکٹھا ہو رہا ہو. پنچنگ بیگ اٹھا کر اس نے ہک سے لٹکایا. موبائل پر اسٹاپ واچ اسٹارٹ کر کے اس نے ٹیبل پر رکھا.

"میں گڑگڑائی تھی نظامی کے سامنے"... پنچنگ بیگ کو درست کرتا ہوا وہ دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو بند کر کے چہرے کے قریب لایا اور آہستہ آہستہ آگے پیچھے جمپ کرنے لگا. مہرال کے الفاظ اس کے کانوں میں گونج رہے تھے.

"انکل مجھے پاپا کے پاس چھوڑ آئیں .میں نے یہاں نہیں رہنا ".اسے لگا وہ ننھی مہرال کو اپنی آنکھوں سے دیکھ سکتا ہے اور نظامی پنچ بیگ کی صورت میں اس کے سامنے کھڑا ہے .

"نعم البدل حاضر تھا .نقصان تو شجر کا ہوا تھا ".میر جبڑے بھینچے بیگ کے آگے پیچھے شفل کرتے ہوئے فٹ ورک کرنے لگا.

"کیا جاتا اگر پاپا مان جاتے ,میرے لئے ہی سہی وہ مان جاتے ".ایک زوردار پنچ بیگ پر رسید کر کے ہاتھ واپس کھینچ کر ٹھوڑی کے نیچے پوزیشن پر لایا .اس کی کسرتی بازوؤں میں تناؤ در آیا تھا.

"میں دو ہفتے تک اپنے پاؤں پر ٹھیک سے نہیں چل سکی تھی ".ایک سے دو ,تین سے چار اور لگاتار پنچ کرتا وہ بیگ کو آگے لے گیا.

"پاپا ,آپ مجھے چھوڑ کر مت جائیں ".بیگ نے واپس اس پر جوابی حملہ کرنا چاہا مگر وہ سلِپ کرتے ہوئے اپنا بچاؤ کر گیا.

"گھر کے وسیع لان کے آخر تک کوئلے سجائے گئے ".لیکن اس سے پہلے کے وہ پھر سے اسکی طرف آتا میر نے دوبارہ شفل کرتے ہوئے پنچ کرنا شروع کر دیا.

"ماما کو نظامی مل گیا,پاپا کے پاس عبداللہ اور دادی ہیں .خالی ہاتھ کس کے ہو گئے اس سب میں؟ "اب وہ پنچ کرنے کیساتھ ساتھ فٹ ورک بھی کر رہا تھا.

اگلے دن ہی میں کلاس میں اپنے آدھا انچ بالوں کیساتھ گئی تھی .میں بہت خوش تھی اس دن ".آنکھوں میں گویا انگارے جل رہے تھے .مگر اس نے ابھی پنچ کرنا نہیں چھوڑا تھا .

"میں نے نماز کو خیر باد کہہ دیا تھا ".ماتھا پسینے سے شرابور ہو چکا تھا اور ماتھے پر گرتے بال گیلے ہو کر ماتھے سے چپک گئے تھے.

"لباس میں ماڈیسٹی چھوڑ دی ".گرم سانس اس کے نتھنوں سے خارج ہو رہی تھی مگر اسے احساس ہی نہیں تھا.

"اس نے میری گردن سے پکڑ کر میرا سر ٹیبل پر پٹخا تھا ".لگاتار پنچ مارتے ہوئے اسے لگا نظامی نے اس کے سامنے چھوٹے بالوں والی مہرال کو ٹیبل پر پٹخا ہو .میر کہ رگیں مزید تن گئیں اور اس نے بیگ پر اپنی پوری قوت سے سائیڈ کک رسید کر کے پاؤں واپس کھینچا.

"میں باغی ٹھہرائی گئی تھی ".پوری طرح پسینے میں شرابور ہونے کے بعد بھی اس کا غصہ تھا کے تھمنے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا.

"اس جگہ پر میرے چوٹ لگی .خون نکلا ,میں بلبلائی مگر کوئی مدد کو نہ آیا ".میر نے اپنے پنچز کی رفتار آخری بار تیز کی تھی اور کتنی دیر تک اب وہ بنا شفل کئے پنچ کرتا رہا تھا .

"مگر آج ,میں نے پھر سے اللہ کو پکار دی ".اس کے ہاتھ رکے تھے ,تیز تیز ہانپتا وہ اب بیگ کو دیکھنے لگا .ایک آخری مگر زوردار پنچ مار کر وہ اب پلٹ آیا تھا جبکہ بیگ یونہی پیچھے جھولتا رہ گیا .

ٹیبل پر سے موبائل اٹھا کر اس نے اسٹاپ واچ بند کی .وہ تقریباً پچیس منٹ کا ورک آوٹ کر چکا تھا .

یہ تیسری بار تھا جب میر کی کال کو مہرال نے سوتے ہوئے الارم سمجھ کر بند کر دیا تھا .

چوتھی بار کال آئی تو ذہن کا کچھ حصہ قدرے بیدار ہو چکا تھا.

"مائی گاڈ ,یہ الارم کی رِنگ ٹون نہیں ہے ".اس نے جھپٹ کر فون پکڑا .نظامی کی کال بھی ہو سکتی تھی .اسکا مطلب سمجھنے کیلئے کسی راکٹ سائنس کی ضرورت نہیں پڑتی.

"ہ...ہیلو؟ "وہ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھی اور بنا نام دیکھے ہی فون کان سے لگا لیا.

"کب سے فون کر رہا ہوں کہاں ہو؟ "دوسری طرف سے آواز آئی.

"م...میں ...کون؟ "وہ آواز پہچاننے میں کامیاب نہ ہوئی تو جواب ادھورا چھوڑ کر سوال پوچھ بیٹھی.

"تم ایڈیٹ ہو ".میر اس کے سوال پر حیران ہوا تھا .

"میرا وہ مطلب نہیں تھا ".اس نے فون کان سے ہٹا کر دیکھا تو میر کی کال تھی .پھر سے فون کان سے لگاتے ہوئے وہ آلتی پالتی مار کر بیڈ پر ہی بیٹھ گئی.

"ساڑھے چھ بج چکے ہیں ,میں ویٹ کر رہا ہوں جلدی سے باہر آجاؤ ".میر نے ایک نظر اپنی گھڑی پر ڈال کر کہا.

"اتنی جلدی؟ "وہ حیران رہ گئی تھی.

"تمہاری صبح رات کو شروع ہوتی ہے کیا؟ "میر نے اس پر طعنہ کسا تھا.

"تو تم کیا دوپہر میں ہی ڈنر کر لیتے ہو؟ "مہرال آج بہت دیر بعد خود کو فریش اور پرسکون محسوس کر رہی تھی .

"تم باہر آ رہی ہو یا نہیں؟ "میر نے گویا اسے دھمکی دی.

"تمہیں کچھ چاہیئے؟ "وہ بیڈ سے اٹھتے ہوئے اس سے پوچھنے لگی.

"نہیں ,اگر آپ اپنے قدم مبارک روئے زمین پر اتار لیں گی تو احسان ہو گا ".وہ ڈرامائی انداز میں کہنے کے سوا کچھ نہیں کر سکتا تھا.

جے بی کی طرح ایکٹ کرنا بند کرو ".وہ کھل کر مسکرائی اور کال کاٹ دی .دوسری طرف میر بھی مسکرایا .اب وہ بھی جبرئیل کو جے بی کہہ کر پکارنے لگی تھی.

"میں نے تمہیں منع کیا تھا ".مہرال بلیک ہڈ اور ٹریک پینٹس پہنے ڈھیلے جوڑے کیساتھ دو ٹریول مگز پکڑے گاڑی کی پیسنجر سیٹ پر بیٹھی تھی جب میر اکتایا تھا.

"یہ کافی ,تمہیں اچھی لگے گی ".مہرال کو لگا وہ فارمل ہو رہا ہے.

"ہم کافی پر تو نہیں جا رہے تھے ".میر نے سنجیدہ ہو کر کہا.

"میں جاگنگ پر بھی نہیں جا رہی ".اس نے ادھار لوٹایا تھا.

"تمہیں کیسے پتا؟ "میر کو حیرت ہوئی .

"ظاہر ہے اتنی صبح ہم اور کہاں جا سکتے ہیں؟ "اس نے آنکھیں گھماتے ہوئے کہا.

"تو اس میں کچھ کچھ عقل پائی جاتی ہے ".وہ بس سوچ ہی سکا تھا .ایسا کرتے ہوئے وہ مسکرا دیا.

گاڑی پارک کے باہر روک کر اب دونوں گاڑی سے اترے تھے .یہ پارک مہرال کے گھر سے صرف دو منٹ کی مسافت پر تھا .ہلکی ہلکی دھوپ کھلنے لگی تھی .آج کی صبح اسے بہت خوبصورت لگ رہی تھی .مہرال نے فوراً ایک بینچ دیکھا مگر وہ اوس کی وجہ سے گیلا ہو چکا تھا.

"یہ لو ".میر نے ٹشو باکس آگے بڑھایا.مہرال کی نظر ٹشوز سے اس تک گئی .وہ حیران تھی.

"ظاہر ہے ,تم کافی جاگ کرتے ہوئے تو پینے سے رہی .میں روزانہ بینچز کو اوس سے گیلا دیکھتا ہوں اس لئے ٹشو باکس لے آیا".یہ شخص نجانے کتنے قدم آگے رہ کر سوچتا تھا .مہرال نے سوچتے ہوئے ٹشو باکس لے لیا.اپنی جگہ صاف کر کے اس نے میر کی طرف باکس کو بڑھا دیا.

"تو؟ کیا تمہیں کل رات ہونے والے واقعے کا پچھتاوا ہے؟ "میر کا اشارہ ان باتوں کی طرف تھا جو مہرال نے میر کو بتا دیں تھیں.

"نہیں ,ہاں لیکن تمہارا فون بند ہوتے ہی ایک لمحے کیلئے مجھے سوچ نے آن پکڑا تھا .جیسے ڈرنک لوگوں کو اگلی صبح ہوتا ہے .لیکن میرا پچھتاوا بہت کم لمحوں کیلئے آیا تھا اور چلا بھی گیا ".اس نے ریڈ مگ میر کی طرف بڑھایا تھا ,جسے میر نے بنا چوں چراں پکڑ لیا" .مجھے بہت

دیر سے کوئی سامع چاہیئے تھا,اور تم تو میرا مسیحا بھی بن کر آئے ".مہرال نے مشکور نگاہوں سے میر کی طرف دیکھا.

"اتنی جلدی اپنا مسیحا نہیں چن لیا کرتے مہرال ".میر نے بھی مسکراتی نظروں سے اسے جتایا مگر اگلے ہی پل جب اس نے ٹریول مگ کا ڈھکن کھولا تو اس میں موجود کافی نے میر کی مسکراہٹ پر مہر لگا دی" . آؤچ "!کافی پر موجود کریم کے اوپر کوکو پاؤڈر چھڑکا گیا تھا. جتنی کریم اس کی کافی پر ڈالی گئی تھی ,اتنی تو وہ ایک ہفتے میں بھی ختم نہ کرتا" .اور یہ ورک آؤٹ صاحب کی آدھی تنخواہ کٹ گئی ".میر صرف سوچ ہی سکا تھا.

"کیا ہوا؟ "مہرال نے اسکی رکی ہوئی مسکراہٹ کو دیکھ کر استفسار کیا.

"کچھ نہیں ".اس نے مسکراتے ہوئے کافی اپنے لبوں سے لگائی مگر اگلے ہی لمحے اس کی مسکراہٹ پھر سے سمٹی .کافی رِچ اور کریمی ہونے کیساتھ ساتھ شہد کا سٹرانگ فلیور بھی دے رہی تھی" .اب تو پکا ورک آؤٹ صاحب استعفٰی دے رہے ہیں".

"کافی پسند نہیں آئی؟ "بلاشبہ مہرال کو میر کے چہرے کے تاثرات سے خوب اندازہ ہو رہا تھا.

"نہیں, کافی بہت اچھی ہے. تم نے بنائی ہے؟ "میر نے جھوٹ نہیں بولا تھا. کافی واقعی ہی بہت اچھی تھی. مگر میر بلیک کافی, بنا چینی اور کریم کے پیتا تھا.

"ہاں, یہ کافی مجھے دادا کی یاد دلاتی ہے. وقت گزر گیا ہے, مگر یادیں نہیں گزر پاتیں". اس کی ہیزل آنکھیں اداس نظر آنے لگیں. ادسی چھپانے کیلئے اب وہ اپنے مگ سے کافی کے گھونٹ بھرنے لگی. مگر کھلتی ہوئی دھوپ میں میر اسکی آنکھوں کی اداسی دیکھ چکا تھا.

"یہ کہنا کتنا آسان ہے' ,وقت گزر گیا, وقت بیت گیا' حالانکہ یہ جو ایک ایک لمحہ گزر رہا ہوتا ہے نا, اس لمحے کے ہر حصے میں کچھ نقش ہو رہا ہوتا ہے". میر نے بھی کافی پینا جاری رکھا.

"نقش ہونے والی چیز آپ کے احساسات بھی ہو سکتے ہیں اور ان احساسات سے جڑے لوگ بھی". میر نے ایک نظر اپنی کافی پر ڈالی جو اب آدھی رہ چکی تھی اور پھر اس کی نظر سفر کرتے ہوئے مہرال کے چہرے تک گئی.

"ایک لمحے کے پیچھے بہت سی چیزیں واقع ہوتی ہیں جو صرف اسے نظر آتی ہیں جسکا وہ لمحہ ہوتا ہے. مثال کے طور پر "... میر نے لمحہ بھر سوچ, پھر بات جاری رکھی.

"آپ کوئی خوشبو سونگھتے ہیں جو آپ کبھی بہت پہلے استعمال کرتے رہے ہوں یا آپ کا واسطہ اس سے پڑتا رہا ہو, تو بہت عرصے بعد اسے سونگھنے پر آپ واپس ماضی میں لوٹ

جائیں گے ,کسی دوسرے کے لئے وہ محض خوشبو ہو گی ,مگر آپ کیلئے ماضی کی جزئیات "!
مہرال یک ٹک اسے دیکھ رہی تھی .واقعی ایسا ہوتا تھا .مہرال کے ساتھ ایسا بہت دفعہ ہوا تھا.
"اسی طرح وقت اثر کرتا ہے .یہ گزرتا نہیں ہے ,یہ بیتتا ہے ,لمحہ بہ لمحہ ,دونوں میں فرق ہے .بس جب کبھی آپ کسی کے وقت کا جز بنیں تو یاد رکھیں ,اسکا بیتنا کسی کیلئے عذاب نہ ہو ,کیونکہ وقت اپنے سائیکلز مکمل کرتا ہے .کبھی آپ پر کبھی ہم پر "!مہرال حیرت سے اسکی طرف دیکھ رہی تھی ,اب میر بھی آنکھیں سکیڑے اس کی طرف دیکھنے لگا.
"مہرال ,تم پر جتنا وقت بیتا ہے ,میں اب آگے اسے تمہارے لئے آسان دیکھنا چاہتا ہوں . اس سے پہلے کے تم میرے بارے میں غلط سوچو ,میں تمہیں بتانا چاہتا ہوں کے میں کسی بھی قسم کی ہمدردی یا ترحم نہیں دکھا رہا .اس لئے میں تم سے اپنا ماضی بھی شئیر کروں گا .تاکہ تم دیکھ سکو ,یہ جان سکو کہ اپنے لئے لڑنا اور توکل کرنا انسان کیلئے کتنا ضروری ہے ".مہرال آنکھیں سکیڑے اسے ہی دیکھ رہی تھی جب میر نے اپنے مگ کا ڈھکن بند کر کے اپنے ساتھ بینچ پر ہی رکھ دیا.

"میرے نانا نہایت نیک اور خدا ترس بندے تھے, مگر انکے امتحانات بھی لاڈلے بندوں جیسے ہی تھے ".میر ٹیبل پر نظریں گاڑے مسکرا دیا. مہرال حیران رہ گئ. کیا اس جیسے شخص کا بھی کوئی ماضی ہو سکتا ہے؟ مہرال نے بھی اپنے مگ کا ڈھکن بند کیا اور دھیان سے سننے لگی.

"میری ماما نانا ابو کی سب سے پہلی اور اکلوتی اولاد تھیں. ماما کی پیدائش کے دو دن بعد نانا ابو کی عزیزِ جان زوجہ فوت ہو گئیں. پھر نانا نے ان کے بعد کبھی بھی شادی نہیں کی تھی ".میر نے ایک نظر اٹھا کر اسے دیکھا اور پھر سے نظریں جھکا کر بولنے لگا.

"نانا ابو نے ماما کی بہت اچھی پرورش کی. پھر جب وہ یونیورسٹی کے آخری سال میں تھیں تو ماما کی پھوپھو نے نانا ابو سے ماما کا ہاتھ مانگ لیا. ماما کا تعلق مڈل کلاس گھرانے سے تھا اور انکی پھوپھو بہت ہی امیر خاندان میں بیاہ کے گئیں تھیں. اس سب کے بعد بھی ماما میرے پاپا کو پسند آ گئیں تھیں. بہت ٹال مٹول کے بعد بھی جب پاپا اپنی ضد پر اڑ چکے تھے تو نانا ابو کو ہاں کرنا پڑ گئی ". ایک کرب میر کی آنکھوں میں اتر کر ٹھہر گیا تھا. مہرال بآسانی دیکھ سکتی تھی. کیونکہ میر نے خود ہی اجازت دی تھی. آج میر اس کے سامنے سب کچھ کھول کر رکھ دینے والا تھا. تاکہ مہرال کو وہ اپنا ساتھی پا سکے.

"یہ کیا کر رہی ہو تم؟ "شادی کے ایک ہفتہ بعد ہی اَفروز خان نے اپنے دوستوں کو گھر پر دعوت دے دی تھی, جن میں سے چند ایک کے ساتھ انکی بیویاں بھی مدعو تھیں. فرح کو یہ بات پسند تو نہیں آئی تھی مگر چارونا چار اس نے سادہ مگر نفیس سا سوٹ پہن لیا. اب وہ اپنی بڑی کالی چادر اوڑھ رہی تھی, جس میں صرف ابرو سے لے کر ٹھوڑی تک کا حصہ نظر آ رہا تھا. لباس تو چادر میں چھپ ہی چکا تھا. یہ دیکھتے ہی اَفروز کی تیوری چڑھی.

"آپ کے دوست آرہے ہیں نا؟ الگ انتظام نہیں کیا ہوا, اسی لئے کورنگ ضروری ہے".

فرح نے اپنے تئیں اطیمنان بخش جواب دیا, مگر اندر کہیں وہ جانتی تھی کے اَفروز کو اسکا ایسا کرنا برا لگ رہا ہے.

"کورنگ؟ کس سے؟ میرے دوستوں میں تم نے کوئی غنڈا یا موالی دیکھا ہے جو تمہیں کورنگ کی ضرورت پڑ رہی ہے؟ "غصے میں اَفروز کے نتھنے پھولے.

"میں نے ایسا نہیں کہا اَفروز. آپ کے دوستوں میں اگر کوئی اللّٰہ کا دوست بھی پایا جاتا تو مجھے پھر بھی کور کرنا ہی تھا". بے بس ہوتی ہوئی وہ ابھی چند لمحوں میں اسے کورنگ کی اہمیت نہیں سمجھا سکتی تھی. مگر وہ آہستہ آہستہ اسے سمجھا ہی لے گی. یہ بس فرح کی سوچ تھی.

"مجھے تمہارے اسباق نہیں سننے ,تم ابھی یہ اتارو اور ڈھنگ کے کپڑے پہن کر تیار ہو کے نیچے آنا .ورنہ مت آنا ".اسے دھکیل کر اَفروز جانے ہی لگا تھا کے فرح نے پیچھے سے اپنی بدقسمتی کو آواز دے ڈالی.

"اَفروز میں کور کیئے بنا نہیں آ سکتی ".فرح معصوم تھی اس سے کبھی کسی نے ایسے بات کی ہی نہیں تھی .اس لئے ایک ننھا موتی اس کی گال سے لڑھکا تھا جسے اس نے فوراً ہاتھ کی پشت سے صاف کر لیا.

"کیا کہا ہے تم نے؟ کیا کہا پھر سے بکو؟ "بالکل اس کے سامنے کھڑے ہو کر اَفروز نے غراتے ہوئے کہا.

"یہ ...یہ چادر میں نہیں اتار سکتی ".ابھی اس نے بات مکمل بھی نہ کی تھی جب اَفروز نے اس کے چہرے پر زناٹے دار تھپڑ بھرا تھا .اس تھپڑ سے کتنی ہی دیر فرح کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھایا رہا .یہ پہلا تھپڑ تھا جو اَفروز نے فرح کو مارا تھا .یہیں سے وہ سلسلہ شروع ہوا تھا جس نے فرح کو یکسر مختلف بنا دیا تھا.

"دوبارہ میں تمہاری زبان سے اپنے حکم پر انکار نہ سنوں ".انگلی سے تنبیہ کرتا ہوا اَفروز فرح کو بالکل جانور لگا تھا .وہ تو چلا گیا ,مگر فرح کتنی ہی دیر سن کھڑی رہ کر ٹسوے بہاتی

رہی .ابا نے یہ کس کے ساتھ بیاہ دیا تھا اسے؟ کتنے نازوں سے پالا تھا اسے ابا نے ,اور کس کے ہاتھ میں اسکا ہاتھ تھما دیا گیا تھا؟

"واہ یار ,کس پارسا کو ڈھونڈھ لایا ہے؟ تو صحیح ہے بھئی ,تجھے بیوی کے چوری ہونے کا ڈر نہیں ہو گا ".صوفے پر بیٹھے دوسرے دوستوں کے قہقہے بھی ہوا میں بلند ہوئے جبکہ انکی بیویوں کی نظر اوپر سیڑھیوں سے آتی فرح بیگم پر پڑی جو نظریں جھکائے ,چادر کو نفاست سے اوڑھے قدم قدم نیچے بڑھا رہی تھی .میک اپ سے عاری معصوم خوبصورت سا چہرہ ہی اس چادر کے ہالے سے باہر جھانکتا تھا . اًفروز خان کو ڈھیروں ندامت نے آن لیا .انہی باتوں کے ڈر سے اس نے فرح کو تھپڑ مارا تھا .شاید اس نے ضد پکڑ لی تھی.
"اسلام و علیکم "!گھبراہٹ کے مارے فرح کانپ رہی تھی جب اس نے لاؤنج میں آ کر سب سے سلام کیا. نظریں اس کی بس عورتوں پر تھیں.
"وعلیکم اسلام "!سلام کا جواب سب نے دیا تھا. مگر کچھ دیر پہلے جو گفتگو ہو رہی تھی اب وہ رک چکی تھی .غصے کے مارے اًفروز سے اتنا بھی نہ ہوا کے وہ فرح کا سب سے تعارف کروا

سکتا. فرح وہیں کھڑی تزبزب کا شکار ہو رہی تھی. کیا کرے اب وہ؟ سچوئیشن بہت آکورڈ ہو گئی. اَفروز کے انداز کو بھانپتی ان میں سے مایا اٹھ کھڑی ہوئی.

"ارے فرح، یہ تم ہو؟ وہاٹ اے سرپرائیز؟" مایا فرح کی کالج کی دوست تھی اور اتفاقاً اَفروز کے دوست ابو بکر بلوچ کہ منگیتر بھی تھی. دو سال پہلے وہ اپنی پڑھائی کیلئے اسلام آباد چلی گئی تھی تو ان دونوں کا رابطہ منقطع ہو گیا تھا. وہ فرح کی طرح بہت حسین تو نہیں تھی، مگر اس کی زیب و آرائش نے اسے بے حد کانفیڈینٹ بنا دیا تھا. لمبے بالوں میں اسٹریکس کے ساتھ اس نے انہیں کھلا چھوڑ رکھا تھا جنہیں وہ بار بار پیچھے جھٹکتی تھی.

"مایا تم یہاں کیسے؟" فرح کو خوشگوار حیرت ہوئی. مایا اس کے گلے سے لگ کر الگ ہوئی.

"بڑے حسین اتفاق سے ابو بکر میرے منگیتر ہوتے ہیں". مایا نے اَفروز کے ساتھ بیٹھے شخص کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تو اس کی اس بات پر سب نے جاندار قہقہہ لگایا. پھر وہ ایک ایک کر کے فرح کا سب کیساتھ تعارف کروانے لگی اور آخر میں اس نے فرح کا تعارف اپنے طور پر کروایا.

"یہ فرح ہے، نہایت معصوم اور سب کی مدد کرنے والی، میری کالج کی فرینڈ. سچ پوچھیں تو اَفروز کو کوہِ نور ملا ہے". فرح اپنی تعریف پر شدید کوفت کا شکار ہوئی تھی. تبھی راحیلہ

بھابھی سب کو کھانے کی ٹیبل پر بلانے آ گئیں. فرح کو انکا آنا غنیمت لگا. ٹیبل پر جب سب کھانے کیساتھ خوش گپیوں میں مصروف تھے, تب اٗفروز فرح کو گھوریوں سے نواز رہا تھا اور فرح کھانا زہر مار کر رہی تھی.

فرح ڈنر کی ٹیبل پر سب کو ڈنر سرو کر رہی تھی جب اٗفروز نے اچنبھے سے فرح کی جانب دیکھا جس نے اب پھر سے چادر اوڑھ رکھی تھی.

"گھر میں کوئی مہمان آیا ہے؟ "اٗفروز نے اسے نہایت ناگواری سے مخاطب کیا.

"نہیں تو ". فرح نے نا سمجھی سے سر انکار میں ہلا دیا.

"تو یہ تمبو کیوں لٹکا لیا ہے پھر سے؟ "اپنی عزیز ترین شے پر حرف آتے دیکھ اس کا دل کسی نے زور سے مٹھی میں بھینچا. پاس بیٹھی راحیلہ بھابھی اور نند پلوشے دل ہی دل میں خوب خوش ہوئیں. ہاں لیکن صباء بیگم اور زمان خان سمجھ گئے تھے کے اس نے اپنے جیٹھ کی موجودگی میں یہ چادر لٹکا رکھی ہے. اسی لئے زمان خان نے مداخلت کی.

"صبر رکھو اٗفروز, یہ زیادہ دن نہیں رہے گا. تمہاری ماں کو بھی شادی کے شروع کے دنوں میں یہ مڈل کلاس شوق چڑھا تھا. پھر جب اسے پیسہ استعمال کرنا آیا تو آہستہ آہستہ اس نے

ڈھنگ کے لباس پہننا شروع کر دیئے تھے .وقت دو اسے ". کھانے میں مشغول زمان خان نے جتنے اطیمنان سے کہا تھا, فرح کے دل کو کسی نے اتنی ہی بے رحمی سے گھائل کیا تھا.

"مِڈل کلاس شوق؟ تو آپ کی نظر میں اللہ تعالیٰ کی رضا کی اہمیت صرف مِڈل کلاس ہے؟ "

فرح اتنی شاکڈ تھی کے وہ یہ سب صرف سوچ ہی سکی تھی .ایک نظر اس نے صباء بیگم پر ڈالی جنہوں نے اپنی عزیز ترین چیز اس شخص کیلئے گنوائی تھی جس کیلئے عریاں لباس ہی کوئی کلاس رکھتا تھا.

"نہیں ابو !مجھے پوچھنے دیں .یہ کسے شک کی نگاہ سے دیکھتی ہے؟ آپکو؟ یا شہروز بھائی کو؟ یا پھر اس تین سالہ وجیح پر شک ہے اسے؟ "وہ اب کی بار پوری طرح فرح کی طرف گھوما .

"ہاں بولو؟ کون ہے ان میں سے مجرم؟"

"میں نے ایسا نہیں کہا ". فرح ہاتھ میں سالن کا باؤل پکڑے حیرت زدہ سی اسے یک ٹک دیکھے گئی.

"نہیں مجھے جواب دو, کس کی وجہ سے یہ سب کر رہی ہو تم؟ "آفروز بضد ہوا.

"میں یہ ہمیشہ سے لیتی آئی ہوں ...اس لئے میں "...ابھی وہ بات پوری بھی نہ کر پائی تھی جب آفروز نے درمیان میں ہی ٹوک دیا.

"میں نے پوچھا کون ہے وہ؟ "وہ زور سے گرجا تو سب نے کھانا چھوڑ دیا اور اب سب اس کا منہ تک رہے تھے .فرح سہم گئی تھی .اسے لگا اسے بتا دینا چاہیئے.

"ش ... شہروز بھ "...وہ بات مکمل کرتی اس سے پہلے ہی آفروز اسکا ہاتھ پکڑ کر اسے گھسیٹتا ہوا سیڑھیوں کی طرف بڑھ گیا .پھر کچھ یاد آنے پر رکا اور پیچھے مڑ کر اعلان کیا.

"کل سے یہ اوپر باورچی خانے میں ہی اپنا کھانا بنائے گی اور اوپر ہی کھائے گی .جب تک اس کے سر سے اس تمبو کا بھوت نہیں اتر جاتا ,اسے نیچے کے کسی کام کی اجازت نہیں ہے . اس کی رہائش اور گروسری ,سب کل سے اوپر ہی ہوگی ".یہ کہہ کر آفروز اسے اپنے ساتھ کھینچتا ہوا اوپر لے گیا .فرح خاموش سسکیوں میں خود کو چھڑوانے کی کوشش کر رہی تھی مگر ناکام .دوسری طرف راحیلہ بھابھی بہت خوش تھی .کیونکہ آفروز جو کہتا تھا وہ پتھر پر لکیر مانا جاتا .اب پھر سے نچلے پورشن میں اسی کی حکومت ہو گی.

"تمہیں شرم نہیں آئی بھائی صاحب کے بارے میں اتنی گھٹیا سوچ رکھتے ہوئے؟ "آفروز نے فرح کو بیڈ پر لا پٹخا .

"میرا ڈھانپنا کسی کی سوچ کی تذلیل نہیں کرتا اَفروز. میں اس لئے ڈھانپتی ہوں کیونکہ یہ میرے اللّٰہ کہ رضا ہے". آنکھوں میں آنسو سموئے فرح اٹھ کر بیٹھی.

"میرے دوستوں تک تھا, میں نے برداشت کر لیا, مگر بھائی جان کے سامنے اگر تم ایسے گئی تو تمہارے ٹکڑے کر دوں گا". اس کے قریب ایک پاؤں بیڈ پر رکھے وہ دھاڑا تھا. وہ واپس پلٹ کر جانے ہی لگا تھا کے فرح کہہ بیٹھی.

"معاف کرنا اَفروز, یہ کورِنگ میری پہچان ہے. دیور موت ہوتا ہے. اسکا دل چاہے جتنی بھی پاکیزگیوں کی تہوں میں ڈھلا ہو, میرے پیارے نبی حضرت محمد ﷺ نے یہی بتایا ہے. وہ موت ہوتا ہے, اس لئے ان کے سامنے میں اپنی کورنگ نہیں ہٹا سکتی". نظریں جھکائے وہ جو کہتی جا رہی تھی, آنے والے تھپڑ سے یکسر بے خبر تھی.

"اور بکو, کرو بکواس کتنا زہر بھر رکھا ہے اپنے اندر؟" شادی کے دوسرے ہفتے میں پڑنے والے دوسرے تھپڑ نے اس کے چودہ طبق روشن کر دیئے.

"آپ مجھے نہیں مار سکتے, ابا نے مجھے ایسے نہیں رکھا تھا اَفروز". آنکھوں میں آنسو لئے فرح معصومیت سے کہنے لگی. مگر دوسرے ہی لمحے اَفروز آگے بڑھا اور اسکا جبڑا اپنے پنجے میں زور سے بھینچ لیا.

"تم یہ تمبو نہ پہنا کرو تو میں تمہیں شہزادیوں کی طرح رکھنے کو تیار ہوں ".ایک ایک لفظ چباتا ہوا وہ ایسے کہنے لگا جیسے وہ ابھی اپنی چادر اتار دے گی.

"میں مرتے دم تک اسے نہیں چھوڑوں گی ".فرح بضد ہوئی .اسی چیز نے اًفروز کو اور تپا دیا جس نے بنا دیکھے فرح کو پیٹنا شروع کر دیا اور تب تک نہ چھوڑا جب تک اس کے ہاتھ نہ جلنے لگ گئے .نیچے سب کو آوازیں سنائی دے رہی تھیں .مگر کسی نے بھی ہمت نہ کی وہاں جا کے اسے چھڑوانے کی .تھک ہار کے جب فرح نہ مانی تو تن فن کرتا ہوا اًفروز گھر سے نکل گیا.

"اللہ تعالیٰ "!ہاتھ دعا کیلیئے اٹھائے فرح جائے نماز پر بیٹھ کر آنسوؤں کے ساتھ اپنے رب کو پکار رہی تھی" ,میرے پردے کی لاج رکھنے اور اسے قائم رکھنے کا شکریہ ".ایک سسکی اس کے لبوں سے آزاد ہوئی.

"جہاں اس شخص نے مجھے رسوا کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی ,وہاں آپ نے مجھے تھام لیا . آپ نے مجھے اس پر استقامت دی .آپ نے مجھے تنہا نہیں چھوڑا اللہ تعالیٰ ,میں کب اس قابل تھی .آپ نے مجھے عزت دی اور میں آپ ہی سے عزت مانگتی ہوں ,کہ سب کچھ آپ

ہی کے بس میں ہے ". فرح اپنے رب سے چھوٹی چھوٹی محبت بھری باتیں کرنے میں مصروف تھی .اب یہ گفتگو بہت دیر تک جاری رہنے والی تھی .اس نے شکایت نہیں کی تھی . اس نے شکر پر ہاتھ رکھا تھا .اس کا ماننا تھا کے اللّٰہ کو اس کا شکر کرنا پسند ہے.

فرح اپنے دو سالہ بیٹے کے ساتھ کھیل رہی تھی جب دروازہ ناک کر کے مایا کمرے میں داخل ہوئی .

"مایا؟ "فرح اسکی روئی آنکھیں دیکھ کر حیران رہ گئی .

"ابو بکر مجھے چھوڑ گیا ہے فرح ".وہ فرح کے گلے سے لگ کر رونے لگی.

"اچھا چپ ہو جاؤ ,مت رو .یہاں بیٹھو ".فرح نے اسے بیڈ پر بٹھایا اور خود پانی لینے چلی گئی . واپس آئی تو مایا کو میر کیساتھ پیار کرتے ہوئے پایا.

"یہ لو پانی پیو ,اور رو مت .ایسے مسائل حل نہیں ہوا کرتے ".مایا نے ایک گھونٹ بھر کر گلاس واپس رکھ دیا.

"یہاں کے پانی نے اسے بے وفا کر دیا ".مایا نے سرد آہ بھری.

"میں کوئی مسئلہ حل نہیں کرنا چاہتی فرح .میں بس تم سے ملنے آئی ہوں .میں اب یہاں نہیں رہوں گی .مجھے بہت خوشی تھی کے میری دوست مجھے مل واپس مل چکی ہے .مگر اب میں یہاں سے امریکہ موو کر رہی ہوں ".وہ کھڑی ہو کر فرح کے گلے لگی" .شاید میں واپس نہ لوٹوں .میں وہاں سے واپس کبھی نہیں لوٹنا چاہتی".

"یہاں کا محبت کرنے والا بہت بے وفا نکلا فرح .اس نے ایک معصوم دل کو توڑا ہے ".فرح کو اس پر بہت ترس آیا. کتنی پیاری تھی اس کی دوست .بھلا اسکا دل کسی نے کیسے توڑ دیا؟

"میر بہت پیارا ہے اور اسکی عادات بھی .تم اس کی بہت اچھی پرورش کر رہی ہو فرح .اسکا خیال رکھنا ".نیچے بیٹھ کر مایا نے میر کا ماتھا بھی چوما.

"میں تمہارے لئے دعا کروں گی مایا. تمہارے لئے سب کچھ بہت آسان ہو جائے گا .اللہ تعالٰی تمہیں بہت جلد مزید اچھائی سے نوازیں گے انشاء اللہ ".فرح نے بہت دل سے دعا دی.

"میں چلتی ہوں ".یہ کہہ کر مایا ابھی دروازے تک ہی پہنچی تھی جب آفروز اندر داخل ہوا, مگر مایا کو وہاں دیکھ کر تیوری چڑھاتے ہوئے وہیں رک گیا .مایا اس سے سلام کیے بنا

دروازے سے باہر چلی گئی. ظاہر ہے وہ جس کی سابقہ منگیتر تھی وہ اَفروز کا جگری دوست تھا.

"یہ یہاں کیا کر رہی تھی؟ "اَفروز نے ایک ایک لفظ چبا چبا کر ادا کیا.
"وہ ,مایا مجھ سے آخری دفعہ ملنے آئی تھی .وہ یہاں سے موو کر رہی ہے ".فرح نظریں جھکا کر جواب دیتے ہوئے میر کی چیزیں سمیٹنے لگی .اسے ڈر تھا کے اَفروز پھر کسی بہانے سے اسے مارنے نہ لگ جائے.
"آئندہ مجھے تم سے متعلق کوئی بھی فرد اس گھر میں نہیں چاہیئے. تمہارے باپ کو آنے دیتا ہوں اسے ہی غنیمت جانو .ورنہ اسکا بھی داخلہ بند کر دوں گا ".فرح کا دل چاہا تھا کے وہ اپنے باپ کے اس طرح ذکر کئے جانے پر اس شخص کا چہرہ نوچ لے .اگر میر کے دنیا میں آنے کی خوشخبری اسے نہ ملی ہوتی ,تو وہ کبھی بھی اپنے باپ کے گھر سے واپس نہ آئی ہوتی . اَفروز تو چلا گیا. مگر فرح کو وہیں غم کی حالت میں چھوڑ گیا.

ساتھ سالہ میر اپنے نانا کے سامنے ٹیبل پر اپنی دونوں بازو پر اپنا چہرہ رکھے بیٹھا تھا. سارے بال ماتھے پر گر رہے تھے اور مسکراہٹ اس کے لبوں پر پھیلی ہوئی تھی.

"نانا آپ ایلبس ڈمبل ڈور ہیں کیا؟ "عبدالکریم خان اپنی لمبی داڑھی کی طرف میر کا اشارہ سمجھتے ہوئے بنا جواب کے بس مسکرا دیئے.

"نانا جان آپ اتنے پیار سے کیا لکھ رہے ہیں؟ "نانا جان کسی کالی سطح کی جلد پر سنہری حروف لکھتے ہوئے بہت ہی محو اور خوش نظر آتے تھے,اچانک اپنے نواسے کی بات پر چونکے اور مسکرانے لگے.

"یہ محبت کرنے والے کی طرف سے آئے ہوئے پیغام دوسروں میں بانٹنے کی تیاری کر رہا ہوں ".یہ کہتے ہوئے میر کے نانا کے چہرے پر ڈھیروں چمک اتر آئی تھی.

"یہ تو قرآن پاک ہے ,یہ تو اللہ کی طرف سے آیا ہے ".میر کو نانا جان بہت بدھو لگے" .نانا شاید بوڑھے ہو گئے ہیں ". آخری بات میر نے دل میں سوچی تھی .کیونکہ فرح نے اسے کسی کی دل آزاری کرنے سے منع کیا تھا اور بقول نانا جان' ,کسی کی دل آزاری کر کے گناہ مول لینے سے اچھا ہے کے خاموشی سے اٹھو اور راستے میں پڑے پتھر ہٹا کر راہگیروں کیلئے راستہ صاف کر دو .ایسے غصے کے دوران جو انرجی ابھر کے آتی ہے ,وہ درست کام میں صرف ہو کر اللہ کی خوشنودی کا باعث بنتی ہے'.

"تو اللہ تعالیٰ محبت کرنے والے ہی ہیں". مگر نانا جان کو میر بدھو نہیں لگا تھا. انہیں وہ معصوم لگا تھا.

"اللہ تعالیٰ محبت کرتے ہیں؟ "میر نے چونک کر ٹیبل سے سر اٹھایا, دونوں ابرو اٹھا کر منہ گول کر لیا تھا.

"بہت زیادہ". نانا جان قلم چھوڑ کر میر کی طرف متوجہ ہو گئے. وہ جانتے تھے اب میر بہت تفصیلات پوچھے گا.

"وہ کیسے محبت کرتے ہیں نانا جان؟ "وہ کنفیوز ہو گیا. کیونکہ اسے سمجھ نہیں آ رہی تھی کے اگر اللہ تعالیٰ اس سے محبت کرتے ہوں تو اسے کیسے پتا چلے گا؟

"اپنے سوال کی وضاحت دو گے؟ "نانا جان اس کا سوال صحیح سے نہیں سمجھ پائے تھے.

"جیسے ماما مجھے پیار کرتی ہیں تو وہ میرے یہاں چومتی ہیں". میر نے اپنے ماتھے پر اپنی شہادت کی انگلی رکھی جو ماتھے کے نیچے بالکل چھپ چکا تھا". جب آپ مجھے پیار کرتے ہیں تو مجھے اسٹور لے کے جاتے ہیں, چیزیں دلاتے ہیں. میرے لئے دعا کرتے ہیں". میر کے پاس محبت کرنے والے دو ہی نفوس تھے. میر اس عمر میں ہی جان چکا تھا کے کون اس سے پیار کرتا ہے.

"میر !جس دن مجھے یہ بات پتا چلی تھی کے اللہ تعالیٰ کیسے محبت کرتے ہیں ,اس دن کے بعد میں کئی راتیں نہیں سویا تھا .مجھے بے چینی تھی کے پتا نہیں میرے اللہ تعالیٰ کو مجھ سے محبت ہو گی بھی یا نہیں ".نانا جان کی آنکھیں نم ہونے لگیں تو انہوں نے اپنا چشمہ اتار کر آنکھوں کو مسلنا شروع کر دیا" .میں کئی دن تک روتا رہا تھا اللہ تعالیٰ کے محبت کرنے کے انداز پر .بھلا کون ایسے محبت کرتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کرتے ہیں؟ "نانا جان نے اپنا دایاں ہاتھ ہوا میں لہرا کر میر سے سوال کیا .

"کیسا انداز ہے اللہ تعالیٰ کا؟ "میر کو تجسس ہوا.

"دل تھام کر سننا .جب میں نے سنا تھا تو اگر اللہ کی رضا نہ ہوتی تو شاید میرا سینہ پھٹ جاتا ".نانا جان نے چشمہ واپس اپنی آنکھوں پر لگا لیا.

"ابو ہریرہ کے بارے میں بتایا تھا میں نے؟ "نانا جان کو اپنی یاداشت پر گمان گزرا.

"جی ہاں ,آپ احادیث کے راوی ہیں ,جنہوں نے بہت ساری بلیاں بھی پال رکھی تھیں اور لوگ آپ کو اسی لئے بلیوں کا باپ کہہ کر پکارنے لگے تھا .اسلئے انکا نام ابو ہریرہ پکارا جانے لگا اور انکے بالکل صحیح نام کے بارے میں کچھ بالکل درست بتایا نہیں جا سکتا ".میر نے پرجوش انداز میں اپنا علم جھاڑا.

"شاباش برخوردار "!نانا نے میر کو داد دی.

"ابوہریرہ نے جو روایت کی ہے ,اس کا اگر میں آسان مطلب تمہیں بتاؤں تو حضرت محمد ﷺ فرماتے ہیں ,کہ "...نانا جان اب ایک ایک کر کے ٹیبل سے تمام کتابیں سمیٹنے لگے.

"جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ سے محبت کرتے ہیں تو جبرئیل علیہ السلام کو آواز دیتے ہیں کہ اللہ فلاں سے محبت کرتا ہے تم بھی اس سے محبت کرو۔ "ایک محبت سے بھرپور مسکراہٹ نے نانا جان کے لبوں کو چھو لیا.

"چنانچہ جبرئیل علیہ السلام بھی اس سے محبت کرتے ہیں۔ "انہوں نے تمام کتابیں ایک طرف رکھ دیں.

"پھر وہ آسمان میں آواز دیتے ہیں کہ اللہ فلاں سے محبت کرتا ہے تم بھی اس سے محبت کرو ".نانا جان میر کی آنکھوں میں دیکھ کر اسے بتانے لگے.

"پھر اس طرح اہلِ آسمان بھی اس سے محبت کرنے لگتے ہیں اور اس طرح اہلِ زمین میں بھی اسے مقبولیت حاصل ہو جاتی ہے۔"نانا جان نے اپنی بات ختم کی تو میر کے رونگٹے کھڑے ہو گئے.

"سوچو میر ,وہ کیسا محبت کرنے والا ہے؟ جس نے اپنی محبت کو محبت دینے کیلیئے ساری کائنات کو اس سے محبت کرنے کیلیئے لگا دیا؟ "نانا جان نے آنکھیں سکیڑیں ,پھر میر سے استفسار کیا .

"سوچو میر ,اگر تمہیں پتا چلے کے اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرتے ہیں تو کیسا لگے؟ "

میر نفی میں سر ہلانے لگا .اسے یقین ہی نہیں آ رہا تھا.

"میں اللہ تعالیٰ کی محبت کیسے حاصل کروں نانا جان؟ "میر کو اس محبت کی چاہت ہوئی جو سب سے افضل ہے.

"ساری باتیں آج ہی پوچھ لو گے؟ "نانا جان مسکراتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے .یہ انکا پارک میں جانے کا وقت تھا .

نانا جان کا گھر اَفروز کے گھر سے صرف ایک بلاک دور تھا .اس لئے فرح اسے زیادہ وقت نانا کی طرف بھیج دیتی تھی .وہ جانتی تھی کے میر کے نانا جان اس کی بہترین تربیت کریں گے.

"ماما آپ بیسٹ بیکر ہیں ". میر نے کچن کاؤنٹر پر بیٹھ کر اپنی ماں کے ہاتھ کے ڈونٹ کھاتے ہوئے دل کھول کر تعریف کی" . آپ اپنی بیکری کھول لیں .وہاں کے سب ڈونٹس میں کھا جایا کروں گا ". میر کھل کر مسکرایا تھا.

"میں جا رہا ہوں . کسی چیز کی ضرورت ہو تو صابر سے کہہ دینا ". آفروز اپنا بیگ گھسیٹتا صرف دو لمحے رکا . یہ سن کر میر کے ڈونٹ منہ تک لے جاتے ہاتھ رکے . باپ سے تو پہلے ہی کوئی انسیت نہیں تھی . مگر اسکا یہ روکھا سوکھا رویہ میر کو بیزار کرتا تھا . اور آفروز؟ وہ ایسا ہی کیا کرتا تھا . ہر ہفتے بعد فیکٹری کے کسی نہ کسی کام سے باہر ہی رہا کرتا تھا . پھر کئی دن اسکا گھر آنا ممکن نہیں ہو پاتا . اتنے دن فرح مار پیٹ اور لعن طعن سے بچی رہتی .

"نہیں آفروز . آپ کل چلے جائیں . میر کے سکول میں پی ٹی ایم ہے . اس کے زیادہ ٹیچرز میل ہیں . مجھے مردوں سے بات کرنا نہیں آتی . میٹنگ آپکو اٹینڈ کرنا ہو گی ". فرح نے جھجکتے ہوئے کہا . وہ اپنے لئے تو کچھ بھی نہیں کر سکی تھی . مگر اپنے بیٹے کے مستقبل سے وہ سمجھوتا نہیں کر سکتی تھی .

"کتنی بار کہا ہے کے پیچھے سے مت ٹوکا کرو ". آفروز جو اسکی بات پر لب بھینچے پیچھے کو مڑا تھا, بیگ چھوڑ کر اسکی طرف بڑھا . میر ڈر کر کاؤنٹر سے اتر گیا . فرح بھی قدم قدم پیچھے کو بڑھانے لگی.

"آپ پلیز کل چلے جائیں . میر کے سکول جانا ضروری ہے ". فرح گھبرائی.

"اب عبدالکریم نے تمہیں مردوں سے بات کرنے پر بھی پابندی لگائی ہے؟ "اس کا انداز نہایت ہتک انگیز تھا جو فرح کے ساتھ ساتھ میر کو بھی چبھا مگر دونوں کے پاس خاموش رہنے کے علاوہ کوئی دوسرا راستہ نہیں تھا . آفروز مڑ کر جانے ہی لگا تھا جب فرح نے لاشعوری طور پر اسکا ہاتھ پکڑا . یہی اسکی غلطی بن گئی.

"ایک بار سمجھ میں نہیں آیا ". آفروز نے مڑتے ہوئے زناٹے دار تھپڑ فرح کے چہرے پر جڑا . فرح اس حملے کیلئے تیار نہیں تھی اور زوردار چیخ کیساتھ فرش پر جا گری . آفروز اسے مزید مارنے کیلئے آگے بڑھا جب آٹھ سالہ میر بنا ڈرے درمیان میں حائل ہو گیا . فرح بوکھلا گئی اور فوراً سے اٹھ گئی . کوئی بعید نہیں تھا کے وہ میر کو بھی ایک مارتا.

"اولاد کی آنکھوں پر بھی اپنی پٹی باندھ دی ہے ". چلاتے ہوئے اس نے چولہے کے برتن میر کی طرف اچھالے . اس سے پہلے کے وہ میر پر گرتے , فرح نے میر کو اپنی پناہ میں لیتے

ہوئے کور کیا. مگر نقصان ہو چکا تھا. تیز گرم تیل فرح کے بائیں بازو اور ایک بائیں پاؤں کو جھلسا گیا تھا. فرح کی چیخیں بلند ہوئیں مگر آفروز اپنا بیگ اٹھاتا وہاں سے غصے میں نکل گیا.

میر ڈر گیا تھا. وہ باپ کے پیچھے دوڑا مگر وہ جا چکا تھا.

"تایا جان, دروازہ کھولیں, ماما کو پاپا نے جلا دیا ہے. تایا جان؟ "میر نے نیچے جا کر روتے ہوئے تایا اور تائی کے کمرے کا دروازہ زور زور سے کھٹکھٹایا. مگر سونے کی ایکٹنگ کرتے ہوئے کوئی باہر نہ آیا. میر کی دادی تو پچھلے سال ہی فوت ہو چکی تھیں. دادا بھی دروازہ نہیں کھولیں گے. اب وہ کہاں جائے؟ پھر میر کے ذہن میں ایک ہی گھر آیا, جو ہمیشہ ان کی مدد کیلئے تیار رہا کرتے تھے. فرحین آنٹی!

"آنٹی پاپا نے ماما کو جلا دیا ہے, کوئی ان کی ہیلپ کو نہیں آرہا. آپ جلدی آئیں انہیں کچھ ہو جائے گا". فرحین جو انکی ہمسائی تھیں, وہ سمجھ ہی نہ پائی کے میر ہانپ رہا ہے یا رو رہا ہے. اندر جا کر وہ فوراً سے اپنے شوہر کو گاڑی نکالنے کا کہہ آئی اور اپنی ننھی بیٹی حجاب, جو دو سال کی تھی, کے پاس میڈ کو چھوڑ گئی.

"فرح ,چندہ اگر ضرورت ہے تو میں تمہارے پاس رک جاؤں؟ "اگلی رات جب فرحین ہسپتال سے فرح کو گھر لے کے آئی تو کوئی بھی اس کی خیریت دریافت کرنے نہیں آیا تھا. اسلئے فرحین نے سوچا کے فرح کی حالت ٹھیک نہیں ہے .اسے فرح کے پاس رک جانا چاہیئے.

"ارے نہیں ,میں ٹھیک ہوں .تم جاؤ .حجاب بھی تمہارے انتظار میں ہو گی .اور یہ دیکھو ,میرا بہادر بیٹا ہے نا میرے پاس .دیکھا تھا کل کیسے اتنی رات میں میرے لئے تمہارے پاس دوڑا آیا؟ "فرح نے بڑی محبت سے اپنے میر کو دیکھتے ہوئے داد دی تھی جو کل سے ماں کی طبیعت کیلیئے ہلکان ہو رہا تھا. چھپ چھپ کر جب رو لیتا تو خود ہی آنسو پونچھ کر فرح کیساتھ لاڈ کرنے لگتا. تاکہ وہ خوش رہے اور رات کو ہونے والا واقعہ یاد کر کے غمگین نہ ہو.

"اللّٰہ تمہیں کامیاب کرے ".فرحین آگے بڑھ کر میر سے پیار کرتی ہوئی چلی گئی .

"تم سو جاؤ اب ,کافی رات ہو گئی ہے ".فرح نے میر کا گال تھپتھپاتے ہوئے کہا .میر بھی سر ہلاتے ہوئے فرح کیساتھ لیٹ گیا .وہ واقعتاً تھک چکا تھا .اس لئے اب وہ سونا چاہتا تھا.

چند لمحے ہی وہ سو سکا تھا جب مسلسل سسکیوں کی آواز سے میر کی آنکھ کھل گئی. میر نے آنکھوں کو سکیڑ کر اندازہ کرنا چاہا کے آواز کہاں سے آ رہی ہے. فرح بیڈ کے دائیں طرف جائے نماز پر بیٹھی رو رہی تھی.

"ماما؟ آپ کو پین ہو رہی ہے؟" میر بیڈ کی دوسری طرف آ کے پریشان انداز میں فرح سے پوچھنے لگا.

"نہیں ... پین کلر لی تھی نا, اب درد کم ہے. آئینٹمنٹ بھی لگا رکھی ہے, یہ جلدی ٹھیک ہو جائے گا". فرح نے سر اٹھائے بنا ہی میر کو جواب دیا. البتہ اس کی روتی ہوئی آواز میر کو پریشان کر گئی تھی.

"پھر آپ کیوں رو رہی ہیں؟" میر کو فرح کے رونے سے بے چینی ہوئی.

"یہاں آؤ ماما کے پاس". فرح نے اسے اپنی دائیں جانب بلایا. اس کی آنکھوں کے پپوٹے سوجھ چکے تھے اور آنکھیں سرخ تھیں. میر بیڈ سے اتر کر اس کے دائیں جانب بیٹھا تو فرح نے اسکے گرد بازو حمائل کر کے اپنے ساتھ لگا لیا". میں اس لئے رو رہی ہوں کے مجھے سمجھ ہی نہیں آ رہی میں اپنے اللہ کا شکر کیسے ادا کروں؟" فرح کے آنسو پھر سے بے اختیار ہوئے تھے, میر نے سر اوپر اٹھا کر دیکھا. فرح نے ناک سکیڑی مگر اس بار آنسو نہ پونچھے.

"لیکن ماما, آپ تو پین میں ہیں. پھر آپ کس چیز کا شکر کر رہی ہیں؟ یہ کون سا وقت ہے شکر کرنے کا؟ "میر نے نا سمجھی سے پوچھا.

"کل جو کچھ بھی ہوا تھا, یہ اللہ تعالیٰ ہی ہیں جنہوں نے تمہیں بچا لیا ". فرح نے اسکے دونوں ہاتھوں کو اپنے دائیں ہاتھ میں پکڑا اور ایک ہاتھ اپنے لبوں پر لگا لیا" . اگر کل تمہیں کچھ ہو جاتا تو میں کہاں جاتی؟ کس کا دروازہ کھٹکھٹاتی میر؟ میں میر تھوڑی ہوں جسے پتا ہوتا کے مدد کیلیئے کہاں جانا ہے؟ میں تو ہمت ہی ہار دیتی ". فرح کا اب ضبط ٹوٹ گیا تھا. وہ اس کے ہاتھ پکڑے پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی. آنکھوں میں آنسو تھے یا باڑ آ گئی تھی؟ تھمنے کا نام ہی نہیں لے رہے تھے.

"میرے اللہ تعالیٰ ہمیشہ میرا ساتھ دے دیتے ہیں. مجھے سمجھ نہیں آ رہا اتنے بڑے احسان کا شکر میں کیسے کروں؟ میں نے بہت نوافل ادا کر دیئے ہیں میر, مگر میرے دل کو سکون ہی نہیں آ رہا. میرا شکر کم ہی پڑتا جا رہا ہے. اللہ کے احسان کے آگے میرا شکر کمزور پڑتا جا رہا ہے, نحیف ہوتا جا رہا ہے. مجھے ایسا لگ رہا ہے کے میرا شکر میرے رب کے احسان کے آگے پورا ہی نہیں ہو رہا. اس محنت پر مجھے رونا آ رہا ہے میر. میرے اللہ نے مجھ پر کتنے احسانات کیے ہیں, پھر میرا شکر بھی بڑا ہونا چاہیے نا. مجھے خوف آتا ہے, خوف آتا ہے کے

اگر میرے کسی ایکٹ نے احسان کرنے والے رب کو ناراض کر دیا تو ...تو میں تو بکھر جاؤں گی ".فرح ہاتھوں پر چہرہ گرا کر زاروقطار رونے لگی .میر کو اپنی ماں کے صبر پر رشک آیا. اتنا سب سہہ کر بھی اسے اپنے رب پر یقین تھا .کیا ایسے ہی لوگ ہوتے ہیں جن سے اللہ کو محبت ہوتی ہے؟ میر سن رہ گیا .کیا اسکی ماما کیلیئے عرش پر کوئی اناؤنسمنٹ ہو گی؟

"نانا کہتے ہیں کے ایسی حالت ہو جائے تو صدقہ کر دیا کریں .آپ کل پہلی فرصت میں ہی صدقہ دے دیں ".اب کے میر اپنی ماں کا ہاتھ پکڑ کر چومنے لگا تھا.

"تمہارے نانا ٹھیک کہتے ہیں ,میں کل ہی ایسا کروں گی ".فرح کو آنسو پونچھتے ہوئے اپنے ابا کی باتیں یاد آئیں .وہ ٹھیک کہہ رہا تھا .وہ صبح اٹھتے ہی کچھ صدقہ کرے گی.

نانا جان گیارہ سالہ میر کے ساتھ چلتے ہوئے پارک جا رہے تھے .میر انہیں مسلسل چھوٹے چھوٹے کام کرتے دیکھ رہا تھا. کبھی وہ راستے میں پڑے پتھر اٹھا کر پیچھے کرتے. کبھی کسی ہموار سطح پر اپنی جیب سے دانہ نکال کر ڈالتے اور اپنے تھیلے سے مٹی کی کٹوری نکال کر وہاں رکھتے ہوئے میر کو اس میں بوتل سے پانی بھرنے کا کہتے.

"نانا آپ روزانہ یہاں سے یہ کرتے ہوئے گزرتے ہیں. اکثر اوقات تو آپکی کٹوریاں بھی غائب ہوتی ہیں. کیا ملتا ہے آپکو ایسا کر کے؟ "میر جب تھک گیا تو نانا جان سے شکایت کر ہی دی.

"برخوردار یہ نفلی عبادت ہے. ہمارا صدقہ نفلی عبادت میں ہی گنا جاتا ہے". نانا جان نے مسکراتے ہوئے میر کو بتایا. وہ میر کے اگلے سوال جانتے تھے.

"اس سے آپ کو کیا ملے گا؟ "میر جانتا تھا کے نانا جان اتنی اسٹرگل صرف ثواب کی نیت سے نہیں کرتے. بات ضرور کچھ اور ہے.

"اس سے اللّٰہ تعالیٰ مجھ سے بھی محبت کریں گے". نانا جان نے اپنا ہاتھ سینے پر رکھتے ہوئے میر کو بتایا.

"پھر دونوں جہانوں میں آپ کیلئے اناؤنسمنٹ کی جائے گی". میر نے خود سے اگلی بات بتا دی مگر نانا جان نفی میں سر ہلانے لگے.

"صرف اتنا ہی نہیں. اللہ کی محبت میں اور بھی بہت کچھ پرامسنگ ہے". وہ دونوں پارک میں پہنچ چکے تھے اور اب نرم گھاس پر آ کے بیٹھ گئے تھے. ابھی کچھ دیر میں نانا جان کے بہت سے ملنے والے انکے قریب آ جائیں گے.

"مجھے بھی بتائیں نانا جان". میر نے پرجوش انداز میں نانا جان کے قریب ہوتے ہوئے پوچھا.
"اللہ تعالیٰ کی محبت ڈھونڈنے کے بہت سے طریقے قرآن میں بتائے گئے ہیں. کچھ طریقے حضرت محمد ﷺ نے بھی بتائے ہیں. ان میں سے ایک کے بارے میں میں اپنے الفاظ میں مفہوم بتاتا ہوں. تم ضرور مبہوت رہ جاؤ گے". نانا جان نے میر کو چیلنج کیا تھا.
"حضرت محمد ﷺ نے فرمایا ہے کے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں, جس نے اللہ کے کسی ولی سے دشمنی کی اسے اللہ کیطرف سے اعلان جنگ ہے". نانا ٹھہرے تا کہ میر کی دلچسپی حاصل کر سکیں.
"تو آپ خود کو اللہ کا ولی سمجھ رہے ہیں؟" میر کھکھلا کے ہنس دیا. جب کہ نانا جان اسے ایسی نظروں سے دیکھنے لگے جیسے کہہ رہے ہوں' تم جلنا بند کرو.' پھر اپنی بات جاری رکھی.
"اور اسی سے آگے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کے اللہ کا بندہ جن جن عبادتوں سے ان کا قرب حاصل کرتا ہے اور کوئی عبادت ان کو اس سے زیادہ پسند نہیں ہے جو اللہ نے اس پر فرض کی ہے) یعنی فرائض اللہ کو بہت پسند ہیں جیسے نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ".(دادا جان اب گلاس میں پانی ڈال کر اس سے گھونٹ لینے کیلئے رکے.

"آہاں !آپ نفلی عبادت کی بات کر رہے تھے ,مگر یہاں پر فرائض کا ذکر ہو رہا ہے .نانا جان بادام کھایا کریں .اگر پاگل واگل ہو گئے تو میں تو نہیں آؤں گا آپ سے ملنے .ورنہ بعد میں لوگ کہیں گے پاگل کا نواسا جا رہا ہے ".آخر میں اپنی ہی بات پر کھل کر ہنس دیا .وہ جیسے جیسے بڑا ہوتا جا رہا تھا ,اس کی بانڈنگ نانا جان سے اتنی ہی مضبوط ہوتی جا رہی تھی.

"اپنی ماں کو کہا کرو ناشتے میں تمھیں کوّوں کے انڈے کھلانا بند کر دے ,ورنہ جس دن تمھاری چونچ نکل آئی تو میں تو بھئی دستبردار ہو جاؤں گا .ورنہ لوگ کہیں گے کے وہ دیکھو بڑبولے کا نانا جا رہا ہے ".نانا جان نے حساب برابر کر کے ہاتھ جھاڑتے ہوئے اپنی بات جاری رکھی ,جبکہ میر کا منہ بن گیا تھا.

"پھر اللہ تعالٰی فرماتے ہیں کے بندہ فرض ادا کرنے کے بعد نفل عبادتیں کر کے ان سے اتنا نزدیک ہو جاتا ہے کہ اللّٰہ تعالٰی اس سے محبت کرنے لگ جاتے ہیں۔ "میر چونکا ,یعنی نانا جان درست کہہ رہے تھے؟

"پھر جب اللّٰہ تعالٰی اس سے محبت کرنے لگ جاتے ہیں تو اللّٰہ پاک اس کا کان بن جاتے ہیں جس سے وہ سنتا ہے ".نانا جان نے اپنے کان کی طرف اشارہ کیا.

"اور اس کی آنکھ بن جاتے ہیں جس سے وہ دیکھتا ہے".اب نانا جان کی شہادت کی انگلی اپنی دائیں آنکھ پر تھی.

،"اور اس کا ہاتھ بن جاتے ہیں جس سے وہ پکڑتا ہے".نانا جان نے اپنے ہاتھوں کے پیالے میں میر کا چہرہ لیا.

"اس کا پاؤں بن جاتے ہیں جس سے وہ چلتا ہے اور اگر وہ اللہ سے مانگتا ہے تو اللہ تعالٰی اسے دیتے ہیں .اگر وہ کسی دشمن یا شیطان سے اللہ کی پناہ مانگتا ہے تو اللہ اسے محفوظ رکھتے ہیں .اور اللہ تعالٰی فرماتے ہیں میں جو کام کرنا چاہتا ہوں اس میں مجھے اتنا تردد نہیں ہوتا جتنا کہ مجھے اپنے مومن بندے کی جان نکالنے میں ہوتا ہے ۔ وہ تو موت کو بوجہ تکلیف جسمانی کے پسند نہیں کرتا اور مجھ کو بھی اسے تکلیف دینا برا لگتا ہے".نانا جان نے آخر میں اب پھر سے میر کے چہرے کی طرف دیکھا .وہ سچ کہہ رہے تھے .میر مبہوت رہ گیا تھا.

"یعنی محبت حاصل کرنے کیلیۓ فرض ادا کرنے کیساتھ ساتھ نفلی عبادت بھی کرنا ہوگی؟"میر کی سمجھ میں ابھی بس یہی آ سکا تھا .یہ بات تو اسے بعد میں فرح نے سمجھائی تھی کے اللہ تعالٰی کی محبت میں اللہ تعالٰی کی اتنی قربت حاصل ہوتی ہے کے اللہ تعالٰی کو اپنے بندے کو موت کی تکلیف سے گزارنا بھی برا لگتا ہے .کجا کے کوئی سزا.

"یہ انحصار کرتا ہے کے تم کس درجے پر پہنچنا چاہتے ہو". نانا جان نے مسکراتے ہوئے اسے بہت آسان جواب دیا تھا. میر نے سمجھتے ہوئے سر ہلایا". تو اسی لئے نانا جان ہمیشہ اپنے اسٹر گلنگ موڈ میں رہتے ہیں. ویری گڈ"! میر نے یہ بات اپنے دل میں کہہ کر زہن میں نقش کر لی. وہ بھی اسی طرح اللہ تعالٰی کا محبوب بندہ بننا چاہتا تھا.

ساٹھ سال کی عمر میں بھی نانا جان بوڑھے نظر آنے لگے تھے. داڑھی اور بال قریباً سارے سفید ہو چکے تھے اور ابرو اب آنکھوں پر گر چکے تھے. یہ فرح کا غم ہی تو تھا جو کسی لاڈلے کی طرح انکا ہاتھ تھام کر تیز تیز بھگاتا ہوا بڑھاپے میں کھینچ لایا تھا. مگر وہ اس پر بھی صبر کر جایا کرتے.

"نانا جان آ گئے ہیں, سب بریک لے لیں". یہ چودہ سالہ دبلا پتلا میر تھا جو اب پانچ فٹ نو انچ کا قد نکال چکا تھا. چہرے پر ہلکا ہلکا رواں بھی واضح ہونے لگا تھا اور آواز قدرے بھاری ہو چکی تھی. مگر چہرے سے معصومیت ہنوز جھلکتی تھی. اپنے نانا کو گراؤنڈ میں داخل ہوتا دیکھ وہ بلا وکٹ کیپر کی طرف اچھالتا نانا جان کی طرف بڑھا تھا جو روزانہ اس وقت میر اور اس کے دوستوں کیلئے گرتے پڑتے ٹھنڈا ٹھنگ بنا لاتے تھے.

یہ وہ وقت ہوا کرتا تھا جب فرح گھر پر حجاب کو سپارہ پڑھایا کرتی تھی .اس لئے فرح نے اس وقت کے دوران اپنے بیٹے کو گھر میں موجود رہنے سے منع کر رکھا تھا,پس وہ گراؤنڈ میں کرکٹ کھیلنے آ جایا کرتا .یہی وجہ تھی کے نانا جان کو صحیح وقت معلوم ہوتا تھا اور وہ روزانہ اس وقت پر ٹھنڈے پانی کیساتھ موجود ہوتے .پھر یہیں سے میر نانا جان کو پارک لے جایا کرتا .اکثر میر کا سارا سارا دن نانا جان کیساتھ گزر جاتا اور وہ بس سونے کیلئے گھر آ جاتا تھا.

کیا آپ وہ لائے ہیں؟ "سب کو پانی پیش کر کے میر نانا جان کے پاس بینچ پر آ کے بیٹھ گیا اور ادھر ادھر نظروں سے تلاشنے لگا.

"برخوردار !وہ تاریخ مجھے بتا دو جب تم نے کچھ کہا اور عبدالکریم نے اپنے رب کی رضا سے وہ پورا نہ کیا ہو؟ "نانا جان نے ہنستے ہوئے اپنی دوسری طرف ہاتھ مارا مگر دوسرے ہی پل مسکراہٹ غائب ہو گئی .نانا جان فوراً کھڑے ہو گئے اور پورے بینچ پر ایسے نظر دوڑانے لگے گویا کوئی سوئی ڈھونڈھ رہے ہوں .

"لائیں نانا کہاں درج کروں تاریخ؟ "میر نے فوراً اپنی جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک پین نکالا.

"انکل ,یہ آپ وہیں چھوڑ آئے تھے ,میں نے بہت آوازیں دیں مگر آپ کو شاید سنائی نہیں دیا تھا ".نو سالہ بچہ ہانپتا ہوا نانا جان کی طرف تھیلا بڑھائے کھڑا تھا جو وہ کسی راہگیر کو پانی پلاتے ہوئے وہیں چھوڑ آئے تھے.

"اللہ تعالیٰ تمہارے وقت میں برکت ڈالیں ".نانا جان نے اس بچے کے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے اسے دعا دی اور تھیلا پکڑ کر اسے روانہ کر دیا .پھر پیچھے مڑ کر فاتحانہ نگاہوں سے میر کو دیکھا جس نے فوراً سے نظروں کا زاویہ دوسرے بچوں کی طرف کر لیا تھا جو اب پھر سے کھیلنے لگے تھے.

"نانا کتنی بار بولا ہے بادام کھایا کریں ".اس نے ابھی بھی نظریں نانا کی طرف نہیں موڑی تھیں.

"تمہاری ماں نے شاید اب انڈوں کی بجائے کوّے ہی کھلانا شروع کر دیئے ہیں ".نانا جان کا اطیمنان برقرار تھا .ابھی بھی وہ جانتے تھے میر کو جواب کیسے دینا ہے.

"واؤ "!نانا جان نے کتاب تھیلے سے نکال کر اس کے سامنے کی تو وہ نانا کا جواب بھول کر اس کالی سطح والی کتاب کو دیکھتے ہوئے مبہوت رہ گیا .پھر اپنی انگلی سنہری الفاظ پر پھیرنے لگا جنہوں نے میر کو لاجواب کر دیا تھا.

"اب تم جان گئے ہو اپنے سوال کا جواب؟ "نانا جان نے اسے کل والی بات کا حوالہ دیا جب میر نے ان سے سوال کیا تھا کے اللہ تعالیٰ کن لوگوں سے محبت کرتے ہیں اور نانا جان نے کہا تھا کے وہ جواب کل اپنے ساتھ لے کر آئیں گے .

"اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُتَوَکِّلِیْنَ "نانا جان نے اپنی خوبصورت آواز میں اس آیت کی قرأت کی .میر اور بھی مبہوت ہوا تھا اور ریڑھ کی ہڈی میں گویا سنسنی دوڑ گئی.

"بے شک ,اللہ پاک توکل رکھنے والوں سے محبت کرتے ہیں ".نانا جان نے اپنی آنکھیں بند کر لیں اور بہت محبت سے یہ الفاظ بھی ادا کئے.

"صرف توکل کرنے والوں سے؟ "میر کے سوالات اب شروع ہو چکے تھے.

"نہیں توکل واحد نہیں ہے .اور بھی بہت سی آیات تمہیں اس قرآن میں ملیں گی .مگر , توکل ایمان کے بہت پہلے جزو میں سے ہے .ایمان لانے کی پہلی شرط یہی ہوتی ہے کے آپکو توکل کرنا ہوتا ہے ,کے اللہ ہے اور وہ واحد ہے .توکل آپ کے ایمان کے شروع ہوتے ہی شروع ہو جاتا ہے ,حتیٰ کے آپ کیلئے بلاوا آ جاتا ہے اور جاتے ہوئے آپکا توکل ہوتا ہے کے آپ اللہ ہی کی طرف لوٹائے جا رہے ہیں اور ایک وقت کے بعد دوبارہ زندہ کئے جائیں گے ".نانا جان سانس لینے کو رکے.

"اس سارے عمل کے دوران اگر آپکا توکل اپنے اللہ پر قائم رہتا ہے تو مبارک ہو اس شخص کو ,اس نے وہ شے پا لی ,جس کو لوگ تنہائی و ہجوم میں ڈھونڈا کرتے ہیں .اس نے اللہ کی محبت پا لی ".نانا جان کی آنکھوں میں خواہش کا عنصر نمایاں تھا.

"تو کیا مجھے اپنے سارے امور اللہ کے توکل پر چھوڑ کر پر سکون ہو جانا چاہیئے؟ "میر کے ذہن میں یہ بات صحیح سے فٹ نہیں ہوئی تھی.

"توکل خالی یہی نہیں ہوتا کے آپ یہ آسرا کر کے بیٹھ جائیں کے میں اگر فلاں فلاں گناہ کروں گا اور میرا توکل ہے کے اللہ تعالیٰ مجھے بچا لیں گے . نہیں !بلکہ توکل تو یہ ہے کے آپکا نفس کسی گناہ پر آپکو پکار رہا ہو اور آپ یہ توکل رکھے ہوئے ہوں کے وہ جو البصیر ہے ,اس سے کچھ نہیں چھپ سکتا اور گناہ آپکو اس سے دور کر دیں گے .پھر اسی توکل میں آپ اس گناہ سے بچنے کی تگ و دو میں ہوں تو آپکا توکل محبت کی سیڑھی پر ایک قدم بڑھا لیتا ہے ". نانا جان کی نظریں اب میر کی نظروں سے ملی تھیں جو کسی سوچ میں تھا.

"اور توکل اس چیز کا نام نہیں ہے کے اگر آپ پر کوئی ذمہ داری آن پڑی ہے تو آپ سب چھوڑ چھاڑ کر بیٹھ جائیں کے خود ہی جو قادر ہے وہ سب دیکھ لے گا .توکل کا امتحان اللہ تعالیٰ نے آپ سے لینا ہوتا ہے .آپ اپنے رب سے اپنے توکل کا امتحان نہیں لے رہے ہوتے .

اللہ کی طرف سے جو ٹاسک آئے ہوتے ہیں, اسے توکل کیساتھ پورا کرنا ہوتا ہے. اس پر توکل ہی نہیں کر لیا کرتے". نانا جان نے اسے سمجھانے والے انداز میں کہا. میر کو کچھ کچھ سمجھ آ رہی تھی. اس نے کتاب کو کھول کر دیکھا تو وہ حیران رہ گیا. یہ قرآن اور اس میں لکھے ہوئے تمام نوٹس تو نانا جان کے تھے. تو کیا یہ نانا نے اس کو تحفے میں دے دیا تھا؟ پھر نانا جان کی خاموشی کے احساس سے اس نے سر اٹھا کر انکی طرف دیکھا.

"تو کیا ماما میں توکل نہیں ہے؟ "میر جس نہج پر سوچ رہا تھا وہ نانا جان کے سامنے آ گیا تھا.

"ہے, مگر شاید اسے استعمال نہیں کرنا آرہا". نانا جان نے افسردہ انداز میں کہا. کتنی ہی بار نانا جان نے فرح کو خلع لے لینے کا کہا تھا, مگر وہ مانتی ہی کب تھی.

"کیا آپ کچھ نہیں کر سکتے؟ "میر کو یکدم ہی اپنی ماں کی فکر ستانے لگی. نانا جان نے نفی میں سر ہلایا.

"وہ میاں بیوی ہیں. میں ان کے معاملات میں تبھی انوالو ہو سکتا ہوں جب وہ اجازت دیں گے". نانا جان نے سر جھٹکا اور اٹھ کھڑے ہوئے" . چلو میر, آج گھر چلتے ہیں. میرا پارک جانے کا دل نہیں چاہ رہا". میر حیران تھا مگر اٹھ کھڑا ہوا. پہلے تو کبھی نانا جان نے پارک جانے کا ناغہ نہیں کیا تھا. یہ پہلی بار تھا.

"فرح بیگم "!میر نانا کو چھوڑ کر جب واپس آیا تھا تو فرح کو کچن میں کام کرتے پایا. میر کے چہرے پر مسکراہٹ بکھری تو فرح کے گرد بازو حمائل کر کے کہنے لگا" .کیا آپ میرے ہاتھ کی چائے پینا چاہیں گی؟"

"تم اتنی جلدی آ گئے آج؟ "فرح چونک گئیں, کیونکہ میر آج خلاف معمول اس وقت گھر پر تھا.

"ہاں کیونکہ نانا جان آج پارک نہیں گئے ".فرح کے گرد سے بازو ہٹاتا وہ فریج کی جانب بڑھا اور دودھ کی بوتل نکال لایا.

"کیوں؟ ابا تو روزانہ جاتے ہیں ".فرح برتن چھوڑ کر پریشان چہرہ لئے میر کی طرف بڑھی.

"ایزی ہو جائیں ماما !انہیں کسی کے ہاں کتابیں دینے جانا تھا ".کیتلی میں پانی چڑھا کر میر فرح کی طرف پلٹ کر اسے پیار سے بتا رہا تھا .فرح مطمئین تو نہیں ہوئی مگر خاموش ہو گئی تھی .

اتنے میں کمرے سے فون کے بجنے کی آواز آئی .فرح کمرے کی طرف بڑھی جبکہ میر وہیں کھڑا دو کپ چائے بنا رہا تھا .اس بات سے بے خبر کے اسکا باپ آ چکا ہے اور واش روم میں نہا رہا ہے.

"یہ تو اَفروز کا فون ہے ,کیا کروں انہیں دوں یا نہ دوں؟ "فرح واش روم کی طرف دیکھتی تزبزب کا شکار ہوئی .مگر اسکرین پر نظر پڑتے ہی ایک تجسس نے اسے آن لیا.

"ہنی؟ ہنی نام کا تو کوئی دوست نہیں ہے اَفروز کا .پھر کیا وہ کسی اور کو ہنی؟ نہیں "!فرح کا دل دہلا تھا .اس بات سے نہیں کے اَفروز اسے چھوڑ دے گا ,بلکہ اس بات سے کے اس کے بیٹے کے سر سے باپ ہاتھ نہ ہٹا لے .اس تجسس نے فرح کو حوصلہ دیا تھا کے اس نے اَفروز کا فون اٹھا لیا.

"ہیلو "!ابھی اس نے کان سے لگا کر ہیلو کہا ہی تھا کے پیچھے سے ہی فون اچکا جا چکا تھا .فرح کا دل یک دم تھم گیا .اس نے مڑ کر دیکھا تو اَفروز کاٹ دینے والی نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا .مگر اس نے فون اپنے کان سے لگا لیا.

"کیا مصیبت آن پڑی ہے جو تم فون کر رہے ہو؟ "اس نے غراتے ہوئے پوچھا.

"بکواس کی تھی نا میں نے کے بھجوا دوں گا؟ "بات کو نہایت مختصر رکھتے ہوئے اس نے فون بیڈ پر اچھالا مگر اب فرح سہم گئی تھی .کیونکہ اب اسکی باری تھی.

"کس نے کہا تھا میرا فون اٹھانے کو؟ "اَفروز دھاڑا.

"

وہ ...واش روم ... آپ نہیں تھے ..میں نے "..فرح کو اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بات کا جواب بھی دینا نہیں آ رہا تھا.

"ہاتھ کیسے لگایا میرے فون کو؟ "ایک زوردار تھپڑ کیساتھ جہاں اس نے فرح کو بیڈ پر گرایا تھا وہیں میر بھاگتا ہوا کمرے میں داخل ہوا .اس سے پہلے کے اٰفروز اس کی طرف بڑھ پاتا, میر درمیان میں آن کھڑا ہوا جو اب اپنے باپ سے دو تین انچ ہی چھوٹا رہ گیا تھا.

"میری ماما کیساتھ آپ ایسا سلوک نہیں کر سکتے ".سرخ آنکھوں کیساتھ میر اپنے باپ سے گویا ہوا تھا .شاید یہ اس کی نانا جان کیساتھ آج والی گفتگو کا نتیجہ تھا .توکل کر کے بیٹھ نہیں جاتے .اسٹرگل کر کے توکل کرنا پڑتا ہے.

"تم ہٹو بیچ میں سے ,ابھی اتنے بڑے نہیں ہوئے تم "!اٰفروز اپنے بڑے ہوتے ہوئے بیٹے پر ہاتھ اٹھانے سے گریز کرنے لگا تھا .جبکہ فرح فوراً سے اٹھ کر میر کو باہر دھکیلنے لگی تھی .مگر وہ بھی میر تھا .اس نے اپنی ماں کو باہر لے کے جانا شروع کر دیا .اس نے سوچا وہ آج فرح کو نانا کی طرف چھوڑ آئے گا .مگر اٰفروز نے ایسا ممکن نہیں ہونے دیا.

"میر چھوڑو اسے .دفعہ ہو جاؤ یہاں سے ".اٰفروز باہر میر کی طرف لپکا اور فرح کو چھڑوا کر دور دھکا دیا تھا .جس کا نتیجہ یہ ہوا تھا کے فرح کا سر ریلنگ کے ساتھ ٹکرا گیا اور سر سے

خون بہنے لگا. میر اور آفروز کی نظر فرح پر پڑتی ,اس سے پہلے ہی ان کی نظر ریلنگ سے نیچے لاؤنج کے دروازے میں کھڑے ہوئے نانا جان پر پڑی .نانا جان حق دق سے وہیں تھیلا لئے کھڑے تھے .

"یہاں سے ابھی اسی وقت چلے جائیں "!نانا جان کی طرف پشت کر کے میر اپنے باپ کے سامنے کھڑا ہو کر غصیلی آنکھوں سے دبا دبا غرایا تھا" .ورنہ آپکی سو کالڈ فیملی کو' لیٹ 'میں بدلتے مجھے دیر نہیں لگے گی ".کہتا ہوا میر اپنے باپ کے تاثرات دیکھے بنا پلٹا اور اپنی ماں کو اٹھا کر کمرے میں لے گیا .

"ماما آپ یہاں رکیں ,میں نانا جان کو دیکھ کر آتا ہوں ,انہوں نے سب کچھ دیکھ لیا ہے .پھر آ کر میں آپکو بینڈیج کرتا ہوں ".میر فرح کے سر پر بوسہ لیتے ہوئے فوراً پیچھے کو بھاگا ,وہاں اب آفروز موجود نہیں تھا .سیڑھیاں اترتے ہوئے میر لان میں آگیا جہاں نانا جان چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتے مین گیٹ تک پہنچ چکے تھے.

"نانا جان "!میر نے پیچھے سے آواز لگائی ,نانا جان مڑے تو وہ بھاگتا ہوا نانا جان تک آن پہنچا.

"آپ ایسے ہی واپس جا رہے ہیں؟ "ہانپتے ہوئے میر نے نانا جان سے سوال کیا.

میں یہ دینے آیا تھا, تم وہیں بھول آئے تھے ". نانا جان نے تھیلے میں سے کتاب نکال کر میر کو تھمائی. چہرے پر ڈھیروں ضبط رقم تھا.

"اوہ "!میر کے لب سکڑے ,اس نے نانا جان کے ہاتھ سے کتاب پکڑ لی" .لگتا ہے اب کی بار بادام کھانے کی باری میری ہے ".میر نے نانا جان کا موڈ ٹھیک کرنا چاہا.

"اس میں مجھے پانی لا دو ,میں دوسرے راستے سے گزرتے ہوئے جاؤں گا ".نانا جان نے تھیلے میں سے پانی کی بوتل نکالی جس میں اب بس چند گھونٹ پانی تھا .یعنی نانا جان یہاں آتے ہوئے ایک راستے میں پانی ڈالتے ہوئے آئے تھے .میر نے دل میں ہی سوچا.

"اچھا آپ یہاں بیٹھیں میں لاتا ہوں ".میر نے انہیں وہاں موجود کرسی پر بٹھایا اور دوڑتا ہوا اندر چلا گیا .کچھ لمحوں بعد جب وہ واپس آیا تو کتاب اس کے ہاتھوں میں نہیں تھی .مگر پانی کی بوتل بھری ہوئی تھی.

"یہ لیں نانا جان .میں چلوں آپکے ساتھ؟ "میر نے بوتل نانا جان کو تھماتے ہوئے ان سے استفسار کیا .

نہیں میں خود جاؤں گا ".نانا جان کے لب خشک ہو رہے تھے .پھر کچھ سوچ کر میر کی جانب دیکھا.

"لوگوں میں برائی ختم کرتے کرتے اگر کبھی تمہیں اپنا ایمان خطرے میں لگے تو فوراً ایسے لوگوں سے الگ ہو جانا .اس بات کا انتظار مت کرنا کے انہیں ہدایت آ ہی جائے گی .ہدایت دینا ہادی کا کام ہے .عبدالہادی صرف پیغام پہنچانے کیلیئے ہوتا ہے ".نانا جان کی آنکھوں میں ہلکی ہلکی نمی دِکھ رہی تھی جس پر ضبط کرتے ہوئے انکے گلے کی گلٹی بار بار ابھر کر معدوم ہوتی تھی .

"پیغام پہنچانے سے کب کسی کا بھلا ہوا ہے نانا؟ "میر حیران ہوا تھا .بھلا کسی راہ چلتے کو کہہ دیا جائے کے نماز پڑھو کیونکہ یہ اللہ کا پیغام ہے تو کیا اس پر اثر ہو گا؟ سو فیصد یقینی بات ہے کہ اس پر تو جوں بھی نہ رینگے.

"پیغام پہنچانے کیلیئے حکمت کا اپنانا بہت ضروری ہے میرے بیٹے .اگر یہ پیغام سادہ سادہ پڑھ کر سنانے سے لوگوں تک پہنچ جاتا تو اللہ تعالیٰ نے انسان کو دماغ سے نہ نوازا ہوتا .سادہ زبان سے ہی کام چل جایا کرتا ".نانا مسکرا نہیں پائے تھے .میر کو محسوس ہو رہا تھا وہ جلدی میں ہیں .اسلیئے اس نے انہیں جانے دیا.

"میں کوشش کروں گا نانا ".میر الٹے قدم چلا تھا .نانا بھی اپنے راستے کی طرف بڑھ گئے .میر دوڑتا ہوا فرح کے پاس آیا جو گم صم وہیں بیٹھی تھی.

"میر تم واپس کیوں آ گئے؟ "فرح حیرت زدہ ہوئی". تم ابا کو اکیلا کیوں چھوڑ آئے ہو؟ "

"ماما وہ ٹھیک ہیں. آپ یہ بینڈیج کر لیں پھر ہم چائے پیتے ہیں ". میر فرسٹ ایڈ باکس لاتا ماں کے پاس آیا اور روئی سے زخم کو صاف کرنے لگا.

"نہیں میر, تم جاؤ, ابا ٹھیک نہیں ہوں گے, تم آج رات ان کے پاس رک جاؤ ". فرح کو کسی خدشے نے آن لیا تھا. اس لئے اس نے اپنا سر میر کے ہاتھ سے چھڑوایا.

"اچھا ماما میں جاتا ہوں, پہلے آپ خاموشی سے بینڈیج کر لیں ". میر نے شرط رکھی تو فرح بے چینی کے ساتھ خاموشی سے بینڈیج کروانے لگی. بینڈیج کر کے میر کچن کی طرف جا چکا تھا. کچھ دیر میں وہ چائے لے کر فرح کے پاس آ گیا.

"آپ چائے پی لیں میں نانا کی طرف جا رہا ہوں. کچھ چاہیئے ہو تو مجھے نانا کے لینڈ لائن پر کال کر دیں گی آپ. ٹھیک؟ "ہدایات دیتا اس وقت وہ فرح کو بالکل اپنے ابا کی طرح لگا تھا. اثبات میں سر ہلاتی وہ مسکرا دی.

لمبے لمبے ڈگ بھرتا میر بھی دوسرے راستے سے ہی نانا جان کے گھر گیا تھا. وہاں پر جگہ جگہ پانی کی کٹوریاں اور دانہ پھیلایا گیا تھا. یہ نانا ہی تھے. میر کے لبوں کو مسکراہٹ نے چھو لیا.

میر نے دروازہ کھٹکھٹایا تھا مگر نانا نے دروازہ نہیں کھولا .ضرور نانا اندر اسٹڈی میں ہوں گے . وہاں پر دروازہ بجائے جانے کی آواز نہیں جایا کرتی تھی .میر نے اپنی جیب سے اسپئیر کی نکالی جو نانا نے ہی اسے دے رکھی تھی .دروازہ کھول کر میر لاؤنج میں داخل ہوا ہی تھا مگر سامنے کا منظر دیکھ کر وہ دنگ رہ گیا.

میر کے آنے سے پہلے ہی وہاں کوئی آ چکا تھا .ملک الموت!

"نانا جان "!میر نانا جان کی طرف لپکا جو لاؤنج کے وسط میں ہی اوندھے منہ گرے ہوئے تھے اور انکے ساتھ ہی ٹھیلا بھی پڑا ہوا تھا جس میں سے خالی بوتل باہر کو جھانک رہی تھی . میر نے انہیں فوراً سے سیدھا کیا .انہیں کیا ہو گیا تھا؟ میر کو کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا .وہ نیچے بیٹھ کر انکا چہرہ اپنی ایک ٹانگ پر رکھے ہلانے لگا.

نانا جان اٹھیں ,یہ کیا ہوا ہے آپکو نانا جان؟ "میر نے بے اختیار نانا کا چہرہ چومنا شروع کر دیا. آنسو بے ساختہ ہوگئے .میر کا دل بہت زور سے گھبرانے لگا .مگر نانا جان نے آنکھیں نہ کھولیں ,نہ ہی انہوں نے سانس لیا .ایک دلخراش چیخ تھی جو اس کے حلق سے بلند ہوئی.

تدفین کے بعد سب لوگ لوٹ چکے تھے جب میر اسٹڈی میں آیا تھا.

"نانا آپ ایلبس ڈمبل ڈور ہیں کیا؟ "خالی دل اور بھری ہوئی آنکھوں سے میر نے نانا کا قلم اٹھایا.

)اللہ تعالیٰ ,مجھے نانا جان دینے والی ذات آپکی ہے(.

"دل تھام کر سننا .جب میں نے سنا تھا تو اگر اللہ کی رضا نہ ہوتی تو شاید میرا سینہ پھٹ جاتا ". قلم واپس میز پر رکھتے ہوئے میر نے انکی کتابوں پر ہاتھ پھیرا .نانا نے شاید کل ہی انہیں سیٹ کیا تھا .آنسو روکنے کی وجہ سے پانی نے اپنا راستہ ناک کے ذریعے نکالنا چاہا.

)انہیں آپ نے واپس بلا لیا جیسے آپ سب کو بلا لیں گے(.

"اپنی ماں کو کہا کرو ناشتے میں تمہیں کوّوں کے انڈے کھلانا بند کر دے ".اسٹڈی سے باہر آ کر وہ اوپن کچن میں داخل ہوا.

)آپ بلاشبہ ہر جان پر قادر ہیں .آپ قدرت رکھتے ہیں کے انہیں بخش دیں(

"پھر جب اللہ تعالیٰ اس سے محبت کرنے لگ جاتے ہیں تو اللہ پاک اس کا کان بن جاتے ہیں جس سے وہ سنتا ہے ".کچن میں بہت مختصر مگر کام کا سامان سلیقہ مندی سے رکھا گیا تھا.

)وہ آپ سے محبت رکھنے والوں میں سے تھے .آپ ان کیساتھ رحم کا معاملہ فرمایئے گا(.

آنسو بے خود ہو کر آنکھوں سے ٹپکنے لگے تھے.

"لوگ کہیں گے کے وہ دیکھو بڑبولے کا نانا جا رہا ہے". وہ کچن سے نکل کر چلتا ہوا باہر لان میں آ گیا جہاں پودے بہت خوبصورتی سے لگائے گئے تھے, جیسے انکی بہت دیکھ ریکھ کی جاتی ہو.

)جن سے آپ محبت کرتے ہیں, وہ ان سے محبت کرتے تھے اور آپ ہی کی خاطر وہ برائی کو نا پسند کرتے. اللہ تعالیٰ, وہ جس محبت کی خاطر یہ سب کرتے تھے, وہ انہیں عطا کر دیجئے گا(.

"آپ اپنے رب سے اپنے توکل کا امتحان نہیں لے رہے ہوتے". اب اس میں کھڑے رہنے کی سکت نہیں تھی اسلئے وہ وہیں گھاس پر گھٹنوں کے بل ڈھے گیا.

)میرا جگر پاش پاش ہوتا ہے یا رب جب میں انکی غیر موجودگی کا سوچتا ہوں. ایسا لگتا ہے دنیا میں کوئی زندہ ہی نہیں ہے(.

"مبارک ہو اس شخص کو, اس نے وہ شے پا لی, جس کو لوگ تنہائی و ہجوم میں ڈھونڈا کرتے ہیں". اپنا سر اٹھا کر آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے وہ لبوں کو زور سے میچے اپنی آواز دبانا چاہتا تھا.

)مگر مایوسی اور بدگمانی آپکو نا پسند ہے, میر اس سے گریز کرے گا. میر کو بھی اپنے رب سے محبت ہے(.

"برخوردار !وہ تاریخ مجھے بتا دو جب تم نے کچھ کہا اور عبدالکریم نے اپنے رب کی رضا سے وہ پورا نہ کیا ہو؟"

)میر اپنے رب پر توکل رکھتا ہے ,تاکہ اسکا رب بھی اس سے محبت کرے(

"تمہاری ماں نے شاید اب انڈوں کی بجائے کوّے ہی کھلانا شروع کر دیئے ہیں".

)کیونکہ بالآخر میر بھی اپنے رب کی طرف لوٹے گا(.

"اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُتَوَکِّلِیۡنَ "

)بے شک میرا رب توکل رکھنے والوں سے محبت رکھتا ہے(.

فرح اپنے بیڈ روم کی ونڈو سے باہر دیکھ رہی تھی .اسکا لاشعور اسے کہہ رہا تھا کے دیکھو ساری دنیا بے رنگ ہو گئی ہے .تمہارے سر سے دستِ شفقت اٹھ چکا ہے .جانے پھر بھی کہاں سے اس میں اتنی ہمت آئی تھی کے وہ ڈٹ کر سامنے کھڑی ہو گئی تھی.

"نہیں !ابا بہت محفوظ جگہ جا پہنچے ہیں .موت مومن کیلئے نجات ہوتی ہے .ابا اسٹر گلنگ مومن تھے .انہیں خوف ہوتا تھا تو صرف اپنے رب کے ناراض ہونے کا .پھر وہاں تو سب کو جانا ہے .کسی کو دیر سے تو کسی کو جلد ہی ".وہ اپنی سوچوں میں ہی محو تھی جب میر بھی اس

کے ساتھ آن کھڑا ہوا اور اس کے گرد اپنی دائیں بازو سے گھیرا کر لیا. فرح نے چونک کر اپنے بائیں جانب دیکھا. وہاں میر اپنی سرخ آنکھوں کیساتھ موجود تھا.

"میر". وہ تو بھول ہی گئی تھی. اسکے ابا ہی نہیں کھوئے تھے. میر کا ساتھی جدا ہوا تھا. میر کا زیادہ نقصان ہوا تھا. میر کا تربیت کرنے والا, اسکا دوست, اسکا سکھ دکھ کا ساتھی بچھڑا تھا.

اب فرح کے آنسوؤں میں روانی آئی تھی. وہ اپنے بیٹے کے سینے سے لگ کر رونے لگی تھی.

"تم صبر رکھو میر, اللہ تعالیٰ تمہیں تنہا نہیں ہونے دیں گے. وہ تمہارے نانا کو بہترین جگہ لے جائیں گے انشاء اللہ". میر نے بہت ضبط کیا, اس کے حلق میں آنسوؤں کا پھندا اٹک گیا تھا مگر وہ تکلیف برداشت کر گیا.

"میں نے اپنے نانا کو اپنے پیارے رب کے حوالے کیا". مگر جب وہ بولا تو اس کی آواز لڑکھڑائی". ماما جب ہم سب کو انہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے تو رنج کیسا, ملال کیسا؟ نانا اپنی مکمل تیاری کیساتھ گئے ہیں". آنسوؤں کی باڑ زیادہ دیر تک نہیں رک سکی تھی, گرم پانی تمام حدود توڑتا ہوا باہر بہنے لگا.

"مگر"! میر نے لب بھینچے اور فرح کے لبوں سے ایک سسکی آزاد ہوئی". مجھے یہ دکھ رہے گا کے میرے نانا جان کو انکے آخری وقت میں بھی پاپا نے تکلیف دی تھی". میر نے سانس

کھینچی تو فرح بے اختیار میر کے گلے سے لگ کر بے آواز مگر ہچکیوں کے ساتھ رونے لگی .

ان دونوں کو نانا جان کے الگ ہونے پر شاید صبر تو آ ہی جائے ,مگر ایک کسک ہے جو رہنے والی تھی .

فرح افطاری کیلیئے پکوڑے نکال رہی تھی جبکہ پندرہ سالہ میر کٹنگ بورڈ پر تیز تیز چھری چلاتا فروٹ چاٹ کیلیئے پھل کاٹ رہا تھا جس کا قد دو انچ اور بڑھ چکا تھا .اس وقت وہ چھ فٹ اور ایک انچ قد کیساتھ فرح سے کافی اونچا لگ رہا تھا .جس وقت میں وہ نانا جان کیساتھ پارک جایا کرتا تھا ,اس وقت میں اب اس نے کثرت سے جِم جانا شروع کر دیا تھا.
فرح چونکہ ایک بار پھر تخلیق کے مرحلے سے گزر رہی تھی تو میر اسے چند ایک کے علاوہ کوئی کام نہیں کرنے دیتا تھا .
"ماما کیا ضرورت تھی آپکو روزے کی حالت میں پکوڑے بنانے کی؟ میں یہ کر لیتا نا ".میر اپنی ماں کیلیئے اب اور بھی حساس ہو چکا تھا .نانا جان کے گزرنے کے فوراً بعد جہاں فرح کو یہ خوشخبری ملی تھی ,وہیں آفروز نے اس پر جی بھر کر ظلم ڈھانا شروع کر دیئے تھے .مگر وہ یہ بھول گیا تھا کے میر ان حالات میں رہ کر وقت سے پہلے بڑا اور ذمہ دار ہوتا جا رہا تھا.

اگر یہ کہا جائے کے جو ذمہ داریاں أفروز کی تھیں, وہ اتنی سی عمر میں سب کی سب میر نے لے لی تھیں, تو بالکل بھی غلط نہ ہو گا. فرح کو شاپنگ لے کے جانا ہو یا ڈاکٹر کی اپائنٹمنٹ ہے, گروسری کرنی ہو یا گھر پر پلمبر بلوانا ہے, غرض فرح کیساتھ گھر کے کاموں میں ہاتھ بٹانے میں بھی وہ دریغ نہ کرتا تھا. أفروز نے انہیں صرف رہائش اور پیسہ کھلے دل سے دے رکھا تھا.

"تم نے مجھے کام چور بنا دیا ہے میر. اتنے ناز تو میں نے کبھی ابا کو بھی نہیں دکھائے". وہ مسکرائی.

"تو مجھے دکھا رہی ہیں نا, کیا غلط ہے بھلا؟ آپ بس آنے والے کی فکر کریں. خوش رہا کریں". میر نے پائین ایپل کو کیوبز کی شکل میں کاٹتے ہوئے فرح کی طرف بنا دیکھے کہا.

"میں سوچتی ہوں میر, تم جیلس نہیں ہو جاؤ گے؟ تمہاری محبت آدھی ہو جائے گی". اپنی بات پر فرح نفی میں سر ہلاتے ہوئے خود ہی مسکرا دی.

"آپکو اپنی پرورش پر یقین نہیں ہے کیا؟ کیا آپ نے نہیں سکھایا کے لوگ بڑھ جائیں تو محبت بڑھتی ہے. لیکن لوگوں کے دماغ بٹ جائیں تو محبت گھٹتی ہے. میں محبت سنبھال

کے رکھوں گا تو وہ بالکل گھٹتی جائے گی . لیکن محبت دینے سے وہ ضرور بڑھے گی ". میر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو فرح نے اپنا رخ میر کی طرف کیا.

"تم میں تو تمہارے نانا جان بولتے ہیں میر . مگر آنے والے کے پاس نانا جان نہیں ہیں ".

فرح افسردہ نہیں ہوئی تھی .اس نے عام انداز میں کہا تھا.

"آنے والے کو ہم مل کر سکھا دیں گے .اگر میرا بھائی آتا ہے تو اسے میں نظر کا پردہ اور توکل سکھاؤں گا .اگر کوئی پرینسس آتی ہے تو اسے آپ اپنی طرح بنا لیجئے گا ". میر نے جیسے چٹکیوں میں حل نکال دیا تھا. فرح ایسے ہی میر کیساتھ اپنے بچپنے میں آ جایا کرتی تھی.

"ہاں ,میں ضرور بتاؤں گی کے کورنگ مرد اور عورت دونوں کیلیئے کتنی ضروری ہے . یہ بھی بتاؤں گی کے یہ اللہ تعالیٰ سے محبت کے اظہار کا ایک درجہ ہے "... فرح ایک ٹرانس میں کہہ رہی تھی مگر یہ ٹرانس زیادہ دیر برقرار نہیں رہا تھا جب اؔفروز فرح کا ہاتھ پکڑ کر گھسیٹتا ہوا روم میں لے گیا. فرح کے منہ سے ایک چیخ نکلی اور میر بھی پیچھے دوڑتا ہوا آیا مگر اؔفروز نے دروازہ لاک کر دیا تھا . اؔفروز نے ایسا اس لئے کیا تھا کیونکہ پچھلے کچھ عرصے سے میر فرح کی حالت کو مدِ نظر رکھتے ہوئے اؔفروز کو اسکی مارنے پیٹنے کی عادت سے باز رکھے ہوئے تھا. مگر میر جب بھی گھر سے باہر ہوتا تو اؔفروز اپنا آپ دکھا چکا ہوتا.

"پاپا دروازہ کھولیں "!میر نے غصے میں زور زور سے دروازہ بجایا .وہ درندہ کچھ بھی کر سکتا تھا .

اس کی ماں خطرے میں ہو سکتی تھی .میر کا حلق خشک ہونے لگا.

"جاہل عورت "!آفروز نے فرح کے چہرے پر زور زور سے چانٹوں کی برسات شروع کر دی" ,خود تو ساری زندگی اس تمبو میں گزار دی ,میری نسل کو بھی یہی سکھاؤ گی؟ "ان الفاظ سے شروع ہونے والی مار پیٹ جانے کتنی دور جا چکی تھی جب جوش میں دروازے کو دھکیلتا میر دروازہ توڑ کر اندر آ گیا اور تبھی فرح کو زمین پر گرائے لاتیں رسید کرتا آفروز رکا .

"ظالم "!میر دھاڑتا ہوا آفروز کی طرف بڑھتا اس سے پہلے ہی میر کی نظر نیم بیہوش فرح پر پڑی" .چلے جائیں یہاں سے ورنہ میرے ہاتھوں قتل ہو جائیں گے ".میر نے بپھرے شیر کی طرح آفروز کے سامنے کھڑے ہو کر زبردست غراہٹ کیساتھ اسے دھمکایا تھا .اسکی دھمکی نے واقعتاً کام کیا .آفروز ڈرا نہیں تھا ,مگر فوری طور پر کچھ سوچتے ہوئے وہاں سے نکل گیا.

"ماما؟ آپ ٹھیک ہیں؟ "کچھ سیکنڈز پہلے کا شیر اب بھیگی بلی بن چکا تھا .مگر فرح جب کچھ نہ بولی تو میر کو ایک ہی شے سوجھی .اپنے کسرتی بازوؤں میں فرح کو اٹھاتا وہ تیز تیز قدموں سے باہر کی طرف بڑھا .مگر سہج سہج کر سیڑھیاں اترنے لگا .فکر اسے اپنی نہیں تھی ,مگر فرح کی یہ حالت اسے پاگل کر رہی تھی .وہ پہلے ہی اس حالت میں روزے سے تھی .اوپر سے

اس ظالم نے کتنی بری طرح سے پیٹا تھا اسے .اگر فرح کو کچھ ہو گیا تو؟ نہیں !اس سے آگے وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا .

میر کے قدم چلے تو فرحین آنٹی کے گھر کے آگے رکے .دماغ سائیں سائیں کر رہا تھا .

افطاری میں چند ہی منٹ باقی تھے جب فرحین کے شوہر باہر آئے اور فرح کو میر کے بازوؤں میں نیم بیہوش پا کر وہ بنا کسی سوال کے اپنی گاڑی کی طرف لپکا .جتنی دیر میں میر نے فرح کو بیک سیٹ پر لٹایا ,اتنی دیر میں فرحین بھی تیز قدموں سے چلتی ہوئی گاڑی تک آئی اور سامنے کھڑی ہوئی میڈ کو کچھ ہدایت کرتی وہ بھی گاڑی میں بیٹھ گئی.

میر کو لگا تھا کے آج شاید اسکی دنیا ختم ہو جائے .نانا جان کے بعد اسکے پاس ماما تھیں .لیکن اگر ماما کو کچھ ہو جاتا ہے تو؟ نہیں !یہ خیال آتے ہی میر نے فرح کے سر پر بوسہ دیا اور توکل کا دامن پکڑا .یہاں بیٹھے بیٹھے ہی میر نے ایک ارادہ باندھ لیا تھا .فرح جیسے ہی ٹھیک ہو کے گھر آئے گی ,میر زبردستی اپنی ماں کو لے کر نانا جان کے گھر شفٹ ہو جائے گا .پھر نان و نفقہ تو ویسے بھی اسکے باپ کی ذمہ داری ہے .لیکن مزید اپنے باپ کے ہاتھوں وہ اپنی ماں کی بے حرمتی نہیں ہونے دے گا.

میر اور فرحین آنٹی فرح کے بیڈ کے دونوں اطراف میں بیٹھے ہوئے تھے .فرح اللہ تعالیٰ کی رحمت کے سبب بالکل ٹھیک تھی .مگر چہرے سے رونق بالکل ختم ہو گئی تھی .ڈاکٹرز نے کچھ ادویات دے دیں تھیں جو میر نے فرح کو کھلا دی تھیں.

"آنٹی اب آپ بھی ریسٹ کریں .میں نے آپ کو بہت تکلیف دی ہے ".میر فرح کا ہاتھ تھام کر اپنے گال سے لگائے فرحین آنٹی سے کہہ رہا تھا .اسے شرمندگی بھی تھی کیونکہ فرحین آنٹی کی فیملی کو میر ہمیشہ مدد کے وقت پکارا کرتا تھا اور فرحین آنٹی اور ان کے شوہر کھلے دل سے انکی مدد کیا کرتے تھے .ایسے لوگ ہماری زندگیوں میں بہت کم پائے جاتے ہیں . میر سوچ کر رہ گیا.

"فرح میری بہن کی طرح ہے ,مجھے بھلا کیوں تکلیف ہو گی؟ اور میں آج رات فرح کے پاس ہی رکوں گی .فرح کو میری ضرورت ہو گی ".میر کے لاکھ منع کرنے پر بھی جب فرحین آنٹی نہ مانیں تو میر کو ماننا ہی پڑا .فرح کو پیار کر کے میر اپنا کمفرٹر لیتا دوسرے بیڈروم میں چلا گیا جہاں وہ تب سویا کرتا تھا جب آفروز گھر رہا کرتا .وہ ضرور اپنے باپ سے دو ٹوک بات کرتا مگر گیٹ پر ہی معلوم ہو گیا تھا کے آفروز افطاری سے پہلے ہی اپنی گاڑی لے کر چلا گیا تھا.

"تمہارے تماشے کب بند ہوں گے؟ "میر کچھ سامان لیے گھر میں داخل ہوا ہی تھا جب بارہ سالہ ایشل میر کے راستے میں حائل ہوئی.

"راستے سے ہٹو "!میر چونکہ روزے سے تھا اس لئے وہ سخت الفاظ کہنے کی بجائے خاموشی سے گزر جانا چاہتا تھا.

"ہمارے گھر میں تم لوگوں نے بے سکونی ڈال رکھی ہے .آئے روز کوئی نیا ڈرامہ ,ایک نیا ہی تماشہ ہوتا ہے تم لوگوں کا ".یہ ایشل نہیں ,اس میں راحیلہ تائی بول رہی تھی.

"تم سامنے سے ہٹ رہی ہو یا نہیں؟ "اس بار میر نے زرا رعب سے پوچھا مگر ایشل کے کان پر جوں تک نہ رینگی.

"چلے جاؤ تم لوگ ہمارے گھر سے .جتنے برے تم لوگ مجھے لگتے ہو ,میں دیکھنا بھی نہیں چاہتی تمہیں ".اپنا ہاتھ ہوا میں بلند کر کے جتنی حقارت سے وہ بولی ,میر کا دل چاہا اس کی گردن مروڑ ڈالے.

"ایشل یہ کیا طریقہ ہے کسی سے بات کرنے کا؟ "یہ انیس سالہ وجیح تھا جو تایا کی فیملی میں میر کو اکلوتا سمجھدار لگتا تھا.

"میں بس اسے ایتھکس سکھا رہی تھی ". میر کے راستے سے ہٹتی ہوئی ایشل ٹی وی لاؤنج میں صوفے پر جا بیٹھی جیسے اسے کوئی اثر ہی نہ ہوا ہو.

"آنٹی ٹھیک ہیں؟ "وہ واحد شخص جس نے اس گھر میں فرح کی خیریت پوچھی تھی ,وہ وجیح تھا .جس پر میر صرف سر ہلا کر تیز تیز سیڑھیاں چڑھتا گیا اور وجیح افسوس بھری نظروں سے ایشل کو دیکھ کر رہ گیا.

آج دوپہر میں حجاب قرآنِ پاک پڑھنے کیلئے نہیں آئی تھی .شاید فرح کی حالت کو مدِ نظر رکھتے ہوئے فرحین نے اسے نہیں بھیجا تھا .میر کو لگا یہی صحیح موقع ہے فرح سے بات کرنے کا .اس وقت وہ حساس ہے اور دل پر تازہ چوٹ بھی کھا رکھی ہے ,اسلئے فرح کا برین واش کرنا آسان ہو گا.

"ماما؟ قادر کا کیا مطلب ہے؟ کیا یہ صرف اللّٰہ تعالٰی ہی کیلئے ہے؟ "میر قرآنِ پاک ہاتھ میں پکڑ کر فرح کے ساتھ ہی بیٹھ گیا جو بیڈ پر لیٹی ہوئی تھی.

"قادر بہت وسعت والا لفظ ہے میر ,اسکا مطلب ایک لفظ میں نہیں سمجھایا جا سکتا ". فرح کو اچنبھا ہوا . یہ ممکن ہی نہیں تھا کے چودہ سال نانا جان کے ساتھ رہنے کے بعد میر کو قادر کا مطلب نہ پتا ہو . پھر؟

"آپ کو کیا معلوم ہے قادر کے بارے میں؟ "میر نے اب سوال بدل کر پوچھا.

" قادر "!فرح نے لمبی سانس بھر کر ایک مسکراہٹ لبوں پر سجائی" .وہ جس کے ہاتھ میں ساری پاور ہوتی ہے ,وہ جس کی رسائی وہاں تک ہوتی ہے جہاں کسی کا گمان بھی نہیں جاتا . میرے الفاظ ساتھ نہیں دے رہے میر ,مگر وہ جو قادر کو جانتا ہے ,وہ جانتا ہے ". فرح سیدھی ہو کر بیٹھی.

"کیا انسان بھی قادر ہو سکتا ہے؟ "میر نے ابرو اچکا کر ایسے سوال کیا جیسے وہ انجان ہو.

"بالکل نہیں . انسان تو قادر کے قاف کے ایک نقطے پر بھی قدرت نہیں رکھتا . اگر قادر نہ چاہے تو انسان کی اتنی بھی قدرت نہیں ہے کہ وہ اپنا اگلا سانس بھی لے سکے . انسان تو لفظِ قادر کی وسعت بیان کرنے پر بھی قادر نہیں ہے ,کجا کے قادر ہونا ". فرح اس ذکر پر بہت فریش ہو گئی تھی.

" صحیح کہا .ماما کیا آپ آج مجھے قرآنِ پاک پڑھائیں گی؟ "میر اب اپنا وہ قرآن کھول رہا تھا جو نانا جان نے اسے تحفے میں دیا تھا.

"کیوں نہیں ,کھولو "!فرح کو میر کا رویہ ذرا الگ لگا تھا.

"ترجمہ :اور جن لوگوں نے ایمان اختیار کیا ہے ,ان کیلئے اللہ فرعون کی بیوی کو مثال کے طور پر پیش کرتا ہے جب اس نے کہا تھا کہ" :اے میرے رب !میرے لئے اپنے پاس جنت میں ایک گھر بنا دے اور مجھے فرعون اور اس کے عمل سے نجات دے دے اور مجھے ظالم لوگوں سے بھی نجات عطا فرما ".میر نے اپنی خوبصورت آواز میں قرأت کی اور فرح کی طرف دیکھنے لگا.

)سورۃ التحریم-آیت(11

"فرعون کی بیوی ,آسیہ "!فرح پھر سے مسکرائی ,یہ آیت جب ابا پڑھاتے تھے تو بہت دلچسپ لگتی تھی" .کہتے ہیں کے چار خواتین جو جنت والیوں میں سب سے افضل ہیں ,ان میں سے ایک آسیہ بھی ہیں .جانتے ہو جب موسیٰ علیہ اسلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے جادوگروں پر فتح پا لی تھی تو ایمان لانے والے جادوگروں کیساتھ وہ بھی ایمان لے آئیں تھیں .مگر "!فرح خلا میں گھورنے لگی" .فرعون کو جب پتا چلا تو اس نے آسیہ پر بہت ظلم

ڈھائے. آسیہ پھر بھی اپنے ایمان پر ڈٹی رہی تھیں. آسیہ کو فرعون کے گھر میں بہت دولت اور عیش و عشرت میسر تھا, مگر وہ جانتی تھیں کے یہ ان کا اصل ٹھکانہ نہیں ہے. تب انہوں نے فرعون کے مظالم سے تنگ آکر یہ دعا کی تھی. اسی میں انہوں نے فرعون سے نجات مانگی تھی, حالانکہ وہ انکا شوہر تھا اور اسی میں انہوں نے جنت میں گھر مانگا تھا, حالانکہ فرعون کے گھر میں انہیں ہر طرح سے عیش و عشرت حاصل تھا. انکی دعا قبول ہو گئی اور اللہ تعالیٰ نے فرعون کو نیست و نابود کر دیا". یہ کہہ کر فرح نے اپنے بیٹے کی طرف نظریں موڑ لیں جو اس کے خاموش ہو جانے کے بعد بھی اسے ہی گھور رہا تھا جیسے کسی چیز کا اشارہ دے رہا ہو.

"کیا؟ "فرح نے نا سمجھی سے میر کو دیکھا اور سوال کیا مگر میر ابھی بھی مسکراتا ہوا خاموشی سے اسی کی طرف دیکھ رہا تھا. یکدم فرح کے ذہن میں جھماکہ ہوا, اس نے اپنے دونوں ہاتھوں سے اپنے کھلے ہوئے منہ کو زور سے ڈھانپ لیا گویا ابھی چیخ ہوا میں بلند نہ ہو جائے. وہ بے یقین ہو گئی. یہ کیسے ہو سکتا تھا؟ اسے اتنی بڑی بات معلوم ہونے کے باوجود کیسے بھول گئی؟ آسیہ کا رب فرعون پر قادر تھا تو فرح کا رب بھی سب پر قادر ہے.

"ماما, جو آخری بات نانا جان مجھے سمجھا کے گئے تھے, وہ یہی تھی. انہوں نے کہا تھا کے جب کسی کو سکھاتے ہوئے آپکا ایمان خطرے میں آ جائے تو فوراً الگ ہو جانا چاہیئے. پھر چاہے وہ بھرپور طاقت سمیٹے ہوئے آسیہ کا شوہر فرعون ہی کیوں نہ ہو, قادر نجات دلا دیتا ہے". میر قرآن بند کر کے اور آگے بڑھا اور فرح کے ہاتھ تھام لئے تاکہ فرح کو آسرے کا احساس ہو سکے.

"ماما کیا چیز آپ کو ڈراتی ہے؟ کیا ہے جو اس رب کیلیۓ ممکن نہیں؟ کیا وہ فرح کو چھت نہیں دے سکتا؟ یا وہ میر کو پال نہیں سکتا؟ یا پھر فرح کو عزت نہیں دے سکتا؟ ماما آپکا قادر آفروز زمان خان نہیں ہے, اپنا قادر پہچانیں. وہ شخص جو آپ کو روزے کی حالت میں مار سکتا ہے, اسکی ہدایت اب اللّٰہ پر چھوڑ دیں". میر نے قرآن پاک بند کر کے اپنی ماں کے سر پر بوسہ دیا اور اسے حق دق چھوڑے وہاں سے چلا آیا. یہ بہترین وقت تھا اسے تنہائی دینے کا. اب وہ اس نہج پر اچھے سے سوچے گی.

"فرح ڈارلنگ؟ کیا آپ اس ہینڈسم کے ساتھ ایک کپ چائے پیئیں گی؟ "افطاری کے بعد دو مگ اپنے دونوں ہاتھوں میں لئے میر نے بالکونی میں موجود فرح کو پکارا تھا. فرح نے

چونک کر پیچھے دیکھا تو دراز قد سے کھڑے میر نے کندھے اچکائے. میر اس وقت اسے بہت پیارا لگا تھا. فرح نے اس کے ہاتھ سے مگ لے لیا اور پھر سے بالکونی سے نیچے دیکھنے لگیں.

"کیا سوچ رہی ہو سویٹ ہارٹ؟ کیا اس ہینڈسم کے ہاتھ کی چائے نے زبان پر تالا لگا دیا ہے؟ "میر کو لگا اس کی ماں شاید ضرورت سے زیادہ ہی خاموش ہے, پہلے کبھی فرح اس طرح سنجیدہ نہیں ہوئی تھی.

"کیا کھا رہے ہو تم میر آج کل؟ "فرح نے ہنستے ہوئے میر کے کندھے پر ایک چپت لگائی. میر مطمئن ہو گیا اور مسکراتے ہوئے اپنے مگ سے سِپ لینے لگا.

"میں نے سوچ لیا ہے میر "!فرح نے سپ لے کر اپنا مگ ریلنگ پر ٹکایا". میں نے فیصلہ کر لیا ہے".

"کیا فیصلہ کیا ہے؟ "میر چونکا. آخر کو اَفروز اس کا شوہر تھا. وہ اس کے خلاف کبھی بھی فیصلہ نہیں لے گی.

"میں خلع لے لوں گی ". الفاظ تھے یا کیا تھا, میر کو تھوڑا دکھ تو ہوا تھا کہ وہ باپ تھا اسکا. لیکن میر یہی تو چاہتا تھا. اسے اپنی ماں کے بارے میں سوچنا چاہیئے. اس نے فرح کی طرف

نظریں اٹھائیں جس کی آنکھوں سے دو موتی ٹوٹ کر گالوں پر لڑھکے تھے جسے فرح نے اپنے ہاتھ کی پشت سے صاف کر لیا.

"آپکو پاپا سے الگ ہونے کا افسوس ہے ماما؟ "میر حیران ہوا .وہ ابھی بھی اس شخص کیلئے رو رہی ہے؟

"بالکل نہیں !فیصلہ لے لیا تو دکھ کیسا ".فرح نے فوراً سے جواب دیا" .میں بس اس شے سے خوفزدہ ہوں کے یہ سبق مجھے آتا تھا جو تم نے مجھے پھر سے پڑھایا ہے .مجھے یہ کیسے بھول گیا تھا میر؟ "فرح نے اپنی نظریں اوپر اٹھا کر مدد طلب نظروں سے جن میں ڈھیروں آنسو تیر رہے تھے ,میر کو دیکھا.

"ماما ہم انسان ہوتے ہیں ,ہمیں سب کچھ نہیں آ جایا کرتا ".میر نے اپنا مگ ریلنگ پر چھوڑ کر فرح کا چہرہ اپنے دونوں ہاتھوں کے پیالے میں بھرا" .اگر ہم ہر حکمت سمجھ جایا کرتے تو ہم انسان کیسے ہوتے؟ ہم تو دیوتا ٹھہرائے جاتے .اور آپ جانتی ہیں نا دیوتا کا تصور ہی ہمارے مزہب میں سختی سے منع ہے؟ "میر اپنی ماں کے فیصلے سے مطمئن تھا .اب وہ فرح کو بھی مطمئن کرنا چاہتا تھا .فرح سمجھ گئی تھی .اس نے اثبات میں سر ہلایا.

"میر ,میں اگر اپنی ساری زندگی بھی جائے نماز پر شکر ادا کرتے ہوئے گزار دوں تو میرے پیارے اللہ کا شکر نہیں ادا کر سکتی کے انہوں نے مجھے میر دیا ہے ".فرح میر کے سینے سے لگ گئی .اسکا فیصلہ اور مضبوط ہو گیا تھا.

"ہینڈسم لڑکے کے سینے سے لگنے کا اچھا بہانہ ہے ".فرح کو چھیڑتے ہوئے میر نے فرح کے گرد اپنی بازوؤں کا حصار مضبوط کر لیا تھا .میر جان گیا تھا .اب ذمہ داری بڑھنے والی ہے .مگر کتنی بڑھنے والی ہے یہ اس کے گمان سے بھی گزر جاتا تو وہ ایک دفعہ ضرور کانپ اٹھتا.

"کیا بکواس کر رہا ہوں میں ایک بار سمجھ میں نہیں آیا؟ "آفروز دھاڑا .گیارہ سالہ جبرئیل پردے کے پیچھے جو یہ سب منظر دیکھ رہا تھا اندر تک کانپ اٹھا.

"نہیں میں نہیں جاؤں گی .پہلے اسے طلاق دو ,پھر ہی میں اس گھر میں قدم رکھوں گی ". جبرئیل کی ماں پر اس کے دھاڑنے کا کوئی اثر نہیں ہوا تھا .اس لئے وہ دو قدم آگے بڑھاتی زور سے چلائی.

"دے دوں گا طلاق ,ابھی وہ اس حالت میں نہیں ہے کے اسے طلاق ہو جائے .ایک ماہ صبر کر لو ,پھر وہ چلی جائے گی وہاں سے ".خود پر ڈھیروں ضبط کرتا وہ اپنے صبر کی آخری حد پر تھا.

"تو ٹھیک ہے جب وہ وہاں سے چلی جائے گی ,میں بھی زمان ہاؤس آ جاؤں گی "!دو ٹوک جواب دیتی وہ پیر پٹخ کر مڑنے ہی لگی تھی جب اَفروز نے اسے بالوں سے جکڑ کر واپس کھینچا تھا.

"مجھے تمہارا یہ بکواس کرنا بالکل پسند نہیں ہے سمجھی؟ "اَفروز کی دی جانے والی تکلیف سے آنکھیں میچتی وہ درد سے چلائی.

"اَفروز مجھے چھوڑو میں فرح نہیں ہوں جو خاموش رہے گی ".وہ واقعی فرح نہیں تھی ,یہ اس کی دھاڑ بتا رہی تھی.

"تو ٹھیک ہے ".اَفروز نے اسکے بالوں کو ایک جھٹکے سے چھوڑا" .تم نہیں جاؤ گی تو میں تمہیں ہی ابھی کے ابھی طلاق دے دوں گا ".

"اَفروز؟ "وہ حق دق رہ گئی ,وہ ایسا کیسے کہہ سکتا تھا؟" تم مزاق کر رہے ہو؟ "اس نے مسکرانے کی کوشش کی.

"اگر تمہارا سارا سامان صبح تک پیک نہیں ہوا تو میں تمہیں طلاق دے جاؤں گا .فیصلہ تمہارا ہے ".یہ کہتا ہوا آفروز لمبے لمبے ڈگ بھرتا اوپر کمرے میں چلا گیا .الفاظ تھے یا چابک ,جو اسکے سینے پر پڑے تھے .وہ سہارا لیتی ہوئی اپنا دل پکڑتی نیچے گر گئی .

جبرئیل ڈرتے ہوئے چھوٹے چھوٹے قدم بڑھاتا اپنی ماں کے پاس آیا.

"مومی؟ "جبرئیل نے اپنی ماں کا بازو پکڑ کر اسے ہوش کروانا چاہا" .ڈیڈ ہمیں چھوڑ جائیں گے؟ "وہ اتنا بچہ نہیں تھا کے اسے طلاق کا مطلب نہ پتا ہوتا.

"نہیں !بالکل نہیں "!جبرئیل کو اپنی ماں آپے میں نہیں لگی تھی .اسی لئے وہ اپنے بال نوچنے لگی تھی .جبرئیل سہم گیا" . نہیییں !میں نے پہلے ہی اسے کسی سے چھینا ہے .کسی کو دھوکا دیا میں نے .اسکا گھر برباد کر دیا .اب وہ کہیں نہیں جائے گا .میں اسے کہیں نہیں جانے دوں گی .وہ بس میرا ہے .میں ...میں یہاں نہیں رکوں گی .چلو جبرئیل ..چلو ,ہمیں بہت کام ہے ".یہ کہہ کر اس نے جبرئیل کا بھی انتظار نہیں کیا اور دیوانہ وار بھاگتی سیڑھیاں چڑھتی گئی .مگر جبرئیل وہیں سن کھڑا تھا ,دماغ میں بس اپنی ماں کے الفاظ گونج رہے تھے.

"میں نے پہلے ہی اسے کسی سے چھینا ہے".

"کسی کو دھوکا دیا میں نے".

"اسکا گھر برباد کر دیا".

آفروز کو گئے ہوئے آج تیسرا دن تھا,وہ ابھی تک واپس نہیں لوٹا تھا. مگر اس بار فرح کو انتظار تھا. وہ آزاد ہونا چاہتی تھی.

"ہیلو"!فرح نے اپنے کمرے میں پڑا لینڈ لائن کا ریسیور پکڑ کر کان سے لگایا ہی تھا جب نیچے لاؤنج میں کسی نے پہلے ہی کال ریسیو کر لی تھی. فرح ریسیور کو کریڈل پر ڈالنے ہی لگی تھی جب اس کے کان میں ہاسپٹل کا لفظ پڑا. اس بات نے اسے بات سننے پر مجبور کر دیا. اس کا دل تھما تھا,کیونکہ میر اس وقت گھر پر موجود نہیں تھا. مگر اگلے ہی لمحے اس پر شاید کسی نے پہاڑ گرا دیا تھا.

"آفروز صاحب اور انکی بیوی کا ایکسیڈینٹ ہوا ہے. وہ اسپتال میں بہت سنجیدہ حالت میں ہیں". کیا کوئی قیامتڈھائی گئی تھی؟ کیا کسی کو کوئی غلط فہمی ہو گئی تھی؟ اسکی بیوی تو گھر پر ہی تھی. تو فون کہاں سے آیا تھا؟

"ماما؟ "میر نے اپنی ماں کے ہاتھ میں ریسیور دیکھا تو گھبرا گیا,وہ جان گیا تھا کے آفروز کے ایکسیڈینٹ کی خبر فرح نے سن لی ہے .مگر اسے یہ نہیں پتا تھا کے جس بات نے اسے سن کر دیا ہے وہ اگر کسی کو لڑ جائے تو بڑے جگرے والا ہی بچ پاتا تھا.

"بے وفائی "!میر حیران رہ گیا .فرح کیا کہہ رہی ہے؟

"ماما آپ ٹھیک ہیں؟ "میر نے فرح کے ہاتھ سے ریسیور لے کر کریڈل پر رکھا اور دونوں شانوں سے پکڑ کر فرح کا رخ اپنی طرف کر لیا.

"میرے پندرہ سالہ تعلق کو بے وفائی دیمک کی طرح کھا رہی تھی .اور میں سمجھ رہی تھی کے چند کیڑے ہیں,وقتاً فوقتاً دوا چھڑکنے سے مر جائیں گے ".تاثرات سے عاری چہرہ لئے وہ اپنی وارڈروب کی طرف بڑھی اور ہینگر میں سے ایک شال نکالی .آئینے کے سامنے کھڑی ہو کر اس نے نفاست سے خود کو ڈھانپا اور میر کی طرف چلی آئی.

"دیکھو میر,یہ ہوتا ہے قادر .میری وفا کو بہت بڑی ٹھوکر ماری گئی .مگر میرے رب نے مجھے ایسے کلمات سے باز رکھا جو اسے ناپسند ہیں .یہ ہے میرا ربِ کریم,جو قادر بھی ہے,مقتدر بھی ".فرح کی آنکھ سے بہنے والے آنسو بے وفائی کی وجہ سے نہیں تھے,یہ ربِ کریم کے اس وقت میں ہونے والے ذکر پر تھے .میر کو اپنی ماں کے شکر پر رشک آیا.

"چلو میر ,ہمیں اسپتال چلنا ہے ".میر خاموشی سے اپنی ماں کے ساتھ چلنے لگا .آج میر کچھ نہیں بولا تھا .اسے ضرورت ہی نہیں پڑی تھی.

آفروز کو زیادہ سنجیدہ صرتحال ہونے پر دوسرے ہسپتال منتقل کر دیا گیا تھا .زمان خان اور شہروز پہلے ہی دوسرے ہسپتال پہنچ چکے تھے .یہاں ہسپتال آنے پر اسے پتا چلا کے وہ اپنی بیوی اور گیارہ سالہ بیٹے کے ساتھ اسلام آباد سے لاہور آ رہے تھے جب ایک ٹرک کیساتھ انکا ایکسیڈینٹ ہوا اور اب وہ دونوں سیریئس حالت میں ہیں البتہ انکے بیٹے کو زیادہ چوٹ نہیں آئی جو یہاں راحیلہ بھابھی کے پاس بیٹھا تھا .فرح نے ایک نظر بچے پر ڈالی جو سہا ہوا کرسی کے ساتھ لگ کر بیٹھا ہوا تھا .اسے اس معصوم بچے پر ترس آیا جو ہر تھوڑی دیر بعد ایک سسکی بھر لیتا تھا .

"یہاں آؤ میرے پاس "!فرح نے اسے ہاتھ سے پکڑ کر اٹھایا جو سہا سہا سا اسے دیکھتے ہوئے بنا کسی مزاحمت کے اٹھ بھی گیا.

"کیا تمہیں درد ہو رہا ہے؟ "فرح نے اسکے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے آنکھوں میں پڑتے بال ایک طرف ہٹائے .میر اپنی ماں کا صبر ہی دیکھتا رہ گیا.

"مومی کو "جانے وہ کیا کہنا چاہتا تھا جو سامع ملتے ہی پھٹ پڑا. فرح اسے اپنے ساتھ لگائے خاموش کروانے لگی مگر بہت دیر سے جن بندھوں کو وہ اپنے اندر سموئے ہوئے تھا, ایک پل میں ہی انکی باڑ نے سب بہا دیا تھا. راحیلہ بھابھی سخت بیزار ہوئی.

"اس پیارے بچے کا کیا نام ہے؟ "فرح نے جتنی محبت سے پوچھا تھا, جبرئیل فرح کی طرف دیکھنے لگ گیا.

"جبرئیل آفروز ". وہ جواب دیئے بنا نہیں رہ سکا.

"تمہاری ماما کہاں ہیں؟ "جب وہ خاموش ہو گیا تو فرح نے سوال پوچھا. جبرئیل صرف انگلی سے اشارہ ہی کر پایا تھا. فرح جبرئیل کو میر کے حوالے کرتی خود اس دروازے کی جانب بڑھ گئی. وہاں جانے کی اجازت نہیں تھی, اس لئے وہ شیشے سے پار وہ چہرہ دیکھنے لگی جس کیلیئے آفروز نے خیانت کی تھی. تھوڑی دیر لگی تھی فرح کو وہ چہرہ پہچاننے میں, مگر جیسے ہی فرح کے دماغ نے کام کیا, ویسے ہی اسکی حسیات نے کام کرنا چھوڑ دیا.

'یہاں کا محبت کرنے والا بہت بے وفا نکلا فرح. اس نے ایک معصوم دل کو توڑا ہے'. فرح کے ذہن میں مایا کی اس دن والی باتیں گونجیں جو وہ آخری بار کہہ گئی تھی.

"تو کیا یہ مایا نے ابو بکر کیلیئے نہیں کہا تھا؟ کیا مایا اسے آفروز کے بارے میں اشارہ دے رہی تھی؟ وہ کیسے نہ سمجھی؟ بے وفا ابو بکر نہیں تھا. مایا اور آفروز تھے؟"

'میں کوئی مسئلہ حل نہیں کرنا چاہتی فرح'.

"کیونکہ اگر تم مسئلہ حل کرتی تو فیصلہ میرے حق میں ہوتا". فرح کی آنکھ سے آنسو لڑھکنے لگے.

'یہاں کے پانی نے اسے بے وفا کر دیا'.

"تم آفروز کی بات کر رہی تھی؟ اور میں ابو بکر سمجھ بیٹھی". فرح نے دیوار کا سہارا لیا.

'شاید میں واپس نہ لوٹوں. میں وہاں سے واپس کبھی نہیں لوٹنا چاہتی'.

"کاش تم نہ لوٹ کے آتی, میرا بھرم ہی رہ جاتا. میں اپنے شوہر کے ساتھ ساتھ اپنی دوست کو نہ کھوتی".

"یہ فرح ہے, نہایت معصوم اور سب کی مدد کرنے والی".

'اور تم نے اس بات کا فائدہ خوب اٹھا لیا'! اپنی نم آنکھوں کو صاف کرتی وہ پلٹ کر میر کی طرف بڑھی.

"چلو میر, ہمیں گھر چلنا ہے". جبرئیل کا ہاتھ تھام کر فرح نے میر کو چلنے کا کہا.

"ہم پاپا کی طرف نہیں جائیں گے؟ "میر کو حیرت ہوئی. فرح ایسی نہیں تھی کیونکہ وہ کسی کو سر درد میں بھی پاتی تو کسی کے اس سے لاکھ بغض سہی, وہ مدد کیلئے دوڑی چلی جاتی تھی. اور یہ تو اس کا شوہر تھا.

"میں کہیں نہیں جاؤں گا, ماما اکیلی ہیں". جبرئیل نے معصوم سی مزاحمت کرنا چاہی.

"ہم شام کو پھر سے آئیں گے. دیکھو ابھی آنٹی ہیں نا یہاں پر". فرح نے راحیلہ بھابھی کی طرف اشارہ کیا جو اب کسی نرس سے بات کر رہی تھی.

"ہم ابھی کہاں جا رہے ہیں؟ "جبرئیل مدھم پڑا, اس کے پاس اور کوئی چارہ بھی نہیں تھا.

"تم آفروز کو کیا بلاتے ہو؟ "اس کا ہاتھ پکڑ کر آہستہ آہستہ قدم اٹھاتے ہوئے فرح نے پوچھا.

"ڈیڈ "!میر اسکی معصومیت ہی دیکھ کر رہ گیا.

"تو ہم تمہارے ڈیڈ کے گھر جا رہے ہیں". فرح نے مسکراتے ہوئے اسے ہمت دی. کوئی اور عورت ہوتی تو کبھی بھی اسے قبول نہ کرتی. مگر وہ عبدالکریم خان کی بیٹی تھی. ہر فرد کو کٹہرے میں کھڑا کرنا اسکی شان کے خلاف تھا.

"آپ دکھی ہیں؟ "میر آج پھر سے کٹنگ بورڈ پر پھل کاٹ رہا تھا اور فرح کچن میں موجود چھوٹی میز پر بیٹھ کر پکوڑوں کیلئے آلو کاٹ رہی تھیں تاکہ ہسپتال افطاری بھیجی جا سکے .میر کو فرح کی خاموشی کاٹ کھانے کو دوڑی تھی .

"رنج ہے مجھے ,مگر اس بات کا نہیں کے آفروز نے مجھے دھوکا دیا ہے ". تبھی کچن کی طرف آتا ہوا جبرئیل ٹھٹھک کر پیچھے ہی رک گیا تھا" .میرا دل دکھا تھا جب میں نے اپنی ہی دوست کو مجھے دھوکا دیتے دیکھا .وہ دن جب مجھے پتا چلا تھا کے اسکے منگیتر نے اسے چھوڑ دیا ہے ,اس سے اگلی کئی راتیں میں نے یہ سوچتے گزار دیں تھیں کے اس ظالم کو میری پیاری دوست کا دل دکھاتے رحم نہیں آیا ہو گا؟ مگر میں نہیں جانتی تھی کے وہ جسے دھوکا دیا جا رہا ہے وہ میں ہی ہوں ".فرح نے چھری اور آلو دونوں ٹرے میں رکھ کر اپنی توجہ میر کی طرف کر دی تھی .میر بھی کاؤنٹر سے ٹیک لگا کر اپنی ماں کو سننے لگا.

"مجھے آفروز نہیں چاہیئے میر ,پھر میں اس کے نہ ملنے کا دکھ کیوں کروں .میں اندھیرے میں رکھی گئی ہوں ,دھوکہ دی گئی ہوں ,پیٹھ پیچھے وار کی گئی ہوں .کیا یہ کافی نہیں ہے رنج کرنے کو؟ "فرح خاموش ہو گئی .پھر ایک خیال آنے پر وہ میر کی طرف دیکھنے لگی.

"تمہیں برا تو نہیں لگا میں اٗفروز کے بیٹے کو ساتھ لے آئی ہوں؟ "فرح اپنے شک کی تردید چاہتی تھی.

"اور بھلا مجھے کیوں برا لگے گا؟ "میر نے حیرت سے اپنی ماں سے سوال کیا.

"کیونکہ "...فرح کو سمجھ نہ آئی وہ کیا کہے.

"کہ وہ مایا آنٹی کا بیٹا ہے؟ "میر نے ابرو اچکا کر سوال کیا, مگر مایا سر بھی نہ ہلا سکی" .میری نظر میں وہ معصوم ہے .میری نظر میں اگر کوئی قصوروار ہے تو وہ صرف پاپا ہیں .باقیوں کو حق تھا اپنی زندگی میں آگے بڑھنے کا, پاپا کو حق نہیں تھا کے وہ میری ماں کیساتھ سولہ سال کھیلتے ".کہہ کر وہ فرح کے جواب کیلئے رکا نہیں تھا .فوراً پلٹ کر اس دفعہ زیادہ تیزی سے پھل کاٹنے لگا .فرح بھی خاموشی سے آلو کاٹنے لگی اور جبرئیل, وہ وہیں سے پلٹ گیا.

'اٗفروز مجھے چھوڑو میں فرح نہیں ہوں جو خاموش رہے گی '.جبرئیل واپس بیڈ پر لیٹ گیا .

اس کے کانوں میں آوازیں گونجنے لگیں.

'میں نے پہلے ہی اسے کسی سے چھینا ہے'.

"کیوں چھینا آپ نے مومی؟ "وہ یک ٹک خلا میں گھورنے لگا.

'کسی کو دھوکا دیا میں نے'.

"وہ آپکی فرینڈ تھیں".

'اسکا گھر برباد کر دیا'.

"پوری طرح "!جبرئیل کروٹیں بدلنے لگا.

فرح ہسپتال افطاری لے کر گئی تھی مگر وہ مایا سے ملنے آئی تھی .اَفروز کو دیکھنے کیلئے اس نے میر کو ہی بھجوا دیا تھا .مایا کو ہوش آ گئی تھی مگر اس کی حالت ابھی بھی سیریئس تھی .اس لئے وہ فرح سے ملنا چاہتی تھی.

فرح اور جبرئیل اس کے بیڈ پر دائیں جانب کھڑے تھے ,جبرئیل کو فرح کے حصار میں دیکھ کر مایا مسکرائی ,مگر فرح اس کے جسم کو بری طرح زخمی دیکھ کر مسکرا بھی نہ سکی .البتہ جبرئیل کو وہ خاص طور سے سمجھا کر لائی تھی کے وہ مایا کو دیکھ کر نہیں روئے گا .ورنہ مایا کی حالت بگڑ سکتی ہے اور وہ سمجھ بھی گیا تھا.

"فرح "مایا بمشکل بول پائی ,اس کی آنکھ سے ایک آنسو لڑھکا.

"تم یوں بول کر خود پر ظلم مت کرو ". فرح اتنی ہی دیر اپنی دوست سے ناراض رہ سکتی تھی.

"میں نے ....جبرئیل... تمہیں سونپا "مایا کا ایک ایک لفظ اس پر بھاری ہو رہا تھا.

"تم سمجھو یہ میرا بیٹا ہے. لیکن تمہیں ابھی بولنے کی ضرورت نہیں ہے". فرح نے اسکی حالت دیکھ کر بمشکل اپنے آنسو روک رکھے تھے.

"معاف... کر دو". جبرئیل مگر اپنے آنسو روک نہیں پایا تھا.

"میں نے دل میں کوئی گرد نہیں رہنے دی مایا, میں نے سب معاف کر دیا تمہیں. مگر تم ایسے بولو گی تو جبرئیل کو کیسے ہمت ملے گی؟" فرح نے آنسو ضبط کیے تو گلے میں آنسوؤں کا گولہ بن گیا جو اسے اذیت دے رہا تھا.

"جبرئیل کو ... میر کی طرح تیار کرنا". فرح سے مزید برداشت نہیں ہوا اور آنسو زاروقطار اس کی آنکھوں سے بہنے لگے.

"میرا گھر ہے نا"...مایا اونچے اونچے سانس بھرنے لگی" وہ ...وہ"...

"مایا خاموش ہو جاؤ تم ٹھیک نہیں ہو". فرح بوکھلا گئی.

"سنو !وہ جبرئیل کی امانت"...مایا سے مزید بولا نہ گیا اور تیز تیز سانس بھرنے لگی, فرح باہر ڈاکٹر کی طرف لپکی اور جبرئیل اپنی ماں کی طرف. تھوڑی ہی دیر میں ڈاکٹر آئی سی یو میں آئے اور فرح کیساتھ ساتھ جبرئیل کو بھی باہر نکال دیا.

"جبرئیل چپ ہو جاؤ, تمہاری مومی بہت بہادر ہیں, وہ جلدی ٹھیک ہو جائیں گی". فرح جبرئیل کو خاموش کروانے کی کوشش کرنے لگی.

"ماما؟ "فرح جبرئیل کو خاموش کروا چکی تھی اور مایا کی حالت بھی سنبھل چکی تھی جب میر اپنی ماں کے سامنے آن کھڑا ہوا تھا.

"میر کیا ہوا؟ "فرح میر کے سامنے کھڑی ہو کر اپنا چہرہ اٹھا کے میر کو دیکھنے لگی. میر کے تاثرات اسے کوئی اشارہ دے رہے تھے". نہیں میر؟ "اس کے تاثرات سمجھتے ہوئے فرح نفی میں سر ہلانے لگی جبکہ میر کی آنکھوں سے نکلتے آنسو اس کی نفی کی تردید کر رہے تھے.

"نہیں میر, تم یہ مت کہنا "!فرح کی آنکھوں سے گرتے آنسوؤں میر کو مزید غمگین کر رہے تھے. فرح نے روتے ہوئے اپنا چہرہ میر کے سینے میں چھپا لیا اور میر نے بھی اپنا حصار فرح کے گرد مضبوط کر لیا. اسے یقین نہیں آ رہا تھا, وہ بیوہ ہو چکی ہے؟

"ایکسکیوز می؟ پیشنٹ مایا خان کے ساتھ آپ تھے؟ "ڈاکٹر کی آواز نے میر کو متوجہ کیا جب فرح نے اپنا سر ہٹا کر میر کو مڑنے کی اجازت دی.

"یس؟ "میر نے آنکھیں صاف کر کے مڑتے ہوئے ڈاکٹر کو جواب دیا.

"وی آر سوری, شی اِز نو مور"!

یہ وہ دن تھا جب میر اور فرح کی آزمائش کے دن شروع ہوگئے تھے .میر اور فرح کے بدلنے کا وقت آ گیا تھا.

تدفین کے اگلے دن ہی شہروز زمان خان نے فرح کو گھر بدر کر دیا تھا اور وراثت کا حصہ دینے سے انکار کر دیا تھا .میر جتنا بھی مضبوط سہی ,پندرہ سال کی عمر میں اپنا حق نہیں نکلوا سکتا تھا .فرح نے واویلا کیا مگر وہ قانون سے ناواقف تھی ,سو اپنا حق نہیں چھڑوا سکی اسلئے اپنا حق چھوڑتے ہوئے اپنے ابا کے گھر میں پناہ لے لی اور عدت گزارنے لگی .ان دنوں جبرئیل کو سنبھالنا اور اسے صبر دلانا میر اور فرح کیلئے بہت چیلنجنگ تھا کیونکہ اس کا نقصان سب سے زیادہ ہوا تھا .مگر میر نے اپنے غموں کو پسِ پشت ڈال کر یہ سب بھی ایسے ہی انجام دیا جیسے نانا جان اس کیلئے کیا کرتے تھے .اسلئے جبرئیل کا فرح اور میر کے قریب ہوتے جانا فطری تھا.

ابھی سبز آنکھوں والے آفروز کو گئے بمشکل دس دن ہی گزرے تھے جب انکے گھر سبز آنکھوں والی ننھی سی شہزادی آئی .جبرئیل کو فرح نے اجازت دی تھی کے وہ اسکا نام زینب رکھ سکتا ہے .جہاں میر پھولے نہ سما رہا تھا ,وہیں جبرئیل کی بھی ساری توجہ زینب نے لے لی

تھی .اگر یہ کہا جائے کے جبرئیل نے اپنے دن کا نناوے فیصد اس بچی کو دے رکھا تھا تو بالکل بھی غلط نہ ہو گا .ہاں مگر فرح اپنی جمع پونجی ہسپتال میں لگا چکی تھی .

میر کے میٹرک کا رزلٹ آ چکا تھا اور اسکا نام بھی اچھے کالج کی لسٹ میں آ چکا تھا ,لیکن ادا کرنے کیلئے فیس نہیں تھی .فرح اپنا زیور بیچنا چاہتی تھی مگر میر نے اسے ایسا کرنے سے منع کر دیا.

"ماما مجھے تھوڑا ٹائم چاہیئے ".میر کو جب کچھ سمجھ میں نہ آیا تو اس نے جاب کرنے کی ٹھان لی .خواہ وہ کسی بھی نوعیت کی کیوں نہ ہو.

"نہیں میر ,میں تمہیں تمہارے مستقبل کے ساتھ کھیلنے کی بالکل اجازت نہیں دوں گی ".فرح اپنے آج کیلئے میر کا ہمیشہ برباد کرنے کے حق میں نہیں تھی.

"ماما آئی پرامس ,میں اپنی اسٹڈیز ضرور کمپلیٹ کروں گا ,آپ پلیز منع مت کریں ".مقابل بھی میر تھا اس نے جیسے تیسے فرح کو منا لیا تھا .مگر میٹرک کی ڈگری کیساتھ اتنی جلدی کوئی جاب ملنا بھی مشکل تھا .اس کے ساتھ ساتھ فرح نے اپنے اوپر کے پورشن کیلئے کرائے دار

ڈھونڈنا شروع کر دیئے تھے جو ایک بیڈ روم اور ایک کچن کیساتھ چھوٹے سے واشروم پر ہی محیط تھا.

تنگ دستی نے ایسا قدم رکھا تھا کے ننھی زینب کے پینے کو دودھ بھی نہیں ہوا کرتا تھا. ایسی حالت میں جب جبرئیل سے برداشت نہ ہوا تو اسے ایک ہی راستہ سوجھا, جو غلط راہ پر جاتا تھا!

"جے بی؟ یہ دودھ کا پیکٹ کہاں سے آیا ہے؟ "میر نے جبرئیل سے پوچھا تو فرح پریشان ہو گئی, اتنا سا بچہ کہاں سے دودھ کا پیکٹ لا سکتا ہے بھلا؟

"یہ میں نے اَرن (earn) کیا ہے ". جے بی نے بنا ڈرے جواب دیا.

"تم نے یہ کیسے اَرن کیا ہے؟ "فرح کو ہول اٹھ رہے تھے, کہیں جبرئیل نے کوئی غلط کام تو نہیں کیا؟

"ماما, شاپ والے انکل نے مجھے دو گھروں میں سامان دے کر آنے کو کہا تھا. اور پھر انہوں نے مجھے یہ دے دیا ". جبرئیل نے اتنی صفائی سے جھوٹ بولا تھا کے فرح کو یقین آ ہی گیا.

"جبرئیل, تمہیں یہ سب کرنے کی ضرورت نہیں ہے. میر ہے نا,ماما بھی ہیں. آئندہ تم ایسا کچھ نہیں کرو گے. ٹھیک ہے؟ "فرح نے جبرئیل کو سمجھانا چاہا. لیکن اگلے ہی دن زینب کو روتے ہوئے دیکھ کر جبرئیل نے ساری نصیحتیں پسِ پشت ڈال کر دوبارہ شاپ کا رخ کر لیا.

"جے بی کیا کل ماما نے تمہیں منع نہیں کیا تھا؟ "میر کو اس بار کچھ بہت بری طرح کھٹکا تھا.

"دیکھا نہیں تم نے؟ زینی ایسے روتی ہوئی تمہیں اچھی لگ رہی ہے؟ "جبرئیل حیران ہوا, کیا میر کو روتی ہوئی زینی اچھی لگ رہی تھی؟

"اسکا مطلب یہ نہیں ہے کے تم چوری پر اتر آؤ". میر نے ہوا میں تیر چلایا تھا جو کہ صحیح نشانے پر لگا تھا.

"تم یہ بات ماما کو نہیں بتاؤ گے, ہے نا؟ "جبرئیل سہم گیا تھا. آخر تھا تو وہ ایک بچہ ہی.

"جبرئیل؟ "فرح پہلے ہی حیرت زدہ سی ساری بات سن چکی تھی اور جبرئیل کا سارا خون تو جیسے نچڑ گیا تھا.

"تم نے چوری کی؟ "فرح نے جبرئیل کا چہرہ ٹھوڑی سے اوپر اٹھاتے ہوئے پوچھا.

"ماما زینی رو رہی تھی". مگر جبرئیل نے نظریں جھکا لیں.

"تب بھی تمہیں چوری کی اجازت نہیں تھی جبرئیل ". فرح نے پھر سے جبرئیل کا چہرہ اوپر اٹھایا .اس بار جبرئیل کی نظریں جھکی نہیں تھیں.

"ماما کچھ بھی نہیں ہو گا .اگر کچھ ہونا ہوتا تو اللہ تعالیٰ کل ہی روک لیتے .مگر انہوں نے آج بھی نہیں روکا ". فرح گھبرا گئی .وہ جس کی تربیت میں میر ہلکان ہو رہا تھا ,اس کا ذہن یہ کیسی باتیں بننے لگا تھا؟

"جبرئیل یہاں بیٹھو ". فرح نے جبرئیل کو صوفے پر بٹھایا اور خود اسٹول کھینچ کر اس کے سامنے بیٹھ گئیں .

"تمہیں پتا ہے اگر تم نے گناہ کیا اور اللہ تعالیٰ نے تمہیں وہ کرنے دیا ہے تو اسکا کیا مطلب ہے؟ "فرح نے جبرئیل کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں تھام کر اسے اعتماد میں لینا چاہا.

"اسکا مطلب ہوتا ہے کے " ...جبرئیل نظریں جھکا کر فرح کے گرم ہاتھوں کی طرف دیکھنے لگا ,جس سے اس میں بولنے کا حوصلہ آیا تھا" کے ہمیں معافی مل جائے گی ایسا کرنے کی .یا ہمیں ایسا کرنے کی اجازت دی جاتی ہے ". نظریں ہنوز جھکا رکھی تھیں ,وہ نہیں جانتا تھا کے اپنے گناہ کو کیسے جسٹیفائی کرے.

"نہیں جبرئیل "!فرح نے نفی میں سر ہلایا تو جبرئیل سر اٹھا کر فرح کی طرف دیکھنے لگا.

"جانتے ہو کیا ہوتا ہے؟ "فرح نے ابرو اچکا کر جبرئیل سے استفسار کیا. جواباً وہ بھی نفی میں سر ہلانے لگا.

"ہم جب چغلی ,چوری , جھوٹ , تہمت ,فحاشی ,طعنہ زنی اور دوسرے گناہ کرتے ہیں تو یہی سوچ کر کرتے ہیں کے ہمیں اس کی بھی معافی مل جائے گی یا پھر کہتے ہیں کے اس بار کر لیں ,پھر نہیں کریں گے .مگر پھر سلسلہ نہیں رکتا .پھر پتا ہے کیا ہوتا ہے؟ ہم نا محسوس انداز میں کفر کی طرف دھکیلے چلے جاتے ہیں ".فرح نے چہرہ اٹھا کر میر کی طرف دیکھا جو دونوں ہاتھ جیبوں میں ڈالے فرح کو دیکھ رہا تھا .پھر فرح نے دوبارہ جبرئیل کی طرف نظریں موڑ لیں.

"ایسے لوگ جو مستقلاً گناہ کیے جا رہے ہوتے ہیں اور بالآخر کفر تک پہنچ جاتے ہیں ,پتا ہے اللّٰہ تعالیٰ نے ان کیلئے کیا فرما رکھا ہے؟ "فرح نے جبرئیل کا چہرہ اپنے دونوں ہاتھوں میں تھام لیا.

"جن لوگوں نے کفر اپنا لیا ہے ان کا شہروں میں) خوشحالی سے (چلنا پھرنا تمہیں ہرگز دھوکے میں نہ ڈالے .یہ تو تھوڑا سا مزہ ہے) جو یہ اڑا رہے ہیں ,(پھر انکا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ بدترین بچھونا ہے".

سورت اٰل عمران197-196 :

"دیکھا تم نے جبرئیل !اللہ تعالیٰ کیلئے مشکل نہیں ہے کے وہ کسی کو گناہ سے روکیں .اور نہ ہی گناہ کرنے والا انکا فیورٹ ہوتا ہے جسے وہ ڈھیل دے رہے ہوتے ہیں .جب گناہ کرنے والا کفر کی طرف دھکیل دیا جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کافروں کو اس لئے ڈھیل دے رہے ہوتے ہیں کیونکہ انکے لئے پہلے ہی آگ تیار کر رکھی ہے .جسے اللہ تعالیٰ خوبصورت جنت کہہ رہے ہوتے ہیں ,ہم اس جنت کا گمان کرنے کے قابل نہیں تو سوچو !جسے اللہ نے بدترین کہہ دیا ہے کیا اس کی تاب لا سکتے ہو؟ "جبرئیل ڈر گیا تھا .فرح یہی کرنا چاہتی تھی .وہ اسے فرقان سے متعارف کروانا چاہتی تھی جو صحیح اور غلط میں فرق کرنے والا تھا.

"جبرئیل !اس دنیا میں موجود چیزیں ہمارے گمان میں ہو سکتی ہیں ,اسلئے یہاں کی سختیاں شاید ہم برداشت کر سکتے ہیں .لیکن جس دنیا کا ہم گمان نہیں کر سکتے ,اس دنیا کی صرف اچھائی ہی جمع کرو ".فرح نے سر ہلا کر جبرئیل سے تصدیق چاہی.

"کیا اب اللہ تعالیٰ مجھے کفر کی طرف دھکیل دیں گے؟ "جبرئیل خوفزدہ ہوا.

"اگر تم اللہ تعالیٰ کا فیورٹ پرسن بننے کیلئے اسٹرگل کرو گے تو اللہ تعالیٰ کبھی بھی تمہیں اپنے صحیح راستے سے الگ نہیں ہونے دیں گے ".فرح خوش تھی کے جبرئیل سمجھ گیا تھا.میر بھی مسکرایا.

"کیا مجھے اللہ تعالیٰ سے سوری کرنا پڑے گی؟ "جبرئیل کو ایک نئ فکر لاحق ہوئی.

"یہ تم پر ڈیپینڈ کرتا ہے جبرئیل کے تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنی بانڈ ویک رکھنا چاہتے ہو یا اسٹرانگ ".فرح نے نامحسوس انداز میں جبرئیل کو ہدایت دکھا کر فیصلہ جبرئیل کے ہاتھ میں ہی تھما دیا.جبرئیل سر ہلاتا اپنے اور میر کے کمرے کی طرف دوڑا تھا.فرح اسے مسکراتے ہوئے دیکھ کر جبرئیل کی جگہ پر آ بیٹھی.میر بھی اب فرح کے ساتھ بیٹھ گیا.

"

اس نے چوری کی تھی ماما. آپ نے نہ تو اسے مارا ہے اور نہ ہی ڈانٹا. حالانکہ جب مجھے پتا چلا تو مجھے بہت غصہ آیا تھا". میر اپنی ماں کے ظرف پر ایک بار پھر سے حیران ہوا.

"بچے شفاف پانی ہوتے ہیں. اس میں جو رنگ بھرو گے یہ اسی رنگ کا ہو جائے گا. پھر تیار رنگین پانی میں آپ کو اپنا عکس اسی رنگ کا نظر آتا ہے جو رنگ آپ نے اس میں ڈالا ہوتا ہے". فرح نے مسکراتے ہوئے میر کو سمجھایا. آج میر کو لگا پھر سے اس کے نانا جان بول اٹھے ہیں.

"مجھے پرائیویٹ اسکول میں جاب مل گئی ہے, کل سے میرا پہلا دن ہے". فرح نے میر کو آگاہ کیا" .اب تمہیں اپنی پڑھائی چھوڑنے کی ضرورت نہیں ہے. عدنان بھائی) فرحین کے شوہر(نے جبرئیل کے گھر کو کرائے پر چڑھانے کا ذمہ لے لیا ہے اور تمام کاغزی کاروائی بھی وہی کروالیں گے, انکے جاننے والے بھی وہیں اسلام آباد میں ہیں. جبرئیل کو میں اچھے اسکول میں بھیجوں گی اور اس کے اخراجات بھی اسی میں سے نکل آئیں گے. باقی کی رقم میں اس کے مستقبل کیلیئے جمع کر کے رکھوں گی". فرح جبرئیل کی طرف سے مطمئین ہو گئی تھی.

"اور زینی؟ اس کا کیا ہو گا؟ "میر کبھی بھی ڈے کیئر کے حق میں نہیں تھا.

"ابھی جتنے دن تم یہاں گھر پر ہو, تم زینی کو دیکھ لینا. پھر جب میں اسکول میں ایڈجسٹ ہو جاؤں گی تو زینی کو اسکول کے ڈے کیئر میں چھوڑ دیا کروں گی.

"ہرگز نہیں ماما, زینی ڈے کیئر میں نہیں رہے گی ".میر تیار نہیں تھا.

"اچھا میر ابھی صبر کرو, کوئی راستہ نکل آئے گا. مگر ابھی میرے لئے مشکلیں مت بڑھاؤ ". فرح تھک چکی تھی شاید.

"آپ ریسٹ کر لیں ماما. اور شام کو ایک فیملی اوپر والا پورشن دیکھنے آئے گی. آپکو مسئلہ تو نہیں ہے؟ "فرح اپنی جگہ سے اٹھی تو میر بھی اٹھ کھڑا ہوا. فرح نے مسکراتے ہوئے نفی میں سر ہلا دیا. میر مطمئین ہوا تھا مگر یہ اطیمنان یہیں تک تھا.

شام کو چھوٹی سی فیملی گھر پسند کر کے جا چکی تھی. چونکہ اوپری پورشن مختصر تھا اسی لئے کرایہ کی رقم بھی بہت زیادہ نہیں تھی. مگر فرح کو ان حالات میں یہ رقم بھی غنیمت معلوم ہوئی جو مہینہ بھر کی گروسری کیلیئے بھی کم پڑ رہی تھی.

فرح کو اسکول جاتے ہوئے ابھی دو دن ہی ہوئے تھے جب اپنے ہی پرنسپل کے ہراس کرنے پر فرح نے گھبراتے ہوئے اسکول چھوڑ دیا مگر میر سے زکر بھی نہ کر سکی . یہ غم بھی اسے اندر سے کھانے لگا . میر کی پڑھائی ایک بار پھر سے ادھوری رہ جانے کا خدشہ اسے چھپ چھپ کے رونے پر مجبور کرتا.

مہینے کے آخر میں کرائے کے پیسوں کو بہت کفایت شعاری سے استعمال کرنے کے بعد بھی جب فاقوں پر آن پڑی تو اسے ایک بیکری میں جاب ملی . مگر چونکہ سارا عملہ میل تھا اس لئے فرح وہاں بھی زیادہ دیر تک نہ رک سکی اور چند ہی گھنٹوں میں نوکری چھوڑ کر گھر آگئی . وہاں میر بھی اپنی میٹرک کی سند کیساتھ جاب کیلئے مارا مارا پھرتا تھا جب میر نے ہی اپنی ماں کو اپنا چھوٹا سا کاروبار کرنے کا مشورہ دیا.

فرح سارا سارا دن کچن میں کھڑی رہ کر کھانا بنایا کرتی تھی اور میر وہ کھانا ڈبوں میں پیک کر کے لوگوں تک پہنچایا کرتا . فرح کا کھانا بہت مشہور ہوا تھا . کاروبار میں تھوڑی برکت ہوئی تو فرح ہر کھانے کیساتھ آرڈر دینے والے کو ایک ڈونٹ اپنی طرف سے بھجوایا کرتی . جس کی پھر بعد میں الگ سے فرمائیش ہونے لگی .

کھانا ڈیلیور کرنے کیساتھ میر نے سیکنڈ ہینڈ موبائیلز ڈیلنگ شروع کر لی تھی, حتّٰی کے اس کام میں اسے کافی خطرہ تھا مگر اس نے خطرہ مول لینا بہتر سمجھا. اب ان دنوں جب فرح کھانا بنانے میں مصروف ہوتی تو جبرئیل اسکول سے آتا ہی زینب میں مصروف ہو جاتا. شام میں فرح فارغ ہو کر زینب کو سنبھال لیتیں اور اس دوران میر جبرئیل کو پڑھایا کرتا تھا. رات میں جب فرح تھک چکی ہوتی تو میر کھیلنے کے بہانے سے زینب کو اپنے کمرے میں لے جاتا اور اسکی ڈیوٹی دیا کرتا. اس سارے عرصے میں فرح نے اپنے آپ کو چیلنجز دے دے کر تیار کیا تھا. کسٹومرز سے ڈیلنگ ہو یا چیزیں خریدنی ہوں, پلمبر, الیکٹریشن, یوٹیلٹی بلز, کرائے داروں کو ڈیل کرنا, یہ سب فرح نے اپنے ذمے لے لیا تھا. شروع شروع میں فرح کو بہت دقت ہوئی تھی, مگر اس نے خود کو وہاں لانا تھا جہاں اس نے سوچ رکھا تھا.

"ماما آپ کو یہ سب ڈیل کرنے میں مشکل آ رہی ہے تو آپ کیوں کر رہی ہیں؟ میں ہوں نا یہ سب ڈیل کرنے کیلئے". شروع کے دنوں میں جب کسی کسٹومر نے فرح کے ساتھ بدتمیزی کی تھی تو وہ دلبرداشتہ ہو گئی تھی. تبھی میر نے فرح کو یہ کرنے سے منع کیا.

"نہیں میر, ابا نے بھی اپنی محبت میں یہ غلطی کی تھی. اس کا انجام یہ ہوا کے آفروز کے گھر آنے کے بعد میں بالکل معزور ہو گئی. ہمارے معاشرے میں ہم سے محبت کرنے والے مرد

ہمیں اکثر اپنی محبت میں اپاہج کر دیتے ہیں . مگر ساتھ کھڑے ہونے میں اور کھڑا کرنے کیلئے ساتھ ہونے میں بہت فرق ہوتا ہے .ایک آپ کو کھڑا ہونا سکھا دیتا ہے تو دوسرا آپکو معزور کر دیتا ہے ".فرح میر کے سامنے آ بیٹھی.

"میر وہی شخص کامیاب ہوتا ہے جو اپنے چیلنجز کیلئے سارے راستے عبور کرنے پر ڈٹ جائے . ٹھیک ہے چیزیں مشکل ہوتی ہیں ,لیکن آپ اسٹرگل میں رہیں تو ایک وقت آتا ہے وہ مزید مشکل نہیں رہتیں ".پھر ایک لمبی آہ بھری" .میں نے اب تک جیسی بھی زندگی گزاری , لیکن میں اپنے بچوں کو ہر چیز سے لڑنا اور تیار رہنا سکھاؤں گی".

"یعنی آپ اسٹرگل کریں گی؟ حالانکہ آپ نے اپنی پوری عمر مردوں سے احتراز برتا ہے . اب کیسے مینیج کریں گی آپ؟ "میر واقعی فکرمند تھا.

"جب تک لڑکیاں اپنی نزاکتیں اتار کر ایک طرف نہیں رکھ لیتیں ,وہ ہمیشہ نازک ہی دکھیں گی .اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کو بھرپور قوتوں سے نوازا ہوتا ہے .انہیں استعمال کیسے کرنا ہے یہ انسان کے ہاتھ میں اللہ تعالیٰ نے دے رکھا ہے .ہم میں سے اکثر لوگ ان کا استعمال نہیں کرتے اور پھر کہتے ہیں کے اللہ نے یہ قوت ہمیں دی ہی نہیں ".پھر مسکراہٹ فرح

کے چہرے پر بکھری" .میر مجھے لگتا تھا کے مردوں کے ساتھ کام کرنے کیلیئے انکے ساتھ دوست ہونا ,فرینک ہونا بہت ضروری ہے .مگر میں سمجھ گئی ہوں ,مرد کیساتھ کام کرنے کیلیئے ان سے فرینک ہونا بالکل ضروری نہیں ہے .آپ باوقار رہ کر ,ایک فاصلہ رکھتے ہوئے بھی ان کے ساتھ کام کر سکتی ہیں".

یہ تب ہی تھا جب فرح نے بھانت بھانت کی بولی بولنے والے مردوں کو بھی ڈیل کرنا سیکھا تھا .اس نے اپنے اندر کی قوتیں اجاگر کی تھیں .وقت کا پہیہ چلتا رہا اور فرح نے اپنے گھر کا اوپری پورشن خالی کروا کے وہاں رہائش رکھ لی تھی ,اور نچلے حصے میں چھوٹی سی بیکری کا آغاز کیا تھا .جسے نام میر نے دیا تھا .

"ڈونٹ آورز "!کیونکہ فرح کے ڈونٹس میر کو اور سب کھانے والوں کو بہت پسند آتے تھے , اس لئے میر کو یہی نام اچھا لگا .فرح کو کاروبار اور اپنی ذات میں ترقی ملی تو پانچ سال ضائع کرنے کے بعد میر نے جبرئیل کیساتھ ہی انٹر کیلیئے اچھے کالج میں داخلہ لے لیا تھا .اپنی عمر پر میر کو ذرا بھی شرمندگی نہیں ہوتی تھی ,کیونکہ وہ فرح کا بیٹا تھا .جدوجہد کرنے والا .ہاں مگر اب پڑھائی اس کیلیئے تھوڑی سی مشکل ہو چکی تھی جس کیلیئے اسے عام انسان سے زیادہ محنت

کرنا پڑتی .یہ تبھی تھا جب میر کو باکسنگ میں دلچسپی ہوئی تھی اور اس نے اپنے شوق کو بھرپور طریقے سے سیکھا تھا.

وقت دوڑتا رہا اور حالات بہتر ہو گئے ,فرح کے کردار اور ذات میں پختگی آگئی تھی ,میر نے فرح کی جمع پونجی استعمال کرتے ہوئے جہاں بیکری کو مارکیٹ میں اچھی جگہ شفٹ کر دیا تھا وہیں گھر کی حالت بھی سدھار لی تھی .یونیورسٹی میں داخلہ لینے کے بعد فرح نے جبرئیل کا گھر اور اس کی تمام رقم اس کے حوالے کر دی تھی .اس رقم سے جبرئیل نے ایک پرائیویٹ سکول کی فرینچائز فرح کے نام سے خریدی تھی .پس بیکری کو میر دیکھ لیا کرتا اور اسکول کو فرح اور جبرئیل .اسی طرح ساتھ ساتھ فرح زینب کی بھی اچھی تربیت کرتی رہیں , تاکہ جن حالات سے فرح کو گزرنا پڑا ہے ,اگر کبھی زینب کو گزرنا پڑے تو وہ بلند حوصلوں سے گزرے.

ان کے بہترین ہوتے حالات دیکھ کر خاندان بھر کی لڑکیاں اب ان کے آگے پیچھے گھومنے لگیں تھیں .میر کے تایا جان نے بھی انکی طرف قدم بڑھا لیے تھے .فرح نے انہیں میر اور جبرئیل سے ملنے کو نہیں روکا تھا ,البتہ وہ خود دور ہی رہا کرتی تھیں.

مہرال کافی پی چکی تھی مگر میر کیلیئے یہ شہد والی کافی پینا بہت مشکل ہو چکا تھا ہاں لیکن اس نے مہرال کا دل نہیں توڑا تھا اور خاموشی سے ساری کافی پی لی .میر اسے اپنا سارا ماضی سنا چکا تھا,جتنا اسے معلوم تھا .مہرال حق دق اسے دیکھتی رہ گئی تھی .اگر مہرال نے کبھی اپنی تکالیف کسی کے سامنے ظاہر نہیں کی تھیں تو میر بھی انہیں کسی کے آگے پیش نہیں کیا کرتا تھا.

"مجھے تم پر رشک آتا ہے میر ".سنہری مگر ٹھنڈی دھوپ مہرال کی ہیزل آنکھوں میں پڑ رہی تھی.

"کیوں؟ "میر کو اچنبھا ہوا .اس لئے اس نے مہرال کو آنکھیں سکیڑ کر پوچھا.

"تم اور تمہاری ماما,اتنا سب سہنے کے بعد بھی اپنے رب کے شکرگزار کیسے ہو؟ "مہرال حیرت زدہ سی میر سے استفسار کرنے لگی.

"کیونکہ اللہ تعالیٰ ہمیں ایسے ہی چاہتے ہیں ".میر نے کندھے اچکا کر سادہ سا جواب دیا.

"کیونکہ تمہارے پاس نانا جان تھے ".مہرال نے بھی اسی کے انداز میں کندھے اچکا دیئے.

"تمہارے پاس بھی تو میر ہے ".وہ کہہ نہ سکا تھا, مگر سوچ کے رہ گیا.

"کیا سوچ رہے ہو میر؟ "مہرال نے جب کافی دیر اس کی آنکھوں کو خود پر مرکوز پایا تو وہ خود ہی پوچھ بیٹھی.

"کیا تمہیں ابھی بھی توکل کرنے میں مشکل آ رہی ہے؟ "میر فرح بیگم پر آزمائی جانے والی ٹرک اب مہرال پر آزمانے لگا تھا .اگر آپ کسی کے دماغ میں کچھ ڈالنا چاہتے ہیں تو یہ کام تب کریں جب وہ بہت ہی حساس ہوا ہو.

"مجھے لگتا ہے کے میں تمہاری ماما کی طرح صبر نہیں دکھا سکتی .مجھ میں اتنا صبر نہیں ہے جتنا ان میں ہے ".مہرال نے بے بسی سے کہا.

"جب کوئی کہتا ہے کے فلاں میں زیادہ صبر ہے اور مجھ میں نہیں ہے تو یقیناً وہ جھوٹ کہہ رہا ہوتا ہے .صبر سب میں ایک سا ہوتا ہے ,کوئی جدوجہد کر کے کر لیتا ہے اور جو نہیں کر پاتے ,وہ دراصل جدوجہد ہی نہیں کرتے .صبر بھی توکل ہی سے آتا ہے .تبھی آپ شکر کرنے کے قابل ہو سکتے ہیں ".میر کتنی آسان بات کرتا تھا؟ مہرال اسے دیکھ کر ہی رہ گئی.

"اگر میں توکل میں ہار گئی تو؟ "اب پھر سے اسے ایک نئ پریشانی نے آن گھیرا تھا.

"توکل ایمان کا ایک پہلو ہے ,جب آپ توکل کریں تو اللّٰہ تعالیٰ اسے آزماتے بھی ہیں . آپ پاس ہو جائیں تو آپکا درجہ بلند کر دیا جاتا ہے .لیکن اگر آپ گر جائیں تو ...تو اللہ تعالیٰ آپ کو اٹھا کر دوبارہ توکل کے امتحان سے گزرنے کیلئے تیار کرتے ہیں .یہ سلسلہ رکتا نہیں ہے , ایسے ہی چلتا ہے ,فرق یہ ہے کے بار بار پاس ہونے والوں کے درجات بلند ہوتے جائیں گے اور گر جانے والوں کو آسرا دے کر انہیں پھر سے اس راہ پر چلنا سکھایا جائے گا ".میر اٹھا تو مہرال بھی ساتھ ہی اٹھ کر چلنے لگی.

"اگر مجھے اللّٰہ نے گمراہوں میں سے چن لیا تو؟ "مہرال نے اپنا چہرہ میر کی طرف موڑ لیا تھا اور دونوں قدم قدم چلنے لگے.

"فیصلہ تمہارا ہے ".میر نے کندھے اچکا کر سارا بوجھ مہرال پر ڈال دیا.

"میرا فیصلہ کیسے ہے یہ؟ جب کے میں یہ بہت جگہ پڑھ چکی ہوں کے اللّٰہ تعالیٰ جسے چاہیں ہدایت دیتے ہیں اور جسے چاہے گمراہ کر دیتے ہیں ".تھوڑا بہت تو وہ بھی جانتی ہی تھی.

"پھر؟ آگے نہیں پڑھا تھا؟ "اس بار میر نے بھی اپنا چہرہ مہرال کی جانب موڑ لیا.

"کیا؟ "مہرال رک گئی .میر کو بھی رکنا پڑا.

"اللہ تعالٰی گمراہ بھی کرتے ہیں تو صرف انہیں جو نافرمان ہوتے ہیں ".اب کے میر کی آنکھوں میں دھوپ پڑنے لگی تو اس نے آنکھوں کو چھوٹا کر لیا .یہ سبز آنکھیں مہرال کو بہت پیاری لگی تھیں.

"تو میں فرمانبرداری اور شکر گزاری کیسے کروں؟ "اسکی آنکھوں میں ہی دیکھتے ہوئے مہرال نے پوچھا.

"ابراہیم علیہ اسلام کی طرح ".ہر بار کی طرح میر کے پاس جواب موجود تھا.

"وہ کیسے تھے؟ "مہرال ابراہیم علیہ اسلام کے بارے میں جانتی تو تھی مگر بہت زیادہ علم نہیں تھا.

"اسلمت لرب العلمین کہنے والے ".میر نے انکا کہا جانے والا کلمہ دہرایا.

"کیا یہ بھی اسی طرح کا کوئی میجک اسپ ... آئی مین ,جیسے رات کو ہوا تھا ".اب کے میر پھر سے چلنے لگا تھا,مہرال نے بھی ہاتھ سینے پر باندھ کر چلنا شروع کر دیا.

"نہیں ,اسکا مطلب ہے' ,اے تمام جہانوں کے رب ,میں نے آپ کے سامنے سر جھکایا '. انہوں نے اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنا سر جھکا دیا تھا ".اس ذکر نے میر کے چہرے کو روشن کر دیا تھا .مہرال یہ چمک صاف دیکھ سکتی تھی.

"یعنی میں نماز پڑھا کروں؟ "اس نے سر جھکانے سے مراد سجدہ ہی لیا تھا.

"وہ تو فرض ہے ,لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے .اسکا مطلب ہے کے اللہ تعالیٰ نے جو بھی حکم دیا ,اور جو بھی آزمائش ان کی طرف اتاری گئی ,اسے ابراہیم علیہ اسلام نے سر جھکا کر قبول کیا اور شکر کا دامن نہ چھوڑا ,وہ بھی بنا کسی اعتراض کے ".وہ دونوں گاڑی تک پہنچ چکے تھے .میر نے اسکی طرف والا دروازہ کھولا تو مہرال گاڑی میں بیٹھ گئی .پھر میر بھی دوسری طرف سے آ کر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا.

"اگر یہ سب کام نہ کیا تو؟ تم میری طبیعت کو جانتے ہو نا؟ "مہرال کو ڈر تھا کے وہ ہار ہی مان لے گی .اس لئے وہ پھر سے میر کی طرف دیکھنے لگی جو اگنیشن میں چابی ڈال رہا تھا.

"جو شخص اللہ کی مخلوق کے سامنے سر جھکاتا ہے نا ,صرف اسے ہی اللّٰہ کے آگے سر جھکانا گراں گزرتا ہے .مگر جس کا سر اللّٰہ کے آگے جھک جاتا ہے ,یہ ممکن ہی نہیں کے اس کا

ایک ذرہ بھی کسی مخلوق کے آگے سر خم کرنے پر راضی ہو ". میر کی بات مہرال کے دل میں گھر کر گئی تھی . کتنی آسانی سے میر نے اتنی مشکل بات سمجھا دی تھی . مہرال دیکھتی ہی رہ گئی . اس کا دل کے دھڑکنے میں روانی آگئی تھی اور لب کانپنے لگ گئے.

"کیا ابراہیم نے کسی مخلوق کے آگے سر نہیں جھکایا تھا؟ "ابراہیم علیہ اسلام کا ذکر اب مہرال کو بھی اچھا لگنے لگا.

"نہیں ,وہ آگ میں بھی اتار دیئے گئے تھے ,مگر انہوں نے مخلوق پر اللہ کو فوقیت دی تھی . ممکن ہی نہیں تھا کے انکا توکل انکے درجات نہ بڑھاتا ". میر نے مسکراتے ہوئے گاڑی نظامی مینشن کے سامنے روکی.

"تو کیا یہ انکا آخری امتحان تھا؟ "مگر مہرال کو گاڑی سے اترنے کی ہوش ہی نہیں تھی.

"نہیں !اللہ تعالیٰ نے ابھی ان سے اور امتحان لینا تھے ,انکا توکل آزمایا گیا تھا . اس لئے اس روز اللہ نے آگ کو ان کیلئے ٹھنڈا کر دیا ". مہرال کیلئے یہ حقیقت بھی کھل گئی تھی.

"ایسا اس لئے تھا کیونکہ وہ نبی تھے ". مہرال نے اپنی طرف سے ایک آخری کوشش کی.

"اللہ نے اگر صرف انبیاء پر مہربانی دکھانی ہوتی تو اللہ تعالیٰ قادر تھے کے انہیں کوئی اور مخلوق پیدا کرتے .اللہ تعالیٰ انکے ذریعے ہمیں بتاتے ہیں کے کن کن باتوں پر اللہ قادر ہیں . اگر ہم بھی انبیاء کے نقشِ قدم پر چلیں تو ہمیں بھی اللہ کے ہاں سے ایسے ہی مدد آئے گی جیسے انکے لئے آیا کرتی تھی ".میر نے اطیمنان بھرے انداز میں کہا.

"مگر شرط توکل ہے ,رائیٹ؟ "مہرال سمجھ گئی تھی.

"تمہارا عبایا مجھ سے کل کھو گیا تھا .میں تمہیں دوسرا "...میر کہنے ہی لگا تھا جب مہرال نے بات کاٹی.

"ضرورت نہیں ہے اب ,میں اب جاب نہیں کر سکتی ".مہرال کندھے اچکا کر میر کا ٹریول مگ بھی پکڑتی ہوئی گاڑی سے اتر گئی .آج وہ گیٹ سے اندر داخل ہو گئی تھی ,مگر میر دیکھتا رہا تھا.

"ہیلو؟ "مہرال اسٹڈی ٹیبل پر بیٹھی اپنے فائینل پیپر کی تیاری کر رہی تھی جب شام کو اچانک زینب کی ماما کے نمبر سے کال آنے لگی .مہرال نے مسکراتے ہوئے فون کان سے لگایا مگر اگلے ہی لمحے اس کی مسکراہٹ غائب ہو گئی.

"ہ...ہیلو ,مہرال مجھے ...مجھے لے جاؤ ,زید نے مجھے سٹوریج روم میں بند کر دیا ہے ".زینب کی ٹوٹی پھوٹی روتی ہوئی آواز نے مہرال کو ہلا کر رکھ دیا تھا.

"وہاٹ؟ زینب کس نے؟ تم کہاں ہو؟ مجھے بتاؤ میں ابھی آ رہی ہوں ".ایک لمحہ نہیں لگا تھا مہرال کو فیصلہ کرنے میں .اس نے فون کان سے لگائے ہی اندھا دھند پورچ کی طرف دوڑ لگا دی.

"م ..میں بیکری کے اسٹوریج روم میں ہوں .ب ...باہر زید کیساتھ کوئی اور بھی ہے .میر بھائی " ...زینب نے اپنی سسکیوں کو دبانے کی کوشش کی" بھائی فون نہیں اٹھا رہے .تم جلدی سے آ جاؤ مہرال یہاں بہت اندھیرا ہے ".مہرال کے تو ارد گرد جیسے خود اندھیرا چھانے لگا تھا .اسے وہ دن شدت سے یاد آیا تھا جس دن مہرال کو اندھیرے میں بند کیا گیا تھا .

"تمہیں میں کچھ نہیں ہونے دوں گی زینی ,فون بند مت کرنا میں بس پہنچ رہی ہوں ". گاڑی تک تیزی سے پہنچتی ہوئی مہرال نے یہ بھی خیال نہ کیا کے وہ اس وقت معمولی سے گرین سویٹر اور کھلے بیج ٹراؤزرز میں ملبوس ہے .اس نے تیزی سے گاڑی کا دروازہ کھولتے ہوئے ڈرائیو وے پر ہی گاڑی زن سے بھگا دی تھی .مگر زینب فون بند کر چکی تھی .شاید اسے پکڑے جانے کا ڈر ہو.

"نہیں اللہ تعالیٰ ,آپ اسے کچھ مت ہونے دینا ,اسکی حفاظت کرنا ".وہ توکل کرنا چاہتی تھی . آنسو اس کے گال سے کب لڑھکنے لگے تھے اسے خود بھی اندازہ نہیں ہوا .وہ نہیں چاہتی تھی کے جس سب سے مہرال اس رات گزری تھی ,زینب بھی گزرے .وہ جانتی تھی کے اس وقت زینب کس خوف سے گزر رہی ہوگی .اس احساس نے مہرال کو گاڑی اور تیز بھگانے پر اکسایا .پندرہ منٹ میں وہ بیکری کے باہر پہنچ چکی تھی .گاڑی پارک کیے بنا ہی وہ تیزی سے اندر کی جانب لپکی تھی جہاں پر غیر معمولی قسم کا اندھیرا ہو رکھا تھا .

مہرال نے شیشے کا دروازہ زور سے دھکیلا جو کھل چکا تھا .بیکری میں مکمل اندھیرا تھا مگر مہرال کسی کی سرگوشیاں سن سکتی تھی جو اس کے آنے سے رک گئی تھیں .اس نے فوراً اپنے

موبائیل کی ٹارچ آن کی اور یہاں وہاں کسی کو ڈھونڈنے لگی. خوف کی لہر اسکی ریڑھ کی ہڈی میں دوڑ گئی تھی مگر وہ پلٹی نہیں.

"اے! کون ہے وہاں؟" لائٹ جب وہاں موجود دو نفوس پر پڑی تو ان میں سے ایک نے کرخت آواز میں پوچھا. مہرال کا حلق خشک ہوا.

"اسٹورتیج روم کہاں ہے؟" اسے سمجھ نہیں آیا کے وہ خود کیسے ڈھونڈے, اس لئے تیز لہجے میں کہتی وہ ان کے قریب آکر چلائی. ان میں سے ایک کو وہ پہچان چکی تھی, یہ وہی کل رات والا لڑکا تھا جو وہاں پڑھ رہا تھا, زید!

"بیکری ٹائم آف ہو چکا ہے, آپ جائیں یہاں سے". زید چلتا ہوا اس کے قریب آیا. وہ اس اندھیرے میں مہرال کو شاید پہچان نہیں پایا تھا.

"میں پوچھتی ہوں اسٹورتیج روم دکھاؤ مجھے". اس بار مہرال زور سے چلاتی ہوئی خود ہی روم ڈھونڈنے لگی جب ان میں سے دوسرا شخص اس کے راستے میں آیا جس نے اپنی ٹرٹل نیک سویٹر پر مفلر اور ٹوپی چڑھا رکھی تھی اور منہ میں غالباً کچھ چبا رہا تھا.

"بی بی ایک بار اثر نہیں ہوا؟ "مہرال کی لائیٹ زید کے کڑے تیوروں پر پڑی تو اسے زید اور اس شخص سے اور بھی خوف آیا .شاید اس نے اکیلے آ کر بہت بڑی غلطی کی تھی .مگر اچانک اس کے ذہن میں جھماکہ ہوا .موبائل جیب میں ڈالتی وہ الٹے قدموں دوڑی.

"پولیس؟ ہیلپ "!بیکری کا دروازہ کھولے وہ حلق کے بل چلا کر ان دو پولیس والوں کو متوجہ کروا چکی تھی جنہیں اس نے بیکری میں داخل ہوتے ہوئے دیکھا تھا .مگر اس سے پہلے کے وہ اسے دیکھتے ,مہرال کے منہ پر ہاتھ رکھ کر کسی نے اسے پیچھے کی جانب کھینچا تھا .مہرال بول نہ پائی مگر شدید جدوجہد کے بعد اس نے اپنا آپ چھڑوا لیا تھا .

"ذلیل انسان "!مہرال نے پلٹ کر اس شخص کو زوردار تھپڑ دے مارا .اور واپس دروازے کی طرف بھاگی مگر دروازے میں پہلے سے ہی زید کھڑا تھا.

"تم اتنے گرے ہوئے انسان تھے؟ "مہرال کی سانسیں اور دھڑکنیں تیز ہوئیں گویا ابھی دل پھٹ کر باہر آ جائے گا اور آواز لڑکھڑا رہی تھی.

"تمہیں میر نے اپنے پاس سے جاب دی ,اور تم؟ "وہ الٹے قدم چلتی اس شخص کے قریب ہوتی جا رہی تھی ,اور جب ایک قدم کا فاصلہ رہ گیا تو اس نے اسٹول کا سہارا لینے کیلئے اپنا دایاں ہاتھ بڑھایا اور لوہے کے اسٹول کو تھام لیا.

"تم گھٹیا شخص نمک حرام نکلے؟ "آخری الفاظ زور سے لب بھینچتے ہوئے اس نے دونوں ہاتھوں سے دائیں طرف سے جھک کر اسٹول اٹھایا اور برق رفتاری سے گھومتی ہوئی بائیں طرف موجود شخص کو پوری قوت سے دے مارا .جو زور سے کراہتا ہوا زمین پر جا گرا .مہرال کیلئے چونکہ یہ سب بہت غیر معمولی تھا اس لئے ایسا کرنے کے بعد اس کی چیخ ہوا میں بلند ہوئی تھی .اس سے پہلے کے زید آگے بڑھتا اس نے اسٹول زور سے زید کی طرف پھینکا اور اسے بھی زمین بوس کرتے ہوئے وہ باہر کے دروازے کی طرف لپکی جہاں سے پہلے ہی دو پولیس والے نمودار ہو چکے تھے.

"انسپکٹر صاحب ,ان دونوں نے ایک گیارہ سالہ بچی کو اغوا کر رکھا ہے ".مہرال نے ہانپتے ہوئے تیز تیز بتانا شروع کیا جیسے اس کی سانسیں ابھی پرواز کر جائیں گی.

"نعیم ,لائیٹس جلاؤ ".شاید سینیئر انسپیکٹر نے حکم جاری کیا تھا .بتیاں جلیں تو اوندھے منہ گرے ہوئے دونوں نفوس اب اپنے زخمی چہروں کیساتھ اٹھ چکے تھے اور چہروں کی ہوائیاں اڑی ہوئیں تھیں .اس سے پہلے کے انسپیکٹر خود آگے بڑھتے ,مہرال ان دونوں کی جانب دیکھے بنا وہاں موجود واحد دروازے کی طرف لپکی .وہ دروازہ فریمنٹیشن روم میں کھلا تھا . مہرال نے یہاں وہاں نظریں گھمائیں مگر وہاں کوئی بھی نہ تھا .لیکن اس روم کے تین دروازے تھے .ایک جہاں سے وہ داخل ہوئی تھی اور باقی دو میں سے کوئی ایک شاید اسٹورتیج روم کا تھا .مہرال دائیں طرف والے دروازے کی طرف پہلے بڑھی تھی .جہاں پر چٹخنی چڑھائی گئی تھی .مہرال نے ٹھنڈے پڑتے ہاتھوں سے دروازہ کھولا مگر اندر گھپ اندھیرا تھا .

"زینب؟ "اس نے اپنی کانپتی آواز کیساتھ جلدی جلدی جیب سے موبائل نکال کر ٹارچ جلا کر یہاں وہاں ڈھونڈنا شروع کیا ,وہاں زینب بے سدھ پڑی تھی .مہرال کے ہاتھ سے موبائل چھوٹ کر فرش پر جا گرا اور حلق سے ایک زوردار چیخ بلند ہوئی .مہرال تیزی سے زینب کی طرف لپکی اور اسے زور سے ہلانا شروع کیا.

"زینب !اٹھو دیکھو میں آگئی ہوں ".انسپیکٹر صاحب نے روم کی لائیٹ ڈھونڈ کر جلا دی تھی .زینب کسمسائی .آنکھیں ہلکی ہلکی لرزنے لگیں .مہرال کی جان میں جان آئی .وہ زندہ تھی .زینب زندہ تھی.

"زینب؟ "مہرال نے روتی ہوئی آنکھوں کو زور زور سے جھپک کر منظر صاف کرنا چاہا.

"مہرال؟ "زینب نے آنکھوں کو زور سے میچ کر کھولتے ہوئے اٹھ کر بیٹھنے کی کوشش کی.

"تم ٹھیک ہو زینب؟ "مہرال کی جان تو جیسے حلق میں آکر ٹھہر گئی تھی ,ایسی چیز جو آپ کے حلق میں اٹک جائے ,وہ آپکی سانسوں کو بند کرنے میں دیر نہیں لگاتی.

"تم نے اتنی دیر لگا دی مہرال ".مہرال کو کچھ کھٹکا تھا .شاید زینب کا رویہ .زینب بیہوشی سے اٹھی نہیں لگ رہی تھی .ایسا لگ رہا تھا جیسے...وہ سو کر اٹھی ہو.

"سِکس آوٹ آف ٹین "!یہ میر کی آواز تھی ,مہرال پلٹی تو شاکڈ رہ گئی .میر آف وائٹ باڈی فٹڈ سویٹر کیساتھ بلیک جینز پہنے اور بال دائیں طرف ماتھے پر گرائے ,ہاتھ میں ایک قلم پکڑے پوسٹ اٹ نوٹس پر کچھ لکھتا قدم قدم بڑھاتا اس کی طرف ہی آ رہا تھا .مہرال چند پل سمجھ ہی نہ پائی تھی کے آخر اس کے ساتھ کیا معاملہ ہوا ہے.

"دو مارکس تمہاری عقل کی کمی کے کٹ گئے ".میر سنجیدگی سے لکھتا ہوا مہرال کو ایسے بتا رہا تھا جیسے کوئی استاد اپنے شاگرد کو بتاتا ہے .مہرال بے یقینی سے اسے دیکھتی رہ گئی.

"دو مارکس تمہاری جلد بازی کے گئے ".میر منہ بسورتا لکھتے ہوئے نظریں اٹھا کر اب مہرال کو دیکھنے لگا .پھر اس کے کھلے منہ کو یکسر نظرانداز کرتا دوبارہ لکھنے لگا.

"دو مارکس تمہارے بہت جلد اعتبار کر لینے پر کاٹے ہیں ".اب میر نفی میں سر ہلا رہا تھا . مہرال کو سمجھ آ گیا تھا .اس کے ساتھ کھیل کھیلا گیا ہے ,اور اس میں زینب بھی شامل تھی؟ اسکی دوست بھی اس کے جزبات سے کھیلنے میں شامل تھی؟

"لیکن دو نمبر تمہاری پرفیکٹ ٹائمنگ کے ہیں ".اس دفعہ میر نے مسکراتے ہوئے کچھ لکھا .وہ دھوکا دے کر کیسے مسکرا سکتا تھا؟ مہرال کی آنکھ سے موتی ٹوٹا.

"اور دو نمبر تمہاری اس جرأت اور بہادری کے ہیں جو تم اپنے لئے کبھی استعمال نہیں کر پائی ".اب میر نے اپنی نظریں اٹھا کر افسوس سے مہرال کی طرف دیکھا تھا,لیکن اس کے گرتے آنسو دیکھتے ہوئے فوراً نظریں جھکا لیں .نہیں !یہ صحیح وقت نہیں تھا.

"اور دو بونس مارکس آپکو اس شاندار پرفارمنس کے دیئے جاتے ہیں جو بہت ہی غیر متوقع تھی "!اس بات پر میر نے خوب لطف اٹھایا مگر اس پرفارمنس سے زینب بے خبر تھی اس لئے ابرو اچکا کر مہرال کی پشت سے میر کو دیکھنے لگی.

میر قدم بڑھاتا ہوا آیا اور ایک پوسٹ اٹ نوٹ الگ کرتا مہرال کے ماتھے سے چپکا کر واپس پلٹ گیا جسے مہرال نے اپنے ہاتھوں سے نوچ کر اتارا.

"تھینکس انسپیکٹر صاحب "!میر نے مڑ کر مسکراتے ہوئے انسپیکٹر صاحب سے مصافحہ کیا اور انہیں روانہ کر دیا.تو کیا انسپیکٹر بھی اس دھوکے میں...؟

"آئی کانٹ بیلیو !تم دونوں اس حد تک کیسے جاسکتے ہو؟ "مہرال بے یقین سی آنکھوں سے آنسو ٹپکاتی سر نفی میں ہلانے لگی" .یو نو وہاٹ میر؟ تمہیں دوست سمجھ کر شاید میں نے بہت بڑی غلطی کی ہے".

"مہرال تمہیں جو نظر آیا ہے چیزیں ویسی نہیں ہیں ".ہاتھ کی پشت سے آنسو پونچھتی مہرال موبائل زمین سے آٹھاتی باہر کی طرف بڑھنے ہی لگی تھی جب زینب نے جاتی ہوئی مہرال کا ہاتھ پکڑ کر اسے روک لیا.

"میرا ہاتھ چھوڑو زینب ,میں نے جو دیکھ لیا وہ سمجھنے کیلئے کافی تھا ".مہرال پلٹے بنا ہاتھ چھڑوا کر تیز روی سے وہاں سے نکلی ,مگر بیکری کے ریٹیل ایریا میں رک کر ٹھٹھکی .وہاں جبرئیل کھڑا چہرے پر آئیس پیک رکھے زید کو ہدایات دیتا روانہ کر رہا تھا .اس نے اسٹول جبرئیل کے چہرے پر مارا تھا؟ جہاں وہ شاکڈ تھی وہیں اسے خوشی بھی ہوئی تھی.

"ویل ڈن مہرال "!خود کو داد دیتی وہ تیزی سے بیکری سے باہر نکل گئی تھی ,جبرئیل اسے تن فن کرتے باہر جاتا حق دق دیکھتا رہ گیا .شاید پلان غلط جانب چلا گیا تھا.

"جے بی !سنا ہے آج کل خوبصورت لڑکوں کی ہوائیں خراب ہو رہی ہیں ". آج صبح میر جب مہرال کو گھر چھوڑ کر واپس لوٹا تو کچن میں جبرئیل کیساتھ زینب پہلے سے موجود اپنا ناشتہ کرنے میں مصروف تھی .فرح بیگم اسکول جانے کیلئے تیار ہو رہی تھیں.

"مجھے تو خوب صورت لڑکا ہی خراب لگ رہا ہے ".جبرئیل نے کن اکھیوں سے فریج کی طرف بڑھتے میر کو دیکھتے ہوئے قدرے بلند آواز میں کہا.

"وہ بالبتوری چکر لگا گئی ہو گی ,ہے نا؟ "میر نے ایشل کا ذکر کیا جسے میر نے اپنا اور مہرال کا پیچھا کرتے ہوئے دیکھ لیا تھا .زینب کا منہ حیرت کے مارے کھلا ہی رہ گیا.

"تم دونوں میری بات سنو "!میر بھی ان کیساتھ میز کے آگے کرسی لگا کر بیٹھ گیا اور ایک گھونٹ بھر کے بوتل میز پر رکھ دی .جسے فوراً جبرئیل نے اچک لیا.

"مہرال کو ہماری ہیلپ چاہیئے ".صرف اتنا کہہ کر وہ ان دونوں کی طرف دیکھنے لگا جو بالکل خاموش ہو کر اب میر کو دیکھنے لگے تھے" .وہ بس ایک سراب میں جی رہی ہے .قصہ مختصر, اپنے سگے باپ سے الگ وہ گھریلو زیادتی کا شکار ہے .اس نے اپنا سب کچھ کھو دیا ہے .میں اسے حقیقت سے آشنا کروانا چاہتا ہوں .اسے سخت کاؤنسلنگ کی ضرورت ہے ".زینب اور جبرئیل کے لئے یہ بات بہت حیران کر دینے والی تھی .اسلئے وہ جی بھر کر شاکڈ ہوئے.

"اس کے باوجود کے وہ مجھے پسند نہیں کرتی ,کیا وہ میری مدد لے گی؟ "جبرئیل نے اپنی پریشانی کے تاثرات چھپاتے ہوئے میر کے سامنے ایک نیا مسئلہ رکھا.

"آف کورس ہمارا کسی کی مدد کرنا اس بات پر منحصر نہیں ہے کے کوئی ہمیں پسند کرتا ہے یا نہیں .اور خیر سے اب وہ تمھیں ناپسند بھی نہیں کرتی ".اس بار میر کے بولنے سے پہلے ہی زینب بول پڑی تھی.

"میں جتنا کر سکا,میں ضرور کروں گا .ماما نے بھی تو اسٹینڈ لیا تھا اپنے لئے .مہرال بھی لے سکتی ہے .ماما میں کانفیڈینس نہیں تھا.مہرال میں ہے ".جبرئیل نے کندھے اچکا کر میر کو جواب دیا.اب میر کی نظر زینب کی طرف گئی تھی,جو ابھی تک جبرئیل کو ہی دیکھ رہی تھی.

"اس نکمے سے کچھ نہیں ہونے والا .لیکن کہہ رہا ہے تو خیر !میں بھی تیار ہوں ".زینب نے بلند آواز میں کہا تھا. تبھی فرح بیگم کچن میں داخل ہوئیں.

"تیار کیسے ہو؟ بال تو بنائے نہیں,اسکارف بھی تمہارا کمرے میں ہے.زینی کتنی دیر لگا رہی ہو.ناشتہ کر رہی ہو یا پائے بنا رہی ہو؟"فرح بیگم کو وقت پر پہنچنے کی عادت تھی.مگر صبح صبح ہی زینی کی تازہ عزت افزائی ہوتے دیکھ جبرئیل کو بہت خوشی ہوئی تھی جو اس کے چہرے ہی سے جھلک رہی تھی.

"منحوس کہیں کا "!زور سے جبرئیل کو دھکا دیتی زینب کمرے کی طرف لپکی تھی مگر پیچھے میر اور جبرئیل کے بلند قہقہے باآسانی سن سکتی تھی.

"ہیلو بڈی "!اس سے پہلے کے مہرال گاڑی میں بیٹھتی ,زینب پہلے ہی دروازہ کھول کر گاڑی کی پیسنجر سیٹ پر بیٹھ گئی تھی اور فرح کے موبائل میں ایسے مصروف تھی جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو.

"تم یہاں کیوں آئی ہو؟ "کڑے تیوروں سے زینب کو ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ کر دیکھتی مہرال نے پوچھا.

"اب تم یہاں سے نکلتے ہی خودکشی کرنے چل پڑو گی ,ظاہر ہے زندگی میں ہر طرف سے دھوکہ مل رہا ہو تو ایسا کرنا فطری ہے ".زینب نے موبائل بند کر کے اب نظریں مہرال کی طرف گھمائیں.

"لیکن کیا تمہیں پتا ہے؟ تم اس میں بھی ضرور بیوقوفی دکھا دو گی .اس لئے میں تمہیں گائیڈ کر دوں گی .چلو سب سے پہلے کسی اچھی فارمیسی کے سامنے گاڑی روکنا .میں تب تک

تمہارے لئے ڈپریشن سے بھرے گانے ڈھونڈتی ہوں ".وہ پھر سے موبائل میں مصروف ہو گئی.

"زینب تم جاؤ ,فار گاڈ سیک !میں ایسا کچھ نہیں کرنے والی ".مہرال نے زور سے اپنے دونوں ہاتھ اسٹئیرنگ پر دے مارے.

"نہیں میں نہیں جا رہی مہرال فار گاڈ سیک "!اسی کے انداز میں زور سے اپنے دونوں ہاتھ ڈیش بورڈ پر مارتی زینب بضد ہوئی تھی.

"اور تم کیوں یہاں سے نہیں جا رہی؟ "مہرال کا صبر لبریز ہونے والا تھا مگر دانت بھینچتے ہوئے اس نے زینب سے پوچھا.

"کیونکہ تم یہاں سے وہاں نہیں جا رہی "!زینب نے بھی دانت بھینچ کر مہرال کو بیکری کی طرف اشارہ کیا.

"سارا ٹَبر نمونوں کا ہے ". گاڑی سے اتر کر گاڑی کو زوردار کک مارتی مہرال بیکری کی جانب بڑھ گئی.

مہرال اب بیکری کی چھوٹی ٹیبل پر پھر سے موجود تھی جہاں کل رات وہ اور میر تھے. مگر آج وہاں دو اور لوگوں کا اضافہ ہو چکا تھا. مہرال کے دائیں طرف زینب اور بائیں طرف اپنے گال کو آئس پیک سے سہلاتا جبرئیل تھا جبکہ میر سب کو چائے اور ڈونٹس سرو کر کے ابھی اس کے سامنے والی کرسی پر آ کے بیٹھا تھا. ان تینوں کو اچھے حلیے میں دیکھ کر مہرال کو اب اپنے حلیے کا اندازہ ہونے لگا تھا. مگر پھر سر جھٹک کر وہ اپنے سامنے پڑے ڈونٹ کی طرف متوجہ ہوئی, جس کا حلیہ اسے ان سب سے زیادہ پر کشش لگا.

"اہم "!میر نے بات کا آغاز کرنا چاہا.

"جو کہنا ہے جلدی سے کہو, میں ڈونٹ ختم ہوتے ہی چلی جاؤں گی ". مہرال نے کہتے ہوئے اپنے ڈونٹ سے ایک بائیٹ لی جس کے لذیز ذائقے نے اسکا سارا موڈ خوشگوار کر دیا. میر نے اپنا ڈونٹ بھی اسکی طرف کھسکایا جس کا مطلب سمجھتی ہوئی مہرال نے بمشکل اپنی ہنسی دبائی. البتہ جبرئیل نے اپنی نظریں اپنے ڈونٹ پر جھکا لیں, اس سے زیادہ دیکھ لینا شاید اس کیلئے ممکن نہ ہوتا.

"تم نے آج کے واقعہ سے کیا سیکھا ہے مہرال؟ "زینی نے اپنے ڈونٹ سے بائیٹ لیتے ہوئے بھرے ہوئے منہ سے ہی سوال کیا.

"یہی کے اچھی خاصی شکل کے دوست بھی دھوکا دے جاتے ہیں ".مہرال نے زینب اور میر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے مصنوعی خفگی سے کہا .لیکن جبرئیل پر بجلی تب گری جب مہرال نے میر کو بھی اپنا دوست کہا .

"میں تمہارے لئے کہاں ہوں مہرال؟ "وہ بس اتنا سوچ ہی سکا تھا .وہ تو اسکی طرف دیکھتی بھی نہیں تھی.

"بالکل نہیں !جو دھوکا دیتے ہیں وہ دوست نہیں ہوتے .اور میں نے دھوکا نہیں دیا تمہیں . میں بس تمہیں دکھانا چاہتا تھا کے تمہارے اندر وہ پاور ہے جو تم اپنے لئے استعمال نہیں کرتی ".میر نے آگے کو جھک کر مہرال کو سمجھانا چاہا جو کے اپنا ڈونٹ ختم کر چکی تھی.

"آہاں "!مہرال نے فوری طور سے آنکھیں بند کر لیں اور اپنے دونوں ہاتھوں کو میر کی سمت کر کے کندھوں تک اٹھایا.

"Expecto Patronum!"

مہرال نے ہیری پوٹر کا میجک اسپیل پورے جوش سے دہرا کر دونوں ہاتھوں کو زور سے میر کی جانب جھٹکا. مگر اس میں سے کوئی سفید روشنی نمودار نہیں ہوئی تھی. میر اسکی اس حرکت پر حقا بقا رہ گیا تھا جبکہ زینب اور جبرئیل پہلے دبی دبی اور پھر زوردار ہنسی ہنسنے لگ گئے.

"میری قوت کہاں ہے میر؟ "مہرال دونوں ہاتھوں کو اپنے چہرے کے قریب کر کے دیکھتی جیسے مایوس ہوئی.

"گائیز"!میر نے اپنے دونوں ہاتھ ٹیبل پر مارے" سنجیدہ ہو جاؤ سب ".مہرال سر جھٹک کے اپنا ڈونٹ ختم کرتے ہوئے اب میر کا ڈونٹ بھی پکڑ چکی تھی.

"تم نے جو آج ہمت دکھائی ہے,وہ صرف اس لئے تھی "...میر بولتا اس سے پہلے ہی مہرال بول اٹھی.

"کیونکہ مقابل زینب تھی,اور وہ میری دوست ہے.مجھے اس کے کھو جانے کا ڈر تھا".مہرال کو لگا اس سے پہلے کے میر کچھ بتائے,اسے خود ہی واضح کر دینا چاہیئے.

"بالکل !یہ سب اسلئے تھا کیونکہ تمہیں اپنی دوست کو کھونے کا ڈر تھا.مگر تم یہ اسٹینڈ اپنے لئے نہیں لے سکتی مہرال,پتا ہے کیوں؟ "میر نے مہرال سے سوال کیا.

"کیوں؟ "مہرال سمجھ نہیں پا رہی تھی کے آخر میر کا مقصد کیا ہے؟

"کیونکہ تمہیں اب مزید خود کو کھونے کا ڈر نہیں رہ گیا,یا شاید ڈر ہے لیکن جستجو ختم ہو چکی ہے ".یہ بات جبرئیل نے کی تھی .وہ سنجیدگی سے الفاظ ادا کرتا ہوا مہرال کو متوجہ کر گیا تھا .کیا یہ وہی کھڑوس ,مغرور ناک والا جبرئیل تھا جسے وہ جانتی تھی؟

"خود کو کھونے کا ڈر تو سب کو ہوتا ہے ".مہرال نے اسی لے میں کہا یہ سوچ بنا کے وہ جس سے بات کر رہی ہے وہ تو اسے کاٹ کھانے کو دوڑتا تھا.

"جن کو ڈر ہوتا ہے وہ جستجو بھی کیا کرتے ہیں مہرال ".جبرئیل نے مہرال کو ابرو اچکا کر جتایا .مہرال کو آج وہ بالکل برا نہیں لگا تھا .شاید یہ زینب اور میر کی موجودگی کا اثر تھا .وہ سوچ کر رہ گئی.

"میں نے بہت جستجو کی تھی ,مگر میں نے ہار مان لی ہے .ایسا تو نہیں ہے کے میں نے بنا کوشش ہی ہار مان لی ہو ".اس نے جبرئیل کی طرف دیکھ کر کندھے اچکائے اور اپنی چائے کا سِپ لیا .یہ میر کو اتنی اچھی چائے بنانا کس نے سکھائی تھی؟

"تم نے بیوقوفوں کی طرح کوشش کی ,اس لئے کبھی کامیاب ہی نہیں ہوئی ".اس دفعہ میر بولا تھا .اس طرح بلائے جانے پر مہرال کے تو سر پر لگی تلووں پر بجھی.

"اچھا؟ "کیسی بیوقوفی کی ہے میں نے؟ "مہرال نے بس جلتی آنکھوں سے میر کو قتل ہی نہیں کیا تھا,ورنہ کوئی کسر باقی نہیں تھی .زینب دبی دبی سی مسکرائی.

"جیسے آج ہی دیکھ لو ,جب صورتحال تمہارے سامنے آئی تو تم بنا کسی ہتھیار اور مدد کے ہی چلی آئی .یہ تمہاری پہلی غلطی تھی ".میر نے اسے یاد دہانی کروائی" . کبھی بھی !جب صورتحال ایسی ہو کے کوئی تمہیں شدید مدد کیلیۓ کہیں بلا رہا ہے تو مدد کیلیۓ' کچھ 'اور' کسی 'کو لئے بنا تنہا مت جائیں ".میر کی پہلی نصیحت نے مہرال کو واقعی ہی اسکی غلطی کا احساس دلایا.

"خاص طور پر جب آپ عورت ہوں ".زینب نے بھی لقمہ لیا,کیونکہ یہ شاید میر کو بتانا بھول گیا تھا.

"کیوں؟ کیونکہ عورت نازک ہوتی ہے اسلیۓ؟ "مہرال حیران تھی کے زینب بھی عورت کو نزاکتوں کی پٹاری سمجھتی ہے؟

"کیونکہ عورت ہمہ وقت عظمت و حیا کا پیکر ہوتی ہے ,اسلئے ".زینب نے ٹیبل پر قدرے آگے کو جھک کر مہرال کو سمجھایا.

"اور غلطی نمبر دو "!اب کے پھر سے جبرئیل بولا تھا" .اگر میں ہوتا تو بیکری میں داخل ہوتے ہی دروازے کیساتھ موجود سوئچ بورڈ سے لائیٹس آن کرتا .ایسا کرتے ہی تمہیں ساری بات سمجھ آ جاتی ,مگر تم شاید اندھیرے میں ہی رہ گئی ".جبرئیل نے ذو معنی بات کی.

"ہوں !نکمہ کہیں کا ,یہ فوراً زینب کو ڈھونڈتا تاکہ وہ جے بی کیلیئے لائیٹس جلا دے ".زینب نے طعنہ کسا مگر جبرئیل اثر لئے بنا ڈھیٹ بنا رہا.

"مجھے کیسے پتا ہوتا کے سوئچ بورڈ کہاں پر ہے؟ اتنا وقت مجھے کون دیتا؟ "مہرال کو اب کی بار جبرئیل بیوقوف لگا.

"یہ متوقع سی حقیقت ہے مہرال ,سوئچ بورڈز ہمیشہ داخلی دروازوں کیساتھ ہی کہیں ہوتے ہیں .تاکہ داخل ہوتے ہی جگہ روشن ہو جائے ".میر نے اسے نیچا دکھائے بنا ہی ایک نئی حقیقت سے آشنا کروایا لیکن مہرال کو اب کی بار اپنا آپ واقعی ہی بیوقوف لگا.

"وہ پولیس والے؟ کیا وہ بھی تم لوگوں نے ہائیر کیے تھے؟ "اچانک مہرال کو یاد آیا.

"نہیں ,وہ مزمل کو لینے کیلیئے آئے تھے ,لیکن تم نے انہیں اپنی طرف متوجہ کر لیا .جے بی نے تمہیں روکنے کی کوشش کی تھی مگر تم نہیں رکی .لیکن جب تم زینب کی طرف چلی گئی تھی تو میں نے انہیں روک کر سمجھا لیا تھا .مگر شاید انہیں تسلی کرنی تھی ,اسلیئے وہ ماجرا دیکھنے کیلیئے تمہارے پیچھے بھی آئے تھے ".میر نے مسکراتے ہوئے ساری بات بیان کی .مہرال کا خون ایک دفعہ پھر سے کھولنے لگا.

"خواہ مخواہ بیچارے زید کو پڑوا دی ".اب مہرال کو واقعی افسوس ہونے لگا تھا .وہ اسٹول بہت وزنی تھا جو اسے پڑا تھا.

"اور میں تو ہوں ہی آئرن مین "!جبرئیل کے دل پر لگی تھی جب اسے احساس ہوا کے مہرال کو اسکا خیال تک نہیں آیا .مگر بظاہر اس نے صرف مزاق میں بات ٹال دی.

"آئی ... آئی ایم سوری جے بی "!مہرال نے اسے اسی نام سے پکارا جس نام سے میر اور زینب پکارا کرتے تھے .لیکن جبرئیل نے ایشل کی طرح اس پر غصہ نہیں اتارا تھا ,بلکہ اسے خوشی ہوئی تھی ,امید دکھی تھی .صحیح کہتا ہے میر ,اپنی محبت کو جسٹیفائی کرنے کیلیئے انسان ڈھیروں دلائل لا سکتا ہے.

"لیکن میرا قصور نہیں تھا ,اگر تم لوگوں نے لائیٹس آن کی ہوتیں تو مجھے پتا چل جاتا کے یہ تم ہو ".مہرال نے قدرے افسوس سے کہا .وہ واقعی فکرمند تھی ,خاص طور سے جب اس نے آج صبح جبرئیل کی کہانی سنی تھی ,تو جبرئیل کیلئے اسکے دل میں ایک نرم گوشہ بن گیا تھا .

"کیا تمہیں زیادہ لگی ہے؟"

"نہیں ,میں اب بالکل ٹھیک ہوں ".جبرئیل مسکرا دیا .اب تو شاید اسکو کوئی چوٹ بھی نہ محسوس ہوتی.

"کوئی بات نہیں مہرال ,ایسی اسے مجھ سے دن میں دس پڑتی ہیں .اب شاید ہمیں چلنا چاہیئے ".زینب نے فوراً سے جبرئیل اور میر کی گفتگو کو وہیں روک دیا اور نا محسوس انداز میں اب وہ مہرال کو اس سے دور بھی لے جا رہی تھی.

"ہاں ورنہ میں صبح جلدی نہیں اٹھ سکوں گی ".مہرال بھی گھڑی پر وقت دیکھتی ہوئی فوراً اٹھ گئی .اس نے اپنی پاکٹ سے فون نکالا تو ساتھ ہی کوئی کاغز نکل کر زمین پہ گرا .مہرال نے جھک کر اٹھایا تو یہ وہی پوسٹ اٹ نوٹ تھا جو میر نے اس کے ماتھے سے چپکایا تھا.

"ایدی اوس پرینسسا "!زینب جبرئیل کے بازو میں اپنا بازو ڈالتے ہوئے مہرال سے اسپانوی زبان میں کہا تو مہرال نے نا سمجھی سے زینب کو دیکھا .پھر زینب نے اسے دیکھتے ہوئے اپنا ہاتھ ہلایا تو مہرال سمجھ گئی.

"بائے پرینسسا "!مہرال نے بھی اپنا ہاتھ ہلاتے ہوئے زینب کو الوداع کہا .زینب اور جبرئیل وہاں سے چلے گئے تھے .جبکہ میر کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا اور مہرال وہ نوٹ کھولتی ہوئی قدم قدم چلنے لگی.

"ہم انسانوں کو اللہ تعالٰی نے بہت سی قوتوں سے نوازا ہوتا ہے .لیکن جب ہم انہیں پہچاننے کیلئے بہت پھوہڑ ہوتے ہیں تو یہ قوتیں بہت ناگہانی حالت میں ہمارے سامنے آتی ہیں .لیکن ایک بار جب یہ ہمارے سامنے آ جائیں تو بہت ترحم آمیز بات ہو اگر ہم انہیں مزید اپنے ساتھ لے کر نہ چلیں.

اور ہاں ,نائس موو "!آخر میں میر نے اسے اس حرکت کے بارے میں یاد دلایا جو اس نے زید اور جبرئیل سے بچاؤ کیلئے کی تھی .ان الفاظ پر مہرال کو بہت ہنسی آئی .اس نے پلٹ کر میر کی طرف دیکھا جو کاؤنٹر کے وائینڈ اَپ میں مصروف تھا.

"تھینکس بڈ"! مہرال نے اونچی آواز میں میر کو پکارا جس نے چونک کر ناسمجھی سے مہرال کی طرف دیکھا تو مہرال نے ہاتھ بلند کر کے نوٹ ہوا میں لہرایا. میر نے فوراً سمجھتے ہوئے مہرال کی طرف مسکراہٹ اچھالتے ہوئے سینے پر داہنا ہاتھ رکھ کر سر کو خم دیا. خود کو بہت ہلکا محسوس کرتی وہ بیکری سے نکل آئی.

"بہت مبارک ہو"! مہرال کے دونوں پیپر بہت اچھے ہوئے تھے. آج جب پہلے پیپر کے گریڈز لگے تھے تو صرف مہرال کا اے پلس تھا. جبرئیل اس کی طرف چلتا ہوا آیا تھا. لیکن اس بار اس نے کچھ بھی کڑوا نہیں اگلا تھا. بلکہ مسکراتے ہوئے مہرال کو مبارکباد دی تھی.

"تھینکس جے بی, تمھیں بھی". جواباً مہرال نے بھی کوئی سرد جنگ شروع نہیں کی اور مسکراتے ہوئے اسے سیکنڈ ہائیسٹ ہونے پر مبارک دی.

"دو بڑے سافٹ وئیر انجینئیرز کھڑے ہیں, کیا میں اس شرف میں شامل ہو سکتا ہوں؟" یہ علی بیگ تھا. اس دن کے بعد وہ آج مہرال سے مخاطب ہوا تھا.

"میں چلتی ہوں جے بی ".ایک نظر جے بی پر ڈالتی وہ کڑے تیوروں سے پلٹ آئی تھی .اسکا حلق تک کڑوا ہو گیا تھا .علی بیگ ضرور پھر سے کچھ سوچ رہا ہے .یہ بات ہی مہرال کو پریشان کرنے کیلیئے کافی تھی .مگر خیر ,اس کے ساتھ برا تب ہی ہوتا تھا جب اسکا سامنا یونیورسٹی میں علی سے یونیورسٹی میں ہوا کرتا تھا .اب خیر اسے یونیورسٹی کبھی کبھی ہی آنا تھا.

"صد شکر "!مہرال شکر کا سانس لیتی گاڑی کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھی ہی تھی جب مہرال کے موبائل پر کوئی میسج آیا تھا.

"ماما تم سے ملنا چاہتی ہیں ".مہرال نے فون اٹھا کر دیکھا تو زینب کی طرف سے میسج تھا .ساتھ ہی ایک اور میسج موصول ہوا.

"شام کو میں میر بھائی کے ساتھ تمہیں لینے آؤں گی ,تیار رہنا ".

"وہاٹ؟ "مہرال حیرت زدہ سی موبائل اسکرین دیکھتی رہ گئی .اتنا اچانک یہ سب کیا ہو رہا تھا؟

مہرال نے اپنی ساری وارڈروب چھان ماری تھی ,لیکن آج پہننے کی مناسبت سے اسے کوئی ایسا لباس نہیں مل رہا تھا جو وہ فرح کے سامنے پہنتی .جب بھی کبھی نظامی کیساتھ کسی خیراتی

تقریب میں جانا ہوتا, تو کرتے کا استعمال وہ بس تب ہی کرتی تھی .انکی لمبائی بھی بس اس کے ہاتھ سے تھوڑی ہی نیچے ہوا کرتی تھی .اسلئے مہرال نے فوراً سے مال کا رخ کیا .شاپنگ کر کے ابھی وہ پارکنگ میں آ کر گاڑی میں بیٹھی ہی تھی جب اس کا فون بجنے لگا .ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھتے ہوئے اس نے موبائل اٹھا کر دیکھا تو وہ حدید کے نام سے جگمگا رہا تھا .لبوں پر زبان پھیرتے ہوئے اس نے فون کان سے لگایا.

"ہیلو؟ "ٹھیک اسی وقت اسے احساس ہوا تھا کے اپنی زندگی میں وہ اتنی محو ہو گئی تھی کے حدید کو فون کر کے اظہارِ تعزیت بھی نہیں کر سکی تھی.

"کیسی ہو؟ "حدید کی آواز اسے کافی تھکی تھکی محسوس ہوئی.

"تم کیسے ہو؟ "مہرال نے اسکا سوال نظر انداز کرتے ہوئے خود سوال کر دیا.

"میں ...کیسا ہو سکتا ہوں؟ میں خود کو بالکل تمہاری طرح محسوس کر رہا ہوں مہرال .بے سہارا ,بے آسرا "!اس نے ٹھنڈی آہ بھری.

"نہیں, تم میرے جیسے نہیں ہو .میں ایک قید کی ہوئی چڑیا ہوں ,اور تم آزاد شاہین ہو .تم میرے جیسے کبھی نہیں ہو سکتے ".وہ شدت سے یہ کہہ دینا چاہتی تھی مگر زبان سے نکلے الفاظ اس کے برعکس تھے.

"آئی ... آئی ایم سوری حدید .تمہارا لاس بہت بڑا ہے ,آئی ہوپ تم جلدی ریکور کر جاؤ ". مہرال نے بال کان کے پیچھے اڑسے" ,میں تمہیں کال کرنا چاہتی تھی ,مگر مجھے لگا مجھے مل کر بات کرنی چاہیئے .تم آؤ گے نا؟ "اس نے سراسر جھوٹ بولا.

"ہاں ,اب یہاں سے میرا کوئی واسطہ نہیں رہا .میں وائینڈ اپ کر رہا ہوں .ہم سب چند دن میں واپس لوٹ رہے ہیں ".دوسری طرف حدید شاید مسکرایا ,مگر مہرال کی مسکراہٹ چھن گئی تھی.

"ڈیڈ بھی؟ "مہرال نے جھجھکتے ہوئے پوچھا.

"آف کورس وہ بھی آئیں گے ".حدید سمجھ گیا تھا کے کس چیز نے اسے تنگ کر دیا ہے . مہرال کا دل کسی نے مٹھی میں بھینچ لیا تھا .وہ اپنے بازوؤں پر کھڑے رونگٹوں کو بخوبی دیکھ سکتی تھی.

"حدید مجھے ایکچوئلی کہیں جانا ہے ,ہم مل کر بات کریں گے ".مہرال نے چہرے پر زبردستی مسکراہٹ سجائی جیسے حدید اسے دیکھ سکتا ہو.

"ٹھیک ہے ".دوسری طرف وہ بھی مسکرایا تھا.

"بائے ".اسکا جواب سنے بنا مہرال نے فون بے دلی سے گاڑی کی سیٹ پر پھینک دیا اور دونوں ہاتھوں سے اسٹیئرنگ کو زور سے تھام لیا.

"وہ ...وہ واپس آ رہا ہے ".وہ بے یقینی سے سامنے دیکھتی ہوئی دائیں بائیں نفی میں سر ہلانے لگی .آنکھوں میں نمی جھلکنے لگی.

"نظامی واپس آ رہا ہے؟ "مہرال نے اب اپنے دونوں ہاتھ منہ پر رکھ لئے .بصارت کو پانی نے دھندلا کر دیا.

"وہ نہیں بھولتا ,نظامی نہیں بھولتا ".اس نے سسکی لی .آس پاس اندھیرا چھانے لگا ,روشنی شاید کسی نے اچک لی تھی .ہوا جب اس کے اردگرد تنگ پڑنے لگی تو گھٹن کے باعث وہ لمبے لمبے سانس لینے لگی .مگر جب اس نے کام نہ کیا تو وہ گرتی پڑتی گاڑی سے نکل آئی اور

دروازہ بند کر کے تیز تیز ہاتھ منہ پہ جھلاتی سانس لینے کی کوشش کرنے لگی .چند لمحوں میں ہی اسکا سانس بحال ہو گیا.

"آپ کچھ کریں میرے لئے اللہ تعالیٰ ".آسمان کی طرف نظریں بلند کر کے وہ آس پاس سے بے خبر زمین پر بیٹھتی چلی گئی اور گاڑی کے دروازے کو اپنے پنجوں سے نوچنے کی ناکام کوشش کرنے لگی.

"میرا یہ معاملہ ختم کر دیں ".وہ سینے پر ہاتھ رکھے پھٹ پڑی اور پھر ہاتھ جوڑ کر اللّٰہ کے آگے گڑگڑانے لگی" .جیسے فرح آنٹی کو نجات دلائی تھی ,ویسی نجات مجھے بھی دلا دیں".

"آپ سن رہے ہیں؟ مجھے ضرورت ہے آپکی ".وہ روتے ہوئے آسمان کی طرف دیکھ رہی تھی مگر ایسا لگ رہا تھا کے سب کو دیکھنے والا شاید ناراضگی کے سبب اسے نہیں دیکھ رہا.

"آپ میری مدد کر دیں اللّٰہ تعالیٰ ,میرا کوئی بھی نہیں ہے آپکے سوا ".آنسو گردن تک آ چکے تھے .دل کی دھڑکنیں تیز تھیں .کیسا لگتا ہے کے جب کوئی خاص سب کیساتھ بہت خوشی سے مخاطب ہو اور آپکی طرف ایک نظر بھی نہ دیکھے .اور وہی خاص اگر آپکا مالک ہو

تو؟ اس سوچ نے ہی مہرال کے دل کو کسی بھاری شے سے کچل دیا تھا .وہ بے یقین رہ گئی تھی.

"مجھے نہیں پتا تھا...یہ ...یہ میں نہیں جانتی تھی کے آپ میرے لئے اتنے اہم ہیں .مجھے نہیں پتا تھا کے آپ کے اگنور کرنے سے مجھے فرق پڑے گا ".بے یقین آنکھوں اور زرد چہرے کیساتھ وہ بے یقین ہی تاثرات لئے آسمان پر دیکھتی بار بار نفی میں سر ہلا رہی تھی.

"آپ مجھے تنہا مت کریں اللہ تعالیٰ ,میرا تو کوئی نہیں تھا ,میرے تو آپ ہی تھے .آپ , صرف آپ جانتے تھے کے میرا باطن آپ پر یقین رکھتا تھا .وہ جانتا تھا آپ ہیں .اب ,جب میرا ظاہر بھی آپکو پکار رہا ہے تو آپ ناراض کیوں ہیں اللہ؟ اللہ آپ ناراض کیوں ہیں؟ آپ کے پاس تو سب تھے .اللہ آپکو تو کوئی کمی نہیں تھی .مگر میرے پاس تو اللہ ایک آپ ہی تھے ,اگر میں دور آگئی تھی تو مجھے روک لیا ہوتا .مت جانے دیا ہوتا .آپ کے پاس تو پاورز تھیں ".اپنے ہاتھوں پر اپنے چہرے کو گراتے ہوئے وہ کھل کر اپنی آنکھوں کو آنسوؤں سے دھونے لگی .مگر اسے پھر بھی چین نہ آیا.

"

اپنی پاور سے ہی آپ مجھے روک لیتے ,میرے پاس آپ تو ہوتے .ماما ,پاپا ,دادا ,دادی ,عبداللہ , نانی کوئی بھی تو نہیں تھا میرا .ایسے میں آپ تنہا کر دیں گے تو میں کہاں جاؤں گی ".روتے ہوئے اب اس کی آواز بھاری ہو گئی .مگر دل کا غم تھا کے اس سے بھی بھاری ہوتا چلا جا رہا تھا.

"بیٹی؟ "کسی نے رک کر اسے پکارا.

"بیٹی؟ "جب مہرال نے نہ سنا تو انہوں نے اپنا ہاتھ اس کے کندھے پر رکھ دیا .مہرال نے چونک کر سر اٹھایا تو ایک عمر رسیدہ نہایت نفیس خاتون تھیں جو وہاں سے گزرتے ہوئے اس کے پاس رک گئیں تھیں .مگر جب اس نے واپس اپنا سر گرالیا اور جواب نہ دیا تو وہ بھی اپنا سامان وہیں چھوڑ کر اس کے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھ گئیں ,حالانکہ ان کی عمر کو مدِ نظر رکھیں تو یہ کام انکے لئے خاصہ مشکل تھا.

"تم ٹھیک ہو؟ تمہارے گھر پر سب ٹھیک ہیں؟ "اس کے سر پر شفقت سے اپنا ہاتھ رکھتے ہوئے انہوں نے پوچھا .انکے خیال سے یہ اس کے گھر سے ہی کوئی فون ہو سکتا تھا جس نے

اسے یہاں کھلے عام ڈھے جانے پر مجبور کر دیا تھا اور یقیناً مہرال اپنے حواس میں ہوتی تو کبھی یہ حرکت کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتی تھی.

مہرال کی طرف سے جب کوئی جواب نہ آیا تو انہوں نے اپنے شاپنگ بیگز میں سے ایک میں ہاتھ ڈال کر منرل واٹر کی بوتل نکالی اور اسکی سیل کھول کر مہرال کی طرف بڑھا دی, جسے بنا انکار کے پکڑ کر مہرال نے اپنے لبوں سے لگایا اور ایک سانس میں آدھی بوتل کی ٹھنڈک اپنے اندر اتار لی. پھر جب دل کو تھوڑا سکون ہوا تو مہرال نظریں اٹھا کر انکی طرف دیکھنے لگی.

"کیا تمہیں کوئی پریشانی ہے؟"مہرال کی ٹھوڑی سے پکڑ کر انہوں نے اسکا چہرہ اوپر اٹھایا جو کچھ دیر پہلے آنسوؤں سے تر تھا.

"مجھے ...ڈر لگ رہا ہے". سر نفی میں ہلا کر مہرال نے بمشکل جواب دیا.

"کیسا ڈر؟ "انہوں نے اپنی بزرگانہ آواز میں پوچھا. مہرال کو اپنی نانی یاد آنے لگیں.

"میرے اللہ مجھ سے نہیں مان رہے". آنسو پھر سے اس کی آنکھوں سے بہہ کر گال پر پھسلے تھے.

"تو تم منا لو ". ہلکی سی مسکراہٹ کیساتھ انہوں نے کندھے اچکا کر مہرال کو کتنا سادہ سا جواب دیا تھا جیسے یہ سب بہت آسان ہو.

"یہ اتنا آسان ہے؟ "مہرال نے اپنے سر کو بائیں طرف ہلکا سا خم دے کر استفسار کیا.

"آسان تو کچھ بھی نہیں ہوتا بیٹی. مشقت تو ہر چیز کیلئے کرنا پڑتی ہے ".انہوں نے مہرال کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر سہلاتے ہوئے کہا" .اچھا کبھی تم نے کسی بچے کو دیکھا ہے جب وہ اپنے پہلے دانت نکال رہا ہوتا ہے؟ اسے کتنی تکلیف اور مشقت سے گزرنا پڑتا ہے. پھر جب ایک بار اسے اپنی مشقت کا پھل مل جاتا ہے تو تم دیکھتی ہو کے وہ دانت تا عمر اس کیلئے کتنے عزیز ہو جاتے ہیں اور اسکا اپنے دانتوں کے بغیر گزارا ہی نہیں ہو سکتا ".رک کر انہوں نے مہرال سے تصدیق چاہی.

"تو کیا مشقت کے بعد مجھے کوئی مشقت نہیں کرنا پڑے گی؟ "مہرال نے اپنی نم آنکھوں کو جھپکاتے ہوئے سوال پوچھا,شاید وہ منظر صاف کرنا چاہ رہی تھی.

"مجھے دیکھ رہی ہو؟ میں بوڑھی ہو گئی ہوں. لیکن میں ہمیشہ دعا کرتی ہوں کے اللہ تعالیٰ مجھے مشقت میں رکھے. بھلا کس کام کا ہے یہ میرا وجود جب مجھے اس سے کام ہی نہیں لینا؟ اور

ایک بار میں نے مشقت چھوڑ دی تو میں انسانوں کی محتاج ہو کر رہ جاؤں گی .اور محتاجی کوئی بھی نہیں چاہتا ".وہ بمشکل اٹھ کر کھڑی ہوئیں تو مہرال بھی اٹھ گئی" .ہمارے ایمان کیساتھ بھی یہی معاملہ ہوتا ہے .ہمیں اس کیلئے مشقت میں رہنا پڑتا ہے ,تو پھر تم مشقت سے کیوں ڈرتی ہو؟"

"میں ڈرتی نہیں ہوں ,بس مجھے لگتا ہے کے یہ میرے بس کی بات نہیں ہے ".مہرال ان کیساتھ غیر معمولی طور پر پرسنل ہو گئی.

"اگر یہ تمہارے بس میں نہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ کبھی یہ ذمہ داری بھی تم پر نہ ڈالتا ".مشکل بات آسان الفاظ میں بتا کر انہوں نے مہرال کا گال سہلایا .پھر اپنی شفیق آواز میں ہی مہرال سے پوچھا" .اگر تم کہتی ہو تو میں ڈراپ کر دیتی ہوں تمہیں".

"نہیں ,آپکا شکریہ .میں چلی جاتی ہوں .آپ سے مل کر اچھا لگا ".انہیں کہہ کر فوراً سے اس نے بیگز اٹھا کر ان کے ہاتھ میں تھمائے.

"اللہ تمہیں اپنا راستہ دکھائے ".اسکی طرف مسکراہٹ اچھال کر اپنے بیگز پکڑتیں وہ چلی گئیں تھیں .مہرال انہیں پیچھے تک دیکھتی رہی .انکی باتوں سے وہ سنبھل تو گئی تھی مگر دل ابھی بھی الجھا ہوا تھا .اندھیرا دور تو ہوا تھا مگر ہوا ابھی بھی تنگ تھی.

پیسٹل بلیو کرتے پر ہلکے لیمن رنگ کی ایمبرائیڈری کا کرتا پہن کر ہلکے لیمن رنگ کا ہی کر نکل دوپٹہ اس نے گلے میں ڈال رکھا تھا .آف وائیٹ وول شال اوڑھے فرینچ ناٹ کیساتھ ,جس میں سے لٹیں نکل کر باہر کو جھولتیں تھیں ,کانوں میں خوبصورت ائیر سٹڈز پہنے اس نے گیٹ سے باہر قدم رکھا .میر اسکا گاڑی میں انتظار کر رہا تھا .یہ ساڑھے تین سال میں پہلی دفعہ تھا جب میر نے اسے اس حلیے میں دیکھا تھا ,لیکن اس پر نظر پڑتے ہی میر نے اپنی نظروں پر جبر کرتے ہوئے انکا رخ دوسری طرف موڑ لیا .یہ کام اس کیلئے مشکل ہوا تھا مگر اس نے کر لیا .اس بات سے بے خبر مہرال نے بکے اور چاکلیٹس بیک سیٹ پر رکھیں ,تبھی اسے اندازہ ہو گیا تھا کے زینب نہیں آئی.

"اسلام و علیکم "!فرنٹ سیٹ پر بیٹھتے ہی اس نے سلام جھاڑا .میر اور زینب کیساتھ رہتے ہوئے اس میں یہ بدلاؤ ضرور آیا تھا کے اب وہ گفتگو کا آغاز سلام سے کرنے لگی تھی.

"وعلیکم اسلام "!میر نے ابھی بھی نظریں اس کی طرف اٹھانے کی جرأت نہیں کی تھی اور گاڑی اسٹارٹ کر دی.

"زینب نہیں آئی؟ "بجھے بجھے انداز میں مہرال نے میر سے سوال کیا.میر کو لگا شاید یہ سب وہ زینب کی وجہ سے محسوس کر رہی ہے,حالانکہ تھوڑی دیر میں وہ اس سے ہی ملنے والی تھی .ایڈیٹ!

"وہ اور ماما قرآن کلاس لینے گئیں تھیں .مجھے کیونکہ کہیں جانا تھا,اسلئے میں جلدی نکل آیا. تمہارے پہنچنے تک وہ آ چکی ہوں گی ".ڈرائیو کرتے ہوئے بھی میر نے بمشکل اس کی طرف دیکھنے سے خود کو روک رکھا تھا.

"وہاٹ؟ مگر آنٹی کو تو قرآن پڑھنا آتا ہے .اور جہاں تک میرا خیال ہے,زینب بھی قرآن پڑھنا جانتی ہے ".مہرال حیران رہ گئی .اس لئے میر کی طرف مڑ کر اس سے تفصیل جاننے لگی.

"ہاں لیکن قرآن پڑھنا اور قرآن سیکھنا، یہ دونوں مختلف باتیں ہیں۔ اور ویسے بھی، قرآن وہ واحد کتاب ہے، جسے آپ جتنی بار بھی سیکھ لیں، یہ ہر دفعہ بالکل نئے انداز میں اپنا علم آپ کی سامنے پیش کرتا ہے"۔ میر ہلکا سا مسکرایا مگر مہرال مسکرا بھی نہ سکی۔ ایک بار پھر احساس کمتری نے اسے گھیر لیا۔ گاڑی کیساتھ ٹیک لگا کر وہ ونڈ اسکرین سے باہر جھانکنے لگی۔

"مہرال؟ "میر کو اسکا یہ رویہ غیر معمولی لگا۔ میر نے اسکی طرف دیکھنا چاہا مگر اس نے اپنا چہرہ پوری طرح سے دوسری طرف موڑ رکھا تھا" ۔کیا بات ہے؟ کیوں پریشان ہو؟"

"کچھ نہیں "۔لڑکھڑاتی آواز نے میر کو الارم دیا۔

"کچھ ہے مہرال "۔میر بضد ہوا، کیونکہ اسے کچھ کھٹکا تھا۔

"تم نہیں سمجھو گے میر۔ تم نے کبھی اپنی زندگی میں گمراہی دیکھی ہے؟ نہیں، تم نے نہیں دیکھی۔ تم پیدا ہوتے ہی ایک نیک عورت اور پارسا مرد کی پرورش میں آگئے تھے۔ گمراہی اور گناہوں جیسا احساس تو مجھ جیسے لوگوں کیلئے رکھا گیا ہے۔ جن کیلئے ہدایت نہیں صرف گمراہیاں ہوتی ہیں "۔وہ پھٹ پڑی، اسے احساس بھی نہیں ہوا تھا کے وہ اس انسان کے ساتھ تلخ ہوگئی ہے جو اسکی زندگی کی ساری الجھنیں سلجھانا چاہتا تھا۔

میر چاہتا تھا کے وہ گاڑی روک کر مہرال کو خوب دلاسے دے ,مگر یہ وہ وقت نہیں تھا .اسکی نلخیوں کو سمیٹنے ہمیشہ میر تو نہیں آیا کرے گا .اسلئے لب بھینچے وہ گاڑی چلاتا رہا اور مہرال اپنا رونے کا شغل پورا کرتی رہی.چند لمحے بعد جب وہ خاموش ہوئی تو مہرال کو اپنے الفاظ کی سنگینی کا احساس ہوا.

"سوری "!ناک سکوڑ کر مہرال نے اپنی گود میں رکھے دونوں ہاتھوں کی طرف دیکھا" ,میں یہ سب نہیں کہنا چاہتی تھی ".

"مجھے بالکل برا نہیں لگا .مگر مجھے بتاؤ تمہیں کیا چیز پریشان کر رہی ہے؟ "میر تو گویا اسی کے انتظار میں تھا .اس نے پھر سے وجہ پوچھی.

"میں نے اسلامیات میں پڑھا تھا کے اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رکھو ".اسکی نظریں ہنوز اپنے ہاتھوں پر تھیں.

"مگر اب "... آنکھ سے موتی ٹوٹ کر پھسلا تو ہاتھ پر آن گرا ,جسے صاف کرنے کی اس نے زحمت بھی نہ کی" اب مجھے ایسا لگ رہا ہے میں وہ بچہ ہوں ,جو اپنے غبارے کو ڈوری سے تھام کر اٹکھیلیاں کر رہا ہوتا ہے .پھر انہی اٹکھیلیوں میں اس سے وہ ڈوری چھوٹ جاتی ہے ".

اپنے لبوں پر ہاتھ رکھ کر مہرال نے اپنی سسکی دبائی تھی .میر نے گاڑی فوری طور پر روک دی.

"وہ واویلا کرتا ہے ,روتا ہے ,اس کے پیچھے بھاگتا بھی ہے .اسے وہ ڈوری دور جاتی ہوئی نظر آ رہی ہوتی ہے ,مگر وہ اس کے ہاتھ میں نہیں آتی .وہ مدد کیلیۓ پکارتا ہے لیکن وہ وقت بھی آجاتا ہے جب اس کی ڈوری اپنی آخری جھلک دکھاتے ہوۓ آسمانوں میں غائب ہو جاتی ہے ".مہرال کے آنسوؤں میں روانی آئی .جبکہ میر کے حلق میں وہ گولا بن کر اٹک گئے ,جو زیادہ تکلیف دہ تھے.

"میرے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا ہے میر .میں نے اللّٰہ کی اٹینشن پانے کیلیۓ ہی جھوٹ جھوٹ میں اسکی ڈوری چھوڑ دی ,مگر وہ سچ مچ مجھ سے دور ہو گئی .میں روئی ,میں نے واویلا کیا ,مگر وہ میرے ہاتھ نہ آئی .میری ڈوری بھی آسمانوں میں غائب ہو چکی ہے .اب وہ مجھے نہیں ملے گی ".سیٹ کی پشت سے ٹیک لگا کر وہ باہر دیکھنے لگی اور آنسو آنکھوں کے کنارے سے لڑھک کر نیچے گرنے لگے.

"اللہ تعالٰی کی ڈوری اتنی چھوٹی نہیں ہوتی کے وہ ڈھونڈنے والے کو دوبارہ مل نہ سکے ".چند لمحے گزرنے کے بعد بولنے والا یہ میر تھا,امید دلانے والا .مہرال نے چونک کر اس کی طرف دیکھا .میر کا مبہوت ہونا اور نظریں چرانا واجب تھا .سو وہ سیدھا ہو کر بیٹھ گیا.

"مجھ سے یہ ڈوری پھر بھی کھو گئی ہے ".وہ ابھی بھی مایوس تھی.

"کھوئی نہیں ہے ,تم کوشش نہیں کر پا رہی ".میر کو پتا تھا کے کس چیز نے اسے بے سکون کر رکھا ہے.

"اور کیسے کی جاتی ہے کوشش؟ "وہ جاننا چاہتی تھی .وہ واقعی اپنی ڈوری ڈھونڈنا چاہتی تھی.

"تم یہ آغاز نماز سے کرو ".میر جانتا تھا کے اس سوال کا جواب یہ نہیں ہے .لیکن اس نے یہ سوچ کر کے نماز کی طرف بلانے کے بعد وہ اسے مکمل جواب بھی دے گا .کیونکہ اسے اس وقت تدریجی تربیت کی ضرورت تھی.

"میں نماز پڑھوں؟ "مہرال کے لبوں سے پھسل گیا .صرف اسلئے ,کیونکہ وہ نماز کا طریقہ بھول چکی تھی.

"ہاں .کیونکہ میرے خیال میں یہ وہ سیڑھی ہے جو کسی کو مومن یا کافر بناتی ہے ".میر نے گاڑی اسٹارٹ کی.

"تم مجھے کافر کہہ رہے ہو؟ "مہرال روہانسی ہو گئی.

"بالکل نہیں ,میں بس وہ کنڈیشن بتا رہا ہوں کے یہ کسی کے کفر اور ایمان کو جسٹیفائی کرنے کیلیئے کافی ہے .اگر کوئی نماز پڑھتا ہے تو بلاشبہ وہ مسلمان ہے .اگر کوئی نماز نہیں پڑھتا تو یہ چیز اس کے کفر کیلیئے کافی ہے .ایسا میں نہیں کہہ رہا ,ایسا میرے پیارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بتا رکھا ہے ".اس بات سے مہرال کا دل مزید بھینچا.

"تو کیا مجھے میری ڈوری مل جائے گی؟ "اپنے ٹھنڈے پڑتے ہاتھوں کو آپس میں مسلتے ہوئے اس نے سوال کیا.

"اگر تم نماز پڑھنا شروع کر دو تو تم اس تک پہنچنے لگو گی ".میر نے گاڑی کا موڑ کاٹتے ہوئے بتایا.

"مجھ سے یہ نہیں ہو سکے گا ".مہرال نے نظریں جھکاتے ہوئے کہا .وہ یہ انکشاف صرف میر کے سامنے کر سکتی تھی.

"نو پرابلم !زینب تمہاری ہیلپ کر دے گی .میں بھی ابھی تک ماما سے ہیلپ لیتا ہوں .ابھی کل ہی تو انہوں نے مجھے نماز میں پڑھنے کیلیئے ایک دعا سکھائی ہے .یہ سیکھنے کا عمل تو انسان مرتے دم تک کرتا ہے ".میر کی باتوں نے اس کی ندامت بھی ختم کر دی تھی .وہ جو گھٹن اور وزن دل پر لئے ہوئے تھی ,میر نے اسے چند پلوں میں ہی دور کر دیا تھا .پرسکون ہوتے ہوئے وہ گاڑی سے باہر دیکھنے لگی.

"کیا تم نماز کیلیئے کوشش کرو گی؟ "میر نے سوال کیا تھا.

"اس ڈوری کیلیئے میں یہ مشقت بھی کر لوں گی ".میر کو آگاہ کرنے سے زیادہ اس نے خود کو آگاہ کیا تھا .وہ پر سکون تھی .نظامی بھی کچھ لمحوں کیلیئے اس کے دماغ سے جا چکا تھا .ہر طرف سکون ہی سکون تھا.

"اور ایک بار میرے ہاتھ میں یہ ڈور آگئی نا میر "!اب کی بار پھر سے اس کی آنکھوں نے آنسو جاری کیے تھے" تو میں سب کو جا جا کر بتایا کروں گی "...اس نے زور سے سانس اندر کھینچی.

"میں انہیں بتاؤں گی کے وہ یہ ڈور نہ چھوڑیں. کہیں وہ یہ ڈور چھوڑ ہی نا دیں ". مہرال ہچکیاں بھرنے لگی, مگر اب کی بار وہ سکون میں تھی" . یہ ڈور بہت قیمتی ہے, غبارے والا بچہ تو بہلایا جا سکتا ہے, مگر وہ جس کی ڈوری چھوٹ جائے, اسکا تو جہان لٹ جاتا ہے".

"اسسلام و علیکم "!سلام کو لمبا کھینچتے ہوئے زینب دوڑتی ہوئی گرمجوشی سے مہرال کے گلے سے جا کے لگ گئی. میر مسکراتا ہوا اسے گیٹ پر چھوڑ کر ہی واپس مڑ گیا. مہرال زینب کے اس طرح ملنے پر بے حد خوش ہوئی. سارا دن کے بعد یہ بہت خوشگوار لمحہ تھا.

"میں کب سے ویٹ کر رہی تھی. کہاں رہ گئی تھی تم؟ "مہرال سے الگ ہوتے ہوئے زینب کمر پر ہاتھ رکھے فوراً تفتیش کرنے لگی. اس نے سفید جینز پر ٹی پنک ٹاپ پہن رکھا تھا اور بالوں کو ہاف کیچ کر کے کھلا چھوڑا ہوا تھا اور ماتھے پر چھوٹے بال اسکی آنکھوں تک پڑے ہوئے تھے. آج وہ اسے بہت چھوٹی, اور بھی خوبصورت لگی تھی.

"مائی گاڈ !تم کتنی پیاری لگ رہی ہو ". اپنے لبوں پر ہاتھ رکھ کر زینب نے حیرت سے آنکھیں پھیلائے مہرال کی خوبصورتی کو فوراً سراہا تھا.

"اور تم پر بھی شاید میری خوبصورتی کا اثر ہونے لگا ہے ".اسے جی بھر کے دیکھتی ہوئی مہرال اب زینب کیساتھ چلنے لگی.

"اسلام و علیکم "!لاؤنج کے دروازے پر ہی زینب کو فرح بیگم مل گئیں تھیں .انہوں نے میرون ڈریس پر میرون شال اپنے شانے پر ڈال رکھی تھی .لمبے بال ایک کلپ میں باندھے گئے تھے اور کمال کا وقار ان کی شخصیت سے جھلک رہا تھا.مہرال جانتی تھی کے اتنے خوبصورت بچوں کی ماں بھی خوبصورت ہو گی لیکن اتنی فٹ اور کم عمر دکھتی ہوں گی ,یہ وہ نہیں جانتی تھی .وہ مبہوت رہ گئی .اگر مسکراتے ہوئے انکے گہری لاف لائینز نہ پڑتیں تو بلاشبہ وہ میر کی بڑی بہن لگتیں.

"وعلیکم اسلام !کیسی ہیں آپ آنٹی؟ "بکے اور چاکلیٹس زینب کو پکڑاتے ہوئے وہ گرمجوشی سے فرح سے ملی تھی .

"میں بالکل ٹھیک ہوں ,تم کیسی ہو؟ "مہرال سے الگ ہوتے ہوئے انہوں نے اسکے دونوں ہاتھ تھامے مہرال سے استفسار کیا .زینب بکے اور چاکلیٹس لے کر جا چکی تھی.

"زینب کیساتھ رہتے ہوئے کون ڈاؤن ہو سکتا ہے؟ "مسکراتے ہوئے مہرال نے بہت شائستگی سے انہیں جواب دیا. انکے رویے نے مہرال کو محسوس ہی نہیں ہونے دیا تھا کے مہرال ان سے پہلے بار مل رہی ہے.

"سن کر خوشی ہوئی ".زینب نے لاؤنج سے ہی آواز لگائی .اس پر وہ دونوں مسکرا دیں .فرح بیگم اب مہرال کو لاؤنج میں لے کے جا چکی تھیں .وقت گزرنے کا مہرال کو تب خیال آیا تھا جب میر نے مہرال کو کال کر کے باہر آنے کا کہا تھا .فرح بیگم کیساتھ مہرال اس قدر فرینک ہو گئی تھی کے اسے وہاں سے اٹھ کر نظامی مینشن جانا قید ہونے کے مترادف لگا تھا. مگر وہ اس قید سے فرار نہیں ہو سکتی تھی .اسے روانہ کرنے کیلئے زینب اس کے ساتھ ہی لاؤنج سے نکل آئی تھی.

"زینب ,وہ ٹیبل پر قرآن کس کا پڑا ہوا تھا؟ "فرح سے الگ ہوتے ہی مہرال نے فوراً اس بارے میں دریافت کیا جو قرآن ابھی وہ لاؤنج میں پڑے ہوئے ٹیبل پر دیکھ کر آئی تھی.

"وہ تو ماما کا ہے ".زینب نے عام سے انداز میں جواب دیا.

"کیا نانا جان نے انہیں گفٹ کیا تھا؟ "مہرال جانتی تھی کے وہ ہنر نانا جان کا ہی تھا.

"نہیں ,وہ میر بھائی نے گفٹ کیا تھا .میر بھائی بھی خطاطی جانتے ہیں ".زینب مہرال کی طرف دیکھ کر مسکرائی.

"اس پر کیا لکھا تھا؟ "وہ دوسری طرف پڑا تھا اسلئے مہرال اسے نہیں دیکھ پائی تھی.

"وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيعًا

یعنی ,اللہ کی رسی کو سب مل کر مضبوطی سے تھامے رکھو".

مہرال ششدر رہ گئی .یہ بات اچانک اس کے سامنے پھر سے کسی اور کے ذریعے آ جانا اتفاق تو بالکل نہیں تھا .اپنی گھبراہٹ کو چھپاتی اس نے فوراً موضوع بدلا.

"مجھے لگا تھا کے میں تمہاری ماما کو شال میں اور تمہیں ہمیشہ کی طرح اسکارف میں ہی دیکھوں گی ".اپنی سوچ بتاتے ہوئے وہ خود ہی ہنس دی.

"ایں؟ "پہلے زینب نے منہ بسورا ,پھر مسکرا دی" .چلو خیر ہے !ہم ڈھانپنے والوں کو اس سوال کی عادت ہو چکی ہوتی ہے .لوگ سمجھتے ہیں کے ہم گھر میں بھی ایسے ہی خود کو کور رکھتے ہیں .کچھ تو ہم سے یہ بھی پوچھتے ہیں کے کیا ہم اپنے بھائی اور ابا سے بھی کور کرتے ہیں؟ "بات کرکے زینب نے خود بھی قہقہہ لگا دیا اور مہرال بھی مسکرانے لگی.

"مگر پتا ہے کیا؟ ہم بھی اپنی زندگی مکمل طور پر جیتے ہیں, لیکن ایک حد میں رہ کر, ایک آڑ میں رہ کر. کچھ حدود ہوتی ہیں جو اللہ تعالٰی نے متعین کر رکھی ہوتی ہیں. یہ منحصر ہے کے اگر اللہ کے فیورٹ پرسنز میں سے بننا ہے تو ان حدود کو کہاں تک فالو کرنا ہے ".چلتے ہوئے دونوں مین گیٹ تک آ گئیں تھیں. لیکن شاید میر نہیں آیا تھا.

"سنو !مجھے تم سے کچھ پوچھنا تھا ".مہرال کو اچانک یاد آیا تو جھجھکتے ہوئے اس نے زینب سے پوچھا" . نماز ...مجھے نماز پڑھنی ہے .کیا تم سکھا سکتی ہو؟ "

"مجھے خوشی ہو گی ".زینب نے چہکتے ہوئے کہا .اس نے مہرال کو بالکل بھی شرمندہ نہیں ہونے دیا.

"تو؟ میں کب سے شروع کروں؟ "مہرال نے تمام شرمندگی پسِ پشت ڈالتے ہوئے پر جوش انداز میں کہا .

"ابھی عشاء شروع ہونے لگی ہے .تم گھر پہنچو, پھر میں ویڈیو کال پر پریکٹس کرواؤں گی ". زینب نے فوراً وقت بھی دے دیا تھا.

"اتنی جلدی؟ "مہرال اس کی جلد بازی پر حیران رہ گئی.

"نماز میں کبھی بھی دیر نہیں کرتے مہرال ".زینب نے ابھی اپنی بات مکمل کی ہی تھی کے میر نے ہارن دے دیا تھا.

"مجھے آنٹی سے مل کر بہت اچھا لگا زینب ,آنٹی بہت اچھی ہیں .ہر ماں کو ایسا ہونا چاہیئے ". زینب کے گلے سے لگ کر مہرال الگ ہوئی.

"تمہاری آنٹی نے ساری خوبیاں مجھ سے ادھار لے رکھی ہیں ,اللہ حافظ "!اسکے لہجے میں شرارت جھلکی .مہرال کو الوداع کرتے وہ پلٹ گئی .مہرال بھی جا چکی تھی .لان خالی ہو گیا تھا .ہاں لیکن دو آنکھیں وہاں ابھی بھی موجود تھیں .ان نظروں نے مہرال کو اپنے حصار میں لے رکھا تھا.

"کسی کو تاڑنا بہت غلط ہوتا ہے جے بی ذلیل "!لاؤنج میں داخل ہونے سے پہلے اونچی آواز سے چلاتی زینب نے بالکونی پر اندھیرے میں کھڑے جے بی کو ہوش دلایا تھا .ریلنگ پر زوردار کک مارتے ہوئے جے بی بھی اپنے کمرے میں پلٹ گیا.

آج رات کی خوب پریکٹس کے بعد مہرال مختصر نماز پڑھنے کے قابل ہو گئی تھی. مگر زینب کی بے تحاشا محنت کے بعد بھی مہرال نماز نہیں پڑھ سکی تھی. اسکا دھیان بٹ جاتا. اس لئے سنت پڑھ کر نماز ادھوری چھوڑتے ہوئے وہ اوندھے منہ بیڈ پر گر کر رونے لگی.

"ہیلو "!خوب رونے کے بعد ابھی اسکی آنکھ لگی ہی تھی جب مسلسل فون کی گھنٹی نے اسے جگا دیا تھا. اس نے موبائل اٹھا کر دیکھا تو میر کا فون تھا. اس نے لیٹے ہوئے ہی فون کان سے لگا لیا.

"تم رو رہی ہو؟ "اسکی بھاری آواز کو بھانپتے ہوئے میر نے استفسار کیا.

"نہیں میں سو رہی تھی ".مہرال نے جھوٹ نہیں بولا. مگر سچ بھی آدھا ہی بتایا.

"لیکن زینب نے تو بتایا ہے کے تم نماز پڑھ رہی تھی ".اسے شاید زینب ابھی اطلاع کر کے گئی تھی.

"نہیں !میرے بس کی بات نہیں ہے یہ ".اپنی نگاہیں نیچے جھکائے قریب تھا کے وہ پھر سے رو دیتی.

"کیسے تمہارے بس کی بات نہیں ہے؟ "میر کو لگا اس کی آج کی ساری محنت رائیگاں چلی جائے گی.

"مجھ سے نہیں پڑھی جاتی نماز میر .میں نے کوشش کی تھی .مگر "...آنسو ایک بار پھر آنکھوں سے جاری ہو گئے تھے .میر اس کی برسات پر حیران رہ گیا,وہ آج اتنی روہانسی کیوں ہو رہی تھی؟" مگر میرا دماغ جیسے قبول نہیں کر پا رہا .میں چار رکعت ادا کر کے آگے بڑھ ہی نہیں پا رہی .اللہ تعالیٰ نے مجھے روک دیا ہے میر".

"جو رونا تم میرے آگے رو رہی ہو اگر تم یہ اللہ کے آگے رو لو تو تمہیں پتا چل جائے گا کے ایسا کچھ بھی نہیں ہے .مہرال انسان تو پہلے ہی دوسروں کو ستانے کے بہانے ڈھونڈتے ہیں .پھر ان کے سامنے رو رو کر خود کو ہلکان مت کرو .ان آنسوؤں کو وہاں استعمال کرو جہاں انکی قدر کی جاتی ہے .رہی بات نماز کی ,تو کل تم ماما کے پاس آ جانا ,جے بی نماز نہیں پڑھ سکتا تھا .لیکن ماما نے کچھ ایسا کیا تھا کے وہ آج تک اپنی نماز نہیں چھوڑتا ".

"کیا کیا تھا آنٹی نے؟ "مہرال کا رونا یک دم بند ہوا تو تجسس نے جگہ لی.

"تم کل آؤ گی تو پتا چل جائے گا ".میر نے محظوظ ہوتے ہوئے اسے بتایا.

"کیا گارنٹی ہے کے میں نماز پڑھنے لگوں گی؟ "مہرال کو ابھی بھی بے یقینی تھی.

"آئی پرامس "!لیکن میر نے وعدہ کر لیا تھا.وہ میر پر یقین رکھتی تھی .اسلئے موبائل بند کرتے ہوئے سائیڈ ٹیبل پر رکھ کر دوبارہ لیٹ گئی .اب اسے کل کا انتظار تھا.مگر وہ اس بات سے بے خبر تھی کے اسکا کل بہت بھیانک آنے والا تھا.

"تم نے کافی لا کر اچھا نہیں کیا ".مہرال آج پھر سے اپنی اسپیشل کافی پارک میں لے کے آئی تھی جبکہ میر دو ڈونٹس لے آیا تھا.ابھی وہ بینچ پر بیٹھے ہی تھے کے مہرال نے کافی میر کی جانب بڑھائی اور میر نے ایک ڈونٹ اسکی جانب بڑھایا.

"لیکن تم نے ڈونٹس لا کر بہت اچھا کیا ".خوش دلی سے ایک ڈونٹ پکڑتے ہوئے اس نے اپنے انداز میں شکریہ کہا.میر مگ پکڑتے ہوئے مسکرا دیا.

"یہ وہ ڈونٹس نہیں ہیں ".مہرال نے ایک بائیٹ لیتے ہی پہچان لیا تھا.وہ ڈونٹس اسے مزیدار لگے تھے .لیکن ان ڈونٹس کا تو کوئی جواب ہی نہیں تھا.

"مگر یہ وہی کافی ہے ".میر نے کافی سے سپ لیا تو شہد کا ذائقہ آج اسے تھوڑا بھلا محسوس ہوا .اتنی بری بھی نہیں ہوتی میٹھی کافی.

"یہ ڈونٹس آنٹی کے ہاتھ کے ہیں؟ "مہرال نے حیرت سے آنکھیں پھیلائیں .میر افسوس سے نفی میں سر ہلانے لگا.

"اوہ ,تو یہ بیکری کے ہی ہیں .مگر اس دن سے تھوڑے مختلف ہیں ".مہرال کا سارا جوش جہاں جھاگ ہوا ,وہیں میر کا دل بھی بجھ گیا .اسے یہ کیوں نہیں لگا ہوگا کے میر اس کیلئے ڈونٹس بنانے کیلئے صبح صبح اٹھ سکتا ہے؟

"تمہارے ڈیڈ کب آ رہے ہیں؟ "ڈیڈ پر زور دیتے ہوئے میر نے اپنا ڈونٹ بھی اسکی طرف کھسکھایا .وہ جو نظامی کے ذکر پر ہی بدمزہ ہونے لگی تھی ,ایک بونس ڈونٹ مل جانے پر نظامی کو جہنم وصل کرتی ڈونٹ کی طرف متوجہ ہو گئی.

"نظامی؟ تھوڑے دنوں تک آ جائے گا .کیوں کیا ہوا؟ "اب اس نے میر کے ڈونٹ سے بائیٹ لی تھی .اور میر نے میٹھی کافی سے سِپ لیا.

"تو پھر تم اس بار اپنے لئے اسٹینڈ لو گی نا؟ "میر نے ابرو اچکا کر اسے دیکھا تو وہ جس کا ہاتھ ڈونٹ کو اس کے منہ کے قریب لے آیا تھا وہ وہیں رک گیا" . انکار مت کرنا, تم ہمت کر سکتی ہو, میں نے اس دن بیکری میں تمہاری ہمت دیکھ لی تھی".

"تمہارا دماغ ٹھیک ہے؟ جے بی اور اس نظامی میں بہت فرق ہے .تم جانتے کیا ہو اس کے بارے میں؟ "ڈونٹ کو باکس میں پٹختے ہوئے وہ میر کی بات پر اچھل پڑی.

"کیوں؟ تم نظامی کے خلاف کیوں نہیں جا سکتی؟ تمہارا ڈر کب ختم ہو گا؟ "میر حیران ہو رہا تھا .اسے اتنا سمجھانے کے بعد بھی مہرال کی سوئی ابھی بھی وہاں ہی اٹکی ہوئی تھی؟

"نظامی کوئی عام انسان نہیں ہے میر "!وہ دانت چبا کر ایک ایک بات کہتے ہوئے آگے کو جھکی.

"چلو تم ہی بتا دو, کیسا انسان ہے وہ؟ "میر نے اطیمنان سے کہتے ہوئے اپنی کافی سے سپ لیا.

"میں نہیں بتا سکتی ".تنے تاثرات کیساتھ مہرال نے چند الفاظ میں ہی جواب دے دیا.

"ویری گڈ !تو ابھی تک ہم دونوں میں ٹرسٹ ڈیویلپ ہی نہیں ہو سکا؟ اسٹرینج ".میر نے بدل کر پانسا پھینکا.

"زینب مت بنو ". سنجیدہ تاثرات لئے مہرال نے میر کو وہیں روک دیا.

"میر کو نہیں بتاؤ گی تو زینب بننا ہی پڑے گا .کہو تو نانا جان بن جاؤں؟ "میر نے آگے جھک کر قدرے رازداری سے پوچھا تو مہرال کی ہنسی چھوٹ گئی .میر مسکراتا ہوا سیدھا ہوا اور پھر سے ڈونٹ مہرال کے آگے کھسکا دیا.

"ضرورت تو ہے مجھے ".ہنسی رکی تو اداس مسکراہٹ کیساتھ اس نے یہ الفاظ ادا کیے اور پھر سے ڈونٹ پکڑ لیا .

"وہ شخص اسلحہ اسمگل کرتا ہے .میں بس اتنا ہی جانتی ہوں .اس سے زیادہ مجھے علم نہیں ہے .اور اتنا میرے خاموش رہنے کیلئے کافی ہے .یہاں میں نے ایک آواز اٹھائی تو دوسرے لمحے مجھے کاندھوں پر اٹھانا پڑ سکتا ہے تم لوگوں کو ".آج دن کے آغاز میں وہ آئینہ دیکھتی خود سے تہیہ کر کے آئی تھی کے کسی کے آگے نہیں روئے گی .اس وقت وہ اسی تگ و دو میں تھی.

"اسمگلر ہونے کے باوجود بھی ایسا کچھ نہیں ہے جس پر اللہ تعالیٰ غالب نہ ہوں .میں نے تمہیں توکل سکھایا تھا مہرال .توکل صرف خاموشی کیساتھ بھروسہ کر کے بیٹھ جانا نہیں ہوتا .

اس کیلیئے اسائنمنٹ جمع کروانا پڑتی ہے اور پھر توکل بھی کام کرتا ہے". میر نے اسے وہ بات سمجھائی جو نانا جان اسے سمجھا چکے تھے.

"کیا چاہتے ہو تم؟ "اب اسے میر اور اسکی فیملی سے بڑھ کر کوئی بھی اپنا خیر خواہ نہیں لگتا تھا, اسلئے وہ میر پر مکمل بھروسہ کرتی تھی.

"جو میں کہوں گا وہ تم کرو گی ,بنا ڈرے . صحیح؟ "اس نے ابرو اچکا کر تصدیق چاہی.

"ٹھیک ہے .منظور ہے ". ٹھنڈی آہ بھر کر مہرال نے رضامندی دے دی.

"اور تم آج ماما سے ملنے آ رہی ہو نا؟ "میر تو زینب سے بھی زیادہ اتانولا ہو رہا تھا .ایسا کیا کریں گی فرح آنٹی؟ مہرال بس سوچ ہی سکی.

"شیور "!مہرال نے مسکراتے ہوئے ڈونٹ کی آخری بائیٹ بھی لے لی .میر نے سکون کا سانس لیا.

"ماما آپ یہاں کیا کر رہی ہیں؟ اسکول نہیں گئیں آج؟ "میر اپنے ٹریک سوٹ میں واپس لوٹا تو فرح کو لاؤنج میں اپنا بیگ تیار کرتے دیکھا .

"نہیں میر, مجھے آج ورکشاپ کیلئے جانا ہے. ابھی جبرئیل آ ہی رہا ہو گا. وہ زینی کو اسکول چھوڑنے گیا ہے". فرح بیگم نے سیدھے ہو کر مسکراتے ہوئے کہا.

"اچھا. واپسی کب کی ہے؟" کچن میں جانے کی بجائے وہ وہیں سنگل سیٹر پر بیٹھ گیا. اس کی جاگنگ کا کباڑہ تو مہرال کر ہی چکی تھی, پھر کچن میں جانے کی کیا ضرورت؟ میر نے اپنی مسکراہٹ چھپائی.

"واپسی شام ہی کی ہے, جبرئیل بھی ورکشاپ اٹینڈ کر رہا ہے میرے ساتھ. اسلئے وہی مجھے واپس بھی لے آئے گا". فرح بیگم بھی اس کے ساتھ والے صوفہ پر آ کے بیٹھ گئیں.

"کل آپ فری ہیں؟" میر نے ایک بار پھر بڑی امید سے پوچھا.

"نہیں, ورکشاپ دو دن کی ہے. کیا بات ہے؟ کوئی کام تھا؟" فرح نے آنکھیں سکیڑتے ہوئے میر کو دیکھا.

"مہرال کو آپکی ہیلپ چاہیئے تھی". میر نے فرح سے نظریں چراتے ہوئے جواب دیا. یہ تو طے تھا کے وہ دونوں ایک دوسرے سے کچھ چھپا نہیں سکتے تھے.

"آپکو مہرال کیسی لگی ماما؟ "جب بہت دیر تک فرح بیگم نے میر کو اپنی نظروں کے حصار میں لئے رکھا تو میر نے خود ہی پوچھ لیا.

"بہت اچھی لگی مجھے تو. کیا وہ تمہاری دوست ہے میر؟ "فرح بیگم نے حیران ہو کر میر سے پوچھا.

"آپکی حیرت بجا ہے ماما. شاید میں نے کبھی کسی لڑکی کو دوست نہیں رکھا, اس لئے اب آپکو عجیب لگ رہا ہے. لیکن مہرال کرائیسز سے گزر رہی ہے. ایک بار میں اسے اس سے نکال دوں تو پھر خود ہی پیچھے ہٹ جاؤں گا ". میر نے پھر سے نظریں چرائیں.

"تم اسے پسند کرتے ہو میر؟ "انہوں نے میر کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھتے ہوئے دباؤ بڑھایا. میر فوراً اپنی جگہ سے اٹھ کر فرح بیگم کے قدموں میں آن بیٹھا اور انکی گود میں سر رکھ لیا.

"پسند کرنا گناہ تو نہیں ہے ماما ". محبت کی پہلی دلیل کو جسٹیفائی کیا گیا تھا.

"بالکل گناہ نہیں ہے جب تک اللہ کی حدود کو پھلانگا نہ جائے ". فرح بیگم نے اپنا دستِ شفقت اس کے سر پر رکھتے ہوئے اسکا سر سہلایا.

"تو جب وہ اپنے کرائیسز سے نکل آئے گی ,تب میں اسے نکاح کا پیغام بھجوا دوں گا ". میر نے سر اٹھا کر مسکراتے ہوئے فرح بیگم کی طرف دیکھا .جبرئیل دروازے سے داخل ہو چکا تھا مگر وہ دونوں شاید بے خبر تھے.

"اگر اس نے انکار کر دیا تو؟ "فرح بیگم نے اپنے دونوں ہاتھوں میں میر کا چہرہ تھاما.

"میں اس ڈر سے کے وہ انکار کر دے گی ,اپنی طرف سے کوشش نہیں چھوڑ سکتا .میں ایک دفعہ ضرور کوشش کروں گا ". میر نے اپنی ماں کا ہاتھ تھام کر اسے اپنے لبوں سے لگایا.

"تم ٹوٹ تو نہیں جاؤ گے؟ "میر فرح کیلئے بہت کچھ قربان کر چکا تھا .اب فرح نہیں چاہتی تھیں کے میر کو اپنی محبت بھی قربان کرنی پڑے.

"میر کی ماما ہیں نا ,کیا وہ میر کو نہیں سنبھال لیں گی؟ "اس کی اس بات پر فرح نے میر کے سر پر بوسہ دیا .جبرئیل الٹے قدموں وہاں سے پلٹ گیا .مگر میر اس بات سے بے خبر تھا کے وہ تو کسی سے بھی نہیں سنبھلنے والا تھا.

"تمہارے لئے ایک بری خبر ہے ".مہرال بلیک اسٹریٹ پینٹس پر بلیک ایمبرائیڈرڈ کرتا پہن کر بلیک ہی کارڈیگن میں ملبوس ابھی لاؤنج میں آ کر بیٹھی ہی تھی جب زینب دھپ سے آ کر صوفے پر اس کیساتھ ہی بیٹھ گئی" .اور ایک اچھی خبر بھی ہے".

"اور بری خبر کیا ہے؟ "مہرال اس کی طرف پوری طرح مڑ گئی اور دل پر ہاتھ رکھتے ہوئے پوچھا.

"ماما گھر نہیں ہیں ".زینب نے اپنی طرف سے اس پر بمب پھوڑا .مگر مہرال نے سکھ کا سانس خارج کیا .وہ کسی اور ہی بری خبر کی منتظر تھی.

"اور اچھی خبر؟ "دل سے ہاتھ ہٹاتے ہوئے مہرال دلچسپی سے آگے کو ہوئی.

"یہی کے اب ماما کی محنت میں اور میر بھائی کریں گے ".زینب نے اسے بہت خوش ہوتے ہوئے بتایا . آخر کو اسکا پہلا تجربہ ہونے والا تھا.

"کیا کرنے جا رہے ہو تم دونوں؟ "مہرال نے اپنا ابرو اچکایا ,ابھی اسے ڈونٹ آورز میں ہونے والا واقعہ بھولا نہیں تھا.

"پہلے یہ بتاؤ, کیا تمہاری امیجینیشن اسٹرونگ ہے؟ "زینب نے اسکے تجسس میں اور اضافہ کر دیا. یہ دونوں بہن بھائی کیا کر رہے ہیں؟

"تمہاری سوچ سے بھی بڑھ کر ". مہرال پراسرار سا مسکرائی.

"تمہیں پتا ہے میں جب اکیلی ہو جایا کرتی تھی اور مجھے کسی کی ضرورت ہوتی تو میں اپنے ساتھ ایک چلتی پھرتی باہمت مہرال کو پایا کرتی تھی. اسکا ساتھ پانے کیلیئے میں نے بہت پریکٹس کی تھی. اور وہ مجھے مل بھی گئی تھی. مگر "...مہرال کے مسکراتے چہرے پر اچانک حیرت امڈ آئی. ذہن میں جھماکہ ہوا.

"مگر کیا؟ "زینب ابھی آگے سننا چاہتی تھی.

"مگر ...مگر جب سے میر میری مدد کیلیئے آنے لگا ہے ...وہ ...وہ نہیں آتی "...مہرال کا منہ حیرت سے کھلا رہ گیا. وہ اس کے بارے میں کیسے بھول گئی جو ہمیشہ اسکے سکھ دکھ کی ساتھی رہی تھی؟

"زینی؟ مہرال کو لے کر آجاؤ ". زینب ابھی کچھ کہنے ہی لگی تھی کے میر مہرال کو ہوش کی دنیا میں لے آیا. مہرال نے اوپر سر اٹھا کر دیکھا تو میر وہاں سے پلٹ رہا تھا.

"کہاں جانا ہے؟ "مہرال کی چھٹی حس کہہ رہی تھی کے وہ ابھی بھی پلٹ جائے.

"اٹھو چلو میرے ساتھ ".زینب نے مسکراتے ہوئے مہرال کا ہاتھ پکڑا جو فوراً مہرال نے خوف سے پیچھے کھینچ لیا.

"بھروسہ رکھو "!زینب نے اسے اعتماد کا احساس دلاتے ہوئے پھر سے اسکا ہاتھ پکڑ لیا اور اپنے ساتھ لے جانے لگی.

"یہ کونسی جگہ ہے؟ "مہرال اور زینب نے جب کمرے میں قدم رکھا تو وہاں نیم اندھیرا تھا, مگر ہلکی ہلکی سینٹڈ کینڈلز کی روشنی میں سارا کمرہ نیم روشن ہو چکا تھا.کمرے میں داخل ہوتے ہی مدھم سی خوشبو اسکے نتھنوں سے ٹکرائی,جو دل میں اترتی جاتی تھی .زینب نے اپنے پیچھے دروازہ بند کر دیا.کمرے کا ماحول لاکھ سکون دہ سہی مگر اس ماحول نے غیر معمولی طور پر مہرال کے رونگٹے کھڑے کر دیئے تھے.کمرے کے وسط میں ایک چھوٹی سی ٹیبل لگائی گئی تھی .یہ ٹیبل جاپان میں خاص طور سے گرماہٹ کیلئے استعمال کی جاتی ہے,مہرال جانتی تھی . اسے 'کوٹاٹسو 'کہا جاتا ہے .مگر بیڈ کی جگہ وہ کمرے میں کیوں رکھی گئی تھی؟

"یہ میر بھائی کا کمرہ ہے ".زینب نے جواب دیا .مہرال کمرے کا جائزہ لینے میں مصروف تھی جب ان کے پیچھے کا دروازہ کھلا اور میر کمرے میں داخل ہوا .

"یہ لو زینی .سلام ایڈیٹ "!میر نے اپنے پیچھے دروازہ بند کرتے ہوئے مہرال کو دو عطر نما چھوٹی بوتلیں تھمائیں ,شاید وہ فرح بیگم کے کمرے سے لایا ہو.

"یہ کیا ہے؟ "میر کے سلام کو نظر انداز کرتی مہرال نے زینب سے پوچھا .زینب نے ایک بوتل کھول کر مہرال کے دونوں کانوں کے نیچے ہلکا سا رگڑا .سکون دہ خوشبو مہرال اندر تک اترتی چلی گئی.

"لیوینڈر آئل ".زینب نے مسکراتے ہوئے جواب دیا .

"اور یہ؟ "اب زینب ایک اور بوتل کو اس کی کلائی کے سیدھے حصے پر لگا کر دوسری کلائی اسی کے اوپر رگڑنے لگی تو مہرال پوچھے بنا نہ رہ سکی.

"یہ روز میری آئل ہے ". مسکراہٹ ہنوز اس کے چہرے پر سجی ہوئی تھی .وہ مہرال کا ہاتھ پکڑ کر کوٹاٹسو کے قریب لے آئی جہاں میر پہلے سے ہی اس کے ایک طرف بیٹھ چکا تھا .

زینب اسے بھی ایک فلور کشن پر بٹھاتے ہوئے خود اس کی بائیں جانب دوسرے فلور کشن پر بیٹھ گئی .کمرے کے سکوت اور نیم اندھیرے میں مہرال کو نیند محسوس ہونے لگی تھی.

"مہرال تم زینی کے ہاتھ پکڑو اور کچھ بھی ہو جائے تم ہاتھ نہیں چھوڑو گی .فائن؟ "میر نے مہرال کو ہدایت دیتے ہوئے اس سے تصدیق چاہی.

"مگر "...مہرال ڈر رہی تھی.

"آئی پرامس ,ہم دونوں تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا رہے ".میر نے اسے یقین دہانی کروائی تو وہ محض سر ہلا کر رہ گئی .

"اب اپنی آنکھیں بند کر لو ".مہرال کے ٹھنڈے پڑتے ہاتھ زینب نے اپنے ہاتھوں میں لے کر ٹیبل پر رکھے" .اور جو بھی ہو جائے اپنے ہاتھ نہیں چھڑواؤ گی .آئی پرامس ,اگر ماما ہوتیں تو وہ بھی ایسے ہی کرتیں".

"ٹھیک ہے ".مہرال نے فرح کیلئے ان پر یقین رکھتے ہوئے اپنی آنکھیں بند کر کے اثبات میں سر ہلایا.

"آج تمہیں اپنی سوچ تھوڑی سی بدلنی ہے . تمہیں بس دنیا میں الجھی مہرال کو وٹنیس کرنا ہے ".زینب کے گرم ہاتھوں میں اسے تھوڑا سکون کا احساس ہوا تو میر کی آواز ابھری .وہ سمجھ گئی کے اسے تصوراتی دنیا میں داخل ہونے کو کہا جا رہا ہے .اس لئے اس نے اثبات میں سر ہلایا.

"آج بہت خوبصورت صبح ہوئی ہے ,مہرال کو اس کے چار سالوں کی کامیابی ملنے جا رہی ہے . بلیک گاؤن پہنے مہرال خود کو آئینے میں دیکھ کر اپنی کنووکیشن کیلئے بالکل تیار کھڑی ہے ". مہرال کے چہرے پر مسکراہٹ آئی .

'وہ بلیک گاؤن پہنے اپنے کمرے میں کھڑی ہو کر اپنے آپ کو جانچ رہی تھی .آج اس کی زندگی کا بہت بڑا دن تھا .یہ خوشی اسے بہت خوشیوں سے بڑھ کر تھی'.

"اب مہرال اپنی گاڑی میں بیٹھ کر سڑک پر گاڑی اتارتی ہے .آنکھوں میں فلم چل رہی ہے کے کچھ ہی لمحوں میں وہ گولڈ میڈل سے نواز دی جائے گی ".مہرال کی مسکراہٹ اور گہری ہوئی.

'اس نے گاڑی نظامی مینشن سے باہر نکالتے ہی سوچنا شروع کر دیا جب اس کے گلے میں گولڈ میڈل ڈالا جا رہا تھا'.

"اب ہاتھ بڑھا کر مہرال نے اپنا فیورٹ گانا لگایا ہے جو اس کی خوشی کو اور بڑھائے گا کیونکہ یہ گانا پوری طرح سے مہرال کو ہی بیان کر رہا ہے ".

'مہرال اب ہاتھ بڑھا کر اپنا فیورٹ گانا" ملین ڈریمز "جو اس نے اس دن کیلئے ہی سوچ رکھا تھا لگاتی ہے'.

"مہرال ساتھ ساتھ اب خود بھی گنگنا رہی ہے".

'آئی کلوز مائی آئیز ...مہرال نے سڑک پر گاڑیاں دیکھتے ہوئے ساتھ ساتھ گنگنانا شروع کیا. اس کی آواز کے سر اب گانے کے سروں سے ملنے لگے ہیں'.

"لیکن اچانک جب مہرال راؤنڈ اباؤٹ تک پہنچتی ہے تو ایک تیز رفتار گاڑی بے قابو ہوتی ہوئی اسکی گاڑی کو کچلتی چلی جاتی ہے ".میر کی آواز گھمبیر ہوئی مگر اسی لمحے مہرال کی بھی مسکراہٹ تھمی اور زینب نے اپنے ہاتھوں کی گرفت اس پر مضبوط کی .اسے یاد آیا,اسے ہاتھ نہیں چھوڑنے تھے اسلئے وہ مزید دیکھنے پر مجبور تھی.

'تیز رفتار گاڑی راؤنڈ اباؤٹ سے مڑنے کی بجائے اسکی طرف بے قابو ہو کر آئی اور گول گھومنے کے انداز میں اس کی گاڑی کو چھت سے کچلتی چلی گئ'.

''مہرال بری طرح زخمی ہو چکی ہے اور گاڑی اتنی پچک چکی ہے کے گاڑی میں اس کے ہلنے کی بھی جگہ نہیں رہی ''.میر کی آواز خوف دلانے والی ہو گئی تھی .مہرال کے ہاتھ اب اور ٹھنڈے ہو چکے تھے.

'مہرال کے سر اور چہرے پر بہت سی چوٹیں آئیں ہیں اور کندھوں سمیت بازو اپنی جگہ سے ہلنے سے قاصر ہیں'.

''لوگ اردگرد جمع ہو چکے ہیں ,چند لوگ مل کر اب مہرال کو کھینچتے ہوئے باہر نکال رہے ہیں لیکن مہرال بری طرح پھنسی ہوئی ہے ,اسے تکلیف ہو رہی ہے .کسی کو اس بات کا اندازہ نہیں ہو پا رہا .گاڑی میں گانا ابھی تک چل رہا ہے ''.میر کی آواز میں شدت آئی . مہرال کے ٹھنڈے ہاتھوں میں پسینہ آنے لگا.

'مہرال نیم بیہوشی میں اپنے اردگرد لوگوں کو دیکھ رہی ہے .چند لوگوں نے مل کر اسے کھینچنا شروع کیا ہے مگر اس کی ٹانگیں بری طرح پھنس چکی ہیں .اسے کھینچا جا رہا ہے .مہرال کو

تکلیف ہو رہی ہے مگر کسی کو پتا نہیں ہے. مہرال چلانا چاہتی ہے مگر زبان ساتھ ہی نہیں دے رہی. دھڑ گویا مفلوج ہو گیا ہو. لیکن دماغ ابھی بھی پیچھے چلتا گانا سن سکتا ہے.

To the world I close my eyes to see

I close my eyes to see'

"مہرال کو باہر نکال کر سڑک پر لٹا دیا گیا ہے, اردگرد گھما گھمی اور گاڑیوں کا شور ہے. مہرال کی آدھی آنکھیں بند ہو چکی ہیں اور سر اور ناک سے نکلتا خون سڑک پر بہہ رہا ہے". میر سرگوشی کے انداز میں اب بتا رہا تھا. جبکہ مہرال کے رونگٹے کھڑے ہو چکے تھے. اود ہلکا ہلکا تنفس تیز ہونے لگا.

'مہرال کو لوگوں نے گاڑی سے نکال کر سڑک پر لٹایا ہے وہ لوگوں میں افراتفری دیکھ سکتی ہے. سر سے خون نکل کر سڑک پر بہتا جا رہا ہے اور ناک سے نکلتا خون بائیں طرف کان کے نیچے سے بہہ رہا ہے.

"اب مہرال کو آسمانوں سے آتے ہوئے لمبے لمبے فرشتے دکھائی دے رہے ہیں. جن کے چہرے ایسے چمک رہے ہیں جیسے سورج. وہ اتنی تعداد میں ہیں کے تم جہاں تک دیکھ رہی ہو

تمہیں وہی نظر آرہے ہیں ". میر کی بات پر مہرال کا چلتا تنفس دو پل کیلئے تھما, اسے لگا وہ نہ رکی تو وہ سچ میں آ جائیں گے . مگر وہ رکی نہیں.

'اسے آسمان سے آنے والی مخلوق نظر آنے لگی ہے . قامت میں اتنے لمبے کے سر آسمانوں کو چھوتے ہیں, تعداد میں اتنے زیادہ کے حدِ نگاہ ختم ہو جائے'.

"اب وہ تمہارے سرہانے پر ایک ہی بات بار بار دہراتے جا رہے ہیں, حتیٰ کے تمہاری روح کا آخری قطرہ تمہارے جسم کو چھوڑ دے گا ". مہرال کی سماعت بند ہو گئی . اور سب کچھ آنکھوں کے آگے فلم کی طرح چلنے لگا.

'وہ سڑک پر بے سدھ پڑی ہے . آنکھیں نیم وا اور منہ ادھ کھلا ہے . اس کے سرہانے روشن چہروں والی مخلوق کھڑی ہے اور ایک ہی بات بار بار دہرائی جا رہی ہے .

نکل اے ناپاک نفس، جو ایک ناپاک بدن میں تھی، نکل تو بری حالت میں ہے، خوش ہو جا گرم پانی اور پیپ سے، اور اس جیسی دوسری چیزوں سے.

اپنی اس قدر توہین اور تذلیل پر مہرال شدید خوفزدہ ہوئی . پہلے تو صرف گھر کی چاردیواری میں ہی اس کی توہین ہوا کرتی تھی . آج یوں سرِعام سب کے سامنے اسے کن الفاظ میں پکارا

جا رہا تھا؟ بے جان وجود کی آنکھ کے کنارے سے نمکین پانی نکل کے تپتی سڑک میں جزب ہو گیا ہے .بے نام و نشاں"!

"تمہاری روح کا آخری قطرہ بھی تمہیں چھوڑ گیا ہے .اب وہ سب تمہیں اوپر کی جانب لے کے جا رہے ہیں مگر جہاں جہاں سے تم گزر رہی ہو "...ایک بار پھر سے میر کی آواز آنا بند ہو گئی تھی .مہرال کی آنکھوں سے پانی بہہ رہا تھا اور سر بار بار نفی میں ہلا رہی تھی" .یہ میں نہیں ہوں ,میں ناپاک نہیں ہوں .بس کرو میر یہ میں نہیں ہوں".

'مہرال کو کفن میں لپیٹے اب سب اوپر کی جانب جا رہے ہیں .مگر جو بھی فرشتے انہیں راستے میں روک کر استفسار کرتے ہیں تو حقارت سے پوچھتے ہیں :یہ ناپاک روح کون ہے؟ اور جواب میں مہرال کے برے ناموں سے اسکا تعارف کروایا جاتا ہے .اپنے اس تعارف پر مہرال حقا بقا رہ جاتی ہے .اتنی تذلیل کیوں کی جا رہی ہے اسکی؟ اسے وہ واپس جانے دیں .وہ خود کو پاک روح بنا لائے گی .مگر افسوس !

"اب تمہیں پہلے آسمان پر لے جایا جا رہا ہے "...ایک لے میں میر نے کہا. مہرال کی پیشانی اور بدن پسینے سے شرابور ہو چکے تھے .اس نے اپنے ہاتھ چھڑوانے کی کوشش کی مگر زینب نے ہاتھ نہ چھوڑا" .بس کرو میر ,بس کر دو ,مجھے اور نہیں سننا مجھے جانے دو".

'مہرال کا رخ اب پہلے آسمان کی طرف ہے .لیکن ناپاک نفس کو وہ کب ملتا ہے؟ آسمان والوں نے اس پر آسمان بند کر دیئے اور اسے دھتکار دیا'.

"تمہارا پہلے آسمان میں داخل ہونا تب ہی ممکن ہے جب ایک اونٹ سوئی کے سوراخ سے گزر جائے گا "...مہرال نے نفی میں سر ہلایا" .نہیں میر بس کرو ,چپ ہو جاؤ "!آنکھیں مگر وہ نہیں کھول پا رہی تھی .اندر کہیں وہ چاہتی تھی کے دیکھ سکے آگے کیا ہونے والا ہے.

'اسے آسمانوں سے دھتکارا گیا ہے کے آسمانوں میں ناپاک روح کیلئے کوئی خوش آمدید نہیں ہے .اور اس کیلئے دوذخ کی ہوائیں ہیں .اب اللہ تعالٰی کی طرف سے حکم آتا ہے کے اسکے اعمال سجین)نچلے درجے کی دوذخ (میں درج کر دیئے جائیں .مہرال ہاتھ پاؤں مارتی ہے ,چلانا چاہتی ہے مگر اس وقت تو وہ جیسے مفلوج ہے .اسے معتبر ذات نے کس کتاب میں ڈال دیا ہے؟ وہ جس کا حکم ہی ہر جگہ مانا جاتا ہے اس نے اسے کہاں پٹخ دیا؟'

"تمہاری روح کو اب واپس تمہارے جسم میں داخل کر دیا گیا ہے جو اس وقت قبر میں ہے "...مہرال کی سانس تھمی اور دھڑکنیں بھی تھم گئیں .بند آنکھوں سے پانی بہہ رہا تھا اور وہ اپنے ہاتھ چھڑوانے کی سعی کرنے لگی جو زینب نے زور سے تھام رکھے تھے" .بس کرو میر ,میں اور نہیں سننا چاہتی ".وہ چلائی مگر میر نے بات جاری رکھی.

'دو لوگ اب اس کے پاس آتے ہیں اور اسے بٹھاتے ہیں .اس سے سوال کیے جا رہے ہیں:

تمہارا رب کون ہے؟) انہوں نے پوچھا(.

مجھے نہیں معلوم) .مہرال بتا ہی نہ پائی(.

یہ آدمی کون ہے جو تم میں بھیجا گیا تھا؟) انہوں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں استفسار کیا(.

مجھے نہیں معلوم) .مہرال یہ بھی بتا نہ پائی(.

تمہارا دین کیا ہے؟) ایک اور سوال آیا(

میں نہیں جانتی) .مہرال کچھ بھی نہیں جانتی(

"تمھی کچھ بھی پتا نہیں ہوتا .ٹھیک اسی وقت پکارنے والے کی پکار آسمان سے آتی ہے "...
میر نے مہرال پر ایک اور دھماکہ کیا جو بظاہر اپنی آخری سانسیں لے رہی تھی.

'جب وہ کچھ نہیں بتا پائی تو آسمانوں سے پکار آتی ہے" :اس نے جھوٹ کہا، اس کے لیے جہنم کا بچھونا بچھا دو اور جہنم کا لباس پہنا دو، اور اس کے لیے جہنم کی طرف دروازہ کھول دو ".مہرال دم بخود ہو جاتی ہے .وہ یہ سب جھٹلانے کی کوشش کرنا چاہتی تھی مگر جس کی طرف سے حکم آیا تھا وہ کبھی جھٹلایا نہیں جا سکتا .فرار کا کوئی راستہ نظر نہیں آ رہا .جہنم کی تپش اور زہریلی ہوا آ رہی ہے .یہ سب بہت بھیانک ہے .اس پر گونگا اور اندھا مقرر کر دیا گیا ہے .اسکی قبر تنگ ہو رہی ہے' .

"اس کے پاس ایک لوہے کا گرز ہے جو وہ اپنے ساتھ لایا ہے .اگر وہ اس گرز کو کسی پہاڑ پر دے مارے تو وہ خاک ہو جائے گا .اس سے وہ اب تم پر ضرب لگائے گا جسے آسمان اور زمین میں موجود تمام مخلوقات سن سکیں گی سوائے جنات اور انسان کے .اور پھر"...

"بس "!اس نے فوراً سے آنکھیں کھولیں, جسم پسینے میں شرابور تھا اور دل زور زور سے دھڑک رہا تھا .وہ ہاتھ چھڑاتی ہوئی وہاں سے اٹھ کر الٹے قدموں بھاگی .زینب اور میر پریشان ہو گئے .ابھی مہرال کا جانا نقصان دہ ہو سکتا تھا .میر اس کے پیچھے لپکا.

"مہرال "!مہرال تیز تیز سیڑھیوں سے اتر رہی تھی ,میر نے اسے پکارا جب آخری تین سیڑھیاں رہ گئیں تھیں ,ان پر آتے ہی اس کا پاؤں پھسلا اور وہ منہ کے بل نیچے گری .مگر اس سے بھی وہ نہیں رکی تھی اور اٹھ کر روتے ہوئے اندھا دھند دوڑتی چلی گئ .اس کی آنکھوں میں وہی منظر آ رہا تھا جب اسے اوپر لے جایا جا رہا تھا اور وہاں سے بھی اسے دھتکار دیا گیا ,اسے عزاب سنایا گیا.

"مہرال رکو ابھی مت جاؤ ".میر اس کے سامنے کھڑا ہوا.

"چھوڑ دو مجھے جانے دو ".روتے ہوئے اس نے میر کو دھکا دیا اور بھاگ کر مہرال گیٹ تک پہنچ گئ .اس نے لاک کھولنے کی بہت تگ و دو کی مگر اسے کچھ نظر نہیں آ رہا تھا .اس کی آنکھوں کے سامنے وہ خوش خوش مہرال گنگنا رہی تھی .ایک جھٹکے کے ساتھ دروازہ کھول کر

وہ باہر گاڑی کی طرف لپکی .اسے فرق نہیں پڑ رہا تھا کے ایسے روتے ہوئے اگر کسی نے دیکھا تو کیا سوچے گا؟ گاڑی اسٹارٹ کرتے ہوئے اس نے تیز روی سے سڑک پر ڈال دی . ویسے ہی جیسے اس نے کنووکیشن کیلئے جاتے ہوئے اپنی گاڑی سڑک پر دوڑائی تھی .مہرال کا دل گھبرایا اور نظروں نے وہ منظر دکھایا جب بے شمار فرشتے اسکی روح کو لے جانے کیلئے آ رہے تھے .

"اے برے نفس"!

"اس نے جھوٹ کہا"!

"اس کے لیے جہنم کا بچھونا بچھا دو".

"اس کی طرف جہنم کا دروازہ کھول دو".

اب قبر میں ایک اندھا, گونگا گرز پکڑے اسے ضرب لگانے آ رہا تھا" .نہیں رک جاؤ مجھے مت مارنا, مجھے بخش دو ".دونوں آنکھوں کے آگے ہاتھ رکھ کر وہ گڑگڑائی اور گاڑی کا کنٹرول کھوتے ہوئے اس کی گاڑی زور سے سامنے کھڑی گاڑی سے ٹکرائی .زوردار ٹکراؤ کیساتھ اسکا سر اسٹئیرنگ پر آ کے لگا اور اس کی پوری دنیا گھوم چکی تھی .اس نے اپنا سر

اٹھایا,وہ ہوش میں تھی مگر ماتھے پر چوٹ آئی. گاڑی کا دروازہ کھولتے وہ فوراً باہر نکل آئی اور آسمانوں کی طرف دیکھنے لگی. اسکا سانس ہلک میں اٹک گیا تھا. اب وہ نورانی چہروں والے آسمانوں سے آتے ہی ہوں گے. ایسا ہی تو ابھی ہوا تھا. وہ زمین پر ڈھے گئی اور حلق پکڑتے ہوئے سانس لینے کی کوشش کرنے لگی مگر سانس نہیں آ رہی تھی.

"مہرال؟"میر اپنی بائیک گرا کر تیزی سے اس کی طرف آیا.

"تم ٹھیک ہو؟"میر نے اس سے پوچھا جو مسلسل سانس لینے کی کوشش کر رہی تھی اور زمین پر اوندھی ہو رہی تھی. میر کے پاس کوئی چارہ نہیں تھا کیونکہ مہرال کو پینک اٹیک آ رہا تھا.

"مہرال اٹھو کھڑی ہو جاؤ,دیکھو کچھ نہیں ہوا. سب ٹھیک ہے". میر اسے نارمل کرنے کی کوشش کرنے لگا. مہرال کی سانس بحال ہو کے نہیں دے رہی تھی". جو کچھ بھی ہوا وہ سب ایک خیال تھا".

"بیٹی؟ "سامنے والے گھر سے ایک خاتون نکل کر آئیں تھیں لیکن مہرال کو اوندھے گرے دیکھ کر فوراً اس کی طرف بڑھیں. انھوں نے فوری طور پر اسکی پیٹھ سہلانا شروع کی اور اسکا ہاتھ تھام کر اسے نارمل کرنے لگیں جبکہ میر بے بسی سے تکتا رہا.

"مجھے ...سانس "..مہرال نے آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے بمشکل ادھوری بات کی اور اپنے حلق پر ہاتھ کا گھیرا تنگ کرتے ہوئے سانس لینے کی کوشش کی مگر لے نہیں پا رہی تھی.

"کھانسی کرو .. کھانسو بیٹی ".انھوں نے اس کی پیٹھ پر تھپتھپانا شروع کیا مگر وہ چاہ کر بھی نہ کھانس سکی. انھوں نے اب کی بار زور زور سے تھپتھپایا. ایک زور دار سانس کھینچتی ہوئی مہرال پھر سے زمین پر ڈھے گئی.

"مہرال تم ٹھیک ہو؟ "میر حد درجہ پریشان ہو چکا تھا. وہ یہ تو نہیں چاہتا تھا جو ہو گیا تھا.

وہیں زمین پر گرے ہوئے اس نے نفی میں سر ہلایا. وہ اب تیز تیز سانس لے رہی تھی مگر بولنے سے قاصر تھی.

"کیا تم اسے جانتے ہو؟ "ان خاتون نے میر سے پوچھا.

"یہ میری فرینڈ ہے ".میر نے مہرال کے پاس جھکتے ہوئے جواب دیا اور پھر مہرال سے کہنے لگا" چلو گھر چلیں مہرال".

"اٹھو بیٹی ,جاؤ آرام کرو ".انہوں نے مہرال کا ہاتھ پکڑ کر اٹھایا تو مہرال اٹھ کھڑی ہوئی مگر اپنا آپا کھوتی ہوئی انکے گلے لگ کر زور زور سے رونے لگی.

"مہرال ایسے نہیں کرت "...میر کہنے ہی لگا تھا جب انہوں نے اپنا ہاتھ اٹھا کر میر کو خاموش کروا دیا.

"آپ نے تو کہا تھا کے مشقت کرنے سے وہ مجھے مل جائیں گے ,وہ تو اور ناراض ہو گئے ہیں . میں انکے سامنے ناپاک نفس کے نام سے لائی گئی ہوں ".رونے کے دوران مہرال ان پر پھٹ پڑی .میر لب بھینچ کر رہ گیا .اسے لگا شاید اسکا پلان غلط چلا گیا ہے .

"ابھی تم گھر جاؤ بیٹی ,ابھی تمہیں آرام کی ضرورت ہے ".انہوں نے مہرال کو خود سے الگ کرتے ہوئے اس کے ماتھے کی طرف اشارہ کیا .مہرال نے خود پر ضبط کیا اور ہچکیاں لیتے ہوئے

اثبات میں سر ہلاتی جانے کیلئے مڑ گئی. میر اسے وہاں سے لے گیا تھا. زینب انتظار کر رہی تھی. وہ ابھی اسے واپس لے جائے گا. ابھی وہ اسے تنہا نہیں چھوڑ سکتا تھا.

"میں گاڑی ڈرائیو کرتا ہوں. تم بیٹھو". پیسنجر سیٹ کا دروازہ کھولتے ہوئے میر نے مہرال سے کہا جو بنا کسی مزاحمت کے گاڑی میں بیٹھ گئی. میر دوسری طرف جا کر اب اپنی بائیک کھڑی کرنے لگا. مہرال گاڑی کی سیٹ سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئی اور باہر دیکھنے لگی. مگر اس کی آنکھوں کے سامنے ابھی بھی وہ تمام منظر آگے پیچھے بے ترتیب چل رہے تھے.

" تمہیں ایسے ہاتھ چھڑوا کے نہیں جانا چاہیئے تھا". مہرال کو جوس کا گلاس تھماتے ہوئے زینب نے فکرمندی سے کہا. البتہ میر مہرال کی گاڑی لے کر ورکشاپ جا چکا تھا.

"اگر میں وہاں سے نہ جاتی تو شاید ...شاید میرا دل پھٹ جاتا". گلاس پکڑ کر مہرال نے میز پر رکھ دیا. ابھی اسکا کچھ بھی کھانے یا پینے کا دل نہیں چاہ رہا تھا.

"ایسا کچھ نہیں ہونے والا تھا مہرال. اور دیکھو اب کیا ہو گیا ہے تمہارے ساتھ". مہرال کے دائیں طرف فرسٹ ایڈ باکس رکھتے ہوئے زینب نے دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر اسکا چہرہ اوپر

اٹھایا. پھر روئی پر اینٹی سیپٹک لگاتے ہوئے زخم سے جما ہوا خون صاف کرنے لگی. خون کا بہاؤ اب رک چکا تھا.

"زینب, کیا میر جو کچھ کہہ رہا تھا, وہ سچ تھا؟ "اس نے زینب کا ہاتھ پیچھے ہٹا کر اسکی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے اس سے پوچھا.

"ہاں وہ سچ تھا مہرال. ایسا ہوتا ہے لیکن وہ جو کفر کرتے ہیں". زینب پھر سے اسکے چہرے پر سے خون صاف کرنے لگی.

"میں کافر تو نہیں ہوں". مہرال نے چہرہ جھکا لیا اور آنکھ سے ایک آنسو نکل کر اسکے کالے کرتے میں جذب ہو گیا. اسے یاد آیا کے میر نے اسے بتایا تھا, مسلمان اور کافر ہونے میں نماز پڑھنے اور نہ پڑھنے کا فرق ہے. اس نے فوراً چہرہ اٹھایا اور حیرت سے زینب کی طرف دیکھا.

"ایسے مت دیکھو, میر بھائی کا ارادہ تمہیں کافر کہنے کا نہیں تھا. وہ بس تمہیں دکھانا چاہتے تھے کے اگر تم اللّٰہ کی نافرمانی کرو گی اور تمہیں معافی مانگنے کی مہلت بھی نہ ملے تو کیا ہو سکتا ہے. واللہ مہرال انہوں نے تمہیں کافر نہیں کہا". زینب اسے بے بسی سے سمجھانے لگی.

"نہیں ,اس کے کہنے کی ضرورت نہیں تھی زینب .میں جب اللہ کی بات نہیں مانوں گی تو ایسا ہونا متوقع ہے .یہ تو اللہ نے پہلے سے ہی بتا رکھا ہے .پھر میں کس سے بھاگ رہی ہوں؟ میری ڈور تو ابھی بھی مجھے نہیں ملی ".زینب اب مہرال کے زخم پر بینڈیج کر رہی تھی جب مہرال اداس لہجے میں کھوئی اسے بتانے لگی.

"لیکن اگر تم کوشش کرو گی تو منظر بالکل بدل جائے گا مہرال ". مسکرا کر پیچھے ہٹتے ہوئے زینب نے باکس سے چیزیں سمیٹتے ہوئے مہرال کو بتایا اور اپنے روم میں چلی گئی . کتنی ہی دیر مہرال خلا میں گھورتی رہی .اسکا ڈر اب بے چینی میں بدلنے لگا.

"وہ جو اللہ تعالٰی کی مانتے ہوں گے ,انکے ساتھ کیا ہوگا؟ "زینب نے پھر سے جوس کا گلاس مہرال کے ہاتھ میں تھمایا جسے مہرال رکھنے لگی تھی مگر زینب نے زبردستی اسکی طرف پھر سے بڑھایا. مجبوراً مہرال کو اب اسے لبوں سے لگانا پڑا .

"انہی کی تو دنیا ہے ,آخرت بھی انہی کی ہو گی .میرا یقین کرو مہرال !وہ جو اللہ کے احکامات سے اپنے کان اور آنکھیں بند کر کے اپنے تئیں مزے میں ہیں ,وہ سراب جی رہے ہیں .اس کے برعکس جو اللہ سے محبت رکھتے ہیں ,اللہ ان سے محبت رکھتے ہیں اور اپنے لوگوں کو بھی ان سے محبت کرنے کا کہتے ہیں .اگر یہ بات کوئی جان لے تو وہ ضرور سراب سے نکل کر

اس جہاں میں قدم رکھ لے جو محبتوں سے بھرپور ہے ".زینب نے اسکے ساتھ بیٹھ کر جب اسے یہ بتایا تو مہرال صاف اسکے چہرے پر ایک خوشی ,ایک اطیمنان دیکھ سکتی تھی .وہ اتنی مطمئین کیسے تھی؟ کیا اسے بھی وہ محبت مل چکی تھی؟

"اور پھر؟ جب وہ مر جائیں گے ,پھر کیا ہوگا؟ "مہرال جاننا چاہتی تھی ,دوسری طرف کے لوگوں کیساتھ کیا ہوتا ہے؟

"انہیں وہ فرشتے جنت کی خوشبو سے بھرپور کفن میں چھپا کر لے جاتے ہیں .آسمان تک کے راستوں میں جن فرشتوں سے انکی ملاقات ہوتی ہے ,وہاں اسے بہت عزت و تعظیم سے متعارف کروایا جاتا ہے .آسمانوں کو اس کیلیئے کھول دیا جاتا ہے .ہر آسمان پر اسے بڑی عزت سے متعارف کروایا جاتا ہے ,پھر وہ اس آسمان پر پہنچتا ہے جہاں اسکا رب ہوتا ہے ".مہرال کا دل تھم گیا .اسے وہاں جانے سے روکا گیا ,اسے اجازت ہی نہیں ملی تھی .کیوں ملتی؟ جب وہ دنیا میں خود اپنے رب سے دور تھی تو اسکا رب پھر اسے اپنے قریب آنے کی اجازت کیوں دے دے؟

"اسکے رب کی طرف سے حکم ہوتا ہے کے اسکے اعمال الیون میں درج کر دیئے جائیں ".

زینب نے اپنا چہرہ مہرال کی طرف موڑ کر اسکے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا جو حق دق سی ایک

مومن کی تعظیم سن رہی تھی .اتنا فرق؟ مومن میں اور کافر میں اتنا فرق؟ وہ جو مشقت کرتے ہیں ,انکے لئے انعام بھی اعلیٰ ہوا کرتے ہیں .وہ رو پڑی.

"اور پتا ہے کیا؟ جب اسے اس کے جسم میں واپس ڈالا جاتا ہے تو اسکے لئے جنت کا ایک بچھونا بچھا دیا جاتا ہے .پھر جنت کی طرف کا ایک دروازہ کھول دیا جاتا ہے اور اسے جنت کا لباس پہنایا جاتا ہے .اس کی قبر کی طرف جنت کا ایک دروازہ کھول دیا جاتا ہے اور "..زینب دونوں ہاتھ پھیلا کر کھڑی ہو گئی .مہرال بھی چہرہ اٹھا کر اسے دیکھنے لگی" .جہاں تک نظر جاتی ہے ,اس کی قبر کو کشادہ کر دیا جاتا ہے ".

"ان کیلئے اتنا سب؟ "مہرال کو یک لخت ان لوگوں پر جی بھر کر رشک آیا تھا جن سے ان کا اللہ خوش ہوتا ہے.

"یہ تو کچھ بھی نہیں ہے .لیکن سب کچھ ایک ہی دفعہ میں نہیں بتا سکتی ".زینب واپس صوفے پر اس کے ساتھ بیٹھ گئی .مہرال ابھی بھی خالی نظروں سے اسی کی طرف دیکھ رہی تھی" .کیا ہوا؟ دیکھو جو وقت اللہ نے تمہیں دیا ہے اسے غنیمت جانو ,اسکا استعمال کرو .یوں خالی پچھتانے سے ناشکری ہو جاتی ہے".

"ناشکری ہوتی ہے؟ "مہرال نے غائب دماغی سے زیرِلب دہرایا,جو زینب نے پھر بھی پڑھ لیا.

"تو کیا تم اس رب کی ناشکری کرو گی جو اپنے بندوں کیلئے آسمانوں کو بند کرتا اور کھولتا ہے؟ اور اپنی محبت کا اعلان کرتا ہے؟ "زینب نے کھڑے ہوتے ہوئے مہرال سے پوچھا جو زینب کی طرف دیکھ کر بول بھی نہ سکی اور نفی میں سر ہلا دیا.

"پھر کیا کروں میں؟ مجھے کیسے پتا چلے گا کے مجھے اللہ سے محبت ہو گئی ہے؟ "اسکے ہاتھ پھر سے ٹھنڈے پڑنے لگے اور دل بیٹھنے لگا.شاید دل میں خوف اٹھا تھا کے کہیں وہ پھر سے ٹھکرا نہ دی جائے.

"جب تم اپنا ہر کام کرنے سے پہلے یہ سوچو گی نا مہرال ",زینب نے اپنے دونوں ہاتھوں میں مہرال کے ہاتھ لیتے ہوئے اسے کھڑا کیا اور وہ میکانکی انداز میں کھڑی ہو گئی" کے جو تم کر رہی ہو کیا وہ اللہ کو پسند ہے یا نہیں؟ اور تمہارے کاموں کے فیصلے اسی بنیاد پر ہونے لگیں, تمہیں ڈر لگنا شروع ہو جائے,ڈر لگا کرے کے تمہارے کسی عمل سے وہ ناراض نہ ہو جائے. کیا فلاں وقت میں تم اللّہ کو اچھی لگ رہی ہو یا نہیں؟ تو اس دن سمجھ جانا,کے تمہیں محبت کرنے والوں میں سے بہترین محبت کرنے والے سے محبت ہو گئی ہے".

"مجھے ڈر تو لگتا ہے, کے وہ ناراض ہیں میں انہیں کیسے مناؤں؟ "مہرال نے آنسو سے بھری آنکھیں بار بار جھپکائیں تاکہ نمی کو واپس اندر اتارا جا سکے.

"تو پھر اس زینے پر چڑھ آؤ جہاں یہ فکر ستانے لگتی ہے کے تم اللہ کو اچھی لگ رہی ہو یا بری؟ "زینب اس کا ہاتھ پکڑے اب اسے اپنے کمرے کی طرف لے جانے لگی.

"ہم کہاں جا رہے ہیں؟ "مہرال نے خود کو کھینچتی ہوئی زینب سے پوچھا.

"نماز پڑھنے .اور سنو, تمہیں جتنی بھی نماز آتی ہے اسے پڑھنے کی کوشش کرو .جب تک تمہیں صحیح طرح نماز پڑھنا نہیں آ جاتی ,تب تک تم نماز چھوڑ کر بیٹھ نہیں سکتی ".زینب نے پہلے رک کر اسے سمجھایا اور پھر سے اسے اپنے ساتھ کھینچنے لگ گئی .

"میرے پاس دوپٹہ نہیں ہے ".مہرال کو یہ بات پریشانی لگی.

"میرے پاس بہت ہیں ".زینب نے دوبدو جواب دیا .مہرال گہری سانس بھرتی اس کے ساتھ کمرے میں آ گئی .مہرال کو لگا کے زینب اس پر ویسے ہی محنت کر رہی ہے ,اب اس سے کبھی بھی نماز نہیں پڑھی جائے گی ,مگر وہ نہیں جانتی تھی کے اب کے بعد نماز چھوڑنا اس کیلئے زندگی موت کا مسئلہ بن جائے گی .اس کی محبت تو کب سے شروع ہو چکی تھی . اسے احساس ہی اب نماز پڑھتے ہوئے ہوا تھا .جو اس نے بمشکل ہچکیوں میں مکمل کی تھی .

یہ مغرب کے بعد تھا جب جبرئیل اور زینب مہرال کو نظامی مینشن چھوڑ گئے تھے .میر نے ہمت نہیں کی مہرال کے سامنے آنے کی ,نہ ہی وہ اس کی گاڑی لایا تھا .بس جبرئیل کو اتنا کہہ کر کے وہ مہرال کو ڈراپ کر دے ,فون بند کر چکا تھا .جبرئیل بخوشی مہرال کو ڈراپ کرنے آیا .لیکن یہ تو طے تھا کے میر کو فرح بیگم سے کافی کھری کھوٹی سننے کو ملنے والی ہیں.

"مہرال بی بی ,باہر کوئی صاحب آپکی کار چھوڑنے آئے تھے ,وہ یہ چابیاں دے گئے ہیں ".

مہرال ٹی وی لاؤنج میں گم سم بیٹھی تھی جب وہاں پر ملازم آیا اور اسے چابیاں تھمائیں.

"کیا؟ کب؟ کیا وہ چلا گیا ہے؟ تم نے مجھے بتایا کیوں نہیں؟ "مہرال فوراً اٹھ کر باہر کی جانب لپکی .ملازم بھی پیچھے پیچھے چل دیا .

"مہرال بی بی وہ جلدی میں تھے .وہ تو جا چکے ہیں ".مہرال وہیں رک کر تیزی سے پلٹی .

"جا چکے ہیں؟ "اسے اچنبھا ہوا .وہ مہرال کے سامنے کیوں نہیں آ رہا؟ کیا وہ ناراض ہو گیا ہے؟

"جی ".ہاتھ باندھے ملازم اس کے سامنے کھڑا ہو گیا .مہرال چابی لئے تیز تیز زینے چڑھتی اوپر کی جانب لپکی .سائیڈ ٹیبل سے اپنا فون اٹھاتے ہوئے اس نے جلدی جلدی کسی کو کال

ملائی .مگر کوئی بھی کال موصول نہیں کر رہا تھا .مہرال بیڈ پر بیٹھ گئی اور اپنے ہاتھ نیچے گرا دیئے.

"کیسے دوست ہو میر تم؟ جب مجھے سب سے زیادہ تمہاری ضرورت تھی ,تب ہی تم مجھے چھوڑ گئے ہو؟ "خالی خالی نظروں سے وہ خلا میں گھورنے لگی .پھر اچانک ذہن میں ایک خیال آیا , اس نے فوراً موبائل پر کچھ ٹائپ کرنا شروع کیا .میسج بھیج کر اس نے موبائل پھر سے سائیڈ ٹیبل پر رکھ دیا اور اپنا سر اپنے ہاتھوں میں گرا کے بیٹھ گئی .ابھی چند لمحے ہی گزرے تھے جب موبائل پھر سے بجنے لگا .اس نے تیز رفتاری سے موبائل کی طرف ہاتھ بڑھایا مگر اسکرین پر فرح آنٹی کا نمبر جگمگا رہا تھا.

"ہیلو "!بے دلی سے مہرال نے فون کان سے لگایا.

"وعلیکم اسلام ,کیسی ہو؟ "زینب نے اسے احساس دلانا چاہا کے جو عادت وہ اپنا چکی تھی اب اس سے پیچھے نہ ہٹے.

"میں "...مہرال نے آنسو ضبط کرتے ہوئے نفی میں سر ہلایا تو اس کے اطراف میں گرے بال بھی چہرے کے ساتھ جھولنے لگے" ,میں ٹھیک نہیں ہو زینب .میں اکیلی ہوں ,تنہا ہو گئی ہوں ".

"لو دیکھو پھر تو تمہارا یہ مسئلہ بھی اللہ تعالیٰ نے حل کر دیا ہے ".زینب دوسری طرف چہک کر بولی.

"کیسے؟ "مہرال کو اچنبھا ہوا ,وہ فوراً اٹھ کر اپنی بالکونی کی طرف بڑھی کے شاید اسے گیٹ سے داخل ہوتا ہوا میر نظر آ جائے .مگر وہاں کوئی بھی نہیں تھا.

"عشاء کا وقت ہو گیا ہے مہرال .اب جب تم نماز پڑھو گی تو خود کو بالکل اکیلا نہیں پاؤ گی.ظاہر ہے تم اللہ کو اپنے ساتھ پاؤ گی ".مہرال کے رونگٹے کھڑے ہو گئے .ایک بار پھر آج وہ حاضری دینے جائے گی؟

"مہرال؟ "جب مہرال نے کچھ جواب نہ دیا تو زینب نے تصدیق کرنا چاہی کے وہ وہیں ہے یا نہیں؟

"اب میں کیسے پڑھوں نماز؟ وہاں تو میں نے تمہارے ساتھ مل کر پڑھ لی تھی ,اب تو مجھے ڈر لگ رہا ہے زینب ".گلے میں پھنسے آنسوؤں کے پھندے کو مہرال نے بڑی مشکل روک رکھا تھا.

"یہ تو سب سے اچھی بات ہے مہرال .تمہیں اس نماز سے پیاری کوئی نماز نہیں لگے گی جس میں تمہیں اسکا ڈر ہو گا جس کیلئے تم نماز پڑھ رہی ہو .اور تم جانتی ہو؟ بڑے بڑے علم و

دین کے دعوے دار بھی نماز میں عدم توجہی کا شکار ہیں .وہ مسلسل جدوجہد میں رہتے ہیں کے انکی نماز میں توجہ آ جائے .تم ابھی بھی کہتی ہو کے تمہارے رب کو تم سے محبت نہیں ہے؟ جبکہ تمہیں تو اللہ نے بنا مانگے ہی اتنی پیاری چیز سے نواز دیا ہے جس کیلئے لوگ گڑگڑاتے ہیں ".زینب نے اسے اتنے پیار سے سمجھایا کے مہرال دم بخود رہ گئی.

"ک...کیا؟ کیا کہا تم نے؟ اللّٰہ کو مجھ سے محبت ہے؟ "مہرال کو یقین ہی نہیں آ رہا تھا.

"تم ہی بتا دو پھر؟ وہ اور کیا وجہ ہو سکتی ہے کے اللّٰہ نے تمہیں اپنی طرف بلایا ہے؟ "زینب نے فیصلہ اس پر چھوڑ دیا .اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھلا وہ کیسے فیصلہ کر سکتی تھی؟

"مجھے لگتا ہے کے اللہ تعالیٰ مجھ سے ناراض ہیں .میں انہیں منانے کی کوشش کرتی ہوں , لیکن وہ نہیں مان رہے ".اس کی آواز رندھ گئی .زینب محسوس کر سکتی تھی.

"جاؤ مہرال ,اس وقت تمہیں ان کے سامنے پیش ہونے کی سخت ضرورت ہے .میں تمہیں فجر میں بھی جگا دوں گی .آج تم انہیں منائے بنا وہاں سے مت آنا .اپنا خیال رکھنا ".زینب نے یہ کہہ کر فون بند کر دیا مگر مہرال کے رونگٹے پوری طرح سے کھڑے ہو چکے تھے.

"میں آپکو محسوس کر سکتی ہوں اللہ تعالٰی ". مہرال نے بمشکل نماز مکمل کی . ایسا نہیں تھا کے وہ اکتا گئی تھی . بلکہ نماز پڑھتے ہوئے اسکے ہر دورانیے میں مہرال پھوٹ پھوٹ کر روئی تھی . وہ واقعی ہی اللہ تعالٰی کے ہونے پر یقین کر چکی تھی . اسے محسوس ہو رہا تھا کے وہ جس کیلئے نماز پڑھ رہی ہے وہ سن بھی رہا ہے اور دیکھ بھی رہا ہے . اس احساس نے ہی مہرال کو کھل کر رو دینے پر مجبور کیا تھا.

"آپ یہ کرنے پر قادر تھے , آپ نے مجھے اپنی طرف بلایا ہے تو ... تو یہ ناراضگی کیسی ہے اللہ تعالٰی؟ "اپنے ہاتھوں کو اوپر اٹھائے اور سر کو ہاتھوں پر جھکائے وہ رو رہی تھی . مہرال اپنے رب کے آگے رو رہی تھی.

"میں نے اتنا سب برداشت کیا اللہ تعالٰی , مجھے اس گھر کے ہر شخص نے دھتکارا , مجھے ٹارچر کیا , میری فیملی سے مجھے نوچ کر علیحدہ کیا گیا , میرے پاپا مجھ سے الگ ہوئے , میری ماما کی محبت تو کبھی میں نے دیکھی ہی نہیں , میرے دادا تھے جو چلے گئے , میں اپنے بھائی سے کبھی نہ مل سکی .. لیکن "!اس نے آنسو روک کر اپنا سر اوپر اٹھایا اور سن سی وہ سوال کرنے لگی.

"میں کبھی نہیں ٹوٹی . میں ہر صبح مضبوط بن کر اٹھا کرتی تھی . میں خود کو خود ہی دلاسا دیتی تھی . کوئی بھی تو نہیں آتا تھا . میں علی کے ہاتھوں خوار ہوئی , سمیر جو میرا بھائی تھا , اس نے

مجھے ذلیل کروایا,میں روز کٹھرے میں لائی جاتی تھی مگر اللہ تعالٰی میں ٹوٹی تو کبھی نہیں تھی. میں پھر سے ٹھیک ہو جایا کرتی تھی.لیکن یہ مجھے کیا ہو گیا ہے اللہ تعالٰی؟"مہرال نے چہرہ اپنے ہاتھوں میں چھپا لیا,دعا والے ہاتھ اب اس کے چہرے کو سہارا دیئے ہوئے تھے اور وہ پھٹ پڑی.

"آپ کی ناراضگی کی ایک جھلک نے مجھے خاک کر دیا ہے.اللّٰہ تعالٰی میں تو مر مٹی ہوں. میرا سکون غارت ہو گیا ہے".چند لمحے اب وہ بنا کچھ کہے روتی ہی رہی,پھر تھوڑی ڈھارس بندھی تو واپس اپنے ہاتھوں کو دعا کیلئے اٹھاتی وہ مخاطب ہوئی.

"مجھے آپکی ناراضگی راس نہیں آئی اللّٰہ,مجھے راس نہیں آیا آپکا ناراض ہونا.میں ...میں آپ سے دوستی کرنا چاہتی ہوں".آنسو اب گالوں سے خود ہی لڑھک رہے تھے مگر بھاری پڑتی آواز کیساتھ اس نے دعا جاری رکھی.

"مجھے بھی آپکی محبت چاہیئے.میں بھی اس آسمان پر بلائی جانا چاہتی ہوں جہاں آپ موجود ہوں"...یہ کہنا ہی تھا کے مہرال ڈھے گئی.وہ وہیں جائے نماز پر سجدے میں گر گئی.اسے معلوم تو نہیں تھا کے سجدے میں کیسے دعا کی جاتی ہے مگر اس نے بچوں کی طرح بلکتے ہوئے اپنی بات جاری رکھی.

"مجھے نہیں چاہیئے نظامی کی محبت اور اس کی شفقت ,میں اس دنیا میں سے آپ سے کچھ نہیں مانگتی اللہ تعالیٰ ,مجھے وہ دے دیں جو مجھے آپ کیلیئے معتبر بنا دے .میں آپ کیلیئے سب کچھ ترک کرنے کیلیئے تیار ہوں .آپ بس میرے محسن بن جائیں .آپ اللہ تعالیٰ مجھے تنہا نہ کریں .آپ مجھے اپنی محبت میں سے عطا کر دیں .میں اس دنیا کی خوبصورتی سے عاجز آئی میرے مالک .میں اس میں نہیں الجھنا چاہتی ,مجھے اپنی محبت کی ڈور تھما دیں .میں ہمیشہ آپکی ہونا چاہتی ہوں .میں آپکی ہونا چاہتی ہوں .مجھے تھام لیں ,مجھے ڈور تھما دیں "...مہرال کو لگا اب وہ کبھی سجدے سے اٹھ ہی نہیں پائے گی .اسکی ہچکیاں بندھنے لگیں ,ہونٹ بھاری ہو گئے اور سانس آنے میں جب دشواری ہوئی تو بمشکل اپنے ہاتھوں کا سہارا لیتی وہ اٹھ گئی .

بہت دیر تک جائے نماز پر بیٹھی وہ اپنے رب کو مناتی رہی تھی .جب وہ اٹھی تو اسکا دل ہلکا ہو چکا تھا .بہت دن کے بعد اسکے دل پر رکھا وزن آج ہٹ چکا تھا .یہ کیسا سکون تھا جو اپنے رب سے مخاطب ہو کر اسے ملا تھا؟ ایسا سکون تو وہ ہمیشہ چاہتی تھی .اب وہ تنہا محسوس نہیں کر رہی تھی .اب اسے کسی معتبر ذات کے ساتھ ہونے کا احساس ہوا تھا.

اپنے موبائل پر الارم لگاتی وہ اب کمبل اوڑھ کر لیٹ گئی تھی .اسے نیند آ گئی تھی مگر ساری رات وہ مسلسل اٹھ اٹھ کر اسی خوف میں رہی تھی کے کہیں اس کی ملاقات کا وقت نہ بیت

جائے. کہیں وہ اپنے رب کو پھر سے ناراض نہ کر دے. پھر آخر ایک بجے اٹھ کر ناشتہ کرنے والی مہرال کی اذانِ فجر ہوتے ہی آنکھ کھل گئی تھی. کوئی اور وقت ہوتا تو وہ کبھی بھی اپنا نرم گرم بستر نہیں چھوڑتی. لیکن یہ اسکے رب سے دوستی کا معاملہ تھا. یہ محبت کا معاملہ تھا. اب ہر کوئی تو محبت نہیں سمجھا کرتا نا. وہ جنہیں محبت ہو جاتی ہے, یہ باتیں وہی سمجھا کرتے ہیں.

ہم انسان دو قسم کے ہوتے ہیں. ایک قسم کو عبداللہ سے محبت ہوتی ہے اور دوسری قسم کو اللّٰہ سے. اب جنہیں عبداللّٰہ سے محبت ہوتی ہے, وہ تو اپنی محبت میں ہر حد پار کر جاتے ہیں. مگر جنہیں اللّٰہ سے محبت ہو, وہ اپنی ہر محبت کو اللہ کی حدود میں لے آتے ہیں. دوسری قسم اللہ کے ہاں اسی لئے معتبر ہو جاتی ہے.

"اسلام و علیکم "!میر جانے کب سے پارک آ کر بیٹھ چکا تھا. آج وہ ٹریک سوٹ کی بجائے بلیو جینز اور ڈارک ٹِیل ہڈ میں ملبوس بینچ پر بیٹھا مہرال کا انتظار کر رہا تھا. مہرال نے بہت اچھے موڈ میں اس کے سامنے بیٹھ کر کافی کا مگ رکھتے ہوئے سلام کیا.

"وعلیکم اسلام !کیسی ہو؟ "میر نے آنکھیں ملائے بنا ہی سلام کا جواب دیتے ہوئے ایک ڈونٹ مہرال کی طرف بڑھایا.

"تمہارے چہرے پر کیوں بارہ بجے ہوئے ہیں؟ "مہرال نے ڈونٹ سے بائیٹ لیتے ہوئے میر سے استفسار کیا .میر نے مگر مگ کا ڈھکن نہیں کھولا تھا.

"اور کافی میں ٹھنڈی کرنے کیلئے نہیں لائی .بلکہ تم رہنے دو مجھے نہیں بیٹھنا تمہارے ساتھ ".

وہ کھڑی ہوتے ہوئے میر کے آگے سے مگ کھینچنے لگی تھی جب فوراً سے میر نے مگ اپنی طرف کھینچ لیا.

"بیٹھو واپس "!میر نے مگ کا ڈھکن کھولتے ہوئے کہا .نظریں ابھی بھی اسکی مہرال کی طرف نہیں اٹھی تھیں .مہرال واپس بینچ پر بیٹھ گئی" .آئی ایم سوری".

"کس لئے؟ "مہرال جانتی تھی کے وہ کیوں نظریں چرا رہا ہے.

"میں نے کل تمہارے ساتھ بہت غلط کیا تھا .اگر تم رات کو میسج کر کے مجھے ڈونٹس لانے کا نہ کہتی تو میں شاید تمہارے سامنے نہ آتا .میں اپنے کیے پر نادم ہوں ".میر نے کافی کا سپ نہیں لیا تھا .مہرال نے یہ بھی نوٹ کر لیا.

"کس بات کی ندامت؟ تم نے جو کیا ہے وہ اگر کل نہ ہوا ہوتا تو جو میں پانا چاہتی تھی ,وہ میں کبھی بھی نہ پا سکتی ".مہرال قدرے پرسکون سی ڈونٹ کھاتے ہوئے کہنے لگی .میر اس کے اطمینان پر حیران رہ گیا .اس نے حیرت سے نظریں مہرال کی طرف اٹھائیں تو پہلی ہی نظر مہرال کے ماتھے پر لگے بینڈیج پر پڑی .اس نے فوراً نظریں پھیر لیں .دل مزید ندامت سے بھر گیا.

"لیکن اس سے تمہیں چوٹ پہنچی ہے مہرال ".ندامت اس کے لہجے سے جھلکنے لگی.

"یہ چوٹ تو اس کے سامنے کوئی وزن نہیں رکھتی جو میرے دل پر لگی ہوئی تھی .تمہیں پتا ہے ,کل اگر تم ایسا نہ کرتے تو میری یہ چوٹ کبھی نہ بھرتی .اس کا کبھی ازالہ نہ ہو پاتا .میں کبھی نماز میں سکون تلاش کرنے کے قابل نہ ہو پاتی ".مہرال کا کہنا ہی تھا کے میر ایک بار پھر سے حیران رہ گیا .

"تمہیں نماز مل گئی ہے؟ "میر کی آنکھیں کھلی رہ گئیں .

"مجھے نماز مل گئی ہے ".مہرال نے اطمینان بھرے انداز میں سر اثبات میں ہلاتے ہوئے اس کی تصدیق کی.

"مگر تم تو "...میر کو وہ وقت یاد آیا جب اسے پینک اٹیک آیا تھا.

"ہاں میں ٹوٹ گئی تھی . میں تو شاید برباد ہو گئی تھی آسمان والے سے اپنی ریجیکشن دیکھ کر , مگر پھر آسمان والے نے ہی مجھے سنبھال بھی لیا . جس ڈور کی مجھے تلاش ہے وہ ڈور بھی مجھے وہی دلا دے گا ". مہرال کے لہجے میں کمال کا اطیمنان جھلک رہا تھا . خوشی اس کے چہرے پر اُمڈ آئی تھی . اگر یہ سیڑھی مہرال نے پار کر لی ہے تو اللہ تعالیٰ باقی زینے بھی پار کروا دیں گے .

"مجھے خوشی ہے کے تم نے اپنی منزل پہچان لی ہے ". میر واقعی خوش تھا . بہت خوش . اس نے اب اپنا ڈونٹ بھی مہرال کی طرف کھسکھایا جو اپنا والا ختم کر چکی تھی . مہرال نے مسکراتے ہوئے اسکا ڈونٹ بھی لے لیا . میر اب کافی سے سِپ لینے لگا .

"ہاں میں نے اب اپنی منزل پہچان لی ہے . میری منزل اب اللہ ہی کی جانب ہے . میں ان کی رضا چاہتی ہوں . میری زندگی میں نظامی , نکہت اور ضامی بہت پیچھے رہ گئے ہیں میر . انکا حساب اللہ تعالیٰ لے لیں گے . مجھے اب کسی سے کچھ نہیں چاہیئے ". بات مکمل کر کے وہ واپس اپنے ڈونٹ میں مصروف ہو گئی . میر کی مسکراہٹ سمٹی .

"یہ کیا کہہ رہی ہو تم ؟ ظلم یونہی برداشت کرتی رہو گی ؟ "اسے لگا وہ واپس اسی جگہ پر آن کھڑا ہوا ہے جہاں سے اس نے مہرال کو اکسانا شروع کیا تھا .

"اللہ تعالٰی حساب لے لیں گے میر .میں کچھ نہیں کروں گی ".وہ اپنا مگ پکڑتی ہوئی اب اس کے کناروں پر انگلی پھیرنے لگی.

"ظلم برداشت کرنا اور خاموش رہ کر ظالم کو اور بڑھاوا دینا ,تمہیں کیا لگتا ہے کے اللہ تعالٰی کو یہ پسند ہے؟ سوچنا بھی مت مہرال .تم نے ابھی ہی جس منزل کیلیئے چلنا شروع کیا ہے تو کیا تم ابھی سے ہی ہتھیار ڈال دو گی؟ "میر اسے سمجھانے میں کامیاب ہو گیا تھا.

"تو کیا مجھے نظامی کو شکست دینا پڑے گی؟ میں یہ کیسے کر سکتی ہوں؟ "مہرال روہانسی ہونے لگی .اس میں اتنی سکت نہیں تھی کے ایک اسمگلر سے لڑے.

"شکست دینے کو کب کہہ رہا ہوں ,بس خود کو آزاد کروانے کا کہہ رہا ہوں .اور ابھی تو تم توکل کی باتیں کر رہی تھی .اب کیا ہوگیا ہے؟ "میر نے اسے کچھ دیر پہلے کی گفتگو یاد کروائی.

"یعنی میں اپنا ہوم ورک کر لوں ,گریڈنگ اللہ تعالٰی کر لیں گے؟ "مہرال سمجھ گئی تو سر ہلا کر اپنی بات بیان کرتے ہوئے کہا.

"بالکل "!میر نے خالی مگ کا ڈھکن بند کرتے ہوئے کہا.

"اگر اللہ ایسے راضی ہیں تو مہرال بھی راضی ہے ". مہرال نے ابراہیم علیہ اسلام کے کلمے کو نقل کرتے ہوئے کہا. جہاں میر مسکرایا, مہرال بھی مسکرا دی.

"بائے "!مہرال نے گاڑی سے نکل کر میر کو ہاتھ ہلاتے ہوئے الوداع کیا تھا. میر مسکرا کر اسکی طرف ہاتھ ہلاتا گاڑی آگے بڑھا چکا تھا. آج مہرال تین دن بعد میر سے پارک میں ملی تھی. زینب اور فیملی کیساتھ تو وہ اس دن کے بعد نہیں ملی تھی. کیونکہ اس نے خود کو پراجیکٹ میں کافی مصروف کر لیا تھا. ان تین دنوں میں مہرال نے بہت خشوع کیساتھ تمام نمازیں ادا کی تھیں.

"نہیں "!مہرال لاؤنج میں داخل ہوئی ہی تھی جب اس کی نظر سیڑھیاں چڑھتے سمیر پر پڑی تھی. مہرال کا دل بھاری ہو گیا اور ہتھیلیاں ٹھنڈی پڑنے لگیں. اسکا مطلب؟ نظامی آ چکا ہے؟ مگر اسے خبر کیسے نہیں ہوئی. کسی نے اسے بتایا بھی نہیں؟ شاید ان دنوں وہ اپنے کمرے کی ہی ہو کر رہ گئی تھی, اسلئے اسکے علم میں نہیں لایا گیا تھا.

"ریلیکس مہرال !ڈرنا نہیں ہے .ابراہیم علیہ اسلام نے اپنا سر صرف رب کے آگے جھکایا تھا .
اللّٰہ نے انکا سر کسی کے آگے نہیں جھکنے دیا تھا .کیا کر لے گا وہ؟ مارے گا تمہیں؟ "وہ تیز تیز زینے چڑھنے لگی اور اپنے کمرے میں آ کر دروازہ بند کر لیا.

"تم اب اس سے مار نہیں کھاؤ گی مہرال .تم مار نہیں کھاؤ گی . سمجھی تم؟ "وہ آئینے میں خود کو دیکھتی خود ہی حوصلہ بڑھانے لگی.

"تم اپنے لئے ہمت کرو گی .اور تم توکل کرو گی .پھر وہی ہو گا جو اللّٰہ چاہیں گے .تم یقین رکھتی ہو نا اسلمت لرب العلمین پر؟ "جب سامنے سے جواب نہ آیا تو وہ خود ہی اثبات میں سر ہلاتی دونوں مگ ڈریسنگ پر رکھتی الماری کی طرف بڑھ گئی.

"لانگ ٹائم مہرال؟ "مہرال چینج کر کے نکلی تو کمرے میں پہلے ہی سے مہک اس کی منتظر تھی .یہ پہلی دفعہ تھا کے کسی سفر سے واپسی پر گھر کے کسی فرد نے اسے منہ لگایا تھا .وہ بھی اتنے خوشگوار موڈ میں؟

"کیسی ہو مہک؟ "مہرال بوتل گرین کرتا پہنے اور شیفون دوپٹہ گلے میں ڈالے مہک کے قریب آئی.

"مجھے چھوڑو, تمہارے حلیے کو کیا ہو گیا ہے؟ "وہ جانتی تھی کے یہ سوال ہونے والا ہے .

"کسی سے محبت ہو گئی ہے .اس کیلئے یہ کرنا ضروری تھا ".مہرال نے جو بات کہی ,مہک نے اسکا مطلب اپنی مرضی کے مطابق ڈھال لیا.

"اتنی محبت کرتی ہو کے اپنا حلیہ ہی بدل ڈالا؟ تم تو ایسے کپڑوں کی عادی نہیں تھی ".مہک چلتی ہوئی ڈریسنگ تک پہنچی جہاں دو مگز پڑے ہوئے تھے .یہ مگ وہ مہرال کے ہاتھ میں دور سے دیکھ چکی تھی جب مہرال اور میر ایک دوسرے کو مسکراتے ہوئے الوداع کر رہے تھے.

"محبت بہت کچھ سکھا دیتی ہے مہک .جب آپ کو ٹھکرائے جانے کا ڈر ہوتا ہے تو آپ ہر ممکن کوشش کرنے کو تیار ہو جاتے ہیں کے آپکا محبت کرنے والا آپ سے نہ روٹھے ".وہ بھی ڈریسنگ کی طرف بڑھی اور اپنے بالوں کو ہلکا ہلکا برش کرتے ہوئے اب دوپٹہ گلے میں درست کرنے لگی .اسے حیرت تھی کے مہک اس سے اتنی دوستانہ کیوں ہو رہی ہے .مگر اس نے حیرت ظاہر نہ ہونے دی .

"یہ تو میں دیکھ سکتی ہوں ".مہک ان مگز میں سے ایک مگ پر ہاتھ پھیرنے لگی .وہ جانتی تھی کے یہ والا میر کا ہوگا .مہرال نے اسکی یہ حرکت نوٹ کی تھی .

"تم ناشتے کی ٹیبل پر نہیں جاؤ گی؟ "وہ اسے وہاں سے جلد از جلد نکالنا چاہتی تھی . کیونکہ اس کی موجودگی میں مہرال کو گھٹن محسوس ہو رہی تھی . کتنا اچھا لگ رہا تھا جب نظامی کی فیملی اس گھر میں نہیں تھی .

"نیچے آ جاؤ ,ڈیڈ بلا رہے ہیں ". مہرال حق دق رہ گئی . اسلئے نہیں کے نظامی اسے بلا رہا تھا . مگر اس لئے کیونکہ وہ میر کا مگ اٹھا کر اپنے ساتھ لے گئی تھی . بن مانگے !بنا اجازت !کیا یہ کوئی اشارہ تھا؟

"اسلام و علیکم "!ناشتے کی ٹیبل پر بیٹھتے ہوئے مہرال نے مسکرا کر سب سے سلام کیا ,سب نے ایک نظر اٹھا کر مہرال کی طرف دیکھا . نظامی نے اس کی رتی بھر بھی اہمیت نہ جانتے ہوئے واپس اپنے ناشتے میں مصروف ہو گیا . سمیر بھی ایک طنزیہ مسکراہٹ کے ساتھ اسے دیکھ کر ناشتہ کرنے لگا ,نکہت البتہ کافی سست تھی . اس لئے مہرال کو بس دیکھ کر سر ہلا دیا . جو ایک نظر مسلسل اس کو حصار میں لئے ہوئے تھی وہ مہک کی تھی ,اس کی نظروں نے مہرال کو بے چین کر دیا .

"کیسے ہیں آپ سب؟ "جوس گلاس میں ڈالتے ہوئے مہرال نے ایک بار پھر بات کا آغاز کیا.

"تمہارے ایتھکس ان چند دنوں میں ہی ہوا ہو گئے ہیں؟ "نظامی بولا تو مہرال کا رواں رواں کانپ اٹھا. مگر اس نے خود پر پھر بھی قابو پا لیا. وہ جانتی تھی کے اس نے انگریزی میں گریِٹ کرنے کی بجائے سلام کیا ہے, یہ چیز نظامی کو مڈل کلاس لگا کرتی تھی.

"تم نے اپنا اسٹائل چینج کیا ہے کیا؟ "نکہت نے بھی لقمہ لیا. وہ جس لباس میں تھی, مہرال کو اس لباس میں چونکہ وہ دیکھنے کے عادی نہ تھے اسلئے سب کا ایک بات بار بار پوچھنا کچھ عجیب نہ تھا.

"جی ماما "!مہرال سنجیدہ سی ناشتہ کرنے لگی. وہ ویسے بھی رسماً وہاں آ کر بیٹھی تھی. ورنہ کافی اور ڈونٹس کے بعد اسکو مزید بھوک نہیں تھی. لیکن اگر وہ نہ آتی تو ضرور اس کے پٹنے کے مواقع بڑھ جاتے. یہ رسم ختم ہوتے ہی وہ فوراً اپنے کمرے میں جا چکی تھی.

"تمہیں حیرت نہیں ہوئی مہرال؟ "مہرال اپنے بیڈ پر بیٹھ کر لیپ ٹاپ میں مصروف تھی جب بنا ناک کیے مہک اندر داخل ہوئی. مہرال کو اسکی اس حرکت پر بہت غصہ آیا مگر وہ ضبط کر کے رہ گئی.

"کس بات پر؟ "اس نے لیپ ٹاپ سے نظریں ہٹائے بنا ہی پوچھا.

"یہی کے ڈیڈ نے تمہیں معاف کیسے کر دیا؟ حالانکہ وہ کتنے غصے میں تھے". مہک قدم قدم چلتی اس کے ڈریسنگ کے سامنے آ کر کھڑی ہو گئی.

"نہیں مجھے حیرت نہیں ہوئی". حیرت انہیں ہوتی ہے جنہیں یقین نہیں ہوتا. اسے تو اپنے توکل پر بھی یقین تھا. مگر مہک ضرور بے یقین رہ گئی.

"تم جاننا بھی نہیں چاہو گی کے تمہیں ڈیڈ نے معاف کیوں کر دیا؟ "مہک ڈریسنگ مرر میں اسکا عکس دیکھ سکتی تھی جس میں مہرال کے بے بی براؤن بالوں کا جوڑا اور لیپ ٹاپ نظر آ رہا تھا.

"تم کیسے جانتی ہو؟ "مہرال نے انکار کیا تھا نہ اقرار. مگر مہک شاید احسان جتانا چاہتی تھی اسلئے بضد رہی.

"کیونکہ وہ میں ہی تھی جس نے تمہارے لئے ڈیڈ سے سفارش کی تھی". مہک اب باری باری اس کے ڈریسنگ ٹیبل سے بیوٹی پراڈکٹس اٹھا کر دیکھ رہی تھی". وہ کیا چیز ہے جس نے اسے اتنا حسین کر رکھا ہے؟ "مہک سوچ کر رہ گئی.

"اور تم بھلا میرے لئے یہ سب کیوں کرو گی؟ "مہرال چونک گئی. اس نے دائیں طرف گردن موڑ کر پوری مڑے بنا استفسار کیا.

"تاکہ وقت آنے پر تم بھی میری مدد کر سکو ". مہک مڑتے ہوئے اس کے سامنے آ کھڑی ہوئی.

"کسی کی مدد کرنے کیلئے لازمی نہیں کے آپ کے پاس اس کی مدد کا انبار ہی ہو ". مہرال واپس اپنے لیپ ٹاپ میں مصروف ہو گئی .

"تو ٹھیک ہے ,جب میں تمہارے پاس آؤں تو تم انکار نہیں کرو گی ". مہرال کا جواب سنے بنا وہ پلٹ گئی . مگر مہرال وہیں حیرت کا شکار اس کے جاتے وجود کو دیکھتی رہی . اندر کہیں مہرال کو علم تھا کے وہ کس بارے میں بات کر رہی ہے.

"یہ میرا مگ تو نہیں ہے ". میر نے مہرال سے کالے رنگ کا نیا ٹریول مگ پکڑتے ہوئے کہا . میر کو اسکی میٹھی کافی اب اچھی لگنے لگی تھی . اسے اس کیساتھ کافی پینا اچھا لگنے لگا تھا.

"کیوں تمہیں یہ پسند نہیں آیا؟ "مہرال نہیں بتانا چاہتی تھی کے وہ کافی مگ تو مہک لے گئی . اس لئے اس نے بات کو گھما دیا.

"نہیں ایسا نہیں ہے . بس ہم بعض چیزوں کے عادی ہو جاتے ہیں ". میر نے مگ کا ڈھکن کھولتے ہوئے کندھے اچکا کر کہا.

"جیسے مجھے تمہارے ہاتھ کے بنے ڈونٹس کی عادت ہو گئی ہے". مہرال نے اپنا ڈونٹ کھانا شروع کیا. مگر میر کا مگ کو منہ تک لے جاتا ہاتھ وہیں رکا. وہ ڈھیروں تحیر آنکھوں میں لئے مہرال کو دیکھنے لگا جس نے آف وائیٹ کرتے پر آف وائیٹ ہی کیپ شال لپیٹ رکھی تھی اور بالوں کو ہاف کیچ کر کے دو لٹیں چہرے کے اطراف میں گرا رکھی تھیں.

"تمہیں کیسے پتا چلا؟ "بظاہر سرسری انداز میں پوچھتے ہوئے میر نے کافی کا پہلا گھونٹ بھرا. آج اسے کافی بہت اچھی لگی. عجیب ہی مزیدار ذائقہ اس کی زبان پر آن ٹھہرا.

"آبوئیسلی اگر آنٹی نے نہیں بنائی تو اتنی صبح تم ڈونٹ آورز میں خاص بیک تو نہیں کروا کے لاؤ گے .تو یہ تم نے ہی بنائے ہوں گے". مہرال نے بھی بڑے عام انداز میں جواب دیا تھا حالانکہ یہ خبر ابھی کل ہی زینب نے اسے دی تھی.

"تو تمہیں اپنی عقل کا استعمال کرنا آگیا ہے". میر نے مسکراتے ہوئے پوچھا. سنہری دھوپ اب مہرال کی آنکھوں میں پڑنے لگی تھی جو خوبصورت رنگ لئے مقابل کو سحر میں ڈالنے کیلیئے کافی تھیں. میر نے نظریں جھکانا مناسب سمجھا.

"میر؟ "مہرال نے اپنا ڈونٹ ختم کرتے ہوئے میر کو مخاطب کیا جس نے چونک کر اب دوسرا ڈونٹ اس کے آگے بڑھایا. مہرال نے بخوشی اسے پکڑتے ہوئے اپنی بات جاری رکھی

"نظامی آ چکا ہے ".

"مجھے علم ہے .میں کل ہی اسکی بیٹی کو بالکونی میں دیکھ چکا ہوں ".میر مطمئین تھا.

"اب کیا کرنا ہے مجھے؟ "مہرال نے میر سے استفسار کیا جو پر سوچ نگاہوں سے اپنی کافی پر نظریں جمائے ہوئے تھا اور بال دائیں طرف ماتھے پر گر رہے تھے.

"ہمیں "!اس نے تصیح کی" . تمہیں آزادی حاصل کرنی ہے ,یہ کام ہم مل کر کریں گے".

"میں جہاں بھی چھپ جاؤں وہ ڈھونڈھ نکالے گا ".مہرال مایوس نہیں تھی .بس اس نے ایک حقیقت سے میر کو آگاہ کیا تھا.

"آزاد ہونے کو کہہ رہا ہوں ,قید ہونے کو نہیں . تمہیں اس سے ہمیشہ کیلیئے آزاد ہونا ہو گا ". میر نے ایک ایک لفظ پر زور دیتے ہوئے کہا.

"وہ بہت طاقتور ہے میر ".مہرال نے ایک بار پھر اسے باور کروانا چاہا.

"مہرال اگر میں اپنی مٹھی میں کسی چیز کو زور سے بند کر لوں تو تم اسے کیسے آزاد کرواؤ گی؟ "میر نے اپنی مٹھی کو زور سے بند کر کے اسے دکھایا.

"میں تمہاری انگلیوں کو ایک ایک کر کے کھولنے کی کوشش کروں گی .جب اس چیز پر تمہاری گرفت ڈھیلی ہو جائے تو میں اسے نکال لوں گی ".یہ تو سب کو معلوم ہوتا ہے .میر کا اس بات سے کیا مطلب ہوا؟

"تو سمجھ لو مہرال ,نظامی وہ مٹھی ہے جس کیساتھ جب وہ انگلیاں نہ ہوں جو اسے مضبوط کیے ہوئے ہیں تو یہ مٹھی کسی کام کی نہیں رہتی .کچھ انگلیاں ہیں جو اسے سپورٹ کر رہی ہیں . ہمیں بس ان انگلیوں کو پہچاننا ہے اور انہیں کمزور کر کے مٹھی کو بے یارومددگار کرنا ہے ". میر نے مہرال کے لئے بات بہت آسان کر دی تھی جو کہ صرف سننے کی حد تک ہی آسان تھی.

"انگلیاں جیسے ...جیسے باجوہ ہے؟ وہ اس کا پارٹنر ہے ".مہرال نے جان بوجھ کر اسمگلنگ کا ذکر نہیں کیا تھا .آج وہاں لوگ اکا دکا سے تھوڑا بڑھ گئے تھے.

"وہ کیا اسمگل کرتے ہیں؟ "میر نے قدرے آگے کو جھک کر رازداری سے پوچھا.

"اسلحہ ".مہرال نے یک لفظی جواب دیا تھا مگر میر اس کی آواز کی بجائے ہلتے ہونٹوں سے ہی پہچان گیا تھا کے وہ کیا کہنا چاہتی ہے.

"کیا تم اس کے پارٹنرز کو جانتی ہو؟ "میر پر جوش سا آگے بڑھا.

"اس کا بس ایک ہی پارٹنر ہے ,اسے میں جانتی ہوں ".مہرال کنفیوزڈ لہجے میں اسے بتانے لگی.

"ناں !مہرال یہ کام اکیلے اکیلے نہیں چلا کرتے .تم بس یہ سمجھ لو کے ان اسمگلرز کے مختلف گروپس ہوتے ہیں .ہر گروپ میں پوری پوری گینگز کا ایک ایک سر براہ ہوتا ہے .اسی طرح ہر گینگ کے بھی مختلف درجات ہوتے ہیں .ان میں ہر قسم کے چھوٹے اور بڑے چور , ڈکیت ,غنڈے ,کرائے کے قاتل اور دیگر مجرم پائے جاتے ہیں جو کے اصل سربراہ سے بے خبر ہوتے ہیں .اسمگلرز کے گروپس کے دو ٹارگٹس ہوتے ہیں .ایک یا تو وہ غیر قانونی طور پر اسلحہ بیچتے ہیں .دو یا وہ گروپس بالواسطہ یا بلاواسطہ اسلحہ دہشتگردوں کو اسمگل کرتے ہیں ".دبی دبی سرگوشیوں میں میر نے مہرال کو سمجھایا تو آخری بات مہرال کی روح کھینچنے کیلیۓ کافی تھی .نظامی کا کاروبار لوگوں کی جان لیتا ہے ,اسے یہ احساس پہلے کیوں نہیں ہوا تھا؟

"تو نظامی کو پاور دینے کیلیۓ ایک پورا گروپ ہے؟ "مہرال غائب دماغی میں بولی.

"شاید اس سے بھی زیادہ ہوں ".میر نے اب اسے مزید حیران کیا.

"ہمارا سب سے پہلا اسٹیپ کیا ہوگا؟ "وہ پرجوش سی آگے ہوئی.

"اس مٹھی کو سہارا دینے والی انگلیوں کو پہچاننا". میر نے خالی مگ کا ڈھکن بند کرتے ہوئے کہا.

"اور وہ ہمیں کیسے پتا چلے گا؟" اب کی بار اس نے اپنا ایک ابرو اچکاتے ہوئے پوچھا.

"واچ نظامی! مگر احتیاط سے". میر نے اسے ٹاسک نہیں دیا تھا. زندگی موت کا کھیل چننے کو کہا تھا. مگر مہرال یہ کرے گی. کیونکہ اسکا توکل اسے مایوس ہونے والوں سے مختلف رکھے ہوئے تھا.

"یہ منحوس علی بیگ تو جان ہی نہیں چھوڑ رہا. ہر دفعہ پیچھے کیسے آ جاتا ہے یہ, کب جان چھوڑے گا میری". مہرال نے کمرے میں آ کر فوراً دروازہ بند کر کے بیگ زمین پر ڈالتے ہی دروازے سے ٹیک لگا لی اور دکھ کی حالت میں بیٹھتی چلی گئی. آج جب وہ مائدہ کیساتھ اپنے ایڈوائیزر کو اپنے پراجیکٹ کی رپورٹ دیتے ہوئے یونیورسٹی سی نکلی تھی تو علی بیگ اسے راستے میں ملا تھا. اس نے مہرال کے نئے ڈریسنگ اسٹائل پر فقرہ بھی کسا. مہرال نے اس کی بات کا جواب دیئے بنا فوراً پارکنگ کا رخ کیا تھا. مگر علی بیگ اس کا گھر تک پیچھا کرتا رہا تھا.

ایسا کرنے کیلئے ضرور سمیر نے اسے کہا ہوگا. وہ کوس رہی تھی اس وقت کو جس وقت اس نے سمیر سے بدلہ لینے کا سوچا.

"غرق ہو جاؤ تم بیگ, تمہارا نشان بھی باقی نہ رہے". آنسو پونچھتی وہ اٹھ کر واش بیسن میں اپنا چہرہ دھونے لگی. ٹھنڈا پانی اس کے اعصاب کو قدرے نارمل کرنے لگا. کچھ دیر میں ہی وہ پرسکون ہو کر اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کرتی باہر آگئی. دروازے کے پاس سے اپنا بیگ اٹھا کر وہ اسٹڈی ٹیبل پر لائی. اس نے لیپ ٹاپ نکال کر میز پر رکھا. تبھی اس کی نظر اس خوبصورت جلد والی کتاب پر پڑی جو اس دن زینب نے اسے دی تھی. مہرال اس کی جلد پر ہاتھ پھیرنے لگی.

"صراط المستقیم"! اس نے زیرِ لب دہرایا. کچھ دیر پہلے والی ساری پریشانی چند پل کیلئے بھلا کر وہ اس کتاب کو دیکھنے میں مصروف ہو گئی.

"سیدھا راستہ". اگر یہ کتاب وہی دکھاتی ہے جو اس کی جلد پر لکھا ہے تو اسے اور کیا چاہیئے؟ اسے یہی راستہ تو چاہیئے تھا. وہ کتاب کو اپنی جانب کھینچتی فوراً ریوالونگ چیئر پر بیٹھ گئی.

"اس میں تو بہت کچھ میرے سر کے اوپر سے گزر رہا ہے".ایک آیت, دو آیات, تین اور پھر چار بھی. آسان ترجمہ پڑھنے کے بعد بھی وہ صحیح طرح سے سمجھ نہیں پا رہی تھی. ایسا لگتا تھا کے جو وہ سمجھ رہی ہے وہ لکھا ہوا نہیں ہے.

"یہ مجھے سمجھ کیوں نہیں آ رہا؟"وہ گھبرا گئی. کہیں اللہ تعالٰی پھر سے ناراض تو نہیں ہو گئے؟

"نہیں, اللہ تعالٰی اب میں آپ کی ناراضگی نہیں برداشت کر سکتی".وہ رو دینے کو تھی جب اس کے ذہن میں جھماکہ ہوا.

"اور ہاں! میں نے ایک غلطی کی ہے".زینب نے کہا تھا کے اس نے غلطی کی تھی. کیا اسی وجہ سے اسے قرآن سمجھ میں نہیں آ رہا تھا؟ مہرال سیدھی ہو کر بیٹھ گئی". کیا ہے وہ غلطی؟"

"میں قرآن ایکسپرٹ نہیں ہوں. میں غلطی نہیں ڈھونڈھ سکوں گی".مہرال کا دماغ اس دن کی سوچوں کو یاد کرنے لگا.

"میں نے ایک غلطی کی ہے".مہرال آنکھیں بند کر کے دماغ پر زور دینے لگی.

"غلطی کی ہے".اپنے ہاتھوں کی انگلیوں سے وہ کنپٹیوں کو مسلنے لگی.

"وہ اور ماما قرآن کلاس لینے گئیں تھیں".میر کا ڈرائیو کرتا وجود اسکے ذہن میں ابھرا.

"میں غلطی نہیں ڈھونڈھ سکوں گی".اندھیرے میں کھڑی مہرال زور زور سے نفی میں سر ہلانے لگی.

"مگر آنٹی کو تو قرآن پڑھنا آتا ہے".

'مہرال کو قرآن پڑھنا نہیں آتا .مہرال کو قرآن پڑھنا نہیں آتا'.مہرال کے اردگرد لوگ جمع ہو چکے تھے اور اس کی ہنسی اڑا رہے تھے.

"دیکھو تم تقریباً ڈھونڈھ بھی چکی .کیسا لگا میرا تحفہ؟"زینب بھاری آواز لیے اس کے قریب ہی کہیں بولی .مہرال مسلسل نفی میں سر ہلا رہی تھی.

" زینب بھی قرآن پڑھنا جانتی ہے".

'مہرال کو قرآن پڑھنا نہیں آتا .مہرال کو قرآن پڑھنا نہیں آتا'.لوگوں کی آواز اب قریب سے آنے لگی تھی.

"قرآن پڑھنا اور قرآن سیکھنا,یہ دونوں مختلف باتیں ہیں".میر تھا جو اس کی ڈھارس بندھانے آیا تھا.

"میں نے ایک غلطی کی ہے".زینب نے میر کو خاموش کرواتے ہوئے اپنی موجودگی کا احساس دلایا.

" قرآن وہ واحد کتاب ہے ,جسے آپ جتنی بار بھی سیکھ لیں ,یہ ہر دفعہ بالکل نئے انداز میں اپنا علم آپ کی سامنے پیش کرتا ہے' ".مہرال کو قرآن پڑھنا نہیں آتا ,مہرال کو قرآن نہیں سکھایا گیا '.اس کے بالکل قریب آ کر کوئی چلایا تھا.

"نہیں "!ایک زوردار چیخ اس کے گلے سے بلند ہوئی.

"بس کرو ,چلے جاؤ تم سب "آنکھیں کھول کر اپنے دونوں کانوں پر ہاتھ رکھتے ہوئے وہ کرسی پر ہی سمٹ گئی.

"مجھے چھوڑ دو .میں سیکھ لوں گی .مجھے نہ ستاؤ ".آنکھیں میچ کر آنسو بہاتے ہوئے وہ گڑگڑائی .

اسے نارمل ہونے میں وقت لگا تھا .جب اس نے کمرے میں خود کو اکیلا پایا تو حیران رہ گئی .

کیا وہ پاگل ہو رہی ہے؟ یہ کیا ہو رہا ہے اسے؟ اس نے موبائل ٹیبل سے اٹھاتے ہوئے فوراً میر کے نمبر پر کال ملائی.

"اسلام و علیکم "!میر نے کال اٹھاتے ہی سلام کیا.

"وعلیکم اسلام ,میر زینب گھر ہے کیا؟ "مہرال نے بنا حال احوال دریافت کرتے ہی زینب کے بارے میں پوچھا.

"آ...ہاں میں ابھی اسے ہی اسکول سے گھر ڈراپ کر رہا ہوں, خیریت ہے؟ "میر اس کی بدلی آواز سن کر قدرے پریشان ہوا.

"زینب کو فون دے سکتے ہو؟ "وہ بنا جواب دیئے زینب سے بات کرنا چاہتی تھی.

"اولا پرینسسا "!زینب کی چہکتی ہوئی آواز ابھری.

"زینب تم نے کیا غلطی کی تھی مجھے صراط المستقیم دیتے ہوئے؟ "مہرال نے نہایت بے صبری کا مظاہرہ کیا.

"یہ تو تمہارا ٹاسک تھا". زینب نے صاف گوئی سے جواب دیا.

"تم نے مجھے قرآن تھما دیا تھا جبکہ تمہیں پتا تھا کے میں قرآن نہیں سیکھ رہی. مجھے قرآن سیکھنے کیلیئے کسی کی ضرورت ہے. ہے نا؟ "یہ وہی بات تھی جو مہرال کو ابھی ابھی سمجھ میں آئی تھی.

"بہت اچھے مہرال. اب تم سمجھ گئی ہو تمہیں کیا کرنا ہے؟ "زینب اسے اگلے مرحلے پر لے جانے کیلیئے بے چین تھی.

"اب مجھے قرآن سیکھنا ہے". مہرال میکانکی انداز میں بولی. مگر فوراً ہی اس کے ذہن میں سوال کوندے کی طرح لپکا", مگر میں کس سے سیکھوں؟"

"جہاں سے میں اور ماما سیکھتے ہیں. فیصلہ تمہیں کرنا ہے کے تم کن اوقات میں جوائن کرنا چاہو گی؟ "زینب نے آگے کا فیصلہ مہرال پر چھوڑتے ہوئے کہا.

"میں بھی کل سے تمہارے ساتھ ہی چلا کروں گی ".مہرال ارادہ باندھ چکی تھی .اور فوراً اس پر عمل بھی کرنا چاہتی تھی.

"ٹھیک ہے .مجھے تمہارا انتظار رہے گا ".زینب دوسری طرف مطمئن ہو گئی تھی" .کیا تم کل میرے ساتھ شاپنگ پر چلو گی؟ "

"کل؟ ٹھیک ہے ,مجھے کل یونیورسٹی کسی کام سے جانا ہے .میں وہاں سے سیدھی تمہارے پاس مال آجاؤں گی ".مہرال نے مسکرا کر جواب دیتے ہوئے فون رکھ دیا.

"تم اتنے اسکارفز کا کیا کرو گی زینب؟ "مہرال جب سے اسکے ساتھ شاپنگ پر آئی تھی , دوسری چیزیں تو اس نے کم و بیش ہی خریدی تھیں ,بس اسکارفز لیتی جا رہی تھی.

"اتنی دیر سے تم اس کے ساتھ رہ رہی ہو , کبھی تم نے زینی کو دیکھا ہے کے جو اسکارف وہ ایک بار پہن لیتی ہے دوسری بار اسے ہاتھ بھی نہیں لگاتی ".جبرئیل نے زینب کی تعریف نہیں کی تھی . سراسر الزام لگایا تھا جس پر زینب اسے کاٹ کھانے والی نظروں سے دیکھنے لگی.

"یہ میں کسی کو گفٹ کرنے کیلئے لے رہی ہوں پھوہڑ انسان ".زینب نے کھا جانے والے انداز میں اپنے قدم جبرئیل کی طرف بڑھائے ہی تھے کے وہ اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتا ہوا الٹے پاؤں چلنے لگا.

"دیکھو تم دونوں آرام سے شاپنگ کر لو ,میں فوڈ کورٹ میں تم دونوں کا اور میر کا انتظار کر رہا ہوں ". کہہ کر فوراً وہ پلٹ گیا .ورنہ زینب کا کیا بھروسہ تھا .سب کے سامنے ہی جبرئیل کے بال نوچ ڈالتی.

"تم واقعی ہی ایک اسکارف صرف ایک ہی دفعہ لیتی ہو؟ "زینب واپس سے اسکارف کی طرف متوجہ ہوئی تو مہرال زینب سے پوچھنے لگی.

"کیا تمہیں میرے چہرے پر فضول خرچ لکھا ہوا نظر آ رہا ہے؟ "زینب نے اپنے معصوم اور خوبصورت چہرے کے گرد اپنی شہادت کی انگلی گھماتے ہوئے پوچھا.

"تمہاری حرکتیں تو یہی بتا رہی ہیں ". مہرال نے ان اسکارفز کی طرف اشارہ کیا تھا جو وہ پسند کر چکی تھی.

"کہا نا یہ میرے نہیں ہیں ". زینب نے اب کی بار منہ بسورا تھا.

"تو پھر یہ کس کے ہیں؟ "مہرال جاننا چاہتی تھی کیونکہ جب سے وہ اسکے ساتھ تھی ,اس نے کبھی اپنی کسی فرینڈ یا کزن کا ذکر نہیں کیا تھا.

" یہ ایک ایسی لڑکی کیلیئے ہیں جو اللہ کی نظر میں آنا چاہتی ہے .جو اپنے اللہ کی طرف سے آئے ہوئے احکامات پر سر خم کر دینا چاہتی ہے. یہ صرف اسی لڑکی کیلیئے ہیں ".زینب کو ایک اور ڈارک براؤن اسکارف پسند آگیا.

"کیا اسکارف لازمی ہے؟ "مہرال نے کن اکھیوں سے مگر بظاہر اسکارف دیکھتے ہوئے زینب سے پوچھا.

"بالکل لازمی ہے .اللہ تعالیٰ نے بہت جگہ مومن عورتوں کو حکم دے رکھا ہے کے وہ اپنے پورے جسم کو غیر مردوں سے ڈھانپا کریں .ان غیر مردوں میں کزنز بھی شامل ہوتے ہیں . اور یہی نہیں مومن عورتوں کو چہرہ ڈھانپنے کو بھی کہا گیا ہے .جانتی ہو اس کا مقصد کیا بتایا ہے اللہ نے؟ "زینب نے اسکارف سے نظر ہٹا کر مہرال سے پوچھا .جس نے محض نفی میں سر ہلا دیا" .اسکا مقصد یہ ہے کے مومن عورتیں عزت دی جائیں اور ستائی نہ جائیں".

"اور خود کو ڈھانپا کیسے جاتا ہے؟ "مہرال نے اپنے لئے بھی ایک گولڈن اسکارف پسند کیا .یہ وہ آج قرآن کلاس کیلیئے پہن کر جائے گی .مگر زینب نے اس سے وہ اسکارف پکڑ کر واپس

اسی جگہ رکھ دیا جہاں سے مہرال نے وہ اٹھایا تھا اور اسکا ہاتھ پکڑ کر اب وہ کاؤنٹر کی طرف بڑھنے لگی.

"خود کو ایسے ڈھانپنا چاہیئے کے جب کسی کی نظر پڑے تو دیکھنے والے کو آپ کے بدن کے اتار چڑھاؤ کا گمان بھی نہ ہو. یہ نہیں کے لمبا تھان باندھ کر اس میں سے بھی جسم واضح ہو, اور نہ ہی آپکی کورنگ اتنی پرکشش ہونی چاہیئے کے جس نے نہ بھی دیکھنا ہو, اسکی بھی نظر پڑے". زینب نے چھوڑے جانے والے اسکارف کی طرف اشارہ کیا جو ڈل گولڈن تھا مگر پرکشش بھی تھا.

"اگر ڈھانپنا واقعی واجب ہے تو ہر کوئی کیوں نہیں ڈھانپتا؟"مہرال لاجکل ہو کر سوچ رہی تھی. انھوں نے کاؤنٹر پر بل ادا کر کے باہر کی جانب چلنا شروع کر دیا.

"کیونکہ یہ حکم صرف مومن عورتوں کو دیا گیا ہے مہرال. ہر کسی کیلیئے یہ خاص حکم نہیں ہے". مہرال کی ایک دھڑکن مس ہوئی. زینب کتنی آسانی سے یہ سب کہہ گئی تھی. وہ بھی تو مومن بننے کیلیئے تگ و دو کر رہی تھی.

"کیا بہت ضروری ہے مومن عورتوں کا خود کو ڈھانپنا؟ "مہرال جانتی تھی کے اب جو حکم رب کی طرف سے آ ہی گیا ہے تو وہ اسے محبت کے سبب ماننا ہی ہو گا. لیکن وہ کہیں کوئی راستہ بھی دیکھ رہی تھی, کہ شاید کوئی ڈھیل مل جائے.

"یہ بدن تو اللّٰہ کی امانت ہوتا ہے. اس کا استعمال بھی ہمیں اللّٰہ کے حکم کے مطابق کرنا ہوتا ہے. اگر ہم اس سے سنتے ہیں تو وہ سنیں جو اللّٰہ کو نا پسند نہ ہو, اگر دیکھیں تو وہ جو اللّٰہ کی حدود میں ہو, اگر کہیں تو وہ جس سے اللہ ناراض نہ ہو جائیں. اگر کریں تو وہ جو اللّٰہ کے احکامات کی عکاسی کرتا ہو. اوڑھنے کا معاملہ بھی ایسا ہی ہے. جب ہم اس پر کچھ اوڑھیں تو وہ ایسا ہو جو اللّٰہ کو ناخوش نہ کرے. اور اگر ہم اس بدن سے وہ کام نہ لیں جو اللّٰہ ہم سے چاہتے ہیں, تو بلاشبہ ہم خیانت کرتے ہیں. پھر وہ کون ہے جو اتنی بڑی ذات کے ساتھ الجھنا چاہے گا؟ "آخری بات نے مہرال کے قدم وہیں جما دیئے. آگے بڑھتی ہوئی زینب کو رک کر پیچھے مڑنا پڑا.

"کیا یہ حکم میرے لئے بھی ہے؟ "مہرال کو واقعی اپنی محبت عزیز ہو چکی تھی.

"میں نے بتا دیا ہے مہرال یہ حکم خاص کن لوگوں کیلیئے ہے". زینب اس کی طرف ایک قدم بڑھی.

"میں بھی خود کو ڈھانپ کر اللہ کے قریب آنا چاہتی ہوں ". مگر اندر کہیں اسے یہ غم کھائے جا رہا تھا کے اگر اس نے خود کو نہ ڈھانپا تو شاید اسے مومن عورت کا درجہ ہی نہ ملے.

"تو ٹھیک ہے ,چلو میں تمہیں حجاب کر دیتی ہوں ". زینب چہکتی ہوئی مہرال کو ہاتھ سے پکڑ کر واپس لے جانے لگی .

"ابھی؟ "مہرال نے اسے روکا اور چور اکھیوں سے دائیں بائیں دیکھنے لگی کے لوگ اسے اس حلیے میں دیکھنے کے بعد کیا کہیں گے.

"بلیو می مہرال ,لوگ ہمارے ساتھ ہماری قبر میں نہیں جائیں گے .اور تم اللہ پر لوگوں کو فوقیت نہیں دے سکتی .کیا جب انسان کو آسمانوں سے ٹھکرایا جاتا ہے تو کوئی دوسرا آتا ہے اس کی سفارش کرنے کے ہمیں فلاں بندہ ایسے اچھا لگتا تھا .اسلئے اس فلاں شخص کیلئے آسمانوں کو کھول دیا جائے کیونکہ اس نے ہماری وجہ سے اللہ کو ناراض کر دیا؟ "یہ بات مہرال کو خاصی کھری لگی تھی .بھلا کوئی بھی تو نہیں آتا ہمارے حساب کتاب کے وقت .اس وقت کون آیا تھا جب مہرال کو ٹھکرایا گیا تھا؟ اور اس وقت بھی کون آیا تھا جب اس کیلئے

جہنم کی لو قبر میں کھول دی گئی تھی .نہ ہی اس وقت کوئی آیا تھا جب اندھا اور گونگا فرشتہ گرز لئے اس پر ضرب لگانے لگا تھا.

"میں گھر جا کر خود ہی کر لوں گی ".مہرال نے بات بدل ڈالی .اسے اپنے رب سے شرمندگی ہو رہی تھی جسے اس نے اتنے سالوں تک لوگوں سے خوشی وصول کرنے کی خاطر رخ موڑ لیا تھا .حالانکہ وہ تو ایک تنکے پر بھی قادر نہیں تھی پھر اکڑ کس بات کی تھی؟

"ہم یہاں پر ہی غلطی کرتے ہیں .اس چیز سے بے خبر کے ہمارے لئے آسمانوں سے فرشتے کب اتر آئیں ,اپنی نمازیں ,توبہ ,عبادات ,سب اگلے وقت کیلئے چھوڑ دیتے ہیں ".زینب صحیح کہہ رہی تھی .یہی تو ہوا تھا جب وہ اپنی کنووکیشن پر گولڈ میڈل بھی نہیں لے سکی تھی اور اس کی زندگی ختم ہو چکی تھی .زینب اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے واپس لے جا چکی تھی.

"اس نے تو بس میرا سر کور کیا ہے .میری باڈی تو ابھی بھی اس کرتے اور پاجامے میں نظر آ رہی ہے ".مہرال نے اپنا عکس آئینے میں دیکھا جہاں ہلکے پیچ رنگ کے کرتے اور سفید اسٹریٹ پینٹس پر پیچ ہی دوپٹہ دائیں شانے پر ڈالے اور ڈارک پیچ اسکارف نفاست سے لئے کھڑی تھی .

"تمہارے پاس دو آپشنز ہیں .یا تو تم عبایا لے کر اس کے ساتھ یہ اسکارف پہن لیا کرو ".
زینب نے ان تمام اسکارفز کی طرف اشارہ کیا جو اس نے کسی کیلئے خریدے تھے" ,یا پھر تم
ماما کی طرح بڑی چادر اوڑھ لیا کرو".
"میں اتنی بڑی چادر نہیں سنبھال سکتی ".مہرال نے آنکھیں پھاڑے رخ زینب کی طرف موڑا
تو اسکارف میں لپٹا اس کا چہرہ خاصا بدلا ہوا محسوس ہو رہا تھا .زینب کو وہ بہت پیاری لگی.
"تو چھوٹی چادر سے شروع کر لو .لیکن کم ازکم ایسی ہو جو تمہیں ڈھانپ لے .اور عبایا پہننے کا
آپشن ابھی بھی تمہارے پاس ہے ".زینب نے اسکی طرف خوبصورت مسکراہٹ اچھالی.
"یہ سب میرے لئے ہیں؟ "وہ حیران ہو کر پوچھنے لگی.
"ہاں ,اب چلو .اس سے پہلے کے جے بی بھکڑ ہمارے جانے سے پہلے ہی کھا کھا کر سارا
ریستوران خالی کر دے ".زینب اب مہرال کیساتھ وہاں سے مسکراتے ہوئے چلی گئی.

"اسلام و علیکم "!مہرال زینب کیساتھ ریستوران میں اپنے مطلوبہ ٹیبل پر آ کر بیٹھی جہاں میر
اور جبرئیل پہلے ہی ان کا انتظار کر رہے تھے .مہرال نے اپنے ڈاکومینٹس میز پر رکھے اور
بیگ اپنی چیئر کے دائیں طرف رکھتے ہوئے وہ میر کی جانب متوجہ ہوئی جو پہلے ہی اس کے

اسکارف کو دیکھ کر چونک چکا تھا اور اب بالکل نارمل ری ایکٹ کر رہا تھا. یہ فرح کی تربیت تھی .وہ جانتا تھا کے کسی کو نئی منزل کی طرف بڑھتے دیکھ کر آکورڈ فیل نہیں کروایا جاتا.

"وعلیکم اسلام !ہمیں تو گمان تھا کے کہیں آج شاپنگ کر کر کے سارا مال ہی خالی نہ کر دو تم دونوں ".میر نے جبرئیل کی طرف دیکھ کر کہتے ہوئے اب زینب پر بھی ایک نظر ڈالی.

"جیلس لوگ اب اور کیا کہیں .ارے جلدی سے کوئی کچھ کھانے کو منگواؤ میرا دل گھبرا رہا ہے ".زینب اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر کہنے لگی.

"یہ گھبراہٹ صبح صبح میر کے بنائے ہوئے پین کیکس کو منہ بھر بھر کر ٹھونسنے کی وجہ سے ہو رہی ہے .ایک دن مفت کا ناشتہ کیا مل گیا فری ہی ہو گئی ".جبرئیل نے سر جھٹکتے ہوئے زینب کو احساس دلایا مگر جہاں مہرال کی نظریں اٹھیں وہیں فوراً سے میر نے بھی اسے دیکھا. مہرال کی مسکراہٹ گہری ہوئی مگر میر مسکراہٹ دبا کر رہ گیا. مگر اگلے ہی پل مہرال کی مسکراہٹ سمٹ گئی تھی.

"گڈ آفٹر نون مہر "!باجوہ کیساتھ کوئی اور ویل پرسنیلٹڈ شخص بھی تھا. باجوہ غالباً باہر کی جانب بڑھ رہا تھا جب مہرال کو پہچانتے ہوئے وہ اس کے ٹیبل کی طرف آ گیا. میر کے ساتھ ساتھ جبرئیل اور زینب بھی چونک کر اسکی طرف دیکھنے لگے.

"میں نے تو تمہیں پہچانا ہی نہیں. صدیقی صاحب ,اپنے فرقان نظامی ہیں نا؟ بڑے اعلیٰ ظرف کے ہیں. اس بچی اور اسکی ماں کو اسکا باپ چھوڑ گیا تھا.بڑی خستہ حالت تھی ان دونوں کی. مگر نظامی نے ہمیشہ کی طرح اپنے بڑکپن کا مظاہرہ کیا اور ان دونوں کو سہارا دیا. آج یہ یہاں کی سب سے بڑی یونیورسٹی میں زیرِ تعلیم ہے".اپنے گنجے سر کیساتھ وہ مسکراتا چہرہ مہرال کو زہر لگا تھا,لیکن اگر وہ خاموش رہتی تو پہلی اور اب کی مہرال میں فرق کیسے آتا؟

"گڈ آفٹر نون بیٹا".یقیناً صدیقی بھی باجوہ کی اس وضاحت سے متاثر ہوئے بنا نہیں رہ سکا تھا.

"اوہ !یو گائیز کیری آن. آئی ہوپ میں نے ڈسٹرب نہیں کیا".اپنا کام دکھا کر ابھی وہ مڑنے ہی لگا تھا جب مہرال کو اپنا کردار نبھانا یاد آیا.

"رک جائیں مسٹر باجوہ"!مہرال کھڑی ہو گئی.اب ٹیبل پر بیٹھے ان تینوں کی نظریں مہرال کی طرف اٹھیں.

"کم آن مہرال !آج نظامی کا سارا غصہ اسی پر نکال دو".میر نے دل ہی دل میں مہرال کا حوصلہ بڑھایا.

"اگر مجھے پتا ہوتا کے آپ دوسروں کے کردار اور انکی زندگیوں کے حال احوال پر مہریں ثبت کرتے ہیں تو میں اپنے اتنے اہم ڈاکومنٹس لے کر کبھی بھی یونیورسٹی نہ جاتی .میں انہیں آپ ہی کے پاس لے آتی ".مہرال نے میز پر پڑے ڈاکومینٹس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا.

"اور ہاں ,جس یونیورسٹی کا آپ حوالہ دے رہے ہیں اس میں میں اسکالرشپ کی بنا پر ہوں . مجھ پر کوئی خاص رقم نہیں لگائی گئی .یہ اسکالرشپ مجھے میری ذہانت اور قابلیت پر ملی ہے جو میں اپنے باپ سے ورثے میں لائی تھی جس سے نظامی صاحب مجھے اور ماما کو چھین لائے ہیں ".مہرال نے اپنے دل کا سارا غبار نکال دیا .زینب کا تو دل کیا کے اپنی نشست پر کھڑی ہو کر زور زور سے تالیاں بجائے .جبرئیل نے سیٹی بجانے کیلئے لب گول کر لئے اور خوشی کی رمق تو میر کے چہرے پر دیکھنے والی تھی .باجوہ لب بھینچتا ہوا پلٹ گیا جبکہ صدیقی جاتے ہوئے بار بار پلٹ کے مہرال کو ہی دیکھ رہا تھا .مہرال تب تک کھڑی انہیں جاتے ہوئے دیکھتی رہی جب تک باجوہ ریستوران سے باہر نہیں نکل گیا تھا.

"واہ مہرال ,ایسے تو تم مجھے ٹریٹ کیا کرتی تھی .پانسہ کیسے پلٹ گیا؟ "جبرئیل نے مہرال کو داد دی جو ابھی سکون سے بیٹھی ہی تھی جب بیٹھتے ہی اسکا سکون غارت ہوا.

"میرے ,میرے ڈاکومینٹس کہاں ہیں؟ "وہ ہڑبڑا کر میز کے اوپر نیچے دیکھنے لگی .وہ تینوں بھی اس کے ساتھ دیکھنے لگے مگر !وہ ڈاکومینٹس تو باجوہ لے کے جا چکا تھا.

مہرال اپنا کل کا سبق دہرا رہی تھی جو اس نے قرآن کلاس میں سیکھا تھا .اسے اپنے فیصلے پر خوشی تھی جو اس نے قرآن سیکھنے کیلئے کیا تھا .فرح بیگم کیساتھ بھی اس کی اچھی دوستی ہو گئی تھی اور وہاں کی استاذہ بھی بہت ملنساری اور خلوص سے پیش آئیں تھیں .انہوں نے ہی کل بتایا تھا کے تلاوت کرنے کا سب سے بہترین وقت فجر کا ہوتا ہے ,کیونکہ اس وقت جماعتیں اکٹھی ہو رہی ہوتی ہیں .بعض علماء کے مطابق اس وقت فرشتوں کی ہی جماعتیں اکٹھی ہو رہی ہوتی ہیں .سبق دہرانے کے بعد مہرال نے اپنا قرآن بند ہی کیا تھا جب دروازے پر دستک ہوئی.

"اس وقت کون ہے؟ ابھی تو کوئی بھی نہیں اٹھا ہو گا ".مہرال اچنبھے سے اپنا اسکارف ٹھیک کرتی اٹھ کھڑی ہوئی" .ہو سکتا ہے کوئی ملازم ہو".

"آپ؟ "مہرال کی آنکھیں حیرت سے پوری کھل گئیں .سامنے حدید بلیک سوٹ میں دائیں طرف جیل سے بال سیٹ کیے اور سرخ گلابوں کا بکے ہاتھ میں لئے کھڑا تھا.

"کیوں؟ تمہیں خوشی نہیں ہوئی؟ "حدید نے اسکی حیرت بھانپتے ہوئے فوراً سوال کر ڈالا .وہ آپ سے تم پر آگیا. مگر مہرال نے زیادہ محسوس نہیں کیا.

"نہیں میرا وہ مطلب نہیں تھا .اسلام و علیکم ,کیسے ہیں؟ "وہ نا محسوس انداز میں دروازہ کھولتی باہر آگئی .اسے کمرے میں آنے کی دعوت دینا مناسب نہیں تھا.

"تمہارے سامنے ہوں ,تم کیسی ہو؟ "حدید نے بکے اسے تھماتے ہوئے سوال کیا" .تم اسکارف کب سے لینے لگی؟"

"جب ہدایت آگئی ".مہرال کو کل سے بار بار سب یہی پوچھ رہے تھے اور طنز و طعنے تو ایسے دے رہے تھے جیسے مہرال کوئی بہت ہی حقیر کام کر آئی ہو .سمیر نے تو باقاعدہ اسے طرح طرح کے القابات سے بھی نوازا تھا.

"کیا آپ ابھی پہنچے ہیں؟ "مہرال نے بکے لے کر اس کی بات اگنور کرتے ہوئے پوچھا .پھر ان گلابوں کی خوشبو ایک لمبی سانس کھینچتے ہوئے اندر اتارنا چاہی ,جس میں وہ ناکام رہی ,

"اس کیلئے تھینکس".

"بالکل ابھی پہنچا ہوں, اپنے روم میں بھی نہیں گیا ابھی. پہلے تمہیں دیکھنا چاہتا تھا". حدید اس کی آنکھوں میں دیکھ کر مسکرایا تو وہ نظریں چرا گئی. اسے عجیب لگا تھا حدید کا ایسے دیکھنا. میر بھی تو اسے دیکھتا تھا. تب اسے عجیب کیوں نہیں لگا؟ یہ کیسی منطق ہے؟

"تو چلیں میں کسی سے کہہ کر آپکا ناشتہ تیار"... مہرال ابھی بول ہی رہی تھی جب حدید نے اسے ٹوک دیا.

"نہیں ابھی نہیں. ابھی میں آرام کروں گا. پھر ملتے ہیں". وہ مسکراتا ہوا اسے دوبارہ ملنے کا کہہ کر پلٹ گیا. مہرال بھی رسماً مسکرا دی. پلٹ کر اس نے کمرے میں آتے ہی سکون کا سانس لیا. وہ جان نہیں چھڑوا رہی تھی. بس وہ آج کے پین کیکس مس نہیں کرنا چاہتی تھی جو میر اس کیلئے بنا کے لا رہا تھا.

"زینی باہر آؤ". جبرئیل مہرال کو لاؤنج میں بٹھاتا ہوا خود کچن کی طرف بڑھ گیا جو زینب کو لینے آئی تھی. چونکہ آج فرح بیگم کو سکول میں کچھ کام تھا, اس لئے زینب کو قرآن کلاس لے جانے کی ذمہ داری مہرال نے لے لی تھی.

"بس مجھے پانچ منٹ دو مہرال ,میں نے لنچ نہیں کیا .بس پانچ منٹ لگیں گے مجھے ". آناً فاناً کہتی زینب کچن میں داخل ہوئی اور کچھ ہی پل میں ایک ٹرے کیساتھ حاضر ہوئی .فرح بیگم کی غیر موجودگی میں آج بالضرور جے بی نکمے نے زینب کیلیئے لنچ بنایا تھا .زینب کے پیچھے ہی جے بی دو مگ ہاتھ میں لئے نمودار ہوا اور ایک مگ مہرال کو تھما دیا.

"اس کی کیا ضرورت تھی جے بی ".مہرال نے مگ ہاتھ میں تھامتے ہوئے کہا .جواباً جے بی مسکراتا ہوا واپس کچن میں چلا گیا .مگر مہرال کو اس وقت ہاٹ چاکلیٹ کی واقعی ہی ضرورت تھی .اسلیئے اپنی کہی گئی بات کو اس نے دل ہی دل میں واپس لے لیا.

"زینب ,ایک بات بتاؤ ".مہرال نے یہ یقینی بنایا کے جبرئیل کچن میں ہی ہے اور انہیں نہیں سن سکتا .اسلیئے ہاٹ چاکلیٹ سے لطف اندوز ہوتی وہ دوبارہ سے زینب کی طرف متوجہ ہوئی .

"وہ ...میں گانے چھوڑنا چاہتی ہوں .بلکہ میں چھوڑ بھی چکی ہوں .لیکن یہ میری زبان پر خود سے آجاتے ہیں .میں جتنی جان چھڑوا رہی ہوں ,اتنا ہی اس دلدل میں دھنستی چلی جا رہی ہوں".

"تو ذکر کیا کرو مہرال ".زینب نے پانی کا گلاس واپس رکھتے ہوئے اسے سادہ سا جواب دیا .
جبرئیل اپنے موبائل میں مگن دوسرے ہاتھ میں مگ لئے ڈائینگ ٹیبل کی چیئر تھوڑی کھسکا کر بیٹھ گیا.

"کیا اس سے میرے گانے چھوٹ جائیں گے؟ "وہ پر امید لہجے میں پوچھنے لگی.

"صرف گانے؟ چلو میں تم سے نانا جان کے قرآن میں سے ایک بات شئیر کرتی ہوں ".

زینب ٹشو سے ہاتھ پونچھتی اسے بتانے لگی" .جب میں اس آیت پر پہنچی تھی جہاں اللہ پاک فرماتے ہیں کہ اللہ کے ذکر میں قلب کا سکون ہے ,مجھے اس کے بارے میں اور معلومات چاہیئے تھیں .میرا تجسس بڑھا تو میں نے نانا جان کا قرآن پاک کھولا .انکے نوٹس کے حاشیے میں صرف ایک حدیث لکھ رکھی تھی".

"کونسی؟ "زینب آنکھیں بند کر کے یاد کرنے کو رکی تو مہرال نے بے صبری سے پوچھا.

"حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کے اپنی زبان کو اللہ کے ذکر سے تر رکھو ".

زینب نے آنکھیں کھول لیں اور اب مسکراہٹ لبوں پر سجائے مہرال کو سمجھانے لگی .جے بی کے کان بھی زینب کی طرف ہی لگے ہوئے تھے.

"مطلب ہر وقت ذکر کرتے رہیں ".مہرال نے سر ہلا کر زینب سے تصدیق چاہی ,گویا وہ مطلب سمجھ گئی ہو.

"نہیں مہرال .میں نے اس بارے میں پہلے بہت سوچا تھا .مگر میری سوئی ایک ہی بات پر اٹک جاتی تھی .بھلا تر رکھنے کی بات کیوں کی؟ سیدھا یہ بھی تو بتایا جا سکتا تھا کے ذکر کرتے رہیں .مگر نہیں !جو ہمیں سیدھا سیدھا نظر آ رہا ہے اسکے علاوہ اس میں بہت پتے کی بات چھپی ہے ".پر اسرار مسکراہٹ نے زینب کا چہرہ ڈھانپا تو مہرال سوچ میں پڑ گئی .اس بات میں بھلا کیا راز ہے؟

"تو تر کا پھر اور کونسا مطلب نکلتا ہے ".مہرال نے کہتے ہوئے ایک نظر جے بی پر ڈالی جو اب زینب کو ہی دیکھ رہا تھا.

"میں نے پھر ایک تجربہ کیا تھا .سخت گرمی کے ہی ایک ہفتے میں میرا جب جب دل چاہتا تھا کے میں ٹھنڈی ڈرنکس ,جوسِز اور دوسرے مشروبات کو پیوں تو میں کھل کر سادہ پانی پی لیا کرتی تھی .مجھے احساس ہوا کے جب ہمیں کسی شے کہ طلب ہو تو اپنی طلب سادہ چیز سے مٹانے کے بعد اس خاص شے کی طلب وقتی طور پر مٹ جاتی ہے .سخت پیاس میں ٹھنڈا جوس اپنے سامنے رکھ کر سادہ پانی جی بھر کے پی لینے کے بعد جو جوس کی طلب ہوتی وہ

مٹ جایا کرتی ".زینب نے پلٹ کر ایک نظر جبرئیل کو دیکھا اور مسکراتی ہوئی واپس مہرال کو دیکھنے لگی.

"ہماری زبان ذائقوں کی عادی ہوتی ہے .مختلف ذائقوں کی طلب کو ہم سادہ غزا سیر ہو جانے تک لے لینے سے ختم کر سکتے ہیں .اسی طرح ہماری زبان گناہوں کی عادی بھی ہوتی ہے . جب یہ گناہ کی طلب محسوس کرنے لگے تو اپنی زبان کو اللہ کے ذکر سے تر کر لیا کرو .جب یہ سیر ہو کر تر جائے گی تو گناہوں کی پیاس بھی اس وقت کیلئے ختم ہو جائے گی ".مہرال زینب کی سوچ پر حیران رہ گئی .وہ اتنا گہرا کیسے سوچتی ہے؟

"یعنی جب ہمیں چغلی ,غیبت ,گانوں اور دوسرے گناہوں کی طلب ہو تو ہمارے ذکر کرنے سے وہ طلب اس وقت ختم ہو جائے گی ! صحیح ".مہرال نے سر ہلا کر سمجھتے ہوئے کہا .وہ سمجھ چکی تھی کے آئندہ اپنی زبان پر آنے والے گناہ کو کیسے رد کرنا ہے.

"تمہیں پتا ہے؟ میری ساری زندگی کی آزمائی ہوئی بات ہے ".کان کے پیچھے بال اڑستے ہوئے وہ پرجوش سی آگے ہوئی مگر پھر کچھ یاد آنے پر اس نے پیچھے مڑ کے دیکھا .اس کی توقع کے عین مطابق جبرئیل اسے ہی ایسی نظروں سے دیکھ رہا تھا جیسے کہنے لگا ہو" ,شرم نہیں آئی اپنی ساڑھے گیارہ سالہ زندگی کا حوالہ دیتے ہوئے؟ "

"تم چپ رہو, نافرمان اولاد !برگر میں چیز ڈالنا بھول گئے تھے مگر میری باتوں میں اپنی ٹانگ اڑانا نہیں بھولتے ". مگر مقابل زینب تھی .اس کے کچھ کہنے سے پہلے ہی زینب بول پڑی .سر جھٹک کر وہ مہرال کی طرف متوجہ ہوئی جو بمشکل ہنسی دبائے جبرئیل کو ہی دیکھ رہی تھی.

"کہاں تھی میں؟ ہاں !میری زندگی کی لکھی پڑھی بات ہے ,جب آپ خود کو گناہوں میں گرتا پائیں تو فوراً اسی شیلڈ کا سہارا لیں جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں تحفے میں دے گئے ہیں ". یہ کہتی زینب اٹھ کر اپنے کمرے میں چلی گئی.

"آج واپسی پر ڈونٹ آورز چلی آنا ,مجھے تم سے اور میر سے کچھ ڈسکس کرنا ہے ".جبرئیل اپنی نشست سے کھڑا ہوتا ہوا مہرال سے مخاطب ہوا .

"کچھ خاص ہے کیا؟ "مہرال آنکھوں کو سکوڑتے ہوئے متجسس نظر آنے لگی .جبرئیل مسکرایا تو مہرال بھی ہنس دی.

"ہاں ,تمہارے ڈاکومینٹس سے متعلق ہے ".جبرئیل نے اسے اس کے ڈاکومینٹس کے بارے میں یاد دلایا تو اسکی ساری مسکراہٹ غارت ہو گئی.

"چلیں مہرال؟ "زینب اسکارف لے کر آچکی تھی اور اب مسکراہٹ لیے اس کے سامنے کھڑی تھی .مہرال بھی اٹھ کھڑی ہوئی .جے بی اب پھر سے کچن میں غائب ہو چکا تھا .

زینب جانتی تھی کے اب وہ کچن کی ونڈو سے مہرال کو جاتے ہوئے دیکھے گا. مگر مہرال کے سامنے وہ اسے کچھ بھی نہیں کہہ سکتی تھی. وہ اپنے دونوں بھائیوں کیلیئے افسردہ تھی. اس لئے نہیں کے وہ دونوں ایک ہی شے پر دل ہار کر نظر رکھے ہوئے تھے. مگر اس لئے کے وہ نظر کا پردہ ہار کر دل کھو بیٹھے تھے. زیادہ عرصہ نہیں ہوا تھا جب ایشل کو فرح بیگم کی غیر موجودگی میں گھر میں داخل نہیں ہونے دیا جاتا تھا. اور آج مہرال کو فرح بیگم کی غیر موجودگی میں ہی صوفے پر بٹھا کے ہاٹ چاکلیٹ پیش کی جا رہی تھی. وہ تمام اسباق کہاں تھے جو اسکے بھائی خود کو پڑھایا کرتے تھے؟ اور میر تو سب کو اللّٰہ تعالیٰ کی باتیں بتایا کرتا تھا. اب وہ کسی لڑکی کیساتھ ملتے ہوئے خود کو گنہگار محسوس کیوں نہیں کرتا؟

"جے بی! کچن میں احتیاط کرنا. کہیں تپتی آگ تمہاری آنکھوں کو حدت نہ دے بیٹھے".

زینب نے باہر نکلتے ہوئے آواز لگائی تھی. جہاں مہرال زینب کے غیر معمولی سنجیدہ رویے پر حیران ہوئی تھی, وہاں جے بی بھی ٹھٹھک گیا. وہ جان گیا تھا کے زینب چولہے کی آگ کی بات نہیں کر رہی. اور جس کی بات کر رہی ہے, اسے تو میر کے پیچھے لگ کر وہ بھلا ہی بیٹھا تھا.

"یہ تو بس زبان کے گناہ تھے. لیکن ,باقی گناہوں سے کیسے بچا جائے؟ "مہرال ڈرائیو کرتے ہوئے ابھی بھی اسی موضوع پر بات کر رہی تھی.

"تمہیں پتا ہے نانا جان کیا کرتے تھے؟ "زینب نے اپنے قرآن کی جلد پر لکھے حروف پر انگلی پھیری تو مہرال کو ایک ہی شے سوجھی.

"خطاطی؟ "مہرال کو شاید یہی پتا تھا.

"خطاطی کے علاوہ وہ اسٹرگل کرتے تھے ,اپنے نفس کیساتھ .تم دائیں ہاتھ کی عادی ہو؟ " زینب نے اس سے غیر متعلقہ سوال پوچھا.

"بالکل "!مہرال نے سامنے دیکھتے ہوئے سر ہلا کر جواب دیا.

"پتا ہے ایسا کیوں ہے؟ کیونکہ بچپن سے تم نے اسے ہی ٹریننگ پر رکھا ہے .مہرال جب گناہوں سے بچنا ہوتا ہے تو خود کو نیک کاموں میں اسٹرگل دینا پڑتی ہے .نیک کام صرف نماز ,روزہ ,تسبیح ہی نہیں ہوتے .نیک کاموں میں صدقہ ,خدمتِ خلق ,تبلیغ اور بہت سے دوسرے کام آجاتے ہیں ".زینب سانس لینے کو رکی" .ایک دن میں کوکنگ ویڈیوز دیکھ رہی تھی .ویڈیو کے شروع میں انہوں نے کھانے کو بہت اچھی طرح پریزینٹ کیا تھا .میں نے بہت شوق سے ویڈیو دیکھنا شروع کی ,لیکن کچھ آگے جا کر انہوں نے کھانے میں شراب ڈال

کر اسے پکایا. میں نے فوراً اسے بند کیا اور مجھے ابکائی آ گئی. حالانکہ وہ صرف ایک ویڈیو تھی. میرے ساتھ ایسا اس لئے ہوا کیونکہ ہمارے مسلمانوں میں اسے اتنا حرام بتایا جاتا ہے کے ہم لوگ ایسی شے کا نام لینے سے بھی کتراتے ہیں. لیکن اگر انکی بات کی جائے جو اس کے عادی ہوتے ہیں تو انکے لئے یہ بالکل نارمل ہے".

"مگر گناہوں کو کیسے روکا جائے؟ "مہرال نے پھر اپنا سوال دہرایا.

"اپنے نفس اور اعضاء کو مسلسل نیک کاموں کی اسٹرگل میں رکھا کرو. یہ اچھے کاموں کے اتنے عادی ہو جاتے ہیں کے انہیں صغیرہ) چھوٹے (گناہ بھی بہت بھاری معلوم ہونے لگتے ہیں. بالکل اسی طرح جس طرح تمہارا دایاں ہاتھ مشقت کرنے کا عادی ہو جاتا ہے, لیکن وہی مشقت اگر بائیں ہاتھ سے کرنا چاہو تو ناکامی ہو جاتی ہے. اپنے آپ کو اچھے اور برے کے فرق میں ٹرین کر لو, تاکہ جب برا کام تمہارے سامنے آئے تو ابکائی آنا واجب ہو جائے".

زینب نے اس کو بہت آسان الفاظ میں سمجھانا چاہا.

"یعنی گناہ کی طلب ہوتے ہی میں کسی نیکی کی طرف پلٹ جاؤں؟ مگر تمہیں لگتا ہے کے جس وقت یہ طلب ہوتی ہے اس وقت انسان کو نیکی کرنے کی ہوش رہے گی؟ "مہرال نے ایک صحیح سوال اٹھایا تھا. ہمارے لوگوں کیساتھ بھی تو ایسا ہی ہے. بھلا جب گناہ سامنے ہو تو کہاں

نیکی کی ہوش رہتی ہے؟ مگر زینب کی مسکراہٹ دیکھتے ہوئے مہرال کو اندازہ ہو گیا کے زینب کے پاس اس کا بھی حل ہے.

"اگر تم اپنا تعلق اللہ کیساتھ اتنا اسٹرانگ کر لو کے مکمل بھیڑ میں بھی تمہیں اللہ سے جڑی اپنی ڈور نظر آنے لگے اور تنہائی میں بھی تمہیں ہر طرف اللہ ہی نظر آئے تو اس دن سمجھ جانا ,کے تمہیں اللہ نے اتنی پاور دے دی ہے کے تم گناہوں کی طرف بڑھنے کی بجائے نیکی کی طرف بڑھ جاؤ گی ". گاڑی ادارے کی پارکنگ میں رک گئی تھی اور اب بس وہ دونوں اترنے ہی والی تھیں .

"مجھے کیسے پتا چلے گا کے میرا تعلق اللہ کیساتھ اسٹرانگ ہو گیا ہے؟ "مہرال نے تو یہی سمجھ لیا تھا کے زینب کو ہر بات پتا ہے.

"جب تم چھوٹا گناہ بھی کرو اور تمہارے دل پر ایک ان دیکھا سا بوجھ محسوس ہونے لگے ,تو سمجھ لینا تم درست سمت پر ہو . بعض لوگ حلال لینے کے اتنے عادی ہو چکے ہوتے ہیں کے بیشک وہ خود گناہ نہ کریں ,لیکن کسی کو ایسا کرتا دیکھیں تو رنجیدہ ہو جاتے ہیں اور اپنے لئے ایسے گناہ سے پناہ مانگنے لگتے ہیں ,انکے دل وزنی ہو جاتے ہیں اور آنکھیں نم .میں چاہتی ہوں کے ایسا ہی تعلق میرا بھی اللہ تعالٰی کیساتھ بن جائے ".مہرال نے زینب کی یہ خواہش سنی تو

وہ حیران رہ گئی, کیا اسے ابھی بھی مزید گہرے تعلق کی ضرورت تھی؟ وہ اس چھوٹی بچی کے جزبے پر حیران رہ گئی.

"تمہیں آج سے میں مسلم گوگل بابا کہہ کر بلاؤں گی . بھئی بڑا علم ہے تمہارے پاس ".

مہرال کو اس پر جی بھر کے رشک آیا. مگر جواباً وہ ہنسی دبا کر مسکرادی.

"یہ سب نانا کے قرآن سے پڑھا ہے میں نے ".ان دونوں نے اب برآمدے میں قدم رکھا تھا .وہاں سب بچیاں ,لڑکیاں اور خواتین اپنے اپنے حجاب اور نقاب میں تھیں جو اندر آکر انہوں نے اپنے چہروں پر سے اتار لیے تھے .

"زینب ایک اور بات بتاؤ ".مہرال کے ذہن میں اب کل سے آج تک وہ تمام لوگوں کی باتیں آئیں جنہوں نے اس کے حجاب پر فقرے کسے تھے .ان میں سمیر سب سے آگے تھا.

"جو لوگ آپ کے حجاب کا مزاق اڑائیں ,انہیں کیسے ڈیل کیا جائے؟"

"تین لفظوں کا ایک ایٹی ٹیوڈ بتاؤں گی .پلو سے باندھ لو تو زندگی سنور جائے گی ".کوریڈور میں کھڑی ہو کر زینب نے اپنا رخ مہرال کی طرف موڑ لیا.

"اور وہ کیا ہے بھلا؟ "واہ بھئی ,ان بہن بھائیوں کے پاس کافی میجک اسپیلز ہیں .وہ دل ہی دل میں اپنی سوچ پر خوب ہنسی.

"Do I care?"

یہ کہہ کر زینب ایک آنکھ مارتی آگے بڑھ گئی اور مہرال حق دق سی اس کی انفارمیشن پر منہ کھولے یونہی کھڑی رہ گئی .

"ڈونٹ آورز میں آپکو خوش آمدید ,مادام !ہم آپکی کیسے مدد کر سکتے ہیں؟ "میر نے کرسی میز سے پیچھے کھسکھا کر مہرال کو بیٹھنے کا اشارہ دیا .جبرئیل ابھی تک نہیں آیا تھا .البتہ اس نے مہرال اور میر کو میسج کر کے وقت بدل دیا تھا تاکہ تب تک اسٹاف جا چکا ہو.

"یہ بیکری ہے میر ,ریستوران والی شوخیاں مارنا بند کرو ".مہرال نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے میر پر چوٹ کی" .جے بی کیوں نہیں آیا ابھی تک؟"

"زینی سے خدمتیں کروانے بیٹھا ہو گا ".میر بھی اب سامنے والی کرسی پر بیٹھ چکا تھا.

"تم ہمیشہ جلتے ہی رہنا کے وہ تمہاری خدمتیں کیوں نہیں کرتی ".جبرئیل اندر داخل ہو چکا تھا .میر بے خبر نہیں تھا .اس نے شرارتاً ہی وہ الفاظ ادا کیے تھے.

"کیا یہ میرے ڈاکومینٹس ہیں؟ "مہرال نے حیرت سے جبرئیل کے ہاتھوں کی طرف دیکھا جن سے اس نے خاکی لفافہ میز پر رکھا.

"سانس تو لینے دو". مہرال آگے بڑھ کر وہ لفافہ اٹھانے ہی والی تھی جب جبرئیل نے اس لفافے کو واپس کھینچ کر مہرال سے کہا اور ٹیک لگا کر ایک لمبی سانس بھری.

"اس میں کیا ہے؟ "مہرال نے بے صبری ظاہر کرتے ہوئے میر کی طرف دیکھا.

"اس میں باجوہ کی ساری روٹین ہے". جبرئیل نے اس لفافے میں سے چند کاغزات اور تصاویر نکالیں.

"اسکا ہم کیا کریں گے؟ "مہرال نے برا سا منہ بنایا.

"اس سے دو کام ہوں گے .ایک ,ہمیں تمہارے ڈاکومینٹس نکلوانے میں مدد مل جائے گی . اور دوسری اہم وجہ ,نظامی کے شاطر دماغ کے علاوہ یہی آپشن ہے ہمارے پاس جو ہمیں باقی کی انگلیوں سے ملوا سکتا ہے". میر نے وضاحت دی .

"یہ ٹاسک تم نے جے بی کو دیا تھا؟ "مہرال کو اچنبھا ہوا .جواباً میر نے محض سر ہلا دیا.

"مگر جے بی تمہیں باجوہ کے بارے میں اتنی جلدی معلومات کیسے مل گئیں؟ "کیونکہ مہرال کے دماغ میں بار بار دو ہی الفاظ گونج رہے تھے .جے بی نکمہ!

"مہرال ,جتنا نکمہ زینب خاندان اور دنیا والوں کے سامنے جے بی کو ظاہر کرواتی ہے ,یہ میسنا اتنا ہی شاطر اور تیز ہے". میر دبی دبی ہنسی میں جبرئیل کی طنزیہ تعریف کرنے لگا.

"ایسا نہیں ہے ".جبرئیل نے ایک نظر کاٹ کھانے والی نظروں سے پہلے میر کو دیکھا اور پھر واپس مہرال کو دیکھنے لگا جو حیرت سے پھٹی آنکھیں لئے اسے ہی دیکھ رہی تھی" .مجھے محنت اور اسٹرگل کرنے میں کوئی مسئلہ نہیں ہوتا ,مجھے بس اچھا لگتا ہے جب زینی میرا کوئی کام کر کے دیتی ہے .اسلئے اسے تنگ کرنا بھی اچھا لگتا ہے".

"تمہیں برا نہیں لگتا جب لوگ تمہارے بارے میں زینب کی باتوں کے مطابق غلط رائے رکھتے ہیں؟ "مہرال کو بہن بھائیوں کے اس تعلق پر جی بھر کے پیار آیا ,شدت سے اپنے بھائی کی یاد بھی آئی مگر اپنے جزبات چھپانا اس نے خوب سیکھ لیا تھا.

"Do i care?"

ابرو اچکا کر جبرئیل نے سادہ سا جواب دیا .مہرال حیران ہو گئی .ابھی دوپہر میں ہی تو زینب نے اسے یہ بتایا تھا .ضرور اس نے اسے جے بی سے ہی چرایا تھا .مہرال بھی اب ان بہن بھائیوں کی عادات اپنانے لگی تھی .سو وہ مسکرا دی .میر بھی مسکرایا .یہ لمحہ جبرئیل کو اچھا لگا . وہ جن دو لوگوں سے بے حد محبت کرتا تھا وہ اس وقت خوش تھے .اسے اور کیا چاہیئے تھا؟ سکوت کا لمحہ توڑتے ہوئے جبرئیل اب ان دونوں کو باجوہ کی روزمرہ کا معمول بتانے لگا .وہ دونوں بھی اب سنجیدگی سے سننے لگے .بہت کم باتیں مہرال کو معلوم تھیں ,بہت سی چیزیں

اس کے لئے نئی تھیں .کچھ تصاویر جے بی نے ہی باجوہ کی متعلقہ چیزوں کی لے رکھی تھیں جو اب وہ انہیں دکھا رہا تھا.

"میرے پاس بھی شیئر کرنے کیلئے ایک خبر ہے ".مہرال نے جھجھکتے ہوئے کہنا شروع کیا. کیونکہ کہیں نہ کہیں اسے ابھی بھی ڈر لگتا تھا.میر اور جے بی بھی مہرال کی طرف متوجہ ہوئے" .آج جب میں قرآن کلاس سے واپس آئی تھی تو باجوہ کو میں نے اسٹڈی میں داخل ہوتے دیکھا.وہ بہت کم ہی نظامی مینشن آتا ہے .میں نے بہت مشکل سے نظامی اور باجوہ کے درمیان چند باتیں ہی سنی ہیں".

"کیا؟ "میر اور جے بی بیک وقت بولے.مہرال ان دونوں کو باری باری دیکھنے لگی.

"پرسوں انکی کوئی میٹنگ ہے .یہ میٹنگ کسی ویئر ہاؤس میں ہونے والی ہے .نظامی کسی نئے ممبر کو متعارف کروانے جا رہا ہے .وہاں ان کے سب ممبرز بھی آئیں گے ".مہرال خاموش ہوئی تو میر اور جے بی کو بھی خاموش پایا.کچھ سوچ کر جب جے بی بولا تو کافی پرجوش انداز میں بولا.

"تو ہمارا سب سے پہلا ٹارگٹ اب وئیر ہاؤس ہونا چاہیئے .ہمیں وہاں سے اچھی خاصی معلومات مل سکتی ہیں ".جہاں جے بی پرجوش ہوا تھا وہیں میر اور مہرال اس کی عقل پر ماتم کرنے لگے .اگر وئیر ہاؤس تک رسائی اتنی آسان ہوتی تو وئیر ہاؤس کا مقصد ہی ختم ہو جاتا. مگر جو جے بی سمجھ چکا تھا,وہ انہیں تو سمجھ ہی نہیں آیا تھا.

میرون کرتے پر ڈارک میرون حجاب کیے اور ڈل براؤن کیپ شال میں مہرال سیڑھیاں اترتی نیچے آرہی تھی جب اس کی نظر اپنا سامان باہر رکھواتے حدید پر پڑی.
"آپ کہیں جا رہے ہیں؟ "مہرال اس کے سامنے کھڑی ہو کر پوچھنے لگی جو ابھی اپنے عام ٹی شرٹ اور جوگرز میں ہی ملبوس تھا .بکھرے بالوں سے معلوم ہوتا تھا وہ ابھی سو کر اٹھا ہے.
"جب تم مہمان نوازی نہیں کرو گی تو یہاں رہنے کا بھلا کسے شوق ہے؟ "کندھے اچکا کر حدید نے مہرال کو باور کروایا جو واقعی ہی اسے وقت نہیں دے سکی تھی .مگر دلکش مسکراہٹ حدید کے لبوں سے جدا نہیں ہوئی تھی .اس لئے مہرال کو یہ بات طنز نہیں معلوم ہوئی تھی.

"آپ تو شاید کل سے سونے کے بعد اب اٹھے ہیں ". مہرال نے اس کے حلیے پر چوٹ کرتے ہوئے خود کو اس کے الزام سے بری الذّمہ قرار دیا.

"میں صرف تین گھنٹے سویا تھا .پھر میں تمہارا انتظار کرتا رہا .تم نہیں آئی تو میں اپنا فلیٹ ریڈی کروانے نکل پڑا .مگر مجھے جیسے ہی پتا چلا کے تم گھر آ گئی ہو تو میں فوراً واپس پلٹا .اس وقت تک تم دوبارہ جا چکی تھی .اور رات کو آتے ہی تم سو گئی تھی .میں نے ڈنر پر بھی تمہارا ویٹ کیا .لیکن تم نہیں آئی .مگر اب !فائینلی تم خود ہی آ گئی ". مسکراہٹ کیساتھ اس نے کوئی شکوہ نہیں کیا تھا .لیکن مہرال کو اس کیلئے برا لگا .کیا تھا اگر وہ ایک گھنٹے کیلئے اسے کمپنی دے دیتی .

"آئی ریئلی ایم سوری ,بس کل کا دن ہی بنا مصروفیت کے مصروف گزر گیا .آپ آج فری ہیں؟ "اس سوال سے بچنے کیلئے کے اسکی کونسی مصروفیت تھی ,مہرال نے فوراً بات پلٹ دی.

"تم جب بھی وقت دے سکو میں فری ہو جاؤں گا ".مہرال باہر کی طرف چلنے لگی تو وہ بھی اس کے ساتھ چلنے لگا .

"ٹھیک ہے ,ہم آٹھ بجے ملتے ہیں ".مہرال مسکراتی ہوئی اپنی گاڑی کی طرف بڑھ گئی .

"میں ڈنر کیلئے تمہیں جگہ ٹیکسٹ کر دوں گا ".حدید نے پیچھے سے آواز لگائی .مہرال نے پلٹ کر دیکھا تو حدید مسکراتے ہوئے اسے ہی دیکھتا واپس مڑ گیا .اس نے تو ڈنر کا کہا بھی نہیں تھا .لیکن خیر ,کیا فرق پڑتا ہے؟ وہ دوست ہی تو ہے .سب اپنے دوستوں کیساتھ جاتے ہیں . اکیلے؟

سر جھٹک کر مہرال واپس پلٹنے لگی تو اسے شدت سے کسی غلطی کا احساس ہوا .اس نے رک کر اپنے دائیں بائیں دیکھا .مگر پھر نظر سامنے بالکونی میں کھڑے نظامی پر پڑی .جو کڑے تیوروں کیساتھ مہرال کو ہی دیکھ رہا تھا .مہرال نے بمشکل تھوک نگلا اور تیزی سے گاڑی کی طرف بڑھ گئی .اب اس نے ایسا کیا کر دیا تھا؟ مہرال اپنی سوچ کے گھوڑوں کو تیزی سے دوڑانے لگی .مگر بے سود !ہمیشہ کی طرح اس بار بھی اس کا کوئی قصور نہیں تھا .مگر نظامی خود سے کچھ نہ کچھ اخذ کر ہی لے گا.

" آپ نے یہاں آکر بہت اچھا کیا بھابھی .میں تو ایشل سے بھی کہتی رہتی ہوں کے آپ کو لے کے آیا کرے ".راحیلہ بھابھی کو فرح بیگم اپنے ساتھ لِونگ ایریا میں لے آئیں .خوشی اور حیرت فرح بیگم کے چہرے سے ہی دیکھی جا سکتی تھی .آج اچانک جانے کیوں وہ اس

گھر میں چلی آئیں تھیں جہاں وہ کبھی بھی قدم نہیں رکھتی تھیں .شاید وہ اپنے تیئں فرح بیگم کا قرض ہی لوٹاتی تھیں .حالانکہ فرح بیگم اکثر اوقات ملنے چلی جایا کرتی تھیں جب شہروز بھائی گھر نہیں ہوا کرتے تھے.

"تم نے تو اس گھر میں قدم رکھنے کی قسم ہی کھا رکھی ہے .ابا کیا گئے تم نے تو ملنا ملانا ہی چھوڑ دیا اور ایک میری بیٹی ہے جو ہر وقت اس گھر کی فکر میں ہلکان ہوتی رہتی ہے ".

صوفے پر بیٹھتی راحیلہ بھابھی ساتھ ساتھ اپنے گردو نواح کا جائزہ لینے میں مصروف ہو گئیں . ان کے چہرے کے تاثرات بتاتے تھے کے وہ خاصی متاثر ہوئیں ہیں.

"یہ تو اسکی محبت ہے ".فرح بیگم نے مسکرا کر اتنا ہی کہا .کیونکہ دل کے بغض اور طعنہ زنی سے اپنی زبان کو آلودہ کرنا انکے ابا کی تربیت میں نہیں تھا.

"فرح اب پھر اسی محبت کی لاج رکھو ".راحیلہ بھابھی کے الفاظ کو زینب کے دماغ نے فوری طور پر ٹرانسلیٹ کر لیا تھا جو چائے کے لوازمات ٹرالی میں سجائے لونگ روم میں داخل ہوئی.

"میں سن رہی ہوں بھابھی ".فرح بیگم چونک کر اب مزید آگے ہوئیں .انہیں اندازہ ہو گیا تھا کے کیا بات ہونے والی ہے.

"سلام تائی جان "!زینب نے راحیلہ بھابھی کے آگے سر جھکا کر انہیں سلام کہا.

"جیتی رہو۔ دن بدن لمبی ہی ہوتی جا رہی ہے۔ لڑکیاں اتنی لمبی بھی نہیں جچتیں"۔ زینب کو جی بھر کر غصہ آیا تھا مگر فوراً اپنا غصہ زائل کرنے کیلیئے وہ تعوذ پڑھنے لگی اور وہاں سے چلی گئی۔ راحیلہ بھابھی ہمیشہ ایسے ہی کرتی تھیں۔ ایک تو سلام کا کبھی جواب نہیں دیتی تھیں اور پھر اوپر سے اس کی سبز آنکھوں اور لمبے قد کا مزاق اڑایا کرتیں تھیں۔

"شہروز نے مجھے بڑی امید سے بھیجا ہے فرح۔ صرف اس لئے کے یہ انکی لاڈلی بیٹی کی اس گھر والوں سے محبت ہے۔ ورنہ رشتوں کی کمی تو نہیں ہے میری بچی کو۔ ابھی اَفروز ہوتا تو شہروز کو یہ بات تمہیں بتانا بھی نہ پڑتی۔ شہروز خود اپنی مرضی سے ہی فیصلہ لے لیتے"۔ فرح بیگم انکی طرف چائے کا کپ بڑھاتے ہوئے ٹھٹھکیں۔ راحیلہ بھابھی نے کچھ زیادہ ہی سیدھی بات کر دی تھی۔ راحیلہ بھابھی کن اکھیوں سے فرح بیگم کے تاثرات دیکھ رہی تھیں۔

"میں انکی محبت کی قدر کرتی ہوں بھابھی۔ مگر اس معاملے میں میرے بچے فیصلہ لینے میں آزاد ہیں۔ میں انکی مرضی کے بنا ابھی آپ سے کوئی وعدہ نہیں کر سکتی"۔ فرح بیگم حجاب اور مہرال والی بات کو ابھی ظاہر نہیں کرنا چاہتی تھیں۔ کیونکہ یہ دونوں فیصلے ابھی اپنے انجام کو نہیں پہنچے تھے۔

"اگر صرف میر ہی کی رضامندی چاہیئے تو اس سے شہروز خود بات کر لیں گے .بس تم بیچ میں مت بولنا ".فرح بیگم پہلے ہی سمجھ چکی تھیں ,یہ رشتہ ضرور میر کیلئے ہی ہے جس کے آگے پیچھے ایشل مکھیوں کی طرح بھنبھناتی رہتی ہے.

"جی بہتر "!فرح بیگم محض سر ہلا کر رہ گئیں .میر تو جیسے ہاں کہنے کا ہی منتظر ہے .انہوں نے تلخی سے سر جھٹکا .راحیلہ بیگم گھونٹ گھونٹ چائے بھرتی ابھی بھی آس پاس کا جائزہ لینے میں ہی مصروف تھیں.

"آئی کانٹ بیلیو دس ,تم اسکارف سے اتنی آبسیسڈ ہو گئی ہو؟ "مہرال بوتل گرین کرتے پر ہم رنگ اسکارف لیے اور کیپ کندھوں پر اوڑھے مطلوبہ ٹیبل پر حدید کے سامنے والی کرسی پر بیٹھی ہی تھی جب حدید بول اٹھا.

"آبسیشن نہیں ہے یہ ".یہ زینب نے اسے سکھایا تھا, آج اس وقت میں ہمارے لوگ ڈھانپنے کے تصور سے اتنی دور آ چکے ہیں کے ہمارے لوگ ڈھانپنے کو انتہا پسندی کہتے ہیں , اور جب تک ہم کسی کو اللہ کا پیغام نہ پہنچا دیں ,تب تک ہم سامنے والے کو غلط نہیں کہہ سکتے .

"تم اسے کبھی بھی نہیں اتارو گی؟ "حدید اسے حقارت سے نہیں کہہ رہا تھا. وہ مہرال کی پسند نا پسند جاننے کی کوشش کر رہا تھا.

"نہیں ,یہ اللہ تعالیٰ کو پسند ہے ,اس لئے مجھے اس سے بے حد محبت ہے .تو نامحرم لوگوں میں اسے اتارنے کا سوال ہی نہیں بنتا ".دونوں کہنیاں میز پر رکھے اس نے اپنا چہرہ ہتھیلی پر ٹکاتے ہوئے کہا .حدید کو لگا وہ آس پاس کے غیر مردوں کو نامحرم کہہ رہی ہے .کیونکہ وہ تو اسکا دوست تھا.

"تمہیں پسند ہے تو مجھے بھی یہ اچھا لگنے لگا ہے ".حدید کی گہری مسکراہٹ میں مہرال کو اپنائیت محسوس ہوئی .واقعی ہی اس کی زندگی میں ابھی ایسے لوگ موجود تھے جو اس کی قدر کرتے تھے" .کیا نظامی انکل نے کچھ نہیں کہا تمہارے اس بدلاؤ پر؟ "

"Do i care?"

مہرال نے ابرو اچکا کر بالکل جے بی کے انداز میں کہا تو اس کے اندر کی زینب کو بے حد ہنسی آئی .جبکہ حدید دنگ رہ گیا .مینیو بک مہرال کو پاس کرتے ہوئے اس نے اپنا آرڈر نوٹ کروایا اور مہرال نے بھی مینیو چننے میں چند لمحے ہی لیے تھے .ویٹر جا چکا تو حدید پھر سے مہرال کی طرف متوجہ ہوا.

"تم میں یہ بدلاؤ دیکھ کر مجھے اچھا لگا ہے .تم ایک قدم اٹھاؤ ,میں پوری طرح تمہیں سپورٹ کروں گا ".حدید کی خوشی اور جوش اس کے چہرے سے واضح تھی.

"شکریہ ".وہ یہ نہیں کہہ سکتی تھی کے جس کی مدد اسے مل رہی ہے ,وہ اس کیلیئے کافی ہے . کیونکہ کسی کا دل توڑنا اس کی فطرت میں ہی نہیں تھا" .کیا ڈیڈ کو پتا ہے کے آپ مجھ سے مل رہے ہیں؟ کیونکہ شاید میرا آپ کو ملنا انہیں پسند نہیں".

"نہیں وہ بالکل نہیں جانتے .لیکن میں تمہاری بات سے متفق ہوں ,ڈو آئی کیئر؟ "چند لمحے سنجیدگی سے ایک دوسرے کو دیکھتے گزرے ,پھر دونوں ایک دوسرے کو دیکھ کے ہنس دیئے . مہرال کو اس کی اس بات نے کافی لطف دیا تھا.

"انکل نہیں چاہتے کے تم مجھ سے ملو ,اس لئے میں نے تم سے ملنے کا ارادہ کیا ہے ".

مسکراہٹ چہرے پر سجائے حدید اب مہرال کی ہیزل آنکھوں میں دیکھ رہا تھا جو ریستوران کی خوبصورت روشنی میں اور بھی خوبصورت لگ رہی تھیں" .میں اپنے فلیٹ میں شفٹ ہو گیا ہوں .اب ہم نظامی مینشن میں نہیں ملا کریں گے .وہاں کے علاوہ جہاں تم کہو گی میں تم سے ملنے آ جایا کروں گا ".

"انہیں ہمارا ملنا کیوں پسند نہیں ہے؟ "مہرال الجھن کا شکار ہوئی. جب کے حدید شاید خود کو کسی بات کیلئے تیار کر رہا تھا.

"مہرال میں تم سے بہت گھما کر بات نہیں کروں گا. کیونکہ ہم نہ ہی آپس میں فارمل ہیں اور نہ ہی میرے لئے بات کرنے والے میرے ڈیڈ اب یہاں ہیں ". مہرال کا دل تھمنے لگا, اسے شاید معلوم ہو گیا تھا کے وہ کس بارے میں بات کرنے والا ہے.

"اس لئے میں تم سے پوچھنا چاہتا تھا کے "... اپنی جیب میں ہاتھ ڈال کر حدید نے خوبصورت ڈبیا کھول کر سامنے رکھی, جس میں ایک خوبصورت انگوٹھی تھی. جس میں ایمرالڈ کٹ سیفائیر کے دونوں سروں پر دو چھوٹے ڈائمنڈز کا گھیرا تھا. مہرال حیرت زدہ رہ گئی. یہ سب اتنی اچانک ہونا اس کیلئے انتہائی غیر متوقع تھا" . کیا تم نظامی انکل کی قید سے نکل کر میرے گھر کی ملکہ بننے کیلئے اپنی رضا دیتی ہو؟ "

"مہرال؟ "حدید نے اسکی خاموشی کو توڑنا چاہا, اسے ڈر تھا کہیں وہ انکار ہی نہ کر دے.

"یہ ... یہ سب میرے لئے بہت غیر متوقع ہے حدید ". مہرال نفی میں سر ہلا رہی تھی.

"میں تمہیں بالکل پریشرائیز نہیں کروں گا. فیصلہ تمہارا ہے. میں بس چاہتا ہوں کے تم ایک بار اپنی رضا دے دو, نظامی انکل کی قید سے تمہیں کیسے نکالنا ہے, اس سب کی ذمہ داری میں

قبول کرتا ہوں ".حدید نے انجانے میں مہرال کو وہ خواب دکھایا تھا جو وہ بچپن سے دیکھتی آئی تھی .کیا یہ سب اتنا آسان ہو جائے گا اس کے ایک ہاں کہنے پر؟ وہ ہر ڈر سے آزاد ہو کر زندگی گزار سکے گی؟ وہ دوسرے شہروں میں جا سکے گی .وہ اسکالرشپ پر بیرونِ ملک بھی جا سکے گی .اس کا اپنا سافٹ وئیر ہاؤس ہو گا.

"مہرال؟ آر یو اوکے؟ "حدید اسے سوچوں کی دنیا سے باہر لے کے آیا .اس لئے وہ گڑبڑائی.

"ہاں میں ٹھیک ہوں ".اپنے اعصاب کو نارمل کرتے ہوئے اس نے جواب دیا.

"کیا تمہیں کوئی پسند ہے؟ "حدید نے ذاتی ہوتے ہوئے اس سے اپنا خدشہ ظاہر کیا.

"ایسی بات نہیں ہے ".اس کے دماغ کے پردے میں جو چہرہ ابھرا تھا وہ فوراً اس نے جھٹک دیا,کے کہیں کوئی اس کی سوچ نہ پڑھ لے" .میں بس ابھی اس سب کیلیئے تیار نہیں ہوں".

"میں تم سے کچھ بھی ڈیمانڈ نہیں کر رہا مہرال .مجھے بس تمہارا ساتھ چاہیئے .کیا تم میرا ساتھ دو گی؟ پھر ہم ان سب سے دور چلے جائیں گے جو تمہیں تکلیف دیتے ہیں ".اس سے ہمدردی سے بات کرتا حدید اس وقت وہ مہرال کو اپنا اصل خیر خواہ لگا .حدید نے وہ ڈبیا بند کر کے اس کے آگے رکھ دی" .تم اسے پہن لو گی تو مجھے اچھا لگے گا .بیشک یہ اپنے ساتھ کوئی وعدہ نہیں رکھے گی .مگر میری خوشی کیلیئے".

"یہ سب مجھے بہت آکورڈ لگ رہا ہے حدید". مہرال واقعی نہیں سمجھ پا رہی تھی. کیونکہ جو تحفہ وہ دے رہا تھا وہ کسی اور ہی چیز کا اشارہ کرتا تھا.

"تھوڑی دیر ہی آکورڈ لگے گا. پھر سب نارمل ہو جائے گا". حدید اسے نارمل کرنے کی پوری کوشش کر رہا تھا. مہرال نے ہاتھ بڑھا کر وہ ڈبیا تھام لی.

"میں بدلے میں آپکو وہ نہ دے سکی جو آپ کے دل میں میرے لئے ہے تو؟ "مہرال نے ڈھکے چھپے الفاظ میں محبت کا ذکر کیا.

"میں نے کہا نا, میں تم سے کچھ بھی ڈیمانڈ نہیں کر رہا. مجھے بس تمہارا ساتھ چاہیئے. بدلے میں میں تمہاری ہر خوشی جیتنے کیلئے میں سب سے لڑ جاؤں گا". حدید نے اسے یقین دہانی کروانے میں کوئی کسر نہ چھوڑی. مہرال نے جھجھکتے ہوئے وہ انگوٹھی اپنے دائیں ہاتھ کی خوبصورت مخروطی انگلی پر پہن لی.

"تھینکس"! وہ خوش تھا. بہت خوش. حدید کی خوشی دیدنی تھی. اسے تو جیسے مہرال نے ساری کائنات جتوا دی تھی. مگر کچھ تھا جو مہرال کو اندر سے کھٹک رہا تھا. جیسے وہ خالی ہو, یا شاید کہیں پر وزن بڑھ رہا تھا. وہ اندازہ نہیں کر پا رہی تھی.

"جے بی بھلا تم یہاں اکیلے کیوں کھڑے ہو؟ "مغرب کی نماز کے بعد فرح بیگم اور میر گروسری کے لئے چلے گئے تھے .جبرئیل اپنی بالکونی میں کھڑا تھا اور رات کی ٹھنڈک اور تنہائی اپنے اندر اتار رہا تھا. مگر یہ سب کچھ مستقل نہیں تھا. کیونکہ ان کے گھر میں زینب کی رہائش تھی.

"کیا اب میں تمہیں اکیلا نظر آ رہا ہوں؟ "جبرئیل نے مڑے بنا ہی جواب دیا.

"نہایت ہی منحوس قسم ٹھہری ہے کوئی تمہاری. میں تو تمہارے ساتھ اپنی چاکلیٹ شیئر کرنے آئی تھی. مگر تم اس قابل ہی نہیں ہو ".اب زینب بھی اس کے ساتھ بالکونی میں گویا لٹکنے کے انداز میں کھڑی ہو گئی.

" تھینکس "!جبرئیل نے اس سے چاکلیٹ کھینچتے ہوئے کہا" .لیکن میں ابھی بھی یہاں اکیلا ہی رہنا چاہتا ہوں".

"تم غلط کر رہے ہو جے بی ".زینب نے اپنی چاکلیٹ کا ریپر کھولتے ہوئے جے بی کو اپنی طرف متوجہ کروایا.

"تنہائی میں غلط کیا ہے؟ "جبرئیل حیران ہوا .

"میں تنہائی کی بات نہیں کر رہی ".زینب نے لمبی سانس خارج کی" , تمہیں یاد ہے جب میرا فیورٹ اسکارف جل گیا تھا جو تم نے مجھے گفٹ کیا تھا تو کیا ہوا تھا؟"

"بہت واویلا کیا تھا تم نے .تم روتی رہتی تھی .پھر جب میں نے وہ دوبارہ تمہارے لئے لانے کی کوشش کی تھی تو وہ آوٹ آف اسٹاک تھا اور ری اسٹاک بھی نہیں ہوا تھا ".جبرئیل بھی اپنی چاکلیٹ کھول کر کھانے لگا .

"پھر کیا کہا تھا تم نے جے بی؟ یاد ہے؟ "زینب نے اپنا رخ جبرئیل کی طرف موڑ لیا.

"یہی کے اسکارفز بیچنے والی کمپنی نہ تو بند ہوئی ہے اور نہ ہی اس نے اسکارفز بیچنا بند کیے ہیں .وہاں اور بھی اسکارفز آئیں گے اور وقت بدلنے کیساتھ اچھے اسکارفز آئیں گے ".جبرئیل کو تو جیسے وہ باتیں جوں کی توں یاد تھیں .اس لئے ایک لے میں وہ کہتا گیا.

"تو تمہارے لئے کیا اللہ نے انسان بھیجنا بند کر دیئے ہیں جے بی جو تم ایسے انسان کے لئے ہلکان ہو رہے ہو جو تمہارا ہے ہی نہیں؟ "جبرئیل حیرت سے زینب کی طرف دیکھنے لگا .

"تمہیں کیا لگتا ہے کے میں کچھ نہیں جانتی؟"

"میں کسی کیلئے ہلکان نہیں ہو رہا ".جے بی اب سنبھل چکا تھا اور واپس اپنی چاکلیٹ میں مصروف ہو گیا.

"کیا واقعی ہی جے بی؟ میں نے تو تمہیں اس کے پیچھے پاگل دیکھا ہے ,میں نہیں چاہتی کے جب تمہارا دل ٹوٹے تو تم بھی ٹوٹ جاؤ ".زینب کمزور آواز لئے جبرئیل کے قریب آئی.

"تم یہ بات میر کو بھی سمجھا سکتی تھی ".جبرئیل اندر ہی اندر خود کو چور محسوس کرنے لگا.

"میر بھائی کو سنبھلنا آتا ہے جے بی .وہ نہیں ٹوٹیں گے .لیکن تم ٹوٹ گئے تو زینی بھی ٹوٹ جائے گی ,فرح بھی ٹوٹ جائے گی .میر کس کس کو سنبھالے گا؟ "زینب چاکلیٹ والے ہاتھوں سے جبرئیل کے بازو سے لپٹ کر کھڑی ہو گئی" .یہ یاد رکھنا جے بی ,اللہ تعالیٰ کی تخلیق محدود نہیں ہے .تو پھر کسی ایک شے کے پیچھے مجنوں بن کر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی ناشکری مت کرنا .جس وقت اللہ تعالیٰ کی پاک نعمت تمہیں مل رہی ہو اسے لے لینا".

"تم بہت بڑی ہو گئی ہو .تم تو نانا جان بننے لگی ہو زینی ".جبرئیل نے اسے اپنے ساتھ لگایا . جو وہ کہہ رہی تھی اس کے صحیح ہونے میں کوئی شک نہیں تھا.

"اور جے بی ,جب تم اپنی نظروں سے پردہ آہستہ آہستہ گرانے لگو گے تو حرام تمہاری آنکھوں کو چندھیانے لگے گا .پھر وہ دن دور نہیں رہے گا جب تمہاری آنکھیں کچھ گناہ کریں گی لیکن دل پر کوئی وزن نہیں آئے گا .تمہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے یلیو کارڈز ملنا بند ہو جائیں گے ".جبرئیل کو احساس ہوا کے اس کیساتھ ایسا ہونے لگا تھا .جس گناہ کا وہ

عادی نہیں تھا اسی کی دنیا میں اس نے قدم رکھا تھا. اسے فوراً پلٹنا پڑے گا اس سے پہلے کے پہریدار واپسی کے دروازے بند کر دیں اور اس کے پاس کسی کی سفارش بھی نا ہو.

"میں دوبارہ نہیں بھولوں گا". زینب کے ماتھے پر بوسہ دے کر وہ وہاں سے پلٹ گیا تھا. وہ جانتی تھی کے اب وہ وضو کرے گا اور توبہ کرے گا. یہ فرح نے ان تینوں کو سکھا رکھا تھا. زینب کی ٹرک نے کام کیا تھا. میٹھا کھاتے ہوئے کسی کو سمجھائی جانے والی بات مقابل کو زیادہ بہتر سمجھ آتی ہے. اور وہ کامیاب بھی ہو چکی تھی. اب اسکا اگلا مرحلہ میر کو سمجھانا تھا جو اسے تھوڑا مشکل لگتا تھا. لیکن ناممکن تو وہ بھی نہیں تھا. زینب بھی اب چاکلیٹ کا ریپر اپنے ہاتھوں میں گول کرتی واپس پلٹ گئی.

"اگر تم کہو تو میں تمہارے ساتھ چلتا ہوں". ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے میر نے بیک ویو مرر سے مہرال کو دیکھا تھا. جو کالے کرتے پر ڈارک براؤن اسکارف میں ائیر پیس سیٹ کر رہی تھی.

"نہیں میں اکیلی ہی جاؤں گی. تم اور جے بی مجھے باہر کی اطلاعات دیتے رہنا". مہرال اپنے شانوں پر شال لپیٹتی گاڑی سے اتر گئی.

"اوور کانفیڈینس"! جبرئیل نے ہنس کر طنز کیا. میر کا فون گاڑی کے آڈیو سسٹم سے کنیکٹ ہو چکا تھا. اسلئے مہرال بخوبی اسے اپنے ائیرپیس میں سے سن سکتی تھی.

"توکل"! مہرال نے دوبدو جواب دیا. اب وہ بلڈنگ میں داخل ہو چکی تھی. باجوہ کا فلیٹ تیسرے فلور پر تھا. دل کی دھڑکن تیز ہو رہی تھی مگر خود کو سنبھالتی اور سمجھاتی وہ تیز تیز چلنے لگی.

"چند منٹ میں وہ واپس اپنے فلیٹ میں ہوگا. جلدی"! جے بی نے اپنے موبائل سے ٹیکسٹ پڑھتے ہوئے مہرال کو آگاہ کیا.

"پریشرائیز مت کرو مجھے". وہ دبی دبی غرائی مگر جبرئیل نے اسے بہت انجوائے کیا. میر نے اسے آنکھیں دکھائیں تو وہ پھر سے سنجیدہ ہو گیا.

"لاک کھل گیا ہے". مہرال حیران ہوئی, جے بی نے سچ کہا تھا کے یہ چابی باجوہ کے فلیٹ کی ہی ہے. وہ اندر داخل ہوئی. تیز قدموں سے اندر داخل ہوتے ہوئے اس نے یہاں وہاں اسٹڈی کیلیئے دیکھنا شروع کردیا. دائیں طرف کمرے میں داخل ہوئی تو اسٹڈی کے نام پر ایک کونے میں ایک ٹیبل اور بک شیلف لگا رکھی تھی. مہرال نے اپنا رخ اس جانب کیا.

"باجوہ بلڈنگ میں داخل ہو چکا ہے". میر نے فوراً سے مہرال کو الرٹ کیا.

"میں ڈھونڈھ رہی ہوں". تیز دھڑکتے دل کیساتھ وہ تمام ڈاکومینٹس کو الٹ پلٹ کرنے لگی.

"جلدی مہرال ,وہ بس پہنچنے ہی والا ہے". مہرال اب سارے دراز کھولنے لگی.

"تم چپ کرو گے کچھ سیکنڈز کیلیئے؟"مہرال میر پر برس پڑی.

"اب وہ اپنے فلور پر پہنچ گیا ہے". میر کی آواز میں پریشانی وہ بخوبی محسوس کر سکتی تھی .

جب کچھ بھی ہاتھ نہ لگا تو وہ بک شیلفز کی طرف بڑھی ابھی وہ وہاں پر کاروائی کر ہی رہی تھی کے اچانک دروازہ کلک کی آواز کیساتھ کھلا .

"کون ہے؟"تیز کڑکتی آواز پر وہ پلٹی تو دروازے کا ہینڈل پکڑے سامنے باجوہ کھڑا ہوا تھا . مہرال کا رنگ زرد پڑ چکا تھا.

"م ...میں"...بوکھلاہٹ میں اسے سمجھ نہ آیا کے وہ کیا کرے .اگر باجوہ نے اسے یہیں ختم کر دیا تو؟

"مہرال ڈرو نہیں ,بول دو اسے یا میں آ جاؤں؟"میر کا بس نہیں چل رہا تھا کے وہ اپنی اور مہرال کی جگہیں بدل ڈالتا.

"کیا کر رہی تھیں تم یہاں؟"باجوہ چلتا ہوا آگے آیا تو مہرال ایک قدم پیچھے ہٹی .باجوہ اس کے پیچھے کا منظر دیکھ سکتا تھا.وہ ضرور اپنے ڈاکومینٹس ڈھونڈنے آئی تھی.

"مجھے میرے ڈاکومینٹس لوٹا دیں باجوہ انکل, میرے لئے وہ بہت ضروری ہیں". مہرال کی آنکھ سے آنسو لڑھکا, اگر اس نے اسے یہیں مار ڈالا تو؟

"چوہیا میں اتنی ہمت کہاں سے آگئی کے وہ میرے فلیٹ میں آ گھسی؟ "باجوہ اب بالکل اس کے سامنے کھڑا تھا. خوف کے مارے مہرال کا حلق خشک ہو رہا تھا.

"میں آپ سے معافی مانگتی ہوں انکل. میں بس اپنے ڈاکومینٹس ڈھونڈنے آئی تھی. وہ نہ ملے تو میرا سال ضائع ہو جائے گا". مہرال ہاتھ جوڑ کر اس کے سامنے روتی ہوئی گڑگڑانے لگی. اس کے ہاتھ میں ماسٹر کی لٹک رہی تھی.

"اس کے زیادہ قریب مت جانا مہرال". میر پریشانی اور اضطراب میں مہرال کو سمجھانے لگا مگر وہ خود ہی ایک قدم کا فاصلہ طے کرتے اب عین باجوہ سے بالشت بھر دور تھی.

"اور رو, گڑگڑاؤ, دیکھو میرے اندر کتنا سکون بھر رہا ہے. تمہارا یوں رونا, بلبلانا مجھے بہت تسکین دیتا ہے. مگر تمہارے ڈاکومینٹس میں تمہیں نہیں لوٹاؤں گا". باجوہ نے اپنا ایک ہاتھ بڑھا کر وہ چابی اس کی انگلی سے نکالی, اور دونوں ہاتھ اپنی جیبوں میں ڈال کر اسے گڑگڑاتا دیکھ کر محظوظ ہونے لگا.

"میں سوچ بھی نہیں سکتی, کوئی انسانیت سے اتنا کیسے گر سکتا ہے. کسی کو رلا کر تم کیسے خوش رہو گے؟ "ہاتھوں کو نیچے گرا کر وہ نفی میں سر ہلاتی بے یقین سی باجوہ کو دیکھنے لگی. مگر ساتھ ہی سنبھل کر اس نے کیپ کی بیلٹ پر دونوں ہاتھ رکھ لئے" . بلکہ نہیں, تم کر سکتے ہو ایسا. تمہارے سامنے ڈیڈ جب مجھ پر ظلم ڈھاتے ہیں تو تب تم نے کبھی انہیں نہیں روکا, اب تو پھر بات تمہارے اپنے ہاتھ میں ہے. اور کتنا گرو گے تم؟"

"گرا ہوا تو تمہارا باپ تھا, جس نے تمہیں "...باجوہ کچھ بولتا اس سے پہلے ہی مہرال نے غصے سے بے قابو ہوتے ہوئے اس کا گریبان پکڑا.

"تمہاری ہمت کیسے ہوئی میرے پاپا کو کچھ کہنے کی؟ "اس کے کوٹ کے کالر سے جھنجھوڑتے ہوئے مہرال آواز پھاڑتے ہوئے چلائی مگر باجوہ وہیں مکروہ ہنسی سے سر پیچھے کو پھینک کر زوردار قہقہے لگانے لگا. مہرال کا پارہ اور چڑھا تو اس نے زوردار جھٹکے سے باجوہ کا کالر چھوڑا. اس کے ہاتھ تیزی سے کانپنے لگے.

"تم بہت ظالم ہو, اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو پسند نہیں کرتے باجوہ. تمہیں ڈر نہیں آتا؟ "کانپتی آواز میں وہ اپنا دل تھامے پیچھے ہٹنے لگی. مگر باجوہ اپنی ساری ہنسی سمیٹتا برق رفتاری سے

آگے بڑھا اور مہرال کی کلائی سے پکڑ کر اسے گھسیٹنے کے انداز میں دروازے سے باہر پٹخا جہاں وہ زور سے زمین بوس ہوئی.

"یہ درس باہر جا کر دو ".لب بھینچتا وہ پلٹ گیا مگر دروازہ ابھی بھی کھلا ہوا تھا .چند ہی پلوں میں باجوہ واپس پلٹ کر آیا ,مہرال ابھی بھی وہیں کھڑی تھی .وہ اسی سوٹ میں ملبوس وہاں سے نکلا مگر اس بار پرفیوم کی خوشبو پہلے سے تیز تھی .دروازے کو لاک کرتا ہوا وہ اس کی طرف بڑھا.

"اگلی بار جو بھی ماسٹر کی لگا کے دیکھ لینا ,دروازہ نہیں کھلے گا ".یہ کہتا وہ وہاں سے چلا گیا .

مہرال کا دل چاہا تھا وہ اس کو قتل کر ڈالے .مگر ابھی یہ ممکن نہیں تھا.

"کام ہوا؟ "ان دونوں نے پلٹ کر فوراً سے مہرال کو دیکھا.

"سانس لے لوں؟ "وہ ان دونوں کے اتاولے پن پر حیرت زدہ رہ گئی تھی ,جیسے وہ اپنا نہیں ,ان دونوں کا کام کرنے گئی ہو .ائیر پیس سے بیزار اس نے اسکارف سے ہاتھ ڈال کر اسے نکال دیا.

"ڈاکومینٹس نہیں ملے ".لمبی سانس کھینچتی وہ افسردہ ہو کر بیٹھ گئی.

"وہ جے بی کو اس کی کار سے مل گئے ہیں ". میر نے جلدی جلدی بتانا چاہا .

"آبوئیس تھا , تمہارے ڈاکومینٹس صرف تمہارے لئے ضروری تھے , وہ بھلا کیوں اسے ساتھ لیے لیے پھرتا؟ اس لئے اس نے انہیں ایسے ہی اپنی گاڑی میں پڑا رہنے دیا تھا . اس کی جگہ میں دوسرے ڈاکومینٹس ڈال آیا ہوں ". جے بی بولا تو مہرال کو گویا کسی نے نئی زندگی کی نوید دے دی تھی . مگر جو ایک چیز میر کے دماغ میں کھٹکی تھی وہ مہرال کے ہاتھ میں پہنی ہوئی انگوٹھی تھی . مہرال اتنی مہنگی انگوٹھی افورڈ نہیں کر سکتی تھی . پھر؟

"جے بی , تم تو زینب کو ہر طرح سے غلط ثابت کر رہے ہو ". مہرال کے چہرے پر خوشگوار حیرت ابھر آئی . مگر جے بی نے نظریں موڑ لیں.

"کیا تم نے اپنا کام کیا؟ "اب میر سے مزید صبر نہیں ہو رہا تھا.

"ہاں , میں نے کیمرہ لگا تو دیا ہے , لیکن پتا نہیں اسکا اینگل کیا آتا ہے . ایک ہی کیمرہ لگا تھا کے باجوہ آگیا . وہ اسکی بک شیلف میں لگایا ہے جہاں کافی دھول تھی . یعنی وہ اس کونے کو بہت کم استعمال کرتا ہے ". مہرال نے اپنا پہلا کارنامہ سنایا.

"اور کیا اس نے وہ چابی دیکھی؟ "یہ کارنامہ چونکہ جے بی کا تھا اسلئے سوال اسکی طرف سے آیا تھا.

"بالکل, بلکہ اس نے وہ رکھ بھی لی ہے. اب اسے یہ شک نہیں ہو گا کے کسی نے چابی چرا کر نقل تیار کروائی تھی. مگر شرط یہ ہے کے وہ چابی لگا کر نہ دیکھے ". مہرال نے اپنی انگلیاں کراس کر کے خواہش کی تو اب کی بار جبرئیل کی نظر بھی انگوٹھی پر پڑ چکی تھی.

"اور پین کیمرہ؟ کیا تم نے وہ لگا دیا ہے؟ "میر نے آخری پلان کی کامیابی کی امید کی.

"میں نے اسے گریبان سے پکڑا تھا. تبھی میں نے اسکا پین نکال کر تمہارا والا ڈال دیا تھا. یہ دیکھو, یہ بالکل ویسا ہی ہے. میں نے بٹن آن کر دیا تھا. میں یہ دیکھنے کیلیئے بھی رکی تھی کے کہیں وہ سوٹ نہ بدل لے, مگر اس نے وہی سوٹ پہن رکھا تھا. کیا بیٹری ٹائم ہے اس کا؟ " مہرال نے جے بی کی طرف دیکھ کر پوچھا.

"ایک گھنٹہ تیس منٹ "جے بی اس کارنامے پر بہت خوش تھا.

"یعنی ویئر ہاؤس جہاں بھی ہوا, یہ کم از کم بیس منٹ کی ریکارڈنگ تو کیچ کر ہی لے گا ". وہ خود سے گویا ہوتی باقی دو کو بھی سنا رہی تھی.

"مبارک ہو پارٹنرز, ہم نے پہلا مرحلہ پار کر لیا ہے. ویل ڈن مہرال, تمہاری پرفارمنس تو سراہے جانے کے قابل تھی ". میر اب اپنی گاڑی اسٹارٹ کرتے ہوئے کہنے لگا.

"پلان تو تمہارا تھا میر ,اور جے بی ہمارا ساتھ دینے کا بہت شکریہ .میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی کے مجھ سے ہر وقت لڑتے رہنے والا شخص میرا یوں بھی ساتھ دے گا ".مہرال ایسے دوست پا کر بہت خوش تھی ,جو اسکا اس وقت میں ساتھ دے رہے تھے .مگر کپکپاہٹ ابھی بھی اس کے ہاتھوں میں دیکھی جا سکتی تھی.

"مجھے خوشی ہے ".جے بی بھی مسکرا دیا .

"لگتا ہے نظامی آج کل مہرال پر خاصا مہربان ہے .اگر میں غلط نہیں ہوں تو یہ سیفائیر ہے نا مہرال؟ "میر نے بیک ویو مرر سے مہرال کی طرف دیکھا .جبرئیل نے بھی فوراً نظر ڈالی . مہرال اچانک پوچھے جانے پر تھوڑا گڑبڑا گئی مگر آخر اسے کبھی نہ کبھی اس بارے میں بتانا ہی تھا.

"آ...ہاں ,میرا مطلب نہیں یہ نظامی نے نہیں دی ".مہرال انگوٹھی والا ہاتھ اپنے سامنے کر کے ان دونوں سے نظریں چرانے لگی" .حدید نے رات میں مجھ سے ڈنر میں اپنے بارے میں پوچھا تھا".

"حدید؟ "جبرئیل کیلئے یہ نام نیا تھا. مگر میر نے ایک جھٹکے سے گاڑی روک دی. مہرال جھٹکے سے آگے کو گری تو فوراً سے خود کو سنبھالتی ہوئی پیچھے ہو گئی. میر فوراً سے پیچھے کو مڑا. جبکہ جبرئیل جانتا تھا کے وہ ہاں کہہ چکی ہے, اسلئے وہ میر کے تاثرات دیکھنے لگا.

"تو تم نے کیا کہا؟ "میر کے جزباتی پن کو اس وقت کوئی اور دیکھتا تو سمجھ جاتا مگر مقابل مہرال تھی.

"کیا میرے پاس کوئی بیٹر آپشن تھا؟ "مہرال نے بظاہر عام سے انداز میں پوچھا, مگر یہ چند الفاظ میر کے دل پر ڈھیروں بجلیاں گرا گئے تھے.

"آپشن؟ "کیا کبھی کسی کو قتل ہوتے دیکھا ہے؟ بس میر کی محبت میں تیز دھار خنجر گھونپا گیا تھا.

عشاء پڑھ کر فرح بیگم دعا کیلئے ہاتھ اٹھائے دعا کر رہی تھیں جب انکا دروازہ ناک کر کے جبرئیل تھکے قدموں سے کمرے میں داخل ہوا. انہیں نماز پڑھتا دیکھ وہ بیڈ کے کنارے پر بیٹھ کر فرح بیگم کو دعا کرتے منہمک سا دیکھنے لگا. وہ شاید رو رہی تھیں. بس یہاں پر روتی ہوئیں وہ جبرئیل کو کبھی بری نہیں لگی تھیں.

نامحسوس انداز میں آنکھیں صاف کرتیں انہوں نے اٹھتے ہوئے جبرئیل کو دیکھا تو ان کے چہرے پر مسکراہٹ آگئی.

"جبرئیل, میں نے تو سرسری سی بات کی تھی ڈنر ٹیبل پر, پھر تمہیں کیسا پتا چلا کے تمہاری ماما نے تمہیں بلوایا ہے؟ "اپنے چہرے کے گرد حجاب کو ڈھیلا کرتے ہوئے وہ جبرئیل کی طرف چہرہ کیے اسکے سامنے بیٹھ گئیں.

"ماما بھلا کب میں آپ کے اشارے نہیں سمجھا؟ "جبرئیل انکا ہاتھ تھامتا ہوا انکی گود میں سر رکھے بڑی محبت سے انکی طرف دیکھنے لگا. فرح کا دل ایک بار پھر رکا, کہیں وہ اپنے بیٹے پر جبر نہ کر ڈالیں.

"ماما؟ "جب فرح بیگم کافی دیر خاموش رہیں تو جبرئیل نے انہیں پکارا. شاید وہ کچھ کہنا چاہتی تھیں, لیکن تمہید باندھے بنا الفاظ ڈھونڈ رہی تھیں. اس کے پکارنے پر فرح بیگم چونکیں.

"جبرئیل, تمہیں حجاب کیسی لگتی ہے؟ "الفاظ سماعت سے ٹکرائے تھے یا دل پر بجلی گری تھی, یہ فیصلہ کرنا جبرئیل کیلئے مشکل ہو گیا. وہ بچہ تو نہیں تھا کے اس بات کا مطلب نہ سمجھ پاتا اور پھر یہ دن تو آخر اسے دیکھنا ہی تھا. ویسے بھی فرح بیگم کے

تاثرات دیکھ کر وہ اپنی ماں کی خوشی نہیں چھیننا چاہتا تھا. اسی خوشی کیلئے تو وہ اپنی محبت قبول نہیں کر پا رہا تھا. پھر اتنی انمول مسکراہٹ کو وہ اپنی ماں کے لبوں سے کیسے الگ کر سکتا تھا؟

"جبرئیل آپکی آنکھوں سے ہی دنیا کو دیکھتا ہے ماما". جبرئیل کے گلے میں گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی تھی مگر فرح بیگم اس وقت اس کے چہرے کے تاثرات دیکھنے میں مشغول تھیں. جبرئیل نے آنکھیں موند کر فرح بیگم کا ہاتھ اپنے سر پر رکھ دیا جسے اب فرح بیگم اس کے سر میں ہلکے ہلکے سے چلانے لگیں.

"اگر میں اسے تمہارے لیے چن لوں تو کیا تم اس کیساتھ خوش رہو گے؟" فرح بیگم کا دل دھڑکا, کہیں وہ اپنے بیٹے کیساتھ ناانصافی نہ کر بیٹھیں.

"آپ نے ہمیشہ میرے لیے بہترین چاہا ہے ماما, جبرئیل ناخوش ہو ہی نہیں سکتا". فرح بیگم کیلئے اس نے اپنے چہرے پر ایک مسکراہٹ بھی سجائی جسے دیکھ کر فرح بیگم مطمئین بھی ہو گئیں.

"کیا تم حجاب کو بھی خوش رکھو گے؟" انھوں نے اس بات کو یقینی بنانا چاہا کے کہیں وہ خود غرض نہ بن جائیں.

"جبرئیل اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والوں میں سے ہے ماما. اسے علم ہے کے اگر اس نے کسی کیساتھ غلط معاملہ کیا تو اسے بھی سخت سزا سے گزرنا پڑے گا ".جبرئیل نے فرح بیگم کا بالوں میں چلتا ہاتھ پکڑ کر اپنے لبوں سے بوسہ دیا اور اٹھ کے بیٹھا,اب اس کا رخ بھی فرح بیگم کی جانب تھا.

"تو کیا پھر کل میں فرحین آپا سے حجاب کیلئے بات کر دوں؟ "انکی آنکھوں میں ایک انوکھی چمک تھی .جبرئیل مسکرا اٹھا,ابھی اثبات میں سر ہلایا ہی تھا جب زینب دھڑلے سے کمرے میں داخل ہوئی.

"جے بی,میر بھائی بیگ لے کر کہاں گئے ہیں؟ میں نے انہیں آوازیں دیں مگر وہ نہیں رکے ".زینب پریشان حال سی کمرے میں داخل ہوئی تو فرح بیگم بھی چونک گئیں.

"ریلیکس زینی,آ جائے گا میر ".جے بی اٹھ کر زینی کی طرف بڑھا اور اسے سر پر تھپکی دیتے ہوئے کمرے سے جانے لگا کے فرح بیگم نے اسے وہیں پر روک دیا.

"جبرئیل !میر کہاں ہے,وہ ڈنر پر بھی نہیں آیا تھا اور اتنی اچانک,یوں تو وہ کبھی بھی کہیں نہیں گیا.گھر میں پہنچ کر سلام کرنا بھی مناسب نہیں سمجھا؟ سچ سچ بتاؤ وہ کہاں

گیا ہے؟ "فرح بیگم کی کچھ دیر پہلے والی خوشی چہرے سے ندارد تھی اور اسکی جگہ اب پریشانی نے لے لی تھی.

"ماما اس چوہیا کی باتیں مت سنیں آپ. میر کو کسی کام سے فوری طور پر نکلنا تھا,اس لئے وہ چلا گیا ہے. جلد ہی آ جائے گا. پھر وہ خود آپکو بتا دے گا. آپ پریشان مت ہوں. بچہ تھوڑی ہے وہ؟ "جبرئیل نے انہیں واپس بیڈ پر بٹھایا اور خود پنجوں کے بل بیٹھ کر انہیں سمجھانے لگا.

"میں کیسے مان لوں جے بی؟ ایسے تو میر کبھی بھی نہیں کرتا ". فرح بیگم کی پریشانی ہنوز برقرار تھی .

"ماما میر کبھی کچھ غلط نہیں کرے گا. بھروسہ رکھیں. جو غلط نہیں کرتے انکا توکل بھی معجزے دکھاتا ہے. پھر آپ اتنی چھوٹی سی بات پر خود کو پریشان کیوں کر رہی ہیں؟ " فرح بیگم کو پرسکون کرنے کی جبرئیل نے آخری سی کوشش کی تھی اور جبرئیل کامیاب بھی ہو گیا. سر ہلا کر فرح بیگم خاموش ہو گئیں. جبرئیل کمرے سے نکل آیا تو زینب بھی اسکے پیچھے کمرے سے آ گئی.

"تم میرے پیچھے کیوں آ رہی ہو؟ "سیڑھیاں چڑھتے ہوئے جبرئیل نے رک کر پیچھے دیکھا تو زینی بھی اسی کے پیچھے آ رہی تھی.

"یہ پوچھنے کے ماما سے جھوٹ کیوں کہہ آئے ہو؟ "زینی پہلے ہی زینے پر رک گئی اور گردن اوپر اٹھا کر جبرئیل کی طرف دیکھنے لگی.

"میں نے جھوٹ نہیں کہا, میر کچھ بھی غلط نہیں کرے گا. اب جاؤ اور میرے پیچھے مت آنا ". کہتا ہوا وہ پلٹ گیا.

"تم نے حجاب کے بارے میں جھوٹ کیوں کہا کے تم اسے خوش رکھو گے؟ "زینے چڑھتے ہوئے جبرئیل کے قدم وہیں تھمے. اس کے جبڑے بھنچے اور رگیں تن گئیں, مگر وہ پلٹا نہیں.

"میں نے جھوٹ نہیں کہا ". ایک ایک لفظ چبا کر ادا کر کے جبرئیل رکا نہیں. زینب وہیں اس کے لہجے پر حقا بقا رہ گئی. یہ کیا ہوتا جا رہا تھا اس کے بھائیوں کو؟ وہ ایسے تو نہیں تھے. دونوں فطرتاً مختلف تھے. پھر ایسا بھی کیا ہوا کے وہ بدل ہی گئے؟ زینب غائب دماغی سے زینے پر بیٹھتی چلی گئی. اب اسے کتنی ہی دیر وہاں بیٹھے رہنا تھا. ٹھنڈے فرش پر ننگے پاؤں سے ٹھنڈک اپنے اندر اتارنے کیلئے.

فروری کی اس صبح کی خوبصورت کھلی کھلی دھوپ میں پیسٹل بلیو کرتے پر نیوی بلیو اسکارف پھیلا کر اوڑھے اس نے کراس باڈی بیگ اپنے کندھے پر ڈال رکھا تھا .مائدہ کو الوداع کر کے وہ لیب سے نکلی ہی تھی جب اس کا فون بج اٹھا .جتنے جوش سے وہ فون کی اسکرین اپنے سامنے لائی تھی وہ سارا جھاگ بن کر بیٹھ گیا .وہ میر کی کال نہیں تھی .وہ حمدان کی کال تھی .نہایت بے دلی سے مہرال نے فون اٹھایا .

"کیوں فون کر رہے ہو؟ "لہجہ سخت بناتے ہوئے اس نے حمدان سے فون کرنے کا مقصد پوچھا .ابھی وہ پہلا واقعہ بھولی نہیں تھی.

"مجھے تمہاری ہیلپ چاہیئے مہرال ,پلیز کیا تم میری ہیلپ کر دو گی؟ "حمدان کی آواز سے اس وقت مہرال کو وہ بالکل بھیگی بلی محسوس ہوا تھا.

"سوری میں "...دوٹوک انداز میں مہرال انکار کرنے ہی لگی تھی ,مگر مقابل شاید مصیبت میں تھا.

"پلیز مہرال, انکار مت کرنا. مجھے واقعی تمہاری ہیلپ چاہیئے. تم منع نہیں کرو گی نا؟ بس ایک بار میری بات سن لو". وہ التجائی ہوا. مہرال کا دل تھوڑا نرم پڑا. ہو سکتا ہے کے اسے واقعی ہی ضرورت ہو.

"جلدی بولو. وقت نہیں ہے میرے پاس". مہرال نے لہجہ سخت بنانے کی ناکام کوشش کی.

"میں پارکنگ میں تمہارا انتظار کر رہا ہوں". کہتے ہوئے حمدان نے فون بند کر دیا.

"کیا بکواس ہے یہ؟ "مہرال فون کو دیکھ کر ہی رہ گئی. بھلا یہ کونسا طریقہ ہے مدد مانگنے کا؟ سر جھٹکتے ہوئے اس نے لیپ ٹاپ تھامے پارکنگ کا رخ کیا. پارکنگ میں پہنچتے ہی اس نے اپنی نظریں اِدھر اُدھر دوڑائیں. مگر اسے چند دوسرے اسٹوڈینٹس کے علاوہ کوئی بھی نظر نہیں آیا تھا. وہ الجھ گئی. حمدان نے یہ بھی تو نہیں بتایا تھا کے اتنے بڑے پارکنگ ایریا میں وہ کہاں پر ہے؟ مہرال نے فون ملا کر کان سے لگایا جب اس کے پیچھے سے فون اچک لیا گیا تھا. وہ تیزی سے مڑی اور سامنے کا منظر دیکھتے ہی وہ شاکڈ رہ گئی, گویا اس کے جسم سے روح کھینچ لی گئی ہو.

اس کے عین سامنے ترچھی مسکراہٹ لئے علی بیگ کھڑا تھا!

"ت ... تم؟" حلق سے محض یہی لفظ نکالنے کے وہ قابل ہو سکی تھی, ورنہ اس کو اپنے سامنے اتنی بڑی پارکنگ میں دور کھڑے اکا دکا لوگوں کے علاوہ تنہا پاتے ہی اس کا رنگ فق ہو گیا تھا.

"کیوں؟ مجھے دیکھ کر تمہیں خوشی نہیں ہوئی؟ "اب وہ مہرال کا فون اپنے دائیں ہاتھ سے بار بار اچھالنے لگا. مہرال بے یقین رہ گئی. ایک بار پھر سے علی بیگ نے حمدان کا سہارا لے کر مہرال کو بیوقوف بنا لیا تھا.

"میرا فون واپس کرو بیگ ".وہ ڈر گئی تھی مگر ظاہر نہیں کروانا چاہتی تھی.

"مگر پہلے تمہیں میرا ایک کام کرنا ہے خوبصورت لڑکی ". کمینی ہنسی ہنستے ہوئے بیگ نے پاس کھڑی گاڑی پر کہنی جما لی اور مہرال کے جواب کا منتظر ہوا.

"بھول جاؤ اور میرا فون واپس کرو بیگ ".اب کی بار وہ ذرا سا چلائی بھی تھی, جس پر بیگ کو غصہ آیا.

"بکواس بند کرو اپنی اور اپنے محافظ سے کہہ دینا کے میری بہن کو پھول بھجوانا بند کرے ".بیگ سیدھا ہو کر کھڑا ہوا تو اس کی آنکھوں میں غصہ دیکھ کر مہرال ایک قدم پیچھے ہٹی. اسے اکیلے نہیں آنا چاہیئے تھا.

"مجھے نہیں پتا کے تم کیا کہہ رہے ہو .میرا فون واپس کرو مجھے دیر ہو رہی ہے ".

نظریں جھکائے وہ قدم قدم پیچھے ہٹا رہی تھی.

"ایک دفعہ میں اثر نہیں "...ابھی وہ کہہ ہی رہا تھا جب کسی نے زوردار لات اس کے پیچھے سے رسید کی اور کراہتا ہوا وہ منہ کے بل زمین پر جا گرا.مہرال حیرت زدہ سی دونوں ہاتھ اپنے چہرے پر رکھ کر آنے والے کو دیکھنے لگی.

"ایک دفعہ میں تمہیں اثر نہیں ہوتا کے مہرال کے آس پاس بھی نہیں بھٹکنا؟ "

جبرئیل نے اس کے کالر سے پکڑ کر اسے اٹھایا.علی بیگ نے مزاحمت کرنے کی کوشش کی مگر جبرئیل کی گرفت مضبوط تھی" .اگر تم نے دوبارہ یہ غلطی کی تو یقین کرو,میرے پاس اتنا مواد ہے کے تمہیں یونیورسٹی سے نکلوانے میں مجھے وقت نہیں لگے گا".

"کالر چھوڑو میرا ". علی بیگ کا سارا جوش جھاگ بن کر بیٹھ چکا تھا.یونیورسٹی ہی اس کی کمزوری تھی جو جبرئیل جان چکا تھا اور اسی کے ذریعے ہی جبرئیل بیگ کو گرانا چاہتا تھا.

"آج چھوڑا ہے ,دوبارہ تمہیں بولنے کا موقع بھی نہیں دوں گا ".ایک جھٹکے سے جبرئیل نے اس کے ہاتھ سے موبائل چھینا اور بیگ کا کالر چھوڑا جسے جھٹکتا ہوا بیگ دو قدم پیچھے ہوا.

"اور ہاں ,جس دن تم مہرال کا پیچھا چھوڑ دو گے ,تمہاری بہن کو پھول ملنا بھی بند ہو جائیں گے .ورنہ میر کے خیالات تو مزید نیک ہو جائیں گے ".ایک مسکراہٹ اچھالتا جبرئیل مہرال کی طرف بڑھا اور اسے موبائیل تھما کر اشارہ کرتا مہرال کی گاڑی کی طرف بڑھ گیا.کندھے سے اپنا بیگ اتار کر جبرئیل نے بیک سیٹ پر رکھا اور خود پیسنجر سیٹ پر بیٹھتا منہ پھلا لیا.

"تم بیگ کی بہن کو پھول بھجواتے ہو؟ "مہرال گاڑی میں بیٹھتے ہی اسے بے یقینی سے دیکھنے لگی .جو بھی تھا .جے بی ایسا انسان تو نہیں تھا .اسلئے اسکی موجودگی کا شکریہ ادا کرنے کی بجائے وہ اسی پر برس پڑی.

"میں نہیں ,میر بھجواتا ہے ".جبرئیل نے اس کی طرف دیکھے بنا سنجیدہ لہجے میں جواب دیا .شاید اسکا موڈ کافی خراب تھا.

"ناممکن "!مہرال کھا جانے والے انداز میں اسکی بات کی تردید کرتی گاڑی ڈرائیو کرنے لگی .

"بالکل "!میر نے اسے مان لینے پر زور نہ دیا تو مہرال بے بس ہو گئی.

"کیوں بھجواتا ہے میر اسکے لئے پھول؟ "جبرئیل اس کے لہجے میں روہانسی پن محسوس کر سکتا تھا .ایک گلٹی اس کے حلق سے ابھر کر معدوم ہوئی مگر وہ صبر کا مظاہرہ کر کے رہ گیا .پھر خیال آنے پر جبرئیل نے اسکے ہاتھ پر نظر ڈالی جو آج اس سیفائیر سے خالی تھا جس نے میر کو توڑ ڈالا تھا .جبرئیل زخمی سا مسکرایا.

"کیونکہ میر نے مسلسل بیگ کو تمہارا پیچھا کرتے پایا ہے ".جبرئیل رخ پھیر کر بتانے لگا.

"وہاٹ؟ میر بچہ تو نہیں ہے جو اس بات کا بدلہ اس کی بہن کو پھول بھجوا کر لے گا ".

مہرال حیرت زدہ رہ گئی.

"اسکی بہن کو نہیں بھجواتا .اسکی بہن کے نام حمدان کو بھجواتا ہے .اور کیونکہ حمدان یہ نہیں بتا سکتا کے سرخ گلاب اس کی بہن کے نام سے اسکے اپارٹمنٹ میں ملتے ہیں . اسلئے علی بیگ کو یہ معلوم ہے کے میر اس کی بہن کو پھول بھجواتا ہے . علی کے لئے

دو ہی چیزیں معنی رکھتی ہیں .اس کی اعلیٰ تعلیم اور اسکی بہن .یہی واحد طریقہ تھا کے بیگ کو اپنی ناپاک حرکتوں سے باز رکھا جائے ".جبرئیل نے سنجیدگی سے مہرال کو ساری بات بتا ڈالی .ابھی بھی اگر بیگ کچھ نہ کہتا تو مہرال کو یہ بات معلوم نہ ہوتی .

مہرال کا دل اس میر نامی شخص کیلئے ڈوبنے لگا.

"میر میرا فون کیوں نہیں اٹھا رہا جے بی؟ "میر کا ذکر ہوتے ہی اسے وہ دکھ ستانے لگا جو اسے کل سے لگا ہوا تھا .میر کل کے بعد سے اسکا فون نہیں اٹھا رہا تھا .وہ صبح ڈونٹس لے کر بھی نہیں آیا تھا .مہرال کتنی ہی دیر پارک میں اسکا انتظار کرتی رہی تھی .مگر میر نہیں آیا تھا .اس نے اسے فون بھی کیا ,واٹس ایپ پر میسج بھی بھیجے ,لیکن اس نے نہیں دیکھے .وہ آن لائن بھی نہیں ہوا تھا اور یہ سب مہرال کو ڈرا دینے کیلئے کافی تھا.

"کیا تم نے اسے فون کیا؟ "جبرئیل کو حیرت ہوئی ,بھلا میر اسکا فون کیوں نہیں اٹھا رہا تھا؟

"ایک بار نہیں ,دس بار بھی نہیں ,پچاس بار بھی نہیں جبرئیل ,میں نے اسے سو کالز ملائیں ہیں ". آنسو اس کی پلکوں سے ٹوٹ کر گرنے کو بے قرار تھے ,مگر وہ ان کی حدیں باندھتی انہیں روکے ہوئے تھی .سامنے کا منظر دھندلا گیا .

"وہ یہاں نہیں ہے مہرال .کسی وجہ سے وہ کہیں جا چکا ہے .وہ آئے گا تو تم سے بات کر لے گا ,تم پریشان مت ہو ".جبرئیل کو اسکی پریشانی کاٹنے لگی مگر جبرئیل کی بات سنتے ہی مہرال نے حیرت زدہ سی گاڑی روکی .

"کیا؟ میر کہاں گیا ہے؟ اور ایسی کیا وجہ ہے کے وہ میرے ساتھ بات ہی نہیں کر رہا؟ "مہرال کو صدمہ ہوا .ابھی تو اسے اچھے دوست ملے تھے .ان میں سے بھی ایک الگ ہو گیا .وہ جو اسے کسی پل بھی اکیلا نہیں چھوڑتا تھا ,مہرال اس سے بات کرنے سے بھی گئی تھی.

"اسکا کوئی بہت ضروری کام تھا مہرال اور ڈونٹ آورز کی طرف گاڑی لے جاؤ ,زینی وہیں ہمارا انتظار کر رہی ہے .میں آتے ہوئے اسے وہیں ڈراپ کر کے آیا تھا ".جبرئیل ماحول میں تناؤ کو نارمل کرنا چاہتا تھا .اسے یقین تھا اگر مہرال نے مزید تفصیلات

پوچھیں تو وہ جھوٹ نہیں بول پائے گا.مہرال نے خاموشی سے گاڑی اسٹارٹ کی اور غائب دماغی سے گاڑی چلانے لگی.

"تمھیں زینی سے دوستی کیے کتنا عرصہ ہوا ہے مہرال؟"جبرئیل جو کب سے اسے کچھ سمجھانا چاہتا تھا,بالآخر بول پڑا.

"کیا مطلب؟ میرا مطلب دو ماہ ہو گئے ہیں".حواس میں آتے ہی مہرال نے کچھ سوچ کر جواب دیا.

"کیا کبھی تم نے زینی کے نامحرم دوست دیکھے ہیں؟ یا اسے نامحرم لوگوں کیساتھ بےباک ہوتے دیکھا ہے؟"جے بی نے مہرال کے اس پہلو پر چوٹ کی تھی جس سے وہ یکسر بے خبر تھی.بھلا یہ بات مہرال کو کب کسی نے سمجھائی تھی؟

"بالکل نہیں.لیکن میں نے کبھی کوئی لڑکی بھی اسکی دوست نہیں دیکھی".مہرال نے ناسمجھی سے جبرئیل کو بتایا.

"کیا تم اسکی دوست نہیں ہو؟"جبرئیل نے اسکی یاداشت پر زور دلوانا چاہا تو وہ اپنی بیوقوفی پر مسکرا دی.

"اچھا اس سب کا بھلا کیا مطلب ہے؟ "مہرال کو ابھی بھی سمجھ میں نہیں آیا تھا کے جبرئیل کیا کہنا چاہتا ہے.

"میں تمہیں میر اور زینی کی طرح بہت کچھ تو نہیں سمجھا سکتا مگر میں تمہیں اتنا بتا سکتا ہوں مہرال کہ "...جبرئیل دو پل کو رکا, پھر بہتر الفاظ کا چناؤ کرتے ہوئے وہ بتانے لگا.

"عورت کو باوقار ہونا چاہیئے .ایسا کے کوئی اس سے بات کرنے سے پہلے بھی دس دفعہ سوچے ,اور اسے ایسا ہونا چاہیئے کے جب وہ چلے تو غیر محرم اس سے دس قدم دور رہ کر چلے ".جبرئیل کے دماغ میں فرح بیگم کی شبیہہ جھلکی تو وہ مسکرایا.

"تو پھر تو کبھی کوئی مدد کیلیئے بھی نہیں کہے گا ".مہرال کو لگا کے جبرئیل نے ابھی کچھ دیر پہلے والے واقعہ کی وجہ سے اس بات کا آغاز کیا ہے .اس لئے اپنے تیئں وہ مشکل میں پڑ گئی تھی.

"جس کو واقعی مدد چاہیئے ہوتی ہے ,وہ دس قدم دور رہ کر بھی مدد مانگ لیتے ہیں ".

گاڑی ڈونٹ آورز کے سامنے رکی تو جبرئیل اس کو جتاتا ہوا گاڑی سے اتر گیا.مہرال وہیں سوچ میں پڑ گئی .وہ ٹھیک کہہ رہا تھا.اگر وہ اپنا لہجہ دوسرے لوگوں کیلیئے نرم نہ رکھے اور دو ٹوک انداز میں بات کرے تو تب بھی وہ مدد کر سکتی ہے .مدد کرنے کیلیئے

لازمی نہیں ہے کے سامنے والے کیساتھ بے باک ہوا جائے اور کوئی بھی جب چاہے آپ تک رسائی حاصل کر لے .چند پل لگے اسے خود کو یہ باور کروانے میں .پھر ہوش کی دنیا میں آتے ہی وہ بھی گاڑی سے اتر گئی .بیکری میں قدم رکھا تو زینی کاؤنٹر کے پاس کھڑی ہو کر جبرئیل کو شاید کسی قسم کی تفصیلات بتا رہی تھی .مگر وہ دیکھ سکتی تھی کے اس وقت زید اس سے کتنی ہی دور تھا .وہ اب زینی کا بغور مشاہدہ کرنے لگی.

"مہرال "!زینی کی نظر مہرال پر پڑی تو وہ پرجوش سی مہرال کی طرف لپکی.

"میر کی جگہ تم نے سنبھال لی ہے؟ "مہرال نے یہ بات خوشگوار لہجے میں نہیں کہی تھی .بلکہ وہ صدمے میں تھی .زینی نے محسوس کیا تھا.

"نہیں بھئی .یہ تو معمول کی بات ہے .میں اکثر یہاں آیا کرتی ہوں ".زینی اسکا ہاتھ پکڑتی فرمینٹیشن روم کی طرف بڑھ گئی .جبرئیل زید کی طرف متوجہ ہو گیا تھا.

"جے بی نے تم سے کیا ضروری بات ڈسکس کرنی ہے؟ "زینب وہاں اسٹیل کے کاؤنٹر پر لیپ ٹاپ رکھ کر اس کے سامنے پڑی کرسیوں میں سے ایک کرسی پر بیٹھی تو مہرال بھی اس کے ساتھ ہی کرسی پر بیٹھ گئی .

"اس نے ایسا کہا ہے کیا؟ "مہرال حیران تھی ,جے بی کو اس سے کیا بات کرنی تھی؟

"میں نے بالکل ایسا ہی کہا ہے". جبرئیل ان دونوں کے پیچھے آکر کھڑا ہو گیا. زینب اپنی کرسی سے اٹھی تو وہ اسی کرسی کو تھوڑا کھینچ کر بیٹھ گیا. زینب بھی اسی کے پیچھے کھڑی ہو گئی.

"کیا ہم کل کی ریکارڈنگ دیکھنے والے ہیں؟ "مہرال کے دماغ میں جو پہلی بات آئی تھی وہ اس ریکارڈنگ کی ہی تھی. جبرئیل نے محض سر ہلا دیا اور اپنا لیپ ٹاپ آن کرنے لگا. وہ اسے کہیں باہر بھی دیکھ سکتے تھے لیکن یہ حساس معلومات تھیں اور وہ خطرہ مول نہیں لے سکتے تھے". مگر میر کے بنا؟"

"تمہیں میرے پیچھے میر نظر نہیں آ رہا؟ "جبرئیل کا کہنا ہی تھا کے مہرال نے فوراً پیچھے مڑ کر دیکھا مگر وہاں میر نہیں تھا. بلکہ ...وہ زینب تھی جو مسکراتے ہوئے اسکی طرف دیکھ کر ہاتھ ہلانے لگی. مہرال کا دل مزید بجھ گیا. جبرئیل کو فرق نہیں پڑا ہو گا, مگر مہرال کو فرق پڑتا تھا. اس کے نہ ہونے سے, اسے فرق پڑ رہا تھا.

"یہ پکڑو". جبرئیل نے ایک ائیرپیس مہرال کے حوالے کر دیا. زینب نے دوسرا ائیرپیس لینے کو ہاتھ بڑھایا ہی تھا کے جے بی نے اسے اپنے کان میں لگا لیا. وہ حیرت زدہ رہ گئی" .نہیں زینی, بچوں کے سننے لائق اس میں کچھ بھی نہیں ہے".

"تم یہ سب کر کے بھی منحوس ہی رہو گے نکمے انسان ".جل بھن کر جب زینب کچھ نہ کر سکی تھی تو کڑھ کر رہ گئی .جبرئیل نے اسکی باتوں کا خود پر کوئی اثر نہیں لیا .

اسکرین پر ویڈیو چلتے ہی کالی اسکرین نمودار ہوئی مگر مہرال کی آواز اس میں واضح طور پر سنی جا سکتی تھی.

"نہیں ,وہاں سے شروع کرو جہاں باجوہ گاڑی سے اترے گا ".مہرال نے عقلمند بننے کی کوشش کی .مگر جے بی اسے افسوس بھری نظروں سے دیکھ کر رہ گیا.

"اس دوران کچھ خاص بھی ہو سکتا ہے ".واپس رخ موڑتے ہوئے جبرئیل لیپ ٹاپ دیکھنے لگا اور مہرال جل کر رہ گئی .اسکرین پر اب لفٹ کا دروازہ بند ہوتا ہوا نظر آرہا تھا .باجوہ گاڑی میں جا بیٹھا اور بیس منٹ کا سفر بھی کٹ چکا تھا ,اب باجوہ گاڑی سے اترنے لگا مگر یہاں تک کوئی بھی ایسی بات نہیں ہوئی تھی جو ان دونوں کیلیئے کارآمد ثابت ہو پاتی .مہرال نے غصے سے بھرپور نظر جبرئیل پر ڈالی مگر جبرئیل خاموشی سے لیپ ٹاپ اسکرین کی طرف ہی دیکھتا رہا ,اس بات کو جانتے ہوئے کے مہرال کی بات درست ثابت ہوئی تھی اور اب وہ اسے قاتلانہ نظروں سے دیکھ رہی تھی.

"وقت ضائع مت کرو مہرال ,یہ جے بی ڈھیٹ ہے .تم اسکرین کو غور سے دیکھو ".ہنسی دباتے ہوئے زینی نے مہرال کو اسکرین کی جانب متوجہ کروایا .باجوہ اب گاڑی سے اتر چکا تھا .مہرال کی دھڑکن تھوڑی تیز ہوئی اور جبرئیل بھی مزید منہمک انداز میں دیکھنے لگا .جہاں باجوہ آن رکا تھا اس جگہ کو وہ دونوں پہچاننے سے قاصر تھے .

"یہ کونسی جگہ ہے؟ "مہرال بالآخر بول پڑی ,جبکہ جبرئیل خاصہ بدمزہ ہوا.

"آف کورس یہ وئیر ہاؤس ہی ہوگا نا ".اسکرین سے نظریں ہٹائے بنا جبرئیل نے ایسے بتایا جیسے وہ ڈسٹرب ہوا ہو .میر ہوتا تو وہ اسکرین پر چلتی ریکارڈنگ روک کر کتنے ہی تحمل سے اسے ساری بات سمجھاتا .ایک بار پھر وہ روہانسی ہوگئ اور اسکرین کی طرف دیکھنے لگی .باجوہ اب کسی راہداری سے ہوتا ہوا ایک دروازے کے سامنے کھڑا ہو گیا .

لکڑی کے اس دروازے پر شیر کا سر منقش کیا گیا تھا اور دروازے کے سامنے ایک گارڈ دیکھا جا سکتا تھا جس کا صرف دھڑ ہی نظر آ رہا تھا .کیمرہ کچھ زیادہ ڈگمگایا اور باجوہ کے ہاتھ میں ایک موبائل نظر آیا جو اس نے اپنے سامنے والے گارڈ کو تھما دیا تھا .

گارڈ نے اب اس کیلئے دروازہ کھول دیا .باجوہ اندر بڑھا تو اس کے سامنے ایک بہت بڑا سا کمرہ تھا جس کے وسط میں صرف ایک میز اور بہت ساری کرسیاں دکھ رہی تھیں .

شاید باجوہ گھومتا پھرتا تو کمرے میں موجود دوسری اشیاء پر بھی نظر ڈالی جا سکتی .میز کی دونوں اطراف میں کرسیوں پر بیٹھے نفوس دیکھے جا سکتے تھے مگر انکے چہرے واضح نہ تھے .سربراہی کرسی پر بیشک چہرہ نہیں دیکھا جا سکتا تھا مگر مہرال اسے بخوبی پہچانتی تھی .وہ نظامی تھا!

"گھٹیا شخص ,بھیڑیا "!مہرال منہ میں بڑبڑائی تو زینی اسے دیکھ کر ہی رہ گئی .مگر جبرئیل بہت محظوظ ہوا .باجوہ اب قدم قدم آگے بڑھ رہا تھا مگر وہاں موجود ممبران کے چہروں کے رخ نظامی کی طرف مڑے ہوئے تھے .باجوہ ٹیبل کی دائیں جانب بڑھا تھا شاید وہاں ایک کرسی خالی تھی جو بالضرور نظامی نے اپنے چمچے کیلئے مختص کر رکھی ہو گی .

"دائیں طرف جگہ رکھنا اس بات کا عندیہ ہے کے باجوہ نظامی کا دایاں بازو ہے ".

جبرئیل نے واضح کیا تو مہرال اس کے غوروفکر پر حیران رہ گئی.

"چونکہ ہمارے تمام ممبران پورے ہو چکے ہیں اور ایک ممبر آج کسی وجہ سے شامل نہیں ہو سکے ,تو میں بہت تعظیم کیساتھ اپنے نئے ممبر کو آپ سب سے متعارف کروانا

چاہوں گا ".باجوہ جہاں بیٹھا تھا اس کے عین سامنے جس شخص پر مہرال کی نظر پڑی اسے دیکھتے ہی مہرال کی روح فنا ہونے کو تھی.

"یہ ...یہ تو وہی ہے ".مہرال نے اپنے دونوں ہاتھوں کو لبوں پر ایسے رکھ لیا جیسے وہ چیخ دبا رہی ہو .سامنے وہی دیو قامت شخص تھا جو اس دن اسے ریسٹورینٹ میں ملا تھا اور اسی نے سمیر کو مارا بھی تھا .یہ شخص اسمگلر تھا؟ کیا مہرال نے اس کے ساتھ پنگا لے لیا تھا؟

"کون ہے یہ مہرال؟ "جے بی نے ویڈیو روک کر پوچھا .شاید وہ ایک ممبر کو جان چکے تھے.

"اس شخص سے میر بھی ملا تھا .ریسٹورینٹ میں یہ شخص میر سے الجھا تھا ".دنیا اتنی چھوٹی تھی؟ مہرال کانپتے ہاتھ چہرے کے نیچے رکھے بس سوچ کر رہ گئی.

"کیا نام ہے اسکا؟ کچھ جانتی ہو اسکے بارے میں؟ "جبرئیل پین سے جلدی جلدی کورے کاغز پر کچھ لکھنے لگا.

"میں اس کے بارے میں کچھ بھی نہیں جانتی .یہ شخص بس ہمیں اتفاقاً ملا تھا".وہ اب خود کو نارمل کر چکی تھی .زینب اب تینوں کیلیئے چائے لے آئی تھی اور خود بھی اسٹول کھینچ کر بیٹھ گئی .

"کوئی بات نہیں ,ہم پتا کر ہی لیں گے ".جبرئیل نے قلم واپس رکھتے ہوئے دوبارہ سے ریکارڈنگ پلے کی .باجوہ اور اس کے سامنے دیو قامت شخص اب کھڑے ہو چکے تھے . شاید باقی ممبران بھی کھڑے ہو چکے تھے .

"آپ داؤد خان ہیں .ابھی تک دو سو دس مختلف برانڈز کا اسلحہ افغانستان سے پاکستان منگوانے میں سو فیصد کامیاب رہے ہیں .حدید گرمانی کی طرح اب یہ ہمارے تیسرے ممبر ہیں جو ملک سے باہر اسلحہ اسمگل کرنے میں ہماری مدد کریں گے ".مہرال کا دل تو کسی نے پاش پاش کر دیا تھا .یہ کیسا بم گرایا تھا نظامی نے مہرال پر؟ کیا وہ اسے جھوٹ سمجھے؟ حدید گرمانی جیسا شخص ایک اسمگلر ہو سکتا ہے؟ اسمگلر؟ لوگوں کا قاتل؟ ظالم؟

"کیا یہ وہی تمہارا بوائے فرینڈ نہیں ہے؟ "جبرئیل نے فوراً ویڈیو روک کر مہرال سے غلط الفاظ کیساتھ تصدیق چاہی .جسے سنتے ہی زینی کیساتھ ساتھ مہرال نے بھی بے یقینی

سے جبرئیل کو دیکھا تو وہ فوراً گڑبڑا گیا" .سوری ,میرا وہ مطلب نہیں تھا .کیا یہ نظامی کے دوست کا بیٹا ہی ہے حدید؟"

"مجھے یقین نہیں آ رہا ,وہ ایک اسمگلر کیسے ہو سکتا ہے؟ اتنا تعلیم یافتہ اور میچور ہونے کے باوجود وہ اتنا بڑا گناہ کیسے کر سکتا ہے؟ "آج تو مہرال کو صدمے پر صدمہ مل رہا تھا .وہ بےیقین سی نفی میں سر ہلانے لگی.

"یعنی ہم تین اسمگلرز کو جان گئے ہیں .ایک نظامی ,دوسرا حدید اور تیسرا یہ ...اممم "! جبرئیل اپنا قلم کنپٹی پر رکھ کر کچھ سوچنے لگا ,کچھ دیر بعد جب اسے کوئی نام نہ سوجھا تو اس نے خود سے ہی اسکا نام رکھ دیا اور کاغز پر لکھنے لگا" ,اور تیسرا یہ بِگ شو".

"تین نہیں چار .یہ نیا ممبر جو متعارف کروایا گیا ہے ,یہ نظامی کی ڈونیشن فاؤنڈیشن میں اسکا پارٹنر ہے .داؤد خان "!مہرال ابھی بھی صدمے سے باہر نہیں آسکی تھی .مگر اس صدمے کے نام وہ ان تینوں کی محنت نہیں کر سکتی تھی .جبرئیل نے لکھنا شروع کیا تو مہرال نے پھر سے لیپ ٹاپ پر ویڈیو چلا دی جبکہ زینی اب اپنے صفحات پر کچھ لکھنے میں منہمک تھی.

"داؤد خان ,یہ سہیل باجوہ ہیں "...باجوہ اب ایک ایک کر کے اپنے ممبران کے نام متعارف کروانے لگا .مگر اگلے ہی ممبر کا جب نام لیا گیا تو اسی لمحے جبرئیل کی بھی دنیا رک گئی تھی .شاید اس دنیا میں موجود سانس لینے کیلئے ہوا بھی ختم ہو گئی تھی .کیا واقعی ہی دنیا اتنی چھوٹی تھی؟

"یہ ہارون خان اور شہروز زمان خان ہیں .تورخم بارڈر سے افغانستان اسلحہ کی فراہمی کی دیکھ بھال کا ذمہ ان دونوں کا ہے .اس کے علاوہ شہروز زمان خان ٹرائی بارڈر پر بھی اسلحہ کی آمدورفت کو سنبھالتے ہیں ".نظامی اور بھی ممبرز کو متعارف کروانے لگا مگر جبرئیل کا دماغ صرف ایک ہی نام پر اٹک گیا تھا.

شہروز زمان خان!

"جے بی؟ "جبرئیل کو بالکل سن پا کر مہرال نے جبرئیل کو متوجہ کروایا جو ابھی بھی ساکت سا اسکرین کی طرف دیکھتا جا رہا تھا جہاں فی الحال صرف دیو قامت شخص کا چہرہ اور آدھا دھڑ نظر آ رہا تھا" .کیا ہوا ہے تمہیں جے بی؟"

"شہروز خان "...جے بی اسکرین کی طرف دیکھتے ہوئے صرف اتنا ہی کہہ پایا تھا .وہ اور بھی کچھ کہنا چاہتا تھا مگر الفاظ حلق میں اٹک کر رہ گئے تھے .ورق پر لکھتی زینب بھی متوجہ ہوئی.

"ہاں ٹھیک ہے ,کون ہے شہروز خان؟ "مہرال سمجھ کر سر ہلاتی جبرئیل سے پوچھنے لگی .مگر جبرئیل بنا پلک جھپکے اسکرین کی طرف دیکھتا جا رہا تھا.

"شہروز خان تو تایا جان ہیں ".زینب نے عام سے انداز میں مہرال کو بتایا تو وہ بھی حیران رہ گئی .جبکہ زینب الجھ گئی اور نا سمجھی سے جبرئیل کی طرف دیکھنے لگی" .جے بی کیا ہوا ہے تایا کو؟"

"کچھ نہیں زینب ,میرے خیال سے یہ کسی اور شہروز خان کی بات ہو رہی ہے .جے بی ابھی انکا چہرہ تو نہیں دیکھا نا تم نے .ہو سکتا ہے یہ کوئی اور شہروز خان ہے جو نظامی کا دوست ہو ".مہرال نے زینب کے سامنے دانستاً" دوست "کا لفظ استعمال کیا .وہ زینب کے سامنے اسکے تایا کو اسمگلر نہیں کہنا چاہتی تھی.

"لیکن شاید تایا ہی تمہارے ڈیڈ کے دوست ہیں .اس دن تایا کے بیٹے کی شادی میں تم اپنے ڈیڈ کیساتھ ہی آئی تھی نا؟ "زینب نے سادگی سے مہرال کو مشکل میں ڈال دیا تھا جو اب جبرئیل کی طرف دیکھنے لگی تھی .جبرئیل ششدر سا اب اسکرین کی طرف اشارہ کرنے لگا .

مہرال نے نظریں جبرئیل سے ہٹا کر اسکرین کی طرف کیں جہاں جبرئیل نے اپنی انگلی سے اشارہ کر رکھا تھا.

"یہ؟ "مہرال نے ناسمجھی سے جبرئیل کی طرف دیکھ کر استفسار کیا.

"یہی شہروز زمان خان ہے ".جبرئیل سپاٹ چہرہ لیے مہرال کو بتانے لگا .مہرال کو اسکا چہرہ اس وقت بے تاثر نظر آنے لگا.

"یعنی تمہارے تایا "...محتاط نظروں سے مہرال نے ایک نظر زینب پر ڈالی ,وہ رکی ہوئی اسکرین پر اپنے تایا کو دیکھ سکتی تھی جو دور کھڑے کسی سے ہاتھ ملاتے اسکرین کے کسی کونے پر نظر آ رہے تھے" وہ نظامی کے ہی دوست ہیں کیا؟"

یہ تب ہی تھا جب نئے ممبر کی آمد پر چھوٹی سی پارٹی کا آغاز ہو چکا تھا اور تمام ممبران مہنگے مشروبات گلاس میں انڈیلتے جشن منا رہے تھے .باجوہ گھومتے پھرتے سب سے باتیں کر رہا تھا .یہی وجہ تھی کے ان میں سے اکثر چہرے اسکرین پر دیکھے جا سکتے تھے.

"تم ایک بات کتنی بار پوچھتی ہو مہرال؟ اف !یہ دیکھو ,یہ تایا ہی ہیں ".زینب نے انگلی اسکرین پر رکھ کر تصدیق کر دی .مگر جبرئیل کی رگیں تن گئیں تھیں اور مہرال اب اس کے چہرے پر غم و غصہ واضح طور پر دیکھ سکتی تھی.

"کیا تمہیں مزید یہ فوٹیج دیکھنی ہے؟ "جبرئیل نے پوچھتے ہوئے لیپ ٹاپ کی اسکرین گرا دی جو اس بات کا واضح اشارہ تھا کے مہرال انکار کر دے.

"نہیں ".وہ بس نفی میں سر ہلا کر رہ گئی .وہ اب جان چکی تھی کے جے بی اگلا جو بھی قدم اٹھائے گا وہ ان اقدام سے بہت بہتر ہو گا جو مہرال اٹھا سکتی ہے .اسلئے مہرال نے ویڈیو فوٹیج کا معاملہ جے بی پر چھوڑ دیا.

"ٹھیک ". سر ہلا کر لیپ ٹاپ بیگ میں ڈالتا جے بی فوراً وہاں سے اٹھ کر چلا گیا.

"اس نکمے کو کیا ہوا ہے؟ "زینب اب جبرئیل کی کرسی پر بیٹھ کر اسے جاتا ہوا دیکھ کر رہ گئی.

"شاید اسے اچھا نہیں لگا کے اس کے تایا نظامی کے دوست ہیں ".مہرال نے اپنا رخ زینب کی طرف موڑ لیا جو اب اپنی کہنی کاؤنٹر پر رکھے اپنا چہرہ ہتھیلی پر جما کر فرصت سے مہرال کو دیکھنے لگی.

"پہلے کب بھلا اس کے تعلقات تایا سے اچھے رہے ہیں جو اسے غصہ آیا ہو ".زینب نے سر جھٹکتے ہوئے کہا تو مہرال خاموش ہو گئی .چند لمحے یونہی خاموشی کی نظر ہوئے تو مہرال نے ہمت مجتمع کر کے خاموشی میں خلل پیدا کیا.

"باوقار عورت کون ہوتی ہے زینب؟ "مہرال سوال کر کے حسرت بھری نظروں سے زینب کو دیکھنے لگی, جس کی مثال کچھ دیر پہلے ہی جبرئیل نے دی تھی.

"وہ جو اللہ کی حدود کو نہیں توڑتی ".زینب حیران تھی اس کے سوال پر .ابھی صبح ہی تو فرح بیگم اس کیساتھ ناشتہ کرتے ہوئے اسے باوقار عورت کا درس دے رہی تھیں.پھر آج ہی کیسے مہرال نے پوچھ لیا؟

"نامحرم دوست بنانے سے وہ حدود ٹوٹ جاتی ہیں کیا؟ "خوف کا سایہ اسکے چہرے پر لہرایا.

"میں تمہیں ڈرانا نہیں چاہتی مہرال, مگر باوقار عورت وہی ہوتی ہے جو نامحرم سے اپنا دامن بچا کر چلتی ہے .اگر میں صاف الفاظ میں کہوں تو مومن عورتوں کیلئے جائز نہیں ہے کے وہ نامحرم مردوں سے دوستی کر لیں ".زینب خوش تھی .جو بات وہ مہرال کو سمجھانا چاہتی تھی وہ اس نے خود ہی پوچھ ڈالی تھی.

"اور اگر نامحرم مرد آپ کے بارے میں اسطرح نہ سوچتے ہوں؟ میرا مطلب انکی سوچ پاک ہو ".وہ جانتی تھی کے فرح بیگم نے اپنے بیٹوں کی پرورش بہت اچھی کی ہے .اسلئے وہ تو گواہی دینے کو تیار بیٹھی تھی.

"اللہ تعالٰی نے اس معاملے میں کوئی ڈھیل نہیں دے رکھی .مقابل جتنا بھی پاک اور شفاف ہو ,اگر وہ تمہارے لئے نامحرم ہے تو اصول پھر بھی وہی ہیں .دو نامحرم دوست نہیں ہو سکتے ! اور ویسے بھی ,مومن ہونے سے یہ مراد نہیں ہے کے مومن سے گناہ سرزد نہیں ہو سکتا ".

زینب جانتی تھی کے اب اس کے دماغ میں جنگ چھڑ جائے گی .ایسا ہی پہلی بار اس کے ساتھ بھی ہوا تھا.

"لیکن ...چلو فرض کرو کے میں ایک ایسا انسان ہوں جس کے خیالات بہت پاک ہوتے ہیں اور پھر میں ایک نامحرم دوست سے صرف دوستی کرنا چاہوں؟ "اپنے تئیں مہرال نے بڑے پتے کا سوال کیا.

"بابا جی کیا کمال منطق ہے آپ کی .کتنے ہی نیک خیالات ہیں آپ کے .مگر نیک ہونے کے باوجود آپ کے نفس نے ٹھاٹھیں ماریں اور پہلی ہی حد کو توڑتے ہوئے وہ نامحرم سے دوستی کرنے پر اکسانے لگا .یہ شیطان کی ہی ایک چال ہے ,وہ تمہیں کسی ایسی چیز پر اکسائے گا جو بظاہر تو ٹھیک لگے گی مگر وہ تمہیں گناہ کی طرف لے جائے گی ".زینب کو کچھ یاد آیا تو وہ آنکھیں میچ کر رہ گئی.

"لیکن اللہ تعالیٰ نے کہیں کوئی تو گنجائش رکھی ہو گی؟ "مہرال ہلکان ہو رہی تھی ,وہ اپنے ایسے دوست نہیں کھونا چاہتی تھی جو اس کیلئے نعمت تھے.

"اللّٰہ تعالیٰ فیصلے اتارتے ہیں مہرال ,گنجائش نہیں ".زینب نے مہرال کے چہرے پر مایوسی دیکھی.

"مگر ... کیا کوئی راستہ نہیں ہے؟ میں ... میں اپنے دوستوں سے الگ نہیں ہونا چاہتی اور ... اور ان جیسے دوست تو مجھے کہیں بھی نہیں ملیں گے ".اسکی آواز بھیگنے لگی تھی .اتنا سخت فیصلہ وہ ایک ہی بار میں کیسے لے لیتی؟

"ہے نا .تمہارے چلنے کیلئے دو راستے ہیں مہرال ".زینب نے مسکراتے ہوئے اسکا ہاتھ تھاما تو وہ جو مرجھا ہی گئی تھی فوراً خوشی سے چہک اٹھی.

"کیا؟ کونسے راستے ہیں؟ "مہرال نے اپنے ہاتھ میں زینب کے ہاتھوں کو مضبوطی سے تھام لیا.

"عبداللہ بہت اچھا دوست ہوتا ہے .اسی دوست کیلئے ہم اللہ کو بھول جاتے ہیں .عبداللہ کا ساتھ بس ایک جہان کا ہوتا ہے .لیکن اللہ کا ساتھ دو جہانوں کا ہوتا ہے .اگر ایک جہان کا ساتھ آپکو دو جہانوں کے ساتھ سے دور کر رہا ہو تو بڑا ہی گھاٹے کا سودا ہے اگر تم عبداللہ کو چن لو ".اس نے فرح بیگم کی بات دہرائی جس کی کبھی اسے ضرورت پڑی تھی.

"ک ... کیا مطلب؟ "مہرال کی زبان لڑکھڑائی.

"اگر کبھی عبداللہ تمہیں اللہ سے دور کرنا چاہے تو یاد رکھنا ,فوراً اللہ کی طرف رجوع کر جاؤ . وہ تمہیں تھام بھی لیں گے اور ڈھانپ بھی دیں گے ".زینب نے اپنے گرم ہاتھوں سے اس

کے ٹھنڈے پڑتے ہاتھ سہلا کر اسے اپنی موجودگی کا احساس دلانا چاہا, مگر وہ تو سن ہی ہو بیٹھی تھی.

"کیا اسی لیے تمہارا کوئی دوست نہیں ہے؟ "کچھ پل پہلے کا رشک زبان پر آہی گیا. مگر اب کی بار زینب کے چہرے پر سایہ لہرایا تھا. مگر وہ فوراً نظریں جھکا گئی. کچھ لمحے خاموش رہی تو مہرال کو لگا اس نے کچھ غلط کہہ دیا ہے. پھر اسی لمحے زینب نے کچھ کہنا چاہا.

"پچھلے سال میرا سیکشن بدلا تو میں ایک نئے گروپ سے جا ملی. تین لڑکیوں کے اس گروپ میں چوتھی میں بھی تھی. مجھے محسوس ہوتا تھا کے بریک کے وقت وہ مجھ سے الگ ہو کر کچھ باتیں کیا کرتی تھیں. میں نے ان سے دوستی بڑھا دی تو مجھے معلوم ہوا کے چھٹی جماعت کی اسٹوڈینٹس اسکول کے لڑکوں کے بارے میں باتیں کیا کرتی تھیں. میں ڈر گئی تھی کیونکہ یہ سب میرے لئے بالکل گناہ کے مترادف تھا. میں نے انہیں منع کیا اور دھمکی دی کے اگر انہوں نے ایسا کرنا بند نہیں کیا تو میں ٹیچر کو بتا دوں گی. وہ خوفزدہ ہوئیں تو ان میں سے وہ جو میری بیسٹ فرینڈ تھی, میرے بیگ میں لیٹر ڈال دیا اور اسے ٹیچر کے سامنے نکال کر مجھے بدکردار کہا. ساری کلاس کے سامنے جب میں بدکردار کہلائی تو میں ڈری ضرور تھی, مگر اسی دن صبح کے وقت میں نے سورت النور میں تہمت بھرنے والوں کی سزا پڑھی تھی اور اپنی

ٹیچر کے سامنے بہت باوقار طریقے سے جا کر پہلے وہ آیت سنائی اور پھر انہیں بتایا کے اگر کسی بھی طرح ثابت ہونے سے پہلے کسی نے بھی میری کردار کشی کی تو بلاشبہ وہ بھی مجھ پر تہمت باندھے گا اور میں کسی کو معاف نہیں کروں گی .خیر سارا معاملہ پرنسپل آفس لے جایا گیا اور میں نے ساری بات سچ سچ بتا دی .تفتیش مکمل ہونے پر ثابت ہو گیا کے یہ سب میری" بیسٹ فرینڈ "نے اپنی فرینڈز کیساتھ مل کر کیا ہے .مجھے بہت عزت سے کلاس میں واپس لایا گیا تھا .وہ تینوں روتی ہوئی کلاس میں اپنے بیگ اٹھانے آئیں تھیں .ان میں سے دو کو ہفتہ بعد کلاس میں آنے کی اجازت ملی تھی .جبکہ میری" بیسٹ فرینڈ ,"وہ پھر کبھی نہیں آئی تھی .ایسا نہیں ہے کے میری دوستیں نہیں ہیں .مگر صرف میں انہیں دوست رکھتی ہوں جو میرے ساتھ ایسی گفتگو نہ کریں جس سے میرا ایمان خراب ہونے کا خدشہ ہو ".زینب کی بات سن کر مہرال گنگ رہ گئی تھی .اس ننھی بچی میں اتنی ہمت تھی کے وہ اپنے لئے لڑ سکتی تھی؟ اسکا اپنے ایمان کیلئے جزبہ دیکھ کر مہرال کو اب اس پر مزید رشک آنے لگا.

"کیا تم نے گھر میں کسی کو نہیں بتایا تھا؟ "مہرال کی حیرت تھی کے تھم کے نہیں دے رہی تھی.

"ہمارے گھر میں باتیں نہیں چھپائی جاتیں .میں نے گھر آکر ساری بات ڈنر ٹیبل پر کہہ ڈالی تھی .سب سے زیادہ جے بی نے مجھے سراہا تھا .اس نے کہا تھا کے میں ایک باوقار لڑکی ہوں , جو اپنی حدود بھی جانتی ہے اور دوسروں کو انہیں توڑنے کی اجازت بھی نہیں دیتی ".زینب نے ایک پرسکون سانس خارج کی.

"اور ...میر؟ اس نے کیا کہا تھا؟ "وہ اتانولی تھی ,ضرور نانا جان کی ہی کوئی بات ہو گی.

"سوشل میڈیا اور انٹرنیٹ سے ہمیں وہ باتیں بھی پتا چل گئی ہیں جو پہلے بس ہمارے بڑوں کو معلوم ہوتی تھیں .لیکن اب جب ہماری جیزیشن ان باتوں کے متعلق جاننے لگی ہے تو مخالف صنف کی طرف اب نہ صرف ہماری نوجوان نسل ,بلکہ ہمارے چھوٹے بھی کشش محسوس کرنے لگے ہیں .بعض تو اسے محض فیشن کے طور پر اپنا لیتے ہیں .انٹرنیٹ معلومات کا سیلاب ہے .سنار کی دکان کے باہر بیٹھا خاکروب اگر نالی میں ہاتھ ڈال کر قیمتی سامان نکالے گا تو غلاظت سے ہاتھ تر ہونے کے عوض قیمت ملے گی .جبکہ قیمتی سامان چھوڑ کر گندگی ٹٹولنے والے کے ہاتھ میں صرف غلاظت آئے گی .اب یہ فیصلہ تو ہم لوگوں کو ہی کرنا ہو گا کے ٹیکنالوجی سے ہمیں گندگی نکالنی ہے یا ایسی معلومات جس کے عوض ہمارا بھلا ہو ".زینب

نے میر کی رٹی رٹائی بات میں کچھ اپنی باتیں شامل کر کے اسے بتا دیں. یہ نانا جان کی باتیں تو نہیں تھیں مگر مہرال کے دل کو لگی تھیں.

"زینی, میری بائیک یونی ہے. مہرال کیا تم زینی کو ڈراپ کر دو گی؟ "جے بی نے دروازے میں ہی رک کر مہرال سے استفسار کیا.

"کیوں نہیں ".مہرال چونکی اور پھر ہلکی سی مسکراہٹ کیساتھ اٹھ کھڑی ہوئی تو جے بی بھی پلٹ گیا.

"بس پانچ منٹ رکو مہرال, میں آتی ہوں ".زینی بھی اپنی جگہ سے اٹھ کر جبرئیل کی طرف لپکی تو مہرال سر ہلا کر واپس بیٹھ گئی. چند لمحوں بعد خالی کمرے میں موبائل کی بِپ ہوئی تو مہرال فوراً سے موبائل کی جانب لپکی مگر مایوس ہوئی. نوٹیفیکیشن مطلوبہ شخص کی جانب سے نہیں تھا. اس نے ایک بار پھر سے فون ملا کر کان کیساتھ لگایا. گھنٹی جا رہی تھی مگر فون نہیں اٹھایا گیا تھا.

"تم کب سے سنگدل ہو گئے میر؟ "خلا میں گھورتے ہوئے وہ بجھے دل سے سوچنے لگی.

"جب تم ملو گے تو میں تم سے اپنی ہر کال کا حساب لوں گی. ہر دکھ کا شکوہ کروں گی. مگر... مگر میری دعا ہے کے وہ وقت جلدی آ جائے. کہیں تب تک میں تمہیں کھو ہی نہ دوں ".

کچھ دیر پہلے زینب کے ساتھ ہونے والی گفتگو کے بعد اب اسے یہی ڈر تھا کے وہ میر کو کھو دے گی . مگر کھونا تو پڑتا ہے .نامحرم آپکا کتنا ہی خیر خواہ صحیح ,اللہ کو راضی کرنے کیلئے آپکو اسے کھونا ہی پڑتا ہے .تاکہ آپ اللہ کو پا لیں .ہر کوئی یہ بات نہیں سمجھ پاتا .لیکن جو سمجھ جاتے ہیں ,وہ اللہ کے ہو جاتے ہیں.

تھکے تھکے قدموں سے وہ اپنے نیم روشن کمرے میں داخل ہوئی .اپنا بیگ اسٹڈی ٹیبل پر ڈالتے ہوئے اس نے اپنا اسکارف اتارا ہی تھا کے کمرے کی تمام بتیاں خود سے روشن ہو گئیں .مہرال تیزی سے مڑی.

"تم یہاں کیا کر رہی ہو؟ "مہرال اپنے بیڈ پر نیم دراز مہک کو حیرت زدہ سی دیکھنے لگی جو شاید اسی کا ہی انتظار کر رہی تھی.

"میں کب سے تمہارا انتظار کر رہی تھی .کہاں تھی تم؟ "مہک اب اٹھ کر اپنے ہڈ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی مہرال تک آ گئی.

"تمھیں کب سے میرا انتظار رہنے لگا؟ "مہرال یہ کہہ کر رکی نہیں ,اپنی وارڈروب کی طرف بڑھ گئی اور اپنے لئے کپڑے نکالنے لگی.

"کیا تمہاری میر سے ملاقات نہیں ہوئی؟ "مہرال ٹھٹھکی ,مہک کو اس بارے میں کیسے علم ہو سکتا ہے؟

"میں کیوں بلاوجہ کسی سے ملاقات کروں گی؟ "مہرال اچنبھے سے پلٹی تو مہک مسکرا رہی تھی.

"لیکن وہ مجھ سے ملا تھا". مہک اپنے بالوں کی ایک لٹ اب اپنی انگلی پر لپیٹنے لگی.

"تم سے؟ جھوٹ بول رہی ہو تم ". مہرال یقین ہی نہ کر پائی .وہ تو عام حالات میں بھی مہک سے نہ ملے ,اب تو پھر وہ کہیں غائب تھا.

"جب وہ تم سے ملے تو اس سے پوچھ لینا .اس نے مجھے یہ بھی کہا ہے کے میں ابھی انتظار کروں ,واپس آکر وہ مجھ سے ملے گا .اس نے مجھ سے ملنے کا وعدہ کیا ہے مہرال ". مہک اسکے دونوں بازوؤں سے پکڑ کر نہایت جوش سے دوستانہ انداز میں بتانے لگی .اس وقت مہرال کو اس کے برتاؤ پر حیرانگی نہیں ہوئی تھی .کیونکہ اس وقت اس میں کچھ ٹوٹا تھا .شاید کرچی کرچی ہوا تھا.

"ملنے کا وعدہ کیا ہے؟ "غائب دماغی سے وہ بس مہک کی بات ہی دہرا سکی تھی.

"ہاں ملنے کا وعدہ کیا ہے .میں جھوٹ نہیں بول رہی مہر ,وہ کہہ کر گیا ہے .وہ جلد ہی آئے گا .وہ مجھ سے خود ملنے آئے گا .اسکے ساتھ اسکا بیگ بھی تھا .مگر وہ جہاں گیا ہے ,وہ میں

تمہیں نہیں بتا سکتی ,اس نے مجھے منع کر رکھا ہے ".مہک بہت پر جوش تھی .مہرال نے اسے اتنا خوش کبھی بھی نہیں دیکھا تھا .اپنا غرور ,گھمنڈ ,اکڑ ,سب بھول کر مہک اسے اپنے دل کی بات بتا رہی تھی.

"مجھے اس کے بارے میں جاننا بھی نہیں ہے .ویسے بھی مجھے اس سے کوئی واسطہ نہیں ہے ". مہرال آنکھیں چراتی وہاں سے کھسک گئی .جانتی تھی کچھ پل اور رکے گی تو پھٹ پڑے گی اور یہ وہ آخری چیز تھی جو وہ مہک کے سامنے کرنا چاہتی تھی.

"تم یہ کپڑے مت پہنو مہر .ڈیڈ نے پیغام بھیجا ہے کے تیار ہو جاؤ ,انکے دوست نے پارٹی دے رکھی ہے .وہاں بہت سے لوگ ہوں گے ".مہک نے اسے اپنے آنے کا مقصد بھی بتا دیا اور وہاں سے چلی گئی .مگر مہرال تو وہیں کھڑی رہ گئی .پارٹی میں جانے کا مطلب تھا نظامی کے ہر جاننے والے سے ہاتھ ملانا اور ایسے لباس میں جانا جو اس کے اللہ کو پسند نہیں ہے اور نظامی کو انکار کرنے کا مطلب تھا بھوکے شیر کے منہ میں ہاتھ دینا.

"اللہ تعالیٰ اس شخص سے بچ کر میں کہاں جاؤں؟ "بیڈ کے کنارے بیٹھ کر اس نے اپنا سر اپنے ہاتھوں میں گرا لیا .ایک اور امتحان اس کے انتظار میں تھا .توکل کا امتحان !اور وقت پانی کی طرح بہتا جا رہا تھا.

سفید سادہ کرتے اور پاجامے میں وہ باتھ لے کر نکلی تو طرح طرح کی سوچوں نے اس کا سر دکھا دیا تھا .شدید ٹیسوں کیساتھ اس نے نیچے جا کر اپنے لئے چائے بنانے کا ارادہ کیا .سر پر براؤن اسکارف لپیٹتی اور اسے پھیلا کر خود کو اچھی طرح ڈھانپتی باہر نکلنے تک یکسر یہ بھول چکی تھی کے کچھ دیر پہلے اسے نظامی کی طرف سے حکم نامہ سنایا جا چکا ہے.

"تیار نہیں ہوئی تم ابھی تک؟ "وہ نیچے پہنچی ہی تھی کے ٹی وی لاؤنج میں باقی سب کا انتظار کرتے نظامی نے اسے اس حلیے میں دیکھ کر ناگواری سے استفسار کیا.

"ڈیڈ میری طبیعت ...میرا سر دکھ رہا ہے ".مہرال جانتی تھی ,اللہ تعالیٰ اسے بچا لیں گے .مگر پھر بھی دل کی دھڑکن پوری رفتار سے چل رہی تھی .

"کیا بکواس کی ہے تم نے؟ "موبائل میز پر رکھتا نظامی ٹرپل سیٹر سے اٹھ کر اس کی طرف بڑھنے لگا .وہ جس کا دل اپنی پوری رفتار سے دھڑک رہا تھا یک دم ڈوب کر ابھرا.

"م...میرے سر میں "...مہرال ابھی ہکلاتے ہوئے بات مکمل بھی نہ کر پائی تھی کے نظامی کا وزنی ہاتھ زور سے اس کے گال پر پڑا اور وہ زینوں پر جا گری .سر میں شدید ٹیسیں تو پہلے ہی اٹھ رہی تھیں ,اب تو سر بھی چکرانے لگا تھا .واپس اٹھنا اس کیلئے محال ہو گیا تھا .مگر

اس کام کیلئے بھی نظامی تھا. اپنے سخت ہاتھ سے اس نے مہرال کو اس کی پونی ٹیل سے جکڑ کر اٹھایا تو وہ چیخ کر رہ گئی.

"یہ ہمت تم میں کہاں سے آئی بدذات؟ "اپنا چہرہ مہرال کے قریب کر کے وہ زور سے غرایا تو مہرال کی روح تک کانپ اٹھی.

"مجھے درد ہو رہا... آہ "ابھی وہ بات مکمل بھی نہیں کر سکی تھی جب نظامی نے اسے زور سے زینے پر پٹخا تھا اور زینے کا کنارہ اس کے ماتھے پر لگتا اس کی بصارت کو اندھا ہی کر گیا تھا. مہرال بلبلا اٹھی, وہ حلق کے بل چلائی ہی تھی جب نظامی پھر سے اس کی طرف بڑھا اور گردن سے دبوچ کر اٹھایا.

"ڈیڈ "!مہک اپنے کمرے سے نکلی تو نظامی مہرال کو بری طرح پیٹ رہا تھا. مہک نظامی کی طرف لپکی" .یہ کیا کر رہے ہیں آپ؟ آپکو پارٹی پہ جانا ہے, اپنا موڈ کیوں خراب کر رہے ہیں؟"

"یہ بدذات مجھے جواب دے رہی ہے, جانے سے انکار کر رہی ہے ".نظامی نے غصے میں اب مہرال کا چہرہ دبوچا جو بس اب ہوش سے بیگانہ ہونے کو تھی.

"ڈیڈ لیو "!مہک چلائی تو نظامی اپنا ہاتھ روک کر مہک کو دیکھنے لگا .نظامی کے قریب آ کر مہک نظامی کے سینے سے لگ گئی" .اگر یہ پارٹی میں جائے گی تو حدید کا سارا دھیان اسی کی طرف ہی رہے گا اور کوئی مجھے اگنور کرے ,یہ مجھے پسند نہیں ہے".

"کیا ہو رہا ہے یہ سب؟ "سمیر اور نکہت بھی شور سن کر نکل آئے تھے .سمیر زینے پر گری مہرال کی حالت دیکھ چکا تھا ,اسی لیے لطف اندوز ہوتا ہوا پوچھنے لگا.

"اگر سب تیار ہیں تو پلیز چلیں؟ "مہک نے بیزاری ظاہر کر کے اپنی گھڑی پر نظر ڈالی .نظامی غصہ ضبط کرتا آگے بڑھ گیا .ایک نظر مہرال پر ڈال کر نکہت نے بھی نظامی کی پیروی کی . سمیر البتہ سیٹی کی دھن بجاتا ہوا لطف اندوز ہوتے ہوئے وہاں سے نکلا تھا.

"تم جانتی ہو یہ احسان میں نے تم پر کیوں کیا ہے؟ "مہک اب زینے پر پڑی مہرال کے قریب جھکتے ہوئے گویا ہوئی .جواباً مہرال بس اسے یک ٹک دیکھے گئی .یہ آج کل مہک میں کون بول رہا تھا؟

"کیونکہ مجھے میر چاہیئے اور تم نے حدید کو چن کر مجھ پر احسان کیا ہے .میر مجھے مل گیا تو میں تمہیں آزادی بھی دلوادوں گی .بس تم میرا ساتھ دیتی رہنا ".یہ کہہ کر مہک سیدھی کھڑی ہو گئی اور ملازم کو آوازیں دینے لگی" .سعود"!

"جی میڈم؟ "ملازم مہک کے بائیں جانب ہاتھ باندھ کر سر جھکائے کھڑا ہو گیا.

"مہر اپنے کمرے میں جا رہی ہے .اسے ڈنر اور اسٹرانگ سی چائے بھجوا دو .اور تم ,تم کوئی پین کلر لے لینا .پھر درد نہیں ہو گی ". آخر میں وہ مہرال کو بھی ہدایت دیتی ہوئی پلٹ گئی .

ملازم بھی جا چکا تھا .زینے پر بیٹھی مہرال مسکرا اٹھی اور آنکھیں بند کر لیں.

"کتنی پاگل ہے نا یہ مہک .اللہ تعالیٰ یہ تو میری دعا تھی جو آپ نے قبول کی .یہ بیچاری سمجھ رہی ہے کے اس نے مجھے بچا لیا .جبکہ حقیقتاً آپ نے مجھے بچانا ہی تھا اور آپ مجھے بچا ہی لیتے ". آنکھیں کھول کر وہ بمشکل اٹھی .سر درد سے پھٹا جا رہا تھا اور اب تو وہ چوٹ پر بھی خاصا درد محسوس کر سکتی تھی .برداشت کرتی گرتی پڑتی وہ بالآخر اپنے کمرے تک پہنچ ہی گئی .

ڈریسنگ کے دراز میں سے فرسٹ ایڈ باکس نکال کر اسٹول پر بیٹھ گئی اور خود کو آئینے میں دیکھنے لگی.

"ایک وقت میں کتنی کانفیڈینٹ ہوتی ہوں میں ,اور دوسرے ہی لمحے نظامی میرا کیا حشر کر دیتا ہے؟ "آنسو بے اختیار ہوئے تو سسکی نے اپنا راستہ نکالا . تبھی دروازے پر دستک ہوئی.

"آ جائیں ".چہرے سے آنسو پونچھتے ہوئے اس نے آنے والے کو اجازت دے دی .

مہرال بی بی جی ,آپ کیلیئے ڈنر لایا ہوں ".مہرال نے جب آنے والے پر نظریں نہ ڈالیں تو ملازم ہاتھ باندھ کر خود ہی بول اٹھا.

"ٹھیک ہے ,آپ جائیں ".بنا مڑے اس نے ملازم کو روانہ کر دیا.جب دروازہ بند ہونے کی آواز آئی تو اس نے چہرہ اٹھایا اور ہاتھ بڑھا کر اپنا اسکارف کھولنے لگی.

"مجھے اب سکون چاہیئے اللہ تعالیٰ .یہ سب اب میرے بس کی بات نہیں ہے ".روئی پر اینٹی سیپٹک لگا کر مہرال اب اپنا زخم صاف کرنے لگی.

"میں آپ سے اپنا سکون مانگتی ہوں اللہ تعالیٰ .یہ سب کسی طرح سے ختم کر دیں .مجھے اور لڑنا نہیں آ رہا .یہ میرے بس میں نہیں رہا .میں ہار رہی ہوں .اب آپ ہی تھام لیں نا ". جلن کے سبب جب وہ مزید زخم نہ صاف کر سکی تو ہار کر رونے لگی .شاید وہ ہر چیز سے ہار چکی تھی .امید سے بھی.

"میری زندگی میں جب بھی کوئی میرا اپنا آتا ہے تو نظامی اور اس کی اولاد اس کو چھین لیتے ہیں .اب مجھ پر رحم کریں اللہ تعالیٰ .لے جانے دیں نظامی کو وہ سب جو وہ مجھ سے چھیننا چاہتا ہے .مگر ... مگر بدلے میں مجھے سکون چاہیئے مہرال کے پیارے اللّٰہ تعالیٰ .یہ سب آپ کیلیئے تو بالکل بھی مشکل نہیں ہے .پھر آپ ہی ہیں جو یہ سب ٹھیک کرنے پر قادر ہیں .میں

کیسے آپکو نہ پکاروں؟ جب آپ ہی میرا واحد آسرا ہیں". آنسو پونچھ کر دل برا کرتے ہوئے وہ ڈریسنگ چیئر سے اٹھ گئی اور واش بیسن پر کھڑی ہو کر اپنا چہرہ دھونے لگی. ٹھنڈے پانی کے چھینٹوں نے گرم چہرے پر سکون بکھیرا. ایک امید پھر سے جاگ اٹھی. جس سے وہ مانگ رہی ہے, وہ اسے ضرور سکون دے گا. اسے سکون مل ہی جائے گا. پہلے کب اس نے اس طرح اپنے لئے سکون مانگا تھا؟ اب جو مانگا ہے تو انکار بھی نہیں ہوگا.

رات کے نجانے کس پہر اسکی آنکھ لگی تھی مگر فجر کیلئے الارم بجتے ہی وہ اٹھ بیٹھی. اس ڈر سے کے اس کی نماز نہ چھوٹ جائے, وہ دوبارہ نہیں لیٹی. نماز مکمل کر کر اب وہ اپنا سبق دہرانے ہی لگی تھی جب اس نے قرآن کھولا تو ایسے ہی کچھ آیات سامنے آگئیں. انگلی رکھ کر اب وہ ان آیات کو دلچسپی سے پڑھنے لگی.

"اور موسیٰ نے کہا" مہرال ٹھٹکی, موسیٰ اور فرعون کا قصہ تو کچھ دن پہلے ہی زینب نے اسے سنایا تھا. اسی قصے نے تو مہرال کے توکل میں مضبوطی ڈالی تھی. آج تو اللہ تعالیٰ بھی موسیٰ علیہ اسلام کا ذکر کر رہے ہیں.

"اے ہمارے پروردگار !آپ نے فرعون اور اس کے سرداروں کو دنیوی زندگی میں بڑی سج دھج اور مال و دولت بخشی ہے ".وہ رک گئی اور خود کو اسی آیت کے مطابق پایا .نظامی اور اس کے دوستوں کو بھی تو اللہ تعالیٰ نے بے شمار سج دھج اور مال و دولت بخشی تھی .باجوہ ان سب میں نمایاں تھا .پھر واپس وہ قرآنِ پاک کی طرف متوجہ ہو گئی.

" اے ہمارے پروردگار !اس کا نتیجہ یہ ہو رہا ہے کہ وہ لوگوں کو آپ کے راستے سے بھٹکا رہے ہیں ".وہ حقا بقا رہ گئی .نظامی بھی تو یہی کر رہا تھا .مہرال کو برائی کرنے پر اکسانا اور دوسروں کو بھی زبردستی انکے راستوں سے موڑ کر اپنی طرف لانا ,نظامی بھٹکا ہی تو رہا تھا .یہ کہانی بالکل مہرال کی کہانی جیسی ہی کیسے لگ سکتی تھی؟

"اے ہمارے پروردگار !ان کے مال و دولت کو تہس نہس کر دیجئے ,اور ان کے دلوں کو اتنا سخت کر دیجئے کے وہ اس وقت تک ایمان نہ لائیں جب تک دردناک عذاب آنکھوں سے نہ دیکھ لیں ".لب بھینچے اب وہ رونے لگی تھی .اس سے مزید برداشت نہیں ہو سکا تھا . ایسی ہی دعا کرنے کی تو اسے بھی ضرورت تھی .ایسی ہی دعا تو وہ بھی مانگنا چاہتی تھی کے فرعون کی طرح نظامی کا بھی وہی حال ہو جائے.

"اللہ آپ نظامی اور اس کے ساتھیوں کے مال و دولت کو تہس نہس کر دیجیئے ,اور ان کے دلوں کو اتنا سخت کر دیجیئے کے وہ اس وقت تک ایمان نہ لائیں جب تک دردناک عذاب آنکھوں سے نہ دیکھ لیں ".دل سے دعا کر کے مہرال نے اپنی میچی ہوئی آنکھیں کھولیں .پھر واپس اس سے اگلی آیت پڑھنے لگی.

"اللہ نے فرمایا "...مہرال کا دل دھڑکا .اب کے جواب اللہ کی طرف سے تھا .کیا یہ جواب اس کی دعا کے بدلے میں بھی ہوگا؟ وہ بے چینی سے آگے پڑھنے لگی.

"تمہاری دعا قبول کر لی گئی ہے .اب تم دونوں ثابت قدم رہو ,اور ان لوگوں کے پیچھے ہرگز نہ چلنا جو حقیقت سے ناواقف ہیں ".کیا؟ کیا واقعی؟ واقعی اس کی دعا قبول کر لی گئی تھی؟ کیا جلد ہی اس کی دعا کا بھی ردِ عمل ہوگا؟ کیا واقعی نظامی اور اس کے ساتھیوں کا وہی حشر ہوگا جو فرعون کا ہوا تھا؟ آیت تھی یا سکون تھا جو اس کے قلب سے ہوتا ہوا اس کے پورے وجود میں بھر گیا تھا؟ وہ خوش ہوگئی تھی .بہت زیادہ خوش .کیونکہ اب کی بار تسلی کسی انسان کی طرف سے نہیں تھی ,مگر نہایت ہی معتبر ذات کی طرف سے خوشخبری تھی .ممکن ہی نہیں تھا کے غلط ثابت ہو جائے.

گھنٹے دنوں کی مسافت طے کرتے ہوئے ایک ہفتے کو جا پہنچے .مہرال اب قرآن کلاس کیلئے فرح بیگم اور زینب کو پِک کرنے جاتی مگر میر کا کوئی اتا پتا ہی نہیں تھا .جبرئیل نے مگر اس کی طبیعت میں اداسی اور چڑچڑاپن محسوس کیا تھا .وہ اسے ہزاروں بار کالز ملا چکی تھی ,مگر آگے سے کوئی جواب نہیں آتا تھا .مہرال نے کالز کرنا نہیں چھوڑی تھیں .اب تو اسے وقت کا احساس ہونا بھی بند ہو گیا تھا .اگر رات کو دو بجے بھی اس کی آنکھ کھلتی تو وہ کال ملا کر دیکھتی کے شاید وہ جہاں بھی ہو ,اس وقت فارغ ہو اور اس کی کال کا جواب دے دے یا پھر ایک میسج ہی کر دے .اب تو اکثر جب وہ دعائیں کر رہی ہوتی تھی تو دعا میں میر کی واپسی بھی مانگا کرتی تھی اور اتنے ہی دل سے مانگتی تھی جتنے دل سے وہ اپنے لئے آزادی مانگا کرتی .اس دوران اس نے ایک کام ترک کیا تھا .حدید سے دوستی !جہاں بھی وہ حدید کی موجودگی محسوس کرتی تو فوراً ہی اپنا راستہ بدل لیتی یا کہیں چھپ جاتی .آج بھی قرآن کلاس کیلئے زینب اور فرح بیگم کو پِک کرنے کا وقت نہیں ہوا تھا جب اسے حدید کی آمد کا پتا چلا .حدید کے پہنچنے سے پہلے ہی مہرال زینب کی طرف چلی آئی تھی اور اب اس کیساتھ اس کے کمرے میں موجود تھی.

"زینب کیا تم نہیں جانتی کے میر کہاں گیا ہے؟ "وہ جو بہت دن سے چپ سادھ کر بیٹھی تھی ,آج بالآخر اس نے زینب سے پوچھ ہی لیا.

"نہیں ,بھائی کسی کو کچھ بتا کر نہیں گئے ".زینب جو ابھی ابھی اپنے اور مہرال کیلئے لنچ لائی تھی ,رک کر مہرال کو بے بسی سے دیکھنے لگی تھی .مہرال اکیلی نہیں تھی جو میر کو مس کر رہی تھی .میر کیساتھ اور بھی بہت سے رشتے جڑے تھے جو اسے بہت چاہتے تھے.

"کیا پہلے کبھی میر ایسے بنا بتائے اتنے لمبے عرصے کیلئے گیا ہے؟ "مہرال کے دل میں ایسا سوال تھا جو وہ پوچھنا چاہ رہی تھی مگر اسے پوچھنا مشکل ہو رہا تھا .اس لئے لنچ کرتے ہوئے اس نے بظاہر سرسری سا سوال کیا.

"لمبے عرصے کیلئے؟ وہ تو تھوڑے عرصے کیلئے بھی بنا بتائے نہیں جاتے .ان سے منسلک سب لوگ ان کے بارے میں بہت پوچھ رہے ہیں. تمہیں پتا ہے؟ مزمل روزانہ انکے بارے میں پوچھنے آتا ہے ,پھر مایوس ہو کر واپس لوٹ جاتا ہے ".زینب اپنا لنچ ختم کرتے ہوئے اسے بتا رہی تھی .

"مزمل؟ "مہرال ٹھٹکی .پہلے بھی میر بیکری میں اس کا ذکر کر چکا تھا.

"ہاں مزمل .وہ ڈی ایس پی کا آٹھ سال کا بیٹا ہے .کسی حادثے نے اس کے دماغ پر اثر کر دیا تھا .پھر وہ میر بھائی سے ملا تو تھوڑا بہتر ہونے لگا .وہ روزانہ ان کیساتھ تھوڑا سا وقت ضرور گزارتا ہے .اس نے میر بھائی کو اپنا بیسٹ فرینڈ بنا لیا ہے ".زینب بتاتی جا رہی تھی اور مہرال کے ذہن میں اس دن ڈنر والی باتیں چل رہی تھیں .اسے یاد آیا تھا کے میر نے اس دیو قامت اسمگلر کو ڈی ایس پی کی دھمکی بھی دی تھی.

"مائی گاڈ !تو میر جھوٹ نہیں بول رہا تھا؟ "مہرال حیرت زدہ رہ گئی تھی .اس نے تو یہی سمجھا تھا اور اس شخص نے بھی تو یہی کہا تھا.

"کب؟ "زینب کو اچنبھا ہوا کے مہرال میر کے بارے میں ایسا کیسے سوچ سکتی ہے؟

"اس دن میں حدید کیساتھ ڈنر پر تھی تو مزمل سے کوئی غلط شخص بھِڑ گیا تھا .اس وقت میر نے اسے ڈی ایس پی کی دھمکی دی تھی .مجھے لگا وہ جھوٹ بول رہا ہے .اس شخص نے بھی یہی کہا تھا ".مہرال ابھی تک حیران تھی .میر نے اپنی صفائی میں کیوں کچھ نہ کہا؟

"یہی تو بات ہے مہرال .ہمارے نصاب میں ایک کہانی ہے .جس میں ایک جھوٹا شخص اتنا جھوٹ بولتا ہے کے ایک دن سب لوگ اس کا سچ بھی جھوٹ سمجھ بیٹھتے ہیں .مجھے لگتا ہے اب نصاب کی اس کہانی میں تبدیلی کا وقت ہے .اب جھوٹ سب لوگوں میں اتنا عام ہو چکا

ہے کے اگر کوئی سچا شخص بھی آکر سچ بولتا ہے تو لوگ اسے جھوٹ ہی سمجھتے ہیں ". زینب نے رسانیت سے جواب دیا تو مہرال کو شرمندگی ہوئی .

"کیا میر نے کبھی جھوٹ نہیں بولا؟ "وہ نادم سی ایک بار پھر میر کو جاننے کی کوشش کرنے لگی.

" کبھی بھی نہیں . کیونکہ جھوٹ بولنے والے اللّٰہ تعالیٰ کے پاس کاذب لکھ دیئے جاتے ہیں اور ویسے بھی پیغام پہنچانے والے نے پیغام دیا ہے کے مومن میں کوئی بھی برائی ہو سکتی ہے , مگر وہ جھوٹ نہیں بول سکتا. مومن جھوٹ نہیں بولا کرتا. کیونکہ اسے توتوکل ہوتا ہے کے سچ کتنا ہی جان لیوا کیوں نہ ہو, اگر وہ صحیح راہ پر ہے تو اللہ تعالیٰ اسے بچا لیں گے . مومن کو جھوٹ میں کوئی فائدہ نظر نہیں آتا . جھوٹ میں صرف نقصان ہوتا ہے . ایک بار اسے ترک کر کے دیکھو . میں ضمانت دوں گی کے تمہارے لئے مدد خود چلی آئے گی ". مسکراتی ہوئی زینب اٹھ کر وارڈروب کی طرف بڑھ گئی.

"جھوٹ بولنا اتنا سنگین گناہ ہے؟ "وہ شاکڈ رہ گئی . وہ تو ہر چھوٹی چھوٹی بات پر جھوٹ کہہ دیا کرتی تھی.

"اتنا سنگین ہے کے موسیٰ علیہ اسلام سے جب بنی اسرائیل نے بچھڑے کے متعلق کہا تھا کے کیا موسیٰ علیہ اسلام مزاق کر رہے ہیں؟ تو موسیٰ علیہ اسلام نے پناہ مانگی تھی کے وہ مزاق میں بھی جھوٹ بولنا پسند نہیں فرماتے . تمہیں پتا ہے جھوٹ بولنے والوں کا انجام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں کیا دیکھا تھا؟ "زینب پلٹ کر آئی اور واپس شاکڈ بیٹھی مہرال کے پاس آ کر کھڑی ہو گئی اور اس سے پوچھنے لگی .جواباً مہرال نے بس نفی میں سر ہلایا.

"مجھے بالکل حرف بہ حرف تو یاد نہیں ہے مگر اس کے مطابق آپ صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے اپنے خواب میں دو آنے والوں کیساتھ دیکھا کے ایک شخص پیٹھ کے بل لیٹا ہوا تھا اور ایک دوسرا شخص اس کے پاس لوہے کی ہک نما سلاخ لیے کھڑا تھا .کھڑا ہوا شخص لیٹے ہوئے شخص کے چہرہ کے ایک طرف آتا اور اس کے ایک جبڑے کو گردن تک چیرتا اور پھر اس کی ناک کو گردن تک چیرتا اور پھر اس کی آنکھ کو گردن تک چیرتا۔ پھر وہ دوسری جانب جاتا اور ادھر بھی اسی طرح چیرتا جس طرح اس نے پہلی جانب کیا تھا۔ وہ ابھی دوسری جانب سے فارغ بھی نہ ہوتا تھا کہ پہلی جانب اپنی پہلی صحیح حالت میں لوٹ آتی۔ پھر دوبارہ وہ اسی طرح کرتا جس طرح اس نے پہلی مرتبہ کیا تھا۔ "زینب نے رک کر مہرال کے

تاثرات دیکھنا چاہے ۔مہرال کی حالت بالکل ویسی ہونے لگی تھی جب مہرال کو میر کے کمرے میں پہلی دفعہ ٹریٹ کیا تھا ۔زینب نے اپنا ہاتھ اسکے ہاتھ پر رکھ دیا جو بالکل ٹھنڈے پڑ چکے تھے۔

"جانتی ہو جب پوچھا گیا تھا کے وہ شخص کون ہے تو کیا بتایا گیا تھا؟ "زینب نے مہرال کے خوفزدہ وجود سے استفسار کیا۔

"جھوٹا؟ "بمشکل مہرال بس اتنا ہی کہہ پائی۔

"ایسا جھوٹا جو جھوٹی خبریں تراشتا تھا "!زینب نے اس کی تصدیق کی تو وہ لٹھے کی مانند سفید پڑ گئی۔

"جھوٹ اتنا خطرناک ہوتا ہے؟ "مہرال نے سرگوشی کے انداز میں زینب سے پوچھا ۔جس نے جواب میں سر ہلا دیا۔

"تمہیں پتا ہے کے ہمارے لوگ آج کل نا سمجھی میں کس طرح سے جھوٹ گھڑتے ہیں؟ کسی مشکل سے بچنا ہے تو جھوٹ ,کسی سے مزاق کرنا ہے تو جھوٹ ,حتیٰ کے سوشل میڈیا پر اٹینشن حاصل کرنے کیلیئے بھی جھوٹ ۔اور یہ سب سے سنگین ہے ۔کیونکہ سوشل میڈیا پر کہی

گئی بات بہت پھیلتی ہے .کیا یہ سب سننے کے بعد کوئی چاہے گا کے وہ کچھ جھوٹ کہے؟ "

زینب اپنی کامیابی کی تصدیق کرنا چاہتی تھی.

"لیکن ,یہ آسان نہیں ہے ".مہرال نے صاف گوئی کا مظاہرہ کیا.

"اگر آپ کو اللہ تعالیٰ پر توکل ہے تو یہ بہت آسان ہے ".بڑا ہی آسان جواب آیا تھا اور درست جواب آیا تھا .وہ کب سے توکل بھولنے لگی.

"تم صحیح کہہ رہی ہو ".مہرال نے سمجھ کر سر ہلاتے ہوئے کہا .اسے تسلی ہوئی تھی .جھوٹ چھوڑنے میں ایسا کچھ بھی نہیں تھا جو وہ نہیں کر سکتی تھی" .تم بہن بھائی اپنے ہر مسئلے کا حل توکل میں کیسے ڈھونڈ لیتے ہو؟"

"کیونکہ تمام مسائل توکل پر آکر ختم ہو جاتے ہیں .ہاں مگر توکل کی بھی شدت ہوتی ہے . جتنا شدید توکل کیا جاتا ہے ,معاملہ اتنا ہی آسان ہو جاتا ہے .کیا تم نے ابراہیم علیہ السلام کا توکل نہیں دیکھا؟ اور موسیٰ علیہ اسلام کا؟ اور یونس علیہ اسلام کا؟ اور دوسرے انبیاء کا؟ "

زینب نے اسے جن انبیاء کے قصے سنا رکھے تھے انکے بارے میں یاد دہانی کروائی.

"یہی وجہ ہے میں نے تم لوگوں کو کبھی پینک ہوتے نہیں دیکھا ".مہرال اب اپنی جگہ سے اٹھ چکی تھی .ہاتھ میں ٹرے لئے اب وہ زینب کی مدد کرنے لگی.

"تم کچھ کہنا چاہتی ہو؟ "زینب اس کے تاثرات سے اب جھنجھلا گئی.

"کیا میر بیگ بھی لے گیا تھا؟ "بہت دیر سے دماغ میں جو سوال شور کر رہا تھا, بالآخر وہ زبان پر آ ہی گیا.

"تمہیں کیسے پتا؟ "زینب نے حیرانگی ظاہر کرتے ہوئے تصدیق کی.

"میرا مطلب, ظاہر ہے اگر اسے پتا تھا کے وہ اتنے دن کیلئے جا رہا ہے تو بیگ بھی لے گیا ہو گا. اس لئے میں نے خود سے سوچ لیا". نظریں چراتے ہوئے مہرال باہر نکل گئی. جبکے زینب صدمے سے پیچھے ہی کھڑی رہ گئی. مگر چند لمحوں میں ہی وہ واپس لوٹی" .مجھے مہک نے بتایا تھا. شاید اس نے اسے بیگ لے کر جاتے ہوئے دیکھا بھی تھا".

"یہ ہوئی نا مومنوں والی بات. مجھے خوشی ہوئی". زینب اس کے جھوٹ چھوڑنے پر خوش ہوئی تھی. اسے یقین آ گیا تھا کے مہرال پر اس کی باتوں کا اثر ہو گیا ہے. آج اس کا سارا دن بہت خوشی میں گزرنے والا تھا.

سورج کی کرنیں کھڑکی میں سے چھن کر آ رہی تھیں اور اس کے چہرے کو روشن کر رہی تھیں. چند پل یونہی گزر گئے تو آنکھوں میں پڑنے والی روشنی اسے تنگ کرنے لگی. وہ کسمسائی. اس نے کروٹ بدل کر ڈھیٹ بننے کی کوشش کی مگر بے سود!

"کس نے ہٹائے ہیں یہ پردے؟" چڑچڑا کر نیند سے بیدار ہوتے ہوئے وہ اٹھ کر بیٹھ گئی اور وقت دیکھنے لگی. ابھی تو نو ہی بجے تھے اور اتوار کو اسے دیر سے ہی بیدار ہونا تھا. مگر پھر اسے احساس ہوا کے فجر کے وقت نماز ادا کر کے سونے سے پہلے اس نے خود ہی پردے ہٹائے تھے. بیزار ہو کر وہ بیڈ سے نیچے پاؤں لٹکا کر بیٹھ گئی اور سائیڈ ٹیبل سے فون اٹھا کر وہ معمول کے مطابق میر کو کال ملانے لگی. آج پھر سے میر نے اس کی کال کا جواب نہیں دیا تھا. فجر کے وقت بھی اس نے وقتاً فوقتاً اسے کتنی ہی کالز کی تھیں.

"اللہ تعالیٰ, میر میرا بہت اچھا دوست ہے. اسے اپنی امان میں رکھیے گا. اسے کچھ مت ہونے دیجیئے گا. فرح آنٹی, جے بی, زینب, میں, ہم سب کو وہ بہت عزیز ہے اللہ تعالیٰ. اس بے ضرر انسان کی حفاظت کریں". اس کی آنکھیں دعا کرتے ہوئے چھلک گئیں تھیں. دل پر جیسے کسی نے بہت وزن ڈال دیا ہو. خود پر بہت ضبط کرتے ہوئے وہ اٹھ کر وضو کرنے چلی گئی. وہ اس وقت اس شخص کیلیئے دعا کرنا چاہتی تھی. اس نے کل رات تہجد میں بھی اس کی

حفاظت کیلیئے دعا کی تھی .زینب نے بتایا تھا کے تہجد کتنی اہم اور پیاری عبادت ہے .مگر اب اسے لگ رہا تھا کے اس کی نماز میں کہیں کوئی کمی رہ گئی ہے .جائے نماز پر بیٹھی ابھی بھی وہ میر کی حفاظت کیلیئے دعا کر رہی تھی جب اچانک اس کا دروازہ کھل کر بند ہوا .بنا دستک کے صرف مہک ہی آسکتی تھی .مہرال ضبط کر کے رہ گئی اور دعا مکمل کرتے ہوئے اٹھ گئی.

"تم رو رہی تھی؟ "سرخ حجاب میں مہرال کی ہیزل آنکھیں بھی اطراف سے سرخ پڑ رہی تھیں .کوئی بھی باآسانی بتا سکتا تھا کے وہ ابھی رو کر اٹھی ہے.

"تم آج اتنی صبح کیوں اٹھی ہوئی ہو؟ "مہرال جھوٹ نہیں بولنا چاہتی تھی اور نہ ہی وہ اسے بتانا چاہتی تھی کے وہ رو کر اٹھی ہے .

"میر سے ملنے کیلیئے اٹھی تھی ".مہک چہکتی ہوئی بیڈ پر آن بیٹھی مگر مہرال وہیں ,اپنی جگہ پر ساکت ہو گئی .اسے اپنی سماعت پر شک گزرا.

"تم میر سے ملنے جا رہی ہو؟ "وہ پلٹ کر مہک کے سامنے آن کھڑی ہوئی.

"غلط ,میں میر سے مل کر آ رہی ہوں ".اس نے مہرال پر ایک اور بجلی گرائی .

"تم جھوٹ بول رہی ہو؟ "مہرال یقین نہیں کرنا چاہتی تھی مگر مہک کی پچھلی بات بھی تو سچ ثابت ہوئی تھی.

"رہنے دو مہرال ,میں نے ایسی باتوں پر غصہ کرنا چھوڑ دیا ہے .میں نے تمہاری بات کا بالکل برا نہیں مانا .میں جھوٹ نہیں بول رہی .کیا تمہاری اس سے بات نہیں ہوئی؟ وہ تو دو دن پہلے ہی واپس آ گیا تھا ".مہک سرشار سی مہرال کے ڈریسنگ کے سامنے کھڑی ہو گئی اور اپنے بالوں کو فلپ کر کے پوز کرنے لگی .ٹین ایجر!

"اچھی بات ہے ".وہ چاہتی تھی کے زوردار چیخ مارے اور چلا چلا کر اپنی دوستی کا ماتم کرے مگر کم از کم وہ مہک کے سامنے یہ سب نہیں کرنا چاہتی تھی .اس لئے اپنا انداز سرسری سا بناتے ہوئے حجاب اتارتے ہوئے ہینگ کر دیا اور پردے پھر سے برابر کر دیئے .یہ اس بات کا اشارہ تھا کے مہک اب وہاں سے چلی جائے.

"میں چلتی ہوں .شاید مجھے شاپنگ کیلئے جانا چاہیئے .مجھے بہت کچھ نیا لینا ہے ".پرجوش سی وہ خود سے زیادہ مہرال کو جتاتی وہاں سے نکل گئی .مہرال نے تیزی سے آگے بڑھ کر دروازہ لاک کیا اور بجلی کی طرح اپنے موبائل کی طرف لپکی .پھر سے اس نے میر کا نمبر ڈائل کیا مگر عین توقع کے مطابق کوئی جواب نہیں آیا تھا.

"ڈیم یو "!ملامت کرتے ہوئے مہرال نے اب جبرئیل کا نمبر ملایا.

"اسلام و علیکم "!جبرئیل شاید ابھی اس کے فون کی آواز سے ہی اٹھا تھا,اس لئے اس کی آواز غنودہ سی ابھری.

"وعلیکم اسلام ,جے بی کیا میر واپس آچکا ہے؟ "مہرال نے یکدم سوال کیا تو چند لمحے کی خاموشی چھاگئی ,مہرال صدمے میں رہ گئی .اسکے اپنے ہی دوست اب غیر کیوں ہو رہے تھے؟ جمعہ اور ہفتہ ہی وہ قرآن کلاس کیلئے نہیں جا سکی تھی کیونکہ اسے پراجیکٹ کے سلسلے میں مختلف جگہوں پر جانا پڑ رہا تھا اور انہی دو دنوں میں اس سے گویا ساری کائنات ہی چھپا لی گئی تھی.

"تم لوگوں نے مجھے کیوں نہیں بتایا؟ "جب جبرئیل کچھ بھی نہ بول پایا تو مہرال بے یقین سی بولی.

"تمہیں میر نے نہیں بتایا تھا؟ "جبرئیل نے بات ٹالنا چاہی مگر اس وقت مہرال غصے میں تھی . وہ تکلفاً بھی بات ٹال نہ سکی.

"کیا میر نے ...تم لوگوں کو یہ بات مجھے بتانے سے منع کر رکھا تھا؟ "وہ سوال کر تو بیٹھی تھی مگر اب چاہتی تھی کے اس کا جواب نفی میں آ جائے .اس لئے اس نے آنکھیں زور سے میچ لیں.

"ہم مل کر بات کرتے ہیں مہرال ".جبرئیل ابھی بھی بات ٹالنا چاہتا تھا مگر...

"جبرئیل ہاں یا نہ؟ "وہ جے بی سے اب جبرئیل پر آ گئی تھی .غصے میں اس کی آواز تیز ہو گئی.

"ہاں لیکن تم "...وہ مزید کچھ کہتا ,مگر مہرال نے فون بند کر کے زور سے بیڈ پر پھینک دیا اور اپنے لبوں کو دونوں ہاتھوں سے بند کرتے ہوئے اپنی چیخ دبانے کی کوشش کی .جسکا نتیجہ یہ ہوا کے اس کا چہرہ سرخ اور سر میں درد کی شدید ٹیسیں اٹھی تھیں .جب وہ خود کو قابو میں کر چکی تو بیڈ پر گر پڑی .بہت دیر اپنی زندگی کی فلم اپنے دماغ میں دوڑاتے رہنے کے بعد اس نے دوبارہ موبائل پکڑا اور اب کی بار نہ ہی اس نے کوئی کال ملائی تھی اور نہ ہی واٹس ایپ پر میسج کیا تھا .بلکہ اس بار اس نے سادہ ٹیکسٹ میسج کیا تھا .وہ اسے ضرور دیکھے گا .

"میں جانتی ہوں کے تم واپس آ چکے ہو .میں آدھے گھنٹے میں پارک میں تمہارا انتظار کروں گی ".اس نے اپنا لکھا ہوا میسج زیرِ لب دہرایا اور سینڈ کر دیا .جواب آتا یا نہ ,وہ پارک میں اس کا انتظار کرے گی .موبائل واپس رکھ کر اس نے سائیڈ ٹیبل سے پین کلر نکالی اور پانی

گلاس میں ڈال کر نگل گئی .اب اسے چینج کرنا تھا کیونکہ تھوڑی ہی دیر میں وہ ناشتہ کر کے پارک کیلئے نکل جاتی.

ناشتہ کر کے مہرال تیار ہو چکی تھی اور اب خود کو آئینے میں دیکھ رہی تھی .پردے اب اس نے ہٹا دیئے تھے .اس لئے اب وہ پاؤڈر پنک کرتے پر اسنو گرے حجاب نفاست سے پھیلائے خود کو روشنی میں دیکھ سکتی تھی.

"تم جانتے ہو میں تم سے کیوں ملنے آ رہی ہوں؟ "وہ خود کو آئینے میں دیکھتے ہوئے ایسے گویا ہوئی جیسے سامنے میر ہی کھڑا تھا.

"تاکہ میں تم سے سارے حساب لے لوں .ایک ایک لمحے ,ایک ایک کال ,ایک ایک میسج , اپنی ایک ایک یاد کا حساب لوں تم سے .کے وہ کیا وجہ تھی ,وہ کیا وجہ تھی جو تم یوں غائب ہو گئے؟ ایسا کیا ہوا تھا میر جو تمہیں جانا پڑا؟ وہ کون تھا جو تمہیں مجھ سے رابطہ کرنے پر روکے ہوئے تھا؟ اور واپس لوٹ آنے پر بھی تم نے یہ بات چھپانا چاہی .کیوں میر؟ میں پوچھوں کے تمہاری کیا مجبوری تھی ,جو تم دوستی کا ہاتھ بڑھا کر حریفوں جیسا رویہ کرنے لگے . میں کچھ نہیں بھولوں گی .میں تم سے ہر بات کا حساب لوں گی .ہر جواب وصول کر کے

رہوں گی .ایسے نہیں جانے دوں گی میں تمہیں ".مان تھا یا یقین ,جو وہ میر کے آنے کا کیے بیٹھی تھی .پلٹ کر بیڈ سے اپنا بیگ اور موبائیل اٹھا کر وہ اس سے ملنے کیلئے نکل گئ تھی .

دل میں کہیں خوشیوں کی روشنی بھی جگمگا رہی تھی ,کتنے ہی دن بعد وہ اپنے خاص دوست سے ملنے جا رہی تھی .آخر وہ آ ہی گیا تھا.

وہ جب پارک میں پہنچی تو دھوپ نے تقریباً آدھے پارک کو روشن کر رکھا تھا .جس بینچ پر وہ دونوں بیٹھتے تھے اس بینچ پر بھی دھوپ آ چکی تھی .دھوپ اسے خاص پسند تو نہیں تھی مگر اسے لگا کے ابھی وہ وہاں بیٹھ جائے گی تو میر کیلئے اسے ڈھونڈنا آسان ہو جائے گا .کچھ ہی پل اس سے دھوپ برداشت ہوئی مگر پھر اسے وہ دھوپ چبھنے لگی .فروری کی یہ دھوپ دیکھنے میں کتنی ہی بھلی لگتی ہو مگر اس وقت وہ اسے دہکا رہی تھی .سرخ چہرے پر سے اب وہ بار بار پسینہ پونچھتی اور ایک بار نظر موبائل کی اسکرین پر ڈال کر پھر سے مایوس نظریں راستے پر مرکوز کر لیتی .اسے وہاں بیٹھے ایک گھنٹہ گزر گیا تھا مگر میر آ ہی نہیں رہا تھا .پین کلر نے جس درد کو سلایا تھا ,دھوپ کی شدت نے اب اسے پھر سے جگا دیا .اس نے فیصلہ کیا کے وہ پارک کے باہر ہی اس کا انتظار کر لے گی .جو بھی ہو میر ضرور آئے گا .اسلئے کچھ ہی دیر میں وہ پارک کے باہر درخت کی چھاؤں میں گاڑی کیساتھ ٹیک لگا کر کھڑی ہو گئ .

کھڑی ہو کر جب تھک چکی تو وہ گاڑی میں بیٹھ کر اس کا انتظار کرنے لگی مگر انتظار کے کوڑے اب اس کے دماغ پر برسنے لگے تھے .اسی وقت اس کے ذہن میں ایک جھماکہ ہوا . وہ شخص جو اس کی کالز اور اس کے میسجز کا جواب نہیں دے رہا تھا,وہ اس کے کہنے پر اس سے ملنے آئے گا؟ اس سے ملنے؟ وہ جسے اپنا قصور بھی معلوم نہیں تھا,اس سے بھلا وہ کیوں ملنے آئے گا جب اس نے سب کو اپنی آمد کے بارے میں مہرال کو بتانے سے منع کر رکھا تھا؟

"ڈیم اٹ "!مہرال نے زور سے اپنا ہاتھ اسٹئیرنگ پر مارا .وہ بیوقوف بن گئی تھی,وہ بھی بہت آسانی سے .وہ کیوں بھول گئی تھی کے اس کی زندگی میں اب تک سب نے اس کے ساتھ ایسا ہی کیا تھا؟ اگر اس کا باپ اس کیساتھ ایسا کر سکتا ہے تو بھلا میر تھا ہی کون؟ اس کا دوست؟ کیا وہ کچھ زیادہ ہی بڑے گمان کرنے لگی تھی .

"ہیلو جے بی,ابھی کہاں ہو؟ "مہرال نے کسی خیال کے تحت جبرئیل کو فون ملایا.

"ڈونٹ آورز آیا ہوں ابھی,خیریت؟ "جبرئیل نے اسکی تھکی تھکی آواز محسوس کر لی تھی.

"اوکے "!مزید کچھ بھی کہے بنا مہرال نے فون بند کر کے گاڑی اسٹارٹ کی اور ڈونٹ آورز کی طرف ڈرائیو کرنے لگی .اس نے سوچ لیا تھا .اب وہ مزید میر کو کالز نہیں کرے گی .

ایک شخص جب واضح طور پر آپ سے دور جانا چاہتا ہے تو پھر آپ کیوں مسلسل اس کی طرف قدم بڑھائیں؟ سوائے اس کے کہ آپ حسنِ اخلاق کا مظاہرہ کر دیں. ڈونٹ آورز پر گاڑی روک کر وہ بیکری کے اینٹرینس ڈور کی طرف بڑھی. گلاس ڈور کھولا تو بیکری کے وسط میں وہ شخص کھڑا کسی کو ہدایت دے رہا تھا جس سے اب اس نے بات نہ کرنے کا عہد کر لیا تھا. اس کا دل زور سے دھڑکا. ایک ہفتے بعد وہ اسے نظر آیا تھا. مگر اسے نظر انداز کر کے مہرال نے اندر قدم رکھا تو وہ ہدایت دیتا ہوا رکا اور حیرت زدہ سا مہرال کو دیکھنے لگا. مہرال کا دل اس سے جنگ کرنے لگا کے وہ وہیں رک کر اس پر پھٹ پڑے اور قریب تھا کے وہ ایسا کر بھی دیتی مگر ضبط کرتی وہ قدم بڑھاتی کاؤنٹر تک آئی. اسے یقین نہیں آ رہا تھا کے ایک ہفتے اور دو دن کے بعد اب وہ اس کے سامنے تھا, عین اس کی توقع کے برخلاف.

"جبرئیل کہاں ہے؟ "زید چونکہ مہرال کو جانتا تھا اسلئے اس نے فوراً سے اسے بیکنگ روم جانے کیلئے کہہ دیا. وہ سر ہلاتی بیکنگ روم کی طرف بڑھنے ہی لگی تھی کے جبرئیل اس دروازے سے نمودار ہوا اور مہرال کو وہاں دیکھ کر وہیں رک گیا.

"کیا ہم بات کر سکتے ہیں؟ "وہ کاؤنٹر سے ہی جبرئیل سے پوچھنے لگی تو جبرئیل نے اثبات میں سر ہلایا. میر ہنوز شاکڈ تھا. مہرال اسے اگنور کر رہی تھی؟ مہرال اب پھر سے پلٹ گئی اور

ایک بار پھر اسے اگنور کرتے ہوئے وہ بیکری سے باہر نکل گئی. جبرئیل نے بھی اس کی پیروی کی.

"ہم فرینٹیشن روم میں بات کر سکتے تھے". جبرئیل کنفیوزڈ تھا. کیونکہ پہلے کبھی انہوں نے بیکری سے باہر بات نہیں کی تھی اور اس وقت مہرال کے مرجھائے ہوئے چہرے پر بھی اسے بے حد ترس آرہا تھا.

"نہیں دراصل مجھے جلدی جانا ہے". مہرال نے موبائیل پر وقت دیکھتے ہوئے واپس جبرئیل کی طرف نگاہ اٹھائی". کیا تم مجھے بتا سکتے ہو کے میر کے اس رویے کی کیا وجہ ہے؟"

"آئی ایم سوری". جبرئیل نے افسوس سے سر نفی میں ہلایا.

"اگر میں پوچھوں تو کیا تم ہاں یا نہ میں جواب دے سکتے ہو؟ "مہرال سمجھ رہی تھی کے شاید وجہ پتا چل جانے پر وہ میر کے بارے میں سوچنا بند کر دے گی.

"میں کوشش کروں گا". جبرئیل کو اس لڑکی کی معصومیت دیکھ کر میر پر شدید غصہ آنے لگا.

"کیا وجہ میرے ہاتھ میں پہنی وہ انگوٹھی تھی؟ "جبرئیل اسے جتنی بیوقوف سمجھ رہا تھا وہ اتنی بیوقوف بھی نہیں تھی. اسے توقع نہیں تھی کے وہ اتنی جلدی اتنی بڑی بات سمجھ جائے گی. حیرت کے مارے جبرئیل کی آنکھیں پھیل گئیں تھیں اور زبان تالو سے جا لگی تھی.

"تھینکس جے بی ,مجھے جواب مل گیا ہے". تلخی سے سر جھٹک کر وہ گاڑی کی طرف مڑی.

"مہرال تمہیں صحیح بات نہیں پتا ,ابھی کوئی فیصلہ مت لینا".وہ جانے ہی والی تھی کے جبرئیل نے اسے فوراً پیچھے سے روک دیا.وہ نہیں چاہتا تھا کے مہرال وہاں سے آدھی معلومات لے کر جاتی.

"اور صحیح بات کیا ہے؟ کیا تم دونوں کو مجھ پر یقین نہیں تھا؟ وہ گدھا اس بات پر ناراض ہے کے میں نے اپنی زندگی کا اتنا بڑا فیصلہ تم دونوں کو بتائے بنا کر لیا ہے اور مجھے اتنی بھی مہلت نہ دی کے میں کوئی بات واضح کر سکتی اور تم کہہ رہے ہو کے فیصلہ نہ لوں؟ تمہیں پتا ہے جے بی چند ماہ پہلے میں اتنے ڈپریشن میں تھی کے میرے لئے ایک بوڑھے شخص کا پروپوزل آیا تھا اور میں نے سوچا تھا کے میں ہاں کر دیتی ہوں .اس طرح میں شادی کر کے اس سے ڈائیورس لے لوں گی اور اس کے پیسے سے کہیں ایسی جگہ چلی جاؤں گی جہاں نظامی بھی مجھے ڈھونڈ نہیں پائے گا .مگر انہی دنوں میں نے خود سے لڑ کر یہ فیصلہ لینے سے خود کو باز رکھا .مجھ جیسے کسی بھی انسان کو جب آزادی کی تھوڑی سی چمک دکھائی جائے گی تو انسان فوری طور پر لالچی کیسے نہ ہو جے بی؟ "آنسو باہر آنے کو بے تاب تھے مگر مسلسل آنکھیں جھپکاتے اس نے یہ اثر بھی زائل کر دیا .

"لیکن ہم کوشش کر رہے ہیں نا مل کر, تم آزاد ہو جاؤ گی ".اسکی باتیں سن کر جبرئیل کا بھی دل غمگین ہو گیا تھا .پتا نہیں وہ لڑکی اتنا سب کیسے برداشت کر رہی تھی .پھر اگر وہ اپنے لئے راہ ڈھونڈنا چاہتی ہے تو اسے سزا کیوں دی جا رہی ہے؟

"نہیں ,میں مزید کوشش نہیں کروں گی جے بی .میں یہاں ,ابھی ,اسی وقت ہار مانتی ہوں . کیونکہ میں نے دیکھ لیا ہے ,اس قید سے باہر کی دنیا بھی کچھ کم ظالم نہیں ہے .جو سب قید میں ہوتا ہے ,وہ قید سے باہر بھی ہو رہا ہے .اس لئے میں اس دنیا کے آگے ہتھیار ڈالتی ہوں ,جو ظلم کرنے کیلئے ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش میں مگن ہے ".وہ کہہ کر پلٹی تو اس کے پیچھے میر کھڑا تھا .جبرئیل ایک غصیلی نگاہ میر پر ڈالتے ہوئے وہاں سے چلا گیا .کیونکہ میر ہی تھا جو مہرال کو مایوسی میں دھکیل گیا تھا .کتنا دل دکھا دیا تھا اس نے اس معصوم لڑکی کا جو یہ بھی نہیں جان سکی تھی کے انگوٹھی سے جلن میر کو اسلئے ہوئی تھی کیونکہ وہ اس بیوقوف سے محبت کر بیٹھا تھا.

"بنا ملے ہی چلی جاؤ گی؟ "وہ جو بلیک کریو نیک ٹی شرٹ کیساتھ بلیک ہی جینز کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے کھڑا تھا ,مہرال کو اپنے پاس سے گزرتا دیکھ کر خود ہی بول پڑا.

"تم پریشان ہو جاؤ گے ,اس لئے بہتر ہے کے بنا ملے ہی چلی جاؤں ".وہ اس سے بات نہیں کرنا چاہتی تھی .وہ خاموشی سے چلے جانا چاہتی تھی مگر نجانے کیوں وہ پھر بھی جواب دے بیٹھی.

"تمہیں کس نے کہا کے تمہارے ملنے سے میں پریشان ہو جاتا ہوں؟ "وہ مڑ کر اس کے سامنے آ کھڑا ہوا تو مہرال کا دل چاہا کے وہ اس شخص کو زوردار تھپڑ رسید کر دے .ایسے ظاہر کر رہا تھا جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو.

"ایکچوئلی مجھے دیر ہو رہی ہے ".اس سے زیادہ اب وہ یہاں نہیں رک سکتی تھی .آنسوؤں کا گولہ اس کے حلق میں اٹک چکا تھا اور وہ فوراً یہاں سے نکل کر زور زور سے رو دینا چاہتی تھی.

"سنڈے کو تمہیں کونسا کام ہے؟ "وہ حیران ہوا تو مہرال کو لگا کے اس کے سامنے اس شخص نے بےشرمی اور ڈھٹائی کی ساری حدیں ہی توڑ دی ہیں .کیا اب بھی وہ اس سے یہ سوال کرنے کا حق رکھتا تھا؟ وہ کچھ کہتا اس سے پہلے ہی مہرال کو زوردار دھچکا لگا .نظامی کی گاڑی سے مہک نکل کر بیکری میں داخل ہو رہی تھی .میر نے مہرال کی نظروں کا تعاقب کیا تو

اسے اس کی حیرت کی وجہ مل گئی. میر نے سرسری انداز میں نگاہیں واپس مہرال کی طرف موڑ لیں.

"ایسے حیرت سے کیوں دیکھ رہی ہو؟"جب مہرال اپنی حیرت کو چھپا نہ سکی تو میر نے پوچھ ہی لیا.

"یہ تم سے ملنے آئی ہے؟"مہرال کی نظریں اب میر کی جانب تھیں وہ چاہتی تھی کے میر انکار کر دے. مگر جو میر نے کہا وہ اثبات میں جواب دینے سے بھی زیادہ برا تھا.

"میرے خیال سے یہ کافی پرسنل ہے". میر نے ابرو اچکاتے ہوئے مہرال کو ایسے باور کروایا جیسے وہ کوئی اجنبی ہو. اس وقت نظامی بھی مہرال کے سامنے آجاتا تو اسکی یہ حالت نہ ہوتی جو میر کے چند الفاظ نے اس کی کر دی تھی.

"مجھے لگا تھا... ہم دوست ہیں". ٹھہر ٹھہر کے اس نے بمشکل بات مکمل کی تو ایک نادان آنسو نے فرار حاصل کر لی اور رسوائی کو گلے لگا لیا.

"دوستوں میں بھی حدود ہوتی ہیں". یہ کہہ کر وہ پلٹ گیا, مگر اپنے پیچھے بکھرے وجود کو نہ دیکھ پایا جس کو اس نے ابھی ابھی کرچی کرچی کر دیا تھا. منہ کھولے وہ وہاں ایسے کھڑی تھی جیسے کوئی مجسمہ. نہ حواس ساتھ دے رہے تھے نہ وجود.

"برا کیا تم نے میر. دوست بنا کر وار کیا. دوست کو تھاما جاتا ہے. تھام کر کھائی میں پھینکنا کس نے سکھایا تمہیں؟ "خود کو گھسیٹتی وہ گاڑی میں بیٹھ گئی اور تیزی سے ڈرائیو کرتی وہ بیکری میں موجود جبرئیل کی نظروں سے اوجھل ہو گئی. وہ بس لب بھینچ کر رہ گیا.

رات کو دیر سے گھر آنے اور بنا ڈنر کیے اپنے کمرے میں چلے جانے کا اب اسکا معمول بن چکا تھا. آج بھی وہ دیر سے گھر لوٹ رہا تھا. مگر اس سے پہلے ہی آج جبرئیل اس کے کمرے میں موجود تھا. میر چونکا مگر ظاہر کیے بنا باتھ روم کی طرف بڑھنے لگا تو جبرئیل نے اسے وہیں روک دیا.

"یہ کیا تماشہ لگایا ہوا ہے تم نے؟ "جبرئیل اٹھ کر اسکے پیچھے آن کھڑا ہوا تو میر مڑا.

"کیسا تماشہ؟ "میر نے ایسے ظاہر کروایا جیسے اسے پتا ہی نہ ہو کے جبرئیل کس کے بارے میں بات کر رہا ہے.

"نظامی کی بیٹی کا تماشہ. کیوں اس سے مل رہے ہو؟ اور مہرال کیساتھ ایسے کیوں کر رہے ہو؟ "جبرئیل کا بس نہیں چل رہا تھا کے وہ مہک کو ابھی قتل کر دیتا.

"جب تمہیں پتا ہے تو پوچھ کیوں رہے ہو؟ "اس نے کندھے اچکا کر جواب دیا.

"تم, کیا تم واقعی اس نظامی کی بیٹی سے شادی کرنے والے ہو؟ "جبرئیل کو ابھی تک یقین نہیں آ رہا تھا.

"مہک نام ہے اسکا. اور کچھ دن تک میں اسے شادی کے سلسلے میں ماما سے ملوانے والا ہوں ". میر نے اتنے عام انداز میں بتایا جیسے وہ اگلی کلاس میں پروموٹ ہونے کی خبر سنا رہا ہو.

"تمہارا دماغ درست ہے؟ "جبرئیل نے اسے گریبان سے پکڑ کر دیوار کیساتھ لگایا تو میر اس کے اس رویے پر حقا بقا رہ گیا" . تمہاری ہمت کیسے ہوئی مہرال کیساتھ اتنا بڑا کھیل کھیلنے کی".

"میں نے کوئی کھیل نہیں کھیلا. اس نے اپنے لئے راستہ چنا تو ایک راستہ میں نے چنا ہے. ہٹو اب ". اپنا گریبان چھڑواتا میر باتھ روم کی طرف بڑھ گیا. جبکہ جبرئیل اسے کتنی ہی دیر حیرت زدہ دیکھتا رہ گیا. وہ میر تو نہیں لگ رہا تھا. پھر اس کے روپ میں نظر آنے والا یہ شخص کون تھا؟

فروری کا اختتام سر پر آن پہنچا تو سردی بھی اپنا زور توڑنے لگی تھی. نجانے موسم کا اثر تھا یا ٹوٹے بھرم کا, ڈپریشن نے بری طرح اسے گھیر رکھا تھا. اب بھی وہ صبح صبح ہی سفید کرتے

پر زرد اسکادف اوڑھے دو کافی کے مگ اور ڈونٹس لئے پارک میں گم سم سی بیٹھی تھی .اپنی کافی وہ پی چکی تھی مگر دوسرا مگ ابھی ویسے ہی دھرا ہوا تھا .ایک ڈونٹ اس نے کھایا تھا اور دوسرا ڈونٹ ویسے ہی سامنے والے مگ کیساتھ رکھا ہوا تھا جسے اس نے چھونے کی زحمت بھی نہیں کی تھی.

"تم یہاں ,یہ سب کیا کر رہی ہو؟ "اس کے کانوں میں شناسا سی آواز ابھری تو وہ اپنے خیالوں سے چونک گئی .اپنے سامنے اس نے میر کو کھڑے پایا تو اسے نجانے کیوں حیرت نہ ہوئی ,اسلئے واپس اپنی نظروں کا رخ کافی مگ کی طرف کر لیا.

"مہرال تم یہاں کیوں بیٹھی ہو؟ "میر کو اس کی ذہنی حالت پر شک گزرا تو وہ اس کے سامنے بیٹھ گیا .جو بھی تھا وہ کافی دنوں بعد اس سے مل رہا تھا.

"میں تو اپنے دوست کا انتظار کر رہی ہوں ".اس نے سادگی سے کہا تو میر کی گردن میں گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی .مگر مہرال نے اسے نہیں دیکھا تھا .وہ ابھی بھی مگ کی طرف ہی نظریں جمائے ہوئے تھی.

"پہلے وہ مجھ سے روزانہ ملنے آیا کرتا تھا. میرے لئے ڈونٹس بھی لاتا تھا اور اپنا ڈونٹ بھی مجھے دے دیا کرتا. میں اس کیلئے کافی بنا کر لایا کرتی تھی". مہرال نے سرد آہ بھری. وہ اتنی سادگی سے بتا رہی تھی کے جیسے مقابل میر نہیں, کوئی اجنبی ہو.

"پھر... پھر شاید اس کے پاس میٹھا ختم ہو گیا. اس نے آنا بند کر دیا". ہیزل آنکھوں کو وہ سکیڑ کر اب آسمان کی طرف دیکھنے لگی. میر حیرت سے اس کی طرف دیکھنے لگا جیسے وہ خود کلامی کر رہی ہو.

"لیکن میں نہیں رکی. میں روزانہ آتی تھی. اسکی کافی میں میں نے شہد کی مقدار بھی بڑھا دی تھی. میں ڈونٹس بھی لایا کرتی تھی, مگر وہ پھر بھی نہیں آتا. وہ کہیں چلا گیا ہے. وہ پلٹے گا نہیں, اور اگر وہ پلٹا بھی تو"... مہرال نے اب یک دم اپنی نظر آسمان سے ہٹا کر میر کی جانب کی اور مہرال کے تاثرات بدلے تو میر یک دم ٹھٹھکا.

"مہرال نہیں پلٹے گی". درشتگی سے کہتی ہوئی وہ اٹھی اور بیگ اٹھا کر جانے کیلئے تیزی سے پلٹ گئی.

"رک جاؤ مہرال". میر اس کے پلٹتے ہی ایسے بولا جیسے اب نہ روکا تو وہ واقعی ہی کھو جائے گی. تیزی سے بڑھتے ہوئے اس کے قدم رکے مگر وہ پلٹی نہیں. اس لئے میر خود اس کے

سامنے جا کر کھڑا ہو گیا. میر کے سائے نے مہرال کے چہرے پر پڑنے والی دھوپ پر سایہ کر دیا. مگر پھر بھی اس کے ماتھے پر سے تیوری نہیں ہٹی تھی.

"پھر سے اتنا بڑا فیصلہ میرے بنا ہی لے لو گی؟ "مہرال ایک منٹ بھی وہاں نہیں رکنا چاہتی تھی, مگر جتنی بے بسی سے سامنے کھڑا شخص بول رہا تھا, مہرال کو لگا کے دوستی میں ظلم میر نے نہیں, خود مہرال نے میر پر کیا ہے.

"کیا تم نے اتنا بڑا فیصلہ میرے بنا ہی نہیں لے لیا؟ "جو جلن وہ دل میں چھپائے بیٹھی تھی وہ اب زبان پر آہی گئی تھی. میر شاکڈ کھڑا تھا. مہرال کو بھلا یہ بات کس نے بتائی تھی. مگر پھر وہ خود ہی مہک پر ملامت کرنے لگا. ظاہر ہے اس نے ہی یہ ڈھنڈورا مہرال کے سامنے پیٹا ہو گا.

"ہم بیٹھ کر بات کر لیں پلیز؟ "وہ التجائیہ ہوا تو مہرال آنکھیں پھیر کر بینچ کی طرف بڑھ گئی. میر بھی اس کے پیچھے بڑھا اور اس کے عین سامنے بیٹھ گیا.

"میں نے کوئی فیصلہ نہیں لیا. میں بس اس کو ماما سے ملوانے والا ہوں ".وہ نہیں جانتا تھا کے وہ کیا صفائی پیش کرے. اسلئے وہ اتنی ہی وضاحت دے سکا.

"مجھے فرق نہیں پڑتا تم جو بھی فیصلہ لو. مگر مجھے جواب دو, مہک ہی کیوں؟ "کیوں پر زور دیتے ہوئے وہ بینچ پر اپنے دونوں ہاتھ رکھتی ہوئی آگے کو ہوئی.

"کیا تم نے بھی اپنی مرضی سے حدید کو نہیں چنا؟ "نا چاہتے ہوئے بھی میر نے شکوہ کر دیا. مگر یہ بات مہرال کو بری طرح چبھی.

"اوہ !تو یہی وجہ تھی تمہارے اس رویے کی؟ لو سنو میر, خوش ہو جاؤ. یہ دیکھ رہے ہو میرا ہاتھ؟ "مہرال نے اپنا داہنا ہاتھ اسکے سامنے کیا جس میں اس نے وہ انگوٹھی پہن رکھی تھی. "دیکھو اب اس میں انگوٹھی نہیں ہے. میں نے وہ انگوٹھی اسے واپس بھجوا دی ہے. مگر مجھے افسوس ہے. بہت افسوس ہے کے تم نے صرف اس بات کی وجہ سے کے میں نے یہ فیصلہ تمہیں بتائے بنا لے لیا, مجھ سے میرا دوست ہی چھین لیا؟ رویہ ہی بدل ڈالا؟"

"یہ وجہ نہیں ہے مہرال "!وہ جس کے چہرے پر اس کی خالی انگلی کو دیکھ کر خوشگوار حیرت اُمڈ آئی تھی, اب وہ شاکڈ رہ گیا تھا. وہ کیا سمجھ رہی تھی اسے؟ وقت کیساتھ بدلنے والا انسان؟

"اچھا؟ پھر؟ پھر کیا وجہ تھی میر؟ میرے ساتھ غلط بیانی مت کرو ".وہ تلخ ہوئی تو میر حیران رہ گیا.

"میں جھوٹ نہیں بول رہا". میر اپنی صفائی نہیں دینا چاہتا تھا. مگر وہ مہرال کو ہمیشہ ہمیشہ کیلئے کھونا بھی نہیں چاہتا تھا.

"کیا میر نے کبھی جھوٹ نہیں بولا؟"

" کبھی بھی نہیں. کیونکہ جھوٹ بولنے والے اللہ تعالیٰ کے پاس کاذب لکھ دیئے جاتے ہیں".

اسے اچانک اس دن اپنی اور زینب کی ہونے والی گفتگو یاد آئی. میر جھوٹ نہیں بولتا. تو کیا میر اب بھی جھوٹ نہیں بول رہا تھا؟ پھر اس نے یہ سب کیوں کیا؟

"تم کہاں تھے؟ "وہ شروع سے سارا معاملہ جانچ لینا چاہتی تھی.

"اگر میں کہوں کے میرے بنا بتائے ہی تم مجھ پر یقین کر لو تو کیا تم یقین نہیں کرو گی؟ "

میر بےبس دکھنے لگا.

"تم نے میرے ساتھ رابطہ بھی بند کر دیا". وہ سمجھ گئی تھی کے میر اسے نہیں بتانا چاہتا کے وہ کہاں تھا. اسلئے اب وہ اپنے اگلے سوال پر آئی.

"کیونکہ تم مجھ سے بار بار پوچھتی کے میں کہاں ہوں. میں تمہیں بتانا نہیں چاہتا تھا اور جھوٹ بھی نہیں بولنا چاہتا تھا". اس نے رسانیت سے جواب دیا.

"تو واپس آکر تم نے مجھ سے کوئی رابطہ کیوں نہیں کیا؟ اور مہک کو کیوں بتایا کے تم کہاں جا رہے ہو؟ "شکوہ کرتے ہوئے وہ انتہائی تلخ ہوئی .وہ اسے نہیں بتا سکتی تھی کے اس کے بعد اس کیلیئے وہ کتنی پریشان تھی .اس نے کتنی دعائیں کی تھیں اور واپسی پر اس کے رویے نے اسے کتنا زخمی کیا تھا .میر نے لمبی سانس بھری ,جیسے اب وہ کچھ بتانے کیلیئے خود کو تیار کرنے لگا ہو.

"جب ہم لوگ نظامی کی جاسوسی میں مصروف تھے تو مہک میری جاسوسی میں مصروف تھی . اسے پتا چل گیا تھا کے میں نظامی کے معاملات ٹٹول رہا ہوں .مگر اپنی محبت میں وہ اتنی اندھی ہو چکی ہے کے اسے یہ بھی پرواہ نہیں کے اس کے کسی اپنے کو نقصان پہنچ سکتا ہے . اسے بس اپنا آپ نظر آ رہا ہے .اسی لئے وہ یہ بھی جان گئی تھی کے میں کہاں جا رہا ہوں . اس نے مجھے راستے میں روکا اور مجھے بتا دیا کے کس طرح وہ میری ہر بات جانتی ہے .اسلئے اس نے میرے ساتھ ڈیل کی کے اگر میں اس سے شادی کے بارے میں سوچوں تو وہ نظامی کے راز فاش کیے بنا تمہیں آزاد کروا دے گی .میرے پاس اس وقت کوئی چارہ نہیں تھا , اسلئے میں نے اس سے وقت لے لیا اور اس سے کہا کے میں واپس آ کر بات کروں گا .

مگر جب میں واپس آیا تو مجھے جبرئیل سے دو باتوں کا علم ہوا .ایک یہ کے حدید گرمانی بھی نظامی کے دوستوں میں شامل ہے .دوسرا یہ کے حدید گرمانی مہک کو سپورٹ کر رہا ہے .میں اگر مہک کو انکار کر دیتا ہوں تو وہ ساری بات حدید کو بتا دے گی .پھر نظامی تمہیں زندہ نہیں چھوڑے گا ".میر نے ساری بات بیان کر دی اور اب وہ مہرال کی طرف نرمی کا تاثر لیے بیٹھا تھا.

"اوہ میرے اللہ !اسی لئے ...اسی لئے مہک مجھے اتنا سپورٹ کر رہی ہے کیونکہ اسے حدید نے کہہ رکھا ہے ".مہرال حیرت زدہ سی دونوں ہاتھ اپنے چہرے کے قریب لے گئی مگر پھر اچانک اسے کچھ یاد آیا تو ماتھے پر بل آئے" .یہ سب تم مجھے پہلے بھی تو بتا سکتے تھے".

"میں نہیں بتا سکتا تھا.کیونکہ حدید خود میری ٹوہ میں تھا.جے بی کو یہ بھی شک تھا کے وہ میرا اور تمہارا فون ٹریس کر رہا ہے .اسلئے میں واپسی پر بھی تم سے رابطہ نہیں کر سکتا تھا . کیونکہ تم سے رابطہ رکھنے کا مطلب تھا کے مہک کیساتھ بگاڑ لی جائے اور اس وقت مہک کیساتھ بات بگاڑنے جیسی کوئی چیز ہم افورڈ نہیں کر سکتے .اس وقت ہمیں بس اس کی گڈ بکس میں ہونا ہے ".ایک ایک کر کے میر سب پہلو واضح کرتا جا رہا تھا .

"تو اب کیا حدید تمہاری ٹوہ میں نہیں ہے؟ "مہرال کے تاثرات اب آہستہ آہستہ نرم پڑنے لگے.

"وہ کل رات ہی امریکہ گیا ہے .اسے وہاں شاید چند دن لگ جائیں ".میر نے وہاں پڑا ڈونٹ مہرال کے سامنے کھسکھایا جسے مہرال نے ڈھانپ دیا اور خود مگ کا ڈھکن کھولتے ہوئے کافی پینے لگا .پہلا ہی گھونٹ بھرا تو اسے اس میں شہد کی بہت زیادہ مقدار کا احساس ہوا لیکن اتنے دن بعد وہ کافی اسے بہت بھلی لگی.

"اور اس دن تم مجھ سے ملنے بھی نہیں آئے .میں نے تمہارا بہت انتظار کیا تھا میر ".وہ میر کو کافی پیتے دیکھ کر سکون محسوس کرنے لگی.

"اس وقت ڈونٹ آورز میں مہک آئی تھی ,یہ دیکھنے کے میں تم سے پارک میں ملنے گیا ہوں یا نہیں .وہ بیوقوف میرے فون کے پیچھے چھوٹی سی چِپ لگا گئی تھی ,کیونکہ اسے شاید حدید سے علم ہو گیا تھا کے تم نے مجھے پارک میں بلایا ہے اور انکا خیال تھا کے تم مجھ سے ضرور ملو گی .میں چاہ کر بھی تم سے ملنے نہیں جا سکتا تھا .کیونکہ ایسا کرنے سے انہیں لگتا کے میں ابھی بھی تمہارا دوست ہوں .اور مجھے شاید چِپ کا پتا بھی نہ چلتا مگر اس کے پھوہڑ انداز نے

مجھے خود ہی بتا دیا۔ وہی چِپ لینے کیلئے وہ تب واپس آئی تھی جب تم ڈونٹ آورز کے باہر کھڑی تھی "۔ مہرال کو یقین نہیں آ رہا تھا۔ وہ کیا سمجھ رہی تھی مگر اصل بات تو کچھ اور تھی۔

"اور تم اس دن میرے ساتھ روڈ بھی ہوئے تھے "۔ اب کی بار مہرال نے شکوہ نہیں کیا تھا۔ بس وہ اس کے پیچھے وجہ جاننا چاہتی تھی۔

"کیونکہ اس وقت میرا فون میرے پاس تھا۔ اس لئے ضروری تھا کے میں تمہارے ساتھ فرینک نہ ہوتا "۔ میر نے سارے حساب کلئیر کر دیئے تو مہرال نے سکون کا سانس لیا۔ اچانک ہی اسے سب خوشگوار سا لگنے لگا۔

"تو یہ حدید ہی ہے, جس کی وجہ سے مہک میرا اتنا خیال رکھ رہی ہے۔ میرے لئے وہ نظامی کے سامنے بھی کھڑی ہو گئی تھی۔ مطلب پرست "! مہرال کو رہ رہ کر مہک پر غصہ آ رہا تھا جس نے اسے اس کے دوست سے اتنے دن دور رکھا اور اسے ذہنی اذیت بھی دی۔

"کیا اب بھی تم واپس نہیں پلٹو گی؟ "میر نے جس حسرت سے کہا, مہرال کو لگا اس کا دوست واپس آ گیا ہے۔

"اس شرط پر کے تم میرے لئے ڈونٹس بنا کر لاؤ۔ میں نے سب بیکریز کے ڈونٹس ٹرائی کر لئے مگر کوئی اچھا ہی نہیں لگا "۔ وہ مسکرا اٹھی۔ کتنے دنوں بعد تو اسے یہ مسکراہٹ ملی تھی۔

مگر اس کی یہ مسکراہٹ صرف میر ہی نہیں ,کوئی اور بھی دیکھ رہا تھا .مہرال کو جب خود پر کسی کی نظروں کی شدت محسوس ہوئی تو وہ یہاں وہاں دیکھنے لگی . مگر اسے کوئی بھی نہ دکھا . وہ میر سے باتیں کرتی دھیان بٹا رہی تھی مگر خود پر کسی کی نظریں محسوس کرتے ہوئے وہ بے چین بھی ہو گئی تھی.

"کیا میں نے کچھ مِس کر دیا ہے؟ "جبرئیل گاڑی میں داخل ہوا تو میر ,زینب اور مہرال جو کے پہلے سے ہی گاڑی میں موجود تھے ,آپس میں بہت دوستانہ لہجے میں پرجوش سے باتیں کر رہے تھے .جبرئیل فرنٹ سیٹ پر بیٹھ کر انہیں اس طرح دوبارہ دیکھتے ہوئے کافی حیران ہوا .
"تھیٹر میں بیٹھے ہو کیا؟ "میر نے ایک نظر اپنے ساتھ بیٹھے جبرئیل پر ڈالتے ہوئے گاڑی اسٹارٹ کر دی.
"تم کسی فلم سے کم ہو کیا؟ "جبرئیل نے مسکراہٹ دباتے ہوئے میر کے بدلے ہوئے برتاؤ پر چوٹ کی تو پیچھے بیٹھی مہرال اپنی ہنسی نہ روک پائی اور کھکھلا کر ہنس دی ,زینب نے بھی دبی دبی ہنسی میں اسکا ساتھ دیا .میر بس نتھنے پھلا کر ہی رہ گیا .

یہ دوپہر کا وقت تھا جب میر اور مہرال زینب کو اسکول سے واپس لیتے ہوئے آئے تھے اور انہیں جبرئیل کو بھی اسکول سے پِک کرنا تھا. فرح بیگم ابھی اسکول رکنے والی تھیں. اسلئے وہ چاروں اب ٹیک اوے لے کر واپس گھر جا رہے تھے. اس بات سے بے خبر کے کوئی انکا پیچھا کر رہا ہے.

"میں بس ابھی چینج کر کے آتی ہوں, اس سے پہلے کسی نے بھی کھانے کی کسی چیز کو چھوا تو واللہ مجھ میں جلاد پاؤ گے". ان تینوں کو دھمکاتے ہوئے زینب نارمل انداز میں خوش خوش سی اپنے کمرے میں چلی گئی.

"زینی نکمی کی ساری خوشیاں اس لئے ہیں کیونکہ آج اسے کچن میں میرے ساتھ لنچ نہیں بنوانا پڑے گا". جبرئیل نے زینب کی غیر موجودگی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے فوراً سے زینب کو وہ لقب دے ڈالا جو زینب جبرئیل کو دیتی تھی. مگر ٹھیک اسی وقت مہرال کی دوستی نے ٹھاٹھیں ماریں.

"ہونہہ, جے بی نکمہ"! مہرال نے ماتھے پر تیوری چڑھا کر لیپ ٹاپ آن کیا اور اسے میر کی طرف بڑھا دیا تاکہ وہ اسے جبرئیل کو دے سکے. جواباً جبرئیل بس اسے منہ کھولے دیکھتا رہ گیا.

"میں نے یہ ویڈیو بہت بار دیکھی اور پھر ہی میں بہت حد تک ان ممبرز کے نام اور کچھ حد تک انکی ذمہ داریاں نوٹ کر سکا ہوں ".جبرئیل نے ٹیبل پر لیپ ٹاپ رکھ کر رخ ان دونوں کی طرف کیا تاکہ وہ ان دونوں کو صحیح طرح دِکھ سکے.

"سب سی پہلے نظامی سے ملیں ,جو کے ان اسمگلرز کے گروپ کا لیڈر جانا جاتا ہے .سربراہی کرسی پر جس ٹھاٹھ سے بیٹھا ہے ,معلوم ہوتا ہے کے تمام ممبرز اپنے لیڈر کی بات پر سر تسلیم خم کرنے والے ہیں ".جبرئیل نے لیپ ٹاپ کی اسکرین پر نظامی کی تصویر نکالی جو کے باجوہ کی جیب میں موجود پین کیمرہ کی فوٹیج سے نکالی گئی تھی .اسے دیکھ کر مہرال کا حلق تک کڑوا ہو گیا .میر بھی سنجیدہ انداز میں جبرئیل کی باتیں سن رہا تھا.

"یہ ہے ہارون خان .میر کے تایا شہروز زمان خان کیساتھ مل کر یہ افغانستان اور ٹرائی بارڈر ایریا سے اسلحہ کی آمدورفت دیکھتا ہے .ایسا نظامی نے ہی اس ویڈیو فوٹیج میں متعارف کروایا ہے ".جبرئیل نے اب لیپ ٹاپ پر دو تصاویر ایک ساتھ دکھائیں جن میں سے ایک ہارون خان اور دوسرا شہروز خان تھا .اس کا ذکر کرتے ہی جبرئیل کے جبڑے بھنچ گئے مگر میر نے خود پر خاصہ ضبط کر کے رکھا تھا .اس بات کا اندازہ اس کے بے تاثر چہرے سے لگایا جا سکتا تھا.

"اور اس عظیم ہستی کو آپ سب یتیم حدید کے نام سے جانتے ہیں. شکل سے ہی دہشتگرد معلوم ہوتا ہے".لیپ ٹاپ کی اسکرین پر حدید کا مسکراتا ہوا دلکش چہرہ ابھرا تو مہرال کو جبرئیل کی بات پر ہنسی آئی.

"اچھا خاصہ تو ہے وہ. کسی ماڈل سے کم ہے کیا؟ دیکھو بالکل ایک میچور انسان لگ رہا ہے. تم بس حسد کر رہے ہو".مہرال نے جبرئیل کی ہنسی اڑانا چاہی مگر اس سے پہلے ہی میر نے سنجیدگی سے آگے بڑھ کر اگلی تصویر کیلئے بٹن دبا دیا اور پیچھے ہو کر بیٹھ گیا.مہرال حیرت سے آنکھیں پھاڑے جبرئیل کی طرف دیکھنے لگی جیسے پوچھ رہی ہو",اسے اچانک کیا ہوا ہے؟"جواباً جبرئیل بھی مسکراہٹ دبائے اسکرین کی طرف متوجہ ہو گیا.

"اس بِگ شو سے ملیں.اسکا نام شرجیل جعفری ہے. معلوم ہوتا ہے کے یہ نظامی کا بہت قریبی ساتھی ہے.ویڈیو میں یہ مستقلاً نظامی کیساتھ ہی پایا گیا ہے.نظامی بھی ہر چند اس سے کچھ نہ کچھ بات کرتا رہا ہے اور جواباً یہ شخص بہت باادب طریقے سے جواب دے رہا تھا".

اسکرین پر اب وہی دیو قامت شخص آچکا تھا جس نے ریستوران میں سمیر کو پیٹا تھا.اب مہرال کو سمجھ میں آیا تھا کے کیوں حدید نے ریستوران میں اس شخص کو کچھ نہیں کہا تھا اور کیوں حدید بار بار مہرال کو تسلی دے رہا تھا کے نظامی اس شخص کو نہیں مارے گا اور نظامی

نے بھی تو اس کے خلاف پھر کوئی کاروائی نہیں کی تھی . مہرال کو گھٹن ہونے لگی . کیسے ہوتے ہیں لوگ اور دکھتے بالکل مختلف ہیں . گویا دکھاوے کی الگ سے کوئی پوشاک تیار کروا رکھی ہو . جیسے ہی کوئی سامنے آیا تو وہ پوشاک اوڑھ لی جاتی ہے جو انکے باطن کو ڈھانپ لیتی ہے .
مہرال اب سر جھٹک کر واپس اسکرین کی جانب متوجہ ہوئی.
"باجوہ؟ یہ کیسا ممبر ہے؟ "اس سارے میں میر پہلی بار بولا تھا .جبرئیل پراسرار سا مسکرایا . اس کے پاس اسکا بھی جواب تھا.
"باجوہ ایسا ممبر ہے جسے پینتیس منٹ میں نظامی نے علیحدگی میں تین بار ڈانٹا تھا .نظامی کے الفاظ بتاتے تھے کے وہ باجوہ کی بیوقوفیوں سے خاصہ تنگ ہے . لیکن دوسروں کے سامنے نظامی باجوہ کی عزت کر رہا تھا .شاید یہی بات باجوہ کو نظامی سے جوڑے ہوئے ہے ".جبرئیل کو جتنا معلوم تھا اتنا بتا کر اب اس نے انگلی سے اگلی تصویر کیلئے بٹن دبایا.
"یہ تو وہی ہے نا جس نے مہرال کے ڈاکومینٹس چرائے تھے؟ "زینب چینج کر کے آ گئی تھی اور کھانے کی تمام چیزوں کو صحیح سالم پا کر اب چہکتے ہوئے باجوہ کی گزری ہوئی تصویر پر تبصرہ کرنے لگی.

"زینی یہ باتیں تھرٹین پلس کیلئے ہیں .ہمیں افسوس ہے کے تم اس میں شامل نہیں ہو سکتی ". جبرئیل نے رک کر بڑے تحمل سے زینب کو ایسے سمجھانا چاہا جیسے وہ واقعی اس کی خیر خواہی کیلئے یہ سب کہہ رہا ہو .مگر مہرال اور میر کی نظریں لیپ ٹاپ پر تھیں .اس پر موجود چہرہ وہ دونوں پہچان سکتے تھے .اس دن جب باجوہ نے مہرال کے ڈاکومینٹس اٹھائے تھے تو یہ وہی صدیقی تھا جو اس کے ساتھ تھا .

"تمہیں اتنی چبھن ہو رہی ہے تو تم خود ہی اٹھ کر چلے جاؤ اور پھر واپس بھی مت آنا ".کمر پر دونوں ہاتھ رکھے جب زینب نے جبرئیل کو ڈانٹا تو لیپ ٹاپ دیکھتے مہرال اور میر بھی اسکے اتنے دلچسپانہ انداز کی طرف متوجہ ہو گئے .

"جس دن میں چلا گیا نا زینی ,تو روتی رہ جاؤ گی .پھر جے بی نہیں آئے گا .وہ جا چکا ہو گا ".وہ جو کہہ کر واپس مڑی ہی تھی ,جبرئیل کے ایک دم سنجیدہ ہو کر سنگین بات کہہ دینے پر وہ تیزی سے پلٹی .میر اور مہرال نے بھی چونک کر جبرئیل کی طرف دیکھا جس نے بلاوجہ ہی اتنی بڑی بات کہہ ڈالی تھی .وہ ایسی باتیں تو کبھی بھی نہیں کیا کرتا تھا .اس وقت تو اس کے تاثرات بھی سنجیدہ تھے .زینب کے تاثرات بدلے .اس کے چہرے سے لگ رہا تھا کے وہ ابھی رو دے گی .چند پل اتنے ساکت ہو گئے تھے گویا اس لمحے وہاں کوئی جان موجود نہ

تھی. پھر آہستہ آہستہ زینب قدم بڑھا کر جبرئیل تک پہنچی اور اس کا چہرہ اپنے دونوں ہاتھوں میں تھام لیا اور روہانسی ہو گئی.

"تم نے کیا سوچ کر ایسا کہا ہے جے بی؟ اتنی بڑی بات کیسے کہہ سکتے ہو؟ ارے اگر مجھے تم سے ملنے آنا ہوا تو میں اینیمل زُو آ جایا کروں گی ".میر اور مہرال جو سنجیدگی سے کسی جزباتی منظر کی توقع کیے ہوئے تھے ,زینب کی بات پر پھٹ پڑے .زینب خود بھی بات کو مزاق میں ٹال کر قہقہے بھرتی صوفے پر آن گری .ان سب میں صرف جبرئیل تھا جو محض مسکرایا تھا اور واپس اسکرین کی طرف متوجہ ہو گیا تھا. قہقہے لگاتی زینب وہ درس بھول گئی تھی جو اس نے مہرال کو دیا تھا .ہم اس وقت میں ہیں جہاں ہمارے آس پاس اتنے جھوٹ اکٹھے ہو چکے ہیں کے جب کوئی سچا شخص آ کر سچ بھی بول دے تو وہ ہمیں جھوٹ ہی لگتا ہے.

"اگر سب کا شغل ختم ہو چکا ہو تو کیا ہم آخری ممبر کے بارے میں بات کر لیں؟ "جبرئیل ہلکی سی مسکراہٹ چہرے پر سجائے اب انہیں واپس کام کی طرف متوجہ کروانے لگا.

"اسے جانتی ہوں میں .ایک بار یہ نظامی سے ملنے کیلئے نظامی مینشن بھی آیا تھا .یہ صدیقی ہے ".مہرال نے لقمہ دیا.

"نجف صدیقی. یہ بھی کچھ عرصہ پہلے ہی نظامی کے گروپ میں شامل ہوا ہے. اسے لانے والا باجوہ تھا اور باجوہ اس انسان کے ساتھ ساتھ ہی رہا ہے. ان سب سے جس ممبر کو متعارف کروایا جا رہا ہے وہ داؤد خان ہے". جبرئیل نے اگلی تصویر سامنے کی.

"اس شخص کو میں کیسے بھول سکتی ہوں". یہ وہی تھا جس نے اس دن مہرال کو مہک نظامی ڈونیشن فاؤنڈیشن میں بھرے مجمع میں یتیم پکارا تھا. اس کی تذلیل کی تھی. مہرال کی آنکھوں میں تکلیف دیکھی جا سکتی تھی. زینب بغور اسکا مشاہدہ کر رہی تھی.

"ان کا آٹھواں ممبر اس وقت وہاں موجود نہیں تھا. اس لئے ہمیں پتا نہیں چل سکا کے وہ کون ہے". جبرئیل نے لیپ ٹاپ اسکرین بند کرتے ہوئے ان دونوں کو آگاہ کیا.

"مگر, میں جانتی ہوں وہ کون ہے"! مہرال نے نظریں خلا میں جمائے پر سوچ لہجے میں کہتے ہوئے جبرئیل اور میر دونوں کو چونکا دیا.

"کون؟" دونوں بیک وقت چونک کر مہرال سے پوچھنے لگے.

"مشہور تجزیہ کار - دی فیروز تقی"! اس وقت مہرال نے وہاں موجود تینوں نفوس پر بم پھوڑا تھا.

مارچ کے دوسرے ہفتے کا آغاز ہوا تو مہرال نے بھی ہمت کر کے یونیورسٹی میں قدم رکھا . اس دن کے حادثے کے بعد وہ آج یونیورسٹی اپنے ایڈوائیزر سے ملاقات کرنے آئی تھی .وہ واپس ہی جا رہی تھی جب اسے دور سے مسکراتا ہوا میر دِکھ گیا تھا .مہرال کی مسکراہٹ بھی بے ساختہ ہوئی ہی تھی کے پیچھے سے کسی نے پکارا تو وہ چونکی.

"ارے مہرال ,میں تمھیں کب سے ڈھونڈ رہا تھا ".میرون کرتے پر کالا اسکارف اوڑھے مہرال مڑی تو اس کے سامنے اسکا کلاس فیلو ثوبان کھڑا ہوا تھا .

"ہائے ,کیسی ہو؟ "ثوبان نے مسکراتے ہوئے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا .پیچھے سے چلتا ہوا میر یکدم رک گیا .مہرال کی مسکراہٹ تھمی اور جھجھکتے ہوئے اپنا ہاتھ اٹھانے ہی لگی تھی کے چند الفاظ اس کی سماعتوں میں الارم کی طرح مسلسل بجنے لگے.

"عورت کو باوقار ہونا چاہئے .ایسا کے کوئی اس سے بات کرنے سے پہلے بھی دس دفعہ سوچے ,اور اسے ایسا ہونا چاہئے کے جب وہ چلے تو غیر محرم اس سے دس قدم دور رہ کر چلے ".اسے ایسا لگا کے جبرئیل زور زور سے اس کے کان کے قریب بول رہا ہے .اچانک اس کے دماغ نے اٹھتے ہاتھ اور گرتے ہاتھ کے درمیان جنگ ختم کی اور ہاتھ نیچے گرا کر لہجے کو بنا کوئی لچک دیئے دوٹوک انداز میں گویا ہوئی.

"تمہیں کچھ کام ہے؟ "مہرال سیدھی طرح مطلب کی بات پر آئی تو ثوبان بھی چونک گیا اور اپنا ہاتھ واپس کھینچ لیا,جبکہ پیچھے کھڑا میر مسکرا اٹھا.

"پچھلے سمیسٹر میں تم نے ایک ایلگو لکھا تھا اور پریزینٹ بھی کیا تھا,کیا وہ مل جائے گا؟ "

ثوبان ابھی بھی حیرت زدہ لہجے میں اس سے بات کر رہا تھا.

"میں ای میل کر دوں گی تمہیں ". کہہ کر مہرال وہاں سے پلٹ آئی اور ثوبان وہیں حقا بقا کھڑا رہا.

"یہ تم نے کیسے کیا؟ "آف وائٹ کریو نیک ٹی اور بیج پینٹس کی پاکٹ میں ہاتھ ڈالے میر اب مسکراتا ہوا مہرال کیساتھ چلنے لگا.

"میں نے اس کیلئے بہت پریکٹسِ کی تھی .یہ سبق مجھے جے بی اور زینی نے سکھایا تھا.جب تم یہاں نہیں تھے ".مہرال نظریں جھکائے بجھے انداز میں بتانے لگی.

"کیا تم خوش نہیں ہو؟ "میر کو اس کا لہجہ مایوس لگا تو وہ حیران ہوا.وہ تو اچھا کام کر کے آئی تھی,پھر بھلا اس کا چہرہ کیوں اترا ہوا تھا؟

"نہیں,کیونکہ میں پوری طرح عمل نہیں کر پا رہی ".مہرال نے ابھی بھی نظریں میر کی طرف نہیں موڑی تھیں.وہ بس سامنے دیکھتی چلتی جا رہی تھی.

"لیکن تم تو بالکل ٹھیک سے جواب دے کر آ رہی ہو ". وہ الجھ گیا .

"چھوڑو یہ بات ". مہرال نے سر جھٹکا . اب وہ اسے کیسے بتاتی کے اسکا ضمیر اونچی اونچی دہائیاں دے رہا تھا کے مہرال ابھی بھی تو نامحرم سے ہی بات کر رہی ہے . مہرال غیر منصف ہے .

مہرال غیر منصف ہے.

"پچھلے ہفتے میں جے بی نے بِگ شو کے بارے میں بہت سی معلومات اکٹھی کرنے کی کوشش کی ہے ". گاڑی تک پہنچتے ہی میر مطلب کی بات پر آیا اور دانستاً شرجیل جعفری کا نام نہیں لیا , کیونکہ وہ کسی معتبر جگہ پر نہیں تھے" . اور اس کی ساری روٹین کیساتھ ساتھ بہت اہم معلومات بھی پتا کروائی ہیں" .

"کیا واقعی ہی؟ کیا ملا اسے ؟ "مہرال کی ساری بیزاریت اڑنچھو ہو گئی اور وہ پرجوش سی میر سے سوال کرنے لگی جو اب سرسری سا اپنی نظروں کو پارکنگ میں گھمانے لگا.

"ابھی کچھ نہیں بتا سکتا . کل ہم چل رہے ہیں , تمہیں وہیں سب بتا دیں گے ". میر نے شانے اچکائے.

"اور تم؟ تم نے کچھ نہیں کیا؟ "وہ اب ہنسی چھپاتے ہوئے میر پر طنز کرنے لگی.

"میں اس خفیہ دوست کے بارے میں معلومات اکٹھی کر رہا ہوں .امید ہے اگر وہی اسکا آخری دوست ہے تو ہم بہت حد تک قریب ہیں ".میر نے ڈھکے چھپ الفاظ میں فیروز تقی کی معلومات کی بات کی تو مہرال نے سمجھ کر سر ہلا دیا.

"ٹھیک ہے ,پھر کل ملتے ہیں .جگہ اور وقت تم مجھے ٹیکسٹ کر دینا ".مہرال نے گاڑی کا دروازہ کھولتے ہوئے میر سے کہا.

"ابھی میں تم سے فون پر کنٹیکٹ نہیں کر سکتا ".میر نے بے بسی کا مظاہرہ کیا تو مہرال ٹھٹھک کر رک گئی.

"پھر میں کیسے پتا کروں گی؟ "مہرال کا لہجہ یک لخت بدلا .میر نے یہ بدلاؤ فوراً محسوس کیا.

"تم جبرئیل کو ٹیکسٹ کر دینا ".دونوں ہاتھ جیبوں میں ڈالتے ہوئے اس نے ایک قدم پیچھے رکھا تھا جیسے ہوا میں بڑھتے تناؤ کو پھیلنے کی اجازت دے رہا ہو.

"ٹھیک ہے ". کہہ کر وہ گاڑی میں بیٹھنے لگی تھی جب اپنے دل کے ہاتھوں مجبور دروازے پر رکھے ہاتھ کو دیکھتے ہوئے پھر سے بولی" ,اسے کب ملوا رہے ہو آنٹی سے؟"

"جلد ہی ". الفاظ بجلی کی صورت اس کی سماعت سے ٹکرائے تو بنا کوئی جواب دیئے وہ گاڑی میں بیٹھ گئی . گاڑی کو ٹریک پر ڈالتے ہی اس نے بیک ویو مرر میں دیکھا تھا . وہ اب بھی جیبوں میں ہاتھ ڈالے وہیں کھڑا تھا . بے تاثر . بنا حرکت کے.

"ہنی ,کیا تم فری ہو؟ "مہرال قرآن کلاس کے بعد ابھی اپنے کمرے میں داخل ہوئی ہی تھی جب نکہت نے مہرال کے کمرے کا دروازہ ناک کیا اور اندر داخل ہو گئی .

"آپ؟ "مہرال شاکڈ رہ گئی . کیونکہ وہ نہیں جانتی تھی کے آخری دفعہ کب اس کی ماں نے اس کے کمرے میں قدم رکھا تھا یا شاید کبھی آئی ہی نہیں تھی.

"کیوں میں تم سے ملنے نہیں آسکتی؟ "اس نے بلیک ٹائیٹس پر پیچ ٹاپ پہن رکھا تھا اور بال ہاف کیچ کر کے چند لٹیں چہرے پر گرا رکھی تھیں . مہرال دیکھتے ہی جان گئی تھی کے آج کا سارا دن نکہت نے پارلر کے نام کیا ہو گا . اس لئے وہ اتنی حسین بھی نظر آ رہی تھی.

"میں صرف دس منٹ کیلئے فری ہوں . کہیں آپکو کیا کہنا ہے؟ "مہرال گھڑی پر وقت دیکھتے ہوئے بیڈ پر بیٹھ گئی . ابھی وہ بہت سے طنز کرنا چاہتی تھی مگر اس کے آج کے سبق نے اسے ایسا کرنے سے روک دیا.

"تمہیں اس کمرے میں پرابلم نہیں ہوتی؟ "نکہت بیڈ کے کنارے پر بیٹھتے ہوئے اردگرد کمرے کو دیکھنے لگی جو بہت اچھا تھا, لیکن نظامی مینشن کا حصہ نہیں لگتا تھا.

"آپ بالکل بھی یہ بات نہیں کرنے آئیں. پلیز جلدی سے جو کہنا چاہتی ہیں وہ کہیں". مہرال نکہت کی وہاں موجودگی پر بے چین ہو رہی تھی جو وہ مزید نہیں چھپا سکی تھی.

"میں تمہیں بتانے آئی تھی کے تمہارے اکاؤنٹ میں میں نے کچھ رقم ٹرانسفر کی ہے. مجھے لگا تمہیں شاید شاپنگ کی ضرورت ہے. اب تمہیں مزید یہ کپڑے نہیں پہننا پڑیں گے". نکہت نے ویسی ہی ہمدردی دکھائی جیسی سیاستدان ووٹ لینے سے پہلے عوام کو دکھاتے ہیں. مگر مہرال کو سمجھ نہیں آیا کے وہ بھلا ایسا کیوں کر رہی ہے؟

"یہ کپڑے سستے نہیں ہیں. یہ صرف ڈھکے ہوئے ہیں. اس کا مطلب یہ نہیں ہے کے میں سستے لباس میں ہوں". مہرال اپنی ماں کی سوچ پر بے یقین ہوئی.

"اوہ کم آن ہنی, یہ بہت آکورڈ لگتے ہیں. مجھے تمہیں ایسے دیکھ کر شرمندگی ہوتی ہے. تم پلیز ایسے کپڑے مت پہنا کرو. تمہاری ڈریس سینس تو اتنی اچھی تھی. پھر تمہیں اچانک کیا ہو گیا ہے؟ "نکہت نے ناگواری سے ناک سکوڑا تو مہرال کے تن بدن میں تو گویا کسی نے کوئلے سلگا دیئے ہوں.

"کیا کہا ہے آپ نے؟ شرمندگی؟ آپ کو تب شرمندگی نہیں ہوتی جب آپ لونیک اور سلیولیس میں مہک کو پارٹیز میں بھیج دیتی ہیں؟ شرم تو تب آنی چاہیئے جب میں ایسا لباس اوڑھوں جو اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہو. ہاں آتی ہے مجھے شرم, لیکن صرف اللہ تعالیٰ سے. اور صرف اسی شرم کی وجہ سے میں ایسا لباس پسند کرتی ہوں جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہے". مہرال کا دل چاہا وہ ابھی نکہت کو تمام آیات اور احادیث کھول کھول کر سنا دے مگر ابھی اسے خود بھی بہت کچھ سیکھنا تھا.

"شش! آہستہ بولو! تم جانتی ہو نا نظامی نے سن لیا تو تمہارے ساتھ کیا ہو سکتا ہے؟" نکہت محتاط ہو کر مہرال کو بتانے لگی. آج اس نے مہک کی طرفداری نہیں کی تھی. ایسا پہلی بار ہوا تھا. کیا وہ مہرال کی پرواہ کر رہی تھی؟

"کسی کا ڈر نہیں ہے مجھے. آپ کے سو کالڈ شوہر کا تو بالکل بھی نہیں. آپ جا سکتی ہیں". مہرال سمجھ گئی تھی کے نکہت ایسے ہی اس کے پاس نہیں آئی. ضرور اسکا کوئی مطلب ہے. اس کے مطلب ہی سے اسے کوفت ہونے لگی تھی اور اٹھ کر اسٹڈی ٹیبل سے اپنی چیزیں ٹھیک کرنے لگی. جو اس بات کا عندیہ تھا کے اب وہ اکیلی رہنا چاہتی ہے.

"ٹھیک ہے . تمہیں اور پیسے چاہیئے ہوں گے تو مجھ سے کہہ دینا .اور اگر تم اپنا کمرہ بدلنا چاہتی ہو تو "...نکہت کہہ ہی رہی تھی کے مہرال نے اسے ٹوک دیا.

"مجھے کچھ نہیں چاہیئے .میرے پاس سب کچھ ہے ".ریوالونگ چیئر پر بیٹھتے ہوئے اس نے اپنا لیپ ٹاپ آن کر لیا.

"ٹھیک ہے .لیکن اگر کبھی "...اب کے مہرال کو چیئر پر گھوم کے اسے خاموش کروانا پڑا.

"میں نے کہا نا ,مجھے کچھ نہیں چاہیئے .آپ جا سکتی ہیں ".مہرال نے بہت مشکل سے ضبط کیا .

نکہت لب بھینچتے ہوئے وہاں سے نکل گئی .مہرال نے لیپ ٹاپ کی اسکرین گرا دی اور سر ٹیبل پر ٹکا دیا .کبھی وہ بھی دن تھا جب مہرال نکہت کے قدموں میں جا کر گڑگڑایا کرتی تھی اور آج ,آج نکہت مطلب کی بنا پر اس کے پاس آئی تھی .

"میں نے کتنی ہی جگہ پڑھا ہے ,ہر رشتے میں مطلب ہو سکتا ہے مگر ماں کو اولاد سے کوئی مطلب نہیں ہوتا .آپ نے تو اس تحریر کو بھی غلط ثابت کر دیا ہے .ہر حد ہی توڑتی چلی جا رہی ہیں آپ ".کتنی ہی دیر وہ ایسے پڑی غم مناتی رہی تھی .پھر اچانک کچھ یاد آنے پر وہ اٹھ بیٹھی .اپنا موبائل سامنے کر کے اب وہ تیز تیز کچھ ٹائپ کرنے لگی.

"ہائے جے بی !کیا تم میر سے پوچھ دو گے کے ہم کل کب اور کہاں مل سکتے ہیں؟ "مہرال نے میسج ٹائپ کر کے جبرئیل کو سینڈ کر دیا.

"اوکے "فوراً جواب موصول ہوا تھا .مہرال اب انتظار کرنے لگی ,ضرور میر اس کے پاس ہو گا .

"ڈونٹ آورز ".ایک لفظ کا جواب پڑھ کر مہرال الجھ گئی .

"کب؟ "مہرال نے دوبارہ وہی سوال کیا.

"ڈونٹ آورز میں ".پھر سے وہی جواب پا کر مہرال نے موبائل ٹیبل پر رکھ دیا.

"پاگل ہو گیا ہے جے بی ".لیپ ٹاپ پر جھک کر اب وہ کام کرنے لگی .وقتاً فوقتاً وہ موبائل کی اسکرین پر بھی نظر ڈال لیتی تھی .مگر وہاں کوئی جواب بھی موصول نہیں ہوا تھا .رات کو سونے سے پہلے بھی اس نے موبائل دیکھا تھا .شاید میر کا وقت بتانے کا کوئی ارادہ نہیں تھا.

قرآنِ پاک سے اپنا سبق دہرا کر اس نے اب اپنا اسکارف کھول دیا اور لمبے بالوں کو بھی کلپ سے آزاد کر کے کھلا چھوڑ دیا .موبائل پر دیکھا تو جبرئیل یا میر دونوں کی طرف سے کوئی میسج نہیں آیا تھا .اس نے سوچا کے سو کر اٹھے گی تو زینب کو کال کر کے پوچھ لے گی .

رات دیر تک کام کرتے رہنے کے بعد اس کی آنکھیں ابھی بھی وزنی ہو رہی تھیں .اس لئے وہ واپس سونے کیلئے لیٹ گئی اور آنکھیں بند کر لیں .ویسے بھی جس دن سے اسے پتا چلا تھا کے میر پر نظر رکھی جا رہی ہے ,تب سے وہ اور میر پارک میں نہیں ملتے تھے .اس کا ڈونٹس کھانے کا وقت اب بدل چکا تھا.

"آئی مس ڈونٹس ". آنکھیں بند کیے ہی اس نے زیرِ لب دہرایا تو ذہن میں جھماکہ ہوا .وہ فوراً سے اٹھ بیٹھی اور موبائل کی اسکرین کو اپنے سامنے لائی اور دوبارہ سے اپنی اور جبرئیل کی چیٹ پڑھنے لگی.

"ہائے جے بی !کیا تم میر سے پوچھ دو گے کے ہم کل کب اور کہاں مل سکتے ہیں؟"

"اوکے "

"ڈونٹ آورز میں ".

"کب؟ "

"ڈونٹ آورز میں".

"ڈونٹ آورز؟ "مہرال نے زیرِ لب دہرایا .

"میرے اللہ ,میں پہلے کیوں نہیں سمجھی یہ بات؟ ڈونٹ آورز کا مطلب بیکری نہیں تھا,میر نے مجھے ڈونٹ آورز میں آنے کا کہا ہے .یعنی ...یعنی اس وقت جب میں میر کے بنائے ڈونٹس کھایا کرتی تھی؟ "مہرال سمجھ گئی تھی ,یہ وہ ڈونٹ آورز نہیں جسے وہ بیکری سمجھ رہی تھی ,یہ تو وہ وقت تھا جب وہ اور میر اکٹھے ملا کرتے تھے .اور وہ دونوں ایک ہی جگہ پر ملتے تھے .بات سمجھتے ہی وہ فوراً سے بیڈ سے اٹھ گئی اور تیزی سے تیار ہونے لگی .مِنٹ گرین کرتے پر ہلکا زرد اسکارف اوڑھ کر وہ تیز تیز سیڑھیاں اترتی ہوئی گیٹ کی طرف بڑھ گئی .دو منٹ کے اس راستے میں اسے مسلسل محسوس ہو رہا تھا کے کوئی اس پر نظر رکھے ہوئے ہے .اس نے بہت دفعہ مڑ کر بھی دیکھنا چاہا مگر اس کے پیچھے کوئی بھی نہیں ہوتا تھا .سر جھٹک کر وہ پھر سے چلنے لگتی.

"ہمیں تو لگا تھا کے آپ کیلئے انوائیٹ بھیجنا پڑے گا ".وہ دونوں جو بہت دیر سے پارک کے باہر مہرال کا انتظار کر رہے تھے ,اسکے پہنچتے ہی جبرئیل نے شکوہ کیا تو میر نے مسکراتے ہوئے مہرال کیلئے گاڑی کا دروازہ کھول دیا.

"تم نے مجھے اتنا وی آئی پی رکھا ہوتا تو نظامی کب کا مر چکا ہوتا ".گاڑی میں بیٹھتے ہی مہرال نے جبرئیل کو قرض واپس لوٹایا تو میر کو اپنی ہنسی چھپانا مشکل ہو گیا.

"ہنس لے بیٹا ,منہ تو وہ تجھے بھی نہیں لگاتی ".سیٹ بیلٹ باندھتے ہوئے جبرئیل نے چہرے کا رخ باہر کی طرف موڑ لیا.

"یہ کیا طریقہ تھا جگہ اور وقت بتانے کا؟ "میر نے گاڑی اسٹارٹ کی تو مہرال جبرئیل پر برس پڑی.

"یہ اس لئے تھا کیونکہ میں دیکھنا چاہتا ہوں کے کیا واقعی ہی تمہارا اور میرا فون ٹریس کیا جا رہا ہے ".جبرئیل کی بجائے میر نے جواب دیا تو مہرال کے لب" اوہ "میں سکڑے اور وہ سمجھ کر سر ہلانے لگی.

"ہم کہاں جا رہے ہیں؟ "مہرال کو ہوش آئی تو وہ میر سے پوچھنے لگی.

"ہم شرجیل جعفری کے وئیر ہاؤس جا رہے ہیں .جہاں سے وہ اسلحہ ٹرکوں میں بھرتا ہے اور وہ ٹرک رات گیارہ بجے کے بعد شہر کی حدود سے نکل جاتے ہیں ".میر نے ڈرائیو کرتے ہوئے سرسری سا خلاصہ کیا.

"جہاں پر نظامی میٹنگز کرتا ہے؟ "اسے لگا وہ اسی وئیر ہاؤس جا رہے ہیں جو اس نے ریکارڈنگ میں دیکھا تھا.

"نہیں ,ممکنہ طور پر وہ نظامی کا ہی وئیر ہاؤس ہو گا .اور یہ بھی ممکن ہے کے دو یا تین لوگوں کا وئیر ہاؤس ہو .کچھ بھی یقینی طور پر نہیں کہا جا سکتا ".اس بار جبرئیل نے وضاحت کی تھی.

"ہم کب تک پہنچ جائیں گے؟ "کافی دیر کی ڈرائیو کے بعد مہرال اکتا گئی تھی .اب تو اسے لگا تھا کے وہ شہر کی حدود سے بھی باہر نکل آئے ہیں .لیکن اگر ایسا ہو جاتا تو نظامی اس کی جان لینے میں چند پل بھی نہ لگاتا.

"ہم بس پہنچنے والے ہیں .گاڑی اس کی فیکٹری سے دور ہی پارک کریں گے .سب اپنے اپنے ائیر پیس سیٹ کر لیں ".میر نے ان دونوں کو آگاہ کرتے ہوئے اب ایک بڑے سے درخت کے پاس گاڑی روک دی .

"یہ کیا ہے؟ "میر نے مہرال کی طرف ایک پاکٹ پستول بڑھائی تو وہ خوف سے بدک پڑی . جبرئیل کی ہنسی چھوٹ گئی تو مہرال نے تیز لہجے میں کہا.

"نظر نہیں آ رہا؟ تمہاری حفاظت کیلئے ہے .مارنے نہیں لگا تمہیں ,دے رہا ہوں ".ندامت کے مارے مہرال نے وہ پاکٹ پستول میر کے ہاتھ سے لے لی .ایسی ہی ایک پستول میر نے جبرئیل کو بھی تھمائی تھی.

"میں مین گیٹ کے باہر ہی رہوں گا .میر تم مہرال کو لے کر آگے بڑھ جانا .اس وقت تک وہاں پر ورکرز نہیں ہوتے .ایک گھنٹے میں ورکرز آنا شروع ہو جائیں گے .تمہیں آدھے گھنٹے تک کام مکمل کرنا ہوگا ".جبرئیل ایک ایک نظر دونوں پر ڈالتا انہیں ہدایات دے رہا تھا.

"ابھی بھی وقت ہے مہرال ,سوچ لو .کیا تم واقعی ہی جانا چاہتی ہو؟ کیونکہ میں اور جے بی بھی یہ کام ہینڈل کر سکتے ہیں ".میر نے ایک آخری سی کوشش کرنا چاہی.

"صنفِ نازک سمجھ کر ایسا کہا ہے تم نے؟ "مہرال نے بھنویں سکیڑ کر پوچھا جیسے برا ہی مان لیا ہو.

"فیمینسٹ کہیں کی ".جبرئیل بڑبڑاتا ہوا گاڑی سے اتر گیا تو میر نے مہرال کی طرف دیکھا جو جبرئیل کے پیچھے ہی گاڑی سے اتر کر اس پر چلانے لگی.

"نکمہ انسان ,باتیں کروا لو اس سے ویلا بندر "!اس نے گاڑی کا دروازہ بند کیا تو جبرئیل حیرت سے اپنے پیروں پر گھوم گیا.

"یہ تمہیں ایسے نام کہاں سے آتے ہیں؟ بظاہر تو تمہاری پرورش بہت اونچے خاندان میں ہوئی ہے .مگر باتیں ایسی کر جاتی ہو جیسے "...وہ ابھی بولنا چاہتا تھا مگر میر نے ٹوک دیا.

"جے بی وقت کم ہے ,میں بعد میں آ کے تمہارے دکھ سنوں گا ".جبرئیل کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر میر اسے آگے لے گیا .جبکہ مہرال اب اپنے گردونواح کا بغور جائزہ لینے لگی تھی .یہ علاقہ آبادی سے دور تھا .جہاں جہاں تک نظر پڑ رہی تھی ,فیکٹریاں ہی فیکٹریاں دکھائی دے رہی تھیں .تقریباً پانچ منٹ چلتے رہنے کے بعد اب وہ تینوں رک چکے تھے .ان سے کچھ ہی دور جس فیکٹری کا مین گیٹ گہرے بھورے رنگ کا تھا,کے آگے دو گارڈز کھڑے تھے .وہ تینوں اب اس فیکٹری کے عقب میں جا کھڑے ہوئے.

"ہم اینٹرینس سے داخل نہیں ہوں گے .کسی کو بھنک نہیں ہونی چاہیئے کے یہاں کوئی آیا تھا .اس لئے اسکا ایک ہی حل ہے ".میر نے مہرال کی طرف دیکھا تو وہ چونک اٹھی.

"نہیں میں دیوار نہیں پھلانگوں گی ".مہرال کی آنکھیں حیرت سے پوری کھل گئیں اور وہ اس دیوار کی جانب دیکھنے لگی جس پر دو فٹ اونچی باڑ لگی ہوئی تھی.

"لو بھئی ,اب صنفِ نازک جاگ اٹھا ہے .کیا اب ہم صنفِ نازک کا احترام کرتے ہوئے کوئی دوسرا راستہ اختیار کر سکتے ہیں؟ "جبرئیل نے بے حد احترام سے سینے پر ہاتھ رکھ کر چوٹ کی تو مہرال اندر تک سلگ گئی .مگر اس وقت اس کی سننے کے علاوہ مہرال کے پاس کوئی راستہ نہیں تھا.

"اور وہ کیا ہے؟ "اس نے فوری طور پر پوچھا.

"تم یہاں رکو گی اور میں جے بی کیساتھ اندر جا کر سب شوٹ کروں گا .اگر کوئی تمہارے سامنے آ جاتا ہے تو تم فوری طور پر اس پسٹل کا استعمال کرو گی .گھبراؤ مت ,یہ مارنے کیلئے نہیں ہے .صرف بے ہوش کرنے کیلئے ہے ".میر نے بہت تسلی سے مہرال کو سمجھایا تو جبرئیل اسکا یہ انداز حسرت سے دیکھ کر رہ گیا .اس نے صحیح فیصلہ کیا تھا مہرال کو میر کے حوالے کرنے کا .وہ غلط نہیں تھا .پھر فوراً سے نظریں واپس پھیر لیں اور چہرے پر ماسک چڑھا لیا.

"ایلین لگ رہے ہو دونوں ".ان دونوں کو بلیک جینز اور ہڈ پر بلیک ہی ماسک لگائے دیکھ کر وہ ہنسنے لگی .

"ہم تو لگ رہے ہیں ,تم تو پہلے سے ہو ".کہہ کر جبرئیل پلٹا اور فیکٹری میں موجود درخت کی شاخ سے رسی لٹکائی جو فیکٹری سے باہر نکل رہی تھی.

"مہرال ,تم گارڈز پر بھی نظر رکھو اور دھیان رکھنا کے کسی کو بھی آتا جاتا دیکھو تو آگاہ کرتی رہنا ".وہ سر ہلا کر وہاں سے پلٹ گئی اور فیکٹری کے کونے سے جھانکنے لگی جہاں ابھی بھی وہ دونوں گارڈز موجود تھے .

"سب ٹھیک ہے. تم لوگ بھی اندر کے حالات سے باخبر رکھنا". وہیں کھڑے رہ کر مہرال نے سرگوشی کی تو ائیرپیس میں سے جبرئیل کی آواز ابھری.

"اور خدارا کوئی گڑبڑ نہ کر دینا". جبرئیل کی بات پر مہرال اچھا خاصہ جواب دینا چاہتی تھی مگر اس خیال سے خاموش رہی کے وہ تینوں اس وقت کانفرنس کال پر تھے اور ذرا سا خراب رابطہ بہت بڑی گڑبڑ کر سکتا تھا. ان گارڈز کو وہیں چھوڑ کر وہ واپس فیکٹری کے عقب تک پہنچی, اب وہ دونوں وہاں موجود نہیں تھے. البتہ ان دونوں کی دبی دبی سرگوشیوں کی آوازیں وہ سن سکتی تھی. عین اسی وقت اسے محسوس ہوا کے پتوں کی سرسراہٹ کی آواز آئی ہے. وہ پلٹی تو بہت مشکل سے اس نے منہ پر ہاتھ رکھ کر خود کو چیخنے سے باز رکھا. وہاں کوئی نہیں تھا. پھر پتوں کی آواز کیسے آئی؟ مہرال کا ہاتھ اپنے کراس باڈی بیگ تک پہنچا جس میں اس نے پستول ڈال رکھی تھی اور آہستہ آہستہ قدم بڑھانے لگی. پستول اس کے ہاتھ میں آگئی تھی اور وہ فیکٹری کی نکڑ پر پہنچ گئی. پستول پر گرفت مضبوط کرتے وہ تیزی سے نکڑ کی دوسری طرف آئی اور پستول تان لی مگر ... وہاں کوئی بھی نہ تھا.

"یہ مجھے کس شے کا وہم ہو رہا ہے؟ کس بات کو میں اپنے ذہن پر سوار کر رہی ہوں؟ "وہ پستول واپس بیگ میں ڈالتی ہوئی سوچنے لگی.

"دھیان سے ".میر کی دبی دبی سرگوشی ابھری تو وہ پھر سے چونک گئی .اس نے اس نکڑ پر کھڑے رہنے کا فیصلہ کیا .اس طرح وہ دونوں اطراف سے آنے والوں کا دھیان رکھ سکے گی.

"کتنی دیر لگے گی؟ "ان دونوں کو گئے پچیس منٹ بیت گئے تھے .ڈر کے مارے مہرال کا حلق خشک ہو رہا تھا اور کلیجہ منہ کو آرہا تھا .لیکن ان دونوں کا کوئی اتا پتا نہیں تھا .

"دو منٹ اور بس ".میر کی آواز ابھری تھی اور واقعی ہی ٹھیک دو منٹ کے بعد وہ آ گیا تھا.

"جے بی کہاں ہے؟ "وہ جس کے کھوئے ہوئے حواس واپس لوٹنے لگے تھے ,یکدم جے بی کو نہ پاکر وہ پھر سے خوفزدہ ہو گئی.

"وہ آرہا ہے .اس کا تھوڑا اور کام ہے .تم اس طرف جاؤ ,میں یہاں سے دیکھتا ہوں ".میر نے مہرال کو عقبی حصے کی بائیں طرف بھیج دیا اور خود دائیں جانب چلا گیا.

"اوہ نو ,میر یہ تو پلان میں نہیں تھا .مہرال کے باپ نے یہاں آنا تھا؟ "وہ جو ابھی ابھی فیکٹری کی دوسری طرف سے اتر کر رسی کھینچ رہا تھا ,وہ شاک میں یہ بھی بھول گیا تھا کے کال پر مہرال بھی ہے اور اس وقت اکیلی ہے .لیکن دوسری طرف مہرال کو یہ سنتے ہی شاید پینک اٹیک آنے لگا تھا.

"اسے ,اسے کس نے بلایا یہاں؟ اسے کیسے پتا چلا؟ "مہرال کی کانپتی آواز ائیر پیس سے ابھری تو جبرئیل اور میر کو معاملے کی سنگینی کا احساس ہوا.

"مہرال رَن !جہاں بھی ہو گاڑی کی طرف بھاگو .ہم بھی وہیں آ رہے ہیں ".مہرال کو جب کچھ بھی سمجھ نہ آیا تو وہ اندھا دھند بھاگنے لگی .اسے تو راستہ بھی معلوم نہیں تھا .جبرئیل اور میر بھی اسکی سمت بھاگنے لگے ,مہرال کچھ ہی دور پہنچی تو پتھر سے ٹکرا کر گھٹنوں کے بل گری .وہ اٹھنے لگی مگر کوئی اس کے سامنے آ کر کھڑا ہو چکا تھا .وہ اس کے پیر دیکھ سکتی تھی جنہیں دیکھتے ہی وہ بری طرح کانپنے لگی .

"ڈیڈ ... آئی "...وہ چلانا چاہتی تھی ,معافی مانگنا چاہتی تھی مگر زبان لڑکھڑانے لگی اور ہمت جواب دینے لگی .دو پیر چلتے ہوئے اس کے قریب آئے اور جھک کر اسے کندھوں سے جکڑ کر اوپر اٹھایا .خوف کے مارے مہرال نے زور سے آنکھیں میچ لیں .اس کی زندگی کا اختتام ہونے والا تھا ,تو پھر کیوں نہ وقار سے ہو .یہ سوچ کر اس نے آنکھیں کھولیں مگر سامنے کا منظر اس کو جھنجھوڑ ڈالنے کیلئے کافی تھا.

"مہرال ,میرا بچہ ".اس کی آنکھوں میں پانی چھلک رہا تھا اور چہرے پر ایک الگ ہی خوشی اور چاہت کا عنصر دیکھا جا سکتا تھا. مگر مہرال ساکت و جامد تھی. گویا کسی نے اس سے اس کی سانسیں چھین لی ہوں.

"آپ؟ "اٹھارہ سال بعد اپنے سامنے اپنے باپ کو کھڑا دیکھ کر وہ ابھی بھی بے یقین تھی. یہ وہی شخص تھا جس کی محبت کا ہرجانہ اکیلے مہرال کو بھرنا پڑا تھا. یہ وہی شخص تھا جس نے اپنی انا کے عِوض اپنی بیٹی کو قربان کر ڈالا تھا. اسی شخص کی بدولت آج وہ ان خطروں سے کھیلتی پھر رہی تھی تاکہ وہ بھی آزاد ہو سکے. مہرال کو ہوش آیا تو اپنے دونوں بازوؤں سے ضامی کے ہاتھ جھٹک کر وہ اس سے دور ہوئی.

"ہمت کیسے ہوئی آپکی کے آپ مجھے ہاتھ بھی لگا سکیں؟ "بے یقینی سے سر نفی میں ہلاتی ہوئی وہ اور ایک قدم دور ہوئی.

"مہرو ,میری جان "...وہ باوقار سا شخص اس وقت بالکل محبت کا بھکاری لگنے لگا تھا جب مہرال نے اسے وہیں ٹوک دیا.

"خبردار !ایک دم خاموش ,خبردار جو آپ نے میرا نام پکارا .آپ ہوتے کون ہیں مجھے پکارنے والے؟ "غم و غصے سے اس کے نتھنے پھولنے لگے اور آنسو کہیں حلق میں ہی اٹک کر اسے اذیت دینے لگے.

"مہرال؟ "پیچھے سے میر نے مہرال کو پکارا تو وہ نہ چونکی ,نہ پلٹی .بس شاکڈ سی اپنے سامنے کھڑے شخص کو دیکھتی رہی.

"دیکھو میر ,یہ ہے وہ شخص .میری تباہی کا حصہ دار .یہ ہے وہ جس نے میری آزادی اپنی انا اور ضد کی قیمت پر بیچ ڈالی ".وہ ہاتھ ہوا میں بلند کر کے ضامی کی طرف اشارہ کرنے لگی جیسے کسی کی تضحیک کر رہی ہو.

"میرا بچہ ,میں تم سے ہاتھ جوڑ کے معافی مانگتا ہوں .تمہارے دکھوں کا ازالہ کرنے ہی میں یہاں آیا ہوں .مگر ...اس طرح مجھ سے دور تو مت جاؤ .ابھی تو میں نے تمہیں جی بھر کر دیکھا بھی نہیں ہے ".ضامی ہاتھ جوڑ کر اس کے سامنے آن کھڑا ہوا.

"آپ میرے ساتھ یہاں کوئی مزاق کرنے آئے ہیں؟ آپ جانتے ہیں آپ کیا کہہ رہے ہیں؟ جہاں سے آئے ہیں واپس چلے جائیں ".اسکا ضبط ٹوٹ گیا تھا .وحشی ہو کر وہ چلانے لگی.

"پاپا سے ناراض ہے میرا بچہ؟ "ضامی بے بس سا چھلکتی آنکھوں سے ابھی بھی ہاتھ جوڑے کھڑا تھا.

"نہیں ,میں کب ناراض تھی بھلا؟ ناراض تو سب مجھ سے ہو گئے .میرے دادا مجھ سے ناراض ہو گئے .میری ماما تو میرے پیدا ہونے پر ہی ناراض تھیں .مگر اس دن ,اس دن کورٹ کے باہر میرے پاپا بھی مجھ سے ناراض ہو گئے تھے .شاید راستے میں جاتے ہوئے وہ مر گئے تھے , تبھی واپس نہیں پلٹے ".سنجیدگی سے کھوئی کھوئی وہ ایسے بات کرنے لگی جیسے خود کلامی کر رہی ہو .ضامی کا دل اس کی باتوں پر بری طرح تڑپا ,قریب تھا کے اسکا دل پھٹ جاتا اور اسکی زندگی بھی اس سے روٹھ جاتی .مگر شاید ابھی یہ منظوری بھی نہیں دی گئی تھی.

"مہرال ایسے نہیں کہتے ".میر نے اسے سمجھانا چاہا مگر اگلے ہی لمحے وہ کسی کو موقع دیئے بنا پھٹ پڑی.

"تو اور کیسے کہتے ہیں؟ کیسے کہتے ہیں؟ چلو تم ہی مجھے بتاؤ ,کیسے کہتے ہیں؟ یہ شخص جو اٹھارہ سال کے بعد میرا باپ ہونے کا حق جتانے آیا ہے ,یہ کس منہ سے میرے سامنے کھڑا ہے؟ کیا سوچ کے آئے ہیں یہ کے ان کو اپنے سامنے پا کر میں ان سے لپٹ جاؤں گی اور سب کچھ معاف کر دوں گی؟ تو ٹھیک ہے .جائیں معاف کیا .مگر دوبارہ میرے سامنے اپنا چہرہ بھی

مت لائیے گا .میں برداشت نہیں کروں گی ".مہرال بے دردی سے کہتے ہوئے پلٹی مگر اگلے ہی لمحے ضامی نے اسکا ہاتھ پکڑ لیا تھا اور جب مہرال نے مڑ کر دیکھا تو وہ گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھا اس کا ہاتھ اپنی پیشانی سے لگائے رو رہا تھا.

"مہرو ,میری بیٹی .مجھے ایسے تنہا چھوڑ کر مت جاؤ .تمہارا باپ بوڑھا ہو گیا ہے .تمہاری جدائی برداشت نہیں کر سکتا ".ضامی بار بار روتے ہوئے اس کے ہاتھ پر بوسہ لیتا اور معافی مانگ کر زارو قطار روتا.

"کتنی بڑی بازی لے کر پلٹا ہے وقت مسٹر ضامی .ایسا ہی دن تھا .مہرال چھوٹی تھی .بوڑھے ضامی کی طرح چھوٹی مہرال کا دل بھی کمزور تھا .وہ چیخ کر آپ کو پکار رہی تھی .کتنا بلک رہی تھی وہ اپنے پاپا کیلیے .مگر ضامی نہیں آیا تھا .ضامی نے ہاتھ چھوڑ دیا تھا اس دن ".یہ کہہ کر مہرال نے اپنا ہاتھ کھینچا تو ضامی جھٹکے سے آگے کو گر کر جھک گیا .مہرال بھی اس کے سامنے زمین پر گھٹنوں کے بل بیٹھ گئی" .آپ چلے گئے تھے .وہ بچی روتی رہ گئی .میرے پاپا کو بلاؤ , کوئی میرے پاپا کو تو بلاؤ .مگر رلانے والوں نے اسے رلایا .بہت رلایا تھا پاپا".

"مہرو "!وہ جو روتے روتے ضامی کو اپنی داستان سنانے بیٹھ گئی تھی ,ضامی نے اسکا چہرہ اپنے ہاتھوں میں لے لیا.

"ان ظالموں نے مجھے بہت رلایا تھا پاپا. وہ مہرو کو اندھیرے کمرے میں بند کر دیا کرتے تھے. اسے کھانا بھی نہیں دیتے تھے اور جب دیتے تو اپنے کتے کے برتن میں کھانا دیتے تھے وہ". مہرال آنکھیں رگڑ کر اپنے لب بھینچتے بتا رہی تھی اور کوئی ضامی کے دل کو آرے سے کاٹ رہا تھا. مہرال کی اس حالت نے جبرئیل اور میر کو بھی رنجیدہ کر دیا.

"آپکی مہرو کو یہاں, گال پر تھپڑ مارتے تھے. مہرو کے ناک سے خون بہتا تھا. ماتھے پر چوٹ آتی تھی. جن لٹوں کو آپ سنوارتے تھے وہ زلفیں اپنے ہاتھوں میں جکڑ کر میز پر دے مارتے تھے وہ ظالم. جب مہرو آپکا نام لیتی تو وہ دھمکی دیتے تھے کے وہ آپکو مار دیں گے. یہ اونچی ناک جسے آپ بہت اونچا کر کے بوسہ لیتے تھے نا؟ اس سے وہ اپنے جوتے رگڑواتے تھے. یہ جو چہرہ آپ اپنے ہاتھوں میں تھام کر دعائیں دیتے تھے نا, ان پر برانڈڈ بوٹس کھاتی تھی مہرو". مہرال اب ہچکیوں اور سسکیوں کے درمیان باتیں بتا رہی تھی مگر ضامی کی کوئی سانسیں چھین رہا تھا. اس کے پھول کو کوئی روندتا تھا اور وہ ابھی تک مرجھایا بھی نہیں تھا.

"یہ خوبصورت نظر آنے والی مہرو بہت بدصورت ہو گئی تھی. اس کا دل, اس کا دل کالا ہو چکا تھا. اس کا رب روٹھا تھا ضامی"! اب کی بار وہ زور سے چلاتے ہوئے اٹھی. حلق کے بل چلاتے ہوئے اس کی آواز پھٹنے لگی". رب کھو بیٹھی تھی یہ مہرو. یہ سب صرف, اور صرف

آپ کی وجہ سے تھا. صرف آپکی وجہ سے. نہ آپ محبت کرتے, نہ آپ کی انا آڑے آتی اور نہ آج میں اس حال میں ہوتی".

"میں انا پرست نہیں ہوں مہرو"...ضامی نے بے بسی سے زمین پر بیٹھ کر اونچا چہرہ کیے اس کی بات کو جھٹلانا چاہا مگر مہرال نے آگے سے ہی ٹوک دیا.

"بس !نام مت لیں میرا. واپس چلے جائیں. خدارا واپس چلے جائیں. ایک پل بھی آپکو برداشت نہیں کر سکتی میں". وہ کہہ کر تیزی سے پلٹ گئی.

"مہرال, میرا بچہ. یوں مت جاؤ". ضامی اسے پکارتا رہا مگر وہ نہیں پلٹی. اسے نہیں پلٹنا تھا.

"مہر, اتنی صبح تم کہاں گئی تھی؟ "مہرال اپنے کمرے کا دروازہ کھول کر اندر بڑھنے ہی لگی تھی کے نکہت نے پیچھے سے پکارا. مہرال بہت ضبط کیے وہاں کھڑی رہی مگر پلٹی نہیں.

"مجھے کام تھا". وہ اندر بڑھنے لگی کے نکہت نے پھر سے اسے ٹوک دیا.

"کیا میں تمہارے لئے ناشتہ بھجوا دوں؟ "نکہت اس کے احساس کے تحت اس کے قریب آئی تو مہرال اپنے سوجھے پپوٹوں اور سرخ چہرے کیساتھ مڑی اور درشتی سے گویا ہوئی.

"آپ جس چکر میں میرے پیچھے گھوم رہی ہیں, یقین کریں میری زندگی کی شرط بھی ہوئی تو میں ہار دوں گی مگر پاپا کو آپ کے بارے میں کبھی نہیں مناؤں گی. سمجھیں آپ؟ "تیز لہجے میں کہتے ہوئے وہ اندر بڑھ گئی اور نکہت وہیں گنگ کھڑی رہ گئی.

"اس کا مطلب ہے مہرال ضامی کو مل چکی ہے". بہت دیر بعد جب نکہت کو سمجھ آیا تو وہ تیزی سے اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئی.

کتنی ہی دیر تک وہ جائے نماز پر ہاتھ اٹھائے بنا کچھ کہے آنسو بہاتی رہی تھی. اس کی آنکھوں کے سامنے ضامی کا گرا ہوا وجود بار بار مہرو کو پکار رہا تھا. مگر وہ بے بس تھی. مہرال بے بس تھی.

"مجھے معاف کر دیں اللہ تعالیٰ! معاف کر دیں مجھے. میں انہیں ایسا نہیں کہنا چاہتی تھی, ان کا دل نہیں دکھانا چاہتی تھی. انہیں اپنے سامنے نہیں گرانا چاہتی تھی. لیکن اگر میں ایسا نہ کرتی تو وہ نظامی کا شکار ہو جاتے". وہ سجدے میں گر گئی. اس کی آنکھوں سے بہنے والے پانی نے جائے نماز کو تر کر دیا.

"میرا یوں پلٹ آنا ضروری تھا اللہ تعالیٰ .میں نے خود پر ظلم کیا ہے .ابھی تو میں نے انہیں ٹھیک سے دیکھا بھی نہیں تھا .ابھی تو میں نے انکی خوشبو بھی محسوس نہیں کی تھی .اٹھارہ سال اللہ تعالیٰ ,اٹھارہ سال !اتنے سالوں بعد وہ سایہ جو مجھے چھاؤں دینے آیا تھا اسے میں نے خود ہی دور کر دیا .میں کیا کرتی اللہ تعالیٰ؟ میں انہیں پھر سے کھونا نہیں چاہتی .آپ مجھے مہلت دے دیں .جب سب ٹھیک ہو جائے گا تو میں انکے پاس چلی جاؤں گی .میں اپنی ساری محبتیں ,سارے لاڈ ان سے پورے کرواؤں گی ,مگر مجھے مہلت دے رکھیے گا ".دعا کرتے کرتے جب اس کی آواز اور ہونٹ وزنی پڑنے لگے تو اس نے اپنا سر سجدے سے اٹھا لیا .وہ یہ بھول چکی تھی کے مہلت ہر کسی کو تو نہیں مل جایا کرتی .ہر کسی کو وقت نہیں دے دیا جاتا اور جن کو وقت دے دیا جاتا ہے ,ان میں سے بہت کم قدردان ہیں.

""آنٹی نہیں آئیں ابھی؟ "اسکن کرتے پر براؤن اسکارف اوڑھے وہ ابھی ٹی وی لاؤنج میں داخل ہوئی ہی تھی کے غیر معمولی خاموشی نے مہرال کو چونکا دیا.

"انہیں شاید آج تھوڑا وقت لگ جائے گا .کیا تم نے ابھی تک لنچ نہیں کیا؟ "مہرال کے ہاتھ میں ٹیک اوے دیکھتے ہی زینب سمجھ گئی تھی کے مہرال لنچ اس لئے لے آئی ہے تا کہ زینب

اور جبرئیل کو لنچ نہ بنانا پڑے. اسی لئے وہ آج وقت سے پہلے بھی آگئی تھی. لنچ ٹیبل پر رکھ کر مہرال وہیں صوفے پر بیٹھ گئی.

"مجھے تمہارے ساتھ لنچ کرنا اچھا لگتا ہے". اسکی نظر فرح بیگم کے قرآن پاک پر پڑی تو زینب کو جواب دے کر اس نے وہ قرآن پاک اٹھا لیا. زینب اب کچن میں چلی گئی تھی.

"واعتصمو بحبل اللّٰہ جمیعا". مہرال نے کالی جلد پر سنہری حروف پڑھتے ہوئے انگلی پھیری تو اس کی انگلیاں لرزنے لگیں.

"ابھی تو ڈور ہاتھ میں لگی بھی نہیں تھی اللہ تعالیٰ, ابھی سے ہی میں اسے کھونے لگی ہوں".

کل کا واقعہ یاد آتے ہی اسکا دل بھر آیا. جو بھی تھا, ضامی اسکا باپ تھا. وہ کونسی بات تھی جو اس نے ضامی کو نہیں کہی تھی؟ اپنی ہر ممکن کوشش میں کے ضامی واپس کراچی چلا جائے, مہرال نے اپنے باپ کو ذلیل کر ڈالا تھا.

"کیا ہوا؟ کوئی پرابلم ہے؟" زینب نے مہرال کو پریشان دیکھا تو اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر پوچھنے لگی. جواباً اس نے محض سر نفی میں ہلا دیا. لنچ بھی اس نے بہت خاموشی کیساتھ کیا تھا.

"تم اس جلد کو نظریں چرا کر کیوں دیکھ رہی ہو؟ "زینب سے جب نہ رہا گیا تو وہ پوچھ ہی بیٹھی.

"م...میں کیوں نظریں چرانے لگی؟ "اس طرح اچانک پکڑے جانے پر وہ ہڑبڑا گئی اور ٹیک لگا کر خود کو نارمل ظاہر کرنے لگی. زینب بھی اس کے سامنے بیٹھ کر سنجیدہ نظروں سے اسے گھورنے لگی جس پر وہ جز بز ہوئی.

"مجھے لگتا ہے کے میں اپنی ڈوری پھر سے کھو دوں گی ". جب مزید وہ زینب کی نظروں کی تاب نہ لا سکی تو بالآخر بول پڑی اور اپنے ناخن پر سے نادیدہ تہہ کھرچنے لگی.

"تو تم اسے مزید مضبوطی سے پکڑنے کی کوشش کرو ". زینب حیران تھی اس کی سوچ پر, کیونکہ اسے تو ایسا نہیں لگ رہا تھا کے مہرال سے وہ ڈوری چھوٹ رہی ہے.

"کیسے؟ "مہرال اس کی بات پر حقا بقا رہ گئی. زینب نے تو بہت آسان بات بنا کر بتا دی تھی.

"مہرال تم یہ رسی کسے سمجھ رہی ہو؟ "زینب کو لگا کے مہرال کہیں پر کچھ مس کر گئی ہے.

"اللہ تعالیٰ کیساتھ کنیکشن کو ". یہی وہ چیز تھی جس کیلیۓ وہ ترس گئی تھی. اسی شے کو تو وہ مضبوط کرنا چاہتی تھی.

"اور وہ کیسے بنتا ہے؟ "ابرو اچکا کر زینب اس کی معلومات پرکھنے لگی.

"وہ"...یکدم مہرال کو لگا کے وہ بالکل خالی ہے۔اسے اس بات کا علم ہی نہیں ہے کے یہ کنیکشن کیسے بنتا ہے۔

"کیسے بنتا ہے یہ کنیکشن مہرال؟"زینب نے اپنی بات پر پھر سے زور دیا تو مہرال لب کاٹنے لگی۔اس نے اپنے دماغ کی سب چیزیں بکھیر کر رکھ دی تھیں مگر اسے کہیں بھی جواب نہیں مل رہا تھا۔

"تو,میں اب تک کس ڈوری کے پیچھے بھاگ رہی ہوں؟م...میں...میں یہ کنیکشن کیسے ڈھونڈوں؟"مہرال روہانسی ہونے لگی۔اسے لگا کے اب تک جو بھی ریاضت اس نے کی ہے وہ ضائع ہو جائے گی۔

"تمہیں پتا ہے اللہ تعالیٰ نے کس رسی کو مضبوطی سے تھامنے کا حکم دیا ہے؟اس رسی کا ایک سرا زمین پر ہے جسے ہم سب نے مل کر پکڑنا ہے۔معلوم ہے وہ سرا کونسا ہے؟وہ قرآنِ پاک ہے۔ذرا دل کو تھامو تو میں بتاؤں کے اس کا دوسرا سرا سیدھا اللہ کے پاس ہے۔ یعنی تمہیں اللہ سے خود کو جوڑنے کیلئے قرآن پر عمل کرنا درکار ہے"۔زینب بتاتی جا رہی تھی اور مہرال کا دل دھک سے رہ گیا۔

"یہ ،یہ رسی میرے اتنے قریب تھی .مجھے آج تک خبر بھی نہ ہو سکی؟ یہ سرا تھام کر مجھے اللہ تعالیٰ مل جاتے؟ "اسے پہلی بار اپنی اتنی بڑی بیوقوفی پر رونا آرہا تھا .اب وہ اس قرآنِ پاک کو ہاتھ میں لئے افسوس کرنے لگی.

"تم ابھی بھی اسے تھام لو تو یہ تمہیں تمہارے رب سے ملوانے کو کافی ہے ".مہرال نے اسے حیرت سے دیکھا .بہت آسان باتیں کرتی تھی زینب .اب بھی وہ کتنی آسانی سے حل پیش کر رہی تھی.

"میں کیا کروں؟ "اسے رہ رہ کر اپنی تربیت پر رونا آرہا تھا .اگر اس کی ماں بھی فرح جیسی ہوتی تو اس وقت وہ شاید اپنے رب کے ہاں کتنے پیارے الفاظ میں یاد کی جاتی .اس طرح کی نجانے کتنی اور سوچیں اسکا خون جلا رہی تھیں.

"بہت سادہ ہے .اگر تم دن میں ایک بھی آیت پڑھو تو اسے سوچو, سمجھو ,اللّٰہ تعالیٰ سے ڈسکس کرو اور اس پر عمل کیا کرو .صرف عمل نہیں ,فوری عمل .اسکی خلاف ورزی نہ کرو تو

اب تم نے وہ ڈور پا لی ہے ".زینب نے واقعی ہی اسے مشکل کا حل بنا کر پیش کیا تو مہرال کے دماغ میں اب دوسرا سوال اٹھ کھڑا ہوا.

"کیا روزانہ پڑھنا ضروری ہے؟ "وہ جانتی تھی کے اکثر وہ قرآن نہیں پڑھ پاتی.

"دوسروں کے بارے میں تو میں نہیں جانتی مہرال .مگر مجھے اتنا علم ہے کے یہ میرا بیسٹ فرینڈ بن چکا ہے .اس کے بنا میرا وقت بہت مشکل ہو جاتا ہے .جب یہ میرے پاس ہوتا ہے تو میں اللہ تعالیٰ کو محسوس کرنے لگتی ہوں .لیکن جب کبھی مجھ سے یہ چھوٹے تو مجھے میری غلطیوں میں اضافہ نظر آنے لگتا ہے .ایسا لگتا ہے کے میرے گناہ بڑھتے چلے جا رہے ہیں .تمہارے پاس دو ہی راستے ہیں مہرال .اسے اپنا بیسٹ فرینڈ بنا لو یا "...زینب رک گئی تو مہرال فوراً بول پڑی.

"یا؟ "مہرال کی جلدبازی پر زینی پراسرار سا مسکرائی.

"یا اس کی بیسٹ فرینڈ بن جاؤ .کوئی بھی تیسرا راستہ ڈور چھوٹ جانے کیلئے کافی ہو گا ".زینی کی آخری بات پر مہرال کا دل دہل گیا.

"کیا یہ مجھے اپنا بیسٹ فرینڈ بنانا پسند کرے گا؟ "زینب اٹھ کر جانے لگی تو مہرال پیچھے سے ہی پکار اٹھی .

"فیصلہ تمہارا ہے". زینب جواب دیتے ہوئے مسکرا کر وہاں سے چلی گئی. زینی کی اس بات کا بھلا کیا مطلب تھا؟ وہ سوچ کر رہ گئی.

قرآن کلاس سے واپسی پر مہرال نے زینب کو ڈونٹ آورز ڈراپ کر دیا تھا اور اب وہ فرح بیگم کو انکے گھر کے سامنے اتارنے لگی تھی.

"آنٹی اگر آپ مائنڈ نہ کریں تو ہم یہاں کچھ دیر بات کر سکتے ہیں؟ "بہت ہمت مجتمع کرتے ہوئے آخرکار مہرال نے اسٹئیرنگ کو تھامے کہہ ہی دیا. فرح بیگم جو گاڑی سے اترنے لگی تھیں, فوراً ٹھٹھک کر رک گئیں.

"میں بالکل برا مان لوں گی اگر ہم یہاں رک کر بات کریں. کیا تم اس وقت اسنیکس کھانا پسند نہیں کرتیں؟ "مہرال حیرت زدہ رہ گئی. اس لئے نہیں کے انہوں نے اسے اسنیکس کیلیئے روکا تھا, بلکہ اس لئے کیونکہ جس انداز میں انہوں نے کہا تھا وہ بالکل زینب جیسا تھا. دو لوگوں میں اتنی مشابہت پا کر اسکا منہ حیرت سے کھلا رہ گیا.

"میں انتظار کر رہی ہوں مہرال ". مسکراتے ہوئے انہوں نے مہرال کو باور کروایا کے وہ اب ہوش کی دنیا میں قدم رکھ سکتی ہے .مہرال چونک کر گاڑی لاک کرتی ان کے پیچھے ہی داخلی دروازے سے داخل ہو گئی.

"امید ہے میں نے زیادہ وقت نہیں لیا .ویسے شام کے اسنیکس عموماً ان تینوں بہن بھائیوں کی ذمہ داری ہے ,لیکن آج میر کی اسٹاک ٹیکنگ میں مدد کرنے کی غرض سے وہ تینوں دیر سے آئیں گے .اس لئے تم نے اچھا کیا جو تم رک گئیں .ویسے بھی مجھے ایک چائے پارٹنر چاہیئے ہی ہوتا ہے ". مسکراتے ہوئے نہایت شفقت سے فرح بیگم نے مہرال کے سامنے ڈونٹس اور چائے رکھی تو وہ جو لاؤنج میں فرح بیگم کی واپسی کا انتظار کر رہی تھی ,تکلفاً بھی اسنیکس کیلئے انکار نہ کر سکی.

"شکریہ آنٹی ,میں کب سے آپکے بنائے ہوئے ڈونٹس کھانا چاہتی تھی ".مہرال نے چہکتے ہوئے ایک ڈونٹ اٹھا لیا تو فرح بیگم نے بھی مسکراتے ہوئے اپنا چائے کا کپ لے لیا .یہ تبھی تھا جب مہرال یہ دعویٰ کر سکتی تھی کے فرح بیگم سے زیادہ اچھے ڈونٹس کوئی نہیں بنا سکتا .میر بھی نہیں!

"کیا یہ آسمان سے اتارے گئے ہیں؟ "مہرال آنکھیں بند کیے پوری طرح ڈونٹس کا لطف اٹھانے میں مصروف ہو گئی تو فرح بیگم کو بے اختیار اس کی اس بات پر ہنسی آ گئی. مہرال نے فوری طور پر آنکھیں کھولیں تو اسے اس کی بیوقوفانہ حرکت کا احساس ہوا مگر فرح کے اتنے شفیق تاثرات دیکھ کر اسے بالکل بھی ندامت نہیں ہوئی.

"کیسے مینیج کر لیتی ہیں آنٹی آپ؟ "وہ ہاتھ میں کھایا ہوا ڈونٹ پکڑے حسرت بھری نظروں سے فرح بیگم کو دیکھ کر رہ گئی. فرح بیگم کو اس کے انداز پر حیرت ہوئی. وہ سمجھ گئیں کے مہرال اب ڈونٹس کے بارے میں بات نہیں کر رہی.

"میں کیا مینیج کر لیتی ہوں؟ "چائے کا کپ ٹیبل کوسٹر پر رکھ کر وہ مہرال کی گفتگو میں دلچسپی لینے لگیں تو مہرال کو اور بھی محرومیوں کا احساس ہونے لگا. ایسی توجہ تو اسکی ماں نے تب بھی نہ دی تھی جب جب نظامی اس پر وار کیا کرتا تھا. اب اسے سمجھ میں آیا تھا کے میر, جبرئیل اور زینب کی تربیت کیوں اتنی اچھی ہے. کیونکہ انکی ماما نے ان پر" توجہ "دی تھی.

"اتنی تلخ زندگی کو دبا کر اتنی ساری شفقت کہاں سے لے آتی ہیں آپ؟ "اس وقت حسرت مہرال کے چہرے پر عیاں تھی. یہ بات فرح بیگم کو چونکا دینے کیلئے کافی تھی.

"تمہیں زندگی تلخ کیوں معلوم ہو رہی ہے؟ "فرح بیگم اب بڑی فراغت سے اس کو سننے کیلیۓ تیار نظر آنے لگیں تو مہرال نے بھی لمبی سانس کھینچ کر چاۓ کا کپ پکڑ لیا اور اس کے گرد اپنی ٹھنڈی انگلیاں لپیٹ کر انہیں حدت دینے لگی.

"میری ماما ہمیشہ مجھ سے اجنبی رہی ہیں .جب میں چھ سال کی تھی تو انہوں نے دوسری شادی کر لی .میرے ایک سال کے بھائی کو پاپا کے حوالے کر دیا اور مجھے اپنے ساتھ کراچی سے لاہور لے آئیں .ان کے دوسرے شوہر نے مجھ پر تشدد کھلے عام کرنا شروع کر دیا مگر انہیں کوئی فرق نہیں پڑتا تھا .ان اٹھارہ سالوں میں پاپا کبھی مڑ کر واپس نہیں آۓ مگر اب اٹھارہ سال بعد وہ مجھ سے ملنے واپس آگئے ہیں .میرا دل ان سے شدید نفرت کا اظہار کرتا ہے ,مگر اتنی نہیں کے میں انکو مرنے کیلیۓ اپنے سوتیلے باپ کے حوالے کر دوں .دل کا کوئی کونہ ...ابھی بھی ان سے محبت کرتا ہے ".ایک آنسو آنکھ سے ٹوٹا تو اس نے فوراً سر جھکا لیا تاکہ وہ فرح بیگم کو نظر نہ آسکے.

"میں سن رہی ہوں ".کچھ دیر تک جب مہرال خاموش رہی تو فرح بیگم نے مہرال کو بولنے کا اشارہ کیا.

"میں چاہتی ہوں کے میں ماما اور پاپا دونوں سے لڑوں. انہیں وہ تمام اذیتیں سناؤں جو میں نے ان دونوں کی وجہ سے سہی ہیں. انہیں اس بات پر طعنہ دوں کے انکے غلط قدم نے مجھے کس قدر برباد کیا ہے. میری شخصیت تباہ کر ڈالی ان دونوں نے. میرا دل چاہتا ہے کے جب وہ مجھ پر ڈھائے گئے مظالم سنیں تو وہ بھی تڑپیں, انہیں احساس ہو کے انہوں نے کیا کر ڈالا. پھر میرا ایک ایک کہا جانے والا لفظ ان پر غضب ڈھا دے. مگر "... مہرال نے بہت دیر تک اپنے آنسو چھپانا چاہے لیکن جب یہ ممکن نہ ہوا تو اس نے میز پر پڑے باکس سے ٹشو نکال کر اپنی آنکھوں سے لگاتے ہوئے سارا نمکین پانی ان میں قید کر ڈالا.

"مگر؟ "فرح بیگم نے نرمی سے خاموشی کو طول ملنے سے باز رکھتے ہوئے پوچھا.

"مگر آج ہی میری نظر یکے بعد دیگرے آیات پر پڑی, یہ اتفاق نہیں ہو سکتا آنٹی. اللہ تعالیٰ مجھے کچھ بتا رہے ہیں, مگر میں الجھ چکی ہوں ". خوبصورت ناک کو رگڑ کر کپ میز پر رکھتے ہوئے وہ میز پر پڑا ہوا فرح بیگم کا قرآنِ پاک کھولنے لگی.

"کیا پڑھا تم نے؟ "فرح بیگم جانتی تھیں کے وہ واقعی ہی اتفاق نہیں ہوتا. یہ شرف بھی انہیں مل رہا ہوتا ہے جو اسے پالینے کی چاہ میں ہوتے ہیں.

"بڑی خرابی ہے اس شخص کی جو پیٹھ پیچھے دوسروں پر عیب لگانے والا ہے), اور (منہ پر طعنے دینے کا عادی ہے". مہرال نے سورۃ الھمزۃ کی پہلی آیت کی تلاوت کی اور پھر سے فہرست دیکھتے ہوئے اب اس نے سورۃ الحجرات کی بارہویں آیت کھولی.

"اے ایمان والو! بہت سے گمانوں سے بچو, بعض گمان گناہ ہوتے ہیں. اور کسی کی ٹوہ میں نہ لگو, اور ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو". وہ لب بھینچے وہیں خاموش ہو گئی. اس سے آگے وہ پڑھ بھی نہ پائی اور رونے لگی. فرح بیگم اسے خاموش کروانے کیلیئے آگے نہیں بڑھی تھیں. انہوں نے اسے رونے دیا. بندے اور رب میں بھلا وہ کیسے شرکت کر لیتیں. مہرال روتی رہی, جب دل کا بوجھ ہلکا ہوا تو وہ اب سوجھے ہوئے پپوٹے اٹھا کر فرح بیگم کی طرف دیکھنے لگی جن کے چہرے پر ابھی بھی اطیمنان تھا.

"ایسا لگتا ہے کے ان کے قصور کے باوجود اللہ تعالیٰ مجھے طعنے دینے اور ان کے بارے میں برے گمان رکھنے سے منع کرنا چاہتے ہیں. میں کیا کروں آنٹی؟ "تذبذب کا شکار وہ الجھی سی لڑکی اپنے لئے سجھاؤ مانگ رہی تھی. فرح بیگم کو اس میں اپنی جوانی نظر آنے لگی.

"تمہیں دقت کہاں آ رہی ہے میری جان؟ "وہ اب قدرے آگے کو جھک کر بیٹھ گئیں تو مہرال نے قرآنِ پاک بند کر کے میز پر رکھ دیا اور اپنے ہاتھ مسلنے لگی.

"زینب نے کہا تھا کے یہی اللہ تعالیٰ کی ڈور کا ایک سرا ہے ".اس نے اپنی نظروں سے قرآنِ پاک کی طرف اشارہ کیا" .مجھے اسی ڈور کی تلاش تھی ,لیکن میرے اپنے ہی میرے غموں کا موجب ہیں کے میرے لئے یہ تلخیاں بھلانا بھی آسان نہیں ہے .پھر میں کیا کروں آنٹی؟"

"کیا کبھی تمہیں کسی نے باوقار عورت کا سبق پڑھایا ہے؟ "فرح بیگم نے پھر سے مہرال کی جانب وہ ڈونٹ بڑھایا جسے وہ اپنے رونے دھونے میں چھوڑ چکی تھی.

"ہاں زینب نے اور جے بی نے بتایا تھا کے باوقار عورت نامحرم سے دوستی نہیں کرتی اور مدد لیتے اور دیتے ہوئے بھی اپنے وقار کا خیال رکھتی ہے ".یہ بتاتے ہوئے مہرال نظر چرا گئی . کیونکہ اس نے اس سبق میں خیانت کر رکھی تھی.

"یہ تو بس ایک خاصیت ہے ,کیا تم نے باقی خصوصیات نہیں پوچھیں؟ "اپنی چائے سے سِپ لیتے ہوئے وہ بہت اطیمنان سے اسے سمجھانے بیٹھی تھیں.

"اور کون سی خاصیت ہوتی ہے باوقار عورت میں؟ "مہرال نے اب کی بار اچنبھے سے فرح بیگم کی طرف دیکھا .کیا کبھی کچھ ایسا بھی ہو گا جو اسے پہلے سے پتا ہو گا؟ وہ اپنے ٹاپر ہونے پر صرف افسوس کر کے رہ گئی.

"باوقار عورت پر جب کوئی مشکل وقت آن پڑتا ہے تو وہ بلیم گیم کھیلنے اور اس پر ماتم کرنے کی بجائے اس کے حل ڈھونڈنے میں جت جاتی ہے اور اپنے وقت کو طعنہ زنی اور الزام تراشیوں جیسی فضول باتوں پر ضائع نہ کرتے ہوئے اپنے مسائل خود حل کر لیتی ہے".

فرح بیگم نے خالی چائے کا کپ میز پر رکھ دیا جبکہ مہرال کی چائے اب ٹھنڈی ہو کر ضائع ہو چکی تھی .اگر وہ بھی صحیح وقت رہتے اسکا استعمال کر لیتی تو اسکی چائے ضائع نہ ہوتی.

"چاہے وہ مسائل اس پر کسی اور کی وجہ سے ہی کیوں نہ آن پڑے ہوں؟"وہ فرح بیگم کی اس بات پر بہت حیران ہوئی تھی .اس پر آج جو کچھ بھی بیت رہا تھا وہ اس کے والدین کی وجہ سے ہی تو تھا.

"چاہے آپ مشکل میں کسی دوسرے کی وجہ سے ہی کیوں نہ ہوں,طعنہ زنی اور عیب جوئی جیسی خرابیوں کے پیچھے باوقار عورت اپنے معیار سے نیچے نہیں گرا کرتی".ایک بار پھر سے مہرال دنگ رہ گئی .ایسی باتیں کرتے ہوئے وہ واقعی ہی باوقار عورت لگ رہی تھیں .

"لیکن اگر اس کے باوجود بھی کسی کے منہ سے اذیتوں کے باعث تلخ بات نکل آئے تو پھر وہ کیا کرے؟"مہرال وہ راستہ تلاشنا چاہتی تھی جس سے وہ اپنی ڈور کا سرا پکڑنے میں کامیاب ہو سکے .اب وہ اسے کھونا نہیں چاہتی تھی.

"یہ سامنے نَٹس کا جار پڑا ہے ,اس میں سے کیا تم مجھے ایک چاکلیٹ پاس کر دو گی؟ "فرح بیگم نے سامنے پڑے جار کی طرف اشارہ کیا .مہرال نے پہلے جار کی طرف دیکھا اور پھر فرح بیگم کی طرف.

"لیکن...اس میں تو صرف نَٹس ڈال رکھے ہیں آنٹی ".مہرال نے اسے ہلا کر دیکھنے کی کوشش کی کے شاید اس میں کہیں کوئی چاکلیٹ دبی ہو مگر بے سود!

"کیا اس میں سے چاکلیٹ نہیں ملے گی؟ "فرح بیگم بچوں کی طرح سوال کرنے لگیں.

"نٹس میں چاکلیٹ کیسے ہو سکتی ہے بھلا؟ "وہ سمجھ گئی ,فرح بیگم ضرور کوئی سبق دینا چاہتی ہیں ,لیکن کیا سبق دینا چاہتی ہیں یہ اسے سمجھ نہیں آیا.

"کیا تم اب سمجھی؟ آپ کسی کو وہی دے سکتے ہیں جو آپکے پاس موجود ہوتا ہے .جیسے عالم کے پاس علم ہوتا ہے تو وہ علم بانٹتا ہے .غمزدہ انسان دوسروں میں اپنے غم ہی بانٹ سکتا ہے .خوفزدہ انسان لوگوں میں خوف بانٹا کرتا ہے ,اسی طرح !ایک شخص جب اپنی زندگی میں ناشکرا ہوتا ہے تو وہ لوگوں میں تلخیاں ,طنز ,طعنے اور رنج و ملال بانٹتا ہے ".فرح بیگم دو لمحے خاموش ہوئیں تو ساری بات مہرال کی سمجھ میں آ گئی.

"اسکا مطلب "...وہ سمجھ کر بھی بات کو مکمل نہ کر پائی ,اس لئے بس فرح بیگم کو دیکھ کر رہ گئی.

"ہم جب بھی کوئی عمل کرتے ہیں تو وہ ہمارے باطن کی عکاسی کرتا ہے .اسکا مطلب ہے جو ہمارے اندر بھرا ہے ہم وہی بانٹ رہے ہیں .اس لئے ایک باوقار عورت کو یہ بات نہیں جچتی کے وہ لوگوں میں تلخیاں بانٹے ,وگرنہ یہ بات صادق اتر آئے گی کے اس کا باطن ناشکری سے بھرا ہے اور یہ دلیل آپکو باوقار عورت کے درجے سے اتارنے کیلئے کافی ہوتی ہے ".فرح بیگم نے مہرال کے سر پر کوئی بم پھوڑا تھا .تو کیا برانڈڈ کپڑے ,اسکارفز ,جوتے , اچھے کھانے ,اپنے بیچ کی ٹاپر کہلانا اور سب سے بڑھ کر اسکا خوبصورت سراپا ,کیا یہ سب اسے باوقار نہیں بناتا تھا؟

"میں شکر کی طرف کیسے قدم بڑھاؤں؟ "مہرال جو بات پوچھنے آئی تھی ,اب وہ اسے بہت چھوٹی معلوم ہو رہی تھی اور ایک الگ ہی موضوع نے اسے پریشان کر دیا تھا.

"ویسے تو شکر ادا کرنے کے بہت سے طریقے ہیں مگر سب سے پہلے تمہیں پہچاننا ہوگا کے کس بات پر شکر کیا جائے ".فرح بیگم نے اسے بہت مشکل طریقوں سے آغاز کرنے کو نہیں کہا تھا .وہ چاہتی تھیں کے مہرال پہلے اپنے لئے شکر کرنے کے مواقع ڈھونڈ لے.

"مجھے تو جہاں تک یاد پڑتا ہے ,میں چھ سال کی عمر کے بعد سے محرومیوں کا شکار ہی رہی ہوں ".بہت یاد کرنے کے بعد بھی مہرال یہ یاد نہیں کر سکی تھی کے اس کے پاس ایسے کون سے مواقع تھے جن پر اسے شکر کرنا چاہیئے.

"زینی کو یہ ویک اینڈ تمہارے ساتھ گزارنا اچھا لگے گا مہرال ".فرح بیگم نے اسکی بات کا جواب نہ دیا تو مہرال نے بھی دوبارہ پوچھنا مناسب نہ سمجھا.

"مجھے خوشی ہو گی آنٹی ".اس نے محض مسکرا کر سر ہلا دیا .ویسے بھی اسکے بہت سے مسائل کے حل اسے پتا چل گئے تھے.

"اور ہاں مہرال ,اگر تم چاہتی ہو کے باوقار عورتوں میں شامل ہو جاؤ تو اپنی زبان میں تقویٰ لے آؤ اور زبان کا تقویٰ خاموشی میں چھپا ہے .اپنی زبان کو تب تک اجازت مت دینا جب تک کے اس پر خیر کی بات نہ ہو ".فرح بیگم نے بہت خوبصورتی سے اپنی گفتگو کو مکمل کیا تھا .مہرال انکے اس اندازِ بیان پر حیران رہ گئی .کتنی سادگی اور خوبصورتی سے انہوں نے مہرال کو اس کے مسئلے کا حل بتا دیا تھا .اب اسے بس اس پر عمل کرنا تھا .جو یقیناً مشقت طلب تھا.

"زہر لگ رہا ہے مجھے یوں چھپ چھپ کر ملنا. اتنی تگ و دو تو سستے عاشق بھی اپنی محبوبہ سے ملنے کیلئے نہیں کرتے ہوں گے جتنی مجھے کرنی پڑی ہے". وہ جو کے پانچ منٹ کے پیدل سفر کو آدھے گھنٹے کا ایڈوانچر بناتی ہوئی ڈونٹ آورز کے قریبی کیفے تک پہنچی تھی, کونے والی ٹیبل پر زور سے اپنا فون پٹختی ہوئی میر کے سامنے والی کرسی پر بیٹھ گئی. جہاں میر اس کے اس انداز پر حیرت زدہ رہ گیا تھا وہیں جبرئیل دبی دبی ہنسی سے مہرال کو اور سلگا گیا.

"میں نے کوئی جوک سنایا ہے تمہیں؟ "جب اس سے ضبط نہ ہوا تو وہ جبرئیل پر برسنے کی تیاری کرنے لگی.

"ریلیکس مہرال. ہمارے پاس اور کوئی آپشن نہیں ہے. زید بہت مشکل سے اس پر نظر رکھے ہوئے ہے. کل سے میں اسے چار بار اپنے اردگرد دیکھ چکا ہوں". جبرئیل ضرور اسے جواب دیتا مگر میر نے فوری طور پر بات کو سمیٹنا چاہا. وہ واقعی ہی جلدی میں لگ رہا تھا.

"جلدی بولو کیا خبر ہے؟ "اپنی کہنیاں ٹیبل پر رکھ کر اب وہ اپنے بائیں ہاتھ میں موجود انگوٹھی پر داہنے ہاتھ کی شہادت کی انگلی پھیرنے لگی. میر انگوٹھی دیکھ کر دو پل کو رکا مگر نا محسوس انداز میں اپنی سوچوں کو جھٹک گیا.

"جو ویڈیو میں اور ہے جے بی بنا لائے تھے اسے میں نے کمپائیل کر کے ایک ڈرائیو میں کاپی کر لیا تھا. وہ ڈرائیو میں نے مزمل کے لنچ باکس میں ڈال دی تھی مگر بظاہر میں اس دن مزمل سے نہیں ملا. اب کم از کم کوئی یہ نہیں جان سکے گا کے وہ ویڈیو کس نے بنائی اور کہاں سے آئی". میر سرگوشی کی سی مہرال کو ایک ایک بات سمجھانے لگا.

"تو کیا ڈی ایس پی صاحب کو اس ویڈیو سے یہ پتا چل جائے گا کے یہ فیکٹری کس کے نام ہے؟" مہرال بھی اب میر کے انداز میں آگے کو جھک کر بات کرنے لگی.

"لیکن ایک بلنڈر ہوا اور ہمیں پتا چلا تھا کے وہ فیکٹری جس میں جعفری کا ویئرہاؤس ہے, اس کے نام پر نہیں ہے". جبرئیل نے نہایت اطیمنان سے لقمہ لیا تو مہرال مایوس ہو گئی.

"کیا مطلب؟ یعنی ہماری ساری محنت ضائع ہو گئی؟" مہرال نے سینے پر ہاتھ رکھے شاک میں پوچھا. اس سے پہلے کے مہرال پھر سے پریشان ہو جاتی, میر فوراً بول اٹھا.

"لیکن ہم نے وہاں سے نکلتے ہوئے اپنے بیگز میں اس کا کچھ اسلحہ بھر لیا تھا. اور اس کی اس فیکٹری میں پہنچ گئے جو قانونی طور پر اس کے نام سے تھی. اس فیکٹری کے اسٹفڈ ٹوائیز مارکیٹ میں بیچے جاتے تھے تاکہ وقت آنے پر جعفری اپنی آمدن کا ذریعہ دکھا سکے. اپنا اسلحہ وہ اسٹفڈ ٹوائیز میں ہی بھر کر اسمگل کرتا ہے مگر اسلحے کی اسٹفنگ کا کام اس کی غیر

قانونی فیکٹری اور ویئر ہاؤس میں کیا جاتا ہے ".یہ تمام معلومات میر اسے دیتا ہوا کوئی ہیرو لگ رہا تھا .اس کی مسکراہٹ گہری ہوئی.

"اس کے لوڈڈ ٹرکوں کے اسٹفڈ ٹوائیز میں ہم نے چرایا ہوا اسلحہ بھر دیا جو مارکیٹ میں بھجوائے جائیں گے .اس سے یہ ہوگا کے ویڈیو نے جو شک پیدا کیا ہے ,وہ بچوں کے کھلونوں میں سے نکلنے والے ایرانی برانڈ کا اسلحہ یقین میں بدل ڈالے گا اور جعفری کے خلاف کاروائی شروع ہو جائے گی ".جبرئیل نے بات مکمل کی تو مہرال چند لمحے خاموش رہی جیسے کچھ سوچ رہی ہو .پھر نظریں اٹھا کر ان دونوں کی طرف دیکھا جو اسی کے جواب کے منتظر تھے.

"اس سب میں تم دونوں کا نام تو نہیں آئے گا نا؟ "وہ پر سوچ لہجے میں بولی .ظاہر ہے اپنی وجہ سے وہ ان دونوں کو اتنے بڑے خطرے میں نہیں دھکیل سکتی تھی.

"اس بات کی بالکل فکر نہ کرو .سب کام ہم نے بہت ہی احتیاط سے کیا ہے ".جبرئیل گویا ہوا .مہرال کو جبرئیل پر اب اتنا تو یقین ہو ہی گیا تھا کے اس کے پلانز غلط ثابت نہیں ہوتے.

"کیا ہم ...وہ ویڈیو شئیر کر کے سب کو ایک ہی دفعہ میں نہیں پکڑوا سکتے؟ "مہرال کو لگا کے شاید میر یا جبرئیل میں سے کسی کو اس بات کا خیال نہیں آیا. ورنہ اس ویڈیو کے بعد انہیں اتنی محنت کی ضرورت ہی نہ پڑتی.

"نہیں مہرال, ہم چاہ کر بھی ایسا نہیں کر سکتے ". میر سر نفی میں ہلاتے ہوئے اب اپنے اطراف میں ایک نظر دوڑانے لگا.

"ہم ایسا کیوں نہیں کر سکتے؟ "وہ ناسمجھی سے پہلے میر اور پھر جبرئیل کی طرف دیکھنے لگی.

"صاف واضح ہے کے کیمرہ باجوہ کیساتھ فکسڈ ہے اور باجوہ اچھی طرح سے جانتا ہے کے اس دن میٹنگ سے بالکل پہلے تم ہی اس سے ملنے گئی تھی اور تم یہ بھی اچھی طرح جانتی ہو کے اگر باجوہ یا نظامی کو بھنک بھی پڑی تو کیا ہوگا؟ "جبرئیل نے ابرو اچکا کر مہرال سے استفسار کیا.

"تو وہ میرا جینا نہیں, مرنا حرام کر دیں گے ". میکانکی انداز میں مہرال نے خود ہی جواب دے دیا. میر نے بھی سر ہلا کر تصدیق کی.

"کیا تمہیں فیروز تقی کے بارے میں کچھ معلوم ہوا ہے؟ "مہرال کو فوراً یاد آیا, اس دن میر یونیورسٹی میں اسکے بارے میں ہینتو بتا رہا تھا.

"میں نے اسکا بہت جائزہ لیا ہے .اسکے کسی کام میں کوئی شک و شبہ معلوم نہیں ہوا سوائے ایک بات کے ".میر اب چھوٹے سے کاغز کے ٹکڑے پر کچھ لکھنے لگا.

"اور وہ کیا ہے؟ "مہرال نے بے تابی سے پوچھا.

"وہ روزانہ اپنے دن کا ایک سے ڈیڑھ گھنٹہ آبادی سے دور ایک حجرے نما کمرے میں گزارتا ہے .وقت جو بھی ہو ,وہ وہاں جانا مس نہیں کرتا .اگر تم اس ویک اینڈ فری ہو تو وہاں وزٹ کر لیتے ہیں ".میر نے وہ کاغز ٹیبل پر اس کی طرف بڑھایا جسے مہرال نے اپنے بائیں ہاتھ سے کھینچ لیا.میر اب اس کے ہاتھ میں واضح طور پر وہی انگوٹھی دیکھ سکتا تھا جو حدید نے اسے دی تھی .مہرال کاغز ٹیبل سے اٹھا چکی تھی مگر میر کا ہاتھ وہیں ٹیبل پر ساکت رہ گیا تھا.جیسے وقت اس کیلئے رک گیا ہو .جبرئیل نے نامحسوس انداز میں میر کا ہاتھ وہاں سے ہٹا کر اس کاغز پر نظر ڈالتی مہرال کو متوجہ کیا.

"اس ویک اینڈ فری ہو مہرال؟ "جبرئیل کا لہجہ ذرا سا بدلہ مگر مہرال نے فوری طور پر اس بدلاؤ کو محسوس کیا.

"آ ...ایکچوئلی زینب کے ساتھ میرے پلانز ہیں". مہرال اب میر کی طرف دیکھنے لگی. یہ اچانک ان دونوں بھائیوں کو کیا ہوا ہے؟ ایک سنجیدہ ہے تو دوسرا بجھا ہوا ہے. وہ سوچ میں پڑ گئی.

"ٹھیک ہے پھر کسی ورکنگ ڈے میں چلے جائیں گے". میر اپنے موبائل پر نظر ڈالتا فوراً اٹھ کھڑا ہوا" .مجھے اب نکلنا ہے. مہرال تم اس نمبر پر مجھ سے کنٹیکٹ کر لینا, لیکن خیال رہے کے اپنا نمبر استعمال مت کرنا. اس دن مہک پورا دن ڈونٹ آورز کے پاس تمہارے آنے کا انتظار کرتی رہی تھی جب جے بی نے تمہیں ڈونٹ آورز میں آنے کا کہا تھا".

"ٹھیک ہے, جلد ملیں گے". مہرال بھی اٹھ کھڑی ہوئی. میر مسکراتا ہوا وہاں سے چلا گیا. یہ مسکراہٹ مہرال کو تسلی دینے کیلئے کافی تھی. جبرئیل بھی اپنا بے تاثر چہرہ لئے اٹھ کر میر کی پیروی میں چلنے لگا. مہرال کو اب وہاں سے کچھ دیر بعد نکلنا تھا, اسلئے وہ واپس وہیں پر بیٹھ گئی اور اپنے ہاتھ میں موجود انگوٹھی کو گھمانے لگی.

بہت عرصے بعد دوستوں سے مل کر واپسی پر جو سکون اور اطمینان آپ کی روح کو فرحت بخش رہا ہوتا ہے, وہ اس وقت اس کے چہرے پر واضح طور پر دیکھا جا سکتا تھا. بہت عرصے

بعد وہ آج شمائم سے ملی تھی .وہ خوش تھی اور شمائم بھی اس میں اتنا مثبت بدلاؤ دیکھ کر بہت خوش تھی .مگر چند ہی پل گزرے تھے ,اسے محسوس ہو رہا تھا کے خالی راہداری میں کوئی اس کا پیچھا کر رہا ہے .

"کون ہے؟ "پیچھے مڑ کر دیکھنے پر بھی اسے کوئی نظر نہ آیا .پاؤڈر بلیو اسکارف کے ہالے میں اسکا خوبصورت چہرہ خوف کے مارے زرد پڑ گیا .علی بیگ والے واقعے کو ابھی زیادہ دیر نہیں ہوئی تھی .یہ سوچ کر ہی اس کے رونگٹے کھڑے ہو گئے تو مزید پیچھا کیے بنا وہ فوراً وہاں سے مڑ کر جانے لگی مگر ٹھٹھک کر وہیں رک گئی.

"یااللہ تم ہر جگہ کیسے ٹپک پڑتے ہو؟ "آلیو گرین باڈی فٹڈ ڈریس شرٹ کیساتھ سفید پینٹس پہنے اور بالوں کو بلو ڈرائی کئے ایک ہاتھ جیب میں ڈال کر وہ اس کے بالکل سامنے کھڑا تھا .

اپنے سامنے میر کو پاکر اسے تحفظ کا احساس ہوا تو اس نے ایک گہری سانس خارج کی.

"کیوں تم کسی اور کی توقع کر رہی تھی کیا؟ "نرم مسکراہٹ چہرے پر لئے وہ ایک قدم قریب آیا تو مہرال کے بھی تنے تاثرات ڈھیلے پڑے.

"مجھے لگا علی بیگ ہے ". علی بیگ کا نام لیتے ہی اس نے جھرجھری لی.

"اتنا ڈرتی ہو اس سے؟ "اب کے میر نے اپنے دونوں ہاتھ جیبوں میں ڈال لیے تھے .مہرال اب اسے ٹھوڑی اونچی کر کے دیکھنے لگی.

"تم وہ سرخ گلاب بھیجنا بند کر دو میر ".اس نے التجائیہ لہجے میں کہا تو میر نے سر کو ایک دفعہ نفی میں ہلایا.

"اور بھلا میں اتنی خوبصورت لڑکی کو سرخ گلاب بھیجنا کیوں بند کروں گا؟ "میر نے کندھے اچکا کر پوچھا.

"کیونکہ مجھے اچھا نہیں لگ رہا یہ سب ".اس نے اب کی بار پر امید لہجے میں التجا کی .وہ نہیں چاہتی تھی کے اس کی وجہ سے کوئی اور لڑکی مصیبت میں پڑ جائے .میر نے سر کو ہلکا سا خم دیا .اس سے صاف ظاہر تھا کے وہ پھول ضرور بھیجے گا اور اب مزید بحث بھی نہیں کرے گا.

"انگوٹھی اچھی لگ رہی ہے ".نا چاہتے ہوئے بھی میر اسے بائیں ہاتھ میں پہنی گئی انگوٹھی کے بارے میں جتا گیا.

"شکریہ ".اس کے لبوں کو ایک طرب خیز مسکراہٹ نے چھوا تو میر نظریں چرا گیا.

"تم جا رہے ہو؟ "میر پلٹا تو مہرال نے اسے آواز لگائی.

"میری اور جے بی کی ایڈوائیزر کیساتھ میٹنگ ہے ".اسے تسلی آمیز لہجے میں کہتے ہوئے ایک انجانی سی خواہش اس کے دل میں جاگی کے اب کی بار وہ اسے روک لے.

"کیا تم میرا پیچھا کر رہے تھے؟ "وہ چاہتی تھی کے چند لمحے وہ مزید ٹھہر جاتا, مگر یہ الفاظ ادا کرنا اس کیلئے آسان نہیں تھا.

"نہیں .میں نے تو بس تمہیں راہداری میں داخل ہوتے دیکھا تھا,اس لئے میں دوسرے راستے سے تمہاری طرف آیا ".میر نے عام انداز میں اسے بتایا.

"ٹھیک ہے ".کہتے ہوئے وہ وہاں سے چلی آئی .ایک عجیب سی پریشانی نے اسے آن گھیرا تھا .اگر میر اسکا پیچھا نہیں کر رہا تھا تو یہ کون تھا جو اس پر نظر رکھ رہا تھا؟ سر جھٹک کر وہ پارکنگ ایریا کی طرف بڑھ گئی.

"ہائے مہرال "!وہ ابھی اپنی گاڑی کی طرف بڑھی ہی تھی جب کسی نے اسے پیچھے سے پکارا . اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو اس کے سامنے میر کی کزن کھڑی تھی .ابھی پچھلے ہفتے ہی تو وہ اسے میر کے گھر کے باہر واپسی پر ملی تھی .بہت عجیب گفتگو کر رہی تھی .اسے تو نام بھی بھول گیا تھا اسکا.

"میر سے ملنے آئی تھی؟"نیلی جینز پر گرے شرٹ اور کالا اسکارف اوڑھے اور بیگ ایک ہاتھ میں لٹکائے وہ ذاتی ہوتے ہوئے مہرال کو بہت زہر لگی تھی.

"نہیں ,میر مجھ سے ملنے آیا تھا".مہرال جان گئی تھی کے وہ میر کے بارے میں عدم تحفظ کا شکار ہو رہی ہے اور اسکی اس قسم کی گفتگو کا ایک ہی حل مہرال کے ذہن میں آیا تھا.

"کب سے چل رہا ہے یہ پھولوں والا سلسلہ؟"وہ قدم قدم بڑھاتی مہرال کے عین سامنے آکر کھڑی ہو گئی.

"کونسا پھولوں والا سلسلہ؟"مہرال حیران تھی ,وہ جس انداز میں اس سے بات کر رہی تھی , اسکی حیرت بنتی بھی تھی.

"جو میر بھیجتا ہے؟ دیکھو میرے سامنے ڈرامہ مت کرنا ,میں سب سن چکی ہوں".ایشل نے تیز لہجے میں کہا تو مہرال کا دل چاہا کے وہ ایشل کا سر پھاڑ دے .یہ ایشل تھی جو صبح سے اس کا پیچھا کر رہی تھی؟ اور اس کی بات کا غلط مطلب لے لیا.اس نے لب بھینچے مگر ایک دم ٹھٹھکی .وہ جان گئی تھی کے اب اسے کیا جواب دینا ہے.

"ہاں وہ سرخ گلاب بھیجتا ہے .میں نے منع کیا ہے مگر میں جانتی ہوں وہ منع نہیں ہو گا .جو کہنا ہے اس سے جا کر کہو ".مہرال جانے کو پلٹی مگر ایشل کی بات نے اس کے قدم وہیں پر جما دیئے.

"یہ انگوٹھی پہن کر تم نے اپنی طرف سے ہاں کا اشارہ دیا ہے نا؟ "وہ اتنے پر یقین لہجے میں کہہ رہی تھی گویا وہ تب وہیں تھی جب میر نے مہرال کو پروپوز کیا ہو گا .مہرال حیرت زدہ سی پلٹی .اس کا منہ کھلا رہ گیا .ایشل پتا نہیں کیا کیا سوچ کر بیٹھی تھی.

"یہ انگوٹھی پہن کر میں نے اپنی طرف سے ہاں کا اشارہ ہی دیا تھا .لیکن کیوں کے یہ اچھے انداز میں پیش نہیں کی گئی تھی ,اس لئے میں نے اسے واپس بھجوا دیا .مگر بعد میں اسے جس انداز میں پیش کیا گیا تھا ,میں انکار ہی نہیں کر سکی .ہٹو اب "!کندھے اچکا کر اسے ادھورا سچ بتاتی ,مہرال اپنی گاڑی میں بیٹھ گئی .وہ کسی کو وضاحتیں پیش کرنے کی عادی نہیں تھی ,لیکن اس وقت ایشل کو سبق سکھانا بہت ضروری ہو گیا تھا .اسلئے اسے غلط فہمی میں مبتلا کر کے وہ اسے حقا بقا چھوڑتی وہاں سے آگئی .اس بات سے انجان کے اس کی یہ حرکت ایشل کی ضد کو ہوا دے بیٹھی تھی.

"یہ چمگادڑ کی ممی اتنا ہنگامہ کیوں کر کے گئی ہیں؟" جبرئیل اپنے کمرے میں داخل ہوا تو وہاں زینب کو اپنے بستر پر دیکھتے ہی استفسار کرنے لگا.

"ارے واہ, تمہارے کراماً کاتبین آج چھٹی پر ہیں کیا؟" وہ جو موبائل میں ویڈیو دیکھنے میں مگن تھی, جبرئیل کی بات پر بڑے برے دل سے ویڈیو روک کر منہ بسورتے ہوئے اسے جواب دینے لگی.

"ایشل کی مام کیوں آئی تھیں؟" جبرئیل لب بھینچتے ہوئے اپنے الفاظ کی تصحیح کرتا ہوا وارڈروب کی طرف بڑھ گیا.

"میں آوازیں سن کر نیچے گئی تھی, جب میں نے انہیں چائے پیش کی تو انہوں نے کہا کے مجھے دیکھ کر وہ ڈر گئی ہیں, کیونکہ انہیں لگا کے موت کا فرشتہ آچکا ہے. ساتھ ہی انہوں نے اتنا منحوس قہقہہ لگایا تھا نا, مجھ سے ضبط نہیں ہوا تو میں اوپر آگئی". زینب کا بس نہیں چل رہا تھا کے وہ جا کے تائی کا گلا دبا آتی, مگر اسے نہایت صبر سے کام لینا تھا. اس لئے سر جھٹک کر وہ واپس موبائل میں مصروف ہو گئی. جبرئیل اپنی دبی ہوئی مسکراہٹ چھپاتا باتھ روم کی طرف بڑھ گیا. کچھ ہی دیر میں وہ فریش ہو کر نکلا تو زینب ابھی بھی کوئی ویڈیو دیکھنے

میں مصروف تھی .وہ زینب کے پاؤں کے قریب تھکا ہارا اوندھے منہ لیٹا تو زینب نے فوراً اس پر اپنے دونوں پاؤں رکھ لئے.

"میر نے تمھیں کیا بتایا ہے؟ "چونکہ جبرئیل نے ابھی ابھی میر کو اس کمرے سے نکلتے دیکھا تھا,اسلئے اسے پتا تھا کے میر ضرور کچھ بتا کے گیا ہے .وہ جو مزے سے اپنی ویڈیو انجوائے کر رہی تھی ,اکتا کر پھر سے ویڈیو روک دی.

"تائی جان کہہ رہی ہیں کے انہیں پتا چل گیا ہے کے میر بھائی کی بات ان کی یونی میں ہی کسی لڑکی سے پکی کر دی ہے .لیکن تائی جان میر بھائی کی شادی کسی اور سے نہیں ہونے دیں گی .اور اس گھر کی بہو صرف اور صرف ایشل ہی بنے گی .ایسا تائی جان نے کہا ہے ,مجھے اتنی حیرت سے مت دیکھو .وہ بالبتوری مجھے بھی پسند نہیں ہے ".زینب نے جبرئیل کو اپنی طرف دیکھتا پایا تو فوراً سے اپنی صفائی پیش کر دی اور واپس موبائل کی طرف متوجہ ہو گئی .

"اب چپ کر جاؤ اور مجھے مت بلانا".

"تائی جان کو یہ غلط باتیں کس نے بتائی ہیں؟ "جبرئیل اب اپنی دائیں کہنی کے بل لیٹا تو زینب کے پاؤں جھٹک دیئے ,وہ سخت بدمزہ ہوئی.

"افوہ !بڑے ہی کوئی ڈھیٹ انسان واقع ہوئے ہو .خاموش ہو جاؤ ".زینب نے اس کے سوالوں سے تنگ آکر اب اسے خاموش کرواتے ہوئے دوبارہ اپنے دونوں پاؤں اس کی کمر پر رکھ دیئے.

"گستاخ ,بے ادبی مت کرو میری .ہٹاؤ اپنے پاؤں اور یہ کیا دیکھ رہی ہو؟ "جبرئیل نے اسکے پاؤں پھر سے جھٹکے اور پھر سے اوندھا ہو کے لیٹ گیا .زینب بھی اب اس کے پاس آکر موبائل کی اسکرین اسے دکھاتی اوندھی ہو کر ویڈیو دیکھتے ہوئے جبرئیل کو بھی دکھانے لگی.

"یہ کیا ہے؟ "جبرئیل نے انتہائی غیر دلچسپی کا اظہار کرتے ہوئے استفسار کیا.

"Death Fails."زینب نے بڑے پرجوش انداز میں اسکرین جبرئیل کے مزید قریب کی جسے جبرئیل نے جھٹک دیا.

"Death... Never fails!"جبرئیل کے چہرے پر یکدم سنجیدگی چھا گئی اور اس نے سرگوشی کے انداز میں محض تین الفاظ ادا کیے تو زینب کی ریڑھ کی ہڈی میں ایک سنسنی دوڑ گئی .وہ فوراً سے اٹھ بیٹھی.

"اتنے سنجیدہ کیوں ہو رہے ہو؟ "آج زینب کو ڈر لگا تھا.پہلے تو کبھی بھی جبرئیل اس طرح موت کی باتیں نہیں کیا کرتا تھا.

"زندگی کو لے کر کبھی بھی غیر سنجیدہ مت ہونا .کسے خبر کے آخری بار آپ کب آنکھ موندنے والے ہیں؟ "گھمبیر انداز میں کہتا وہ کچھ ہی پلوں میں آنکھیں موندے نیند کی وادیوں میں اتر چکا تھا. مگر زینب وہیں سن بیٹھی تھی .جب وہ ہوش کی دنیا میں آئی تو نیند میں خراٹے لیتے جبرئیل پر اسے بہت غصہ آیا .اسے ڈرا کر وہ خوابِ خرگوش کے مزے لوٹ رہا تھا.

"بے بی ذلیل "!بیڈ سے اتر کر پیر پٹختی وہ تیز قدموں سے وہاں سے نکل گئی .اس کمرے میں اب اسے وحشت ہونے لگی تھی .ایسا لگنے لگا تھا کے موت وہیں کہیں آس پاس انکی باتیں سن کر مسکرا رہی ہو .کسی کو گلے لگانے کو بے تاب ,انتظار میں.

میرون رنگ کی لانگ فراک پر اسکن براؤن اسکارف نفاست سے اوڑھے مہرال خوبصورت تمتماتے چہرے کے ساتھ اپنے کمرے میں داخل ہوئی. آج اتوار کے دن اس کا پلان زینب کیساتھ جانے کا تھا مگر آخری چند لمحوں میں اسے اپنا پلان بدلنا پڑا .اس وقت وہ اپنے اس فیصلے سے بہت خوش تھی .ابھی بھی خوشی اس کے چہرے پر عیاں تھی .ابھی اس نے اپنے خیالوں میں گم اپنا بیگ اتار کر اسٹڈی ٹیبل پر رکھا ہی تھا کے افراتفری کے عالم میں کوئی

اس کے کمرے میں داخل ہوا اور چٹخنی لگنے کی آواز نے مہرال کو تیزی سے مڑنے پر مجبور کر دیا.

"ماما؟ "نکہت کے اس طرح مہرال کے کمرے میں داخل ہونے پر مہرال حیرت زدہ رہ گئی.

"کہاں گئی تھی تم؟ "نکہت جو جینز اور ڈیزائنر ٹاپ میں کہیں جانے کیلیئے بالکل تیار تھی, مہرال سے اتنی فراغت سے سوال کرنے لگی جیسے اس کے علاوہ نکہت کے پاس کرنے کو کچھ تھا ہی نہیں.

"آپ اس سوال کو بہت پہلے کھو چکی ہیں ". مہرال بنا تلخ ہوئے بات کرنے کی کوشش کر رہی تھی.

"تم مجھ سے نہیں چھپا سکتی, میں جانتی ہوں تم کہاں تھی ". اپنے سینے پر ہاتھ باندھ کر نکہت اس کے کان کے قریب جھکی اور سرگوشی کی" . عبداللہ سے ملنے گئی تھی نا تم؟ بلکہ اسی سے ملنے جاتی ہو, یہ انگوٹھی بھی تمہیں اس نے دلوائی ہے, ہے نا؟ "

"ہاؤ ڈیئر یو "!مہرال کہنا چاہتی تھی, نکہت پر چلانا چاہتی تھی. نکہت اس کو بلیک میل کرنے کی کوشش کر رہی تھی. مہرال اس کا منہ بند کر دینا چاہتی تھی مگر تمام الفاظ اس کی زبان پر آ کر ٹھہر گئے. کانوں میں دوسری آوازیں گونجنے لگیں.

"اگر تم چاہتی ہو کے باوقار عورتوں میں شامل ہو جاؤ تو اپنی زبان میں تقویٰ لے آؤ ". فرح آنٹی کی آواز دور ہی کہیں سے آئی تھی .

"تم تو ضامی سے بھی ملنے جاتی ہو نا؟ مگر تمہارے ڈیڈ تو ضامی کو بالکل بھی پسند نہیں کرتے ". نکہت اب مکروہ مسکراہٹ لبوں پر سجائے ,اپنی شہادت کی انگلی پر بالوں کی لٹ لپیٹتی چلتے چلتے سن کھڑی مہرال کی دوسری طرف آئی .غصے سے مہرال کا ضبط جواب دینے کو تھا . قریب تھا کے مہرال اپنے منہ سے گالیاں بکنے لگتی ,نکہت ہی کے الفاظ میں اسے طعنے لوٹانے لگتی .مگر طعنہ زنی تو گناہ تھی اور اس گناہ کی اسے شدید طلب ہونے لگی تھی.

"جب یہ زبان گناہ کی طلب محسوس کرنے لگے تو اپنی زبان کو اللہ کے ذکر سے تر کر لیا کرو .جب یہ سیر ہو کر تر جائے گی تو گناہوں کی پیاس بھی اس وقت کیلئے ختم ہو جائے گی ". کہیں سے زینب نے بھی فوری طور پر اپنا کردار ادا کیا تو مہرال کو فوراً خیال آیا .اسے بس ایک ہی دعا یاد تھی .اس وقت وہ وہی پڑھنا جانتی تھی .اسلئے زیرِ لب اس نے ورد کرنا شروع کر دیا.

"حسبی اللہ لا الہ الا ھو علیہ توکلت وھو رب العرش العظیم ".جو چیز اسے عرش عظیم کے رب کے قریب لائی تھی ,وہی اب اسے رب عظیم کو راضی رکھنا بھی سکھا دے گی .توکل ! اس نے یہ ذکر زیرِ لب جاری رکھا.

"اگر انہیں پتا چل گیا کے تم اپنے باپ اور بھائی سے مل رہی ہو تو "....نکہت اسے دھمکی دیتے ہوئے اب پھر سے اس کے عین سامنے آن کھڑی ہو گئی.

"اور زبان کا تقویٰ خاموشی میں چھپا ہے .اپنی زبان کو تب تک اجازت مت دینا جب تک کے اس پر خیر کی بات نہ ہو ".یہ تو فرح بیگم کا توکل تھا.مہرال سن کھڑی تھی ,وہ نکہت کی باتیں نہیں سن رہی تھی .وہ اپنا باطن ٹٹول رہی تھی ,شاید اسے کچھ مل جائے.

"تو نظامی تمہیں تڑپا تڑپا کر زندہ رکھے گا .لیکن اگر تم اپنے باپ کو راضی کر لو تو میں ,تم , عبداللہ اور ضامی پھر سے ایک فیملی بن سکتے ہیں .اس کے علاوہ تمہارے پاس کوئی دوسرا راستہ نہیں ہے مہر ".اپنے گلے میں موجود پینڈینٹ پر انگلی پھیرتے ہوئے وہ تیز نگاہوں سے مہرال کو دیکھنے لگی.

"گمان "!مہرال کو امید کی کرن نظر آئی .وہ چہک اٹھی.

"وہاٹ؟ "نکہت اس کی بات نہیں سمجھ پائی. اس لئے الجھے انداز میں سینے پر ہاتھ رکھ کر نہایت نزاکت سے حیران ہوئی.

"گمان ماما, ہم اللہ تعالیٰ سے جیسا گمان رکھیں گے وہ ہمیں ویسا ہی عطا کریں گے". مہرال اپنے کل کے سبق کو استعمال میں لانے پر اتنی خوش ہوئی تھی کے یہ بھی بھول گئی کے نکہت اس کے سامنے ابھی تھوڑی دیر پہلے اسے دھمکی دے رہی تھی.

"میرے ساتھ یہ کھیل مت کھیلو. اگر تم نے ضامی سے بات نہ کی تو میں نظامی کو بتا دوں گی سب کچھ. پھر تم کچھ نہیں کر سکو گی. تم اب بھی کچھ نہیں کر سکتی. تمھارے پاس کوئی راستہ نہیں ہے ہنی. اس لئے میں جیسا کہتی ہوں ویسا کرو". نکہت نے اپنا ہاتھ مہرال کے کندھے پر رکھ کر چبھتی مسکراہٹ کیساتھ اسے بتایا تو مہرال خود بھی مسکرا اٹھی.

"آپکو پتا ہے کے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پیچھے فوج آئی تھی مگر اس وقت اللہ تعالیٰ نے راستہ بنانے کے لئے سمندر کو دو حصوں میں بانٹ دیا تھا". مہرال نے نکہت کا ہاتھ جھٹکا. لیکن اس کے لہجے میں بلا کی نرمی تھی. یہ نرمی نکہت کیلئے نہیں تھی. یہ نرمی تو موسیٰ علیہ اسلام کا ذکر کرتے ہی اس کے لہجے میں آ گئی تھی.

"یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں بھی محفوظ تھے .پھر زکریا علیہ اسلام نے دعا کی تو انہیں اپنے بڑھاپے میں بھی اولاد مل گئی اور ابراھیم علیہ السلام کی میں کس کس بات کا ذکر کروں؟ ان کیلیئے تو اللہ تعالیٰ نے آگ کو ہی ٹھنڈا کر ڈالا تھا .یہ سب یہیں ختم نہیں ہوا تھا . اللہ تعالیٰ نے یوسف علیہ السلام کو کنویں میں بھی پالا تھا .ہاجرہ علیہا اسلام کو اللہ تعالیٰ نے صحرا میں بھی زم زم سے نوازا ,جو آج تک جاری ہے ".مہرال اب اس سے دو قدم دور ہوتے ہوئے اسٹڈی ٹیبل پر بیٹھ گئی اور دونوں ہاتھ میز پر ٹکا کر مسکراتے ہوئے اپنی بات جاری رکھی.

"پتا ہے ماما ان سب کیساتھ اتنے بڑے بڑے مریکلز کیسے ہوئے؟ کیونکہ جب ان پر آزمائش آتی تو وہ ایک چیز تھام لیتے ,توکل !انکا توکل تھا کے اللہ تعالیٰ انکے لئے راستے نکالیں گے .وہ اچھا گمان رکھتے تھے .انکا توکل نہیں ٹوٹا تھا,وہ توکل پر ڈٹے رہے اور انکا رب انکے لئے بہترین راستے نکالتا رہا .راستہ نہ ہوتے ہوئے بھی انکا توکل تھا کے انکا رب راستے بنانے والا ہے .انہیں انکے راستے مل گئے تھے ماما ".مہرال اچانک اتنی بڑی باتیں کرنے لگی تو نکہت کو لگا کے شاید مہرال کے دماغ پر اثر ہو گیا ہے .مہرال اچانک سرگوشی کرنے لگی.

"آپ جو بھی کہہ لیں ,مہرال کا توکل نہیں ٹوٹے گا .پھر چاہے اسکا توکل موت کا راستہ ہی کیوں نہ نکالے ,اسے منظور ہے .مگر مہرال اپنے شوہر کی امانت میں خیانت کرنے والی کے راستے پر نہیں چلے گی ".وہ سفاک لہجے میں اپنا سر نفی میں ہلانے لگی.

"یو نو وہاٹ؟ مہرال ان لوگوں کے اس رب کو جانتی ہے جو راستے نہ ہوتے ہوئے بھی راستے بنا دیتا ہے .مہرال بھی اپنے راستے کیلئے اسی رب کے پاس جائے گی ".بات ختم کر کے مہرال نے اپنی ہنسی دبانے کو ہاتھ اپنے لبوں پر رکھ دیا .نکہت کو اسکے اس رویے پر کوفت ہونے لگی .اس لئے وہ الٹے پاؤں قدم پیچھے کو بڑھانے لگی .مہرال نے ایک بار پھر سے ہانک لگائی.

"جو رب زمین اور آسمانوں کو پیدا کرتے ہوئے نہیں تھکا تھا ,اس کیلئے مہرال کے مسئلے کوئی بڑی بات نہیں ہے ".ایک دم ہی مہرال پوری طرح سے کانفیڈینٹ نظر آنے لگی تو نکہت اس کی اس جرأت پر حیرت زدہ ہوتی فوراً کمرے سے نکل گئی.

"شاباش مہرال !تم نے بنا طعنہ زنی اور غلیظ الفاظ کا استعمال کیے ہی معاملہ حل کر لیا .یہ اتنا مشکل بھی نہیں تھا .اب تم باوقار عورت بننے کے بہت قریب ہو ".اندر ہی اندر وہ خود

خوش ہوتے ہوئے خود کو تھپکی دینے لگی .وہ خوش تھی کے بنا مغلظات کہے ,اچھے اور عمدہ طریقے سے بھی معاملات طے کیے جا سکتے ہیں .

"ہاں بولو زینی؟ "جبرئیل نے فون اٹھایا تو گاڑی میں بیٹھے میر اور مہرال اس وقت زینی کی کال پر چونکے .اس وقت تو اسے اسکول ہونا چاہیئے تھا.

"ماما ٹھیک ہیں؟ "طویل خاموشی کے بعد بالآخر جبرئیل بولا تو اسکا لہجہ پریشان تھا.

"تم انہیں کوئی پین کلر دے دو .میں واپسی پر انہیں ہاسپٹل لے جاؤں گا ".جبرئیل کا کہنا ہی تھا کے میر نے سڑک کے کنارے کار روک دی .اب مہرال بھی پریشان ہونے لگی تھی.

"کیا ہوا ہے ماما کو؟ "جبرئیل نے فون رکھا تو میر نے بے تابی سے استفسار کیا.

"انکے سر میں درد ہے .اسلئے زینی بھی انکے پاس ہی رک گئی .ہمیں چلنا چاہیئے ,اس سے پہلے کے فیروز تغلق اسٹوڈیو سے واپس آ جائے ".جبرئیل نے گھڑی دیکھتے ہوئے میر کو گاڑی چلانے کا اشارہ کیا .

"سر درد تو انہیں کل سے ہے ,مگر انھوں نے تو ظاہر ہی نہیں ہونے دیا .پھر اب انھوں نے زینب کو اسکول سے چھٹی کیسے کروا لی؟ زینب تو ریگولر اسٹوڈینٹ ہے نا؟ جے بی کیا کوئی

پریشانی کی بات ہے؟ "مہرال نے پریشان کن انداز میں جبرئیل سے پوچھا جو بار بار کلائی میں موجود گھڑی کو دیکھتا جا رہا تھا.

"سر درد تھوڑا بڑھ گیا تھا, اس لئے زینی خود ہی رک گئی ہے. میرے خیال سے میر ہمیں وقت ضائع نہیں کرنا چاہیئے". جبرئیل نے میر کی طرف دیکھتے ہوئے اسے واضح نظروں سے جتایا تو اس نے نا چاہتے ہوئے بھی گاڑی اسٹارٹ کر دی. وہ جان گیا تھا کے جبرئیل بات ادھوری چھوڑ گیا ہے.

"ہم پہنچ گئے ہیں. کیا تمہارے پاس سب سامان موجود ہے جے بی؟ "میر نے گاڑی ایک خالی پلاٹ کی ٹوٹی دیوار کیساتھ کھڑی کر دی. یہاں دور دور تک آبادی نہیں دکھائی دے رہی تھی. دور کہیں کہیں اکا دکا جھونپڑیوں نما گھر تھے جو اتنی دور سے بالکل چیونٹی معلوم ہوتے تھے. مہرال کا دیکھتے ہی دل گھبرانے لگا. اس قسم کی سنسان جگہ پر وہ پہلی دفعہ آئی تھی مگر اب آ کے اسے پچھتاوا ہو رہا تھا. جیسے ابھی اسکا دم گھٹ جائے.

"اس بیگ میں تمہاری ضرورت کا سارا سامان ہے, ایک بیگ تم اور مہرال لے جاؤ جبکہ دوسرا میرے پاس ہی رہے گا". جبرئیل نے کالے رنگ کا ویسٹ بیگ میر کی طرف بڑھایا جسے اس نے سر ہلا کر تھام لیا.

"چلو مہرال, تمہیں میرے ساتھ اندر جانا ہے اور جبرئیل ہمیں باہر کی معلومات سے آگاہ کرتا رہے گا ".میر مہرال کو حکم دیتا گاڑی سے اتر گیا.مہرال کے ہاتھ ڈر کے مارے ٹھنڈے پڑنے لگے .سر پر ہڈ گرا کر اس نے بھی کالے رنگ کا ماسک چہرے پر چڑھا لیا. آخر کو وہ فیروز تقی کی جگہ تھی .احتیاط ضروری تھی.

"اگر کوئی گھر کے اندر موجود ہوا تو؟ "وہ سہمی ہوئی تھی مگر ظاہر نہیں کر رہی تھی .میر مسکرایا .وہ تینوں اس وقت ایک کچی کوٹھڑی نما گھر کے آگے کھڑے تھے جو نہ بہت بڑا اور نہ ہی چھوٹا تھا .مہرال کا دل بری طرح دھڑک رہا تھا.

"امید ہے کے یہاں کوئی نہیں رہتا لیکن اگر کوئی ہوا تو اسکے لئے میں نے اور جے بی نے سامان تیار کر رکھا ہے ".میر نے مہرال کو تسلی دی .اثبات میں سر ہلا کر وہ میر کے پیچھے چلنے لگی.

"یہاں تو تالا لگا ہے .ہم نے اسے توڑا تو فیروز تقی کو آتے ہی شک ہو جائے گا ".جبرئیل نے دانشمندی کا مظاہرہ کیا.لکڑی کے اس دروازے پر بہت ہی قدیم دور کا تالا لگا تھا .جسے توڑنے سے شاید اس پر موجود لوہے کی ہک بھی ٹوٹ جاتی.

"گھر کی پچھلی طرف بھی ایک دروازہ ہے. امید ہے وہاں نظر نہ پڑے". یہ کہہ کر میر دوسری طرف بڑھ گیا تو جبرئیل اور مہرال بھی دونوں اس کے پیچھے بڑھے. وہاں پہنچنے پر بھی انہیں مایوسی کا سامنا کرنا پڑا. کیونکہ وہاں بھی تالا لگا تھا.

"رک جاؤ, اس تالے کی ماسٹر کی شاید میرے پاس موجود ہو". جبرئیل نے اپنا ویسٹ بیگ ٹٹولا تو اسے واقعی ہی اس تالے کی ماسٹر کی مل گئی. وہ چابی نکال کر فوراً تالے کی طرف بڑھا. ایک, دو, تین...

"کلک "تالا کھل گیا تھا. میر فوراً اس دروازے کی کنڈی ہٹاتے ہوئے آہستہ آہستہ دروازہ کھولنے لگا. دروازہ کھل چکا تھا اور میر کے پیچھے پیچھے مہرال بھی گھر میں داخل ہو گئی. جبرئیل نے پھر سے دروازہ بند کر دیا مگر تالا نہیں لگایا.

"میں تم دونوں کا باہر انتظار کروں گا. جلدی لوٹ آنا". ائیرپیس میں سے آواز ابھری تو میر اور مہرال نے ایک دوسرے کی سمت دیکھتے ہوئے یوں سر ہلایا جیسے جبرئیل انہیں دیکھ رہا ہو. اندر داخل ہوتے ہی مہرال کے نتھنوں سے عجیب قسم کی خوشبو ٹکرائی. میر نے ٹٹول کر بتی جلائی تو پیلے رنگ کے بلب نے سارے میں روشنی کر دی.

"یہ کیسی بو ہے؟ "مہرال نے ماسک پہن رکھا تھا مگر پھر بھی وہ فضا میں کچھ محسوس کر سکتی تھی.

"یہ مٹی کی کوٹھڑی ہے مہرال. مٹی کے گھروں سے اسی قسم کی خوشبو آیا کرتی ہے ". آگاہ کرتے ہوئے میر یہاں وہاں کا جائزہ لینے لگا. ہر طرف کتابیں ہی کتابیں تھیں. یہ کمرہ گھر کے قریباً آدھے حصے پر پھیلا ہوا تھا. کچی دیوار کیساتھ ایک لنک بورڈ لگایا گیا تھا. عموماً لنک بورڈ خاصا پیچیدہ ہوا کرتا ہے. مگر اسے دیکھ کے ایسا لگ رہا تھا کے حال ہی میں تمام نوٹس اور تصاویر نوچ نوچ کر اتار لی گئی ہیں. جیسے کسی شے کی جلدی ہو. اس دیوار کیساتھ ایک ٹیبل بنا چئیر کے لگا ہوا تھا. اس پر بہت سے کاغزات بکھرے ہوئے تھے. مہرال وہاں سے ہٹ کر کتابوں والی جگہ پر چلی گئی جہاں ایک کے بعد ایک بک ریکس ایسے لگا رکھے تھے جیسے وہ کوئی لائیبریری ہو. میر سب سے پہلے دروازہ کھول کر ایک نظر گھر کی دوسری طرف مارنے لگا. یہ ایک چھوٹا سا صحن تھا. معلوم ہوتا تھا کے وہ ایک عرصے سے یونہی غیر استعمال شدہ ہے.

"مجھے تو لگا تھا کے یہ اسکا وئیر ہاؤس ہو گا. مگر یہاں دیکھ کر تو معلوم ہو رہا ہے کے شاید محترم یہاں اسٹڈی کرنے آتے ہیں". ٹیبل پر تیز ہاتھوں سے ایک ایک کر کے چیزوں کا جائزہ لیتے ہوئے مہرال اب دراز کو احتیاط سے ٹٹولنے لگی تھی.

"اسٹڈی نہیں, کیس اسٹڈی. فیروز تقی شاید کسی خاص شے کو اسٹڈی کر رہا ہے. تم نے اسکا لنک بورڈ نہیں دیکھا؟ مگر مجھے ایک بات سمجھ میں نہیں آ رہی. لنک بورڈ سے سب نوٹس اتارنا اور انہیں واپس لگانا, یہ سب روزانہ نہیں کیا جا سکتا. اور جس انداز میں یہ اتارے گئے ہیں, ایسا لگتا ہے دوبارہ ان کی ضرورت نہیں پڑے گی. وہ کوئی نشانی بھی چھوڑ کر نہیں گیا اس بورڈ پر. کیا تمہیں کچھ ملا؟ "میر جو بورڈ کا جائزہ لے رہا تھا, اب مہرال کی طرف مڑ گیا جو ٹیبل چھان کر اب ٹیبل کے نیچے موجود کارٹن کی طرف بڑھی تھی.

"ابھی تک تو نہیں ملا. ایسا لگتا ہے کے وہ جو کچھ یہاں کرنے آتا ہے, اس سب کے ثبوت بھی اپنے ساتھ مٹا کر لے جاتا ہے". مہرال اب واپس اٹھ کھڑی ہوئی. اسے کارٹن باکس میں سے بھی کچھ نہیں ملا تھا". کیا اب ہمیں یہ ریکس بھی دیکھنا ہوں گے؟"

"بالکل, مل کر ڈھونڈتے ہیں, کسی ایک کی نظر سے تو کچھ گزرے گا ".وہ دونوں ابھی پہلے ریک کی طرف بڑھے ہی تھے کے ائیر پیس میں سے جبرئیل کی آواز ابھری, جس نے ان دونوں کو چونکا دیا.

"دونوں جلدی وہاں سے نکلو فیروز گھر میں داخل ہو رہا ہے ".مگر جبرئیل کو بہت دیر ہو چکی تھی .فیروز نے داخلی دروازے کی کنڈی کھول لی تھی اور ان دونوں کے پاس اب بھاگنے کی مہلت ختم ہو چکی تھی .میر نے فوراً مہرال کو پہلے ریک کے پیچھے چھپنے کا اشارہ کیا اور بتی بجھاتا خود بھی وہیں چھپ گیا .ابھی وہ دونوں ریک کے پیچھے پہنچے ہی تھے کے فیروز تقی افراتفری کے عالم میں کمرے میں داخل ہوا اور بتی جلا دی .پیلی روشنی نے ایک بار پھر تاریکی کو بھگا کر اپنی جگہ بنائی تو فیروز تقی کو وہاں دیکھ کر میر شاکڈ رہ گیا مگر مہرال کی سانسیں تھم گئیں .ایسا کیسے ممکن تھا کے وہ اس کمرے میں داخل ہوتا اور اپنی کتابیں نکالنے کو پہلے ریک کے پیچھے نہ دیکھتا؟ کتابوں کی درز میں سے دونوں جھک کر فیروز تقی کی کاروائی دیکھنے لگے جو اتنی افراتفری میں تھا کے اسے کمرے میں دوسرے نفوس کی موجودگی کا احساس تک نہ ہوا.

"میر ,باجوہ بھی پہنچ چکا ہے .تم لوگ کسی طرح وہاں سے نکل آؤ ".ابھی ایک خوف سے باہر نہیں نکلے تھے کے جبرئیل نے دوسرا بم بھی پھوڑ دیا .مہرال نے اپنے سینے پر ہاتھ رکھ لیا اور میر کو دیکھنے لگی جو بے بسی سے سر نفی میں ہلاتا مہرال کو دیکھ رہا تھا.

"توکل "!میر نے ماسک ہٹا کر مہرال کو اشارہ دیا تو وہ محض سر ہلا کر رہ گئی اور پھر سے فیروز کو دیکھنے لگے جو اپنی میز کے پیچھے موجود کتابوں کے ریک میں ایک کیمرہ فٹ کر چکا تھا اور اب میز کے نیچے سے ایک کارٹن اٹھا کر اس کی کتابیں اور اسٹیشنری میز پر بکھیر دی اور خود کو نارمل ظاہر کرنے لگا.

"یہ کیا طریقہ ہے کسی کو بلانے کا؟ "باجوہ دروازے سے داخل ہوتے ہی فیروز تقی پر برس پڑا جو اب پر سکون نظر آنے کی ایکٹنگ کر رہا تھا .کچھ پل پہلے والی ہڑبڑاہٹ کا اسکے چہرے پر نشان بھی نہ تھا.

"میں نے کہا تھا نا ,یہ سب ملے ہوئے ہیں ".باجوہ کو درز میں سے دیکھتی مہرال نے سرگوشی کے انداز میں لب بھینچ کر کہا تو میر نے اسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا.

"ارے بیٹھو باجوہ ,چائے شائے پیو میرے ساتھ .پھر ہم مل کر تمہارے اور تمہارے کارناموں کے بارے میں باتیں کرتے ہیں ".فیروز تقی اب کاغز پر کچھ نقشے کھینچ رہا تھا جیسے بہت مصروف ہو.

"دھمکیاں کسے لگا رہے ہو فیروز؟ جو بات کہنی ہے صاف کہو ".باجوہ قدم بڑھاتا اب ٹیبل پر اپنے دونوں ہاتھ رکھ کر جھکتے ہوئے اس کے عین سامنے کھڑا ہو گیا تھا.

"دھمکیاں؟ کسے دھوکہ دے رہے ہو باجوہ؟ تمہاری اور تمہارے ساتھیوں کے کرتوت میرے پاس تمام ثبوتوں کیساتھ موجود ہیں .تم لوگ چاہ کر بھی انکار نہیں کر سکتے ".فیروز تقی نے اپنا قلم میز پر پٹخا اور جیبوں میں اپنے دونوں ہاتھ ڈال دیئے تو جہاں باجوہ کا رنگ فق ہوا تھا وہیں میر اور مہرال بھی شاکڈ رہ گئے .تو کیا...فیروز تقی انکا آخری پارٹنر نہیں تھا؟

"کیا بکواس کر رہے ہو؟ "باجوہ نے اپنا اضطراب چھپانے کو چہرے پر مصنوعی غصہ سجایا تو فیروز تقی مسکرا اٹھا.

"تم لوگوں کو کیا لگا تھا؟ یہ جو میں تم لوگوں میں اتنا انوالو ہو رہا ہوں تو اسکا مطلب یہ ہے کے میں بھی تم لوگوں کیساتھ اسلحہ کی اسمگلنگ میں شامل ہو جانا چاہتا ہوں .ہاہاہا !میں تو تم لوگوں کے خلاف تمام ثبوت اکٹھے کر رہا تھا .اب جب میرے پاس ہر ثبوت ہے کے تم

نظامی کیساتھ مل کر اسلحہ اسمگل کرتے ہو تو میری کچھ شرائط "...فیروز نے ابھی بات مکمل بھی نہیں کی تھی کے" ٹھاہ "آواز کیساتھ اسکا سارا بدن زمین پر ڈھے گیا.

"اللہ "!باجوہ کے ہاتھ میں گن اور فیروز کا مردہ وجود زمین پر دیکھ کر میر نے دانت زور سے بھینچ لئے تاکہ اسکا شاک لبوں پر نہ آن پہنچے .مگر مہرال ...وہ شاید اللہ کو زیرِلب پکارتی اپنے حواس کھو بیٹھی تھی اور دھپ سے زمین پر گر گئی .اسے یوں گرا ہوا پا کر میر بھی فوراً مہرال کے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا .اب باجوہ پر دونوں میں سے کسی کی نظر نہیں تھی . اس بات سے انجان کے باجوہ کا اگلا قدم کیا ہے ,میر نے جھک کر دبے الفاظ میں مہرال کو تسلی دینا چاہی.

نکہت نے اسکنی جینز پر پلیڈڈ ٹاپ پہنے اور بالوں کو بلونڈ ڈائی کروا کے بیچ ویوز میں اسٹائل کر رکھا تھا .ہائی ہیلز میں وہ نہایت کانفیڈینس سے کھڑی ہو کر ہر چند لمحوں میں سامنے آئی لٹوں کو نزاکت سے پیچھے جھٹکتی تھی .ضامی وہ واحد شخص تھا جس کے انتظار میں وہ ابھی تک ہاتھ میں کلچ پکڑے ہوٹل کے اس کمرے کے دروازے کے باہر کھڑی تھی . تبھی اسے دروازہ

کھلنے کی آواز آئی تو اس نے فوراً بیزاریت اپنے چہرے سے جھٹک کر فوری طور پر چہرے پہ مسکراہٹ سجائی.

"تم؟ "ضامی جو شاید ابھی شاور سے نکلا تھا,اس عمر میں بھی اپنی وجاہت سے نکہت کے دل کو گھائل کرتا کڑے تیور لئے ناگواری سے اسے دیکھنے لگا .نکہت کا سارا غرور ,نخرہ ,ناک پر دھرا خوبصورتی کا مان ,سب چکنا چور ہو گیا .یاد رہا تو سامنے کھڑا وہ ضامی جو زندگی کے ہر لمحے میں اس کے دل میں بسا رہا تھا.

"تم تو بڑے مہمان نواز ہوا کرتے تھے ضامی .مہمانوں کے آنے پر خوش ہوا کرتے تھے اور انہیں اپنی پلکوں پر بٹھایا کرتے تھے .کیا اس نئی نئی دولت نے تمہارا بھی رہن سہن بدل ڈالا؟ "نکہت اپنا داہنا ہاتھ اٹھا کر ضامی کہ طرف اسے چھونے کی غرض سے بڑھی تو ضامی اس کے لمس سے بچنے کیلیئے دو قدم پیچھے ہوا .اسی موقع کو غنیمت جان کر نکہت فوراً سے اندر کی طرف بڑھ گئی.

"ابھی اسی وقت یہاں سے نکلو ".غصے میں مٹھیاں بھینچتا ضامی پلٹ کر نکہت کے سامنے آن کھڑا ہوا.

"ریلیکس ہنی, اتنی جلدی کس بات کی ہے؟ اوہ, اگر تمہیں نظامی کا ڈر ہے تو فکر مت کرو. وہ اس وقت ملک سے باہر ہے". اپنی لٹوں کو ایک بار پھر نزاکت سے پیچھے کو جھٹکتی نکہت اب کمرے کا جائزہ لینے لگی.

"مجھے نہ تو تمہارے شوہر کا ڈر ہے اور نہ ہی کسی اور سے خوف, اگر مسئلہ ہے تو اس وقت یہاں کھڑے تمہارے وجود سے ہے. یو نو وہاٹ؟ گھن آ رہی ہے تمہیں دیکھ کر". سرخ پولو شرٹ میں ضامی کا چہرہ بھی حدت پکڑ کر سرخ ہو چکا تھا. نہایت تنفر اور حقارت سے کہے جانے الفاظ نے نکہت کی روح تک کو جھنجھوڑ ڈالا.

"اتنی نفرت ہے تمہیں مجھ سے؟ "آنکھوں میں بے پناہ تحیر لئے وہ بالکل سپید پڑ گئی تھی. یہ سپیدی خوف کی تھی. دوسری بار اپنی محبت سے بچھڑنے کا خوف.

"تم میری نفرت ڈیزرو نہیں کرتی. تم تو مجھ سے کچھ بھی ڈیزرو نہیں کرتی نکہت. مگر افسوس! افسوس کے میری سب سے انمول شے کو تم نے روند ڈالا. وہ جس کو پانے کے عوض میں نے اپنی ماں کو کھویا ہے, باپ کو کھویا, وہ آج بھی میرے پاس نہیں ہے. مگر مزید نہیں, جلد ہی تمہیں افسوس منانا پڑے گا". ضامی نے اتنے اطیمنان بھرے لہجے میں نکہت کو جتایا, مگر نکہت کو ایک لفظ کے سوا کچھ سنائی نہ دیا. افسوس!

"تم سے بچھڑنے کے بعد میں نے ہمیشہ افسوس ہی تو کیا ہے .تم سے بچھڑنے کے بعد میں نے کب سکون پایا تھا ضامی ".اس کی کانچ آنکھیں اب پانی تھامے ہوئے تھیں .ایک ہاتھ بڑھا کر وہ ضامی کو چھو لینا چاہتی تھی مگر ضامی فوراً دو قدم اور پیچھے ہوا تو نکہت وہیں شاکڈ کھڑی رہ گئی .وہ تو نکہت کیساتھ ایسے برتاؤ کر رہا تھا گویا وہ کوئی اچھوت ہو .گلابی پڑتی آنکھوں سے دو قطرے ٹوٹ کر گرے.

"میں تم سے مزید بات نہیں کرنا چاہتا ,تم جا سکتی ہو ".ضامی نے ہاتھ اٹھا کر نکہت کو جانے کا اشارہ دیا .وہ اسے خود نکالتا مگر وہ نکہت کو چھو نہیں سکتا تھا.

"ٹھیک ہے ,لو تھامو میرا ہاتھ اور نکال باہر کرو مجھے ".آنسو پونچھ کر نکہت نے فوراً اپنے دائیں ہاتھ کی پشت ضامی کے سامنے کر دی جسے فوراً ہی تھام لیا گیا تھا .مگر تھامنے والا ہاتھ ضامی کا نہیں تھا.

"پاپا جو کام نہیں کرتے ,اس کی ذمہ داری ہمیشہ میں لے لیتا ہوں ".اس سے پہلے کے نکہت کچھ بول سکتی ,اونچی قد و قامت اور ہوبہو ضامی کی شباہت رکھتا انیس سالہ لڑکا نکہت کو اسکی کلائی سے پکڑ کر دروازے کے باہر تک کھینچ لایا اور اس پر نکہت کی مزاحمت کا بھی کوئی اثر نہ ہوا.

"دوبارہ یہاں کا رخ مت کیجئے گا ,ورنہ اپنے پیروں پر جانے کیلیۓ بیساکھیوں کا استعمال کرنا پڑے گا ". تند لہجے میں کہہ کر عبداللہ پلٹ آیا ,مگر نکہت وہیں سن رہ گئی .کیا وہ ابھی ابھی جوانی کے ضامی سے ملی تھی جس کی شبہیہ ہی نہیں ,بلکہ رویہ بھی بالکل ضامی جیسا تھا .

"امپاسیبل "!نکہت بے یقینی سے سر ہلا کر رہ گئی .اس کے منہ پر دروازہ بند کیا گیا تھا اور دروازہ بند کرنے والا کوئی اور نہیں ,خود اس کا بیٹا تھا جسے وہ دھتکار آئی تھی.

"اللہ "!باجوہ کے ہاتھ میں گن اور فیروز کا مردہ وجود زمین پر دیکھ کر میر نے دانت زور سے بھینچ لئے تاکہ اسکا شاک لبوں پر نہ آن پہنچے .مگر مہرال ...وہ شاید اللہ کو زیرِلب پکارتی اپنے حواس کھو بیٹھی تھی اور دھپ سے زمین پر گر گئی .اسے یوں گرا ہوا پا کر میر بھی فوراً مہرال کے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا .اب باجوہ پر دونوں میں سے کسی کی نظر نہیں تھی .

اس بات سے انجان کے باجوہ کا اگلا قدم کیا ہے ,میر نے جھک کر دبے الفاظ میں مہرال کو تسلی دینا چاہی.

"میر یہ کیسی آواز تھی؟ کیا کسی نے گولی چلائی ہے؟ "جبرئیل کی بھی پریشان آواز ائیر پیس میں سے ابھری تو میر بے بس ہو گیا .اگر اس نے جبرئیل کو بروقت کچھ خبر نہ دی تو کہیں

وہ اندر ہی نہ آ جائے اور یہاں مہرال شاکڈ, کھلی آنکھوں سے بے حس و حرکت بک شیلف کو دیکھ رہی تھی. قریب تھا کے وہ ہوش میں آ کر چیخ دیتی.

"تم یہاں سے دور جا کر چھپ جاؤ, ہم تھوڑی دیر تک آ رہے ہیں". میر نے جلدی میں میسج ٹائپ کر کے جبرئیل کو بھیج دیا. اب کم از کم جبرئیل وہاں نہیں آئے گا. پھر تھوڑی ہمت کر کے وہ درز سے دوبارہ باجوہ کو دیکھنے لگا جو اب اضطراب میں بار بار فون ملائے جا رہا تھا.

"ڈیم اٹ"! شاید دوسری طرف سے کوئی فون نہیں اٹھا رہا تھا. باجوہ اب وہاں پر چکر کاٹنے لگا کے تبھی فون کی چنگھاڑتی ہوئی گھنٹی بجی. مہرال چونکی تو میر نے فوراً اپنے لبوں پر انگلی رکھ کر اسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا.

"ہیلو نظامی, تمہیں ابھی واپس آنا ہو گا یا کسی کو بھیجو یہاں. بہت گڑبڑ ہو گئی ہے". اس اچانک واردات پر باجوہ کو سمجھ نہیں آ رہی تھی کے وہ کیا بولتا جا رہا ہے. میر اور مہرال کی نظریں ملیں. خود کو سہارا دیتی وہ بمشکل اٹھی اور درز سے باجوہ کو دیکھنے لگی.

"نہیں کچھ ٹھیک نہیں ہے. یہ فیروز تقی ہمارے سارے ثبوت اکٹھے کیے ہوئے تھا. م... مجھے دھمکیاں دے رہا تھا کے وہ ہمارے راز کھول دے گا. میرے پاس اور کوئی چارہ نہیں تھا

اس لئے "...ایک توقف لے کر باجوہ نے اپنے لب بھینچے اور پھر نتھنے پھلاتے ہوئے گویا ہوا" ,اس لئے میں نے اسے مار ڈالا ہے".

"یہ کیا کرنے والا ہے؟ "دبی دبی سرگوشی میں مہرال نے میر سے استفسار کیا تو میر نے اسے خاموش رہ کر دیکھنے کا اشارہ کیا.

"مجھے ابھی سرزنش کرنے سے بہتر ہے کے پہلے کسی کو یہاں پر بھیجو .فار گاڈ سیک ,میں اسے اتنی مہلت نہیں دے سکتا تھا کے اسے کسی اور کے ہاتھوں مرواتا .اب جب میں نے اسے مار دیا ہے تو اس مشکل سے مجھے نکالو .یہ کام میں نے صرف اپنے لئے نہیں کیا .سب ممبرز کو خطرہ ہو سکتا تھا .میں یہاں زیادہ دیر نہیں رک سکتا اور جب تک تم کسی کو بھیج نہیں دیتے ,میں یہاں سے جا بھی نہیں سکتا ".باجوہ کا کہنا تھا کے میر اور مہرال کی روح ہی کھینچ لی گئی ہو .اگر وہ یہاں سے نہ ہلا تو یقیناً آنے والے ان دونوں کو بھی پکڑ لیں گے .پھر میر اور مہرال بھی جلد ہی فیروز تقی کی طرح اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملیں گے.

"ٹھیک ہے ,تب تک میں یہیں انتظار کر رہا ہوں .ظاہر ہے اگر اس نے مجھے یہاں بات کرنے کیلئے بلایا ہے تو یہ کوئی عام جگہ بھی نہیں ہو گی ".یہ کہہ کر باجوہ نے فون بند کر دیا اور جیب میں ڈال کر اب وہ آگے پیچھے چکر کاٹنے لگا.

"نکلو یہاں سے میر ,باجوہ یہاں سے نہیں ہلنے والا ".مہرال نے بنا آواز میر سے کہا جو اس کے ہلتے لبوں سے' نکلو 'کا لفظ ہی سمجھ پایا تھا .جواباً اس نے محض نفی میں سر ہلا دیا .مہرال اسے بے بسی سے دیکھتی رہ گئی .پھر میر اور مہرال دوبارہ باجوہ کی طرف متوجہ ہو گئے .جو اب بنا ہاتھ لگائے فیروز تقی کا جائزہ لے رہا تھا .انہیں ڈر تھا کے اسے اگر وہاں پر دو نفوس کی موجودگی کا ہلکا سا بھی احساس ہو گیا تو فی الفور انکی موت متوقع ہے .اس ڈر نے قریباً آدھا گھنٹا انکی جان گویا ہوا میں معلق رکھی تھی .اب تو ٹانگیں بھی اکڑ گئیں تھیں اور مہرال کو اپنے سر میں اٹھتی ہوئی شدید ٹیسیں اس وقت جان لیوا محسوس ہو رہی تھیں .اسی وقت باہر گاڑیوں کے رکنے کی آواز آئی اور جو جان ہوا میں معلق تھی ,شاید اب پرواز کر گئی تھی .کیونکہ انکا وجود خوف سے ٹھنڈا پڑ گیا .مگر تبھی باجوہ تیزی سے باہر کی جانب لپکا .

یہ لمحہ افراتفری کا تھا.

یہ لمحہ ان پر قیامت تھا.

یہ لمحہ کوئی واردات معلوم ہوا تھا.

کیونکہ...

میر نے بنا زبان سے کوئی لفظ ادا کیے مہرال کا ہاتھ زور سے پکڑا اور کھینچنے کے انداز میں بک ریک کے پیچھے سے نکل کر تیزی سے پیچھے کے دروازے کی جانب بڑھا مگر کچھ یاد آنے پر تیزی سے وہاں موجود اسٹول پر پیر رکھ کر فیروز تقی کا چھپا کر سیٹ کیا ہوا کیمرہ کھینچا .

مہرال پھر سے مڑ کر دوسرے دروازے کی جانب دیکھنے لگی .اسے ڈر تھا کے ابھی کوئی وہاں سے وارد ہو جائے گا .میر ایک ہاتھ میں کیمرہ اور دوسرے ہاتھ میں مہرال کا ہاتھ لئے دروازے سے باہر نکل آیا اور اس پر پھر سے کنڈی چڑھا دی .

"بھاگو مہرال "!دوسری طرف کے دروازہ کھلنے کی آواز آئی تو میر مہرال کا ہاتھ کھینچتا اب اسے وہاں سے بھگا کے لے جا رہا تھا .وہ جو خوف کے مارے مر ہی چکی تھی ,اپنی جان بچانے کیلئے نجانے یہ طاقت کہاں سے چھین لائی تھی جو میر کی رفتار سے اپنی رفتار ملائے بھاگ رہی تھی.

"کہاں رہ گئے تھے تم دونوں؟ تم دونوں ٹھیک ہو؟ "میر اور مہرال ہانپتے ہوئے گاڑی کے پاس پہنچے تو جبرئیل نے انہیں اس حالت میں دیکھتے ہوئے فوراً سوال کرنا شروع کر دیئے .

"جلدی گاڑی میں بیٹھو ". حکم دیتا ہوا میر اب خود پیسنجر سیٹ پر بیٹھ گیا اور جبرئیل کو ڈرائیونگ سیٹ سنبھالنے کا کہا .مہرال بھی پچھلی سیٹ پر بیٹھ چکی تھی.

"تم دونوں ٹھیک ہو؟ "جبرئیل نے کار روڈ پر ڈالتے ہوئے ان دونوں سے پھر پوچھا, پھر ایک نظر مہرال پر ڈالی جو لبوں کو ہاتھ سے ڈھکے اپنی سسکیاں دبانے کی ناکام کوشش کر رہی تھی" .مہرال؟"

"اسے مت بلاؤ ابھی جے بی ".میر نے کہنے میں دیر کر دی تھی .کیونکہ مہرال پھٹ پڑی تھی .وہ اب سر اپنے دونوں ہاتھوں میں گرائے باآواز رونے لگی.

"فیروز تقی ...وہ نظامی کے گروپ کا ممبر کبھی بھی نہیں تھا .وہ بے گناہ تھا .مگر باجوہ نے اسے ... قتل کر ڈالا ".میر نے افسوس بھرے لہجے میں بتایا تو جہاں جبرئیل نے شاک میں گاڑی روکی ,وہیں مہرال کے رونے میں بھی تیزی آگئی.

"ابھی گاڑی مت روکو جے بی ,ہمیں ابھی یہاں سے دور نکلنا ہے ".میر کے کہنے پر جبرئیل نے سر ہلا کر گاڑی پھر سے اسٹارٹ کر دی .اب کے یہ وقت خاموشی میں کٹا تھا .مہرال بھی بہت دیر رونے کے بعد اب خاموش ہو چکی تھی .مگر ابھی وہ نارمل نہیں ہوئی تھی .وہ خوفزدہ تھی.

"یہاں گاڑی کیوں روک دی ہے جے بی؟ "جبرئیل نے گھر سے تین بلاک پیچھے ہی گاڑی روک دی تو میر کو اچنبھا ہوا.

"مجھے شہروز خان سے ملنے جانا ہے. لیکن اس سے ملنے میں اکیلا جا رہا ہوں. تم دونوں یہاں پارک کے پاس میرا انتظار کرنا. میں کچھ ہی دیر میں ملتا ہوں". جبرئیل کہہ کر گاڑی سے اتر آیا تو میر بھی گاڑی سے اتر گیا.

"رکو "!میر نے اسے فوراً آواز دے کر پیچھے سے روکا.

"افوہ! پیچھے سے آواز نہیں دیتے یار, بد شگونی ہوتی ہے". جبرئیل منہ بسورتا ہوا میر کے سامنے آن کھڑا ہوا. جانتا تھا کے اب وہ بہت سوال کرنے والا ہے جس کے جواب وہ ابھی اسے نہیں دینا چاہتا تھا.

"بکواس بند کرو. ایسا کچھ نہیں ہوتا. یہ تم مجھ سے کیا چھپا رہے ہو؟ "اگر وہ جان لیتا کے کیا ہونے والا ہے تو وہ اسے پیچھے سے نہ پکارتا, وہ اسے گھسیٹ کر وہاں سے لے جاتا.

"کچھ نہیں, میں آکر سب سمجھاتا ہوں. اب جانے دو, دیر ہو رہی ہے. جانا تو میں نے شام میں تھا لیکن کیونکہ شام کو میں نے زینی کو آئسکریم پارلر لے جانا ہے, اسلئے سوچا ابھی بات کر آؤں". جبرئیل نے کندھے اچکا کر نارمل انداز میں میر کو مطمئین کروانا چاہا.

"میں انتظار کر رہا ہوں". میر نے کلائی پر بندھی اپنی گھڑی کی طرف اشارہ کیا.

"جو حکم "! سر کو خم دیتا جبرئیل پلٹ گیا. جب وہ نظروں سے اوجھل ہو گیا تو میر بھی گاڑی میں بیٹھی مہرال کی طرف بڑھا اور جھک کر اس سے مخاطب ہوا.

"باہر آجاؤ مہرال. یہاں بہتر محسوس کرو گی". مہرال باہر نہیں جانا چاہتی تھی مگر نا چاہتے ہوئے بھی گاڑی کا دروازہ کھول کر وہ باہر آگئی. اسے واقعی ہی سانس لینے میں آسانی محسوس ہوئی. سوجھے ہوئے پپوٹوں پر روشنی نے کچھ پل کیلئے اپنا اثر تو ڈالا تھا مگر اب سب کچھ اسے بھلا لگنے لگا. ایک چیز تھی جو ابھی بھی اس کے ساتھ تھی.

خوف!

"مائی گاڈ, جبرئیل تم راستہ بھولے ہو گیا؟ "لاؤنج سے نکلتا وجیح جبرئیل کو دیکھتے ہی ٹھٹھک کر رک گیا. کتنے ہی سالوں بعد آج اس نے اس گھر میں قدم رکھا تھا. وجیح سے بھی اس نے محض رسمی علیک سلیک رکھی تھی. اس گھر کے کسی اور فرد سے ویسے بھی اسے کوئی انسیت نہیں تھی.

"تمہارے ڈیڈ سے ملنے آنا تھا مجھے .کیا وہ گھر پر ہیں؟ ویسے میں شفقت انکل سے ہی پوچھ لیتا مگر وہ گیٹ پر نہیں ہیں ".جیبوں میں ہاتھ ڈالے جبرئیل نے پیچھے گیٹ کی طرف اشارہ کیا تو وہاں واقعی ہی شفقت موجود نہیں تھا.

"ڈیڈ اسٹڈی میں ہی ہیں .شفقت بھی ابھی ابھی وہیں گیا ہے .میں رکتا مگر میری بہت امپارٹنیٹ میٹنگ ہے .کیا تم کچھ دیر رکو گے؟ "وجیح نے نہایت محبت سے اس سے استفسار کیا تو جبرئیل اسے مسکراہٹ پاس کیے بنا نہ رہ سکا.

"ہم پھر مل لیں گے .ابھی مجھے بھی جلدی نکلنا ہے ".جبرئیل نے بھی ٹال دیا تو وجیح نے اس کے کندھے پر ہاتھ سے تھپکی دی اور خدا حافظ کہتا وہاں سے نکل گیا .جبرئیل لاؤنج میں داخل ہوا تو سب کچھ کافی بدل چکا تھا .اس وقت لاؤنج میں کوئی بھی نہیں تھا .لاؤنج کی بائیں جانب ہی اسٹڈی تھی .جبرئیل کو یاد تھا .اس لئے وہ اسٹڈی کی جانب بڑھا مگر چند الفاظ جو اس کی سماعت سے ٹکرائے تو انہوں نے جبرئیل کے پیروں کو زنجیروں سے وہیں جکڑ لیا اور تربیت کے برخلاف اسے وہ باتیں سننے پر مجبور کر دیا جو اس کیلئے وبالِ جان بننے والی تھیں.

"مجھے نہیں معلوم ,بس اسکا پیغام آیا ہے کے کوئی ضروری بات کرنی ہے .میں نے پوچھا بھی تھا مگر اس نے صاف انکار کر دیا کے وہ یہ بات فون پر نہیں کر سکتا ".یہ شہروز خان کی

آواز تھی .مگر اچنبھے کی بات یہ تھی کے وہ جبرئیل کی یہ بات گھر کے ملازم کو کیوں بتا رہا تھا؟

"آپ حکم کریں کیا کرنا ہے؟ "جبرئیل نے درز میں سے جھانکنا چاہا مگر صرف اسے شفقت کی پشت نظر آئی ,وہ ہاتھ باندھے ٹیبل کے آگے کھڑا تھا.

"کیا کہوں .اس کی ماں بھی ایسے ہی آئی تھی .اسی انداز میں بات کی تھی اس نے بھی .پھر جب مجھ سے ملی تھی تو آزاد عورتوں کی طرح سب کچھ ہی اگل دیا تھا اور دھمکی بھی دی تھی .اگر میں اسے راستے سے نہ ہٹاتا تو وہ کب کی میرے راز فاش کر چکی ہوتی .بدذات "! جبرئیل کے دل پر کسی نے زوردار وار کیا تھا .اسکی ماں ,اسکا باپ ,وہ حادثاتی موت نہیں مرے تھے ,انہیں قتل کیا گیا تھا؟ بمشکل وہ اپنی جگہ پر کھڑا رہا .قریب تھا کے وہ اپنا ضبط کھو دیتا اور شہروز خان کو موقع پر ختم کر ڈالتا .اتنی منافقت؟ اتنی سنگدلی؟

"مگر آپ کو ایسا کیوں لگتا ہے کے وہ اسی بارے میں بات کرنے آ رہا ہے؟ "شفقت نے باادب لہجے میں پوچھا .جبرئیل کا دل چاہا اس وقت وہ ان دو نفوس کو اپنے ہاتھوں سے قتل کر دے.

"کیونکہ میں نے آج کل میں بہت دفعہ جبرئیل کو اپنے آس پاس پایا ہے. یہ اتفاق نہیں ہو سکتا". جبرئیل نے ایک قدم پیچھے بڑھایا. کہیں ... کہیں اب بھی تو وہ اس بات سے باخبر تو نہیں تھا؟

"اگر اس نے واقعی اس بارے میں بات کی تو میرے لئے کیا حکم ہے؟ "شفقت اپنے لئے ہدایات لے رہا تھا اور جبرئیل کا حلق خشک ہو رہا تھا. وہ جانتا تھا کے اب کیا حکم آنے والا ہے.

"تو موقع پر ہی اسے مایا کے پاس بھیج دینا". حیرت سے آنکھیں پھاڑے جبرئیل نے سہارا لینے کو ہاتھ بڑھایا مگر شاید آج اسے نہیں بڑھانے چاہیئیں تھے, نہ دیوار ٹٹولنے کو ہاتھ اور نہ شہروز خان کے گھر قدم. چھناکے کی آواز کے ساتھ ٹیبل پر پڑا واز نیچے گر کے کرچی کرچی ہو گیا. جبرئیل نتائج جانتا تھا. اس لئے بنا کچھ دیکھے اور بنا کچھ سنے وہ تیز قدموں سے باہر کو دوڑنے لگا. مگر!

زندگی کی اس دوڑ میں ہم انسان ایک شے بھول چکے ہیں. ہم دوڑ کر کسی کے پاس یا دور تو جا سکتے ہیں, مگر دوڑ کر موت سے نہیں بچ سکتے. موت آن پکڑتی ہے, بیماری میں بھی, صحت میں بھی, امیری میں بھی غریبی میں بھی, بڑھاپے میں بھی اور جوانی میں بھی.

"تم ابھی بھی خوفزدہ ہو؟ "سڑک کنارے وہ دونوں آہستہ قدموں سے چلنے لگے تو جیبوں میں ہاتھ ڈالے میر نے سینے پر ہاتھ باندھ کر چلتی مہرال سے سوال کیا.

"کیا مجھے خوفزدہ نہیں ہونا چاہیئے؟ جبکہ میرے سامنے ...تم جانتے ہو کیا ہوا ہے ".مہرال نے اس سنسان سڑک پر جہاں اکا دکا لوگ ہی کہیں کہیں چلتے نظر آ جاتے تھے, قتل کا نام لینے سے اجتناب کیا.

"اگر ہم وہاں نہ ہوتے تو یہ پھر بھی ہونا تھا .مگر ایک ذمہ داری اب ہمارے کندھوں پر آن پڑی ہے ".میر کا لہجہ مدھم ہو گیا تھا .جیسے وہ بہت پریشان ہو.

"کیا؟ "مہرال اتنی نا سمجھ نہیں تھی مگر پھر بھی رک کر تصدیق کرنا چاہی .وہ دونوں اب سڑک کے کنارے ایک گلی کے پاس رک گئے .یہ بہت زیادہ کھلی یا بہت تنگ نہ تھی . دونوں سروں پر چھوٹی چھوٹی راہ داری تھی اور بڑے سے درخت نے دونوں سروں کو ڈھانپ کر اپنے سائے میں کر رکھا تھا .ایسے ہی درخت گلی کے آخر تک اس جگہ پر سایہ کیے ہوئے تھے .جب ہوا چلتی تو پتوں میں سرسراہٹ پیدا ہوتی اور ایک فرحت بخش احساس ہوتا .اگر گلی میں کافی آگے جاؤ تو دیواریں ختم ہو کر شاید ایک گھر میں کھلتی تھیں .نجانے

وہاں کیا ہو .مہرال نے گلی میں داخل ہو کر دیوار کے ایک سرے سے ٹیک لگائی تو میر بھی اس کے مقابل دوسری دیوار کیساتھ ٹیک لگا کر کھڑا ہو گیا .اب وہ دونوں ایک دوسرے کا چہرہ دیکھ سکتے تھے.

"اس شخص کا قرض ہم پر آن پڑا ہے مہرال .ہم اس پر ہوتے ظلم کے گواہ ٹھہرے ہیں ".

میر نے تھکے ہوئے انداز میں کہا جیسے اسکا بدن ٹوٹ رہا ہو.

"نہیں ,ہرگز نہیں .ہم اتنی بڑی آفت مول نہیں لے سکتے .یہ قرض ہمیں بھاری پڑ سکتا ہے میر ".مہرال ماننے کو تیار نہ تھی .اسلئے اس نے فوراً ماننے سے انکار کر دیا.

"ہم اس حقیقت سے اِسکیپ نہیں کر سکتے .اپنی آنکھوں سے ظلم ہوتا دیکھیں تو ہم مظلوم کے قرض دار ٹھہرائے جاتے ہیں .یہ تبھی ادا ہوتا ہے جب ہم اپنی طرف سے اسکے انصاف کیلئے کوشش نہیں کر لیتے .خاص طور پر تب جب آپ پاور میں ہوتے ہیں ".میر نے اب ہاتھ اپنے سینے پر باندھ لئے.

"ہم دونوں ہی اس وقت پاور میں نہیں ہیں میر ".مہرال نے اسے باور کروایا .شاید وہ بھول گیا تھا.

"کیا تم نے ابھی تک اللہ کو اپنے ساتھ نہیں پایا؟ "میر نے ابرو اچکا کر مہرال سے پوچھا تو وہ اپنی بیوقوفی پر حیرت سے منہ کھولے رہ گئی .وہ اللہ تعالیٰ کو اپنی پاور بتا رہا تھا اور وہ پاور کو کیا سمجھ رہی تھی.

"اور ہاں ,آئی ایم سوری .میں تمہارا ہاتھ نہیں پکڑنا چاہتا تھا مگر سچوئیشن ایسی تھی کے "...میر نے زمین پر گھورتے ہوئے ندامت کا اظہار کیا تو مہرال نے فوراً ٹوک دیا.

"میں جانتی ہوں .تمہیں معزرت کرنے کی ضرورت "..ابھی وہ کہہ ہی رہی تھی جب میر کو اندھا دھند دوڑتا ہوا جبرئیل نظر آیا.

"جے بی؟ "میر نے جبرئیل کو بلا کر اپنی جانب متوجہ کروایا تو وہ ہانپتا ہوا میر کے پاس آ کر کھڑا ہو گیا.

"جلدی یہاں سے نکلو کیونکہ "...جبرئیل ابھی بتا ہی رہا تھا جب اس نے اپنے دائیں جانب دیکھا جہاں سے شفقت اسے دور سے دوڑ کر آتا ہوا دکھائی دے گیا .شفقت کو گلی میں کھڑے ہوئے میر اور مہرال ابھی نظر نہیں آئے تھے.

"چھپ جاؤ ,شفقت مجھے مارنے آ رہا ہے ".جبرئیل ہڑبڑاہٹ اور خوف میں گلی کے اندر کی طرف بھاگنے لگا تو میر اور مہرال بھی پہلے شاک اور پھر خوف سے اس کے پیچھے بھاگنے لگے .

گلی کا اختتام ہو گیا تھا اور دائیں بائیں دونوں اطراف میں دو راہداریاں نکلتی تھیں .سامنے ایک عدد برآمدے کیساتھ بڑے بڑے کمرے تھے .جسکا لوہے کا دروازہ ابھی بند تھا .یہ کوئی گھر نہیں تھا .جبرئیل دائیں طرف والی راہداری کی طرف مڑ گیا جبکہ میر اور مہرال بائیں طرف.

"کچھ بھی ہو جائے وہاں سے مت نکلنا ".جبرئیل ہدایت دیتا راہداری کے اندر والی طرف نکڑ پر چھپ گیا.چند لمحوں کے بعد انہیں گلی سے ملحقہ اس جگہ پر دو قدموں کے چلنے کی آواز سنائی دی .میر نے مہرال کو اشارہ کیا کے وہ اپنے لبوں کو اپنے ہاتھوں سے زور سے ڈھانپ لے اور اس نے ایسا ہی کیا.جبرئیل کے البتہ تیز تیز ہاتھ چلنے لگے .ویسٹ بیگ اتار کر اس نے دیوار کے پیچھے چھپا دیا اور ریوالور نکال کر اسے لوڈ کرنے لگا. مگر!

زندگی جب آپ نے اپنے عزیز لوگوں سے محروم رہ کر گزاری ہو تو آپ میں مزید عزیز کھونے کا حوصلہ نہیں ہوتا .اس وقت بھی اسے قدموں کی آواز کا رخ بائیں طرف جاتا محسوس ہوا تو صحیح معنوں میں اس کی زندگی چھننے لگی .اس کے دو عزیز,وہ دو لوگ جنہیں اس نے بہت محبت کی,ایک لمحے کی تاخیر سے اس سے ہمیشہ ہمیشہ کیلئے دور جا سکتے تھے .

شفقت پستول لئے میر اور مہرال کی جانب بڑھ رہا تھا .سیکنڈ کے ہزارویں حصے میں اس نے فیصلہ کیا تھا.

"کیوں نہ محبت میں قربانیاں دینے کی بجائے محبت میں قربان ہوا جائے ".لوڈڈ گن اپنے سامنے لاکر لبوں پر آسودہ مسکراہٹ سجائے ,اس نے فیصلہ لیا تھا .اپنی دو محبتوں کی خاطر وہ قربان ہونے جا رہا تھا .

"وہ یہیں آ رہا ہے ".مہرال نے خوف میں سرگوشی کی .شفقت اب تقریباً دو ہی قدم دور تھا شاید .میر نے مہرال کو کسی بھی قسم کا شور نہ کرنے کا اشارہ کیا .ایک اور قدم آگے بڑھایا گیا تھا .مہرال نے آنکھیں میچ لیں.

"لا الہ الا اللّٰہ "جبرئیل کی آواز سارے میں گونجی اور اسی وقت" ٹھاہ "کی آواز ہوا میں بلند ہوئی اور درختوں سے پرندے اڑتے ہوئے سنائی دیئے .مہرال کے لبوں سے ایک سسکی بے اختیار ہوئی تو اس نے فوراً آنکھیں کھولیں .میر شاکڈ سا آنکھیں کھولے اس کے سامنے کھڑا تھا .کسی کے قدموں کی تیزی سے واپس پلٹنے کی آواز آئی .مہرال نے میر کو بغور دیکھا .وہ بالکل ٹھیک تھا .تو پھر؟

"نہیں جبرئیل ".آنسوؤں سے پُر سرخ آنکھوں کے ساتھ میر نے نفی میں سر ہلایا تھا.

شفقت تیز قدموں سے دوسری طرف دوڑ کر پہنچا جہاں جبرئیل اوندھے منہ دائیں ہاتھ میں ریوالور پکڑے زمین پر گرا ہوا تھا اور سرخ مائع اس کے سر سے بہتا جا رہا تھا. گرم مائع, گویا ابھی اپنے ساتھی کو الوداع کہہ کر آ رہا ہو. شفقت نے یہاں وہاں نظر دوڑائی تو بائیں دیوار پر خون کے تازہ چھینٹے پڑے ہوئے تھے جو شاید جبرئیل کے قد کے برابر اونچائی پر تھے. جبرئیل نے خودکشی کر لی تھی. تیزی سے آگے بڑھ کر شفقت نے اس کی سانس محسوس کرنا چاہی.

جبرئیل سانس نہیں لے رہا تھا.

وہ قربانی دے چکا تھا.

وہ قربان ہو چکا تھا.

میر نے اسے محبت میں قربانیاں دینا سکھایا تھا. وہ تو محبتوں میں قربان ہی ہو بیٹھا تھا.

جبرئیل مر چکا تھا. دنیا کو خیرباد کہہ کر وہ جا چکا تھا. اس سے پہلے کے شفقت کو وہاں کوئی اور دیکھ لیتا, وہ وہاں سے فوری طور پر پلٹ گیا. جتنی تیزی سے ہو سکتا تھا وہ وہاں سے نکل گیا.

"جے بی "!شفقت کے وہاں سے جاتے ہی میر اور مہرال جبرئیل کے بے سدھ وجود کے پاس پہنچ گئے .جبرئیل کو اس حالت میں دیکھتے ہی مہرال کے لبوں سے دلخراش چیخ خارج ہوئی. کاش اس وقت یہاں اسکا دوست جے بی نہ ہوتا .کاش اس کی جگہ شفقت ہوتا .کاش جے بی نے اسے مار ڈالا ہوتا .کاش مہرال نے ہی شفقت کو مار ڈالا ہوتا .کاش جے بی نے اس بار توکل کر لیا ہوتا . کتنی ہی سوچیں وہ سوچنا چاہتی تھی .مگر اس وقت اس کے دماغ میں ایک ہی شے تھی ,زمین پر اوندھا پڑا جبرئیل.

میر گھٹنوں کے بل زمین پر ڈھے گیا اور زور سے دھاڑا.

"کمینے انسان !تمہیں کس نے حق دیا تھا؟ "میر اتنی زور سے دھاڑا کے اس کی گردن کی رگیں واضح طور پر دیکھی جا سکتی تھیں .آنسو خود بخود اس کی آنکھوں سے ٹوٹ ٹوٹ کر گرتے جا رہے تھے .مگر ...قربان ہوئے وجود کو اپنے بھائی کی حالت پر رحم نہ آیا.

"میں آنا تو نہیں چاہتی تھی .تم تو جانتی ہو پہلے کب میں تمہارے گھر آتی ہوں .مگر اب کیونکہ غلطی میری ایشل کی ہے .میری ایشل صبح تمہیں باتیں سنا کر گئی ہے ,بیشک وہ حق پر ہو ,مگر تمہارے بھائی صاحب کو یہ بات نہیں بھائی .لو دیکھو ,خود شہر سے باہر ہیں مگر مجھے

فوری طور پر بھیجا ہے کے میں تم سے معذرت کر آؤں .میرا معذرت کرنا بنتا تو نہیں ہے مگر تمہارے بھائی صاحب اتنے کمزور دل ہیں ,دوسروں کے گناہ بھی اپنے سر لے لیتے ہیں ".

راحیلہ بھابھی جب سے آئی تھیں ,اپنی قصوروار نہ ہونے اور پھر بھی معذرت کرنے کے ترانے گنگنائے جا رہی تھیں .فرح بیگم تو پہلے ہی ہائی بلڈ پریشر میں کمزور نظر آ رہی تھیں . بیچاری زینب بھی تنگ آ کر اب اوپر کی جانب چلی گئی.

"تمہارے لڑکے کہاں ہیں؟ شام ہونے کو آئی ہے مگر ان میں سے تو ایک بھی نہیں دِکھ رہا ".راحیلہ بھابھی نے چائے کی چسکی لے کر کپ میز پر رکھا اور فرح بیگم کے جواب کے انتظار میں نئے طعنے سوچنے لگیں.

"میر "!تھکے ,ٹوٹے اور بکھرے انداز میں خون سے لت پت میر لاؤنج کے دروازے سے داخل ہوا تو فرح بیگم کا دل پھٹنے لگا.

"یہ یہ تمہیں کیا ہوا ہے میر؟ "فرح بیگم اٹھ کر میر کی طرف لپکیں اور اس کے چہرے اور ہاتھوں کو ہڑبڑا کر ٹٹولنے لگیں .راحیلہ بھابھی بھی پیچھے مڑیں" .تم ...تم ٹھیک ہو؟"

زینب بھی جو کہ کمرے میں داخل ہونے لگی تھی پلٹ کر ریلنگ سے سہارا لئے دیکھنے لگی مگر سامنے کے منظر نے اس کے حواس ہی چھین لئے .خون سے لت پت میر اور سوجھے ہوئے

پپوٹے لئے کھڑی مہرال کے پیچھے سفید چادر تلے کسی بے جان وجود کی میت کو لایا گیا تھا. لانے والے میت کو لاؤنج کے وسط میں چھوڑ کر پلٹ رہے تھے. مگر وہاں ہر کوئی وجود سن تھا.

"بھائی "وہ کہنا چاہتی تھی, وہ پوچھنا چاہتی تھی اس سفید چادر کے نیچے کون ہے. مگر حلق میں سے آواز نہیں نکل پا رہی تھی. کیونکہ اس گھر میں مختصر سے لوگ رہتے تھے, جن میں سے صرف ایک ہی غیر حاضر تھا. ریلنگ کیساتھ وہ بیٹھتی چلی گئی اور سر ریلنگ پر گرائے چادر کے ہٹنے کا انتظار کرنے لگی.

"یہ کون ہے میر؟ "سن کھڑی فرح بیگم اپنے تمام واہموں کو غلط ثابت کر دینا چاہتی تھیں. میر نے یک لخت اپنی ماں کو اپنے مضبوط بازوؤں کے حصار میں لیا اور ضبط کے تمام بندھ ٹوٹ گئے. وہ پھوٹ پڑا.

"جے بی... میرا دوست, میرا ساتھی, میرا بھائی! میرا سہارا جبرئیل ". الفاظ تھے یا چابک جو اس وقت فرح اور زینب کی سماعتوں سے ٹکرائے تھے.

"بکواس کر رہے ہو تم؟ "آنکھوں میں آئی نمی کو جھٹلاتے فرح بیگم نے کرخت ہوتے ہوئے میر کو خود سے دور کیا.

"اگر یہ مزاق ہے تو یہیں رک جائیں میر بھائی ,میرا دل پھٹ جائے گا .زینی ابھی چھوٹی ہے , زینی برداشت نہیں کر پائے گی ".ریلنگ کی سلاخوں کو دونوں اطراف سے تھام کر اپنا ماتھا ان کے ساتھ ٹکائے زاروقطار روتی زینب آج واقعی ہی بچی لگ رہی تھی .وہ گیارہ سال کی بچی نہیں لگ رہی تھی .وہ دو سال کی بچی لگ رہی تھی.

"میر جھوٹ نہیں بولتا ماما .جبرئیل کو دور بھیجنے کی تیاری کر لیں ".میر نے ایک بار پھر سے فرح بیگم کو اپنے قریب کرنا چاہا مگر فرح شاکڈ انداز میں دو قدم پیچھے ہٹ گئ اور نفی میں سر ہلانے لگی .زینب بھی ہمت کر کے وہاں سے اٹھ گئ اور قدم قدم زینے اترنے لگی .فرح بیگم اب سفید چادر کی طرف بڑھیں .راحیلہ بھابھی بھی اب میت کے قریب آئیں .زینب زینے اتر آئی تو خوف کے مارے مہرال کے پیچھے چھپ گئ اور اس کی بازو کو اپنی مٹھیوں میں جکڑ کر ایک طرف سے نظریں چرا کر دیکھنے لگی.

"جبرئیل "...فرح بیگم نے ابھی تھوڑی ہی چادر کھسکائی تھی تو جبرئیل کی کنپٹی پر لگی گولی کا نشان دیکھ کر انکا حوصلہ وہیں ڈھے گیا .یہ خوبصورت چہرہ تو انہیں مسکراتا نظر آتا تھا .ان لبوں پر اب زندگی کیوں نظر نہیں آ رہی تھی؟

"جے بی"! جے بی کا زخمی بے روح چہرہ دیکھ کر زینب زور سے چلائی تو فرح بیگم بھی جبرئیل کے بستر کیساتھ بیٹھ کر رونے لگیں.

"یہ سب کیسے ہوا ہے میر؟ "راحیلہ بھابھی نے وہ سوال کیا جو اب تک کسی کو پوچھنے کا خیال نہیں آیا تھا.

"اس نے خود گولی چلائی تھی ". میر نے بمشکل شفقت کا نام لینے سے خود کو روکے رکھا.

"ہائے میں مر گئی, اس نے خودکشی کر لی؟ "راحیلہ بھابھی نے خود کو بہت شاکڈ ظاہر کیا تو فرح بیگم کو ہوش آئی.

"میرا بچہ خودکشی نہیں کر سکتا بھابھی. میں نے اسے یہ کبھی نہیں سکھایا تھا ". آنکھوں سے تر چہرہ اٹھائے فرح بیگم نے راحیلہ بھابھی کی طرف دیکھ کر جواب دیا تو اچانک انہیں خیال آیا اور وہ پھر سے اٹھ کر میر کی طرف لپکیں.

"تمہیں سونپا تھا نا میں نے جبرئیل, بڑے بھائی تھے نا تم. یہ کیا کیا تم نے میرے بچے کیساتھ؟ حفاظت نہیں کر سکے تم اسکی؟ "فرح بیگم چلا نہیں رہی تھیں. انکی ساری قوت تو کہیں کھو گئی تھی. وہ تو میر سے اتنے معصومانہ انداز میں سوال کر رہی تھیں کے مہرال سے

برداشت نہ ہوا .اس نے آگے بڑھ کر فرح بیگم کو اپنے گلے سے لگا لیا .مگر فرح بیگم کے آنسوؤں کو کوئی تھامنے والا نہیں تھا .مہرال کے گلے سے لگ کر وہ اور رونے لگیں.

"تم تو روٹھ ہی گئے جے بی .تم نے تو برا ہی مان لیا ".میکانکی انداز میں جبرئیل کی چارپائی پر بیٹھ کر زینب نے جبرئیل کے ماتھے پر بوسہ لیا .جبرئیل کو اس حالت میں دیکھ کر زینب کے دل میں تکلیف اٹھی تھی .جیسے دل کو کسی نے کاٹ ہی ڈالا ہو ,مار ہی ڈالا ہو.

"جس دن میں چلا گیا نا زینی ,تو روتی رہ جاؤ گی .پھر جے بی نہیں آئے گا .وہ جا چکا ہو گا ". لاؤنج میں صوفے پر بیٹھے جے بی کی آواز سارے میں گونجی تھی مگر سنائی صرف زینب کو دی تھی .وہ ایک بار پھر جھکی اور جبرئیل کے ماتھے پر ایک اور بوسہ دیا .آنسو پلکوں سے ٹوٹ کر جبرئیل کے ماتھے پر جا گرے اور سسکی لبوں سے بے اختیار ہوئی.

"تم تو سچ مچ روٹھ گئے بیلی .تم نے تو برا ہی مان لیا ".ہچکیوں کے درمیان روتے ہوئے چھوٹی سی زینب نے بہت مشکل اپنی بات مکمل کی.

"تم نے کیا سوچ کر ایسا کہا ہے جے بی؟ اتنی بڑی بات کیسے کہہ سکتے ہو؟ ارے اگر مجھے تم سے ملنے آنا ہوا تو میں اینیمل زُو آ جایا کروں گی ".زینب جبرئیل سے لپٹ گئی اور ہچکیاں لے لے کے رونے لگی .اس کی حالت غیر ہونے لگی تھی.

"میرے جے بی ,میرے پیارے جے بی ,میں کیسے آؤں گی ملنے؟ میں نے جھوٹ کہا تھا .
تمہیں کیوں سچ لگا؟ تم تو میرے دوست تھے ,تم تو نکمے تھے ,پھوہڑ تھے تم جے بی ,پھر تم نے کیسے گولی چلا لی؟ جے بی تم نے کیوں گولی چلا دی؟ "روتے ہوئے اب اسے سانس آنا مشکل ہو گیا تھا مگر دل اس حقیقت کو ماننے سے عاری تھا .اس کا پیارا بھائی ,اس کا دوست اس سے جدا ہوا تھا .وہ کیسے تسلیم کر لیتی؟

"Death... Never fails!"زینب کے کانوں میں جبرئیل کے وہی الفاظ گونجے تو زینب نے فوراً سے اپنا سر اس کے سینے سے ہٹایا.

"نہیں "...زینب نے نفی میں سر ہلایا .جبرئیل اتنے دنوں سے موت کی باتیں کر رہا تھا .یہ سب یونہی نہیں ہوا تھا .تو...؟ تو کیا وہ یہ سب بہت پہلے سے پلان کر رہا تھا؟ اپنی موت؟

"بزدل "!زینب اونچے آواز میں چلائی تو سب لوگ چونک کر اس کی طرف متوجہ ہو گئے جو شاک میں پاگل ہوئے جا رہی تھی.

"بزدل ہے یہ شخص ,جے بی تو کب کا مر گیا تھا .یہاں پر تو صرف بزدل ہے .میرا جے بی بزدل نہیں تھا .یہ شخص تو بہت دن سے مرنے کی پلاننگ کر رہا تھا ".زینب چلاتے ہوئے ایک ایک قدم پیچھے بڑھاتی گئی اور پھر زور سے میر کے ساتھ لپٹ گئی.

"یہ تم کیا کہہ رہی ہو؟ "میر نے زینب کا چہرہ اوپر کی طرف اٹھا کر اس سے استفسار کیا جس کا چہرہ اس وقت کملا گیا تھا. میر کا دل بری طرح بھینچا.

"اس شخص نے میرے جے بی کی جان لے لی ہے بھائی. یہ میرے جے بی کا قاتل ہے".

زینب بس اتنا ہی کہہ پائی اور پھر دھپ سے زمین پر جا گری. وہ معصوم چہرہ جو دن بھر جبرئیل کو کوسا کرتا تھا, اب وہ سہم گیا تھا, لرز گیا تھا. خوف نے اس کا آسرا چھین لیا تھا. خوف نے اس کا جبرئیل چھین لیا تھا.

جیسے گمراہی سے اچانک آپکو ہدایت میں لا کھڑا کیا جائے, یا اچانک اندھیرے کے بعد اجالے سے آ ملیں تو آنکھیں چندھیا جاتی ہیں. بہت دیر تک آپ کا وجود عادی نہیں ہو پاتا اور ایک وقت درکار ہوتا ہے کے آپ خود کو کسی شے کے مطابق ڈھال لیں. بالکل اسی بات کا سامنا اس وقت زینب کو بھی تھا. اسکی سماعتوں کے بعد اب اس کی بصارت بھی بحال ہونے لگی تھی. مگر جو اسے اس وقت سنائی اور دکھائی دے رہا تھا وہ اس کی عقل قبول کرنے سے عاری تھی.

"زینی ,اٹھو میری طرف دیکھو .میرے پاس وقت بہت کم ہے ".نہایا دھویا کالے شلوار سوٹ میں ملبوس وہ بیڈ کے دائیں طرف کھڑا زینب کے گال پر ہاتھ رکھ کر اسے جگانے کی کوشش کر رہا تھا.

"جے بی تم ... تم نے خودکشی؟ "حواس میں آتے ہی وہ بے یقین سی کہنی کے بل اٹھ بیٹھی . مگر حلق اس کی آواز کو آزاد کرنے میں سستی دکھا رہا تھا.

"پاگل ہو؟ ساری ریاضتیں ضائع کر دوں؟ پہلے ہی اتنا نکمہ بندہ ہوں ".جبرئیل نے مزاق کرنا چاہا تھا مگر چہرے پر مسکان بھی نہیں لا پایا تھا.

"تم ٹھیک ہو نا؟ تم زندہ ہو؟ مجھے خواب تو نہیں آ رہا؟ "زینب بے صبری سے پوچھنے لگی.

"میں بالکل ٹھیک ہوں .میری بات دھیان سے سنو زینی .مجھے یہاں سے بہت دور جانا ہے . بس یہ سمجھ لو کے اب میں تم لوگوں کیلئے ہی زندہ ہوں .باقی لوگوں کیلئے میں مر چکا ہوں . تم سے ملے بنا میں نہیں جا سکتا تھا .اس لئے تمہارے ہوش میں آنے کا انتظار کیا ہے ".

جبرئیل زینب کا ہاتھ پکڑے اسے تیز تیز ہدایات دے رہا تھا .یہ جانے بغیر کے مقابل کے معصوم سے وجود کو کتنے بڑے طوفان کا سامنا کرنا پڑا ہے.

"میرا جے بی, میرا دوست زندہ ہے ". آنکھوں میں آنسو لئے زینب نے جبرئیل کی ہر بات ان سنی کر ڈالی .اس کے چہرے کو اپنے ہاتھوں میں بھر کر اسے یاد رہا تو بس یہ کے اسے اسکا دوست لوٹایا گیا تھا.

"میرے پاس وقت نہیں ہے زین "...وہ بولنا چاہ رہا تھا مگر زینب نے اسے موقع ہی نہ دیا.

"تم نے تو مجھے توڑ ہی ڈالا تھا جے بی .تم زینب سے ناراض ہو گئے تھے نا؟ میں تمہیں کاہل , پھوہڑ اور آلسی کہتی ہوں .یہ باتیں تمہیں بری لگ گئیں تھیں نا؟ "آنسو اس کی سبز آنکھوں سے بہہ کر سرخ گالوں سے نیچے لڑھک رہے تھے اور ناک بھی سرخ پڑ رہی تھی.

"ایسا نہیں ہے زینی .تمہارا جے بی مصیبت میں تھا .اسے تائی جان کے سامنے دکھاوا کرنا پڑا ". جبرئیل نے اسکے معصوم چہرے سے آنسو صاف کیے اور اپنا سر اس کے سر سے جوڑ لیا .وہ اپنے آنسو چھپانا چاہتا تھا .مگر اس کی آواز نے چوری کی.

"میں تم سے کبھی نہیں لڑوں گی جے بی .میرے بھائی, تمہیں طعنے بھی نہیں دوں گی . کبھی تمہیں تنگ نہیں کروں گی .تم ..تم مجھے چھوڑ کر مت جانا ".زینب روتے ہوئے جبرئیل سے لپٹ گئی اور اس کے چھوڑ کر نہ جانے کی ضد کرنے لگی.

"ایسے مت کرو زینی .میرا جانا بہت ضروری ہے .اگر میں نہ گیا تو ...تو وہ لوگ مجھے مار ڈالیں گے ".وہ بے بس تھا .آج اپنی زینی کی ضد ماننا اس کیلئے ممکن نہیں تھا.

"تم نے کیا کیا ہے جے بی؟ "زینب مار ڈالنے کی بات پر شاکڈ رہ گئی اور اس سے الگ ہو کر حیرت بھرے انداز میں استفسار کرنے لگی.

"جبرئیل جلدی چلو ,باہر گاڑی تیار ہے ".میر اچانک سے کمرے میں نمودار ہوا تو بہت جلدی میں معلوم ہوتا تھا .فرح بیگم بھی دروازے سے داخل ہوئیں.

"نہیں ,جے بی کہیں نہیں جائے گا .ماما آپ جے بی کو روکیں نا .آپکو پتا ہے نا کے زینی کو جے بی سے دور رہنا پسند نہیں .اسے تو ناشتہ بھی نہیں بنانا آتا ,میرے ساتھ لانڈری کون کرے گا؟ اور اور لان میں پودوں کی حفاظت کون کرے گا؟ "زینب اٹھ کر اب فرح بیگم کے سامنے کھڑی ہو کر گڑگڑانے لگی .اس سے اس کی محبوب شخصیت دور جا رہی تھی .وہ کیسے خاموش رہتی؟

"زینی ,اسے جانے دو .جلد ہی ہم بھی اس کے پاس چلے جائیں گے .کیا تم چاہتی ہو کے جبرئیل کو کوئی ہمیشہ ہمیشہ کیلئے ہم سے دور کر دے؟ "فرح بیگم اس کو اپنے ساتھ لگائے خود بھی اپنا ضبط کھو بیٹھی تھیں.

"آپ لوگ ایسے کریں گے تو جے بی بھی پریشان رہے گا .فار گاڈ سیک !اس کیلئے مزید مشکل کھڑی نہ کریں ".میر نے آگے بڑھ کر جبرئیل کا ٹریول بیگ اٹھایا اور اپنا چہرہ چھپاتا ہوا کمرے سے نکل گیا.

"دو تین دن تک میر تمہیں اور ماما کو مجھ سے ملوانے لائے گا .پھر ایک ہفتے تک میں دبئی جاؤں گا .وہاں سیٹل ہو کر میں تمہیں اور ماما کو بھی بلوا لوں گا .مگر تب تک تمہیں صبر کا مظاہرہ کرنا ہے زینی ".زینب کا ہاتھ پکڑ کر اور دوسرے ہاتھ سے اسکے آنسو پونچھتا وہ زینب کو بھرپور تسلی دینا چاہتا تھا.

"

اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی امان میں رکھیں. جاؤ, دیر مت کرو جبرئیل ". فرح بیگم نے جبرئیل کا چہرہ جھکا کر اسکا ماتھا چوما اور اسے جانے کی اجازت دی. جبرئیل کا ضبط ٹوٹا اور نظریں ملائے بنا وہ تیز قدموں کے ساتھ کمرے سے باہر نکل گیا.

"تمہارا ضرورت کا سارا سامان رکھ دیا ہے. اپنے کریڈٹ کارڈز وغیرہ کا استعمال مت کرنا. جو چاہیئے ہو گا مجھے دوسرے کانٹیکٹ نمبر پر اطلاع کر دینا. ابھی زید تمہیں اسلام آباد چھوڑ کر واپس آ جائے گا. اپنا خیال رکھنا ". گھر کی پچھلی طرف زید گاڑی اسٹارٹ کیے ہوئے تھا جب جبرئیل پہنچا تو میر نے جبرئیل کو تمام ضروری ہدایات کر دیں. جبرئیل نے سر جھکائے تمام ہدایات سنیں اور ہلکا سا سر ہلا کر گاڑی کی طرف پلٹ گیا.

"جے بی؟ "بہت ہمت کیساتھ میر نے جبرئیل کو آواز لگائی. جو رکا ضرور تھا مگر پلٹا نہیں,

"بھائی سے مل کے نہیں جائے گا؟"

"بھائی سے ملا, تو یہیں ٹوٹ جاؤں گا ". لڑکھڑاہٹ اس کے لہجے سے عیاں تھی.

"تم نے جو ہم سب کو توڑ ڈالا ہے, اسکا حساب میں کس سے لوں؟ "میر کی بھیگی آواز جبرئیل کی سماعتوں سے ٹکرائی تو وہ تمام ضبط کھوتا گاڑی میں بیٹھ گیا. وہ دھاڑنا چاہتا تھا. میر کیساتھ لپٹ کر رونا چاہتا تھا. مگر... شاید ایسا کرنا اس کے اس فیصلے کو کمزور کر ڈالتا. گاڑی چل پڑی

تھی .جبرئیل اپنا غبار نکالنے میں مصروف تھا .جبکہ پیچھے کھڑا میر ,کب تک گاڑی کو دور جاتا دیکھتا رہا .خالی آنکھیں دل بھی خالی کر گئیں تھیں .شاید وجود ...وہ بھی خالی ہونے لگا تھا .دل ہر قسم کے جزبات سے عاری ہونے لگا تھا .ایسا لگ رہا تھا آج نانا جان دوسری بار جدا ہوئے ہیں.

تھکے تھکے قدموں سے وہ گیٹ سے اندر داخل ہوئی .یہ دن بہت بھیانک واضح ہوا تھا اس پر . ایک دن میں اتنے حادثات اس نے اپنی آنکھوں سے دیکھے تھے .ابھی بھی وہ بے یقین تھی .ہولے ہولے قدم اٹھاتی بمشکل وہ لاؤنج تک پہنچی .نظامی شاید ابھی تک نہیں آیا تھا اور ڈنر کی تیاری شاید ابھی ابھی ختم ہوئی تھی .مگر اس کا دن مزید خراب بنانے کیئے سمیر لاؤنج میں شاید اسی کو دور سے دیکھ کر بیٹھا تھا .صوفے پر بیٹھ کر اپنے دونوں بازو پھیلائے اور ٹانگوں کو کراس کر کے اس نے میز پر پاؤں رکھے تھے جنہیں وہ ہلا رہا تھا .مہرال کو وہ اس وقت بالکل زہر معلوم ہوا .اسے اگنور کرتی ہوئی وہ سیڑھیوں کی طرف بڑھی ہی تھی کے سمیر نے پیچھے سے ہانک لگائی.

"سسٹر ڈیئر یسٹ ,بڑے بھیا سے اکیلے اکیلے ملاقاتیں کریں گی یا پھر ہمیں بھی ان سے ملوائیں گی؟ "سمیر کے الفاظ مہرال کیلئے زنجیریں ثابت ہوئے تھے جنہوں نے اس کے قدموں کو وہیں جکڑ لیا تھا.

"تم ...تم میرا پیچھا کرتے ہو؟ "بڑی مشکل سے ضبط کرتی ہوئی وہ پیچھے مڑی اور سمیر کے قریب آ کر حیرت زدہ سی رکی.

"نہیں لیکن کیا ہے نا, تمہارے نئے نئے امیر بھائی کو جس فینسی ریستوران میں تم سے ملنے کا شوق پیدا ہوا تھا, اس ریستوران میں میرا ہر ویک اینڈ گزرتا ہے .یو آر ویلکم "!سلگا دینے والے انداز میں سمیر نے اپنے سر کو مؤدبانہ خم دیا تو مہرال کو وہ قتل کر دینے کی حد تک برا لگا .نجانے کیوں اس کی کوئی بات پوشیدہ نہیں رہتی تھی .کبھی سمیر تو کبھی مہک راستے میں آ جایا کرتے ہیں.

"مجھے بلیک میل کرنے کی کوشش کر رہے ہو؟ "بمشکل اس کے گلے سے پھنسی پھنسی آواز نکلی .جس سے سمیر بہت محظوظ ہوا.

"میں تمہیں بلیک میل کیوں کروں گا؟ میں تو تمہیں آپشنز دوں گا .دیکھو غور سے سنو .پہلا آپشن ,ڈیڈ کو تمہارے بھائی کی آمد کے بارے میں بتا دوں اور تمہارے بھائی ...سوری ,ہمارے

بڑے بھائی اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملیں ".اس بات پر مہرال نے اپنا دم سادھ لیا .اس سے آگے وہ کچھ بھی سننا نہیں چاہتی تھی.

"تم بالکل بھی ایسا نہیں کرو گے ".وہ گھٹی آواز کے ساتھ نفی میں اپنا سر ہلانے لگی .سمیر کی مکروہ مسکراہٹ اور گہری ہوئی.

"ارے ,دوسرا آپشن تو سن لو ".وہ سیدھا ہو کر بیٹھا" .تمہارے پاس دوسرا راستہ ہے ,تم میرے برینڈڈ بوٹس پر اپنی ناک رگڑو اور میں یہ راز یہیں دفن کر دوں گا".

"تم سچ کہہ رہے ہو؟ "مہرال نے رازداری سے پوچھنا چاہا جس پر سمیر نے بنا آواز اپنے لبوں کو حرکت دیتے ہوئے" آئی سوئیر "کہا .وہ سر اثبات میں ہلا کر آگے بڑھی اور ٹیبل پر اپنا بیگ رکھتے ہوئے سمیر کے قدموں میں جھکی .سمیر نے اپنا فون اٹھایا اور اس سے ویڈیو بنانے لگا .اس سارے میں کمینگی اس کے چہرے سے الگ نہیں ہوئی تھی.

"تم پہنے ہوئے بوٹس پر بھی اپنی ناک رگڑ سکتی ہو ".سمیر نے جب مہرال کو اسکے بوٹس اتارتے ہوئے دیکھا تو اسے مزید گھناؤنا مشورہ دیا جسے مہرال نے ان سنا کر دیا .وہ اس کے بوٹس اپنے ہاتھوں میں لئے کھڑی ہو گئی اور لب بھینچے ان بوٹس کو دیکھنے لگی .یہ مرحلہ کٹھن

تھا مگر فی الحال اسے یہ کرنا ہی تھا .ایسا کرنا ضروری تھا .کم از کم اسے اس وقت یہی درست لگ رہا تھا.

"جلدی کرو مہر ,مجھے دیر ہو رہی ہے ". سمیر کی نظریں ہنوز موبائل کی اسکرین پر جمی ہوئیں تھیں اور مہرال پر جلد بازی کا دباؤ بڑھانے لگا .مہرال نے ایک نظر اٹھا کر سمیر کی طرف دیکھا اور اپنے معصوم چہرے کو اثبات میں حرکت دے کر ہاتھوں میں پکڑے بوٹس پوری قوت سے سمیر کے چہرے کی طرف مارے جسے سمیر نے بروقت کہنیوں سے ڈھانپ لیا تھا مگر بوٹس پھر بھی اسے بری طرح لگ چکے تھے.

"آؤچ !چھوٹے بھائی ,کیا کرتے ہیں آپ؟ اپنے برینڈڈ بوٹس کے راستے میں آگئے؟ کہیں آپ کے نان برینڈڈ چہرے پر برینڈڈ چوٹ تو نہیں آئی؟ "اس سے پہلے کے غصے سے بھرا سمیر اس کی طرف بڑھتا ,مہرال اپنے لہجے میں ڈھیروں ہمدردی لئے تیزروی سے اس کے قریب گئی.

"تمہاری اتنی ہمت کے تم مجھ پر جوتا پھینکو؟ دو فٹ کی چوہیا ,بد ذات "!سمیر نے مہرال کو کندھوں سے پکڑ کر زور سے جھنجھوڑا مگر مہرال نے ذرا بھی اثر نہ لیا.

"تمہیں اگر لگا تھا کے تمہارے سامنے مہرال ضامی کھڑی ہے تو تم غلط تھے سمیر". مہرال سمیر کے اور قریب ہوئی اور ایڑھی اٹھا کر اس کے کان کے قریب سرگوشی کرنے لگی.

"تمہارے مقابل عبداللہ ہے".

"تم پچھتاؤ گی. اب تم دیکھنا, کیسے گڑگڑاؤ گی". سمیر نے سر اثبات میں ہلا کر ایک جھٹکے سے مہرال کو چھوڑا جو اپنا توازن قائم کرتے ہی ٹیبل پر پڑے بیگ کی طرف بڑھی.

"ارے جاؤ, بہت بدھو بنا لیا تم لوگوں نے مجھے. پہلے مجھے بھی لگتا تھا کے میری عزت, رزق اور جان تمہارے ڈیڈ کے ہاتھوں میں ہے. مگر اب مجھے علم ہو گیا ہے, عبداللہ کی جان, رزق اور عزت کا معاملہ صرف اللہ کے ساتھ ہوتا ہے. کم عقل"! سر جھٹکتی مہرال قدم قدم زینے چڑھتی جا رہی تھی. مگر سمیر وہیں سن سا اسے دیکھے جا رہا تھا. یہ لڑکی واقعی ہی مہرال ضامی نہیں تھی. مہرال میں تو اتنی ہمت ہی نہیں ہوتی تھی کے وہ نظامی مینشن کے ملازم سے بھی آنکھ اٹھا کر بات کرے. یہ تو پھر نظامی کا صاحبزادہ تھا جس پر وہ بوٹ پھینک کر گئی تھی.

وہ بیڈ پر اوندھے منہ گرنے کے انداز میں آ کر لیٹی تھی. وہ ڈنر کیلئے نہیں گئی تھی. جا ہی نہیں سکی تھی. اسکا دل غمگین تھا. یہ سب سمیر کی وجہ سے نہیں تھا. بلکہ جبرئیل کی وجہ سے

تھا. اسکے پیارے دوست جبرئیل کا غم. جو کچھ بھی آج ہوا تھا, وہ غیر متوقع تھا. دل دکھانے والا. ایک بار پھر سے وہ آج صبح ہونے والی سوچوں میں غرق ہو گئی تھی.

چند گھنٹے پہلے...

جب میر گھٹنوں کے بل زمین پر ڈھے گیا اور زور سے دھاڑا.

"کمینے انسان! تمہیں کس نے حق دیا تھا؟ "میر اتنی زور سے دھاڑا کے اس کی گردن کی رگیں واضح طور پر دیکھی جا سکتی تھیں. آنسو خود بخود اس کی آنکھوں سے ٹوٹ ٹوٹ کر گرتے جا رہے تھے. مگر... قربان ہوئے وجود کو اپنے بھائی کی حالت پر رحم نہ آیا. وہ تب بھی نہ ہلا. شاید وہ سچ میں ہل نہیں پا رہا تھا.

"کس نے حق دیا تھا تمہیں اپنی جان کیساتھ کھیلنے کا؟ وہ... وہ جلاد اگر جان لیتا تو وہ سچ میں... تمہیں مار ڈالتا. کیوں؟ کیوں دی تم نے اتنی بڑی قربانی؟ کیوں کھیلے تم اپنی جان پر؟ "

میر گھٹنوں کے بل بیٹھا روتے ہوئے جہاں جبرئیل کو ڈانٹ رہا تھا وہیں پھوٹ کر روتی مہرال بھی اچانک میر کی بات پر ٹھٹھکی. کیا مطلب سچ میں؟ کہیں میر کا دماغی توازن تو نہیں بگڑ گیا تھا؟

"اٹھو ...مجھے جواب دو .کیوں ڈالی تم نے اپنی جان خطرے میں؟ "میر نے جبرئیل کا بازو پکڑ کر اسے زور سے جھنجھوڑا تو جبرئیل نے اپنا بازو کھینچ کر اپنا چہرہ ڈھانپ لیا .جو اس بات کا عندیہ تھا کے وہ رو رہا ہے .اس کے وجود کو حرکت میں دیکھ کر مہرال شاکڈ رہ گئی .جبرئیل واقعی زندہ تھا .پھر یہ خون ,یہ فائر کی آواز؟

"جے بی؟ اٹھو ,اٹھو مجھے بتاؤ یہ سب کس وجہ سے ہوا ہے؟ "اسے روتا دیکھ میر نے خود کو سنبھالا اور فوراً جبرئیل کی طرف متوجہ ہو گیا .ایسے تو وہ کبھی بھی نہیں روتا تھا .وہ تو مضبوط اعصاب کا مالک تھا.

"یہ سب کیا ہے میر؟ "مہرال کی مدھم سی آواز میر کے پیچھے سے ابھری تو میر چونکا.

"جبرئیل اٹھو ,جلدی اٹھو یہاں سے ,اس سے پہلے کے کوئی اور یہاں آئے اور معاملہ بگڑ جائے ".میر نے جبرئیل کو زبردستی کھینچ کر اٹھایا جس کی آنکھیں اور ناک سرخ ہو چکے تھے اور چہرہ آنسوؤں سے تر تھا .مہرال اسے صحیح سلامت دیکھ کر دنگ رہ گئی.

"تمہارا بیگ کہاں ہے؟ "جبرئیل نے ویسٹ بیگ نہیں پہنا ہوا تھا .میر کی نظر پڑی تو اس نے فوراً استفسار کیا جبکہ مہرال ابھی بھی وہاں شاکڈ کھڑی تھی .جبرئیل بنا کچھ کہے دیوار کے پیچھے سے وہ بیگ اٹھا لایا اور اپنی رو میں سیدھا چلنے لگا .خاموش ,غمزدہ.

"یہ سب کیا تھا میر؟ "مہرال میر کے ساتھ ساتھ چلتی ششدر سی پوچھنے لگی.

"میں اور جے بی جب سے نظامی کے معاملات میں انوالو ہوئے ہیں ,ہم یہ ویسٹ بیگز ساتھ لے کر چلتے ہیں .اس میں ہماری ضرورت کی بہت سی نقلی اور اصلی چیزیں رہتی ہیں . آج صبح بھی جب ہم ...تم جانتی ہو کس کے معاملے کیلیئے گھر سے نکلے تھے تو ہمیں پتا تھا کے اگر ہم کسی سخت مشکل میں پھنس گئے تو ایک ہوائی فائر اور تھوڑا سا نقلی خون خودکشی پلاٹ کرنے میں ہماری مدد کر سکتا ہے .مگر ...مگر مجھے یہ نہیں معلوم تھا کے اس کا استعمال جے بی کو اس جگہ پر غلط انسان کے سامنے کرنا پڑ سکتا ہے .اگر کہیں ذرا بھی غلطی ہو جاتی ,یا شفقت کو پتا چل جاتا کے جے بی زندہ ہے ,یا پھر اپنی تسلی کیلیئے وہ خود بھی "...میر سے مزید بولا نہ گیا اور لب بھینچ کر زور سے دیوار پر لات رسید کی .مگر اس سے بھی میر کا غصہ زائل نہ ہوا . مہرال کے رونگٹے کھڑے ہو گئے .ایک بار پھر وہ یہ سب نہیں سوچنا چاہتی تھی" .جے بی نے میرے بنا ہی اتنا بڑا فیصلہ لے لیا .شفقت کچھ بھی کر سکتا تھا .اس سے کچھ بعید نہیں تھا" .

"مگر یہ سب شفقت نے کیوں کیا ہے؟ "وہ ابھی بھی الجھی ہوئی تھی .کچھ دیر پہلے تک تو سب کچھ ٹھیک نظر آ رہا تھا.

"چلو میرے ساتھ ".میر خود بھی انجان تھا .اس لئے مہرال کو اپنے ساتھ چلنے کا اشارہ کرنے لگا .مہرال بھی اس کی پیروی کرنے لگی .یہ تو طے تھا کے جبرئیل ابھی کچھ کہنے کی حالت میں نہیں تھا .لیکن جبرئیل کا اب سرِ عام رہنا بھی درست نہیں تھا.

"تم ٹھیک ہو جے بی؟ "ڈونٹ آورز کے اسٹوریج روم میں وہ تینوں کاؤنٹر کے سامنے کرسیاں لگائے اس طرح بیٹھے تھے کے ایک طرف جبرئیل اور میر جبکہ دوسری طرف مہرال تھی . میر ان تینوں کیلئے چائے لے کر آرہا تھا .جبرئیل ابھی بھی کسی گہری سوچ میں گم تھا جب مہرال نے اس سے پوچھا.

"جو کچھ بھی ہو رہا ہے ,میں کیسے ٹھیک ہو سکتا ہوں؟ "کاؤنٹر پر کہنیاں ٹکائے جبرئیل نے اپنا سر ہاتھوں میں گرا دیا.

"جو کچھ ہو رہا ہے ...میں اس سب کی تفصیلات جاننا چاہتا ہوں جے بی ".جبرئیل کے آگے چائے بڑھاتا میر اب اپنی کرسی پر بیٹھ چکا تھا.

"کیا بتاؤں میں؟ "بیزار سے جبرئیل نے سر اٹھا کر میر کی طرف دیکھا جو جبرئیل ہی کے بولنے کا منتظر تھا.

"ہر بات ,ہر تفصیل ,لیکن سب سے پہلے یہ بتاؤ کے تم آج تایا کے گھر کیوں گئے تھے؟ اتنے سالوں میں پہلی بار تمہیں تایا کی یاد کیوں ستانے لگی تھی؟ "میر کا لہجہ سخت نہیں تھا,پر تجسس بھی نہیں تھا,اسکا بس وجود ٹوٹ رہا تھا.جسے بار بار وہ سمیٹنے کی کوشش کر رہا تھا.اسکا بھائی آج اس کے لئے اپنی جان خطرے میں ڈال بیٹھا تھا.کیا یہ پریشانی کی بات نہیں تھی؟ اور اس سب سے بڑھ کر,اس کے تایا کا ملازم ...وہ بھلا کیوں اس کے بھائی کو قتل کرنے دوڑا تھا؟

"جے بی,اگر تم ٹھیک نہیں ہو تو ابھی ہم گھر چلتے ہیں.کل اس بارے میں بات کر لیں گے ".مہرال اس کے چہرے پر اضطراب کو پہچان چکی تھی.

"نہیں,جے بی مزید یہاں نہیں رکے گا.اسے آج ہی یہاں سے نکلنا ہے.اس لئے جو بات بھی ہے وہ اسے ابھی بتانی ہو گی.پوری تفصیلات کے ساتھ ".میر نے فوراً مہرال کو ٹوکا.

جبرئیل نے سر ہلایا.چائے کے تینوں کپ یونہی کاؤنٹر پر پڑے تھے.ان چھوئے.

"آج صبح ہی صبح جب ہم نکلے تھے تو مہک ماما سے ملنے گھر آئی تھی.شاید وہ ہماری غیر موجودگی کے بارے میں جانتی تھی.ماما نے اس سے وہی بات کی جو میر نے انہیں ہدایت کی تھی.اپنے ریجیکشن پر مہک کو غصہ آیا تو پہلے اس نے کافی ہنگامہ کیا اور پھر بھی جب ماما

نہیں مانیں تو ... مہک نے انہیں گن دکھائی ". جبرئیل روانی میں بتاتا جا رہا تھا جب آخری بات پر اس کے جبڑے تن گئے.

"ڈیم !وہ اتنی آگے بڑھ جائے گی مجھے اندازہ بھی نہیں تھا ". میر ششدر رہ گیا تو مہرال نے میر کی طرف نظریں بڑھائیں . فرح آنٹی نے میر کے کہنے پر منع کیا تھا یعنی ...یہ سب میر کا پلان تھا؟ وہ مہک سے شادی کبھی بھی نہیں کرنا چاہتا تھا؟ مہرال حیرت زدہ سی سوچنے لگی.

"بس یہی نہیں .جب وہ چلی گئی تھی تو ماما اور زینی خوفزدہ سے ابھی لاؤنج میں ہی تھے اور ایشل آگئی تھی .اس نے بھی بہت ہنگامہ کیا اور ماما کو "....جبرئیل کے تنے اعصاب مزید تن گئے اور اگلی بات کہنا اس کیلئے مشکل ہو گیا" .ماما کو ,ان کے ماضی کے طعنے دے کر گئی تھی . اس کے جانے کے بعد ماما کا بلڈ پریشر ہائی ہو گیا تھا تو زینی نے مجھے کال کی .مجھ سے برداشت نہیں ہوا اور میں نے شہروز خان کو کال ملا دی .میں چاہتا تھا کے میں شہروز خان کو اس کی حرکت کے بارے میں آگاہ کرتا اور صاف گوئی سے اس کے اپنے گھر میں آنے کے تمام راستے بند کر دیتا".

"اتنی سی بات پر شفقت تمہیں مارنے آگیا؟ "مہرال شاکڈ تھی .اتنی سی بات پر کوئی قتل کرنے کیسے پہنچ سکتا ہے؟ وہ حیران تھی .مگر ...اس وقت ,جبرئیل کی آنکھوں میں وحشت

اتری تھی ,غصہ اترا تھا اور اس کی پیشانی ضبط سے تر ہو چکی تھی .میر مگر کچھ کچھ بھانپ گیا تھا.

"وہاں کیا ہوا تھا جے بی؟ "جبرئیل کو جب بولنے میں مشکل آنے لگی تو میر نے پھر سے جبرئیل پر زور دیا.

"مومی "...بمشکل جبرئیل نے اپنے لبوں سے ادا کیا اور اس کے لب کانپنے لگے .مہرال کو کسی گڑبڑ کا احساس ہوا.

"مایا آنٹی؟ "میر نے استفسار کیا تو جبرئیل نے سر اثبات میں ہلا دیا.میر کے لئے یہ حیرت انگیز بات تھی .بھلا آخری دفعہ کب جبرئیل نے اپنی ماں کا ذکر میر کیساتھ کیا تھا؟ جبرئیل پھر سے ہمت کر کے کچھ بولنے لگا تھا.مگر خلا میں دیکھتی آنکھوں سے دو قطرے چھوٹ گئے تھے.

"میں چھوٹا تھا مگر مجھے پتا چل گیا تھا کے مومی کو ڈیڈ سے کتنا پیار تھا.میرے حصے میں ہمیشہ میری بے بی سٹر نینسی کا ہی پیار آیا تھا.مومی کو ڈیڈ کو خوش کرنے سے ہی فرصت نہیں ہوتی تھی اور جن دنوں میں ڈیڈ گھر آیا کرتے تھے ,تب تو ویسے ہی مجھے ایسے اگنور کیا جاتا تھا جیسے میں وہاں ہوں ہی نہیں .جیسے تیسے وقت گزر ہی رہا تھا.میں احساسِ کمتری اور مومی

احساسِ محبت میں گرتے ہی جا رہے تھے .پھر ایک دن گھر پر کسی کی کال آئی .مجھے آج سے پہلے کبھی علم نہیں ہوا تھا کے وہ کال شہروز خان کی تھی .مومی نے فون پر اسے بتایا تھا کے وہ ان سے ملنے آئیں گی کیونکہ وہ بہت اہم بات کرنا چاہتی ہیں .وہ ملنے گئیں تھیں اور دو دن کے بعد لوٹی تھیں .لیکن جب وہ واپس آئی تھیں تو بہت کچھ بدل چکا تھا .ان کی آزاد خیالی اور بہادری کہیں کھو گئی تھی .وہ گھبرائی ہوئی اور خوفزدہ تھیں .اتنی کے انہوں نے میری اتنی پرانی کیئر ٹیکر کو بھی گھر سے نکال دیا .وہ ہر وقت گھر کا مین گیٹ بند رکھتیں اور کسی کے ناک کرنے پر یا گھر کے آس پاس کوئی گاڑی دکھنے پر ڈر جایا کرتی تھیں .کوئی فون آتا تو بھی خوفزدہ ہو جاتی تھیں .بات اتنی بگڑ گئی تھی کے مجھے اسکول بھیجنا بھی بند کر دیا اور راتوں میں اٹھ کر زور زور سے چیخنے لگتی تھیں .یہ سب میرے لئے بہت ڈسٹربنگ تھا .یہ وہ چند دن تھے جب وہ رات کو سونے سے پہلے میرے سر پر بوسہ دیا کرتی تھیں .اس سے پہلے مجھے کوئی ایسا لمحہ یاد نہیں ہے جب انہوں نے محبت سے بھری نگاہ بھی کبھی مجھ پر ڈالی ہوتی .یہ سب ایک ہفتہ چلا تھا .پھر ڈیڈ آ گئے اور ٹھیک تیسرے دن انہوں نے مومی کو سامان پیک کر کے اپنے ساتھ لاہور آنے کا کہا .مومی نے مزاحمت کی تو پاپا نے انہیں طلاق دینے کی دھمکی دی .وہ بہت محبت کرتی تھیں پاپا سے .پھر ...انہوں نے اپنی جان پر ,ان کے

ساتھ کو ترجیح دی ".جبرئیل کے جھکے ہوئے سر کی دائیں طرف سے مہرال اس کی آنکھ سے نکلے آنسو کو لڑھک کر اونچی ناک پر بہتا دیکھ سکتی تھی .میر کو بھی کہانی کا بہت حصہ سمجھ آ چکا تھا مگر کہانی کے اصل سے وہ ابھی بھی محروم تھا.

"مومی نے اپنی ضرورت کا سامان ساتھ لیا تھا .آخری بار انہوں نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے اپنے ساتھ بھی لگایا تھا .وہ بس آخری محبت بھرا لمس تھا انکا, جس کیلئے میں ترستا تھا .وہ مجھے گنے چنے لمحوں میں سے آخری بار مل رہا تھا .میرے کان کے قریب جھک کر انہوں نے کہا تھا کے "...جبرئیل کاؤنٹر پر سر رکھ کر بے بس ہو گیا اور آنکھیں اتنی زور سے میچ لیں کے بند آنکھوں سے نمی آزاد ہونے لگی تھی.

"جبرئیل ,اگر مجھے زندگی نے موقع دیا تو میرا وعدہ ہے کے اب میں سب سے زیادہ تم سے محبت کروں گی ".گرم سیال اس کی آنکھوں سے ٹپک ٹپک کر کاؤنٹر پر گرنے لگا تھا .اس بات نے مہرال اور میر کے دل کو بھی ضرب لگائی.

"انکا وعدہ ادھورا رہ گیا تھا .میں ...جو ان سے خفا خفا رہتا تھا, ان سے لڑتا تھا اور ان سے پیار بھی نہیں کرتا تھا .ان کے ان الفاظ سے مجھے محبت ہو گئی تھی .زندگی میں پہلی بار محبت کی بھی تو کسی کے الفاظ سے .مگر پھر ,زندگی نے موقع نہیں دیا .اسلام آباد سے لاہور کے

سفر میں مومی فرنٹ سیٹ پر ڈیڈ سے کسی بات پر بحث کر رہی تھیں .ڈیڈ انہیں ڈانٹ رہے تھے کے وہ کسی سے ملنے کیوں گئیں تھیں اور یہ کے وہ ان کے ان معاملات میں نہ پڑیں . مومی کچھ کہنا چاہتی تھیں .انہوں نے لب کھولے تھے لیکن تب تک وقت جا چکا تھا .میری زندگی کا سب سے بڑا حادثہ رونما ہو گیا تھا .جانتے ہو یہ حادثہ کرنے والا کون تھا؟ "جبرئیل نے آنکھیں کھولیں .چہرے کی غمزدگی اب سنجیدگی میں بدل گئی" .شہروز خان !میری مومی اور ڈیڈ کا قاتل".

"وہاٹ؟ یہ کیا کہہ رہے ہو تم؟ "میر اور مہرال ششدر رہ گئے.

"میں ٹھیک کہہ رہا ہوں .میں جب شہروز خان سے ملنے گیا تو وہ شفقت سے اسی متعلق بات کر رہا تھا کے کیسے اس نے میری ماں کو اس بات کیلئے قتل کیا کے وہ شہروز خان کی اصلیت جان چکی تھیں .اسے لگا میں بھی اسی کے متعلق بات کرنے آ رہا ہوں اسلئے اس نے شفقت کو حکم دیا کے اگر ایسا ہوا تو وہ مجھے مار ڈالے .لیکن اس سے پہلے ہی شہروز خان کو علم ہو گیا تھا کے میں سب سن چکا ہوں .اسلئے شفقت میرے پیچھے مجھے قتل مار ڈالنے کیلئے بھاگا تھا".

جبرئیل نے اپنی نظریں ٹھنڈی چائے کے تین کپوں پر ٹکا دیں مگر دماغ کہیں اور بھٹک رہا تھا.

"مجھے یقین نہیں آ رہا, شہروز خان نے اپنے سگے بھائی کو بھی نہیں چھوڑا؟ "میر شاکڈ سا نفی میں سر ہلا رہا تھا.

"میر, اب تو ہمیں جے بی کے بارے میں اور بھی احتیاط سے کام لینا ہو گا. تمہارے تایا تو اسے ڈھونڈ نکالیں گے ". مہرال کے دماغ میں سب سے پہلے یہ بات آئی تھی. وہ جبرئیل کو مصیبت میں نہیں دیکھنا چاہتی تھی.

"مگر ان کیلیئے تو جبرئیل نے خودکشی کر لی ہے نا؟ "میر نے حال ہی میں ہوا واقعہ مہرال کو جتایا. جبرئیل ابھی بھی ویسے ہی بیٹھا تھا. ٹھنڈی چائے کو تکتا.

"تم جھوٹ بولو گے کے جے بی "...وہ اس سے آگے کچھ نہیں کہہ سکی تھی.

"نہیں, میں سچ کہوں گا کے جبرئیل کو ہم دور بھیجنے والے ہیں. آگے انہیں اور دنیا کو جو سمجھنا اور سوچنا ہو گا وہ سوچ لیں ". میر تیزی سے کسی بھی بات کا شاک منائے بنا اٹھا. اس کے پاس ابھی شاک منانے کا وقت نہیں تھا.

"تم کہاں جا رہے ہو میر؟ "میر کو یوں اٹھ کر بیگ لے کر جاتے دیکھ مہرال نے فوراً پیچھے سے آواز لگائی.

"بے بی کو دور بھیجنے کی تیاری کرنے جا رہا ہوں. یہاں کسی کو مت آنے دینا. اپنے دوست سے اچھی طرح باتیں کر لینا. ممکن ہے کے تم اس سے دوبارہ نہ مل سکو, نہ بات کر سکو".

چہرے پر سخت تاثرات سجائے وہ باہر نکل گیا تھا. اس بات سے انجان کے گلے میں پھنسے ہوئے آنسوؤں کا گولا اس کے چہرے سے عیاں ہو رہا ہے اور سب اسے پڑھ بھی سکتے ہیں. مگر مہرال اس وقت پریشان تھی. جبرئیل بھی چونکا تھا. ایک نظر اس نے مہرال پر ڈالی اود خاموشی سے واپس میز پر دیکھنے لگ گیا. چند لمحے یونہی خاموشی کی نظر ہو گئے. پھر مہرال نے ہی اس خاموشی کو توڑا.

"تمہیں پہلی بار جب میں نے دیکھا تھا تو بہت عجیب لگے تھے تم. تم باقی سب سے تو نارمل انداز میں بات کیا کرتے تھے مگر میرے ساتھ روڈ ہو جایا کرتے تھے. آہستہ آہستہ مجھے عادت ہونے لگی اور پھر وہ دن بھی آگیا جب ہم دوست بن گئے. تم دونوں میرے وہ دوست ٹھہرے جو میرے لئے اپنی جان بھی ہتھیلی پر لئے گھومنے لگے. اب جب میرے دوستوں نے مجھے میری فیملی تک سے بھی ملوا دیا ہے تو مجھے اچانک بتایا جاتا ہے کے میں مزید ان کے چہرے نہیں دیکھ سکتی؟"مہرال نے آنکھوں میں آئی نمی جھٹکنا چاہی. لیکن جب کامیاب نہ ہوئی تو آنکھیں زور زور سے جھپکتی اس نے نیچے سے جھک کر اپنا بیگ اٹھایا اور

اسے کھول کر اس میں سے کچھ ڈھونڈنے لگی .اسکی بات سن کر جبرئیل نے بھی نظریں اٹھا کر اسے دیکھا .مہرال کو واقعی ہی پرواہ تھی اسکی؟

"چند لوگوں کے گناہوں کی وجہ سے جب آپکو اپنا دوست کھونا پڑ جائے تو اس کی تکلیف کھونے والے کے علاوہ کوئی نہیں سمجھ سکتا ".وہ جو ڈھونڈ رہی تھی اسے مل گیا تھا .یہ گاڑی کی چابی تھی جس میں سے اب وہ کی چین اتارنے لگی .جبرئیل اسے دیکھنا چاہتا تھا مگر اس کی نظر کی اس شے تک رسائی نہیں تھی.

"یہ یِن ہے جے بی ".مہرال نے کی چین میں موجود کالے رنگ کا یِن کاؤنٹر پر جبرئیل کی طرف بڑھایا .جسے جبرئیل نے پکڑ لیا.

"اسکا دوسرا حصہ تو "...جبرئیل نے آنکھیں بند کر کے یاد کرنا چاہا.

"وہ یینگ ہے .میں نے وہ زینب کو دیا تھا .مجھے وہ اچھائیوں کا ایک مکمل پیکج لگی تھی .مجھے لگا کے سفید رنگ کا یینگ صرف اسی کیلیئے بنا ہے .شفاف اور پاکیزہ .ین اس وقت میں نے رکھ لیا تھا ".مہرال نے یاد کروایا تو جبرئیل کو یاد آیا کے زینب نے یینگ نانا جان کی بہت پرانی گھڑی کے ڈائل میں لمبی چین کے ساتھ پرو رکھا ہے اور کوٹ سے نکال کر اسی میں وقت دیکھتی ہے.

"تم نے پن کیوں رکھا تھا؟ "جبرئیل کی نظر کالے رنگ کے پن پر پڑی تو اس نے پوچھ لیا.

""میں اس وقت کفر کے اندھیروں میں تھی .دوسروں سے متضاد,مجھے اس بات کا علم بھی تھا .اس لئے میں نے پِن رکھا تھا .لیکن اب مجھے ایسا لگ رہا ہے کے پن میرے لئے نہیں ہے .یہ تمہارے لئے ہے ".مہرال نے اپنا بیگ واپس رکھتے ہوئے کہا تو جبرئیل چونکا.

"میرے لئے؟ کیسے؟ "جبرئیل پن کے کالے رنگ پر اب اپنا انگوٹھا پھیرنے لگا.

"یہ کالا ہے .اس میں سب رنگ چھپ جاتے ہیں .تم نے بھی ایسا ہی کیا ہے جبرئیل .تم نے اپنی محبت چھپا لی ".مہرال نے بے تاثر چہرے سے جبرئیل کی طرف دیکھتے ہوئے اسے جتایا مگر جبرئیل کا وقت تھم گیا.

"اور تم بھلا یہ گمان کب سے کرنے لگی؟ "جبرئیل نے سوچ لیا تھا .اگر مہرال اس کے سامنے سب کھول دیتی ہے تو وہ سچ کہہ دینے کی بجائے خاموش رہے گا.

"کیوں؟ کیا جھوٹ ہے یہ؟ کیا میں سچ نہیں کہہ رہی؟ تم اپنی مومی سے محبت کرتے تھے, لیکن جب ان کی طرف سے تمہیں محبت نہ ملی تو تم نے خاموشی اختیار کر لی,یہ نہیں جتایا کے تم ان سے محبت کرتے ہو .مجھ سے ملنے کے بعد بھی تم نے ایسا ہی کیا .ہے نا جے بی؟ "

مہرال نے تصدیق چاہی مگر جبرئیل نے مہرال سے نظریں چرائیں اور اپنے موبائل کا کور کھولنے لگا.

"میں نے تمہاری طرف دوستی کا ہاتھ بڑھانا چاہا تھا, لیکن تم نے ہی ہمیشہ مجھ سے خار کھائی. پھر میرے ساتھ دوستی بھی کرنا چاہی لیکن یہ بات بھی تم نے چھپائی. اگر میر یا زینب درمیان میں نہ آتے تو تم کبھی میرے ساتھ دوستی کیلئے پہل نہ کرتے. ہے نا جے بی؟" مہرال نے جس انداز میں بات بیان کی تو جبرئیل کا کور اترتا ہوا ہاتھ رکا اور چونک کے مہرال کی طرف دیکھا جو اسی کی طرف دیکھ رہی تھی. وہ جو سوچ رہا تھا, مہرال اس بارے میں بات نہیں کر رہی تھی. وہ تو جزبات کی بات کر رہی تھی. جبرئیل نے پھر سے موبائل کی طرف نظریں جھکا لیں اور ہاتھ چلانے لگا.

"اور اب زینب کے ساتھ بھی یہی ہونے والا ہے. ہمیشہ اس کے ساتھ جھگڑتے رہے ہو. اب اچانک اس سے اتنی دور چلے جاؤ گے, بنا بتائے کہ جے بی کو زینب سے کتنی محبت ہے. تم نے تو اسے موقع بھی نہیں دیا. کیا ہمیشہ ایسے ہی کرتے رہو گے؟" مہرال نے جواب مانگا مگر جبرئیل ابھی بھی موبائل کی طرف مصروف تھا. چند لمحوں بعد جبرئیل نے اپنے موبائل کی پشت مہرال کی جانب کی جس کے ٹرانسپیرنٹ کور میں سے پینگ جھلک رہا تھا.

"یہ ہمیشہ میرے پاس رہے گا, یہ یاد دلاتا کے کیسے ایک ییِنگ نے دوسرے ییِنگ کو تحفے میں ییِنگ ہی دیا ہے". بہت دیر بعد جبرئیل کے چہرے پر مسکراہٹ بکھری تھی. جبرئیل کو مسکراتا دیکھ کر مہرال بھی مسکرائی.

"میں اب مزید ییِنگ نہیں ہوں. میں کفر چھوڑ چکی ہوں". اس نے اپنے دونوں ہاتھ کاؤنٹر پر باندھ کر کہنیاں بھی کاؤنٹر پر رکھیں.

"نہیں, تم بھی میری طرح کا ییِنگ ہو. تم نے بھی محبتیں چھپائی ہیں". جبرئیل نے آخری جملہ سرگوشی میں ادا کیا تو مہرال کے چہرے پر سایہ لہرایا مگر دوسرے ہی لمحے اس نے اپنے چہرے پر مصنوعی مسکراہٹ گہری کر کے اس بات کو جھوٹا ثابت کرنا چاہا.

"جب تم اس فیز سے نکل آؤ گے تو اس کیلئے کوئی اور ییِنگ ڈھونڈ لینا". اس نے موقع پر بات بدل ڈالی.

"اس کیلئے مجھے ہمیشہ ییِنگ بننے پر خوشی ہوگی". جبرئیل نے ایک بار پھر موبائل پر سے اس کے اوپر اپنا انگوٹھا پھیرا. داخلی دروازے کے کھلنے اور بند ہونے کی آواز آئی تو دونوں چونک کر دیکھنے لگے جہاں سے میر تیز قدموں سے چلتا ہوا آیا اور جبرئیل کے ساتھ کرسی پر بیٹھ گیا.

"زینی کا فون آیا ہے کے تائی گھر آ رہی ہیں. ضرور شہروز خان نے انہیں گھر کی خبر لینے بھیجا ہو گا. بیوقوف, احمق انسان "! میر نے بیٹھتے ہی انہیں خبر دے ڈالی.

"تو کیا جے بی جانے سے پہلے بھی آنٹی اور زینب سے مل کر نہیں جائے گا؟ "مہرال نے سوال کرنے میں پہل کی تو جبرئیل بھی پریشان سا میر کو دیکھنے لگا.

"یہ جائے گا. لیکن جاگتی آنکھوں سے نہیں ". میر نے کہنے کے ساتھ ہی چند چیزیں کاؤنٹر پر رکھیں تو مہرال اور جبرئیل پہلے چیزوں اور پھر میر کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگے جس پر میر نے خود وضاحت دینا شروع کی" . یہ تھری ڈی فیک انجری کے اسٹیکرز اور سامان ہے. اگر اسے بہت غور سے دیکھا جائے تو معلوم پڑتا ہے کے زخم نقلی ہے. لیکن عموماً ایسے زخموں کو کمزور دل لوگ نظر بھر کے بھی نہیں دیکھ سکتے. اسلئے تائی کے سامنے جبرئیل کی کنپٹی پر گولی کا نشان نظر آنا چاہیئے. بلاشبہ وہ جبرئیل کا چہرہ دیکھے بنا نہیں جائیں گی".

"اور میری میت کو کون گھر لے کے جائے گا؟ تم لوگ تو سامنے نہیں آ سکتے, ورنہ شہروز خان کو شک ہو جائے گا". جبرئیل کے الفاظ میر کے دل کو گھائل کر گئے تھے. زندہ بھائی کے وجود کو میت کہا جا رہا تھا.

"میں نے اس کیلیئے بھی لوگ ارینج کر لئے ہیں .ہم یوں ظاہر کروانے والے ہیں کے جیسے تمہارا وجود کسی نے اسپتال پہنچایا تھا اور شناخت کے ذریعے مجھے بلوایا گیا تھا .پلاٹنگ کے مطابق میں اور مہرال سفید بستر میں تمہیں کچھ لوگوں کیساتھ گھر لے جائیں گے .پھر دوسروں کے پوچھنے پر یہی بتائیں گے کے جے بی دور جا رہا ہے .امید ہے یہ کام زینب کی غیر موجودگی میں ہو ".میر نے تفصیلاً دونوں کو سمجھا دیا.

"کیا میرا جانا ضروری ہے؟ "مہرال کو لگا کے تائی کی موجودگی میں جانا اس کیلیئے غلط ثابت ہو سکتا ہے.

"اگر زینی نے یہ سب دیکھ لیا تو تم اسے الگ کمرے میں جا کر سب سچ بتا دینا .کیونکہ جبرئیل کے پاس ہم دونوں میں سے کسی ایک کا ہونا ضروری ہے اور زینی کو آگاہ کرنا بھی اتنا ہی ضروری ہے .ماما تو شاید سنبھل جائیں ,مگر میری زینی ...وہ بہت معصوم ہے ".میر کے کہنے پر مہرال نے اثبات میں سر ہلا دیا اور میر اب کاؤنٹر پر پڑی اشیاء کو ٹٹولنے لگا.

"یقین کرو, تمہیں ایسے دیکھ کر مجھے بالکل اچھا نہیں لگ رہا". میر کے سامنے جبرئیل زخمی کنپٹی کے نقلی زخم کیساتھ کھڑا تھا جو ہو بہو بلٹ کا زخم لگ رہا تھا اور خون بہہ کر آنکھ کی طرف آ رہا تھا.

"ہمیں چلنا چاہیئے. اس سے پہلے کے شہروز خان بھی پہنچ جائے. پھر اسے بیوقوف بنانا ناممکن ہے". مہرال نے موبائیل پر وقت دیکھ کر ان دونوں سے کہا. میر اثبات میں سر ہلا کر اسٹورتج روم کے پچھلے دروازے سے نکلا تو جبرئیل اور مہرال نے بھی اس کی پیروی کی اور اب وہ تینوں گاڑی میں موجود تھے. گاڑی جلد ہی مرحوم نانا جان کے گھر کے باہر آ کر رک گئی. جبرئیل کے وجود کو اب تین آدمیوں نے گاڑی سے نکال کر باہر سفید بستر پر ڈالا اور چہرے سمیت پورے بدن پر سفید چادر اوڑھا دی. مہرال کا دل اس حالت میں جبرئیل کو دیکھ کر زور سے دھڑکنے لگا اور آنکھیں نمی سے پر ہو کر ضبط کے مارے سرخ پڑ گئیں. یہ خوف تھا. میر کے گلے میں بھی گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی. یہ وقت کٹھن تھا. اس پر وقت بیتنے لگا تھا. چند ہی پلوں میں میر اور مہرال جبرئیل کے وجود کو اٹھائے چند آدمیوں سمیت گھر میں داخل ہو گئے. فرح کی نظر پہلے میر پر پڑی اور پھر جبرئیل پر. یہ وقت اس گھر میں قیامت ڈھانے کیلیئے کافی تھا. مگر یہ انہیں بعد میں معلوم ہوا تھا کے زینب ان کی باتیں سن

چکی ہے اور اس وقت زینب کو وہاں سے الگ لے جانا ناممکن تھا .فرح اور زینب کا رونا جبرئیل سے بھی برداشت نہیں ہو رہا تھا.

"نہیں "...زینب جبرئیل کے قریب ہی تھی جب اچانک وہ کسی شے کا انکار کرنے لگی.

"بزدل "!زینب اونچی آواز میں چلائی تو جبرئیل نے بمشکل خود کو چونکنے سے روکا.

"بزدل ہے یہ شخص ,جے بی تو کب کا مر گیا تھا .یہاں پر تو صرف بزدل ہے .میرا جے بی بزدل نہیں تھا .یہ شخص تو بہت دن سے مرنے کی پلاننگ کر رہا تھا ".زینب شاید اب اس سے دور جا رہی تھی .وہ اٹھنا چاہتا تھا .اٹھ کر زینب کو بتانا چاہتا تھا کے وہ موت کی بات اس لئے نہیں کرتا تھا .اسے سمجھانا چاہتا تھا مگر زینب اس کے پاس سے جا چکی تھی .وہ بے بس تھا.

"یہ تم کیا کہہ رہی ہو؟ "شاید میر نے زینب کو خاموش کروایا تھا .جبرئیل کو حوصلہ ہوا .اب زینب محفوظ ہاتھوں میں تھی .میر اسے سنبھال لے گا.

"اس شخص نے میرے جے بی کی جان لے لی ہے بھائی .یہ میرے جے بی کا قاتل ہے ".یہ چند الفاظ جبرئیل کے کانوں میں پڑے تھے اور پھر کسی گٹھڑی مانند شے کے زمین پر گرنے کی آواز آئی .ایک شور اٹھا مگر ...جبرئیل تب بھی بے بس تھا .وہ اٹھ نہیں سکتا تھا .

"زینی "!یک لخت سب باآواز اسے پکارتے ہوئے اس کی طرف لپکے مگر جبرئیل کو اجازت نہ تھی .اس کا سانس لینا بھی دشوار ہو رہا تھا .میر نے فوراً زینب کو اٹھایا اور صوفے پر لٹا دیا .فرح بیگم سن کھڑی تھیں .یہ کیا ہو رہا تھا ان کے بچوں کے ساتھ؟
"اے خدایا !یہ کیا ہوگیا بچی کو ".راحیلہ تائی نے بھی اپنا ڈرامہ کرنا ضروری سمجھا.
"میں ڈاکٹر کو بلواتی ہوں ".مہرال اطلاع کر کے فون کی طرف بڑھی ہی تھی جب میر نے ٹوک دیا.
"ضرورت نہیں ہے .یہ شاک کی وجہ سے ہوا ہے .ابھی ٹھیک ہو جائے گی ".میر زینب کے ٹھنڈے ہاتھ اپنے ہاتھوں سے رگڑ کر کہنے لگا تو جبرئیل کا جی چاہا کے وہ ابھی اٹھ کر زینب کے پاس پہنچ جائے اور اسے ساری حقیقت بتا ڈالے ,لیکن ابھی اسے انتظار کرنا تھا.
"میں چلتی ہوں فرح ,میرے پاس تو فون نہیں ہے .چل کر تمہارے بھائی صاحب کو اطلاع کرتی ہوں .وہ اور وجیح تو شہر سے باہر گئے ہوئے ہیں .انہیں ابھی آنے میں بھی دیر ہو جائے گی .تم صبر کر لو .ہے تو یہ اس مایا کی ہی اولاد تھی .تمہاری ساری تربیت ضائع کر ڈالی ".
راحیلہ تائی نے شاکڈ کھڑی فرح کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اسے غیر مناسب الفاظ میں تسلی

دی تو میر کے جبڑے بھنچ گئے ,جبرئیل مگر ایسا کچھ بھی کرنے سے قاصر تھا مگر سینے میں لگی آگ کسے دکھتی ہے؟ یہ تو محسوس ہوتی ہے ,اسے جس کو لگی ہو.

"تائی جان "!راحیلہ تائی جانے لگیں تو میر نے پیچھے سے پکارا .راحیلہ تائی مڑیں تو میر چل کر انکے مقابل آن کھڑا ہوا.

"جبرئیل نے خودکشی کی ہے ,یہ بات آپ کے گھر سے باہر نہیں جانی چاہیئے .میرا بھائی بزدل نہیں تھا .خودکشی کو ناپسند کرتا تھا .اسلئے میں نہیں چاہتا کے اس کا نام خودکشی سے جوڑا جائے .واضح رہا؟ "نہایت سنجیدہ لہجے میں بتاتے ہوئے میر راحیلہ تائی کو حیرت زدہ چھوڑ گیا . ہر وقت زہر اگلنے والی کے منہ کو تالا لگ چکا تھا .اسلئے محض اثبات میں سر ہلا کر وہ پلٹ گئیں .فرح بیگم بھی خلا میں نظریں جمائے صوفے پر گرنے کے انداز میں بیٹھ گئیں . خاموش آنسو انکی آنکھوں سے رواں تھے .ہر چند لمحوں میں ایک سسکی ان کے لبوں کا ساتھ چھوڑتی تھی.

"وہ جا چکی ہیں ".مہرال گلاس ونڈو پر کھڑی ہو کر دیکھ رہی تھی .جیسے ہی راحیلہ تائی نے باہر قدم رکھا تو اس نے پیچھے مڑ کر اطلاع دی .یہ الفاظ ادا ہونا تھے کے جبرئیل فوراً سفید

چادر سے نکل کر فرح بیگم کے قدموں میں آ بیٹھا اور انکی گود میں اپنا سر رکھ لیا. فرح بیگم ابھی بھی اپنے غم میں گم سم بیٹھی تھیں.

"ماما؟ جبرئیل کو پیار نہیں کریں گی؟ "جبرئیل کی آواز لاؤنج میں پہلی مرتبہ ابھری تو فرح بیگم چونک گئیں اور ماتھے پر بل لائے اپنی گود کی طرف دیکھا جہاں جبرئیل نے اپنا سر رکھا ہوا تھا. چند پل لگے تھے فرح بیگم کو یہ بات ہضم کرنے میں کے انکا جبرئیل ابھی زندہ ہے.

"جبر... ئیل "!وہ دنگ تھیں. پہلے حیرت زدہ ہوئیں, پھر شاک کا سفر طے کرتی ہوئیں خوشی نے آن ان کا راستہ روکا. جبرئیل کے چہرے کو اپنے ہاتھوں میں لئے انہوں نے حیرت سے پوچھا" ,جبرئیل تم ٹھیک ہو؟"

"میں بالکل ٹھیک ہوں ماما, اب آپ مت روئیں. آپ تو نہیں روتیں ".جبرئیل اٹھ کر اب صوفے پر انکے ساتھ بیٹھ گیا اور ہاتھ پکڑ کر اسے اپنے گال سے لگا لیا.

"اللہ پاک, آپ کا شکر ہے. میرا بچہ میرے سامنے سلامت ہے. یہ سب کیا ہے جبرئیل؟ " فرح بیگم نے جبرئیل کے نقلی زخم کو حیرت سے دیکھ کر آہستہ آہستہ اس پر ہاتھ رکھتے ہوئے پوچھا.

"یہ تفصیلات جبرئیل آپکو بعد میں بتا دے گا ماما. ابھی مجھے مہرال کو گھر چھوڑنے جانا ہے اور زینب بھی ابھی تک ہوش میں نہیں آ رہی". میر نے زینب کو ایک بار پھر سے اپنے بازوؤں میں اٹھا لیا تھا اور قدرے عجلت میں لگتا تھا.

"نہیں میں کیب بک کروا چکی ہوں. میں زینب کو دیکھنا چاہتی تھی مگر کیب بس پہنچنے ہی والی ہے. اس لئے مجھے اجازت دیں آنٹی, اپنا خیال رکھیئے گا". میر کو آگاہ کرتی ہوئی مہرال فرح بیگم سے مخاطب ہوئی اور ان سے الوداعی کلمات کہتے ہوئے پلٹ گئی. جبرئیل اسی کی طرف دیکھ رہا تھا. کچھ دور جا کر مہرال کسی احساس کے تحت رک گئی. پھر واپس پلٹ کر مسکراتے ہوئے جبرئیل کو دیکھا.

"مجھے علم نہیں کے اب میرا تمہارے ساتھ کبھی سامنا ہو پائے, مگر جس جنگ کیلئے تم مجھے تیار کر کے جا رہے ہو, وہ میں آخری دم تک لڑوں گی. تم ہمیشہ مجھے یاد رہو گے جے بی". ایک مسکراہٹ اچھال کر وہ رکی نہیں تھی, بلکہ تیز قدموں کیساتھ باہر نکل گئی تھی. مگر جبرئیل رک گیا تھا.

"تم ہمیشہ مجھے یاد رہو گے جے بی"! اس جملے نے اسے روک دیا تھا. صرف ایک دل تھا جو رواں تھا, مگر اس کی رفتار غیر معمولی تھی, ایک تنفس تھا جو پہلے سے زیادہ تیز ہوا تھا. کیا وہ

واقعی اہم تھا اس کیلئے؟ محبت نہ سہی, وہ اسے دوستی میں تو اعلیٰ مقام پر فائز کیے ہوئے تھی . وہ اسکی پرواہ تو کرتی تھی . جبرئیل کیلئے بس یہی کافی تھا . بالآخر وہ مسکرا دیا.

"جبرئیل؟ یہ سب کیا ہے؟ کیا ہوا ہے تمہارے ساتھ؟ "فرح بیگم جبرئیل اور میر کی اس حرکت کی وجہ جاننے کیلئے بے تاب تھیں . ایک بار پھر انہوں نے جبرئیل کا ہاتھ تھام کر اس سے استفسار کیا. جبرئیل فرح بیگم کا ہاتھ اب اپنے ہاتھ میں لے چکا تھا اور ایک ایک کر کے ساری بات تفصیل سے بتاتا گیا.

"میرے اللہ !کتنے بڑے ظالم و جابر ہیں یہ لوگ . حدیں تو پہلے ہی توڑ چکے تھے, آج تو جلاد بن کر دکھا دیا". غم و غصے کے مارے فرح بیگم کا سینہ پھٹنے کو تھا.تکلیف کے باعث انہوں نے اپنے سینے پر ہاتھ رکھ لیا.

"ماما آپ پریشان مت ہوں . بہت جلد اللہ تعالیٰ حساب لیں گے . اور معاف تو میں اور میر بھی نہیں کریں گے . بہت جلد, میں اور میر انصاف کیلئے اکٹھے ہو جائیں گے . لیکن ابھی صحیح وقت نہیں ہے ماما ". جبرئیل فرح بیگم کو سمجھانے لگا مگر انہیں صبر آ کے نہیں دے رہا تھا .

"آپکو صبر کرنا ہوگا ماما".

"میرے بیٹے پر قاتلانہ حملہ کیا, تم کہتے ہو میں صبر کر لوں؟ "انکی آنکھیں ضبط کے مارے سرخ ہو رہی تھیں اور نتھنے پھول رہے تھے , تنفس بھی تیز ہونے لگا.

"آپ میں جس بات کو سہہ لینے کی سکت ہوتی ہے ,اسے برداشت کہتے ہیں .لیکن اس وقت شکر کر لینا جب آپکو صبر نہ آ رہا ہو ...صبر کہلاتا ہے .برداشت میں صبر نہیں ہوتا .ہاں صبر میں برداشت ہوتی ہے .یہ دونوں باتیں مختلف ہیں ".جبرئیل اٹھ کھڑا ہوا تو فرح بیگم بھی اس کے ساتھ اٹھ گئیں" .آپکو اُس حالت میں صبر کرنا ہے ماما جب آپ صبر نہیں کر سکتیں ,یہی آپکا شکر ہے .آپ کریں گی نا؟"

"میرا بیٹا بڑا ہو گیا ہے .اب بڑا ہو گیا ہے تو مجھ سے دور جا رہا ہے ".نمی فرح بیگم کی آنکھوں سے ٹپکنے لگی تو جبرئیل بھی اپنی نظریں چرا گیا.

"میں نہانے جا رہا ہوں ماما .آپ زینی کے پاس جائیں .اسے ضرورت ہے آپکی ".یہ کہہ کر جبرئیل بنا دیکھے تیز تیز سیڑھیاں چڑھنے لگا اور کمرے کا دروازہ زور سے بند کیا.

"کون ہے؟ "دروازے کے زور زور سے بجائے جانے پر اس کی آنکھ کھلی .آج ہونے والے واقعات کو سوچتی ہوئی وہ کب سو گئی تھی اسے پتا بھی نہیں چلا تھا .مگر شاید کسی کو اس کے

سکون سے کوئی سروکار نہیں تھا. اس لئے اس کے کمرے کا دروازہ زور زور سے پیٹا جانے لگا تھا.

"کون ہے؟ آ رہی ہوں میں ".بیڈ پر سے اسکارف اٹھا کر تیز تیز اس کو لپیٹتی وہ دروازے کے قریب پہنچی اور اس کا لاک کھولا تو کسی نے زور سے دروازہ کھول دیا.

"یہ کیا بد تمیزی ہے؟ ایسے کسی کے کمرے میں داخل ہوتے ہیں؟ "مہک آناً فاناً اس کے کمرے میں داخل ہوئی تو مہرال دروازہ بند کرتی اس کے سامنے آن کھڑی ہوئی.

"تم ... کیا ہوا ہے تمہیں مہک؟ "مہرال نے اس کے سامنے آ کر اسے دیکھا تو دنگ رہ گئی . وہ سوجھی ہوئی سرخ آنکھوں اور بے ڈھنگے حلیے میں بنا تاثر کھڑی تھی.

"تم نے ڈسا ہے مجھے ".مہرال کے سامنے کھڑی وہ اب ایک قدم بڑھا کر مہرال کے قریب آئی.

"یہ کیا کہہ رہی ہو تم؟ "اسے سمجھ میں نہیں آیا کے اچانک اسے کیا ہوا ہے . کہیں یہ اسکا کوئی کھیل تو نہیں تھا؟

"تم میری محبت کے آڑے آئی ہو مہرال .میں تو تم سے کبھی بھی نہیں ہاری تھی . آج تم نے مجھے فلک سے زمین پر لا پٹخا ہے ".سوجھی ہوئی آنکھوں سے پھر آنسو بہنے لگے.

"میں نے ایسا کچھ نہیں کیا. میر سے میرا ایسا کوئی واسطہ نہیں ہے میں پہلے بھی بتا چکی ہوں ". مہرال نے ایک قدم پیچھے ہٹایا تو مہک پھر سے ایک قدم آگے بڑھی.

"مہرال تم ایک دفعہ اسے ہار جاؤ, میں زندگی بھر تمہیں ہارنے نہیں دوں گی. تمہارے آگے جھکی رہوں گی ". مہک بے بس ہو کر ہاتھ جوڑے اس کے قدموں میں گر گئی تو مہرال بدک کر پیچھے ہٹی.

"یہ کیا کر رہی ہو تم؟ ہوش میں تو ہو؟ "مہرال کو اس کی حالت پر حیرت ہوئی. یہ پہلی دفعہ تھا, جب اس کا غرور ٹوٹا تھا. مگر ضرب خاصی کاری تھی. کیونکہ شاید اس نے مہک کو بھی توڑ ڈالا تھا. جو اب زمین پر ہاتھ جوڑے گڑگڑا رہی تھی.

"میر مجھے دے دو مہرال ". مہک ٹھوڑی اٹھائے مہرال سے بھیک مانگ رہی تھی.

"میرے پاس میر نہیں ہے مہک. وہ بس میرا دوست ہے. ہمارا کوئی ایسا معاہدہ نہیں ہوا. تمہیں کس نے کہا ہے کے میں اور میر ایک ساتھ ہیں؟ "مہرال اب تیز تیز بولتی مہک کو کندھوں سے اٹھا کر بیڈ کی طرف لے جانے لگی, جس نے ابھی بھی رونے کا شغل بند نہیں کیا تھا. مہرال کو ڈر تھا کے اگر نظامی کو علم ہو گیا تو ضرور مہرال اپنی جان سے جائے گی.

کیونکہ نظامی مہک سے بہت محبت کرتا تھا, نکہت سے بھی بڑھ کر!

"میر کی ماں نے کہا تھا. وہ کہہ رہی تھی کے وہ میر کیلئے کسی اور کو چن چکی ہے. میر نے صاف صاف کہا ہے مہرال, وہ اپنی ماں کے خلاف کبھی نہیں جائے گا". مہک نے ایک بار پھر سے اپنے ہاتھ جوڑ لیے", تم میر سے دور چلی جاؤ مہرال. پھر وہ مجھے اپنا لے گا".

"میر کی ماما نے میرا نام تو نہیں لیا. پھر تم کیوں میرا نام لیے جا رہی ہو؟ "مہرال کو غصہ آیا. اگر یہ بات کوئی اور سن لیتا تو نظامی کیلئے میر کو تکلیف پہنچانا بالکل بھی مشکل نہ ہوتا. وہ بیچارہ تو پہلے ہی مصیبت میں تھا. وہ نہیں چاہتی تھی کے ایک بار پھر سے اس کو کوئی مصیبت آن پکڑے.

"میں نے اگلوایا تھا اس سے, اس نے تمہارا نام لیا تھا". روتے ہوئے اس نے مہرال کے سر پر بم پھوڑا. فرح آنٹی اس کے بارے میں ایسا سوچتی ہیں؟ پھر حیرت کی جگہ غصے نے لے لی. جس طرح سے وہ فرح بیگم کے بارے میں بات کر رہی تھی اور جو حرکت اس نے آج ان پر پستول تان کر کی ہے, اس سب کے بعد وہ مہرال کی ہمدردی کیسے لے سکتی ہے؟ مگر مہرال ضبط کر کے رہ گئی.

"انھوں نے شاید ایسا میر کے تایا کی بیٹی کیلئے تم سے یہ سب کہا ہو گا. کیونکہ آج صبح وہ انکے پاس گئی تھی. وہ میر سے شادی کرنا چاہتی ہے. قریب ہے کے میر کی اس سے شادی ہو بھی

جائے ". مہرال نے بات کو گول کر ڈالا اور ادھوری بات بتائی تو مہک رونا دھونا بند کر کے مہرال کی طرف متوجہ ہوئی.

"ایشل؟ شہروز انکل کی بیٹی؟ وہ میر سے شادی کرنا چاہتی ہے؟ "مہک حیرت سے آنکھیں پھیلائے مہرال سے پوچھنے لگی. آج صبح جب وہ میر کے گھر سے واپس آرہی تھی تو وہ اسے گیٹ پر ملی تھی.

"ہاں ,وہی ایشل. اب تمہیں پتا چل گیا نا کون ہے جس کی وجہ سے تم ریجیکٹ ہوئی ہو؟ اب مجھے بلیم کرنا بند کرو ". مہرال اٹھ کھڑی ہوئی. وہ چلتی ہوئی دروازے تک آئی اور دروازہ کھول کر کھڑی ہو گئی جیسے اشارہ کر رہی ہو کے' اب تم جا سکتی ہو '.مہک سر ہلاتے ہوئے اٹھ کھڑی ہوئی اور غائب دماغی سے کمرے سے باہر نکل گئی. مہرال نے فوراً دروازہ لاک کر دیا.

"اف !یہ کیا ہو گیا ہے آج کل کے ٹین ایجرز کو. خیر ,میرے سر سے اب دو بلائیں اتر جائیں گی. ایشل بھی اور مہک بھی. خواہ مخواہ کا پریشان کر رکھا ہے دونوں نے. الٹی کھوپڑیاں ". مہرال اسکارف اتارتی خود کلامی کرتے ہوئے بیڈ پر آن بیٹھی. مگر دماغ میں صرف ایک ہی بات اٹک گئی تھی.

"فرح آنٹی میرے بارے میں ایسی ناممکن بات کیسے سوچ سکتی ہیں؟ "وہ تذبذب کا شکار تھی. نیند اب ان آنکھوں سے کوسوں دور ہو گئی تھی.

"یہ بہت غلط کیا تم نے میر ,میں تایا تھا. میرا جنازے میں شامل ہونے کا حق تھا. تم نے تو مجھ سے یہ حق بھی چھین لیا". شہروز خان اپنی فیملی سمیت فرح بیگم کے لونگ روم میں بیٹھا میر سے شکوہ کر رہا تھا. میر اور فرح بیگم خاموش اور گم سم سے صوفے پر بیٹھے تھے. فرح بیگم کی دائیں طرف ایشل فرح بیگم کا ہاتھ پکڑے انہیں مصنوعی تسلیاں دے رہی تھی.

"اتنی جلدی بھی کیا تھی میر. نہ کسی رشتہ دار کو بلایا اور نہ ہی کسی ہمسائے کو. تعلقات ایسے تھوڑی نبھائے جاتے ہیں". راحیلہ تائی اس وقت میں بھی چوٹ کرنے سے باز نہیں آئیں.

"جبرئیل کو اس حالت میں رکھنا ہمارے لئے ممکن نہیں تھا اور اس حالت میں اسے لوگ دیکھتے ,یہ مجھے گوارہ نہیں تھا. میں نہیں چاہتا تھا کے جبرئیل پر لوگ کسی قسم کی انگلی اٹھائیں اور میں امید کروں گا کے خودکشی والی بات یہیں ختم ہو جائے". میر نے سرد لہجے میں راحیلہ تائی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو انہوں نے بدمزہ ہو کر پہلو بدلا.

"مگر برخوردار تم ہمارا دوسرے شہر سے آنے تک کا انتظار تو کر سکتے تھے .میں اور وجیح تو کل صبح ہی شہر سے باہر چلے گئے تھے .تمہاری تائی نے رات کو بتایا تو میری ہمت ختم ہو گئی تھی .سوچا, میرا بچہ کیسے سنبھالے گا یہ سب .لیکن تم نے تو سب سمیٹ بھی دیا". شہروز خان جھوٹ پر جھوٹ باندھتا اس وقت فرح بیگم اور میر کو زہر لگ رہا تھا .فرح بیگم کو اجازت ہوتی تو اپنے بیٹے کو تکلیف پہنچانے والے اس شخص کو وہ ابھی زمین میں گاڑھ دیتیں.

"رات کے اندھیرے میں یہ سب آسان تھا تایا جان !دن کے اجالے میں راز فاش ہو جایا کرتے ہیں". میر نے تایا جان پر خصوصاً زور دیا تو شہروز خان جزبز ہوا.

"ٹھیک ہے ,اب تم نے یہ سب کر ہی لیا ہے تو موقع محل نہیں ہے یہ باتیں کرنے کا .میرے خیال سے ہمیں چلنا چاہیئے .اگر کسی شے کو لے کر میری ضرورت پڑے تو رابطہ کر لینا .میں تمہاری طرح مغرور انسان نہیں ہوں". کھڑے ہو کر شہروز خان نے میر کا کندھا زور سے تھپکا .سب ہی اٹھ کھڑے ہوئے تھے .بس فرح بیگم بیٹھی رہی تھیں .وجیح بھی میر سے گلے لگ کر علیحدہ ہوا.

"بھائی کو یاد کر لینا .جبرئیل کے بعد میں اتنا کر سکوں گا کے جب میری ضرورت ہو گی تو انکار نہیں کروں گا". وجیح نہایت اپنائیت سے کہتا ہوا وہاں سے نکل آیا.

"کوئی کتنا ظالم ہو سکتا ہے میر ".جب سب چلے گئے تو فرح بیگم روتے ہوئے میر کے گلے لگ گئیں .میر گھبرا گیا .یہ تو وہی فرح تھیں جو بہت سال پہلے ڈری ڈری , سہمی ہوئی رہا کرتی تھیں .یہ واپس کیسے آ گئیں تھیں؟

"ماما بس کریں .جبرئیل زندہ ہے .آپ ایسے غمزدہ کیوں ہے جیسے اللّٰہ نہ کریں وہ واقعی ... پلیز ماما !خود کو سنبھالیں .جے بی تڑپ اٹھے گا اگر اس نے آپکو اس حالت میں پایا .اور پھر یہ تو سراسر ناشکری ہے .کیا اللّٰہ تعالیٰ نے آپ کو آپکا جبرئیل زندہ نہیں دیا؟ "میر فرح بیگم کے گرد اپنے بازو حمائل کیے ان کو سمجھانے میں مشغول تھا .تبھی زینب بھی ان کے قریب صوفے پر آن بیٹھی اور پیر اوپر کر لیے .سبز آنکھوں میں اداسی جھلک رہی تھی.

"آپ ایسے مت کریں ماما .مجھے ڈر لگتا ہے ,ایسے کرنے سے ناشکری ہو جائے گی اور اللّٰہ تعالیٰ نے جو میرا جے بی لوٹایا ہے ... کہیں اسے کچھ ہو نہ جائے .آپ لوگوں کے ایسا کرنے سے میرا نقصان نہ ہو جائے ماما .میرا بہت بڑا نقصان ہو جائے گا ".کہہ کر زینب نے اپنا سر گھٹنوں پر گرا دیا .فرح اور میر متوجہ ہوئے تو انکا بھی دل بھر آیا .صحیح تو کہہ رہی تھی وہ . سب سے بڑا نقصان اس کا ہو رہا تھا .ان سے ایک پل جدا نہ ہونے والا جبرئیل ,اب نامعلوم عرصے کیلئے ان سے دور کر دیا گیا تھا .فرح بیگم آگے بڑھ کر زینب کے قریب بیٹھ گئیں.

"ایک اچھی خبر سنو گی؟ "فرح بیگم نے اسکا ہاتھ تھاما تو زینب نے سر نہیں اٹھایا.

"جے بی سے متعلق ہے؟ "سر گرائے ہی زینب نے مدھم آواز میں پوچھا.

"ہاں ,ہم کل اس سے ملنے جا رہے ہیں ".زینب کیلئے خبر تھی یا اس نے کوئی خزانہ پا لیا تھا . خوشی کے مارے اپنی جگہ پر ہی اچھل پڑی.

"سچ؟ آپ سچ کہہ رہی ہیں؟ "اس کے چہرے پر خوشیوں کی رنگت دیدنی تھی .فرح بیگم نے مسکرا کر اپنا سر اثبات میں ہلایا.

"گیس وہاٹ؟ ہم وہاں اس کی شادی پر جا رہے ہیں ".اب کی بار میر کی طرف سے ایک اور خبر سن کر زینب کھڑی ہو گئی تھی .

"یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟ واقعی آپ سچ کہہ رہے ہیں؟ "اس کے انداز ,اسکا جوش دیکھ کر کوئی بھی بتا سکتا تھا کے اس سے بڑھ کر کسی کو جبرئیل کی شادی کی خوشی نہیں ہو سکتی تھی . وہ دوڑ کر میر کے ساتھ چپک گئی" . آپ بیسٹ بھائی ہیں . آپ جیسا کوئی بھی نہیں".

"جے بی بھی نہیں؟ "ابھی میر کو جواب بھی نہیں ملا تھا جب میر کا فون بج اٹھا.

"اسلام و علیکم "!فون اٹھاتے ہی میر کے چہرے کے تاثرات بدلے تھے .فرح بیگم اور زینب بھی میر کی طرف خاموشی سے دیکھنے لگیں.

"وہاٹ؟ "میر کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ جبکہ فرح بیگم اور زینب کا دھیان ایک ہی شخص پر جا پہنچا تھا۔

"آئی کینٹ بیلیو دِس! تمہیں کیسے علم ہوا؟ "میر حیرت زدہ لونگ روم میں چکر کاٹنے لگا جبکہ زینب اور فرح بیگم منتظر سی میر کو یہاں وہاں چکر کاٹتے دیکھ رہی تھیں۔

"تم فون رکھو مجھے یہ جبرئیل کو بتانا ہے"۔ میر کے چہرے پر ایک دم خوشی پھیلتے دیکھ کر زینب اور فرح مزید متجسس ہو گئیں۔

"کس کا فون تھا میر؟ اتنے خوش کیوں ہو؟ "اس سے پہلے کے میر جبرئیل کو فون ملاتا، فرح بیگم نے فوراً سے پوچھا۔

"بہت بڑی خبر ہے ماما۔ یہ سمجھیں کے میں اور جبرئیل جس کام میں مہرال کی مدد کر رہے تھے، اسکی پہلی کامیابی ہمیں مل چکی ہے"۔ تیز تیز انگلیاں موبائل پر چلاتا، میر مختصراً فرح بیگم کو بتاتا وہاں سے نکل گیا۔

"اللہ تعالیٰ تمہیں کامیاب کریں"۔ وہ چلا گیا تھا مگر فرح بیگم مسکرا کر اسے دعا دینا نہیں بھولی تھیں۔

"سنو ,ایک بہت بڑی خبر ہے ".میر اپنے کمرے میں پہنچ چکا تھا .دروازہ بند کر کے اب وہ کمرے میں مارچ کرنے لگا.

"جانتا ہوں .خبروں میں دیکھ چکا ہوں .فیروز تقی کی جلی ہوئی لاش دوردراز علاقے کی کسی کوٹھڑی سے برآمد ہوئی ہے ".اپنی بات پر جبرئیل نے خود جھرجھری لی.

"اس سے بھی بڑی خبر ہے ".میر کا لہجہ پراسرار ہوا.

"میں سننا چاہوں گا ".جبرئیل بھی مسکرایا.

"بِگ شو کو حراست میں لے لیا گیا ہے .اس کے خلاف کاروائی شروع کی جا چکی ہے ".میر نے ایک ایک لفظ تسلی سے ادا کیا اور شرجیل جعفری کا اصل نام فون پر لینے سے گریز کیا.

"مائی گڈنیس !کیا میں یہ محبت بھرے الفاظ ایک بار پھر سن سکتا ہوں؟ "جبرئیل محظوظ ہوتا ایک بار پھر میر سے وہی الفاظ دہرانے کو کہنے لگا.

"بِگ شو کو پولیس نے حراست میں لے لیا ہے ".میر نے ایک بار پھر بہت تسلی سے اپنے الفاظ دہرائے.

"دو دن میں پہلی اچھی خبر سننے کو ملی ہے .اب تم جانتے ہو نا فوری طور پر اگلا اسٹیپ کیا لینا ہے؟ کیونکہ اب تمہارے پاس چند گھنٹوں کا ہی وقت ہے ".جبرئیل نے مطمئین لہجے میں میر کو ہدایت بھی دے ڈالی.

"ہاں ,بس اسی سلسلے میں مہرال سے ملنے جا رہا ہوں .تم ٹھیک ہو؟ کیا کسی چیز کی ضرورت ہے تمہیں؟ "میر عجلت میں اپنا بیگ اٹھائے اب تیز تیز زینے اترنے لگا.

"نہیں ,اپنا خیال رکھنا .زینی کو اور ماما کو میرا سلام کہنا. ".جبرئیل کی ساری خوشی یکدم دھواں ہوتی محسوس ہوئی.

"کیا تم ان سے بات نہیں کرو گے؟ "تیز تیز زینے اترتے اس کے قدم اب آہستہ ہوئے.

"میں کل ملوں گا انہیں .بات کرنا ابھی ممکن نہیں ہے ".اس نے ایک سرد آہ بھری جو میر نے سن لی تھی.

"کل کا انتظار کروں گا". میر نے کہتے ہوئے فون بند کر کے اپنی جیب میں ڈال لیا اور چہرے پر سنجیدگی نے جگہ لے لی .شاید اب اسے اکیلے چلنے کی عادت ڈال لینی چاہیئے تھی.

"مجھے اندازہ نہیں تھا کے یہ سب اتنا جلدی ہو جائے گا ".وہ دونوں پارک میں موجود تھے .
دھوپ کی وجہ سے بینچز اب درختوں کے نیچے لگا دیئے گئے تھے .جہاں چھن کر دھوپ پہنچتی تھی .اس وقت پارک میں چلتی ہوا روح کو فرحت بخش رہی تھی.
"مجھے بھی علم نہیں تھا کے یہ سب اتنی جلدی ہو گا .مگر اب ہمیں اگلا قدم بھی آنے والے چند گھنٹوں میں لینا ہے ".میر پرجوش سا مہرال کو بتا رہا تھا.
"اگلا قدم کیا ہو گا؟ "مہرال چونکہ لاعلم تھی اس لئے چونکی.
"کل کی ریکارڈڈ ویڈیو ہمیں لیک کرنی ہے .کیونکہ...فیروز کے خفیہ ٹھکانے کو جلا کر راکھ کر دیا گیا تھا .جہاں سے کل رات فیروز کی جلی ہوئی لاش نکالی گئی ہے .ہر نیوز چینل پر فیروز کے قتل کا معمہ نشر کیا جا رہا ہے .لوگ احتجاج کرتے ہوئے سڑکوں پر آ نکلے ہیں .دوسری طرف بگ شو کو حراست میں لے لیا گیا ہے .اس حالت میں باجوہ کا پہلا قدم ملک سے فی الوقت فرار حاصل کرنے کا ہو گا .ممکن ہے کے باقی ساتھی بھی روپوش ہو جائیں .لوہا ابھی گرم ہے ,ابھی لگائی گئی ضرب ہی اثر کرے گی .اس لئے وہ ویڈیو اگلے چند گھنٹوں میں ہی لیک کرنا ہو گی ".میر نے قدرے دھیمے لہجے میں مہرال کو اپنی پوری پلاننگ سمجھائی .
"مگر ,اس میں تمہیں بہت خطرہ ہے میر ".مہرال فکرمندانہ لہجے میں بولی تو میر مسکرایا.

"صرف مجھے ہی نہیں ,تمہیں بھی خطرہ ہے مہرال ". مسکراہٹ اس کے لبوں سے آہستہ آہستہ معدوم ہونے لگی.

"میں جانتی ہوں .لیکن مجھ سے کوئی منسلک نہیں ہے میر .تم سے منسلک لوگ ,جے بی ,زینی , فرح آنٹی ,یہ سب مجھے پیارے ہیں .میں ان کے غموں میں اضافہ نہیں کرنا چاہتی ".مہرال کہتی رہی مگر میر کی سماعت رک گئی .کیا اسے ابھی تک یہی معلوم نہیں ہو سکا تھا کے میر اس سے کتنا منسلک ہو چکا ہے؟ اسے لگتا تھا کے مہرال کو کچھ ہو جائے گا تو کسی کو اس کی پرواہ نہیں ہو گی؟ اتنی ارزاں سمجھتی تھی وہ خود کو؟

"میں ...کچھ کہنا چاہتا ہوں مہرال ".میر نے گلا کھنکھارا .شاید کوئی اعتراف کرنا چاہتا تھا.

"میں سن رہی ہوں ".مہرال پوری طرح سے میر کی جانب متوجہ ہوئی .

"میر؟ کیا بتانے والے تھے تم؟ "مہرال نے میر کو پھر سے مخاطب کیا تو وہ لب کاٹنے لگا .یہ سب جتنا آسان دکھ رہا تھا ,اتنا آسان نہیں تھا.

"ابھی نہیں ,پھر کبھی ". مسکرا کر میر اس بات کو ٹال گیا .مگر مہرال الجھن کا شکار ہو گئی .میر ایسے تو نہیں کرتا تھا .اسے لگا شاید یہ سب جبرئیل کی غیر موجودگی کی وجہ سے ہے.

"انتظار کروں گی ".مہرال مسکرا دی تو میر بھی مسکرا دیا.

"ہم ویڈیو کس طرح سے لیک کرنے والے ہیں؟"مہرال پھر اسی موضوع کی طرف آ گئی .

"ایسے کام میں جے بی کے حوالے کیا کرتا تھا . لیکن اس بار یہ ہمیں ہی کرنا ہو گا ".میر مزید آگے کو جھکتا اب مہرال کو آہستہ آہستہ سارے پلان سے باخبر کر رہا تھا جو ہر چند لمحوں میں ایک بار اپنا سر اثبات میں ہلا دیا کرتی .

نظامی مارے اضطراب کے اسٹڈی میں بار بار چکر کاٹتا اور اپنے فون پر ایک نگاہ ڈال لیتا . لیکن کسی کی کال نہ پا کر واپس مایوسی اور مزید اضطراب کے پلٹ آتا . بالآخر فون بجنے لگا تھا .

نظامی فوراً فون کی طرف لپکا.

"ہاں باجوہ ,جلدی بولو کیا خبر ہے؟ "نظامی اپنی کنپٹی کو انگلیوں سے مسلتے ہوئے پوچھنے لگا.

"جعفری سے اس وقت ملنے کا کوئی بھی حامی نہیں ہے .اس کی قانوناً اور غیر قانوناً دونوں فیکٹریز میں سے اسلحہ برآمد کیا جا چکا ہے .اسکا کیس بہت کمزور ہے نظامی .مزید برآں ,اس کی سپورٹ میں کوئی بھی مضبوط آسامی نہیں آرہی .دوسرے الفاظ میں ,ہر غلط بندے سے اس بندے نے بگاڑ رکھی تھی .مجھے ڈر ہے کسی ٹھوس ثبوت کیساتھ یہ ...تم سمجھ رہے ہو نا

میں کیا کہہ رہا ہوں؟ "باجوہ اسے بہت واضح الفاظ میں نہیں مگر قدرے تفصیلاً معاملے سے آگاہ کر گیا تھا.

"لعنت ہے .باقی سب کو بھی منع کر دو ,ابھی جعفری سے رابطہ کرنے سے دور رہیں .میں کسی اور سے رابطہ کرتا ہوں .یہ پہلی بار ہے باجوہ ,میں نے چند کمزور لوگوں کو گروپ میں اکٹھا کیا تھا .ورنہ اتنی دہائیوں سے مجال نہ تھی اگر میری سادگی اور درویش صفت طبیعت کا جھوٹا لبادہ ذرا بھی ڈھیلا پڑا ہو ".نظامی نے غصے میں باجوہ کو بھی آڑے ہاتھوں لیا .باجوہ کو غصہ آیا مگر وہ پی گیا .جانتا تھا کے قتل جیسا جرم وہ اپنے ہاتھوں سے کر چکا ہے .اسلئے ابھی اسے نظامی کی ضرورت تھی.

"فیروز والے معاملے کے بارے میں میں تم سے بات کرنے آ رہا ہوں ".باجوہ اب اپنے معاملے کی طرف آیا تو نظامی فوراً چونک پڑا.

"ہرگز نہیں .تم بیوقوفوں کے سردار ,سب کچھ خراب کرنے پر تلے ہو .یہاں آنے کی غلطی مت کرنا .بلکہ ابھی میں کچھ دن تم میں سے کسی سے بھی نہیں ملنے والا .سمجھے تم؟ اسلئے سب سے پہلا کام یہ کرو کے ٹکٹ کرواؤ اور باہر دفع ہو جاؤ .یہ کام جتنی جلدی ہو سکے ,

تمہارے لئے اتنا ہی بہتر ہے ۔الو کا پٹھا "۔نظامی نے باجوہ کو کھری کھوٹی سنا کر فون رکھ دیا ۔

دوسری طرف باجوہ سر تا پا سلگ کر رہ گیا۔

"ایک بات یاد رکھنا نظامی ۔مجھ پر آنچ بھی آئی تو تمہاری بربادی کا سامان میں خود کروں گا ۔

خود غرض کافر "!نتھنے پھلاتے ہوئے باجوہ خود کلامی کرتا تیز قدموں سے اپنی وارڈروب کی

طرف بڑھا اور جلدی جلدی پیکنگ کرنے لگا ۔

⁂ ⁂ ⁂

"میچنگ اسکارف دیکھنا چاہتی ہو؟ "فرح بیگم کی فرمائش پر مہرال زینب کیساتھ شاپنگ پر آئی

تھی ۔حجاب کا نکاح کا جوڑا ,فرح بیگم کا نفیس سا سوٹ اور زینب کا میرون گاؤن لے کر وہ

دونوں اب عبایا سینٹر میں داخل ہو چکی تھیں ۔مہرال کو لگا کے زینب اب اپنے اور حجاب کیلئے

اسکارف دیکھنے والی ہے۔

"ماما کیلئے چادر دیکھنا چاہتی ہوں ۔حجاب سے میری بات ہوئی تھی ۔وہ اپنے اور میرے لئے پہلے

ہی اسکاروز لے چکی ہے "۔زینب مہرال کا ہاتھ پکڑے اپنے مطلوبہ سیکشن کی طرف چلی گئ

تھی ۔وہ جانتی تھی جو کوالٹی اسے چاہیئے وہ کہاں پر ملتی ہے۔

"میں بھی چادر لینا چاہتی ہوں .لیکن چادر شاید مجھ سے سنبھل نہیں پائے گی .ویسے بھی ,ابھی میں چادر کیلئے مکمل تیار نہیں ہوں ".مہرال اپنی بات کو کندھے اچکا کر خود ہی رد کر گئی .

البتہ زینب غیر محسوس انداز میں ٹھٹھکی تھی.

"یہ چادر میں بہت دیر سے ماما کیلئے لینا چاہتی تھی .مگر جبرئیل کی دی ہوئی بہت سی انچھوئی چادروں کی طرح مجھے ڈر تھا کے ماما اسے بھی وارڈروب میں بس ہینگ کر کے رکھ دیں گی . لیکن کل جے بی کا بہت بڑا دن ہے .اسلئے مجھے یقین ہے کے ماما یہ چادر اوڑھیں گی ".زینب نے مہرال کو بہت خوبصورت ململ کی کالی چادر دکھائی جس پر ہاتھ سے کالے ہی دھاگے کی ایمبرائیڈری کی ہوئی تھی .یہ نہایت نرم کپڑے کی بہت بڑی چادر معلوم ہوتی تھی.

"یہ بالکل ویسی ہے جیسی آنٹی پسند کرتی ہیں ".مہرال چادر ہاتھ میں لئے واقعی متاثر ہوئی.

"میں یہ پیک کرواتی ہوں .تم ٹیک اوے لے لو ,میں نہیں چاہتی کے کوئی بھی مجھے یہاں دیکھے .اسلئے جتنی جلدی ہو سکے ہم یہاں سے چلتے ہیں ".زینب نے مہرال کو ہدایت دی تو مہرال سر ہلا کر وہاں سے نکل آئی.

*** *** ***

"

کیا تمہیں کسی نے دیکھا؟ "کچھ دیر بعد وہ دونوں پارکنگ میں تھے. مہرال نے شاپنگ بیگز گاڑی کے پچھلے دروازے سے سیٹ پر رکھ دیئے اور اب خود ڈرائیونگ سیٹ پر آن بیٹھی. پیسنجر سیٹ پر بیٹھی زینب نے مہرال کو اسکا مِیل تھمایا اور خود فرائز کو ساس میں ڈپ کر کے کھانے لگی.

"میری نظروں کی حدود میں تو کوئی بھی ایسا نظر نہیں آیا". مہرال نے اثبات میں سر ہلا دیا. اپنی ڈرنک سے سپ لیتے ہوئے اس نے ترچھی نگاہوں سے زینب کی طرف دیکھا جو اسی کی طرف دیکھ رہی تھی.

"کم آن !تمہارے اور میرے درمیان بھلا کب سے یہ پردے آنے لگے؟ کیا کہنا ہے؟ " مہرال اپنا برگر ڈیش بورڈ پر رکھ کر اب پوری کی پوری زینب کی طرف مڑ گئی.

"میں تمہارے لئے ...عبایا لائی ہوں. نہیں یہ مت سوچنا کے میں تم پر کچھ تھونپنا چاہتی ہوں یا زبردستی کچھ مسلط کر رہی ہوں. وہ تو تم نے کہا تھا کے تم چادر نہیں سنبھال سکتی. جو لوگ چادر نہیں سنبھال سکتے ,عبایا انہی کیلیئے بنایا گیا ہے. مقصد تو بدن کو ڈھانپنا ہی ہے".

زینب نے اپنے کندھے اچکائے. مہرال کو آج ایک بار پھر اس پر رشک آیا.

"میں جو بھی کر لوں زینب ,میں تمہارے جیسی محبت ,تمہارے جیسا ایمان کبھی بھی نہیں لا سکتی .میں چاہتی ہوں کے میں ایمان میں اور آگے بڑھ جاؤں .لیکن ...شاید چند چیزوں کی لالچ میں ,میں رک جاتی ہوں .میں پہلے دن جہاں تھی ,میں آج بھی وہیں ہوں .ایمان ہے کے بڑھنے کا نام ہی نہیں لے رہا .ان چیزوں کے لالچ نے مجھے روک رکھا ہے .ورنہ شاید میرا ایمان بھی اپنے درجات میں آگے بڑھ جاتا ".زینب کی طرف دیکھتے ہوئے مہرال بتانے لگی.

"جیسا کے؟ "زینب نے بھی اب اپنا مِیل ڈیش بورڈ پر رکھ دیا تھا اور اپنا سارا رخ مہرال کی جانب کر دیا تھا.

"جیسا کے میرے دوست .زندگی نے مجھے دوستی کے نام پر اس بار نعمت دے ڈالی ہے .مگر میں جتنی چاہے شفاف نیت لے کر ان سے ملوں .جب بھی میں ان سے مل کر واپس لوٹتی ہوں تو ...گلٹ میں دھکیل دی جاتی ہوں .اپنی حالت پر مجھے رحم آنے لگتا ہے .نہ میں انہیں چھوڑ سکتی ہوں اور اپنا لوں تو اللہ تعالیٰ کی حدود ٹوٹتی ہیں ".مہرال سر جھکائے بظاہر اپنے ناخن سے نادیدہ ٹے کھرچ رہی تھی ,لیکن دراصل وہ اپنی شرمندگی چھپانا چاہتی تھی جو میر اور جبرئیل سے بار بار تنہائی میں ملنے کے بعد اس کے چہرے پر دیکھی جا سکتی تھی.

"تمہارے سوال کا جواب میرے پاس بہت سادہ ہے مہرال .میں ہر جمعہ کے دن جب سورۃ الکھف پڑھنے لگتی ہوں تو ایک ہی شے میری روح کو ہر دفعہ جھنجھوڑ ڈالتی ہے .وہ یہ کے روئے زمین پر اللہ تعالیٰ نے جتنی بھی چیزیں زمین کی سجاوٹ بنائی ہیں وہ سب ہماری آزمائش کیلئے ہیں .تاکہ اللہ تعالیٰ دیکھ سکیں کے کون کتنا اچھا عمل کرتا ہے .اگر غور کیا جائے تو ہر کسی کی زینت ,ہر کسی کی سجاوٹ مختلف ہے .کسی کیلئے یہ مال ہے ,کسی کی اولاد ,کسی کی شہرت تو کسی کی نامحرم سے محبت .ہر کسی کی زینت مختلف ہے . منحصر یہ ہے کے آپ اپنی زینت کی طرف کیسا ردِعمل رکھتے ہیں .اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے والا یا ناراض کرنے والا .لیکن یہ جان لیں ,آپ کی زینت نے بالآخر ملیامیٹ ہو جانا ہے .ملیامیٹ ہو جانے کے بعد اب پیچھے مڑو اور دیکھو ,کیا تم نے رب کو راضی کیا تھا یا ناراض؟ کسی کی زینت باقی نہیں رہنے والی .اور ویسے بھی جنہیں اللّٰہ تعالیٰ سے محبت ہوتی ہے ,وہ اپنی زینت کو کبھی بھی اللّٰہ کی محبت پر ترجیح نہیں دیا کرتے مہرال ".زینب نے اپنا ہاتھ مہرال کے ہاتھ پر رکھا اور اسے جتایا کے ابھی بھی اس کے پاس وقت ہے.

"مگر ,ابھی میں بہت ضروری سلسلے میں ان دونوں کے رحم و کرم پر ہوں ".مہرال نے چہرہ اٹھا کر اب کی بار زینب کی طرف دیکھا.

"یہ تو انسان کا گمان ہوتا ہے کے وہ دوسروں کے رحم و کرم پر ہے ۔اگر وہ یہی گمان اللہ سے رکھے کے اللہ تعالیٰ ,میں آپکی رضا کیلیئے آپکی حدود میں ہوں ۔آپ مجھے انہی میں رکھ کر میرے معاملات سنبھال لیں ۔کچھ بھی نہیں بگڑتا مہرال ۔کنویں کے یوسف ,مچھلی والے یونس اور آگ میں ڈالے ابراہیم کیلیئے مدد آسکتی ہے ۔کیونکہ ان کے گمان مثبت تھے ,ایمان مضبوط تھے ۔تم ایک کوشش کیوں نہیں کر لیتیں "۔زینب نے اس کے ہاتھ پر دباؤ بڑھایا تو مہرال کے دل پر پڑے دباؤ میں حرکت ہوئی۔

"انکی آزمائشیں تو بہت کڑی تھیں ۔میں تو بس تشدد کا شکار ایک قیدی پرندہ ہوں ,جس کے پر کاٹ لئے گئے ہیں "۔مہرال کی آواز دھیمی تھی ۔مگر زینب اس کی بات پر آنکھیں پھاڑے حیرت سے دیکھنے لگی۔

"یہیں پر تو تم لوگ غلطی کر جاتے ہو ۔تمہارے پاس علم ہے ,سلامت ہاتھ پیر ہیں ,بولنے کیلیئے زبان ہے اور سب سے بڑی بات ,تمہارا دور سوشل میڈیا کا ہے ۔تشدد کرنا اتنا ہی بڑا جرم ہے جتنا قوت ہوتے ہوئے بھی اسے نہ روکنا ۔یہ کوئی بہادری کی بات نہیں ہوتی کے آپ تشدد سہتے جائیں ۔بہادری کی بات تب ہوتی ہے جب آپ اپنے خلاف ہوتے ہوئے جرم کے خلاف اپنی نحیف سی آواز بھی اٹھائیں اور کبھی بھی اکیلے ہوتے ہوئے خود کو اکیلا مت

سمجھیں .میرے سامنے تمہارا اتنے سالوں کا تشدد سہنا اور قید میں رہنا کوئی معنی نہیں رکھتا . یہ سراسر بیچارگی ہے جو مجھے تو پسند نہیں ہے ".زینب نے اب مہرال کا دوسرا ہاتھ بھی پکڑ لیا.

"تو پھر تم ہی بتاؤ میں کیا کروں؟ "مہرال جھنجھلائی.

"اگلی بار جو تمہارا باپ تم پر ہاتھ اٹھانے لگے ,اس پر جھپٹ پڑنا یا دنیا کو اسکی حقیقت بتا دینا . اسکے مصنوعی بت اور غرور کو گرا دینا مہرال .ہر انسان میں ظلم سے لڑنے کی طاقت ہوتی ہے .اگر انسان اسے ہار جائے تو اس پر ہجرت کرنا ضروری ہو جاتا ہے . سمجھی تم؟ "زینب نے آج مہرال کو واقعی جگا دیا تھا .مہرال نے اثبات میں سر ہلایا.

".مگر ...ایسے اچانک اپنے دوستوں سے الگ ہو جانا ,یہ تکلیف دہ ہے زینب ".مہرال بے بس تھی .چناؤ کرنا اس کیلئے آسان نہ تھا.

"تم جانتی ہو ایمان کی مٹھاس کن اوصاف کے لوگوں کو ملتی ہے؟ "زینب نے استفسار کیا تو مہرال نے کچھ کہے بنا نفی میں سر ہلا دیا.

"وہ جو اللہ اور اس کے رسول کو سب سے زیادہ محبوب سمجھے .جو کسی سے محبت کرے تو اللہ کیلئے کرے .وہ جسے اللہ تعالیٰ ایک بار کفر سے بچا لیں تو دوبارہ کفر میں جانا اس کیلئے انتہائی

ناپسندیدہ عمل ہو. تم ہی بتاؤ. کیا یہ تین صفات تم میں ہیں؟ "زینب نے اب کی بار تجزیہ کرنے کا کام مہرال پر چھوڑ دیا" . بتاؤ اگر اللہ اور اس کے رسول تمہیں سب سے زیادہ محبوب ہیں تو کیا تم نے ان کا حکم مانتے ہوئے غیر محرم دوستوں کا ساتھ چھوڑا ہے؟"

"نہیں ...یہ غلطی ہوئی ہے مجھ سے ". مہرال کی نگاہیں ندامت سے نیچے جھک گئیں.

"کیا تمہاری کی جانے والی سب محبتیں اللّٰہ تعالیٰ کیلیئے ہیں؟ محبت ہو جانے پر جو اسٹیپ تم لے رہی ہو, کیا وہ تمہارے رب کو پسند ہے؟ "زینب نے دوٹوک انداز میں پوچھا تو مہرال حقا بقا اسے دیکھتی رہ گئی.

"تمہیں کیسے...؟ "مہرال جملہ مکمل نہیں کر پائی تھی. زینب نے محض کندھے اچکا دینے پر اکتفا کیا.

"ایک بار جب تمہیں ہدایت دے دی گئی تھی, اس کے بعد کیا تم نے خود کو نافرمان بننے سے روک رکھا ہے؟ "زینب نے فوری طور پر اگلا سوال بھی کر ڈالا تو مہرال کا سر بھی ندامت سے جھک گیا.

"میں تمہیں نادم نہیں کر رہی. ہم سب اس اسٹیج سے گزرتے ہیں. لیکن تم ابھی شکایت کر رہی تھی نا کے تمہارے ایمان میں حلاوت آ کے نہیں دے رہی, ایمان کا درجہ نہیں بڑھ

رہا .جب ایسا محسوس ہونے لگے تو خود سے یہ تین سوال دہرا لیا کرو .میں جب ایسا محسوس کرتی ہوں تو یہی ٹیسٹ لیتی ہوں خود سے .مجھے میرے سوالوں کا جواب ملنے لگ جاتا ہے کے میں کہاں غلطی پر ہوں ".زینب نے مسکرا کر کہا تو مہرال کی ندامت کچھ کم ہوئی .

"تم قابلِ رشک ہو زینب .مجھے تمہارا ایمان دیکھ کر خود پر بہت رونا آتا ہے ".مہرال نگاہوں کا زاویہ باہر موڑتی ہوئی اس سے نظریں چرا گئی .آنکھوں میں نمی کے چھلکنے کے امکان تھے.

"میرا مقصد تمہیں یوں محسوس کروانا بالکل نہیں تھا .یہ تو اللہ کے علم میں ہے کے کون ان کے زیادہ قریب ہے .اسکارف اوڑھ لینے سے یا نقاب پہن لینے سے کوئی بھی زیادہ نیک نہیں ہو جاتا .یہ سب تو درجات بڑھاتے ہیں .کسی کا پرہیزگار ہونا اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب ہے ".

یہ زینب ہی تھی جس نے اسے پہلی بار قربت کا فلسفہ سمجھایا تھا .مہرال کے ذہن میں فوراً سے ایک بھولی بسری آیت یاد آئی.

"ان اللہ یحب المتقین ".مہرال نے وہ آیت زیرِ لب دہرائی.

"بے شک اللہ تقویٰ اختیار کرنے والوں سے محبت کرتے ہیں ".زینب نے مسکراتے ہوئے اپنے فرائیز اور ساس ڈیش بورڈ سے اٹھائی .مگر مہرال تو وہیں کہیں اس آیت میں ہی اٹک

چکی تھی .یہی وہ محبت تھی جس کیلئے وہ کتنا روئی تھی .دعائیں کی تھیں .اب اسی محبت کو وہ اپنے ہاتھوں سے گنوا رہی تھی؟ صرف نامحرم کی محبت کی خاطر؟

"تم نے اپنا کیا حال بنا رکھا ہے؟ "نکہت مہک کے کمرے میں داخل ہوئی تو اس کا سارا کمرہ بکھرا ہوا تھا .ہر چیز اپنی جگہ سے ہل چکی تھی اور کمرے میں ایک لیمپ کی روشنی ماحول کو مزید گھٹن زدہ بنانے کیلئے کافی تھی .نکہت نے کمرے میں داخل ہو کر لائٹ آن کی تو کمرے کی بکھری ہوئی حالت دیکھ کر وہ ٹھٹھکی .مگر پھر نظر زمین پر بیٹھ کر بیڈ سے ٹیک لگائی مہک پر پڑی تو وہ فوراً اس کی طرف بڑھی جو خود بھی بکھری ہوئی حالت میں تھی .بکھرے بال, الجھی زلفیں ,رت جگی آنکھیں اور گالوں پر سوکھے آنسوؤں کے نشانات ,کسی بھی طرح سے وہ مہک نظامی نہیں لگ رہی تھی.

"اوہ ڈیئر ,یہ تمہیں کیا ہوگیا ہے؟ "نکہت فوراً سے مہک کی طرف بڑھی اور اس کے کندھوں سے تھام کر اس سے پوچھنے لگی.

"آپکی بیٹی نے ڈسا ہے مجھے ".ویران آنکھیں نکہت کی طرف گھومیں اور انتہائی زہر آلود لہجے میں اس نے اگلا.

"کیا کیا ہے اس نے؟ "نکہت حیران ہوئی. بھلا بے ضرر سی مہرال, مہک نظامی کا کیا بگاڑ سکتی تھی؟

"میری محبت چھین لی مجھ سے. محبت کرتی تھی میں میر سے ". مہک کی آنکھوں میں رکا پانی پھر سے روانی پکڑنے لگا. نکہت نے حیرت کے مارے داہنا ہاتھ اپنے سینے پر رکھ لیا.

"یہ کیا کہہ رہی ہو تم؟ "وہ بے یقینی سے مہک کو دیکھنے لگی.

"میں میر سے محبت کرنے لگی تھی, اتنی کے اس کیلیئے مجھے کسی کی جان کی پرواہ نہیں رہی. مجھے بس میر چاہیئے مام. ہر صورت مجھے میر ہی چاہیئے. مگر ...وہ مہرال کو چاہتا ہے. وہ میرے پاس نہیں آئے گا ". مہک روتے ہوئے نکہت کے گلے لگ گئی.

"ہنی, رونا بند کرو پہلے. محبت ایسے حاصل نہیں کی جاتی ". نکہت نے مہک کو گلے سے ہٹا کر پاس پڑے ٹشو باکس میں سے ٹشو نکالا اور اسکے آنسو پونچھے. پھر بیڈ پر بیٹھ کے کنارے پر بیٹھ کر مہک کو بھی بیٹھنے کا اشارہ دیا.

"پھر میں کیا کروں؟ "مہک نے بے بسی میں پوچھا.

"سب سے پہلے اپنا حلیہ درست کرو .کیونکہ اگر تمہارے ڈیڈ کو علم ہوا کے اس حالت کا ذمے دار میر ہے تو بھول جاؤ کے تم کبھی اسے زندہ بھی دیکھ سکو گی ".نکہت کی اس بات پر مہک سہم گئی .اسلئے اپنا سر اثبات میں ہلا دیا.

"تمہیں تمہاری محبت اگر چاہیئے تو اپنی طاقت پر اسے حاصل کر لو .جو غلطی میں نے کی ہے , وہ کبھی مت کرنا .میں نے ایک بار اپنی محبت پا کر کھو دی ہے .جانتی ہو اس سب کے قصوروار کون تھے؟ صرف اور صرف تمہارے ڈیڈ .میری محبت مجھے مل جاتی اگر فرقان درمیان میں نہ آتا .لیکن اس نے میری محبت مجھ سے دور کر دی ہے .جو اس نے میرے ساتھ کیا ہے ,وہ میں تمہارے ساتھ کبھی نہیں ہونے دوں گی .میں اپنی بیٹی کی محبت اس سے نہیں چھننے دوں گی .تمہاری محبت کیلئے میں ہر قیمت ادا کروں گی .مگر یاد رکھنا ,محبت کو ٹھکرانے کی غلطی کبھی مت کرنا .محبت تمہاری اولین ترجیح ہونی چاہیئے .سمجھ گئی تم؟ "نکہت نے اس کی ٹھوڑی تلے انگلی رکھ کر پوری طرح سپورٹ کیا .یہ عمل مہک کو مزید رلانے کیلئے کافی تھا .ایک بار پھر سے وہ نکہت سے لپٹ گئی.

"آپ بیسٹ ہیں مام. آپکے جیسا کوئی بھی نہیں ہے. ڈیڈ بھی نہیں. وہ ہر بات میں مہرال کو اوپر رکھتے ہیں. آپ ہی بس مجھے سپورٹ کر رہی ہیں". ٹین ایجر کا گرم خون اس وقت ٹھاٹھیں مار رہا تھا.

دل جب کسی غیر سے ذرا سی ہمدردی پا لیتا ہے تو اپنے والدین غلط نظر آنے لگتے ہیں. ایسی ہی ہوتی ہے ٹین ایج. کسی کی انیس سال بعد ختم ہو جاتی ہے تو کسی کی عمر بھر چلتی رہتی ہے.

"چلو جلدی سے اب اپنا حلیہ درست کر کے آؤ". خود سے الگ کر کے نکہت نے مہک کو حکم دیا تو وہ سر ہلا کر واشروم کی طرف بڑھ گئی. نکہت بھی اپنی جگہ سے اٹھ گئی اور آہستہ آہستہ قدم بڑھاتی اب ڈریسنگ مرر کے سامنے کھڑی ہو گئی.

"مبارک ہو فرقان. تم سے دور جانے کیلئے میں نے پہلی سیڑھی چڑھ لی ہے. میں کامیاب ہو گئی ہوں. جلد ہی میں اپنی محبت کو بھی پا لوں گی". اپنے کالر بون پر انگلی پھیرتے ہوئے اسکا ہاتھ سامنے آئی لٹوں تک آ پہنچا تو نزاکت سے انہیں پیچھے جھٹکتے ہوئے اسے اپنے حسن پر بے جا رشک آیا.

وہ تیز تیز قدموں سے سیڑھیاں پھلانگتی واپس اپنے کمرے میں آئی اور کمرہ لاک کر ڈالا .

اب وہ ہڑبڑاہٹ میں وارڈروب کی طرف بڑھی اور کپڑوں کے درمیان سے ایک فون نکال کر نمبر ملانے لگی .پہلی بار میں کال نہیں اٹھائی گئی تھی .اس نے پھر سے نمبر ملایا .

"ہ...ہیلو ,یہ سب کیا ہے میر؟ "مہرال ہڑبڑاہٹ میں بار بار دروازے کی طرف بھی دیکھنے لگتی.

"کیا؟ وہ ویڈیو؟ تمہیں پسند نہیں آئی؟ ارے وہ تو ایک گھنٹے میں وائرل ہوئی ہے اور اب تو سارے نیوز چینلز کی جان بنی ہوئی ہے .سب سے اہم بات !قاتل کے خلاف آریسٹ وارنٹ بھی جاری کیے جا چکے ہیں ".میر نے مسکراتے ہوئے مہرال کی معلومات میں اضافہ ہوا.

"وہ تمہیں مار دیں گے میر "...مہرال نے سرگوشی میں کہا .اس کی آنکھیں ڈبڈبائیں .میر نے یہ محسوس کر لیا تھا.

"ہرگز نہیں .کیونکہ وہ ویڈیو ,مایا خان کے قاتل کے فون سے ڈی ایس پی ,چند مشہور اینکرز اور اس کے سارے کانٹیکٹس کو بھیجی گئی ہے .میں نے تو کچھ بھی نہیں کیا ".میر نے کندھے اچکا کر سکون دہ سانس خارج کی تو مہرال حیران رہ گئی.

"یہ ...تم نے کیسے کیا؟ یعنی اب سارا الزام اسی پر آ جائے گا؟ اور ...اور بگ شو کی گرفتاری کے پیچھے بھی اسکا ہاتھ سمجھا جائے گا .مائی گاڈ, تمہارا دماغ کتنا تیز چلتا ہے میر ".مہرال حیرت سے آنکھیں کھولے ابھی وارڈروب کے پیچھے ہی کھڑی تھی.

"پہلے یہ بتاؤ, تم اتنی ہڑبڑائی ہوئی کیوں ہو؟ اور اتنی آہستہ آواز میں باتیں کیوں کر رہی ہو؟ "میر کو اچنبھا ہوا .پہلے تو کبھی ایسا نہیں ہوا تھا.

"میر میں عبداللہ سے ملنے جا رہی تھی .مگر نیچے لاؤنج میں اس وقت نظامی اور ...حدید موجود ہیں .نظامی بہت غصے میں ہے .وہ چیزیں اٹھا اٹھا کر پٹخ رہا ہے .مجھے ڈر لگ رہا ہے اگر کسی کو "...مہرال ابھی بتا ہی رہی تھی جب کوئی زور زور سے اسکا دروازہ دھڑدھڑانے لگا.

"میر کوئی آ گیا ہے ".جواب سنے بنا مہرال نے فوراً فون دوبارہ کپڑوں کے درمیان رکھ دیا اور لمبے لمبے سانس بھر کر خود کو نارمل کرتی دروازے کی طرف بڑھی.

"میرا آنا اتنا برا لگا ہے کے واپس پلٹ گئی؟ "اسکا اتنا کہنا تھا کے مہرال کا سارا حوصلہ ہوا ہو گیا اور وہ کپکپانے لگی .بلیک سوٹ میں چہرے پر سنجیدگی سجائے وہ قدم بڑھاتا آگے آنے لگا . مہرال کے پاس کوئی چارہ نہیں تھا کے وہ راستے سے ہٹ جاتی .حدید نے اپنے پیچھے دروازہ بند کیا.

"آپ یہاں سے ابھی اسی وقت چلے جائیں ". کانپتی آواز کے ساتھ اس نے لہجہ سخت بنانے کی ناکام کوشش کی .حدید کو اس کی اس ادا پر بے جا ہنسی آگئی.

"تمہیں کیا ہوا ہے مہرال , تمہیں تو میں بہت اسٹرانگ چھوڑ کر گیا تھا ". جیبوں میں ہاتھ ڈالے وہ ایک قدم اور آگے بڑھا تو مہرال خوف کے مارے اس کے ایک طرف سے نکلتی ہوئی دروازے کی طرف بڑھی.

"بنا ہاتھ لگائے بات چیت کرنا چاہتی ہو تو یہیں رک جاؤ ". جیبوں میں ہاتھ ڈالے وہ مڑا نہیں تھا .بس وہیں سے فرمان جاری کیا تھا مگر لہجے میں بلا کی سنجیدگی تھی کے مہرال کو رکنا پڑا .اس کا ہاتھ ڈور ناب پر تھا جو اس نے ابھی بھی نہیں ہٹایا تھا.

"میں سیف سائیڈ پر رہنا چاہوں گی ".اس نے اپنا رخ ہلکا سا موڑا اور مدھم آواز میں کہنے لگی.

"تمہیں حق ہے ". حدید دلکش مسکراہٹ لئے پلٹا مگر یہ مسکراہٹ مہرال کو اور خوف میں مبتلا کرنے لگی تھی.

"تمہارے اور نظامی کے تمام حقوق تمہی کو مبارک .تم دونوں کچھ زیادہ الگ نہیں ہو ".وہ آپ سے تم پر آگئی تھی .وہ مزید یہ کھیل جاری نہیں رکھ سکتی تھی.

"میں تم سے محبت کرتا ہوں, نظامی نہیں کرتا ". حدید نے ایک قدم مہرال کی طرف بڑھایا تو مہرال کی گرفت ڈور ناب پر مضبوط ہوئی.

"دوسروں کی تباہی لانے والوں کی محبت سے میں باز رہی وہیں رک جاؤ ورنہ میں یہاں سے بھاگ جاؤں گی ". حدید نے ایک اور قدم آگے بڑھایا تو مہرال غرائی.

"کم آن .باہر تمہیں مجھ سے بچانے والا کون ہے؟ تم سکون سے کھڑی ہو کر معاملہ کیوں نہیں حل کر لیتی؟ "حدید بظاہر جھنجھلایا, مگر حقیقتاً وہ ایسا کر کے محظوظ ہو رہا تھا .اس نے ایک اور قدم آگے بڑھایا تو مہرال نے پاس پڑا فلاور واز اس کے سر میں دے مارنا چاہا جس کو حدید نے فی الفور اپنے ہاتھ کے وار سے دور پھینکا .مہرال تیزی سے باہر نکلنے کو تھی جب حدید نے آگے بڑھ کر دروازے پر دباؤ بڑھایا اور دروازہ بند ہو گیا.

"احمق لڑکی ,وہ شخص جو باہر کسی کے خون کا پیاسا بیٹھا ہے ,اپنی پیاس وہ تمہارا قتل کر کے ہی بجھالے گا .میں تمہیں کچھ بھی نہیں کہہ رہا .کیا تم تسلی سے میری بات سن سکتی ہو؟ " مہرال دروازے سے الگ ہو کر اب کمرے میں الٹے قدم بڑھانے لگی جبکہ حدید دروازے کے پاس ہی کھڑا رہا.

"جلدی کہو کیا کہنا ہے اور جاؤ یہاں سے ".وہ اب اس سے کافی دور آن کھڑی ہوئی تھی.

"اتنی نفرت کرتی ہو مجھ سے؟ "حدید کے لہجے میں افسردگی آئی .جواباً وہ خاموش رہی" .میں چاہتا ہوں کے تم میرے ساتھ یہاں سے دور چلو .یہ سب یہیں چھوڑ کر ,میں تمہیں ایک محفوظ چھت دوں .وہاں تم جو چاہے آزادی سے کر سکتی ہو .تم چاہے مجھ سے محبت نہ کرنا , بس میرے ساتھ رہنا .ہنستی مسکراتی .میں تمہیں محفوظ مستقبل دینا چاہتا ہوں مہرال .صرف تمہاری"...

"محفوظ مستقبل؟ حفاظت کا مطلب سمجھتے ہو؟ تمہاری محبت اور تحفظ ,تمہارے یہ کانٹیکٹس تب کہاں تھے جب تمہارے ہوتے ہوئے بھی نظامی مجھے پیٹ رہا تھا؟ تب کہاں تھے جب سمیر مجھے نوچ کھانے کیلئے درندے کے حوالے کر آیا تھا اور میں آزادی کیلئے تڑپ رہی تھی؟ کہاں تھے تم جب نظامی مینشن کے باہر سرِعام مجھے سمیر نے پٹوایا تھا لیکن میری مدد کو کوئی بھی نہیں آیا؟ اتنی بڑے بڑے خواب دکھانے کی بجائے مجھے یہ بتا دو کے مجھ پر جب جب مصیبت آئی ہے تم کہاں تھے؟ "مہرال کا سارا خوف اب غصہ بن کر عود آیا تھا .اب وہ قدم بڑھاتی شل کھڑے حدید کی طرف آئی" .تم حدید ...ہمیشہ کی طرح دوسروں کو تباہ کرنے میں مصروف تھے".

"سمیر نے کیا کیا تمہارے ساتھ؟ "حدید شاکڈ تھا. اس کا دماغ مہرال کے پھٹ پڑنے پر نہیں تھا, وہ سمیر پر ہی اٹک کر رہ گیا.

"جاؤ حدید, مجھے کچھ نہیں سننا. آئندہ میرے ساتھ رابطہ کرنے کی کوشش مت کرنا". وہ حلق کے بل چلائی تو حدید الٹے قدم لئے وہاں سے باہر نکل گیا. مہرال فوراً دروازے کی طرف لپکی اور دروازہ لاک کر کے دروازے کے ساتھ بیٹھتی چلی گئ.

"اللہ پاک! میں اب یہاں پر خود کو محفوظ محسوس نہیں کر رہی, آپ مدد بھیجیں. میرے لئے مدد بھیجیں". کب کے تھمے آنسو اب بند توڑتے نکلنے لگے تھے. وہ گھٹنوں میں سر دیئے سسکنے لگی تھی. پہلے صرف نظامی تھا. مگر اب تو اس گھر میں رہنے والا ہر فرد اس کو نوچ کھانے کو دوڑ رہا تھا. اسے حقیقتاً وحشت ہونے لگی تھی اس گھر سے. مگر وہ اس بات سے بے خبر تھی کے یہ گھر حدید کی پناہ سے کہیں زیادہ محفوظ تھا.

"کیسی لگ رہی ہوں میں؟ "پاؤڈر پنک خوبصورت گاؤن اور گولڈن حجاب پر پاؤڈر پنک ہی دوپٹہ سر پر ڈال کر دونوں پلے پیچھے کو گرائے وہ کالی آنکھوں اور بیضوی چہرے کی ساخت

والی خوبصورت سی لڑکی زینب کو بالکل آسمان سے اتری ہوئی معلوم ہوئی تھی .زینب نے اندر داخل ہو کر کمرے کا دروازہ بند کر دیا.

"لڑکی ,ابھی بھی سوچ لو .کوئی زبردستی نہیں ہے .مجھے تو تم پر ابھی بھی رحم آ رہا ہے .بھلا کس شے کی کمی ہے تم میں؟ "زینب آگے بڑھتی ہوئی اس کے قریب آئی جس نے ابھی ابھی زینب کی بات پر منہ بسورا تھا.

"جلن کا کوئی علاج نہیں ہے زینب ".حجاب سر نفی میں ہلاتے ہوئے واپس بیڈ پر بیٹھ گئی.

"وہ وہم ہوتا ہے جس کا کوئی علاج نہیں ہوتا ".میرون گاؤن میں ملبوس زینب نے اپنے ابرو اچکا کر حجاب کی تصحیح کی.

"فی الوقت تمہیں جبرئیل سے جلن ہو رہی ہے ".حجاب ہاتھ میں آئینہ تھام کر سامنے کئے اب ایک بار پھر سے اپنے میک اپ کا جائزہ لینے لگی. تبھی دروازے پر دستک ہوئی .زینب مڑ کر دروازہ کھولنے گئی مگر جبرئیل کو سامنے کھڑا پا کر حیرت زدہ رہ گئی جو آف وائیٹ کرتا پاجامہ پر آف وائیٹ اور گولڈن جاماوار کی ویسٹ کوٹ پہنے سنجیدہ سا کھڑا تھا.

"اسے ماما نے بھیجا ہے .یہ نکاح سے پہلے حجاب سے ملنا چاہتا تھا .وہ خود نہیں آسکیں اس لئے انہوں نے جے بی کو میری سرپرستی میں بھیجا ہے .کیونکہ تم یہاں موجود رہو گی ,اسلئے میں

دروازے سے باہر سن رہا ہوں ". میر نے قدرے اونچی آواز میں تفصیلاً بتایا تاکہ یہ بات حجاب تک بھی پہنچ جائے.

"زیادہ باپ مت بن ". جبرئیل نے لب بھینچ کر میر کے قریب سرگوشی کی تو وہ ہنسی دبا کر رہ گیا.

"ایک منٹ تم دونوں یہیں رکو . آگے مت بڑھنا ". ان کو سختی سے اشارہ کرتے ہوئے زینب پیچھے مڑی اور اشارتاً حجاب سے اجازت مانگی جس پر اس نے اثبات میں سر ہلا دیا اور کھڑی ہو گئی.

"آ جاؤ . کیا یاد کرو گے کس سخی دل سے پالا پڑا تھا ". زینب آگے سے ہٹ گئی تو جبرئیل اندر آگیا جبکہ میر وہیں باہر دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر کھڑا ہو گیا.

"اسلام و علیکم ". جبرئیل نے ایک نگاہ حجاب پر ڈال کر واپس پھیر لی . زینب ان دونوں کے قریب ہاتھ باندھے کھڑی ہو گئی اور جبرئیل کی طرف ٹکٹکی باندھے دیکھنے لگی.

"وعلیکم اسلام "!حجاب نے مناسب لہجے میں بنا لچک کوئی جواب دیا. ٹھیک ہے اسکا نکاح ہو رہا تھا اس شخص سے مگر ابھی ہوا تو نہیں تھا. زینب کی نظریں ہنوز جبرئیل پر ٹکی تھیں . جبرئیل

نے گلا کھنکھارا مگر زینب نے پلک تک نہ جھپکائی. حجاب کی نگاہ زینب تک گئی اور اس نے بمشکل اپنی ہنسی دبائی.

"تم نے کیا بات کرنی تھی جے بی؟ "جب زینب بہت خاموشی دیکھ چکی تو تنگ آ کر خود ہی بول پڑی.

"ایسے دیکھو گی تو میں کیسے بات کروں گا زینی؟ "جبرئیل نے آنکھوں ہی آنکھوں میں زینب کو تنبیہہ کی تو وہ گڑبڑائی.

"ارے یہ میک اپ تمہارا ہے کیا حجاب؟ "بوکھلاہٹ میں وہ ڈریسنگ ٹیبل کی طرف ہی بڑھ سکی اور چیزیں اٹھا کر انکا معائنہ کرنے لگی.

"دراصل ,نکاح سے پہلے میں چند باتیں کلئیر کرنا چاہتا ہوں ".جبرئیل نے حجاب کی طرف دیکھتے ہوئے بات کا آغاز کرنا چاہا. تبھی زینب کے کان کھڑے ہوئے اور بلش آن کٹ پر برش پھیرتے ہوئے اسکے ہاتھ ڈھیلے پڑے.

"یہ پکا پٹے گا ".زینب بس سوچ کر رہ گئی اور کن اکھیوں سے حجاب کا ردِ عمل دیکھنے لگی.

"یہ بات میں تمہیں پہلے بتانا چاہتا تھا. لیکن کیونکہ ہمارا نکاح جن حالات میں ہو رہا ہے تو میرے پاس ابھی مناسب وقت تھا کے میں تمہیں بتا سکوں ".جبرئیل مناسب وقت تو ڈھونڈ

چکا تھا مگر اب مناسب الفاظ نہیں ڈھونڈ پا رہا تھا .زینب کا جی چاہا وہ زور زور سے اپنا سر پیٹ لے.

"میرے خیال سے بنا تمہید بات کرنا بہتر ہو گا ".حجاب نے سنجیدگی سے کہا تو جبرئیل لب کاٹ کر رہ گیا.

"تمہارے ساتھ نکاح کی حامی بھرنے سے پہلے میں کسی اور کو پسند کرتا تھا .وہ چونکہ ماضی تھا اور میں اسے پیچھے چھوڑ کر تمہارے ساتھ آگے بڑھنے جا رہا ہوں ,مگر شاید اس رشتے میں میرا اور تمہارا ساتھ بنا محبت کے ہو . تمہیں آزادی ہے .تم چاہو تو ابھی بھی پیچھے ہٹ سکتی ہو .تم نکاح سے انکار کر سکتی ہو ".جبرئیل نے اپنی طرف سے بات کم وقت میں واضح کرنے کی پوری کوشش کی .مگر حجاب کا چہرہ ہر قسم کے جزبات سے عاری تھا.

"بہت مناسب وقت بتایا آپ نے مجھے نکاح سے انکار کرنے کا .میں ابھی نیچے جا کر نکاح سے انکار کر دیتی ہوں .پھر میرے پیارے والدین مجھے اپنی اولاد ماننے سے انکار کر دیں گے ".

یکدم حجاب کے چہرے پر سارا غصہ عود آیا تو پل بھر میں اسکا چہرہ سرخ پڑ گیا .یہ لمحہ جبرئیل کیلئے حیرت کا لمحہ تھا .مگر وہ نظریں جھکا گیا .حجاب نے ایک لمبی سانس کھینچی اور خود کو نارمل کرنا چاہا.

"کیا آپ بعد از نکاح مجھے نان و نفقہ بھی مہیا نہیں کریں گے؟ "حجاب نے لہجہ نارمل کرتے ہوئے چہرے پر پھر سے سنجیدگی سجا لی.

"میری ذمہ داری ہے ". جبرئیل اس کے اس سوال پر حیران ہوا مگر اس وقت جواب دینے میں ہی عافیت تھی.

"عزت بھی نہیں دے پائیں گے آپ؟ "حجاب نے ایک اور سوال کیا.

"تمہارا حق ہے ".اب کی بار جبرئیل نے بھی سنجیدگی سے جواب دیا.

کیا مجھے تحفظ نہیں ملے گا؟ "اس بار حجاب نے اپنی ٹھوڑی اونچی کر کے سوال کیا.

"تم مجھے ہمیشہ اپنی ڈھال پاؤ گی ". جبرئیل نے بھی اسی کے انداز میں جواب لوٹایا.

"کیا سپورٹ کیلئے مجھے دوسروں کے در پر جانا پڑے گا؟ "حجاب کی طرف سے آخری سوال بھی آگیا. سوال پوچھتے ہوئے حجاب نے اپنے گاؤن کو ذرا جھک کر دونوں اطراف سے ہلکا سا اوپر اٹھایا جیسے جواب ملتے ہی وہ یہاں سے چلی جائے گی.

"میری حیات میں تو نہیں ". جبرئیل کو اسکا یہ انداز پسند آیا. اسکے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ بکھری.

"ہاہ !لو اتنی سی تھی پرانی محبت !ساتھ ہی پھس ہو گیا ہے". جبرئیل کا یہ نیا انداز دیکھ کر زینب کو غش پڑنے لگے.

"مناسب ہے". حجاب نے سنجیدگی سے سر کو ہلکا سا خم دیا. تبھی حجاب کی دوست کرن جو ابھی دو سیکنڈ پہلے ہی کمرے کی طرف آئی تھی اور جبرئیل کو وہاں پا کر وہیں رک گئی, اندر داخل ہوئی.

"حجاب ,سب نیچے تمہارا انتظار کر رہے ہیں. جبرئیل بھائی آپ کو بھی سب نیچے بلا رہے ہیں". اندر داخل ہوتے ہی کرن نے ان دونوں کو اطلاع دی تو ایک نظر پھر سے جبرئیل پر ڈال کر حجاب کرن کی طرف بڑھ گئی.

"چلو". گہری سانس بھر کر خود کو نارمل کرتی حجاب اب کرن کیساتھ چلنے لگی. میر بھی وہاں سے جا چکا تھا.

"یار یہ کونسے کریلے کیساتھ باندھ رہے ہو مجھے؟ "جبرئیل کمر پر دونوں ہاتھ رکھے زینب کی طرف متوجہ ہوا.

"چھینک تو بہت رہے تھے, منحوس". زینب بھی اسی کے انداز میں کھڑی ہو گئی.

"جبرئیل وعدے سے نہیں مکرتا". جبرئیل نے شوخی میں اپنا کالر جھٹکا.

"وہ تو تمہیں بعد میں پتا چلے گا. چلو اب نیچے. پتا چلے وہی نکاح سے مکر گئی ہے. ہائے مزہ آجائے, مفت کی اینٹرٹینمنٹ". قہقہہ لگا کر زینب اپنی ہی بات سے محظوظ ہوئی.

"منحوسوں کا کردار تو تم ادا کر رہی ہو". جبرئیل نے ماتھے پر مصنوعی بل سجائے.

"نیچے چلو ورنہ نحوست سچ میں اتر آئے گی". زینب آگے بڑھ کر جبرئیل کو بازو سے پکڑ کر نکاح کیلئے لاؤنج میں لے جانے لگی. کچھ ہی دیر بعد جبرئیل کی زندگی کا بہت بڑا فیصلہ ہونے جا رہا تھا. بلکہ اس پر بہت بڑی ذمہ داری عائد ہونے والی تھی.

"قبول ہے". حجاب کے لبوں سے بمشکل ہی ادا ہو پایا. آنکھوں میں تھمے آنسو اب بنا تاثر چہرے سے ٹپکنے لگے. لرزتے ہاتھوں کو حرکت دیتے ہوئے وہ مہرال کے بھجوائے گئے خوبصورت قلم سے دستخط کرنے لگی. سجے ہوئے خوبصورت وسیع لان میں سب کی نظریں اب حجاب کی طرف ہی تھیں. نکاح میں گنے چنے لوگ موجود تھے. جبرئیل کی فیملی اور حجاب کی فیملی کے علاوہ حجاب کی ایک دوست اور دو تایا مدعو تھے.

"مبارک ہو بیٹی". صالح صاحب اس موقع پر اپنی بیٹی کے سر پر محض پیار ہی دے پائے تھے. پھر آنکھوں سے چھلکتے آنسو پونچھتے وہ وہاں سے الگ ہو گئے مگر حجاب یہ منظر سر اٹھا

کر دیکھ بھی نہ پائی .پل بھر میں اب تک کی زندگی کے خوبصورت لمحات کسی فلم کی طرح اس کے ذہن کے پردے میں چلنے لگے .لب آپس میں پیوست ہوئے اور دل نے رونے کی اجازت دے ڈالی .جہاں جبرئیل میر کے گلے لگ کر مبارک وصول کر رہا تھا وہیں حجاب اب فرحین بیگم کے ہاتھوں کے پیالے میں اپنا ضبط چھپانے میں ناکام رہی تھی .ایک خوبصورت رشتہ دو لوگوں میں قائم ہو چکا تھا .اس کی خوبصورتی فضاء میں بھی محسوس کی جانے لگی تھی.

"میرے بھائی کو یہ نئی زندگی بہت مبارک ہو .امید ہے تمہاری دلہن تمہیں بہت خوش رکھے گی اور زینی کی جلی کٹیوں سے تمہاری جان چھوٹے ... آوچ "!میر جبرئیل سے گلے مل کر الگ ہوا تھا جب پاس کھڑی زینب کو دیکھ کر اسے شرارت سوجھی .زینب جو کے اپنے نام پر متوجہ ہوئی تھی ,اپنی شان میں قصیدے سنتے ہی فوراً سے کہنی میر کے پیٹ میں دے ماری .

میر درد کے مارے دہرا ہوا یا شاید ایکٹنگ کرنے لگا .ان تینوں کو یوں خوش دیکھ کر فرح بیگم کے اندر تک سکون بھر گیا .رہی سہی کسر اپنے سامنے جبرئیل کی خوبصورت دلہن کو دیکھ کر پوری ہو گئی .ایسا لگتا تھا اللہ تعالیٰ نے اپنی بھرپور نعمتوں کی نوازش کر دی ہو جیسے .

مگر...

"اگر مجھے بہت ضروری کال نہ آرہی ہوتی تو آج تمہاری خیر نہیں تھی ".موبائل پر ایک نظر ڈال کر مصنوعی خفگی چہرے پر سجائے میر ان دونوں سے الگ ہو گیا .الگ ہوتے ہی میر کے چہرے کی شرارت فوراً غائب ہوئی اور چہرے پر ڈھیروں سنجیدگی نے جگہ لے لی" .شفقت اس وقت مجھے کیوں فون کر رہا ہے؟"

"جی؟ "میر نے بنا سلام گفتگو کا آغاز کیا .

"چھوٹے میاں ,کہاں ہیں آپ لوگ؟ "کچھ تھا شفقت کی آواز میں جو میر کو ٹھٹھکا گیا.

"آپ نے خیریت سے فون کیا ہے؟ "میر اسے بتانا نہیں چاہتا تھا کے وہ لوگ شہر سے باہر ہیں .اس لئے نارمل انداز میں سیدھا کام کی بات پر آیا لیکن اگلی خبر شاید نارمل نہیں تھی جس نے میر کو جامد و ساکت ہو جانے پر مجبور کر دیا.

"بری خبر ہے چھوٹے میاں .بڑے صاحب اور چھوٹے صاحب اب اس دنیا میں نہیں رہے . آج شام کو نا معلوم افراد نے راستے میں انکی گاڑی پر فائرنگ کر دی تھی .اس گھر پر قیامت ٹوٹ پڑی ہے چھوٹے میاں .آپ جلدی سے آجائیں ".وہ اور بھی بہت کچھ کہہ رہا تھا مگر میر کی سماعت شہروز خان اور وجیح کی اس اچانک موت پر تمام ہو گئی تھی .

"ماما, کیا کر رہی ہیں آپ؟ "میر جو بہت دیر سے فرح بیگم کے اکیلے ہونے کے انتظار میں تھا اور بمشکل اپنے تاثرات کو چھپائے ہوئے تھا, فرح بیگم کو کمرے کی طرف بڑھتے دیکھ کر فوراً ان کے پیچھے لپکا. وارڈروب میں سے کچھ نکالتی فرح بیگم چونکیں.

"تم جبرئیل کو اکیلا چھوڑ آئے ہو میر. وہ کب سے تمہیں بلا رہا ہے". فرح بیگم وارڈروب سے زیور کا چھوٹا سا گولڈن باکس لے کر پلٹیں.

"پہلے آپ یہاں بیٹھیں اور جو میں آپ کو بتانے جا رہا ہوں, وہ آپ ابھی جے بی یا حجاب سے بالکل ذکر نہیں کریں گی". میر فرح بیگم کا ہاتھ پکڑ کر بیڈ کی طرف لے آیا اور انہیں بیڈ پر بٹھا کر خود گھٹنوں کے بل ان کے سامنے نیچے ہی بیٹھ گیا.

"ایسی کیا بات کرنی ہے میر تمہیں؟ "فرح بیگم کا دل اس کو یوں سنجیدہ دیکھ کر بیٹھنے لگا. ابھی چند ہی پل تو ہوئے تھے جو انہوں نے اپنے بچوں کو خوش دیکھا تھا.

"ہمیں ابھی اسی وقت لاہور کیلئے نکلنا ہے ماما. شاید فرحین آنٹی اور صالح انکل کو بھی ابھی چلنا پڑ جائے. کیونکہ "... میر نے کہتے ہوئے اپنا سر جھکایا اور فرح کے دونوں ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں تھام کر کہنے کیلئے ہمت مجتمع کی" ,تایا اور وجیح, ان دونوں کی ڈیتھ ہو گئی ہے ماما".

"یہ کیا کہہ رہے ہو میر؟ "فرح بیگم بے یقینی سے میر کی طرف دیکھنے لگیں.

"یہ سچ ہے ماما, شفقت نے کال کر کے بتایا تھا .مجھے گمان گزرا تو میں نے مہرال کو فون کیا . اس نے اس بات کی تصدیق کی ہے .وہ دونوں اب واقعی اس دنیا میں نہیں رہے ".میر نے افسردہ لہجے میں بتایا تو فرح بیگم واقعتاً پریشان ہو گئیں .دو نفوس جو کل صبح ہی سلامت وجود لئے ان کے سامنے کھڑے تھے ,اب وہ نہیں رہے؟ کتنی غیر یقینی ہوتی ہے زندگی.

"اِنا للہ وانا الیہ راجعون .مگر ...یہ سب کیسے ہوا ہے؟ "فرح بیگم کو یہ بات کسی طور سے بھی سچ معلوم نہیں ہو رہی تھی .سب کچھ ایک خیال معلوم ہو رہا تھا.

"ان کی گاڑی پر فائرنگ کی گئی تھی .اس سے زیادہ مجھے معلوم نہیں ہے .ہمیں ابھی کچھ دیر میں یہاں سے نکلنا ہو گا .ورنہ فرحین آنٹی اور ہماری غیر موجودگی کہیں تائی جان کو کھٹک نہ جائے .کم ازکم میں اس نازک صورتحال میں کوئی مسئلہ نہیں چاہتا ".میر فرح بیگم کو ہدایات دیتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا " .اور ہاں ,یہ معاملہ جے بی یا حجاب تک نہیں جانا چاہیئے .انہوں نے ابھی ابھی اپنی زندگی شروع کی ہے .میں نہیں چاہتا کے کوئی تیسرا اس میں کوئی خلل ڈالے".

"کتنا عجیب ہے نا ,جو فوت ہوئے ہیں وہ تمہارے تایا تھے .مگر تمہارے چہرے پر نہ غم ہے نہ آنکھ میں پانی .وابستگی کیسا اثر رکھتی ہے ,ہو جائے تو دوردراز کے کسی غیر کی موت بھی

قیامت ڈھا دیتی ہے اور اگر نہ ہو تو قریبی رشتوں کے کھو جانے پر ملال بھی نہیں ہوتا".
میر جانے کیلئے پلٹا ہی تھا جب فرح بیگم نے دل میں آئی بات اپنی زبان کو سونپ دی.
"ملال ہے ماما, مگر تایا کے کھو جانے کا نہیں. ویجی کے کھونے کا. وہ بے ضرر سا شخص, بے وجہ کسی کے برے کرتوت کی زد میں آگیا". میر سر جھٹک کر آگے بڑھ گیا. فرح بیگم ابھی بھی سن بیٹھیں حالیہ واقعے پر گنگ تھیں. دوسروں کو غم دینے والا, آج خود کے وجود سے لاتعلق ہو گیا تھا.

"ہائے سویٹ ہارٹ, کیا تم میرے انتظار میں ابھی تک کمرے میں بند ہو؟" حدید نے مہرال کے کمرے کا دروازہ ناک کیا تو کوئی جواب نہ ملنے پر وہ دروازے کے باہر سے ہی خوش فہمیوں کے پہاڑ مہرال کے سر پر پھوڑنے لگا.
"دیکھو میرے پاس وقت نہیں ہے اور میں نے ابھی آتے ہوئے تمہیں کمرے میں واپس مڑتے دیکھا ہے, اسلئے مجھے مجبور مت کرو کے میں کوئی انتہائی قدم لوں". کلائی پر بندھی گھڑی سے وقت دیکھتے ہوئے حدید جھنجھلایا مگر جواب ندارد. حدید کے لبوں کو مسکراہٹ نے چھوا.

"ٹھیک ہے, آگے جو ہوگا اس کی ذمہ داری تم پر ہے". حدید نے دائیں ہاتھ میں تھاما ہوا بکے پاس پڑے ٹیبل پر رکھا اور کوٹ کی اندرونی جیب سے ہینڈ گن نکال کر اپنے سامنے کی.

"فائن !سنو, دروازے کے آگے مت آنا". سر کو دائیں بائیں ہلکا سا خم دیتے ہوئے اس نے گن دروازے کے لاک پر رکھ کر گولی چلا دی. گولی چلنے کی آواز کے بعد دروازہ کھل گیا مگر کمرے سے ایک زوردار چیخ بلند ہوئی. حدید نے فوراً گن جیب میں رکھ کر ٹیبل سے بکے اٹھایا اور تیز قدم بڑھاتا کمرے میں داخل ہو گیا جہاں مہرال بیڈ سے ٹیک لگائے اور لبوں کو اپنے ہاتھوں سے خاموش کرواتی زمین پر خوفزدہ بیٹھی ہوئی تھی.

"یہ سب کیا ہے مہرال؟ کیوں پریشان کرتی رہتی ہو؟ "حدید آہستہ آہستہ قدم بڑھاتا اس کے قریب آتا جا رہا تھا. وہ سہمی سہمی بمشکل اٹھ پائی.

"چلے جاؤ یہاں سے, تم ایسا کر کے خود کو مزید قابلِ نفرت بناتے جا رہے ہو". وہ دبی دبی سی غرائی. مگر بے بسی اور خوف اس کے لہجے سے صاف ظاہر تھا.

"تمہیں یہ دینے آیا تھا. جانتی ہو یہ کیا ہے؟ میرے باغیچے کے پھول جسکا ہر پودا میں نے بہت پیار سے لگایا ہے, اور تمہیں پتا ہے, انہیں توڑ کر میں نے انکے کانٹے بھی تراشے ہیں.

کیونکہ میں یہ بکے تمہیں دینے چاہتا تھا۔ تاکہ تمہیں کوئی شے زخم نہ دے"۔حدید نے وہ سرخ گلابوں کا بکے مہرال کی طرف بڑھایا مگر مہرال نے اسے چھونے کی ہمت بھی نہ کی۔

"مجھے نہیں چاہیئے۔ تم جاؤ، نفرت ہونے لگی ہے مجھے تمہاری موجودگی سے"۔مہرال نے آج برملا نفرت کا اظہار کیا۔لیکن حدید کو پرواکب تھی۔

"مگر میں تمہیں یہ دینا چاہتا ہوں۔ تمہیں بتانا چاہتا ہوں کے وقت آنے پر تمہارے لئے اپنی محبوب ترین شے بھی قربان کر سکتا ہوں اور اگر ضرورت پڑی تو تمہارے چھونے سے پہلے میں ہر شے سے کانٹے اکھاڑ پھینکوں گا۔مگر تمہیں اذیت سے دور رکھوں گا"۔حدید نے ایک بار پھر سرخ گلاب اس کی طرف بڑھائے۔

"سنائی نہیں دیا تمہیں؟ مجھے نہ تم چاہیئے ہو اور نہ ہی تمہارے یہ پھول۔جاؤ یہاں سے"۔ مہرال نے بکے کو زور سے جھٹکا جس سے بکے حدید کے ہاتھ سے چھوٹ کر دور جا گرا۔

"میرے پھولوں کو اگر کسی نے ہاتھ بھی لگایا ہوتا تو اس وقت وہ اپنی جان سے جا چکا ہوتا۔ مگر افسوس!مقابل تم ہو۔تم تو میرا وجود بھی ڈھا دو تو تمہیں اجازت ہے"۔حدید نے گھرے انداز میں اپنے جزبات کا اظہار کرنا چاہا اور ایسا کرتے وہ مہرال کا ہاتھ پکڑ بیٹھا تھا۔

"چھوڑو مجھے۔ تمہاری ہمت کیسے ہوئی میرے اللّٰہ کی حدود توڑنے کی؟ تم... تم مجھ سے محبت کی باتیں کرتے ہو؟ تم میرے اللّٰہ سے محبت نہیں نبھا پائے، مجھ سے کیا ہی محبت کرو گے، چلے جاؤ یہاں سے حدید ورنہ میں اپنی حدود پار کر دوں گی"۔ مہرال حدید سے ہاتھ چھڑا کر بے اختیار دو قدم دور ہوئی۔ اسے کراہت آنے لگی تھی، حدید کے وجود سے بھی اور اپنے ہاتھ سے بھی۔

"کیسے محبت کروں میں تمہارے اللّٰہ سے؟ تم مجھے بتا دو، میں تمہیں مایوس نہیں کروں گا۔ میں کروں گا تمہارے اللہ سے محبت"۔ حدید اپنے دونوں ہاتھ پھیلائے اب واقعی ہی اس کے سامنے بے بس ہوا۔

"اللّٰہ سے محبت اللّٰہ ہی کیلئے کی جاتی ہے، اللہ سے محبت بندے کیلئے کبھی بھی نہیں ہوتی۔ وہ ریاکاری ہو سکتی ہے، وہ مطلب ہو سکتا ہے، وہ وقتی ہو سکتا ہے، وہ کچھ بھی ہو سکتا ہے مگر وہ اللہ سے محبت نہیں ہوتی"۔ مہرال نے بات کے اختتام میں انگلی سے باہر کی طرف اشارہ کیا تو آسودہ مسکراہٹ لئے حدید نے پہلے نیچے جھک کر پھول اٹھائے اور پھر پاس پڑی ٹریش بکٹ میں اسے ڈمپ کر دیا۔

"جن چیزوں کو تم ناپسند کر دو ,ان سے میرا دل نفرت کرنے لگتا ہے مہرال .کاش تم میری محبت کو سمجھ سکو ".یہ کہہ کر حدید رکا نہیں .وہاں سے چل دیا .اس بار مہرال دروازہ بند کرنے پیچھے نہیں جا سکی تھی .فائدہ ہی نہیں تھا .کیونکہ حدید لاک توڑ کر جا چکا تھا.

"اللہ تعالیٰ یہ گھر تو میرے لئے دن بہ دن غیر محفوظ ہی ہوتا جا رہا ہے ".روہانسی ہو کر وہ ڈریسنگ کے اسٹول پر بیٹھ گئی .اسکا سکون رفتہ رفتہ چھن رہا تھا,وہ محفوظ نہیں تھی .یہ سوچ ہی اسے اضطراب میں دھکیلنے کو کافی تھی.

"پہلی بار ہے کے کسی کے اپنے گھر والے شادی میں مہمانوں کی طرح شریک ہوئے ہیں اور مہمانوں کی طرح نکاح کا کھانا کھاتے ہی رخصت ہو رہے ہیں ".جبرئیل اور حجاب گیٹ پر دونوں خاندانوں کو رخصت کرنے آئے تھے تو فرح بیگم سے پیار وصول کرتے جبرئیل نے شکوہ کیا.

"جانا ضروری نہ ہوتا تو میرا تو دو دن اسٹے کرنے کا پلان تھا ".فرح بیگم جبرئیل کو پیار کر کے حجاب کی طرف بڑھیں.

"ایسا بھی کیا ضروری کام ہے کے تم لوگ ایک رات بھی نہیں رک سکتے ".جبرئیل اب میر کے گلے مل رہا تھا.

"شفقت بار بار گھر کے چکر کاٹ رہا ہے جے بی .معاملات بہت حساس ہیں اور ہم کسی بھی قسم کا بلنڈر نہیں چاہتے ".میر وضاحت دیتے ہوئے اس سے الگ ہوا مگر جبرئیل کو یہ بات ہضم ہی نہیں ہو رہی تھی .میر اور فرح کے درمیان سے راستہ بناتی زینب اب جبرئیل اور حجاب کے سامنے آئی تو باقی سب گاڑی کی طرف بڑھنے لگے .حجاب کے دونوں تایا تو پہلے ہی نکل چکے تھے .فرحین بیگم اور صالح میاں بھی میر کیساتھ ہی واپس جانے لگے تھے کے رات کے اس پہر انکا ڈرائیو کرنا ممکن نہیں تھا.

"جے بی ,یہ تم دونوں کیلیئے ہے ".زینب نے ایک سفید رنگ کا مگ جبرئیل کی طرف بڑھایا جس میں ایک ننھا سا پودا اپنی زندگی جینے کیلیئے تیار کھڑا تھا.

"یہ بہت خوبصورت ہے ".حجاب کو زینب کا یہ تحفہ اور تحفے کا انداز بہت پسند آیا تھا.

"پہلے مجھے سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کے کونسا تحفہ دوں .مگر پھر میری دوست نے مجھے اس تحفے کے بارے میں بتایا.جانتے ہو یہ پودا تم دونوں کی بہت محنت لے گا .تم دونوں کی توجہ سے ہی یہ بڑھے گا .کسی ایک کی لاپرواہی اس کے ختم ہو جانے کیلیئے کافی ہے .کتنا عجیب ہے یہ

پودا ,جو چیزیں تم دونوں کے رشتے کو درکار ہیں وہی اسے بھی چاہیئں ". آخر میں زینب حجاب کی طرف دیکھ کر مسکرائی.

"تمہاری دوست بہت ذہین ہے ". حجاب مسکرا کر بس اتنا ہی کہہ پائی.

"مگر وہ کبھی نہیں مانے گی ". جواباً زینب بھی مسکراتی وہاں سے پلٹ گئی. جبرئیل گیٹ سے باہر نکل کر اب ان سب کو جاتے دیکھنے لگا تھا. کچھ دیر بعد وہ واپس لوٹا تو حجاب وہیں کھڑی تھی.

"تم ابھی تک یہیں کھڑی ہو؟ "جبرئیل نے جھجھکتے ہوئے حجاب سے پوچھا. نجانے یہ نکاح کا اثر تھا جو وہ پہلی بار کسی لڑکی سے اس غرض سے محتاط ہو کر بات کر رہا تھا کے کہیں اسے برا نہ لگ جائے.

"کیا ہم کچھ دیر یہاں بیٹھ کر بات کر سکتے ہیں؟ "حجاب نے اداس لہجے میں جبرئیل سے لان میں لگی کرسیوں پر بیٹھنے کی فرمائش کی.

"کیا ہم کافی پیتے ہوئے یہاں بات کر سکتے ہیں؟ "جبرئیل نے نہایت اپنائیت سے پوچھا تو حجاب چونکی. وہ اتنا بھی برا نہیں تھا.

"ٹھیک ہے ". حجاب نے سر اثبات میں ہلایا اور دونوں اطراف سے اپنا گاؤن اٹھائے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی . کچھ ہی دیر گزری تھی جب وہ دوبارہ نمودار ہوئی . وہ لان کے وسط میں کافی کا ٹیبل سجائے منتظر تھا جب نیوی بلیو شارٹ شرٹ کیساتھ نیوی بلیو اسٹریٹ پینٹس پہن کر ڈل گولڈن دوپٹہ گلے میں ڈالے وہ قدم قدم بڑھاتی اسی کی طرف آ رہی تھی جو قدرے دلچسپی سے اسے شولڈر کٹ بالوں میں پہلی بار دیکھ رہا تھا.

"آپ کیوں ہنس رہے ہیں؟ "حجاب چلتی ہوئی جبرئیل تک آئی تو جان گئی تھی کے جبرئیل ہنسی دبائے اس کی طرف دیکھ رہا ہے . جبرئیل نے اس کیلئے کرسی کھینچی اور حجاب کے بیٹھنے پر اب وہ دوسری طرف حجاب کے مقابل آ کر بیٹھ گیا . ٹیبل کے درمیان چھوٹی سی صراحی دار بوتل میں جبرئیل نے ایک ہی گلاب ڈال رکھا تھا جسے دیکھ کر حجاب کو بھی ہنسی آئی . مگر وہ اسے واقعی پیارا لگا تھا.

"مجھے لگا تھا کے تم میرے سامنے اب بھی حجاب میں ہی آؤ گی ". جبرئیل نے مسکراتے ہوئے بات کا آغاز کیا اور اپنی کافی سے ایک سِپ لیا.

"اسلئے کیونکہ میرا نام حجاب ہے؟ "حجاب نے ایک ابرو اچکا کر جبرئیل سے استفسار کیا.

"اسلئے کیونکہ ابھی کچھ دیر پہلے تم مرچیں چبا رہی تھی". جبرئیل کی مسکراہٹ مدھم نہیں پڑی تھی مگر حجاب کی مسکراہٹ بھی گہری ہو گئی.

"اُس وقت میرے اور آپکے درمیان' حجاب 'تھا". اس نے بال کان کے پیچھے اڑستے ہوئے کافی کا سپ لیا. پھر آنکھیں بند کر کے اس کے ذائقے کو اندر تک گھل جاتا محسوس کرنے لگی.

"میں نے تمہارے حجاب کی کوئی حد بھی نہیں توڑی تھی". جبرئیل نے اسے جتایا تو وہ چونکی.

"کیسا لگے اگر آپ بہت پہلے کسی کا پروپوزل قبول کر چکے ہوں اور عین نکاح سے پانچ منٹ پہلے آپکو بتایا جائے کے آپکے منگیتر کی اس نکاح میں کوئی رضا نہیں ہے. کیا آپ مرچیں چبائیں گے یا نکاح کے اخروٹ؟ "حجاب نے اپنا مگ ٹیبل پر رکھا اور جبرئیل سے وضاحت مانگنے لگی.

"نکاح کے چھوہارے ہوتے ہیں". جبرئیل کو اس کی غلط مثال پر ہنسی آ گئی.

"کیا فرق پڑتا ہے اخروٹ ہیں یا چھوہارے جب منگیتر ہی راضی نہ ہو تو دونوں نہیں چبائے جا سکتے". حجاب نے جبرئیل کی معلومات میں اضافہ کیا. جبرئیل خاصا محظوظ ہوا.

"کس نے کہا منگیتر راضی نہیں تھا؟ منگیتر بیچارہ تو اپنے جزبات کا اظہار کرنے آیا تھا. مگر اسکے جزبات کو کسی خاطر میں نہیں لایا گیا". اس نے کافی بیچارگی کا اظہار کیا.

"اسمارٹ !آپ نے سوچا ہوگا کے منگیتر صاحبہ خود ہی مکر جائے گی اور الزام بھی آپکے سر نہیں آئے گا ".حجاب نے گویا اپنی طرف سے خود ہی ہر بات کا فیصلہ کر لیا .اب کی بار جبرئیل چہرے سے مسکراہٹ سمیٹتا سنجیدہ ہو کر بیٹھا.

"مجھے بہت مختصر مگر خوبصورت رشتے ملے ہیں حجاب .شاید یہی وجہ ہے کے مجھے خود سے جڑے رشتوں سے بہت محبت ہے .آج نکاح سے پہلے ظہر کی نماز کے بعد جانتی ہو میں نے کیا دعا کی تھی؟ "جبرئیل سنجیدہ ہوا تو حجاب بھی دلچسپی سے اسے سننے لگی.

"کیا دعا کی تھی؟ "حجاب نے بس اتنا ہی پوچھا.

"میں نے مانگا تھا کے یہ رشتہ جو مجھ سے منسلک ہونے جا رہا ہے ,اللہ تعالیٰ اس میں محبت اور برکت ڈال دیں .کیونکہ میں اسے اللہ کی رضا سے قبول کرنے جا رہا ہوں تو میں نے عہد کیا ہے کے اس خوبصورت رشتے میں میں کسی قسم کی خیانت نہیں کروں گا .اس کے تمام حقوق ادا کروں گا اور اسے پروان چڑھانے کی ہر ممکن کوشش کروں گا .مجھے نہیں علم کے تمہارے ساتھ میرے احساسات کیا ہیں .مگر مجھے یہ علم ہو گیا ہے کے تمہارے ساتھ جڑے اس رشتے سے مجھے محبت ہو گئی ہے .تم مجھے کبھی بھی اس میں چور نہیں پاؤ گی جب تک کے اس رشتے میں خیانت نہ آ جائے .میں اپنے عہد کا پابند رہوں گا ".جبرئیل کہہ رہا تھا مگر

حجاب اس کی ان باتوں پر مبہوت رہ گئی تھی .اس نے تو یہ سوچ ہی لیا تھا کے اب یہ رشتہ اسے اکیلی کو ہی گھسیٹنا پڑے گا .مگر محبت نہ ہوتے ہوئے بھی جو شے اس کی جھولی میں آن گری تھی ,اس کا کوئی ردو بدل نہیں تھا.

"کیا تم میرے لئے ,اس رشتے کو خوبصورت بنانے میں میری مدد کرو گی؟ "جبرئیل نے خوبصورت گولڈن باکس میں سے گولڈ کا نازک سا بریسلیٹ نکالا اور اپنی کرسی سی اٹھ کر حجاب کے سامنے آکر اس سے اجازت مانگی.

"تم ہمیشہ مجھے اپنے ساتھ کھڑا پاؤ گے ". مسکراہٹ اپنے چہرے پر خوبصورتی سے پھیلائے حجاب نے جبرئیل کے بڑھے ہاتھ میں اپنا ہاتھ تھما دیا اور اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی.

"یہ بریسلیٹ مجھے بہت پسند ہے .میں یہ ماما کیلیئے لایا تھا اور ہر کفایت شعار ماں کی طرح انھوں نے اسے اپنی بہو کیلیئے سنبھال رکھا تھا .لیکن میں چاہتا ہوں کے یہ مجھے ہمیشہ تمہارے ہاتھ میں نظر آتا رہے ".جبرئیل نے اسکی خوبصورت کلائی پر وہ بریسلیٹ پہنا دیا جسے اب حجاب اپنی نظروں کے سامنے لا کر ستائشی نظروں سے دیکھ رہی تھی.

"آپکا تحفہ مجھے پسند آیا ہے جبرئیل ".اسے پہن کر حجاب بہت خوش تھی اور جبرئیل اسے خوش دیکھ کر خوش تھا .اسے یہ سیکھنے میں وقت تو لگا تھا کے ملنے والی شے پر شکر ادا کر کے

آگے بڑھ جانا چاہیئے مگر اس وقت کے بادشاہ نے اسے بہت خوبصورت رشتوں سے بھی نواز دیا تھا .اب اسے اس خوبصورت نوازش کا بھی شکر ادا کرنا تھا جس کی اس نے کبھی توقع نہیں کی تھی.

"میرا اب تم سے مزید ملنا ممکن نہیں ہے میر .حدید واپس آ چکا ہے . سمیر اور مہک میرے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑے ہوئے ہیں اور میرا کوئی ویک پوائنٹ ڈھونڈھتے رہتے ہیں .دوسری طرف نظامی آدھا پاگل ہو چکا ہے .اس کے ایکسپوز ہونے کے چانسز بڑھتے جا رہے ہیں . باجوہ اور جعفری حراست میں ہیں اور لیکڈ ویڈیو میں نظامی کا نام لیا گیا ہے .نظامی کے فرار کے بھی اب تمام راستے بند ہیں .اگر اب کی بار وہ مجھ پر غصہ نکالنے پر آیا تو سب کچھ تہس نہس ہو جائے گا .اسلئے تمہیں اپنی شناخت مجھ سے دور رکھنی ہوگی .میں ویسے بھی تمہاری فیملی کے احسانوں تلے دبی ہوئی ہوں ".پارک کے بینچ پر بیٹھی مہرال نے افسردگی سے ساری کہانی میر کو سنا ڈالی تو رتجگے اور تایا کی موت کے باعث جو اسے بالکل آرام کا موقع نہیں مل رہا تھا ,اس وقت اس کی آنکھیں سرخ اور سر پھٹنے کو تھا .آنکھیں سکوڑے بمشکل وہ مہرال کی بات سمجھ پایا.

"ہم ڈونٹ آورز میں مل سکتے ہیں ". ساری افکارو پریشانیاں چھوڑ کر میر کو فی الوقت یہی سب سے بڑا مسئلہ معلوم ہوا.

"خیر یہ سننے اور بتانے کیلئے تو میں نے تمہیں اتنی جلدی نہیں بلایا ". مہرال نے گویا ناک سے مکھی اڑائی.

"پھر کیا کہنا تھا تم نے؟ "اس کی آنکھیں جل رہی تھیں .شاید جسم بھی بخار سے ٹوٹ رہا تھا.

"میں تمہیں کچھ اور بتانا چاہتی تھی .جانتے ہو تمہارے تایا پر یہ حملہ کس نے کیا ہے؟ " مہرال نے اس کی بات کی تردید کر دی.

"کس نے؟ "میر کو لگا کے بالضرور یہ باجوہ ہو گا.

"نظامی نے ". مہرال نے اپنے تئیں میر کے سر پر بم پھوڑا " .کیونکہ بظاہر یہ ویڈیو شہروز خان نے لیک کی تھی اسلئے نظامی کو اس سے خطرہ لاحق ہو گیا اور موقع محل دیکھتے ہوئے حملہ اس طرح کروایا کے اب سارا الزام سیدھا باجوہ پر جاتا ہے .کیونکہ شہروز خان کے موبائل سے بھیجی گئی ویڈیو ہی باجوہ کی گرفتاری کا سبب بنی ہے .اس کے علاوہ ایک اور بات ہے میر .شاید تمہیں یقین نہ آئے مگر"...

"مگر؟ مگر کیا؟ "میر کے ماتھے پر بل نمودار ہوئے.

"نظامی کے گینگ کا آخری ساتھی, کوئی اور نہیں ... بلکہ تمہارا کزن وجیح ہی تھا ". مہرال نے جھجھکتے ہوئے میر کو بتایا.

"وجیح؟ "میر حیرت زدہ رہ گیا یا شاید اس سے سننے میں غلطی ہو گئی تھی.

"ہاں وجیح شہروز خان .وہی اس دن میٹنگ سے غائب تھا ".مہرال تو کہہ چکی تھی مگر میر کے دل پر بری گزری .اسے یہ دکھ تب بھی نہ ہوا تھا جب اسے پتا چلا تھا کے اس کے تایا ایک اسمگلر ہیں .لیکن ایک کزن جو اس کے ساتھ اول دن سے ہی اتنی اپنائیت اور چاہت رکھتا تھا .پھر اس کے بارے میں یہ معلوم ہونا کے وہ اسمگلر ہے ,یہ بات نارمل تو نہ تھی .مگر نارمل تو کچھ بھی نہیں ہوا کرتا!

وہ کچھ ہی دیر پہلے قرآن کلاس سے واپس آئی تھی .مگر آتے ہی بیڈ پر دھپ سے لیٹ گئی تھی .چینج کرنے کا موقع ہی نہیں ملا .پھر اچانک کسی احساس کے تحت اس نے آنکھیں کھولیں تو خوف کے مارے اٹھ بیٹھی.

"تم یہاں کیا کر رہی ہو؟ "مہک دروازہ کھول کر سینے پر ہاتھ باندھے نجانے کب سے کھڑی مہرال کو دیکھ رہی تھی .مہرال کو اسے اس طرح خاموشی سے وہاں کھڑا دیکھ کر بہت خوف

آیا. حالانکہ اس نے آج ہی دروازے کا لاک بدلوا لیا تھا, پھر مہک نے کس طرح دروازہ کھول لیا؟

"تمہیں جی بھر کر دیکھ رہی ہوں ". مسکراتے ہوئے وہ کمرے میں داخل ہوئی.

"دماغ خراب ہو گیا ہے تمہارا؟ "مہرال کو اس کی ذہنی حالت پر شک گزرا.

"نہیں ,رشک آ رہا ہے تم پر اور ہنسی بھی آ رہی ہے ".مہک نکہت کے انداز میں سینے پر ہاتھ رکھ کر کھکھلائی. شاید وہ آج کل نکہت کے ساتھ بہت زیادہ رہنے لگی تھی.

"تمہیں مجھ پر رشک کیوں آ رہا ہے؟ "مہرال کو اس کی باتیں سمجھ نہیں آ رہی تھیں.

"تمہارا باپ ابھی بھی خوبصورت ہے مہرال .تم اور تمہارا بھائی بالکل اپنے باپ جیسے ہو . خوبصورت !میرے پاس ہر چیز ہونے کے باوجود مجھ میں کمی جانتی ہو کیوں ہے؟ کیونکہ میرا باپ خوبصورت نہیں ہے اور میں بھی اپنے باپ جیسی ہوں ".کہتے ہوئے مہک کا چہرہ اب سنجیدہ ہونے لگا تو مہرال کو اس کی یہ باتیں سن کر کوفت ہونے لگی.

"اور ہنسی کیوں آ رہی ہے؟ "مہرال نے آنکھیں سکوڑ کر اس کے رویے کو پڑھنا چاہا مگر اسے ناکامی حاصل ہوئی.

"اتنے ہینڈسم ہونے کے بعد بھی بڑے بھیا نظامی مینشن کے باہر کھڑے آپ کا انتظار کر رہے ہیں .ڈیڈ بس باتھ لے کر نکلنے ہی والے ہیں ".مہک اپنے دونوں ہاتھوں کو آپس میں اس طرح ملنے لگی جیسے کوئی بہت ہی مصالحہ دار خبر لا کر سنائی ہو.

"یہ کیا کہہ رہی ہو تم؟ عبداللہ نظامی مینشن کے باہر کیوں آیا ہے؟ اور ..اور تم یہ مجھے اب بتا رہی ہو؟ "مہرال ہڑبڑا گئی تھی .اسے کچھ سمجھ نہیں آ رہی تھی کے کہاں جائے اور کیا کرے .

"میں نے سوچا ڈیڈ آ جائیں پھر انکی بھی ملاقات ہو جائے گی ".مہک اب بیڈ پر جا کر بیٹھ گئی.

"مر جاؤ تم ذلیل عورت ".مہرال غصے میں بولی تو مہک پر کوئی اثر نہ پڑا اور وہ مزید قہقہے بھرنے لگی .مہرال نے آؤ دیکھا نہ تاؤ اور تیز تیز سیڑھیاں اترتی ہوئی تیز قدموں سے وسیع لان عبور کرنے لگی.

"حنیف بابا ,یہاں ...کوئی لڑکا آیا تھا کیا؟ "مہرال پھولے تنفس کیساتھ گیٹ سے باہر کھڑے ادھیڑ عمر گارڈ سے پوچھنے لگی.

"جی مہر بی بی .وہ اپنی گاڑی آگے لے گیا ہے .کہہ رہا تھا کے آپ آئیں تو میں آپ کو بتا دوں کے وہ آپکا آگے انتظار کر رہا ہے ".گارڈ انگلی کے اشارے سے اسے آگے کا بتانے لگا .

وہاں واقعی ہی ایک گاڑی کھڑی تھی .غصہ اس کے چہرے پر ابھر کر آیا تھا .

"شکر ہے اس نظامی نے نہیں دیکھا .اگر وہ دیکھ لیتا تو ....جب منع کر دیا تھا تو یہاں آنے کا کیا جواز بنتا ہے بھلا؟ "تنے اعصاب کے ساتھ وہ آگے بڑھنے لگی مگر عین گاڑی کے قریب پہنچ کر وہ ٹھٹھک کر رک گئی .ذہن میں کوئی بھولی بسری سی بات یاد آئی .

"مگر عبداللّٰہ تو آج کی فلائیٹ سے کراچی جانے والا تھا اور یہ ...یہ کار بھی عبداللّٰہ کی نہیں ہے .اوہ میرے اللّٰہ "!اسکی روح تک کانپ گئی تھی .وہ بھلا کس کی بات پر بھروسہ کر آئی تھی؟ مہک کو اس کے بھائی سے بھلا کیا ہمدردی؟ وہ فوری طور پر جانے کیلیئے پلٹی مگر...

"ہائے سویٹ ہارٹ"!

"مجھے پہلے ہی سمجھ جانا چاہیئے تھا کے اس جھوٹ کے پیچھے مہک کا ساتھ دینے والے تم ہی ہو ".وہ پلٹی تو اپنے سامنے حدید کو کھڑا پا کر یکدم خوفزدہ ہو گئی مگر اس نے خوف چہرے پر ظاہر نہ ہونے دیا اور حدید کو ملامت کرنے لگی.

"خبردار جو ایک قدم بھی یہاں سے ہلی ,ضامی اور عبداللہ کو اڑا دینے کیلئے مجھے صرف ایک اشارہ کرنا ہے .اگر تم چپ چاپ گاڑی میں بیٹھ جاؤ تو میں انہیں چھوڑ دوں گا ".اسے اپنے پہلو سے بچ کر نکلتا ہوا دیکھ حدید نے پہلے ہی مہرال کو قدم بڑھانے پر خبردار کیا .وہ جو فوراً وہاں سے دوڑ لگانے کو تھی ,اپنے باپ اور بھائی کے ذکر پر شل سی پلٹی.

"کیا کہا؟ تم نے میرے پاپا کو "...اس کی آنکھوں میں بے یقینیت عیاں تھی .الفاظ اس کے حلق میں ہی کہیں چھوٹ گئے.

"وہ دونوں میرے آدمیوں کے پاس' محفوظ 'ہیں .مگر انکی آگے کی حفاظت کی ساری ذمہ داری تمہاری ہے. گاڑی میں بیٹھو ".کہتے ہوئے اس نے اپنا بایاں ہاتھ اس کے سامنے کیا اور لمحہ بہ لمحہ وہ ایک ایک انگلی بند کرنے لگا جیسے اس نے پانچ سے کاؤنٹ ڈاؤن شروع کیا ہو . اس نے آخری انگوٹھا بھی بند کر لیا تھا مگر مہرال ابھی تک اسے حقا بقا دیکھ رہی تھی .ایسا لگ رہا تھا جیسے اسے حالیہ واقعہ کے بارے میں یقین ہی نہ آرہا ہو .حدید نے اپنے کندھے اچکاتے ہوئے اپنی جیب کی طرف ہاتھ بڑھایا .

"رکو "!مہرال اس کی جیب کی طرف بڑھتا ہوا ہاتھ دیکھ کر فوراً حواس میں آئی" .میں تمہاری بات سننے کو تیار ہوں".

"ویل ,ابھی تو تمہیں گاڑی میں بیٹھنا ہے ".اپنی فتح پر مسکراتے ہوئے حدید نے اس کیلئے پچھلی سیٹ کا دروازہ کھولا تو وہ آنسو پیتی خاموشی سے گاڑی میں بیٹھ گئی .دروازہ بند کر کے حدید نے اپنی ٹائی کی ناٹ ڈھیلی کر کے ٹائی کالر میں سے نکالی اور دوسری طرف سے آکر مہرال کے پہلو میں بیٹھ گیا.

"تم یہاں سے ایک انچ بھی آگے آئے "...مہرال ابھی کہہ ہی رہی تھی جب حدید نے اس کے دونوں ہاتھ کھینچ کر ٹائی کیساتھ ہیڈ ریسٹ سے باندھ دیئے.

"چھوڑو مجھے یہ کیا کر رہے ہو تم ذلیل انسان !ہاتھ مت لگاؤ مجھے غلیظ جانور "...اس اچانک افتادہ پر وہ گھبرا گئی اور ہاتھ چھڑوانے کی کوشش کرتی اونچی اونچی چلانے لگی مگر یہ سب بھی زیادہ دیر ممکن نہ تھا جب حدید نے اس کے منہ کو ڈکٹ ٹیپ سے بند کر دیا .مہرال اب چلانے کی ناکام کوشش کرتی اپنے پیروں کا استعمال کرنے لگی جبکہ حدید نے اسکا سیٹ بیلٹ بھی باندھ دیا .وہ پیر مارنے لگی ,ہاتھ چھڑانے کی کوشش کرنے لگی لیکن یہ سب اب اس کیلئے ممکن نہیں رہا تھا .خود کو کامیاب ہوتا دیکھ حدید دل جلانے والی مسکراہٹ اچھالتا گاڑی سے اتر گیا .مہرال ساکت رہ گئی .یہ چند پلوں میں ہی اس کے ساتھ کیا ہو گیا تھا؟ وہ نہ صرف بے وقوف بنی تھی ,بلکہ اس کا ایمان خراب ہوا تھا .اس کی بیوقوفیوں اور غلطیوں نے

اسے غلط حالات میں دھکیل دیا تھا. یہ سب جو اس کے ساتھ ہونے جا رہا تھا اس میں اس کی غلطی نہ ہوتے ہوئے بھی سب سے بڑی قصوروار وہ خود ٹھہری تھی.

"تمہیں یہاں آنے سے منع کیا تھا, پھر ایسی کون سی قیامت اتر آئی تھی کے تم اندر آنے پر بضد ہوئے؟ "نظامی کے لِونگ روم میں نظامی کے ساتھ ہارون خان موجود تھا جب ملازم نے اندر داخل ہو کر اطلاع دی کے صدیقی نظامی سے ملنے کی ضد کر رہا ہے. چاروناچار نظامی کو اجازت دینا پڑی اور اس وقت صدیقی نظامی کے سامنے اس کے لونگ روم میں موجود تھا. "تم اچھی طرح جانتے ہو نظامی کے میرے یہاں آنے کا مقصد کیا ہے. اگر ہم نے تمہیں لیڈر بنایا تھا تو ہمارا تحفظ تمہاری ذمہ داری تھی. اب جب کے باجوہ کو تمہاری ضرورت ہے تو تم اسے بے یارو مددگار نہیں چھوڑ سکتے". صدیقی نے اپنے جزبات پر قابو پاتے ہوئے بات کو ممکن حد تک تحمل مزاج میں بیان کیا. نظامی نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی اسٹریس بال کو زور سے مسلا مگر اس نے جب کام نہ کیا تو بال دور اچھالتے ہوئے اس نے کوٹ کی جیب سے چھوٹی سی عطر نما شیشی نکال کر اسے دونوں کانوں کی لو کے نیچے رگڑنے لگا. شیشی بند کر کے جیب میں ڈالتے نظامی نے آنکھیں موندے گہری سانس بھری.

"دیکھو صدیقی ,میں پہلے بھی اس کی بیوقوفیوں سے بہت تنگ تھا. مگر اس بار اس نے بے وقوفی نہیں کی ,بہت بڑا بلنڈر کیا ہے .اپنے ہاتھوں سے ایک قتل کیا ہے .وہ بھی کسی عام شخص کا نہیں ,بلکہ مشہور اینکر پرسن کا .اس سب کے بعد بھی میں مزید اس کا ساتھ دے دیتا ,لیکن اس وقت میرے ہاتھ میں کچھ نہیں ہے .ویڈیو میں میرا نام لیا گیا ہے .میرے خلاف تحقیقات جاری ہیں .تم چاہتے ہو کے اس وقت میں مَیں اپنے پیروں پر کلہاڑی ماروں تو ...میرے ساتھی ,تم نے غلط شعبہ چن لیا ہے .میں تمہاری اور باجوہ کی کوئی مدد نہیں کر سکتا .فی الوقت تم لوگ مجھ سے دور رہو .جا سکتے ہو تم ".داؤد خان جو ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے اور بازو سیٹ کی پشت پر پھیلائے غور سے نظامی کی باتیں سن رہا تھا,اب چونک کر سیدھا ہوا.

"تم اچھا نہیں کر رہے نظامی .میں جانتا ہوں کے اب تم ہماری کوئی مدد نہیں کرو گے .کیونکہ ہم اس وقت بری طرح پھنس چکے ہیں .تم تو اب چاہتے بھی نہیں ہو کے باجوہ آزاد ہو جائے .اس وجہ سے تم نے شہروز خان اور وجیح خان کو قتل کروایا ہے کے اس کے قتل کا سارا ذمہ باجوہ پر ہی آ جائے .تم ایسا ہی ہمارے ساتھ بھی کرنے والے ہو .آنے والے وقت میں نہ صرف ہمارا ساتھ چھوڑو گے بلکہ ہمیں خود برباد کرو گے .مگر یقین رکھو نظامی ,میں اور

باجوہ تو برباد ہونے ہی والے ہیں ,تباہ میں تمہیں بھی کر جاؤں گا ". کہہ کر صدیقی رکا نہیں .
پیشانی سے پسینہ پونچھتا وہ لمبے لمبے ڈگ بھرنے لگا . طیش میں آکر نظامی نے میز پر پڑے
خوبصورت گلدان کو زور سے زمین پر دے مارا جس کی کرچیاں دور دور تک بکھر گئیں . لیکن
کسی کو اجازت نہ تھی کے لونگ روم میں داخل ہو سکے .

"تم اپنے ساتھی پر وار نہیں کر سکتے نظامی ". داؤد خان قدرے سنجیدہ سا مخاطب ہوا تو نظامی
حیرت سے ابرو اچکا کر چند لمحے داؤد خان کو دیکھنے لگا .

"میں تین دہائیوں سے یہ کام کر رہا ہوں . مگر میرے خلاف تحقیقات ہونا تو دور , آج تک
میرے اسلحے کے نام پر ایک پِسٹل بھی نہیں پکڑی گئی . جانتے ہو کس لئے ؟ کیونکہ تب میں
اکیلا کام کرنے کا قائل تھا . مگر اب جب کے میں نے گندی مچھلیوں کو اپنے تالاب میں بلا
کر پانی زہریلا کر لیا ہے تو وقت آ گیا ہے کے اس تالاب میں سے گندی مچھلیاں نکالی جائیں
اور تالاب کو بچایا جائے ". غیض و غصے سے نظامی کے نتھنے پھولنے لگے اور اسکا تنفس تیز
ہونے لگا .

"تم اکیلے رہ جاؤ گے نظامی . کیونکہ لیڈر کا کام راہنمائی کرنا ہوتا ہے . تم تو خود غرض نکلے ".
داؤد خان اٹھ کھڑا ہوا تو نظامی بھی اپنی جگہ سے اٹھا .

"آؤٹ "!نظامی کے حواس نے کام کرنا چھوڑ دیا تو وہ داؤد خان پر پھٹ پڑا اور ہاتھ کے اشارے سے اسے وہاں سے نکلنے کا کہا.

"جا رہا ہوں نظامی. مگر سن لو, ان واقعات نے تمہیں پاگل کر ڈالا ہے. تم خود ہی اپنی قبر کھودنے بیٹھ گئے ہو. یہ وقت اتفاق میں رہنے کا تھا. یہ وقت ساتھ نبھانے کا تھا. مگر تم تو مصیبت دیکھتے ہی پاگل ہونے لگے ہو. تم نے خود اپنی موت کا انتظام کر لیا ہے. تمہارے لئے اب کوئی بھی نہیں آئے گا نظامی. اکیلے رہ جاؤ گے". کوٹ کا بٹن بند کرتے ہوئے داؤد خان بھی صدیقی کے قدموں پر پاؤں دھرتا باہر نکل گیا.

"احمق! یہ سمجھتے ہیں نظامی اکیلا ہو گیا ہے. ارے تین دہائیاں کام کیا ہے. ان تین دہائیوں میں صرف آٹھ ممبرز حاصل نہیں کیے. نام کمایا ہے, وسائل حاصل کیے ہیں. الو کا پٹھا, جس باپ نے سکھایا ہے آج یہ اسے ہی سکھانے چلا ہے". ایک ہاتھ جیب میں ڈالے اور دوسرے ہاتھ سے اپنے بالوں میں زور زور سے ہاتھ چلاتا وہ لِونگ روم میں ڈگ بھرنے لگا. پریشانی اور اضطراب اسکے چہرے سے عیاں تھا. مگر غرور کو ابھی آنچ بھی نہ آئی تھی.

"تم ڈرنا مت ,میں ساری عمر کیلئے تمہیں یوں باندھنے والا نہیں ہوں .یہ تو بس اسلئے ہے کیونکہ تم آرام سے میری بات ماننے والی نہیں تھی ".حدید نے ڈرائیو کرتے ہوئے بیک ویو مرر سے ایک نظر مہرال پر ڈالی جو ابھی بھی خود کو آزاد کرنے کی کوششوں میں لگی تھی.

"یہ راستہ بس چند پل کا ہے .ہم سرگودھا جا رہے ہیں .وہاں ہم کچھ دن رکیں گے اور پھر میں اور تم ہمیشہ ہمیشہ کیلئے کینیڈا شفٹ ہو جائیں گے .دیکھ لو سویٹ ہارٹ ,تمہاری محبت کیلئے میں اپنا سب کچھ چھوڑ آیا ہوں .نظامی اور اسکا کاروبار ,مجھے کچھ بھی نہیں چاہیئے .مجھے اب بس تمہاری ضرورت ہے .ہم یہاں سے دور اپنی نئی زندگی شروع کریں گے اور ...تم کہہ رہی تھی نا کے میں تب کہاں تھا جب سمیر تمہیں تکالیف دے رہا تھا .میں تب یہاں نہیں تھا ,مگر اب تو ہوں .اسلئے اسے میں نے ایسا سبق سکھایا ہے کے نظامی کا پورا خاندان بھی مہرال سے بات کرنے کیلئے دس بار سوچے گا اور ہاں ,فکر مت کرنا .تمہارا باپ اور بھائی دونوں سلامت ہیں .یہ جھوٹ بس میں نے تمہیں اپنے پاس بلانے کیلئے بولا تھا .انہیں تو اس بارے میں خبر بھی نہیں ہے اور دیکھو تم میرے پاس ہو اب ہمیشہ "!ایک بار پھر سے وہ مہرال کو دیکھ کر مسکرایا تو مہرال کو اس شخص سے شدید نفرت ہوئی .وہ نارمل نہیں لگ رہا تھا .اس وقت وہ اپنے جنون میں لگ رہا تھا .مہرال کا تگ و دو کرتا وجود چند لمحے رکا اور اس

نے آنکھیں میچ لیں .ذہن میں وہ تمام خیالات آنے لگے جو فی الوقت ممکن تھے .دل تھا کے پھٹنے ہی والا تھا .اس نے فوراً اپنی آنکھیں کھول لیں.

"اللہ تعالیٰ مجھ پر رحم کریں .مجھے بچا لیں .اس شخص کو میں نے اجازت نہیں دی تھی .مجھ سے بھول ہو گئی تھی جو میں اس سے تنہائی میں بات کرنے لگی .مگر آپ جانتے ہیں اللہ تعالیٰ ,آپ جانتے ہیں کے میں کسی اور وجہ سے نہیں بلکہ پاپا اور عبداللہ کی حفاظت کیلئے اس کیساتھ گاڑی میں بیٹھی تھی .پھر آپ میری حفاظت کریں اللہ تعالیٰ ,اس سب میں میری خواہش نہیں تھی .یہ سراسر اس شخص کا قصور ہے ".اسکی آنکھوں کے گوشے بھیگنے لگے مگر اسے کہیں نہ کہیں توکل تھا کے اس کی دعا قبول ہو جائے گی .ہمیشہ کی طرح آج پھر کہیں سے مدد آئے گی .کیونکہ وہ خود تو گناہ کی طرف نہیں آئی تھی .پھر جب وہ اپنے راستے سے منحرف ہی نہیں ہوئی تھی تو اسے مدد کیسے نہ آتی؟ وہ کب تنہائی میں چوری کرنے والوں میں سے تھی؟

ہدایت دینے والے نے جب ہدایت بخشنی ہو تو وہ ایک آیت ہی سے آ جاتی ہے ,مگر جس کو اللہ تعالیٰ گمراہ رکھنا چاہیں تو وہ انبیاء کو ہی قتل کرنے چڑھ دوڑتے ہیں .کچھ ایسا ہی وقت اس پر بھی آن پڑا تھا .اس کے ذہن میں زوردار جھماکہ ہوا.

تنہائی میں چوری تو وہ کتنی ہی بار کر چکی تھی .زینب نے اسے کتنی بار سمجھایا تھا,اس کی طرف ہدایت آئی تھی مگر وہ اسے ٹالتی رہی تھی .وہ میر اور جبرئیل سے تنہائی میں ملا کرتی تھی .میر نے بھی اسکا ہاتھ پکڑا تھا .لیکن وہ اس وقت اللہ کے سامنے حاضر نہیں ہوئی تھی , اس نے معافی نہیں مانگی تھی .اس نے میر کو قصوروار نہیں ٹھہرایا تھا .کیونکہ وہ گناہ اسے ناپسند تو کبھی نہیں لگا تھا .حدید چونکہ اسے سخت ناپسند تھا,اسلئے اسکا کیا جانے والا عمل اسے گناہِ کبیرہ معلوم ہوا تھا.

"کس نے کہا تمہیں کے تم نے اپنی تنہائیوں میں چوری نہیں کی؟ کسے پاگل بنا رہی ہو؟ تم حکم آ جانے کے بعد بھی میر اور جبرئیل سے تنہا ملا کرتی تھی .تم نے ہدایت آ جانے کے بعد بھی ان سے دوستی جاری رکھی تھی .تم کہہ رہی ہو تم سے بھول ہوئی ہے؟ مجھ سے پوچھو تم سے کیا سرزد ہوا ہے,تم نے حدود توڑی ہیں".میر کے آ جانے کے بعد جو مہرال کا ہمدرد عکس کہیں کھو گیا تھا,آج وہ پھر سے اس کے پہلو میں آ بیٹھی .

"نہیں,میں نے ایسا کچھ نہیں کیا". من ہی من میں اپنا سر نفی میں ہلاتی ڈبڈبائی آنکھوں والی مہرال کا وجود تڑپا.

"اللہ تعالیٰ نے حکم کیا تو دو دریاؤں میں آڑ آ گئی .پھر وہ ایک ساتھ بہتے تو تھے مگر حکم کے عین مطابق انہوں نے کبھی اپنی حدود نہیں توڑیں .تم انسان کتنے ظالم ہوتے ہو . نظم و ضبط کے ماہرین ہوتے ہوئے بھی اللہ کی حدود توڑ دیتے ہو .کاش تم حکم عدولی نہ کرنے کا سبق ان دریاؤں سے حاصل کر سکتے ,کے ٹھاٹھیں مارتا ہوا تمہارا نفس بھی تمہارے سامنے آن کھڑا ہوتا تو حدود نہ ٹوٹتیں ".اسکا عکس ترحم آمیز نظروں سے اسکی طرف دیکھنے لگا.

"میں بس صحیح وقت کا انتظار کر رہی تھی .میں یہ چوری چھوڑنے والی تھی .مگر ...میں نے اللہ کو ناراض کر دیا ".وہ زور زور سے رو دینا چاہتی تھی .مسلسل ہاتھوں کی تگ و دو نے اور کھل کر رو دینے کی خواہش نے اس کا تنفس تیز کر دیا اور گرم سانس اس کے نتھنوں سے خارج ہونے لگی.

"جب ہدایت آتی ہے تو عمل کرنے کا صحیح وقت تبھی شروع ہو جاتا ہے .اگر تمہیں لگتا ہے کے اللہ کے سامنے اچھا بن جانے کیلئے تمہیں آگے بہت مہلت مل جائے گی تو یقین رکھو کے انسان اپنی اگلی سانس پر بھی قادر نہیں ہے .پھر کیا چیز تمہیں فوری ہدایت نہ پکڑنے پر اکساتی ہے؟ "اس عکس کا چہرہ بے تاثر تھا .آج وہ اس کی ہمت بڑھانے نہیں آئی تھی .شاید اب وقت نہیں رہا تھا.

"ایسے مت کہو ".اسکا دل پھٹنے کے قریب تھا .اس نے زور زور سے اپنے ہاتھوں کو آپس میں رگڑنا شروع کر دیا.

"سویٹ ہارٹ ,اگر تم ایسے پریشان کرو گی تو مجھے مجبوراً تمہیں بے ہوش کرنا پڑے گا ".حدید نے مصنوعی افسوس ظاہر کرتے ہوئے مہرال کو ٹوکا.

"دیکھو صحیح وقت کے انتظار میں آج تم کہاں کھڑی ہو ".مہرال کے پہلو میں بیٹھے اس کے عکس کا اشارہ حدید کی طرف تھا.

"میں صرف عبداللہ اور پاپا کو بچانے کیلئے اس کے ساتھ بیٹھی تھی ".مہرال اب کی بار اور زور سے اپنے ہاتھوں کو کھینچنے لگی .حدید مزید ڈسٹرب نظر آنے لگا.

"رئیلی ؟ کیا حفاظت کا ذمہ اب تم نے لے لیا ہے؟ جبکہ محافظ تو اللہ تعالیٰ ہیں .جب تمہیں تمہاری حدود بتا دی گئی ہیں تو آندھی ہو یا طوفان ,ان سے ہٹنے والا نافرمان کہلاتا ہے .تم نے بھی وہی کیا مہرال .چاہے جو بھی ہو جاتا ,اگر تم حدود میں رہتی تو تمہارے لئے کوئی راستہ نکال لیا جاتا .مگر تم جلدباز نکلی .تم نے حد توڑ ڈالی اور نافرمان ٹھہری ".اسکا عکس اب اونچے قہقہے بھرنے لگا.

"میں نافرمان نہیں ہوں "!مہرال چلانا چاہتی تھی .مگر لبوں پر لگی ٹیپ اسکی بھڑاس نکلنے میں رکاوٹ بنی .وہ زور زور سے ہاتھ پیر مارنے لگی .عکس اب غائب ہو چکا تھا.

"میں نافرمان نہیں ہوں اللّٰہ تعالیٰ .میں ...میں تو آپ سے محبت کرتی ہوں .جس سے محبت کی جائے اس کی نافرمانی نہیں کی جاتی .میں آپکی بات ماننے والی تھی اللّٰہ تعالیٰ ,مگر مجھے دیر ہو گئی .مجھے بچا لیں اللّٰہ تعالیٰ ,مجھے یوں لاچار نہ چھوڑیں ".آنسو اس کی گالوں سے لڑھک رہے تھے مگر آج رونے سے اسے سکون نہیں آ رہا تھا .دل کی دھڑکن بڑھتی جا رہی تھی .اس کے ہاتھ چھڑوانے کی کوشش نے اسکے ہاتھ زخمی کر ڈالے مگر تھوڑی سی ڈھیل پڑنے کے علاوہ اسے کوئی خاص فرق نہ پڑا.

"میں نے آپ پر پہلی بار انجانے میں توکل کیا تھا اللّٰہ تعالیٰ ,مگر تب بھی آپ نے میری پکار رد نہیں کی تھی .تب تو میں کفر میں گھری تھی .مگر آج ,آج میں اپنے حواس میں آپ پر توکل کرتی ہوں اللّٰہ تعالیٰ .آپ اس درندے سے مجھے بچا لیں .مجھے آزاد کر دیں اللہ جی .میں اب آپکی حدیں نہیں توڑوں گی .میں ...مجھے موقع دیں اللّٰہ جی "!بہت تگ دو کے بعد جب وہ اپنے ہاتھ نہ چھڑا پائی تو تھک ہار کر اس نے اپنا سر ونڈو کیساتھ ٹکا لیا.

"مجھے اس آزمائش سے بچا لیں اللّٰہ تعالیٰ ,میرا توکل بنائے رکھیں .میں آپ سے مدد مانگتی ہوں ".آنکھیں موند کر وہ رونے لگی .پھر اچانک کسی سوچ کے آتے ہی اس نے دوبارہ آنکھیں کھولیں .اس دن زینب نے اسے وہ دعا بتائی تھی جو ابراہیم علیہ اسلام نے تب پڑھی تھی جب انہیں آگ میں ڈالا گیا اور یہی کلمہ محمد صلی اللّٰہ علیہ وسلم بن عبد اللّٰہ نے اس وقت کہا تھا جب مسلمانوں کو لوگوں نے ڈرایا تھا .وہ سیدھی ہو کر بیٹھی.

"حسبنا اللّٰہ و نعم الوکیل ".وہ زور زور سے اپنے ذہن میں یہ کلمہ دہرانے لگی اور توکل لئے پھر سے اپنے بندھے ہوئے ہاتھوں کو چھڑوانے لگی .بہت دیر بعد ٹائی مزید ڈھیلی پڑی تھی مگر ابھی بھی ہاتھ چھوٹنے کی کوئی صورت نظر نہیں آ رہی تھی.

"میں معاملہ آپ کے سپرد کرتی ہوں اللّٰہ تعالیٰ .میں آپ پر بھروسہ رکھتی ہوں .جو بھی ہونے والا ہے اس میں میرا ساتھ دیجیئے ".وہ تھک چکی تھی .ایک بار پھر سے اس نے پورے زور سے ہاتھ چھڑوانے کیلیئے جھٹکا دیا اور ٹائی کی پکڑ میں غیر معمولی ڈھیل آئی .اس نے فوراً ہاتھوں کو ٹائی سمیت ہیڈ ریسٹ کے اوپر سے نکال کر اپنے ہاتھ چھڑوائے اور منہ سے ڈکٹ ٹیپ اتاری.

"یہ کیا کر رہی ہو تم؟ "وہ اس وقت موٹر وے پر موجود تھے جب حدید نے اپنا چہرہ پیچھے موڑا. مگر مہرال ٹائی سے ہاتھ چھڑوائے سیٹ بیلٹ کھولتی حدید کی طرف بڑھی اور ٹائی حدید کے گلے میں پھنسا کر اسے دونوں اطراف سے ایسے کھینچا کے حدید کا گلا گھٹنے لگا.

"چھوڑو احمق "!وہ ایک ہاتھ سے ٹائی گردن سے کھینچتا دوسرا ہاتھ اسٹیئرنگ پر رکھے توازن کھونے لگا. مہرال کی دھڑکنیں تیز ہو گئیں اور ہاتھوں کی پکڑ کمزور پڑنے لگی.

"غرق ہو جاؤ تم خبیث انسان "!وہ حلق کے بل چلائی. بعض الفاظ ادا ہوتے ہی قبول کر لئے جاتے ہیں. شاید قبولیت کی گھڑی تھی جب تیز رفتار گاڑی اپنا توازن کھوتی ہوئی عین بڑے ٹرک کے پیچھے آ گئی.

"چھوڑو مہرال ہم "...وہ اچانک ہوا تھا جب گاڑی ڈگمگائی اور مہرال بھی اپنا توازن کھوتے ہوئے گاڑی میں دوسری طرف نیچے گری. چند لمحوں کا کھیل ہوا اور گاڑی سامنے آئرن راڈز سے بھرے ہوئے ٹرک سے پورے زور سے ٹکراتے ہوئے دو حصوں میں تقسیم ہو گئی.

ٹرک بھی اپنا توازن برقرار نہ رکھ پایا اور سڑک سے لڑھکتا چند فٹ کی گہرائی میں جا گرا جبکہ ٹرک میں موجود آئرن راڈز پوری سڑک پر بکھر گئے. جن میں سے کچھ راڈز بری طرح گاڑی میں دھنس کر آر پار ہو گئے. مہرال کی چیخ ہوا میں بلند ہوتے ہی ادھوری رہ گئی. ایک

لمحہ بھی نہیں لگا تھا سانسوں کے تھمنے میں .جو قادر تھا,اس نے اگلے سانس کی مہلت بھی نہ دی تھی.

چند لمحے گزرے,وہ گاڑی کے کچھ حصے سمیت سڑک سے قدرے نیچے موجود گھاس کے ڈھیر پر جا گری .اسے یہ یقین کرنے میں وقت لگا تھا کے اس کا وجود صحیح و سالم ہے .آہستہ آہستہ اس نے اپنی آنکھیں کھولنا شروع کیں تو خود کو اوندھے منہ گھاس پر پایا,ساتھ ہی دور دور تک بکھرے گاڑی کے چند حصے ریزہ ریزہ تھے .وہ ہلنا چاہتی تھی,مگر خوف نے اسے حرکت نہ کرنے پر مجبور کر دیا تھا.اندھیرا بڑھ چکا تھا مگر حواس جاگنے لگے .جب اس نے اپنے بدن میں کہیں بھی چوٹ یا دکھن محسوس نہ کی تو آہستہ آہستہ خود کو سہارا دیتی وہ اٹھ بیٹھی.

"میں ٹھیک ہوں؟ "بمشکل مگر حیرت سے وہ خود سے سوال کرنے لگی .اس کی نظر خود سے کچھ فاصلے پر نیچے گرے ٹرک پر پڑی تو اسکا دل تھمنے لگا .اس میں یہ ہمت بھی نہ ہوئی کے قریب جا کر اس میں موجود نفس کو دیکھ سکتی .پھر خوف کے مارے اوپر سڑک کی جانب دیکھنے لگی .حدید تو فرنٹ سیٹ پر تھا نا؟ لیکن اگر وہ بھی بچ گیا تو؟

"نہیں ...م ..مجھے جانا ہوگا ". ہڑبڑائے انداز میں وہ اٹھ بیٹھی اور گرتی پڑتی وہاں سے دوڑنے لگی .ابھی دوڑتے ہوئے چند قدم دور ہی پہنچی تھی کے کسی خیال کے تحت ٹھٹھک کر رک گئی اور پلٹ کر سڑک کی جانب دیکھنے لگی.

"میرے اللہ "!شاک کے عالم میں اس نے اپنے دونوں ہاتھوں کو چیخ کا راستہ روکنے کیلئے استعمال کیا .سڑک پر ہونے والا حادثہ ناقابلِ دید تھا .کچھ دیر پہلے نظر آنے والی خوبصورت گاڑی چھوٹے پرزوں میں تقسیم ہو چکی تھی اور باقی کا کردار سڑک پر بکھرے اور گاڑی میں دھنسے آئرن راڈز نے ادا کر دیا تھا .ایسے میں ناممکن تھا کے گاڑی میں پڑا وجود سانس لے رہا ہوتا .وہ سن سی زمین پر بیٹھتی چلی گئی .وہ بھی تو اسی گاڑی میں تھی .حادثے کے وقت وہ وہیں تھی .مگر اس کے جسم پر تو ایک خراش تک بھی نہ تھی .کیا یہ معجزہ تھا؟ کیا یہ مہلت تھی؟

"یہ ... حقیقت نہیں ہو سکتی .یہ سچ نہیں ہے .ایسا ...ایسا ممکن نہیں ہے ".چند لوگ اب حادثے کی جگہ پر اکٹھے ہونے لگے .اس کے دل میں خوف بڑھ گیا .وہ وہاں سے اٹھ کر سڑک کی پیروی میں پھر سے پیچھے کی طرف بڑھنے لگی .وہ اس سب میں سامنے نہیں آنا چاہتی تھی .کانپتے جسم کیساتھ بھی وہ مضبوط قدم زمین پر جماتے ہوئے تیز تیز بڑھنے لگی مگر

آنسوؤں کا رکنا ناممکن ہو گیا تھا۔ وقفے وقفے سے وہ سسکیاں بھی بھر لیتی۔ کہاں جاتی، کس سے مدد لیتی، ابھی یہ بھی تو معلوم نہیں تھا اسے۔ کبھی ان راستوں پر آنے کی اجازت بھی تو نہیں ملی تھی۔ بہت دیر چلتے رہنے کے بعد بالآخر اسے دور سے آتی ہوئی کار دکھائی دی۔ وہ تذبذب کا شکار ہوئی۔ جانے کار میں کون موجود ہو؟ لیکن اگر وہ کسی سے مدد نہیں لیتی تو یہاں سنسان جگہ پر تنہا رات کاٹنا اس کیلئے بہت خطرناک تھا۔

"اللّٰہ تعالیٰ، میرے فیصلے کو اپنی رضا پر موڑ دیں"۔ آنسو پونچھتی اور ہمت باندھتی وہ آگے بڑھی اور ہاتھ کے اشارے سے گاڑی کو رکنے کا اشارہ کیا۔ خوش قسمتی تھی یا کسی کا احسان جو گاڑی راستے میں رک گئی تھی۔ پیسنجر سیٹ کا شیشہ نیچے گرا تو قریباً چالیس سالہ خاتون کا چہرہ واضح ہوا۔ مہرال ان کے قریب جھکی۔

"اسلام و علیکم۔ میں یہاں کسی فرینڈ کیساتھ آئی تھی مگر میں کھو گئی ہوں۔ کیا میں آپکا فون استعمال کر سکتی ہوں؟" مہرال کا لہجہ التجائیہ تھا۔

"کیا تم یہاں پر اکیلی ہو؟" پر شفیق لہجے میں خاتون نے استفسار کیا۔

"فی الوقت میں اکیلی ہوں .کیا آپ مدد کر سکتی ہیں؟ "خوف کے مارے مہرال نے گاڑی کا اندر سے جائزہ لینا چاہا جہاں پر ڈرائیونگ سیٹ پر قریباً پچاس سالہ شخص اور پیچھے تقریباً دس سالہ دو جڑواں لڑکیاں تھیں.

"تم میرے فون سے کال کر سکتی ہو بیٹی ".ڈرائیونگ سیٹ پر موجود شخص نے اپنے ساتھ بیٹھی خاتون کو اپنا موبائل تھمایا جسے تشکر بھرے انداز میں مہرال نے اس خاتون سے لے لیا.

"شکریہ انکل ".وہ اب وہیں کھڑی موبائل پر تیز تیز نمبر ڈائل کرنے لگی اور موبائل کان سے لگا لیا.

"ہیلو عبد اللہ ,میں مہرال بات کر رہی ہوں .پاپا کا نمبر اس نمبر پر سینڈ کر دو .جلدی "!جیسے ہی فون اٹھایا گیا تو مہرال نے فوراً ہدایت دیتے ہوئے عبداللہ کا جواب سنے بنا فون بند کر دیا .چند سیکنڈز میں عبداللہ کی طرف سے میسج وصول ہوا تھا .مہرال نے پرنم آنکھوں کیساتھ نمبر ملا کر کان کیساتھ لگایا .

"ہیلو پاپا ,میں ...مہرال بات کر رہی ہوں .مجھے آپکی مدد چاہیئے .میں یہاں اکیلی ہوں .آپ مجھے لینے آ جائیں .میں آپکو لوکیشن سینڈ کر دیتی ہوں ".آنسوؤں کو دبا کر اس کیلئے بات کرنا

مشکل ہو گیا تھا. اپنے باپ کو اتنے سالوں بعد مخاطب کیا بھی تھا تو کس مقصد کیلئے. فون کان سے ہٹا کر اس نے ضامی کو لوکیشن بھیجتے ہوئے واپس اس خاتون کو تھما دیا.

"شکریہ آنٹی. اللہ تعالیٰ آپکے راستے آسان کر دیں". مہرال کیلئے وہ مسیحا بن کر اترے تھے. اس لئے مہرال نے انہیں دل سے دعا دی.

"اگر تم اکیلی ہو تو جب تک تمہیں لینے نہیں آجاتے, ہم تمہارے پاس یہاں رک جاتے ہیں". اس خاتون نے بہت خلوص سے اسے یہ پیشکش کی تو مہرال کے دل میں انکا اور اکرام بڑھ گیا.

"نہیں آنٹی. آدھے گھنٹے تک ہی میرے پاپا مجھے لینے آ جائیں گے. آپ نے پہلے ہی مجھ پر احسان کیا ہے". مہرال سیدھی ہو کر ایک قدم پیچھے کو ہٹی. یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا کے اب وہ جا سکتے ہیں.

"مگر یہ راستہ ابھی بہت سنسان ہے بیٹی. اس وقت بہت کم لوگ یہاں سے گزریں گے. کوئی نہیں جانتا کے گزرنے والا مسیحا ہو گا یا اشرف المخلوقات کے بھیس میں چھپا کوئی درندہ. تمہیں یہاں مشکل میں چھوڑ جانے پر ہم اپنے رب کے ہاں جوابدہ ہوں گے. اسلئے آدھا گھنٹا رک جانا کوئی بڑی بات نہیں ہے". ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے شخص نے جھک کر مہرال کو اس

بار خود مخاطب کیا. تنہائی کا سوچ کر ایک بار وہ خود بھی ٹھٹھک گئی. اگر اس کے پاپا کو آتے ہوئے دیر ہو گئی تو؟

"لیکن ... آپ لوگوں کو دیر ہو جائے گی". اسکا لہجہ اسکا ساتھ نہیں دے رہا تھا. واضح تھا کے وہ انہیں روکنا چاہتی ہے.

"جب اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے کوئی کام کیا جائے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمارے وقت میں برکت ہو جاتی ہے". مسکراتے ہوئے اس شخص نے گاڑی ایک طرف لگا دی. مہرال مطمئین سی ایک طرف کھڑی ہو گئی.

"میں حورعین ہوں اور یہ لؤلو ہے". چہکتی ہوئی دونوں ٹوِنز اس کے پاس آئیں اور ان میں سے ایک نے پہلے مہرال کی طرف اپنا ہاتھ بڑھایا.

"میں مہرال ہوں". مہرال مسکرانا چاہتی تھی مگر کچھ دیر پہلے کے واقعے نے اس کو جھنجھوڑ ڈالا تھا. وہ حواس میں تھی ,یہ ہی بہت تھا. اسکے بعد بھی اس خاتون اور دونوں ٹوِنز نے تھوڑی تھوڑی دیر میں اس سے رابطہ کرنے کی کوشش کی مگر وہ ہوں ہاں میں جواب دینے کے علاوہ کچھ نہ کہہ پائی. ابھی پچیس ہی منٹ گزرے تھے جب مہرال کو ضامی کی کار دور سے آتی دکھائی دی.

"وہ آگئے ہیں .میرے پاپا آ گئے ہیں ".وہ اٹھ کھڑی ہوئی تو اس کے ساتھ بیٹھی خاتون اور دونوں لڑکیاں بھی اٹھ گئیں .کچھ دور گاڑی کے پاس بیٹھا شخص بھی ان کی طرف بڑھا.

"مہرو تم ٹھیک ہو؟ "ضامی نے ملتے ہی مہرال کا چہرہ ہاتھوں میں لئے اس سے پہلا سوال کیا .

جواب دیئے بنا وہ برق رفتاری سے ضامی کے سینے میں منہ چھپا کر رونے لگی.

"اسلام و علیکم !یہ شاید یہاں کھو گئی تھی .اس لئے ہم نے سوچا کے مدد آنے تک ہم اس کے پاس رک جاتے ہیں .آپ آ گئے ہیں تو اب ہمیں اجازت دیں ".آگے بڑھ کر وہ شخص ضامی سے مصافحہ کرنے لگا.

"میں آپکا احسان یاد رکھوں گا ".ضامی نے مسکراتے ہوئے مگر مشکور چہرے کیساتھ اس کا شکریہ ادا کیا اور وہ فیملی ,وہ بھیجی ہوئی مدد اب پلٹ گئی .ضامی بھی مہرال کی طرف متوجہ ہوا.

"کیا ہوا مہرو ,تم یہاں کیسے ہو؟ اور رو کیوں رہی ہو؟ "جب مہرال نے اپنا رونے کا شغل نہ روکا تو ضامی واقعتاً پریشان ہوا.

"آپ پہلے مجھے اپنے ساتھ لے چلیں پاپا .مجھے ڈر لگ رہا ہے ".رونے کے دوران مہرال نے اپنے باپ کا کالر زور سے پکڑ لیا تو ضامی کو وہ پھولے گالوں والی ننھی مہرال ہی معلوم ہوئی.

"ہم ابھی گھر چلتے ہیں. مگر تم رونا بند کرو". ضامی اب اسے اپنے ساتھ لئے گاڑی تک پہنچا تو مہرال نے نفی میں سر ہلا دیا.

"میرے بس میں نہیں ہے پاپا. میرے بس میں یہ نہیں ہے". مہرال نے چہرہ اوپر اٹھا کر ضامی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا.

"ٹھیک ہے. گاڑی میں بیٹھو. ہم گھر چل کے بات کرتے ہیں". ضامی نے اس کے سر پر بوسہ دیتے ہوئے کہا تو جہاں اس احساس سے مہرال رک گئی, وہیں ضامی کا بھی ظاہر و باطن سکون میں نہا گیا تھا. یہ کیسا خوبصورت احساس تھا جسے وہ اتنے سالوں میں مِس کر رہی تھی؟ یہ محبت, یہ شفقت تو وہ گنوا بیٹھی تھی. پھر آج اس پر اتنی مہربانی کیسے ہو گئی تھی؟ یہ شفقت, یہ احساس ہی اسے اس وقت سکون دینے کیلئے کافی تھا. ہاں! چند پل کا ہی سہی, مگر اسے سکون ملا تھا.

"مجھے علم نہیں تھا کے ہماری اگلی ملاقات اس طرح ہو گی". ضامی نے مہرال کے سامنے چائے اور اسنیکس رکھے جو ہوٹل کے روم میں بائیں طرف رکھے ہوئے صوفے پر پاؤں اوپر کیے گم سم بیٹھی تھی. ضامی بھی اس کے ساتھ صوفے پر بیٹھ گیا. مہرال چونکی.

"میں آپ سے ملاقات نہیں کرنا چاہتی تھی پاپا. میں نہیں چاہتی تھی کے نظامی آپکو کوئی نقصان پہنچائے ".وہ بس یہاں تک ہی چھپا سکی تھی .اپنے احساسات اور محبت کو چھپانا اب مزید اس کے بس میں نہیں تھا .وہ روہانسی ہوئی.

"تمہیں کیوں لگتا ہے کے کوئی انسان مجھے اللہ کی اجازت کے بنا نقصان پہنچا سکتا ہے؟ جب تک اللہ تعالیٰ اجازت نہیں دیں گے ,کوئی میرا ,میرے بچوں کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتا مہرو ".

ضامی نے ٹیبل سے چائے کا کپ اٹھا کر مہرال کی طرف بڑھایا جسے حیرت زدہ سی مہرال نے تھام لیا.

"یہ سوچ آپ کو تب کیوں نہیں آئی تھی جب نظامی نے مجھے اور آپکو الگ کر دیا تھا؟ تب آپ واپس کیوں نہیں پلٹے تھے؟ تب آپکا یہ توکل کہاں تھا؟ "ناچاہتے ہوئے بھی مہرال کے لہجے میں شکوہ آ گیا .وہ نظریں چرا گئی.

"میں آیا تھا .میں نے لڑنے کی کوشش کی تھی .مگر نتیجہ یہ ہوا کے بدلے میں عبداللہ کو بھی مجھ سے چھین لیا گیا تھا .دو ہفتے اسے ہم سے دور رکھا گیا .وہ بہت چھوٹا تھا مہرو .میں نے ہتھیار ڈال دیئے تو خوش قسمتی سے وہ ہمیں واپس دے دیا گیا .لیکن تمہاری دادی ہر وقت اسی خوف میں رہا کرتی تھیں کے وہ اسے دوبارہ لے جائیں گے .دو برس پہلے وہ بھی

چلی گئیں .میں نے تمہارا معاملہ اللّٰہ کے سپرد کر دیا تھا ".ضامی اپنی نگاہوں میں شرمندگی لئے نظریں جھکا کر بیٹھ گیا.

"اب اتنے سالوں بعد آپکا خوف اتر گیا جو آپ مجھے لینے آ گئے پاپا؟ "معاملہ سن کر بھی مہرال اس پر صبر نہ کر پائی.

"شاید میں اتنا بہادر نہ ہوتا ,اگر مجھے میر نہ ملتا .وہ آیا تھا اور مجھے توکل کا سبق پڑھا گیا . تبھی تو مجھ میں اتنی ہمت بندھی کے میں تمہیں واپس لے جانے آ سکتا ".ضامی مہرال کی طرف کن اکھیوں سے دیکھنے لگا.

"میر آپ سے ملنے آیا تھا؟ "مہرال حیران رہ گئی.

"ہاں ,وہ وہاں کراچی ایک ہفتہ رہا تھا اور روزانہ مجھ سے ملنے آیا کرتا تھا ".ضامی نے اثبات میں سر ہلا کر جواب دیا.

"اگر میر نہ آتا تو آپ تو کبھی بھی مجھ سے ملنے نہ آتے .آپ تو مجھے ویسے ہی جہنم واصل کر چکے تھے ".اسکا لہجہ بھیگنے لگا .

"نظامی میرے باغ کا خوبصورت پھول توڑ کر لے گیا تھا مہرو .جس روز تم گئی تھی ,اس روز کے بعد کبھی میرے دل کے باغیچے میں بہار نہیں آئی .تم سے جو بہاریں تھیں ,تمہارے بعد

اس دل کی زمین بنجر ہو گئی تھی .میرا ایمان کھو گیا .وعدے ٹوٹ گئے اور ساتھ چھوٹ گئے .
میرے ہر پل کے تین ساتھی کھو گئے تھے .دنیا اجڑی تھی میری .ایسے میں مجھے جینے کی امید
صرف عبد اللہ کو دیکھ کر ملتی تھی .کیا میں خود غرض تھا؟ "پل بھر میں تندرست ضامی
مہرال کو بوڑھا دکھنے لگا .ایسا لگنے لگا کے وہ کئی صدیوں کے کرب کا مسافر ہے.

"ایسا مت کہیں پاپا ".مہرال کپ ٹیبل پر رکھ کر تیزی سے ضامی کے ساتھ لگ گئی" .باپ تو
بیٹیوں کا مان ہوتے ہیں .باپ ہی ہوتے ہیں جو انکو پورے قد سے کھڑا کیے ہوئے ہوتے
ہیں .مصیبت میں انکا ایک نظر کے اشارے سے تسلی دے دینا ہی بیٹیوں کیلئے کافی ہو جاتا
ہے .ماتھے پر بوسہ دینے والے اور انہیں مجمع میں بھی خاص محسوس کروانے والے بیٹیوں
کے باپ ہی ہوتے ہیں .ماں کی ڈانٹ کا رخ اپنی طرف موڑنے والے اور بعد میں خاموشی
سے مسکرا کر اسے انجوائے کرنے والے باپ ,اپنی بیٹی کی سلطنت کے بادشاہ ہوتے ہیں .وہ
انکی سلطنت کے جس تخت پر راج کرتے ہیں ,وہ تخت ...کانٹوں سے سجا کر پھولوں سے ڈھانپا
گیا ہوتا ہے .اس پر بیٹھ کر باپ مسکراہٹ کا شاہی لبادہ اوڑھ لیتا ہے .بیشک وہی بادشاہ ہوتا
ہے .پھر ان سب چیزوں کو مِس کر دینے والی مہرال کا اتنا بھی حق نہیں کے وہ شکوہ کر
سکے ؟"

"تمہارا پورا حق ہے مہرو. بس تم اپنے پاپا کو معاف کر دو. میں پہلے تمہارے پاس نہیں آ سکا". ضامی نے بھی مہرال کے گرد اپنا بازو حمائل کر کے اپنی شفقت کا احساس دلایا.

"آپ معافی مت مانگیں پاپا. میں نے تو سب سے زیادہ اپنے مالک کو ناراض کیا ہے. آپ دعا کریں کے وہ مجھے معاف کر دیں. میں نے بہت غلط کر ڈالا ہے پاپا. میں ہدایت پا کر بھی نافرمانوں میں شمار ہو گئی ہوں". ضامی کے ساتھ لگے اس کے رونے میں روانی آئی.

"تم تو بے ضرر ہو مہرو, تم ایسے کیوں کہہ رہی ہو؟" ضامی اس کے سر پر تھپکی دیتا اسے نارمل کرنا چاہ رہا تھا.

"میں بار بار سوچتی تھی, کوئی جواب نہیں آتا تھا. معلوم نہیں ہوتا تھا کے کیا بات مجھے فیل کر رہی ہے, میرے ایمان کا خاتمہ کر رہی ہے. آج مجھے معلوم ہوا ہے, کے مجھ میں تقویٰ کی کمی تھی. تقویٰ نہ ہو تو ایمان ختم ہو جاتا ہے. ایمان وہیں ہوتا ہے جہاں تقویٰ ہوتا ہے".

وہ سسکیوں میں اپنے گناہ کا اعتراف کرنے بیٹھ گئی. انجانے میں وہ ایک اور غلطی کر رہی تھی". مجھے لگتا تھا کے میں بے وقوف ہوں اس لئے ہمیشہ مشکل میں گِھر جاتی ہوں. لیکن مجھے آج معلوم ہوا ہے, اگر میں متقی ہوتی تو میں کبھی بیوقوف نہ کہلاتی".

"تم ان باتوں کا ذکر اللہ پاک کے سامنے کرو مہرو . وہاں سے تمہیں مدد آئے گی . انسانوں کے سامنے اپنے گناہوں کا ڈھنڈورا نہیں پیٹا کرتے ". ضامی نے اسے خاموش کروانا چاہا.

"اسی شے کی تو ندامت ہے پاپا . میں تو نافرمان ٹھہری تھی , میں نے تو اپنے ایمان پر کام کرنا بھی چھوڑ دیا تھا . لیکن پاپا میری ایک آواز پر مجھے مدد بھی آ گئی . دیکھیں , یہ دیکھیں میرے ہاتھ , میرا چہرہ ... یہ سب سلامت ہیں . میں آپکے سامنے زندہ ہوں ". مہرال ضامی سے الگ ہو کر اپنے ہاتھ اور چہرہ ضامی کو دکھانے لگی" . مگر آپ جانتے ہیں ؟ ابھی کچھ دیر پہلے میں ایک کار میں مصیبت میں گھری تھی . وہ کار ایک ٹرک سے ٹکرائی اور ...اور گاڑی ٹکڑوں میں تقسیم ہو گئی . گاڑی میں آئرن راڈز دھنس چکے تھے مگر دیکھیں , کیا میں اسے معجزہ سمجھوں یا ناممکنات میں سے ایک کہ نہ صرف میں زندہ ہوں , بلکہ میں ایک کھروچ تک کا شکار بھی نہیں ہوئی . آپ بتائیں , آپ ہی بتائیں آپ اگر کسی کے ساتھ ظلم کا معاملہ کرتے ہوں اور انتہائی وقت میں آپ کے ساتھ واپس ظلم کا معاملہ کرنے کی طاقت رکھنے کے باوجود بھی آپکا مقابل آپ پر احسان کر ڈالے . کیسے ؟ کیسے سامنا کریں گے اسکا؟ کیسے معافی مانگیں گے؟ کیا آپ خود کو معافی کا حقدار سمجھیں گے ؟ کس کی سفارش ڈلوائیں گے آپ پاپا؟ "وہ تڑپ

اٹھی اور غم کے مارے ہلکان ہو رہی تھی .اسکا دل پھٹنے کے قریب تھا .ندامت اور پچھتاوے نے اسے آن لیا.

"تو مبارک ہو تمہیں مہرال ,تمہارا مقابل انسان نہیں ہے .رحمٰن ہے .انسانوں کو سفارش کی ضرورت پڑتی ہے .رحمٰن کے ساتھ تو ہمارا تعلق بلاواسطہ ہوتا ہے .تمہارے پاس وقت ہے . تمہیں مہلت دی گئی ہے ".ضامی کو اپنے ابا کا دیا گیا سبق یاد آیا .

"اگر میں دھتکار دی گئی تو؟ "وہ خوف سے سہم گئی.

"اللّٰہ کے رحمٰن ہونے پر توکل رکھو ".ضامی نے مہرال کے سر پر پیار دیا" .تم کچھ دیر سو جاؤ .مجھے کچھ دیر کیلئے باہر جانا ہے".

"مجھے واپس جانا ہے پاپا .میں ابھی نظامی مینشن نہیں چھوڑ سکتی ".مہرال کو اچانک یاد آیا.

"میں فجر میں تمہیں وہاں چھوڑ دوں گا .ابھی کچھ دیر آرام کر لو ".مہرال نے سر اثبات میں ہلایا .ضامی چابیاں ٹیبل سے اٹھائے کمرے سے باہر نکل گیا .مہرال نے آگے بڑھ کر دروازہ لاک کر لیا.

"کیسے آرام کر لوں؟ کیسے نیند آئے گی مجھے؟ آپ جس سے محبت کرتے ہیں ,جب وہی آپ سے ناراض ہو تو کسے چین آتا ہے؟ "وزنی دل کیساتھ خود کلامی کرتی وہ وضو کرنے کیلئے واش روم کی طرف بڑھ گئی.

نماز ادا کرنے کے بعد اس نے دعا کیلئے ہاتھ اٹھائے مگر پھر ندامت کے مارے انہیں نیچے گرا لیا. اپنے دونوں ہاتھ گود میں رکھ کر وہ سر جھکائے خالی نگاہوں سے ان کی طرف دیکھنے لگ گئی. کوئی لفظ زبان سے ادا ہونے کو تیار نہ تھا. بالآخر زبان لبوں پر پھیرتے ہوئے اس نے ہمت مجتمع کی.

"میرا وجود ,میرا نفس آپ سے نادم ہے اللّٰہ تعالیٰ. میں ایمان لانے کے بعد اس پر قائم نہیں رہ سکی ".اس نے آنکھوں کو جھپکنے سے روک رکھا تھا کے آنسو پلکوں پر آن ٹھہرے تھے مگر یہ ٹھہراؤ زیادہ دیر ممکن نہ تھا اور آنسو اس کی گود میں رکھے ہاتھوں پر جا گرے.

"میرے پاس معافی کے وہ الفاظ نہیں ہیں اللّٰہ تعالیٰ جن سے میں آپ کو راضی کر سکوں. مگر آج میں آپکے پاس کچھ عہد کرنے آئی ہوں. تاکہ دوبارہ اگر میں بھٹکنے لگوں تو یہ

وعدے مجھے روک لیں ". کہہ کر چند لمحوں کیلئے اس نے اپنے لبوں کو بھینچ لیا. پھر اس نے ایک سسکی آزاد کی.

"جب بھی میں مصیبت میں تھی, آپ نے مجھے سنبھالا اور مجھے راستے دکھائے. مگر میں... میں ناشکری ٹھہری اور اپنی نافرمانی کو طول دیتی گئی. مگر آپ نے مجھے تب بھی مہلت دی. مجھے وقت دیا. آج میں آپ کے اس دیئے ہوئے وقت کا فائدہ اٹھانا چاہتی ہوں اللّٰہ تعالیٰ. آپکی محبت کیلئے آپ کو راضی کرنا چاہتی ہوں ". مسلسل روتے ہوئے بات کرنے سے اسکا سانس لینا دشوار ہوا تو چند لمحے رک کر اس نے گہری سانس کھینچنا چاہی. پھر اسے آزاد کیا.

"میں یہ بدن آپ کے حوالے کرتی ہوں اللّٰہ تعالیٰ. یہ آپ ہی کی طرف سے دیا گیا تھا اور آپکی امانت تھا مگر میں نادان بن کر اس پر ظلم کر بیٹھی ". دعا کیلئے کانپتے ہاتھ اٹھاتے ہوئے اس نے آنکھیں میچ لیں. آنکھوں کے سامنے اسکا وجود لہرایا.

"جسے ڈھانپنے کیلئے میرے سامنے کتنی ہی بار حکم آیا تھا مگر میں ٹالتی رہی. کیونکہ مجھے لگتا تھا ابھی میں اس کیلئے تیار نہیں ہوں اور ایسا کرنے سے میری خوبصورتی میں کمی آ جائے گی ".

وہ لب بھینچ کر اس مہربانی کو یاد کرنے لگی جب اللّٰہ تعالیٰ نے اسے علی بیگ سے بچایا, پھر حدید سے بچایا اور پھر اس ناممکن کار ایکسیڈینٹ سے.

"میں اب جان گئی ہوں اللّٰہ تعالیٰ, لازمی نہیں کے میرا وقار میرے عریاں جسم سے چھلکے .
یہ بدن آپکی امانت تھا. لوگوں میں عزت اور وقار حاصل کرنے کیلیۓ میں نے خیانت کی ,
جانتے ہوئے بھی کے آپکی امانت آپ ہر صورت پوری پوری نکلوا لیں گے ". وہ سجدے میں
گر گئی . اتنی مہربانی؟ وہ کتنی نافرمان تھی , پھر بھی اسے ڈھیل مل گئی . اللّٰہ تعالیٰ قادر ہیں , پھر
بھی رعایت دیتے رہے.

"یااللّٰہ ! آج میں آپکی امانت آپکو سونپتی ہوں , آپ بہترین محافظ ہیں . میں چاہتی ہوں کے
جب آپ اس کی حفاظت کریں تو کسی بشر میں ہمت نہ ہو کے وہ اس پر ترچھی نگاہ بھی ڈال
سکے . کجا کے اس کو پامال کرنا . آپ وہی ہیں , جنہوں نے ابراہیم علیہ اسلام کو , یوسف علیہ
اسلام کو , سلیمان علیہ اسلام کو , محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اور ان انبیاء کو عزت دی جن کو میں
نہیں جانتی . اے قادر ! میں آپ سے عزت کا سوال کرتی ہوں , یہ جانتی ہوں کے آپکا حکم
ماننا ہی میرے لئے نجات کا باعث بنے گا . میں آپ کے حکم کے آگے سر جھکاتی ہوں جو
تمام جہانوں کا مالک ہے . اے اللہ آج میں آپکی رضا کیلیۓ یہ بدن ڈھانپتی ہوں , تاکہ کل کو
جب میں اٹھائی جاؤں تو مجھے باعزت پکارا جائے ". سجدے میں روتے روتے مہرال کے لب
وزنی پڑنے لگے اور ناک بند پڑنے لگی . وہ اٹھ کر بیٹھ گئی.

"میں خود کو متقی بنانے کیلیئے آپ سے مدد چاہتی ہوں اللّٰہ تعالیٰ. آپکو راضی کرنے کیلیئے میں اسٹرگلنگ موڈ میں آنا چاہتی ہوں. آپ میری اصلاح کر دیں. آپ میرے گناہوں کو سرے سے ختم کر ڈالیں اور مجھے اپنے پاس سے عزت دیں. بیشک آپ سب سے زیادہ عزت والے ہیں". دعا کیلیئے اٹھائے جانے والے ہاتھوں پر اس نے اپنا ماتھا ٹکا دیا.

"آپ دو دریاؤں کو انکی حدود میں رکھنے والے پیارے رب, مجھے میری حدود میں رہنا سکھا دیں. میں چاہتی ہوں کے فنا ہو جانے والی دنیا کو باقی رہنے والی آخرت پر ترجیح دوں. آپ تو ناصر ہیں, مددگار ہیں, میں اپنی بھلائی کی مدد کی دعا آپ سے کرتی ہوں. آپ جن کاموں کو ناپسند کرتے ہیں, میرے دل میں انکی ناپسندیدگی ڈال دیں اور ایسی باتوں سے جن سے آپ ناخوش ہوتے ہیں مجھے معاف کر دیں. اے پیارے رب, آپ مجھ سے سرزد ہونے والے ہر گناہ کو دھو ڈالیں اور مجھے پاک کر کے اپنے پاس سے نیک اجر دیں. آپکی طرف سے بھلائی کی امید رکھنے والی مہرال آپکی رحمت کی منتظر ہے اللّٰہ". دل پر پڑا بوجھ اب آنسوؤں کیساتھ دھلنے لگا تھا. باقی رہی تو ندامت, جس کے باعث وہ آنکھیں کھولنے سے خوفزدہ تھی. جس کے باعث وہ جائے نماز سے اٹھنے کی متمنی نہیں تھی. شاید واقعی ہی اس بار وہ پلٹ گئی تھی.

"ایک بار پھر سوچ لو. کیا تمہیں واقعی ہی لگتا ہے کے تمہیں اس وقت جانا چاہیئے؟"فجر کے وقت گاڑی پارک سے باہر روکتے ہوئے ضامی نے مہرال کو اس کے فیصلے پر نظرِ ثانی کرنے کو کہا. وہ جو ضامی کی بڑی شال اپنے گرد لپیٹے اور اسکارف سے نقاب سیٹ کر رہی تھی ضامی کی بات پر چونکی.

"مجھے کل رات ہی علم ہوا ہے. ہدایت آئے تو اس پر عمل کرنے کا صحیح وقت بھی تبھی شروع ہو جاتا ہے جب ہدایت آتی ہے. پہلی فوقیت حکمِ الٰہی کی ہی ہوتی ہے". وہ اب اپنا نقاب سیٹ کر چکی تھی.

"اس حلیے میں؟"ضامی نے مردانہ شال کی طرف اشارہ کیا.

"میں نے کہا نا پاپا پہلی فوقیت حکمِ الٰہی کی ہی ہوتی ہے. اس ڈر سے کے میں عجیب دکھوں گی, میں حکمِ الٰہی کو نہیں ٹال سکتی". یہ کہہ کر وہ گاڑی سے اتر گئی. ضامی بھی گاڑی سے اترا. مہرال اندر بڑھ گئی مگر ضامی وہیں رک کر باہر سے اسے دیکھنے لگا.

"کیا سب ٹھیک ہے؟ تم نے اتنی صبح کیوں بلایا؟"پارک میں انتظار کرتے ہوئے میر کی نظر عجیب سے حلیے میں اس کے سامنے آکر کھڑی ہوتی مہرال پر پڑی. پہلے تو وہ ٹھٹھکا مگر پھر کسی بھی قسم کا عجیب سوال کیے بنا وہ اس سے اتنی صبح آنے کی وجہ جاننے لگا.

"میرے پاس وقت کم ہے میر. میں نے تمہیں کچھ بتانے کیلئے یہاں بلایا ہے". مہرال نے ایک نظر پارک سے باہر کھڑے ضامی پر ڈالی جو اسی کی طرف دیکھ رہا تھا. میر کی نظریں بھی اس طرف اٹھیں.

"میں سن رہا ہوں". میر نے چونکنے والے انداز میں واپس نظریں اس کی طرف موڑتے ہوئے کہا.

"میں اللّٰہ تعالیٰ کی رضا کیلئے تم سے اپنے تمام راستے الگ کرتی ہوں". الفاظ تھے یا بجلی جو میر کے دل پر گرے تھے. وہ حقا بقا اس کی طرف دیکھنے لگا". میں یہ بات بتانے کیلئے بھی تمہیں نہ آتی مگر جن حالات میں میں گھری ہوں, اس سے تمہیں اور تمہاری فیملی کو نقصان پہنچ سکتا ہے. اسلئے مجھے بتانا مناسب لگا".

"مگر ... مگر ہم دوست ہیں مہرال". جو وضاحت میر نے دی تھی, اس سے تو کبھی وہ خود کو بھی متفق نہیں کر پایا تھا. وہ جانتا تھا کے یہ وقت آئے گا. لیکن اتنی جلدی؟

"مسلمان ہونے کے ناطے نہ تمہارے وقار کو اور نہ میرے وقار کو یہ جچتا ہے کے ہم دوست رہیں. مسلمان ہونے کیلئے وقار بنانا پڑتا ہے, مسلمان کا ایک معیار ہوتا ہے. مگر میر, ہم

دونوں ہی اس معیار سے نیچے گر گئے تھے .وقت رہتے ہمیں پلٹ جانا چاہیئے ".یہ کہہ کر مہرال پلٹنے ہی والی تھی جب کرچی کرچی دل کیساتھ میر نے اسے واپس بلانے کی کوشش کی.

"لیکن تم ابھی خطرے میں ہو .ہم تمہاری آزادی کے بہت قریب ہیں .میں اتنے خطرناک موڑ پر تمہیں اکیلا نہیں چھوڑ سکتا ".پل بھر میں اسکا لہجہ ٹوٹا ہوا محسوس ہونے لگا .یہ تبھی تھا جب مہرال اس کے حقیقی جزبات سے واقف ہوئی تھی .اس کی آنکھوں میں بے یقینیت تھی.

"ومن یتوکل علی اللّٰہ فھو حسبہ.

ترجمہ :اور جو کوئی اللّٰہ پر بھروسہ کرے ,تو وہ اسے کافی ہے ".بنا لچک اس نے جواب دیا.

"کیا تم کچھ دیر رک نہیں سکتی ,جب تک تمہیں آزادی نہ مل جائے؟ "وہ دل کے ہاتھوں بے بس تھا.

"میرے پاس کوئی جواز نہیں ہے ".یہ کہہ کر وہ پلٹ گئی .اسی ایک لمحے میں میر نے فیصلہ کیا.

"میں جواز دینے کیلئے تیار ہوں ".میر نے پیچھے سے پکارا تو وہ جو چند قدم چل چکی تھی ٹھٹھک کر رکی .دل کی دھڑکن تیز ہوئی .میر چل کر اسکے سامنے آیا.

"میں سمجھی نہیں ". اسکا لہجہ سنجیدہ ہو گیا.

"میں تمہیں نکاح کی دعوت دیتا ہوں . کیا تم میری اس دعوت کو قبول کرتی ہو؟ "میر نے مناسب الفاظ میں اظہار کر ڈالا مگر وہ اس کے تاثرات دیکھنے سے قاصر تھا . اسلئے مہرال کی بڑھتی ہوئی خاموشی کے ساتھ اسکی دھڑکنیں تھمنے لگیں.

"مہرال؟ "میر نے اسے متوجہ کروایا . قریب تھا کے اگر کچھ لمحے وہ جواب نہ دیتی تو وہ ڈھے جاتا.

"کیسے ہمت ہوئی تمہاری یہ سب کہنے کی؟ "مہرال بے یقین سی نفی میں سر ہلانے لگی . مگر میر کی حالت اس وقت کوئی دیکھ لیتا تو اس سپید وجود کو کوئی بھی زندہ تسلیم نہ کرتا.

"میں تم سے محبت کرتا ہوں مہرال ". لب کاٹتے اس نے بے بسی سے مہرال کو دیکھا . وہ التجائیہ ہوا.

"فار گاڈ سیک !ہم دوست تھے . تم نے دوستی کو کیا نام دے دیا میر . تم نے برباد کر ڈالا سب کچھ . میں تمہیں دوست مانتی تھی , مگر بالآخر تم نے واقعی ثابت کر دیا کے کیوں دو نامحرم دوست نہیں ہو سکتے ". مہرال نے آخری الفاظ چبا چبا کر کہے.

"ایسے مت کہو .میں نے تمہارے بارے میں حدود پار نہیں کیں مہرال .میں نے ہمیشہ دوستی کا مان "...شل لہجے میں وہ محبتیں بانٹنے والا شخص صفائیاں دے رہا تھا.

"دوستی کا مان مائی فٹ !دوست سے کون محبت کرتا ہے؟ کیا میں نے کبھی تمہاری محبت کو بڑھاوا دیا؟ پھر تم نے کیوں میرے بارے میں ایسا سوچ لیا؟ "اسکا بس نہیں چل رہا تھا کے وہ میر پر زور زور سے چلاتی .مگر اس وقت وہ اپنا لہجہ اونچا نہیں رکھ سکتی تھی.

"ہم ,اس بارے میں تسلی سے بات کر سکتے ہیں پلیز؟ "میر اپنی محبت کو بچانے کی ہر ممکن کوشش کرنے پر آ گیا تھا.

"میں تمہیں دوبارہ دیکھنا بھی نہیں چاہتی میر .ہٹو راستے سے ". نظریں چراتے ہوئے وہ میر کے ایک طرف سے نکل گئی جو ساکت و جامد بنا پلک جھپکائے وہاں سن کھڑا رہ گیا.

"دوبارہ دیکھنا بھی نہیں چاہتی؟ "حیرت زدہ لہجے نے خود سے سوال کیا؟ مگر جواب ندارد !وہ جا چکی تھی .پارک خالی تھا .وہاں پر اب بس ایک ہی وجود تھا جو شل سا وہیں کھڑا رہ گیا.

تھکے تھکے قدموں سے وہ سیڑھیاں چڑھنے لگا .اپنی محبت کی دھتکار اس کی آنکھوں کے سامنے لہرانے لگی .ٹوٹا ہوا دل بمشکل ہی اسے آسرا دیئے ہوئے تھا اور شل ٹانگیں بھی ساتھ چھوڑنے کو تھیں .اپنے کمرے میں پہنچ کر اس نے کمرے کا دروازہ بند کر لیا اور آہستہ آہستہ قدم بڑھاتا بیڈ کیساتھ زمین پر بیٹھتا چلا گیا.

"دوست تھے .تم نے دوستی کو کیا نام دے دیا میر .تم نے برباد کر ڈالا سب کچھ ".مہرال کی باتیں اس کے دل پر کسی تیر کی طرح جا لگی تھیں .اس نے اپنا سر بیڈ پر گرا دیا .دروازہ ایک دستک کیساتھ کھلا اور کوئی اندر داخل ہوا .مگر میر نے آنکھیں کھولنے کی بھی زحمت نہ کی .کوئی اس کے پاس آ کر بیڈ پر بیٹھا.

"تم جاگنگ کیلئے نہیں نکلے میر؟ "فرح بیگم نے اس کی اس حالت کا جائزہ لیتے ہوئے بات کا آغاز کرنا چاہا.

"میر آج ٹوٹ گیا ہے ماما ".بنا آنکھیں کھولے میر نے اپنا سر فرح بیگم کی گود میں گرا لیا.

"دوسروں کو جوڑنے والے ٹوٹا نہیں کرتے میر ".وہ میر کو اس حال میں پا کر تشویش زدہ ہوئیں مگر فی الحال اسے تسلی دینا ہی ممکن تھا.

"میں رب کا پیارا بندہ نہیں رہا ماما, کیا فائدہ میرے اچھے اخلاق کا جب میں نے اپنے رب کو ہی ناراض کر دیا ".وہ دکھی تھا .مگر خود کو زیادہ کھول نہ پایا.

"تمہیں ایسا کیوں لگتا ہے؟ "وہ میر کے قریب جھک کر استفسار کرنے لگیں.

"میں نے وائلیشن کی ہے .جو حدود اللہ تعالیٰ نے سیٹ کر رکھی تھیں ,میں ان سے آگے بڑھ گیا ".میر کی پکڑ فرح بیگم کے گھٹنے پر مضبوط ہوئی.

"یہ وقت آنا ہی تھا . تمہیں ٹوٹنا ہی تھا میر ".فرح بیگم نے سمجھتے کوئے گہری سانس بھری.

"آپ کو علم تھا؟ "میر چونک کر سیدھا ہوا اور فرح بیگم کی طرف دیکھنے لگا.

"میں جانتی تھی ".انہوں نے اثبات میں سر ہلایا.

"پھر ... آپ نے مجھے روکا کیوں نہیں؟ "وہ بے یقین ہوا .اسکی ماما اس کیساتھ ایسا کیسے کر سکتی ہیں.

"تمہیں کیا لگتا ہے زینی اتنی بڑی بڑی باتیں خود سے ہی کرنے لگی تھی؟ "وہ مدھم سا مسکرائیں.

"آپ نے صاف انداز میں کیوں نہیں روکا ماما؟ "وہ ابھی بھی بے یقین تھا.

"بچے باشعور ہونے لگیں تو انہیں سمجھانے کیلئے حکم صادر نہیں کیے جاتے .بلکہ انکے سامنے باعمل بننا پڑتا ہے .وہ معصوم چور ہوتے ہیں .جو اپنے لوگوں کی عادات چراتے ہیں ".فرح بیگم نے میر کیلئے صاف گوئی کا مظاہرہ کیا.

"آئی ...ایم سوری ماما .میں نے تو کبھی بھی آپ میں اور نانا جان میں ایسی بات نہیں پائی تھی .مگر میں کیسے بہک گیا ".اسکی آنکھیں ضبط سے سرخ پڑ رہی تھیں.

"تمہارا دور تھوڑا فاسٹ ہے .یہ ٹیکنالوجی کا دور ہے .اس میں تمہارا سامنا صرف اپنے لوگوں سے نہیں ہے .تمہارا واسطہ لاکھوں لوگوں اور انکی خصوصیات سے رہتا ہے .جیسے مسلمان پر چند گوشت اس لئے حرام ہیں کیونکہ ہم انکی خصوصیات اختیار نہ کر لیں ,ویسے ہی ہمیں ایسے لوگوں اور انکی عادات سے بھی اجتناب کرنا چاہیئے جن کی خصوصیات سے ہمارے ایمان کو خطرہ ہو ".فرح بیگ نے اسکی ٹھوڑی کے نیچے ہاتھ رکھ کر اسی طرح سمجھایا جیسے بچپن میں سمجھایا کرتی تھیں.

"میں اتنی بڑی بات کیسے فراموش کر گیا؟ "اس نے لب کاٹے.

"وقت کا ہاتھ تھامو میر اور اسکے ساتھ رہتے ہی اپنے رب کو راضی کر لو. کیونکہ ابھی تک نہ تو تمہاری جان یہاں تک آئی ہے". انہوں نے اپنی شہادت کی انگلی سے میر کی گردن پر دستک دی.

"اور نہ ہی آج کا سورج مغرب سے طلوع ہوا ہے". فرح بیگم اٹھ کھڑی ہوئیں. مگر میر کوئی جواب نہ دے سکا.

"ماما؟ میں نے محبت میں اسے بھی ہار دیا ہے". وہ جانے کو تھیں جب میر اٹھ کھڑا ہوا اور فرح بیگم کو پیچھے سے پکارا.

"کہا یہی وجہ ہے تمہاری آنکھیں کھلنے کی؟ "وہ پلٹیں.

"نہیں, یہ احساس اس نے مجھے دلایا ہے کے سب سے پہلی فوقیت حکمِ الہٰی کی ہی ہوتی ہے". اس نے سر جھکاتے ہوئے بتایا.

"مگر نکاح حکمِ الہٰی میں ہی آتا ہے. کیا تم نے اسے نکاح کی دعوت دی؟ "فرح بیگم میر کے قریب آئیں.

"میں نے دعوت دی تھی ماما, مگر اس نے رد کر دی". میر فرح بیگم سے لپٹ گیا. وہ بے اختیار ہو گیا تھا. دوسروں کے سامنے مضبوط رہنے کا دکھاوا آج ابھی ٹوٹ گیا. وہ پھٹ پڑا.

"تو تمہیں اس کے فیصلے کی قدر کرنی چاہیئے میر. اس بات کو خود پر سوار مت کر لو". انہوں نے میر کو خود سے ہٹانا چاہا مگر وہ ناکام رہیں. فرح بیگم کا دل میر کو لے کر بیٹھنے لگا.

"میں نے اس سے بہت محبت کی ہے ماما. اس کے بنا خود کو تصور کرنا ناممکن لگ رہا ہے. میں اس کے بنا ادھورا ہوں". وہ چھوٹے بچوں کی سی ضد کرنے لگا.

"اللہ تعالیٰ نے تم دونوں کیلیئے کچھ بہتر پلان کر رکھا ہے میر. تم اسکے فیصلوں کے خلاف جا کر خود کو ہلکان مت کرو". انہوں نے میر کی پیٹھ تھپکتے ہوئے اسے خود سے جدا کیا.

"دعا سے تو سب کچھ ممکن ہے. آپ دعا کریں, میری محبت کو سکون آ جائے". اس نے فرح بیگم کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کر التجا کی.

"تمہارا خود یہ دعا کرنے کے بارے میں کیا خیال ہے؟" وہ اسے دیکھ کر مسکرائیں اور اپنا ہاتھ چھڑا کر پلٹ گئیں. مزید وہاں رک کر میر کو اس کرب میں دیکھنا ان کیلیئے ممکن نہیں تھا. وہ جا چکیں تو چند لمحے وہیں کھڑے رہ کر گزارنے کے بعد وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا واش روم کی طرف بڑھ گیا اور وضو کرنے کیلیئے واش بیسن پر جھک گیا.

"نانا جان کہا کرتے تھے کے جو چیز آپ کے ایمان کو نقصان پہنچائے ,اس سے فوراً الگ ہو جانا چاہیئے .میری آنکھوں کو وہ پیاری لگی تھی ,مگر آنکھوں کی بات ماننے سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو جاتے ".جائے نماز پر خالی ہاتھوں کی طرف دیکھتے اسے وہ گفتگو یاد آئی جو اس نے پہلی بار مہرال کو دیکھنے کے بعد جبرئیل سے کی تھی .اس کے دل میں کچھ ٹوٹنے کی آواز آئی.

"کہتے ہیں بعض لوگوں کو جب تک اپنے محبوب لوگوں کی طرف سے ٹھوکر نہیں لگتی ,تب تک وہ اپنے رب کی طرف نہیں لوٹتے .مجھے علم نہیں تھا کے یہ معاملہ مجھ پر صادق اترے گا ".ہاتھ دعا کیلیئے اٹھائے وہ بنا لب ہلائے اپنے رب سے مخاطب خالی نگاہیں اپنے خالی ہاتھوں کی طرف جمائے ہوئے تھا.

"ایسا نہیں ہے کے میں پہلے بہت پاکباز تھا ,مگر اس بار کی میری حرکت نے آپ کے ہاں مجھے معتبر نہیں چھوڑا ".اس نے لب بھینچے اور دل پر پڑا بوجھ بڑھنے لگا.

"میں محمد صلی اللّٰہ علیہ وسلم بن عبداللہ کو اپنا رول ماڈل سمجھنے والا نجانے کب مغربی تہذیب کا پیروکار ہو گیا .مجھے خبر ہوئی تھی اللّٰہ تعالیٰ ,لیکن میں دل کے ہاتھوں مجبور ہو گیا تھا .اپنی محبت بہت محبوب ہوگئی تھی مجھے .میں اسے ناراض نہیں کرنا چاہتا تھا اللّٰہ جی مگر میں نے

آپکو ناراض کر دیا". سرخ پڑتی آنکھیں اس نے ندامت سے زور سے میچیں تو گرم پانی اس کی سبز آنکھوں سے چھوٹ پڑا.

"میری صلوٰۃ التوبۃ, میری ندامت, میرا پچھتاوا, یہ سب کچھ کسی کام کا نہیں ہے اللّٰہ تعالیٰ اگر آپ ناراض ہیں تو. میں آپ کے ہاں, آپکی رضا کی التجا کرتا ہوں اور آپ سے رحم کی امید کرتا ہوں اللّٰہ تعالیٰ. میں نے اپنے قلب کے ہاتھوں آپکی ناراضگی مول لی ہے. میں نے اپنا تقویٰ کھویا ہے". دل ندامت کے مارے چور چور ہونے کو تھا.

"اے پیارے اللّٰہ تعالیٰ, میرے دل کو برف اور اولے کے پانی سے دھو دیں اور میرے دل کو خطاؤں سے ایسے صاف کر دیں جیسے آپ سفید کپڑے سے میل کو صاف کرتے ہیں اور میرے اور میری خطاؤں کے درمیان اتنی دوری رکھ دیں جتنی دوری آپ نے مشرق اور مغرب میں رکھی ہے". ذہن میں وہ تمام ملاقاتیں گھومنے لگیں جن سے اس نے اپنے رب کو ناراض کیا تھا تو اسے سراسر اپنے وجود سے کراہت محسوس ہوئی.

"اے اللّٰہ, میرے نفس کو تقویٰ عطا کریں اور اسے پاکیزہ بنا دیں آپ ہی بہتر ہیں جو اسے پاکیزہ بنا سکیں, آپ ہی اس کے ولی اور مددگار ہیں". وہ اب زاروقطار رونے لگا.

"اے میرے پیارے رب, آپ مجھے بخش دیں اور رحم کریں اور آپ رحم کرنے والوں میں سب سے بہتر رحم کرنے والے ہیں". اس کے دل میں امید جاگی. اس کا رب تو رحم کا معاملہ کرنے والا ہے.

"اللہ تعالیٰ آپ پاک ہیں, میں آپ سے بخشش چاہتا ہوں اور آپ کی طرف رجوع کرتا ہوں". زبان لبوں پر پھیرتا وہ واپس اپنے رب کی طرف معتبر ہونے کیلئے لوٹ جانے کی دعا کر رہا تھا. یہ وقت اب اسکا اسکے رب کیساتھ تھا. یہ وقت حسین تھا. کیونکہ یہ وقت رجوع کا تھا.

"ذرا بھی نادم نہیں ہو؟ وہ جس سے تمہیں محبت ہے, اسے ہی توڑ آئی ہو؟ "ہارے ہوئے قدموں سے دروازہ لاک کیے بنا ہی وہ کمرے میں دروازے کیساتھ نیچے بیٹھتی چلی گئی. ضامی کی شال اور نقاب اتارنے کی بھی زحمت نہ کی. دل پھٹنے کو تیار تھا. تبھی وہ بیڈ پر نمودار ہوتی مہرال پر طعنے کسنے لگی.

"میرے زخموں کو مت چھیڑو. میرا دل زخمی ہے. میں تکلیف میں ہوں". نقاب کی پِن اتار کر اس نے اپنا سر دروازے کیساتھ ٹکا لیا اور آنکھیں موند لیں.

"اسکے بنا رہ لو گی تم؟ اپنی محبت کے بنا کیسے صبر آئے گا تمہیں؟ "قابلِ ترحم نظروں نے مہرال کو حصار میں لیا.

"میں اسے فی سبیل اللّٰہ دیتی ہوں ,اللّٰہ کی راہ میں .کسی شے کے کھونے کا دکھ ہوتا ہے , پچھتاوا ہوتا ہے .مگر جسے فی سبیل اللّٰہ دے دیا جائے ,اس پر صبر آ ہی جاتا ہے .مجھے بھی اس پر صبر آ جائے گا ".وہ خود کو تسلی دینے لگی.

"چچ چچ !کتنی بڑی بیوقوف ہو .تمہیں تو اس کے سامنے اپنی محبت کا اعتراف کرنے کی بھی ضرورت نہ تھی .اس نے تو تم سے جائز طریقے میں رہتے ہوئے نکاح کی دعوت بھی دے ڈالی تھی ".وہ بیڈ سے اٹھ کر ڈریسنگ ٹیبل کی طرف آئی اور مصنوعی ہمدردی جتائی.

"تو؟ تم ہی بتاؤ میں انکار نہ کرتی تو کیا کرتی؟ "مہرال بھی اٹھ کر اسکی طرف آئی اور تیوری چڑھائے اس سے پوچھنے لگی.

"تم اس سے نکاح کی حامی بھر سکتی تھی .تم جانتی ہو وہ بہترین تھا اور سب سے بڑھ کر ...تم اس سے محبت کرتی ہو .پھر کیوں کھو دیا تم نے اسے؟ "اسکا عکس پلٹ کر تیز لہجے میں اس سے استفسار کرنے لگا.

"کیونکہ میں دوسری نکہت نہیں بننا چاہتی ۔اپنی محبت کو پا کر جب میری نظامی مینشن والی آسائشیں مجھے میسر نہ ہوتیں تو نکہت کی طرح میں کسی نظامی کو موقع نہیں دینا چاہتی کے وہ میر کو برباد کرے ۔نکہت کی طرح میں اپنی محبت کو اپنے ہاتھوں سے تباہ نہیں کرنا چاہتی "۔

مہرال برس پڑی۔

"تمہیں کس نے کہا کے تم نکہت کی طرح دغاباز نکلو گی؟ "وہ حیرت زدہ رہ گئی۔

"میں ان کی اولاد ہوں ۔جب اولاد اپنے والدین کے مال و دولت میں کسی چیز کی وارث نہیں ہوتی ,تب وہ انکے عادات و خصائل کی وارث ہوتی ہے اور مجھے پتا ہے ,جانتی ہوں کے میر سے محبت کرنے کے بعد بھی جب مجھے لگژریز ,بھیک میں ہی سہی ,نہ ملیں تو نکہت کی طرح اپنی محبت کو برباد کر ڈالوں گی "۔یہ کہہ کر مہرال پلٹ گئی۔

"بزدل ہو تم ۔دھوکے باز ہو ۔خود کو دھوکہ دے رہی ہو ۔اپنے دل کیساتھ بے ایمانی کر رہی ہو "۔اس نے پیچھے سے ٹوکا۔

"شٹ اپ !بزدل نہیں ہوں میں ۔دغا نہیں دیا میں نے "۔مہرال اونچی آواز میں چلانے لگی ۔ وہ پھٹ پڑی تھی ۔جو غبار اس کے زخمی دل کو تکلیف دے رہا تھا,زور زور سے چیزیں پٹخ اکر اسے نکالنے لگی ۔وہ عکس غائب ہوگیا مگر مہرال نہ تھمی۔

"میں نے اپنی محبت کو بچایا ہے. میں نے اسے توڑا نہیں ہے .وہ بھاری نقصان سے بچ گیا ہے ".ڈریسنگ پر پڑی تمام چیزوں کو ایک ہی جست میں اس نے دونوں ہاتھوں سے زمین بوس کر دیا .دروازہ کھلنے کی آواز نے بھی اسے متوجہ نہ کیا اور وہ دیوار پر لگی فیری لائیٹس کو نوچ کر اتارنے لگی .مگر تبھی کسی نے پیچھے سے اس کو بالوں سے جکڑ لیا.

"بدذات "!نظامی نے اسے بالوں سے جکڑ کر اپنا وحشی چہرہ اس کے قریب کیا.

"یہ گھر یہ جائیداد تمہارے گھٹیا باپ کا نہیں ہے جو تم اس میں گندگی پھیلاتی پھرو ".اس نے ایک جھٹکے سے مہرال کو چھوڑا اور وہ گرتے گرتے سنبھلی .مگر سنبھل کر وہ نظامی کی طرف مڑی .آج اس کا انداز مختلف تھا .یہ انداز نظامی کو ٹھٹکا گیا .اس نے آگے بڑھ کر زور سے نظامی کو کالر سے پکڑا.

"یہ گھر میرے باپ کا نہ سہی ,مگر یہ وجود جس پر تم ظلم ڈھاتے ہو میرے رب کا ہے اور اس پر ظلم کرنے کی اجازت میں کسی کو نہیں دوں گی ".مہرال زور سے چلائی تو حق دق کھڑے نظامی کے غصے کو ابال آیا اور اس نے مہرال کا چہرہ دبوچا.

"سر ,معذرت مگر ایک بہت بری خبر ہے اور بتانا ضروری .حدید سر کل رات موٹر وے پر ایک ایکسیڈینٹ میں جاں بحق ہو گئے ہیں .انکے جسم میں آئرن راڈز گھس جانے کے سبب

ان کی باڈی بری طرح مسخ ہو چکی ہے اور بمشکل پہچان کی جا سکتی ہے ". دروازے میں کھڑے نظامی کے پی اے نے فوری خبر دی. ملازم اور پی اے چونکہ نظامی کے پیچھے کھڑے تھے اسلئے نظامی کی پکڑ میں مہرال کا وجود چھپا ہوا تھا. اس کے چہرے پر نظامی کی گرفت ڈھیلی ہوئی اور وہ شاکڈ سا پلٹا. اس خبر پر مہرال کم حیران ہوئی اور فوراً اپنا رخ دوسری طرف موڑ کر نقاب بنانے لگی. نظامی کچھ کہے بنا لمبے ڈگ بھرتا وہاں سے نکل گیا اور مہرال نقاب چھوڑتی فوراً دروازے کی طرف لپکی اور دروازہ لاک کر دیا.

"اللّٰہ اکبر! یہ سچ تھا؟ کیا میں نے واقعی خود پر ہوتے ظلم کا ہاتھ روکنے کی کوشش کی ہے؟ اور ... اور میں کامیاب بھی ہو گئی؟ اللّٰہ تعالیٰ نے مجھے بچا لیا؟ "مہرال حیرت زدہ سی اپنے بیڈ پر آ کر بیٹھ گئی اور اپنے کانپتے ہاتھ اٹھا کر انکی طرف دیکھنے لگی. ماہین سی ہی سہی, مگر اس کی خود کو بچانے کی کوشش کامیاب ہوئی تھی. یہ اعزاز اس کیلئے کم نہ تھا.

"بہت ڈھیٹ ثابت ہوئی ہو. مری کیوں نہیں تم؟ "مہرال سیاہ کھلے عبایا میں اسکارف سے اپنا نقاب سیٹ کر رہی تھی جب تیز قدموں سے مہک اس کے کمرے میں داخل ہوئی اور درشتی سے اس کے قریب آ کر کہنے لگی.

"تمہاری فضول بکواس سننے کیلئے زندہ نہیں بچی میں .بہت ضروری کام نپٹانے ہیں مجھے .راستہ دو ".خود پر اثر نہ لیتے ہوئے مہرال نے مہک کو ایک طرف کرتے ہوئے اپنا بیگ کندھے سے لٹکایا.

"تم مجھ پر احسان کر دو مہرال .راستے سے ہٹ جاؤ ".مہک نے مہرال کو پیچھے سے بے بسی میں پکارا .مہرال نے رک کر گہری سانس بھری اور مہک کی طرف پلٹی.

"تم محبت کرتی ہو میر سے؟ "مہرال نے شائستگی سے استفسار کیا.

"اپنی جان سے بھی زیادہ ".مہک کے دل میں امید کی کرن جاگی.

"تو پھر تمہیں اس شخص کی خوشی عزیز کیوں نہیں ہے؟ یہ کیسی محبت ہے تمہاری ,جس میں تم میر سے اسکی محبت چھین لینا چاہتی ہو؟ "مہرال نے اپنے ہاتھ سینے پر باندھتے ہوئے کہا.

"میں اسے محبت دوں گی نا .پھر اسے کس محبت کی ضرورت پڑے گی؟ "مہک بے ساختہ کہنے لگی.

"محبت میں محبوب کو اپنے مطابق نہیں ڈھالا جاتا بلکہ اس کے رنگ میں خود کو رنگ لیتے ہیں .وہ جو چاہتا ہے ,ہم اسی طرح کے ہو جاتے ہیں ".مہرال نے لطیف لہجے میں کہا.

"تم نے خود کو اپنی محبت کے رنگ میں ڈھالا ہے؟ "وہ رشک بھری نگاہوں سے مہرال کے بدلے ہوئے سراپے کو دیکھنے لگی.

"دیکھو میری طرف ,میں جس سے محبت کرتی ہوں اسی کا رنگ میں نے خود پر چڑھا لیا ہے ".مہرال نے ایک ہاتھ سے خود کی طرف اشارہ کیا.

"کونسا رنگ؟ "وہ کنفیوز ہوئی.

"صبغۃ اللّٰہ !اللّٰہ کا رنگ "... کہہ کر مہرال رکی نہیں .وہ پلٹ گئی اور اپنے پیچھے مہک کو حیرت زدہ چھوڑ گئی .وہ جو کچھ بھی بن گئی تھی اس کے پیچھے میر کی پسندیدگی نہیں ,اللّٰہ کی پسندیدگی شامل تھی .یہ جان کر مہک دھک رہ گئی .وہ اب تک غلط تھی؟

"کیا کہنا چاہتی ہو مہرو؟ تمہارا یہ رویہ مجھے بے چین کر رہا ہے ".مہرال ضامی کے روم میں صوفے پر خاموش بیٹھی اپنے ہاتھوں کی انگلیوں کو دیکھے جا رہی تھی جب سامنے بیٹھے ضامی نے بالآخر کہہ ڈالا.

"مجھے نہیں پتا کے میرا بتانا آپ پر کیا اثر رکھے مگر کیونکہ مجھ سے منسوب ذمہ دار لوگوں میں ایک آپ ہی ہیں اور اچھے برے کو قانوناً و شریعتاً پرکھ سکتے ہیں اس لئے مجھے لگا کے یہ بات بتانے کیلیئے آپ ہی مناسب ہیں ".وہ ابھی بھی نگاہیں جھکائے تذبذب میں تھی.

"سن کر خوشی ہوئی ".انہوں نے دوستانہ مسکراہٹ اچھال کر مہرال کی حوصلہ افزائی کی .

مہرال انکی طرف دیکھ کر ہلکا سا مسکرائی.

"میر کی طرف سے نکاح کا پیغام آیا ہے ".ایک جملے میں بات مکمل کر کے وہ ضامی کے تاثرات دیکھنے کو رکی.

"بہترین !تمہاری کیا رضا ہے؟ "انہوں نے فی الفور مہرال کی رضا کو ترجیح دی.

"معلوم نہیں .وہ میرا اچھا دوست تھا,مجھے ہر طرح سے سپورٹ کرتا اور میرا خیال رکھتا تھا . مگر چونکہ ہم اب مزید دوست نہیں رہ سکتے تھے ,اسلیئے اس نے نکاح کی پیشکش کی ہے .مگر , میں فیصلہ نہیں کر پا رہی ".اس نے محبت والی بات گول کر ڈالی.

"کیا چیز تمہارے فیصلے کو مشکل بنا رہی ہے؟ "ضامی اس کی طرف آگے کو جھکا.

"وہ بہت اچھا انسان ہے پاپا. مگر میں نکہت کی بیٹی ہوں. میں اچھی دوست ہی بن سکتی ہوں. دوسری صورت میں مجھے ڈر ہے کے کہیں میں نکہت کی طرح دغا نہ کر جاؤں. میں اپنے دوست کو تکلیف نہیں دینا چاہتی پاپا. اس کے بہت سے احسانات ہیں مجھ پر". وہ الجھی.

"اگر تم اس بنا پر انکار کرو گی تو سب سے بڑی بے وقوف کہلاؤ گی". ضامی نے بھنویں اچکا کر اسے جتایا.

"پاپا پریکٹیکل ہو کر سوچیں". مہرال نے بھی ضامی کے انداز میں ہی اسے جواب دیا.

"اور تم بے وقوف بن کر مت سوچو. اگر سب کو سوچ وراثت میں ملنی ہوتی تو مرنے کے بعد دماغ کو بھی مال کی طرح وارثوں میں تقسیم کیا جاتا. مگر دیکھو اللہ تعالیٰ نے سب کو انکا ذاتی دماغ دے رکھا ہے. تمہاری سوچ اگر نکہت جیسی ہوتی تو کیا تم اس طرح اللہ کی طرف پلٹ آتی؟ اپنا موازنہ نکہت سے کر کے دیکھو کیا تمہاری سوچ کا کوئی ایک بھی پہلو نکہت سے ملتا جلتا ہے؟" ضامی نے نہایت پرسوچ پہلو مہرال کو تھمایا. وہ سوچ میں پڑ گئی.

"مگر ...اس بات کی کیا ضمانت ہے کے یہ شادی کام کرے گی؟" بہت سوچنے کے بعد وہ گویا ہوئی.

"یہ ضمانت تو کسی کی شادی کی بھی نہیں ہوتی ۔لیکن نکاح کرنے والے نکاح کرنے سے پہلے کبھی بھی یہ نہیں سوچا کرتے کے یہ شادی کام کرے گی یا نہیں ۔بلکہ وہ اللہ کی رحمت کے امیدوار ہوتے ہیں ۔اللہ تعالیٰ تمہیں تنہا نہیں چھوڑیں گے مہرو "۔ضامی نے کندھے اچکائے۔

"نہیں پاپا ۔میں نے یہ انکار اپنے لئے نہیں کیا تھا ۔یہ انکار میں نے میر کیلیئے کیا تھا ۔وہ شخص جو میری ڈھال بنا رہا ,اسے میں آپکی طرح نہیں توڑنا چاہتی تھی ۔میں ایک اور ضامی کی بنیاد نہیں رکھنا چاہتی تھی "۔وہ گہری سانس بھر کر رہ گئی۔

"کیا اب بھی تمہارا یہی فیصلہ ہے؟ "ضامی نے اس بار تردید چاہی ۔مہرال کے فون پر بِپ کہ آواز آئی اور نگہت کا نام اسکرین پر جگمگایا۔

"میں اس فیصلے کو آپ پر چھوڑتی ہوں اور اس کے نتائج اللہ کے ہاتھ میں ہیں "۔وہ کہتے ہوئے رکی اور موبائل پر میسج دیکھنے کے بعد چند پل خاموش ہو گئی ۔ضامی اس کے بولنے کا انتظار کرنے لگا ۔پھر وہ فوری طور پر اٹھ کھڑی ہوئی اور تیز ہاتھوں سے اپنا نقاب کرنے لگی۔

"کیا ہوا ۔مجھے بتاتی تو جاؤ کے کیا کرنا ہے؟ "ضامی نے اسے تیز قدموں سے باہر کی طرف بڑھتے دیکھا تو پیچھے سے پکارا ۔

"آپ جو چاہیں فیصلہ کر لیں .ابھی مجھے نکلنا ہے .شاید نظامی مینشن میں بہت بڑی قیامت آ گئی ہے ".پھولے تنفس کیساتھ کہتی وہ باہر نکلنے لگی جب ضامی نے اسکا ہاتھ پکڑ کر اسے روکا.

"کیا ہوا مہرو؟ اس بار بھی تم پر ظلم ڈھانے کا انکا کوئی پلان ہے تو اس بار انکا سامنا تمہارے باپ سے ہو گا .مگر میں تمہیں نہیں جانے دوں گا ".ضامی مہرال کا ہاتھ پکڑے بضد ہوا تو ضامی کی یہ محبت دیکھ کر دو پل کیلئے مہرال کا دل ڈھیروں جزبات سے پر ہوا اور وہ ضامی کے سینے سے جا لگی.

"آپ مجھے دیر سے ملے ہیں ,مگر میں آپ سے آپکی ساری محبت وصول کروں گی پاپا".وہ سینے سے الگ ہوئی" .مگر اس وقت میرا جانا ضروری ہے .ماما کا میسج آیا ہے .انہیں پتا ہے کے میں آپ سے ملنے آئی ہوں .اسلئے مجھے فوری طور پر انفارم کر دیا ہے .تاکہ آپ مصیبت سے بچ جائیں".

"کس بات کے متعلق انفارم کیا ہے؟ "ضامی ٹھٹھکا.

"سمیر نظامی کو کسی نے قتل کر دیا ہے ".سہمے ہوئے دل سے ضامی کو بتاتی وہ بنا الوداعی کلمات کے وہاں سے نکل گئی .اس بات سے بے خبر کے جلد ہی اگلی قیامت بھی ٹوٹنے کو ہے.

نظامی مینشن میں داخل ہو کر گاڑی ڈرائیو وے پر ڈالتے ہی اسے غیر معمولی افراتفری کا احساس ہوا۔ پولیس کی گاڑیاں وہاں پہلے سے ہی موجود تھیں۔ جبکہ اسکے علاوہ بھی بہت سی گاڑیوں کی موجودگی اسے نظامی مینشن میں ایک ہجوم کے اکٹھا ہونے کی خبر دے رہی تھی۔ ابھی خبر اتنی پھیلی تو نہیں تھی مگر پھر بھی وہاں کافی لوگ موجود تھے۔ اپنے نقاب کو درست کرتی وہ لاؤنج میں داخل ہوئی جہاں ٹی وی لاؤنج کے وسط میں سمیر کی لاش کو سفید بستر پر لٹایا گیا تھا۔ نظامی اسے والہانہ انداز میں چومتا اور پاگل پن میں اسے اٹھانے کی کوشش کر رہا تھا جبکہ اردگرد کے لوگ سفید کپڑوں میں ملبوس اسے قابلِ رحم نظروں سے دیکھ رہے تھے۔ یہ منظر مہرال کیلئے غیر معمولی تھا۔ اس نے نظامی کو اس حالت میں کبھی نہیں دیکھا تھا۔ وہ ابھی غیر یقین ہی تھی کے تیزی سے کسی نے اس کا ہاتھ پکڑا اور اپنے ساتھ گھسیٹتا ہوا کمرے میں لے گیا۔

"چھوڑیں مجھے۔ یہ کیا کر رہی ہیں آپ؟" مہرال نکہت کی اس حرکت سے اکتائی۔ نکہت نے مہرال کے ردِ عمل کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے دروازہ لاک کیا اور بجلی کی سی تیزی سے اسکے سامنے آئی۔ مہرال نکہت کو دیکھ کر حیران رہ گئی۔ وہ کالے لباس میں ملبوس تھی۔ کیا کسی ماں

کو اپنی اولاد کے مرنے پر یہ ہوش رہتا ہے کے اسے کیا پہننا ہے؟ اسے اس عورت سے جی بھر کو خوف آیا.

"یہ کیا حلیہ بنا رکھا ہے تم نے؟ "نکہت نے فوراً اس کے عبایا اور نقاب پر کراہت کا اظہار کیا.

"آپ کو اس سے واسطہ نہیں ہونا چاہیئے. آپ اپنے اس رویے کی وضاحت کریں گی؟ " مہرال نے خود پر قابو پاتے ہوئے مناسب الفاظ ادا کیے.

"تم ضامی کی طرف تھی نا؟ تم جانتی ہو اگر نظامی کو یہ بات پتا چل جاتی تو کیا ہوتا؟ وہ ضامی کو مار ڈالتا ".نکہت نے اس کی پیشانی پر انگلی رکھ کر اسے پیچھے کو دھکیلا.

"آپ کو پاپا سے کوئی واسطہ نہیں ہونا چاہیئے.فی الحال آپکو اپنے بیٹے کی فکر کرنی چاہیئے تھی. مگر افسوس "!مہرال کو دلی افسوس ہوا تھا" ,خیر ,کیسے ہوا ہے یہ سب؟"

"وہ کل صبح سے لاپتہ تھا.کل رات فرقان نے اس کے سب دوستوں سے پتا کروایا مگر وہ کسی کے ساتھ بھی نہیں تھا.آج صبح حدید کے مارے جانے کی خبر ملنے کے آدھے گھنٹے بعد ہی فرقان کو اس بارے میں اطلاع ملی تھی.وہ اسپتال پہنچے تو سمیر کی ڈیڈ باڈی کے ساتھ انہیں ایک ویڈیو دکھائی گئی.پوسٹ مارٹم رپورٹ سے پتہ چلا ہے کے موت دم گھٹنے سے

ہوئی ہے. اسے تابوت میں بند کیا گیا تھا". یہ سب بتانے کے بعد نکہت نے ایک گہری سانس خارج کی.

"اسے میں نے ایسا سبق سکھایا ہے کے نظامی کا پورا خاندان بھی مہرال سے بات کرنے کیلئے دس بار سوچے گا ". مہرال کے ذہن میں حدید کے الفاظ گونجے. اسکا رنگ لٹھے کی مانند سفید پڑا.

"ک ... کس نے کیا ہے یہ سب؟ "وہ بمشکل تھوک نگلتے ہوئے بول پائی.

"ابھی انویسٹی گیشن کر رہے ہیں. فرقان ابھی اس سچوئیشن میں نہیں ہیں کے کوئی بیان دے پائیں. آخر انہوں نے اپنے بیٹے کو ویڈیو میں آخری سانس لیتے دیکھا ہے". نکہت نے کندھے اچکائے.

"ک... کہاں ہے وہ ویڈیو؟ "مہرال نے جھجھکتے ہوئے پوچھا.

"میرے فون میں ہے. مگر میں دیکھ نہیں پائی ". نکہت نے اپنے فون کا لاک کھول کر ویڈیو چلا کے موبائل مہرال کے سامنے کیا جسے مہرال نے کانپتے ہاتھوں کیساتھ تھام لیا. منظر پر تابوت تھا اور کیمرہ تابوت کے عین اوپر سیٹ کیا گیا تھا. تابوت کے شیشے میں سے سمیر کا

تڑپتا ہوا وجود نظر آ رہا تھا جو بار بار تابوت کے شیشے کو بجاتا اور ساتھ میں کوئی التجا کرتا .

مہرال مزید نہ دیکھ پائی اور فوراً موبائل نکہت کو واپس کر دیا .اس نے اپنے آنسو روکنا چاہے تھے .وہ ان آنسوؤں کو چھپانا چاہتی تھی مگر اس کا ضبط ٹوٹ گیا تو ہاتھ لبوں پر رکھ کر وہ اپنی سسکی روکنے لگی.

"تم ...ضامی سے ملنے گئی تھی نا؟ کیا اس نے تم سے میرے بارے میں کچھ کہا؟ کیا وہ مجھے معاف کر کے اپنے ساتھ رکھ لے گا؟ "نکہت جب مزید صبر نہ رکھ پائی تو بالآخر پوچھ لیا .

مہرال اس کی اس حرکت پر حق دق رہ گئی .اتنی سفاک ایک ماں تو نہیں ہو سکتی .اسے اب سمجھ آیا کے مہرال کو میسج کرنا ,اسے علیحدہ بلانا اور تفصیل بتا کر ہمدردی لینا سب اس کے اپنے مفاد کیلئے تھا.

"شرم کریں ماما. کتنی خود غرض ہیں آپ .آپ نے بیٹا کھویا ہے اپنا .کیا آپکو ذرا بھی دکھ نہیں ہے؟ مگر خیر ,آپ نے کونسا پہلی بار کھویا ہے ".سر جھٹک کر وہ کمرے سے نکلی اور سب کو نظر انداز کرتی تیز تیز سیڑھیاں چڑھتی اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی اور دروازہ لاک کر لیا.

"میں تمہیں بلیک میل کیوں کروں گا؟ میں تو تمہیں آپشنز دوں گا. دیکھو غور سے سنو. پہلا آپشن, ڈیڈ کو تمہارے بھائی کی آمد کے بارے میں بتا دوں اور تمہارے بھائی ... سوری, ہمارے بڑے بھائی اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملیں ". آخری ملاقاتوں کی آواز مہرال کے کانوں میں پڑنے لگی.

"تمہارے پاس دوسرا راستہ ہے, تم میرے برینڈڈ بوٹس پر اپنی ناک رگڑو اور میں یہ راز یہیں دفن کر دوں گا ". وہ قدم قدم چلتی کمرے کے وسط میں پہنچی.

"تم پچھتاؤ گی, اب تم دیکھنا کیسے گڑگڑاؤ گی ". اسکا دل اچانک ہر چیز سے اچاٹ ہونے لگا.

"دیکھا سمیر, یہ ہوتی ہے ہماری حقیقت. میری یا عبداللہ کی سانسیں کبھی بھی تمہارے اور تمہارے باپ کے اختیار میں نہیں تھیں. چاہے کتنے بھی مال و دولت اور وسائل ہمارے قبضے میں ہوں. لیکن جب تک اللہ تعالیٰ نہ چاہیں, کسی کی ایک سانس بھی آگے پیچھے نہیں ہو سکتی. مجھے افسوس ہے تمہارے جانے کا ". وہ بجھے دل کیساتھ بیڈ کی طرف بڑھنے لگی کے اچانک ٹھٹھک کر رک گئی.

"شاید نہیں "! اسے کچھ بھی نہیں بھولا تھا. سب یاد تھا. اس دن جب سمیر نے مہرال کو علی کے حوالے کیا تھا, وہ دن بھی یاد تھا.

"سمیر تم بھائی ہو نا میرے یوں مجھے کسی کے حوالے کر کے مت جاؤ. میں نے اپنے ساری عمر محرومیاں کاٹی ہیں ,مجھے بخش دو. اپنی بہن سمجھ کر ہی رحم کرو مجھ پر ".مہرال کو یاد آیا, کیسے وہ سمیر کے آگے گڑگڑائی تھی.

"کیا کہا؟ بھائی؟ سوچنا بھی مت. تم جیسی پنچ لڑکی کو میں کبھی بھی اپنی بہن نہیں مانوں گا ".

اور سمیر نے کیسے اسے دھتکارا تھا.

"کیا کرنا ہے بعد میں اسکا؟ "علی کی آواز اس کے کانوں میں گونجی.

"معزور کر کے کسی کوڑادان میں پھینک دینا. یہ وہیں سے بیلانگ کرتی ہے ".اس نے کرب سے آنکھیں میچ لیں. اب ذہن کے پردے میں اس کا تابوت میں تڑپتا وجود نظر آیا. یک لخت اس کی آنکھیں کھل گئیں.

"بے شک اللہ تعالیٰ سب سے بہترین پلانر ہیں ". سر جھٹک کر وہ اپنی نماز کیلیئے آگے بڑھ گئی. باہر وہ کسی کا سامنا نہیں کرنا چاہتی تھی. اس لئے اپنے کمرے میں رہنا ہی اس کیلیئے بہتر تھا.

اندھیرے کمرے میں بتیاں جلتے ہی سارا کمرہ روشنی میں نہا گیا .بے ترتیب ذات کے مالک سمیر کا کمرہ نظامی کے حکم سے ہر وقت آرگنائیزڈ رکھا جاتا تھا .اس وقت بھی ہر شے نفاست سے اپنی اپنی جگہ موجود تھی .نظامی ٹوٹے وجود کیساتھ ہارے ہوئے قدم بڑھاتا اس کے وارڈروب تک آیا اور وارڈروب کھول کر ایک ایک کر کے اس کے کپڑوں کو چھونے لگا .اس کے لب کپکپائے اور آنکھیں بھر آئیں.

"اتنی جلدی بھی کیا تھی یار ,باپ سے ملاقات تو کر لیتے ".ہینگر سے سفید شرٹ اتار کر جب وہ بولا تو اس کا لہجہ نحیف تھا .آنسو آنکھوں سے لڑھکنے لگے .وہ شرٹ پر نظریں جمائے قدم بڑھاتا بیڈ پر آ کر بیٹھ گیا کہ اب اس میں اتنی دیر کھڑے رہنے کی سکت نہ تھی.

"فرقان ,ایسے خود کو ہلکان مت کرو ".نکہت نے نظامی کے کندھے پر اپنا ہاتھ رکھ کر اسے متوجہ کروایا .وہ اب ایک نئے کالے لباس میں موجود تھی اور سارے بالوں کو قید کر کے اونچی پونی ٹیل کر رکھی تھی.

"دیکھو نکہت ,ابھی بھی اس شرٹ میں سے اسکی خوشبو آ رہی ہے .ایسا لگ رہا ہے ,جیسے وہ اسی میں کہیں موجود ہے .آہ !میرا بازو ,میرے جینے کی وجہ ,آج مجھے تنہا چھوڑ گیا .اب تو وقت تھا ,جب میرے سب ساتھی میرا ساتھ چھوڑ گئے تھے تو اسے میرا ساتھی ,میری ڈھال

بن کر کھڑا ہونا تھا. اب ہی وہ واپس لوٹ گیا". نکہت کا ہاتھ پکڑ کر اسے اپنے پہلو میں بٹھاتے ہوئے نظامی نے نکہت کو سمیر کی شرٹ دکھائی اور پھر اس پر خود ہی سر پھینک کر رونے لگا.

"وہ تمہاری ہی نہیں ,میری بھی اولاد تھا فرقان. مگر ہم اس طرح ماتم کر کے اس کی روح کو تکلیف نہیں پہنچا سکتے. کم از کم میں اپنے بیٹے کیلئے یہ سب برداشت نہیں کر سکتی". نظامی کے پہلو میں بیٹھے اسکو روتے دھوتے دیکھ کر نکہت سخت بدمزہ ہوئی تھی مگر نظامی کی نظروں میں اچھا دکھنے کیلئے اسے ہمدردی سمیٹنا تھی.

"ماتم؟ تمہیں لگتا ہے کے یہ ماتم جلد ہی ختم ہو جائے گا؟ نہیں !جب تک میری سانسیں باقی ہیں ,اس گھر میں ہر دن میرے بیٹے کے جانے کا سوگ منایا جائے گا. سمجھی تم"!آخری الفاظ برہمی سے کہتا وہ غصے سے اٹھا اور نکہت کا ہاتھ پکڑ کر اسے دروازے تک لے آیا.

"دفع ہو جاؤ یہاں سے. میرے بیٹے سے مجھ سے زیادہ کوئی بھی پیار نہیں کر سکتا. میری اجازت کے بنا اگر یہاں کوئی داخل ہوا تو جان لے لوں گا میں اسکی". چبا چبا کر کہتے ہوئے نظامی نے زوردار آواز سے دروازہ اس کے منہ پر بند کیا. وہ چونکی.

"بھاری پڑے گا تمہیں یہ سب نظامی "!نکہت کو اس سب میں اپنی تذلیل محسوس ہوئی . نظامی کی کبھی ہمت نہ ہوتی تھی نکہت کے ساتھ اونچے لہجے میں بولنے کی . آج تو وہ برسا تھا . نکہت جب برداشت نہ کر پائی تو غصے میں قدم اٹھاتی مہک کے کمرے کی طرف بڑھ گئی.

"ایسا نہیں ہو سکتا .ڈیڈ مجھ سے بھی محبت کرتے ہیں مام "!مہک جو رف حلیے میں اپنے بیڈ پر بے سدھ پڑی تھی ,نکہت کے بنے گئے جھوٹے سچ میں بری طرح آگئی اور بیڈ سے اٹھ کر اس کے سامنے آ کھڑی ہوئی.

"تم مت یقین کرو .لیکن یہی سچ ہے ہنی .فرقان نے نہ صرف مجھے یہ جتایا ہے کے ان کا ساتھی صرف سمیر تھا ,بلکہ مجھے کمرے سے بھی زور سے کھینچ کر باہر نکال دیا .وہ صرف سمیر سے محبت کرتے تھے .یہ دیکھو میری کلائی پر ابھی بھی فرقان کی انگلیوں کے نشان ہیں ".

نکہت نے جھوٹے نشانات مہک کے سامنے کیے اور آنکھوں کو جھوٹے پانی سے بھر لیا.

"ماما آپ مت روئیں پلیز .ڈیڈ صدمے میں ہیں .ان سے ایسا غلطی میں ہوا ہو گا ".مہک نکہت کو تسلی دینے کی کوشش کرنے لگی.

"یہ پہلی بار نہیں ہے ہنی . فرقان پہلے بھی مجھے ایسے مارا کرتے ہیں . لیکن میں نے کبھی کسی سے کہا نہیں تھا . میری یہ سب سے بڑی غلطی تھی . وہ مہرال کو مارنے کے عادی بھی اسی لئے ہوئے ہیں کیونکہ انکا ہاتھ پہلے مجھ پر صاف ہو چکا تھا . یہی وجہ تھی کے میں گھر میں کم و بیش ہی رہتی تھی تاکہ ان کے پاس مجھے مارنے کے مواقع کم سے کم ہوں ". نکہت بیڈ پر بیٹھ کر جھوٹے ٹسوے بہانے لگی . وہ جو بھائی کے مرنے کا غم منا رہی تھی ,اسکے ایک اور غم میں اضافہ ہو گیا.

"لیکن ...ڈیڈ تو آپ سے بہت محبت کرتے ہیں ماما ". وہ بے یقین ہوئی.

"کہنے کو تو وہ تم سے بھی محبت کرتے ہیں . لیکن کیا تم نے دیکھا نہیں کے ہر جگہ وہ پہلے مہرال کو متعارف کرواتے ہیں . اپنا کاروبار وہ سارا کا سارا سمیر کے نام کرنے والے تھے . اب بھی وہ سمیر کا ماتم کر رہے ہیں . کیا ایک بھی بار انہوں نے پلٹ کر دیکھا کے انکی مہک کن حالات سے گزر رہی ہو گی؟ کیا اس نے کھانا کھایا بھی ہو گا یا وہ اپنے کمرے میں کب سے قید ہے؟ نہیں ,انہوں نے ایک دفعہ بھی تمہارا ذکر نہیں کیا . اب بتاؤ تم سے اور مجھ سے محبت کے دعوے سچے ہیں یا سمیر کی محبت؟ "نکہت نے ٹسوے بہاتے ہوئے کہا تو مہک کو اسکے جھوٹے آنسوؤں پر یقین آ ہی گیا . وہ لب کھولے شاکڈ رہ گئی . نکہت دل میں خود کو

کامیابی پر مبارکباد دیتی وہاں سے آنسو پونچھتی اٹھ کر چلی گئی .وہ مقصد میں کامیاب ہو چکی تھی .اب آگے کے معاملات مہک ذمہ داری سے سنبھال لے گی.

اسکا باقی کا سارا دن کمرے میں بند رہ کر خوف میں کٹا تھا .میت کو دیکھنے کیلئے بھی وہ اپنے کمرے سے نہیں نکلی .ڈنر تو شاید آج اس گھر میں کوئی بھی نہ کرتا ,اسکی خود کی بھوک بھی کہیں کھو گئی تھی .ابھی چند لمحے ہی ہوئے تھے جب وہ سوئی تھی .اچانک اسکے دروازے پر کوئی مسلسل دستک دینے لگا . مسلسل دروازہ بجائے جانے پر وہ کسمسائی.

"مہرال دروازہ کھولو "!کچھ وقت لگا تھا اسے پہچاننے میں مگر ذہن کے پردے میں جیسے ہی مہک لہرائی تو مہرال فوراً اٹھ کر بیٹھ گئی .اس نے گھڑی پر وقت دیکھا تو گھڑی رات کے ایک بجا رہی تھی.

"کیا چاہیئے؟ "مہرال نے وہیں بیٹھے بیٹھے پوچھا .وہ اب اس پر بھروسہ نہیں کر سکتی تھی.

"ڈر لگ رہا ہے ".دروازے کے اس پار سے گھبرائی ہوئی آواز آئی .مہرال ٹھٹھکی .وہ واقعی سہمی ہوئی لگ رہی تھی .وہ فوراً اپنے کمفرٹر سے نکل کر دروازے کی طرف بڑھی.

"اللہ تعالیٰ یہ دروازہ میں آپکی رضا کیلئے کھول رہی ہوں. میرا مقصد اس وقت کسی کی مدد کر کے آپکو راضی کرنا ہے. آپ مجھے ہونے والے نقصان سے بچا لیجئے گا". مختلف حادثات کا شکار رہنے والی مہرال نے گہری سانس بھرتے ہوئے دروازہ کھولا". تم سوئی نہیں ابھی؟"

"مجھے ڈر لگ رہا تھا". ہر وقت غرور اور اکڑ میں رہنے والی مہک اس وقت سہمی ہوئی چوہیا لگ رہی تھی.

"کس بات کا ڈر؟ اس بات کا کے روزِ حشر سمیر تمہیں کیسے آن پکڑے گا؟ کیونکہ تم نے اس کے قاتل کی مدد کی تھی؟ "مہرال اس کے سامنے ہاتھ باندھے کھڑی ہوئی تو اس نے لپک کر مہرال کے لبوں پر ہاتھ رکھ دیا.

"پلیز مہرال, چپ ہو جاؤ. یہ بات کسی سے مت کہنا". وہ رو دینے کو تھی. مہرال حیران رہ گئی.

"کسی کا تمہیں کیا ڈر بھلا؟ امیر باپ کے لاڈ پیار نے تمہیں اتنی جرأت دی تھی تو تم یہاں تک نوبت لائی ہو. یہ کونسا نیا ناٹک ہے تمہارا؟ "اسے سمجھ نہ آیا کے مہک کو آخر کس کا ڈر ہو سکتا ہے؟

"میں ناٹک نہیں کر رہی مہرال .صرف میں نہیں ,بلکہ تم بھی خطرے میں ہو ".ہاتھوں کو مروڑتی وہ کانپنے لگی.

"کیا بکواس کر رہی ہو؟ میں نے کیا کیا ہے؟ "اسے لگا مہک شاید پھر سے جھوٹ گھڑ رہی ہے.

"میں سچ کہہ رہی ہوں .جانتی ہو سمیر کی باڈی کہاں سے ملی ہے؟ پاپا اور حدید کے مشترکہ وئیر ہاؤس سے .آج صبح سمیر کا فون ٹریس کیا گیا تھا اور وہ فون بھی اسی وئیر ہاؤس میں تھا . حدید کھیل گیا مہرال .اس نے جان بوجھ کر سمیر کو وہاں لے جا کر مارا کیونکہ وہ جانتا تھا کے جب وہاں پر پولیس کو باڈی ملے گی تو ڈیڈ خود ہی کیس بند کروا دیں گے .کیونکہ موجودہ صرتحال کے مدِنظر ڈیڈ نازک صرتحال سے گزر رہے تھے اور ان کی کریڈیبلیٹی مشکوک تھی .ایسے میں ڈیڈ کے وئیر ہاؤس کے بارے میں تحقیقات سب کچھ برباد کر سکتی تھیں .وہ خود تو چلا گیا .اس کے پیچھے اس کا پلان بھی کامیاب رہا .ڈیڈ نے پولیس کو ابھی تحقیقات سے روک رکھا ہے ,مگر یہ سب زیادہ دیر تک ممکن نہیں ہے ".مہک بہت خوفزدہ تھی.

"اس میں مجھے اور تمہیں کس بات کا خطرہ ہے؟ "مہرال البتہ کچھ کچھ سمجھ گئی.

"کیونکہ ڈیڈ جانتے ہیں کے حدید تمہیں چاہتا تھا اور تمہارے لئے وہ نظامی مینشن آیا کرتا تھا .
لیکن اگر ڈیڈ کو یہ پتا چل گیا کے اس کی مدد میں نے کی تھی تو ڈیڈ پہلے مجھے شوٹ کریں گے اور پھر تمہیں ".اس نے جھر جھری لی.

"تمہیں؟ امپاسیبل !تم جانتی ہو کے تم اپنے ڈیڈ کیلیئے کیا ہو ".مہرال نے آنکھیں سکیڑ کر اسے جتایا.

"میرا بھی مام کے بارے میں یہی خیال تھا .مگر میں غلط تھی .ڈیڈ کو صرف سمیر سے محبت تھی اود وہ چلا گیا ".مہرال اس کی آنکھوں میں کچھ جلتا ہوا دیکھ سکتی تھی.

"ویل !یہ تمہارا فیملی میٹر ہے .میں اس میں انوالو نہیں ہونا چاہتی ".مہرال نے بظاہر لاپرواہی سے کندھے اچکائے.

"تم اس میں انوالو ہو چکی ہو مہرال ".مہک نے ایک بار پھر اسے یقین دلانا چاہا.

"وہ سب تمہارے کیے کا نتیجہ تھا .آج اگر سمیر نہیں ہے ,تو وجہ تمہارے حدید کیساتھ ہر وقت کے رابطے ہیں ".مہرال نے آگے بڑھ کر دروازہ کھولا اور کھڑی ہو گئی.

"میری مدد کرو مہرال .پلیز "!وہ ہاتھ جوڑ کر مہرال کے سامنے گڑگڑائی تو مہرال کو واقعی ہی اس پر ترس آنے لگا.

"کیا چاہتی ہو؟ "مہرال نے دروازہ پھر سے بند کر دیا اور اسکے سامنے کھڑی ہوئی.

"یہاں سے فرار. جہاں ڈیڈ مجھے نہ ڈھونڈ سکیں ". وہ بچوں کی طرح ہچکیاں لے لے کر رونے لگی. مہرال نے آگے بڑھ کر اسے اپنے حصار میں لیا. وہ اس وقت خود کو بڑی بہن ہونے کے ناطے ذمہ دار سمجھ رہی تھی.

"خاموش ہو جاؤ. فرار ہونا کسی مسئلے کا حل نہیں ہوتا. انسانوں کے آگے مدد کی بھیک مانگنا بھی مسائل کو حل نہیں کرتا. رو مت. میں ہوں نا. تمہیں کچھ نہیں ہو گا ". نجانے کیسے مگر دل کے کسی نرم گوشے نے اسے مہک کی مدد کرنے کو اکسایا. اسے سہارا دینے کیلئے مہرال کو اپنا کندھا آگے کرنا ہی پڑا.

"تم سچ کہہ رہی ہو؟ "اس کی آنکھوں میں امید جاگی تو وہ چہرہ اوپر اٹھا کر مہرال کی طرف دیکھنے لگی.

"ہاں. لیکن ابھی تم جاؤ آیت الکرسی پڑھو اور سو جاؤ ". اس نے مہک کو خود سے الگ کیا.

"نہیں آتی ". وہ بے بس تھی.

"چلو میں تمہیں پڑھا دیتی ہوں ". وہ بیڈ سے بڑا سا دوپٹہ اٹھا کر اوڑھتی ہوئی اس کے ساتھ اس کے کمرے تک چلی گئی.

"آئی ایم سوری مہرال ".وہ اپنے بیڈ پر لیٹی ہوئی تھی اور مہرال اسے دعائیں پڑھانے لگی تھی جب ڈبڈبائی آنکھوں کیساتھ اس نے مہرال کو مخاطب کیا.

"میں نے دل سے بغض نکال دیا ہے مہک .میں نے اللّٰہ کیلیۓ تمہیں معاف کیا ".انکے درمیان کبھی اتنے اچھے تعلقات نہیں رہے تھے کے مہرال اس سے معافی کی وجہ پوچھتی.

"میں تمہاری قرض دار رہوں گی .میری اس مشکل گھڑی کا مداوا میں ضرور کروں گی ". مہک نے آنسو پونچھتے ہوئے کہا.

"میں نے اس نیت سے تمہاری مدد نہیں کی ".مہرال نے واضح کیا تو مہک نے نفی میں سر ہلایا.

"ہم نے تمہیں جس طرح ٹریٹ کیا,اس سب کے بعد بھی تم بنا کسی مفاد کے میری مدد کیسے کر سکتی ہو؟ "مہک الجھی.

"کیونکہ جس سے میں محبت کرتی ہوں وہاں سے حکم آیا ہے کے جب ہمارے ساتھ کوئی برا کرے تو اس کی برائی کو اچھائی میں بدل ڈالو ".مہرال مسکرائی .اسے واقعی اس آیت پر آج یقین ہو چلا تھا .اس کی اچھائی مقابل کی برائی کو کھا گئی تھی.

"اب جو دعائیں میں پڑھوں گی ,ان کو میرے ساتھ دہراتی چلی جاؤ .یہ تمہیں ہر شر سے بچانے کیلیئے ہیں ".مہرال نے اسے دعائیں پڑھانا شروع کیں اور تب تک اسے دعائیں پڑھاتی رہی جب تک وہ سو نہ چکی .مہرال اسے کمبل اوڑھا کر خاموشی سے دروازہ بند کرتی پلٹ آئی .اپنے کمرے میں پہنچ کر اسے شدید پیاس کا احساس ہوا .مگر سائیڈ ٹیبل پر خالی جگ پڑا اس کا منہ چڑا رہا تھا.

"اوہ جینی !اگر تم ہوتے "!مہرال نے گہری سانس بھر کر کندھے اچکائے اور جگ لئے کمرے سے باہر نکل آئی .

"اوہ جینی !اگر تم واقعی ہوتے "!اب کی بار یہ بات مہرال نے زیرِلب دہرائی .وجہ سامنے ہی تھی .وہ زینے اترنے ہی والی تھی کے لان میں چکر کاٹتے نظامی پر نظر پڑی .وہ پلٹنے لگی تو نظامی اسے آتا دیکھ کر رک گیا .مجبوراً مہرال کو نیچے اترنا پڑا .وہ نظریں جھکائے نیچے اتر رہی تھی مگر کن اکھیوں سے دیکھ سکتی تھی کے نظامی نے جیب میں ہاتھ ڈال کر جیب سے کچھ نکالا ہے .وہ آخری زینے پر پہنچی تو ایک آواز نے اسے نظامی کی طرف متوجہ ہونے پر مجبور کر دیا.

"ڈیڈ "...اس نے کہنا چاہا مگر زبان ساتھ چھوڑ گئی .نظامی ہاتھ میں پستول تھامے اور گن کا رخ مہرال کی طرف موڑے کھڑا تھا .مہرال کا رنگ سفید پڑ گیا اور ٹھنڈے پڑتے ہاتھ پیر کانپنے لگے.

"ی ...یہ کیا کر رہے ہیں آپ؟ "مہرال کا جگ والا ہاتھ نیچے ڈھلک گیا اور دایاں ہاتھ اس نے ریلنگ پر رکھا .الفاظ بمشکل اس کے لبوں سے اپنا راستہ ڈھونڈتے ہوئے رواں ہوئے لیکن تبھی نظامی نے ہاتھ میں پکڑی گن چلا دی .گولی چلنے کی آواز اور مہرال کی چیخ قریباً ایک ہی وقت میں سنائی دیئے اور ہاتھ میں پکڑا ہوا جگ چھناکے کی آواز سے کرچی کرچی ہو گیا .مہرال نے ایک نظر اپنا جائزہ لیا .وہ بالکل ٹھیک تھی .نظامی کی گولی اس کے پکڑے شیشے کے جگ کو توڑ گئی تھی .اس نے فوراً نظامی کی طرف دیکھا جہاں نظامی ابھی بھی پستول کا رخ اس کی طرف کیے کھڑا تھا .مہرال کے لبوں سے ایک اور چیخ بلند ہوئی .اس نے دوسرا لمحہ بھی نہ لیا تھا اور تیز تیز زینے چڑھنے لگی .اسے پرواہ نہ تھی کے اس دوران بھی نظامی گولی چلا سکتا تھا .لیکن اگر وہیں کھڑی رہتی تو نظامی کی ایک گولی ضرور اس کے پار ہوتی .اس نے اپنے کمرے میں آ کر دروازہ بند کر لیا اور تیز تیز ہانپنے لگی .اس نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر انہیں دیکھا .وہ ٹھیک تھی ,لیکن تنفس تیز تھا اور بدن پسینے سے شرابور.

"یہ ...ٹھیک نہیں ہے ".اس کے الفاظ کو حلق آواز دینے سے انکاری ہوا .ذہن نے تیزی سے کام کرنا شروع کیا .وہ محفوظ نہیں تھی .رات کے اس پہر تو بالکل بھی نہیں .بیشک نظامی ابھی اپنے جنون میں کر رہا تھا .لیکن یہ جنون کب تک ختم ہو گا ,یہ اسے علم نہیں تھا .اسلئے اپنی حفاظت کے اقدام اسے خود کرنا تھے.

"کیا کروں؟ "وہ پیشانی سے پسینہ پونچھتی کمرے کے چاروں اطراف میں نظریں دوڑانے لگی .پھر تیزی سے اسٹڈی ٹیبل کی طرف پہنچی اور اسے دھکیلتے ہوئے اس نے دروازے کے آگے لا کھڑا کیا .دروازے کا راستہ بند ہو چکا تھا.

"یہ کافی نہیں ہے ".وہ بھاری تھا مگر محفوظ نہیں .لیکن اس کے پاس کوئی بھی راستہ نہیں تھا . لمحہ لئے بنا وہ بیڈ پر پڑے اپنے موبائل کی طرف بڑھی اور تیز انگلیوں سے ایک نمبر ملایا . کئی دفعہ فون ملانے کے باوجود بھی کوئی جواب موصول نہ ہوا تو دھڑکتے دل کے ساتھ اس نے دوسرا نمبر ملایا .دوسری ہی گھنٹی پر فون اٹھا لیا گیا.

"اسلام و علیکم "!بات کا آغاز کیا گیا .مگر اس میں ہمت نہیں تھی کے وہ جواب دے سکے . لیکن یہ کام اس کے منہ سے نکلی ہوئی سسکی نے کر دیا.

"مہرال؟ کیا ہوا ہے تمہیں؟ رو کیوں رہی ہو؟ "میر پریشان ہوا. اسکا لہجہ اس بات کی وضاحت کر رہا تھا.

"مجھے کچھ کہنا ہے تم سے ". سسکیوں نے بمشکل اسے کہنے کی اجازت دی.

"سب ٹھیک ہے نا؟ "پریشان لہجے نے استفسار کیا.

"میں تمہاری نکاح کی دعوت قبول کرتی ہوں میر اور میں چاہتی ہوں کے یہ نکاح جلد ہو جائے ". اپنی کپکپاہٹ پر قابو پا کر اس نے بالآخر کہہ ڈالا. دوسری طرف چند لمحوں کی خاموشی چھائی.

"کیا یہ سب تم کسی دباؤ میں کر رہی ہو؟ "میر کو شاید یقین نہیں آ رہا تھا.

"ہاں, یہ میں دباؤ میں کر رہی ہوں. لیکن نکاح کہ دعوت کو کسی دباؤ میں قبول نہیں کیا, نکاح کی جلدی میں دباؤ میں آ کے کر رہی ہوں ".اس نے کہتے ہوئے ایک نظر دروازے پر ڈالی جہاں سناٹا چھایا ہوا تھا.

"کسی نے کچھ کہا ہے مہرال؟ "میر کا کہنا تھا کے مہرال پھٹ پڑی. وہ زاروقطار رونے لگی.

"میں ...یہاں محفوظ نہیں ہوں میر. سمیر مر چکا ہے اور نظامی اس وقت پورے جنون میں ہے. اس کے جنون کی زد میں نہیں آنا چاہتی. میں نظامی کے ہاتھوں ضائع نہیں ہونا چاہتی". بات کرتے ہوئے وہ نفی میں سر ہلانے لگی.

"اگر نکاح تم اپنے تحفظ کیلئے"...میر کہنا چاہ رہا تھا مگر مہرال نے سپاٹ لہجے میں اسکی بات کاٹی.

"نکاح کی رضامندی میں پہلے ہی پاپا کے سامنے ظاہر کر چکی تھی. مگر سمیر کے بعد میں جلدی نکاح چاہتی ہوں. یہ بات میں ابھی پاپا سے کرنا چاہتی تھی مگر ان سے اس وقت رابطہ ممکن نہیں ہے. اگر تم مدد نہیں کر سکتے تو"... غم و غصے کی شدت نے اسکی زبان میں روانی پیدا کر دی.

"کب نکاح چاہتی ہو؟ "میر نے بات کاٹی.

"کل"! مہرال نے بھی بے لچک لہجے میں یک لفظی جواب دیا.

"بعد نمازِ عصر". وقت کا چناؤ میر نے کرنا مناسب سمجھا.

"اللّٰہ حافظ"! ایک سکون اس کے اندر اتر گیا. جواب سنے بنا اس نے فون رکھ دیا اور خود بیڈ پر بیٹھتی چلی گئی اور اوپر دیکھنے لگی.

"اے اللہ ,بے شک جو بھلائی بھی آپ میری طرف نازل فرمائیں ,میں اسکی محتاج ہوں ". پھر ایک خیال کے آتے ہی مہرال وضو کرنے کیلئے اٹھ کھڑی ہوئی.

"میں جانتی ہوں اللہ جی ,مجھے کیا کرنا ہے .مجھے بس دو رکعت نماز ادا کرنے کے بعد استخارہ کی دعا پڑھنی ہے ".ٹھنڈے پڑتے بدن کیساتھ وہ خود کلامی کرتی یہ بھی بھول گئی تھی کے اسکا حلق خشک ہے .پیاس کا احساس خوف نے بھگا دیا تھا.

اس نے آف وائیٹ گھیر دار فراک پہن رکھی تھی جس پر گولڈن کام ہوا تھا .بالوں کو نیچے سے کرل کر کے دائیں طرف آگے ڈال کر بائیں طرف جھومر لگا رکھا تھا .نازک سی جیولری گلے اور کانوں میں پہنے دوپٹہ برائے نام سر پر اوڑھے اس نے پورے کا پورا پیچھے ڈال رکھا تھا .اسموکی میک اپ کیساتھ آنکھوں کو نیچے جھکائے اس کی لمبی پلکیں حیا کا مظاہرہ کر رہی تھیں .بلاشبہ وہ خوبصورتی کہ مثال لگ رہی تھی .

"تم بہت حسین لگ رہی ہو مہرال ".زینب کا بس نہیں چل رہا تھا کے وہ بلائیں لے لیتی .

نکاح میر کے اصرار پر اسی کے گھر میں ہی طے پایا جانا تھا .حجاب کی فیملی کو بھی اس چھوٹی

سی تقریب پر مدعو کیا گیا تھا. اس وقت زینب اور حجاب مہرال کے ساتھ فرح بیگم کے کمرے میں موجود تھیں.

"یہ سچ کہہ رہی ہے مہرال. تم کسی سلطنت کی شہزادی لگ رہی ہو. اللّٰہ تعالیٰ تمہیں نظرِ بد سے بچائیں". حجاب نے بھی دل کھول کر تعریف کی.

"شکریہ"! بہت کانفیڈینٹ سی مہرال اس وقت بے حد نروس تھی. اس لئے بس اتنا ہی کہہ پائی. تبھی دروازے پر دستک ہوئی.

"جی؟" زینب نے دروازہ کھولا تو سامنے عبداللہ جیب میں ہاتھ ڈالے منتظر تھا. مگر زینب آگے سے پیچھے نہ ہٹی بلکہ سپاٹ لہجے میں پوچھا.

"نکاح خوان آ رہے ہیں. آگے سے ہٹ جائیں, پردہ کرنا ہے". عبداللہ اس کے لہجے اور حرکت پر سخت تپا مگر فی الحال خاموش رہنا ضروری تھا.

"آ جائیں". ایک نظر پیچھے ڈال کر وہ بیزار چہرہ لئے دروازے سے ہٹ گئی" . حجاب آ جاؤ ہمیں باہر جانا ہے".

"چوہیا کہیں کی". زینب حجاب کو لئے وہاں سے چلی گئی تو سر جھٹک کر کمرے کے وسط میں فولڈنگ اسکرینز کو کھولنے لگا.

"بد تمیزی مت کرو. اور کیا ضرورت تھی اگزامز چھوڑ کر اتنی جلدی آنے کی؟ "وہ اپنی جگہ سے اٹھے بنا عبداللّٰہ کی طرف رخ موڑ کر اس کی خبر لینے لگی.

"آپکو اتنی جلدی کیا تھی نکاح کی؟ "وہ اسکریبز کو چھوڑ کر اسکی طرف چلا آیا.

"میں وہاں سروائیو نہیں کر سکتی تھی عبداللہ, تم جانتے ہو". اس نے جتایا.

"مگر میں بھی ابھی آپکے ساتھ رہنا چاہتا تھا, یہ آپ بھی جانتی ہیں". وہ ابرو اچکا کر مہرال کے قریب آیا. اسکا دل برا ہوا تھا.

"میں نکاح کے بعد تمہیں ملنے سے منع تھوڑی کروں گی؟ "مہرال حیران ہوئی.

"کون ضمانت دے گا اس بات کی؟ "سر جھٹک کر وہ واپس اسکریبز ٹھیک کر کے لگانے لگا.

"یہ تم اتنے ایموشنل کیوں ہو رہے ہو؟ "مہرال نے برا نہیں مانا تھا. وہ جانتی تھی کے اس نے ابھی ابھی ہی اتنا پیارا رشتہ واپس پایا ہے. وہ پھر سے اسے نہیں کھونا چاہتا تھا. دروازے پر پھر سے دستک ہوئی اور زینب کیساتھ فرح بیگم, فرحین آنٹی اور حجاب اندر داخل ہوئیں.

"بیٹا اگر تم تیار ہو تو نکاح شروع کروایا جائے؟ "فرح بیگم نے مہرال کے گال پر ہاتھ رکھ کر شفقت سے پوچھا. یہ رویہ دیکھ کر عبداللّٰہ کے چہرے پر مسکراہٹ کِھل گئی اور سر جھٹکتا ہوا

وہ پردے کے دوسری طرف جا بیٹھا. مہرال نے بھی اثبات میں سر ہلایا. البتہ دل کی دھڑکن تیز ہونے لگی.

"کیا آپکو یہ نکاح قبول ہے؟" پردے کی اوٹ سے آواز ابھری. نکاح خوان کی آواز سماعت سے ٹکرائی تو اس نے پلکیں اٹھا کر اپنے سامنے بیٹھے ضامی کی طرف دیکھ کر اجازت لی. جواباً ضامی نے مسکرا کر اثبات میں سر ہلایا. ان کی آنکھیں نہ چاہتے ہوئے بھی پانی سے بھر چکی تھیں.

"سوچنا بھی مت. تم جیسی پیچ لڑکی کو میں کبھی بھی اپنی بہن نہیں مانوں گا". سمیر کے الفاظ کسی برچھی کی مانند اس کی سماعت سے ٹکرائے.

"قبول ہے". اس کی آواز لڑکھڑائی تو میر کے موبائل پر ویڈیو بناتی زینب کی نظریں بھی مہرال کی طرف اٹھیں.

"پتا نہیں تمہارے باپ نے یہ کیچڑ کیوں اپنے گھر رکھا ہوا ہے. یہ جانتے ہوئے بھی کے کیچڑ میں ہاتھ ڈالو تو گندگی کے سوا کچھ ہاتھ نہیں لگتا". یہ آواز مناف نظامی کی تھی. مہرال کے لب غم کے مارے آپس میں پیوست ہوئے.

"قبول ہے ".اس کی سماعت اس وقت محض اپنے ماضی پر لگی تھی.

"تھو تو تمہارے اس باپ پر ہے جس نے نہ کبھی مجھے سکون دیا اور نہ تمہیں سنبھال سکا ".

رہی سہی کسر نکہت نے پوری کر دی .اس نے زور سے آنکھیں میچ کر کھولیں اور سر جھٹکا.

"قبول ہے ".بالآخر آج وہ ان تمام عہدوں اور القابات سے آزاد ہو گئی تھی .آج وہ ایک معتبر انسان کو سونپ دی گئی تھی .اس کی نظر سامنے لب بھینچے اور جزبات کو تھامے ضامی پر پڑی جس نے نکاح نامہ اس کی طرف بڑھایا .

"یہاں دستخط کر دو ".اس نے قلم تھاما مگر ہاتھ گویا سن ہو چکے تھے .بڑی مشکل وہ قلم سے مطلوبہ جگہوں پر دستخط کرنے لگی .آخری دستخط پر ضامی اٹھ کھڑا ہوا اور اپنا ہاتھ مہرال کی طرف بڑھایا جسے تھام کر وہ بھی اٹھ کھڑی ہوئی .مگر زیادہ دیر خود کو سہارا نہ دے پائی اور ضامی سے لپٹ کر اب تک کا سارا ضبط کھو بیٹھی .فرح بیگم کے اشارے پر باقی سب وہاں سے نکل گئے .زینب اب بھی وہیں موجود تھی .عبداللہ بھی دوسری طرف سے آکر مہرال کے سامنے کھڑا ہو گیا.

"اللّٰہ تمہیں برکت دے .تم پر اپنی برکت فرمائے اور تم دونوں کو خیر کے ساتھ اکٹھا رکھے ".اس کو خود سے الگ کر کے ضامی نے اپنی بیٹی کو بہت خوب صورت دعا دی .یہ کہہ کر ضامی وہاں رکا نہیں تھا .وہ پلٹ گیا اور عبداللہ اب ضامی کی جگہ پر آگیا.

"امید کرتا ہوں آپکی یہ زندگی خوشیوں بھری ہو .پچھلی زندگی کی تمام تلخیاں بھلا کر آپ ایک خوبصورت سفر پر آ نکلیں ".وجیہہ قدو قامت نے زینب کے سامنے آ کر مہرال تک کا راستہ روک دیا تو کڑھتی ہوئی زینب وہاں موجود صوفے پر بیٹھ گئی .اسکرین کی دوسری طرف البتہ وقفے وقفے سے آوازیں آنے لگیں.

"جس میں عبداللّٰہ بھی میرے ساتھ ہو ".مہرال نے آگے بڑھ کر عبداللّٰہ کے بال سنوارنا

چاہے.

"ابھی بھی وقت ہے .میں رخصتی کا قائل نہیں ہوں .آپ کہیں تو "...عبداللّٰہ نے بات ادھوری چھوڑ دی تو زینب نے من ہی من میں اسکی گردن مروڑنا شروع کر دی.

"فضول مت بکو ".مہرال نے اس کے کندھے پر چپت رسید کی.

"میں تو بھلا ہی سوچ رہا تھا .اس نے کندھے اچکا دیئے تو مہرال بھی مسکرا دی .مگر پیچھے بیٹھا وجود مسلسل سلگ رہا تھا .یہ بات عبداللّٰہ کو حظ دے رہی تھی.

"آپ کہاں تھیں مام؟ "نکہت اپنے کمرے میں داخل ہوئی تو مہک فوراً اسکی طرف لپکی. مگر نکہت کو خاص طور پر تیار ہوا دیکھ وہ وہیں ٹھٹھک کر رک گئی.

"تم یہ سوال کیوں کر رہی ہو؟ "اس نے ذرا بھی اثر لئے بنا بیڈ پر بیٹھتے ہوئے پوچھا.

"کیونکہ حال ہی میں میرا بھائی مرا ہے اور آپ کی تیاری بتا رہی ہے کے اس بات سے آپکو کوئی فرق نہیں پڑتا". مہک بے یقین ہوئی.

"کیا کہا تم نے؟ "نکہت مہک کی بات سن کر بیڈ سے اٹھ کھڑی ہوئی.

"آپکو پرواہ نہیں ہے کے آپکے بچوں کیساتھ کیا ہو رہا ہے. آپکو ابھی بھی اپنی پارٹیز اور انجوائمینٹ کی پڑی ہوئی ہے". مہک دلبرداشتہ ہوئی.

"اوہ !اب تم مجھے بتاؤ گی کے مجھے اپنے فرائض کیسے نبھانے ہیں؟ تو سنو. میں تمہارے باپ کی طرح نہیں ہوں جو صرف سمیر سے محبت کرتا تھا. میں نکہت ہوں. اگر ایک چلا گیا ہے تو اسکی خاطر میں اپنی دوسری اولاد کی خوشیاں برباد نہیں کر سکتی. میں تمہاری محبت کو تباہ ہوتے ہوئے نہیں دیکھ سکتی تھی. اسلئے یہ سجاوٹ میں نے اسلئے کی تھی کیونکہ میں ایسے انسان سے ملنے گئی تھی جو تمہاری سفارش میر کے آگے کر سکے اور تمہیں تمہاری محبت مل جائے. میں

نہیں چاہتی کے تمہاری محبت بھی میری محبت کی طرح ادھوری رہ جائے . لیکن تمہیں اگر میری محبت پر شک کرنا ہے تو جی کھول کے کرو . مجھے کوئی پرواہ نہیں ". یہ کہہ کر نکہت واپس اپنے بیڈ پر جا بیٹھی اور نیچے جھک کر اپنی جوتی کے اسٹریپس کھولنے لگی . مہک کو اپنے لہجے پر افسوس ہوا.

"مام !آئی ایم سوری . آپ میرے لئے اپنے صدمے کی حالت میں بھی اسٹرگل کر رہی ہیں . میں نے آپکو کتنا غلط سمجھا ". مہک نکہت کے سامنے زمین پر پنجوں کے بل بیٹھ کر معافی مانگنے لگی.

"ایسے مت کہو ہنی . تمہیں ایسے دیکھ کر بھی میرا ہی دل دکھے گا ". نکہت کی اداکاری عروج پر تھی .سینے پر ہاتھ رکھتی وہ اٹھی تو مہک بھی اٹھ کھڑی ہوئی.

"اب میں آپ سے کبھی کوئی شکایت نہیں کروں گی . آپ کے ساتھ آپ کیلئے ہمیشہ کھڑی رہوں گی مام "!مہک نکہت سے لپٹ گئی.

"میں بس تمہیں خوش دیکھنا چاہتی ہوں ". مکاری سے مسکراتے ہوئے نکہت نے مہک کے سر پر ہاتھ پھیرا اور ذہن میں اپنی اور ضامی کی آج کی ملاقات کے مناظر لہرانے لگے . وہ بڑی گیم کھیل رہی تھی . اتنے سالوں کے لمبے انتظار کے بعد آخر وہ اپنی منزل کو پہنچنے والی تھی.

"فولڈنگ اسکرین ہٹائی جا چکی تھی . تبھی مہرال پر انکشاف ہوا کے وہاں ایک چھوٹی سی میز سجائی گئی ہے .اس سے پہلے کے مہرال عبداللہ سے اس میز کا مقصد پوچھتی دروازے پر دستک ہوئی اور زینب اندر داخل ہوئی.

"میر بھائی تم سے ملنا چاہتے ہیں مہرال ".کہہ کر زینب نے ایک نظر عبداللہ کی طرف ڈالی.

"بھیج دو ".مہرال نے سر ہلا کر زینب کو اجازت دی .وہ پلٹ گئی.

"یہ کیوں ملنا چاہتا ہے؟ "عبداللہ سے یہ بات ہضم نہ ہو پائی تو اس نے تیوری چڑھائی.

"فضول باتیں مت کرو ,منکوحہ ہوں میں اس کی ".مہرال نے اسے گھوری سے نوازا تو دروازے پر دستک ہوئی اور میر ہاتھ میں ایک باکس لئے اندر داخل ہوا مگر مہرال سے پہلے عبداللہ کو وہاں پر دیکھ کر ٹھٹھک گیا .لیکن پھر اپنے اعصاب نارمل رکھے مسکراتا ہوا آگے بڑھا.

"اگر اجازت ہو تو میں مہرال سے بات کرنا چاہتا ہوں ". مسکراہٹ ہنوز اسکے چہرے پر تھی اور نظر پہلے دیدار کو بے قرار .پوشیدہ الفاظ میں تخلیہ کا حکم دیا گیا.

"کر لیں ۔منع تھوڑی کیا ہے "۔عبداللہ نے لاپرواہی سے کندھے اچکائے ۔میر حقا بقا رہ گیا ۔ عبداللہ اتنا بچہ تو نہیں تھا کے میر کی بات نہ سمجھ پاتا ۔مگر مقابل میر تھا۔

"جیسے تمہیں مناسب لگے "۔میر نے بھی اسی کے انداز میں جواب دیا اور تاثرات دیکھے بنا اس کے پاس سے گزرتے ہوئے مہرال کے سامنے کھڑا ہو گیا ۔اس کے دل نے ایک بیٹ مس کی ۔کیا یہ خواب تھا؟

"بہت خوبصورت لگ رہی ہو "۔عبداللہ حقا بقا پلٹا تو میر کے ہاتھوں میں مہرال کے دونوں ہاتھ تھے اور وہ بے بسی سے کھڑی ہو کر عبداللہ کو دیکھ رہی تھی ۔عبداللہ زور سے کھنکھارا مگر میر نے کوئی اثر نہ لیا۔

"میں تو امیدیں ہی ہار بیٹھا تھا "۔میر آس پاس سے بے خبر اسے دیکھنے میں محو تھا۔عبداللہ کھانسنے لگا تو میر بدمزہ ہوا۔

"یہاں کھڑے رہنے سے تمہاری گلے کی خراش دور نہیں ہو گی عبداللہ "۔عبداللہ کی طرف دیکھے بنا میر نے اسے سمجھاؤ دیا۔

"آپ جا کر میرے لئے کف کینڈی یا ڈراپس لا دیں. میں انتظار کر لوں گا". عبداللّٰہ نے کوئی اثر نہ لیا تو میر حیرت کے مارے ابرو اچکا کر رہ گیا. مہرال نفی میں سر ہلاتی میر کو کوئی سخت الفاظ کہنے سے روکنے لگی.

"برخوردار ایسا ہے کے میں تو ٹھہرا آج کا دلہا. اسلئے مجھے اپنی بیوی کیساتھ کچھ' وقت' چاہیئے". وقت پر زور دیتے ہوئے میر نے عبداللّٰہ کو جتایا تو مہرال نے میر کو گھوری سے نوازا اور اپنا ہاتھ چھڑانے کی سعی کرنے لگی.

"میرے خیال سے آپ کافی وقت لے چکے ہیں". عبداللّٰہ اندر تک سلگ گیا.

"یہ ائیر سٹڈز تو ماما نہیں لائی تھیں تمہارے لئے. وہ تو اور تھے". میر نے اس کے کانوں کو چھوتے ہوئے ایک اور حربہ آزمایا.

"تھوڑا دور ہو کر بات کریں پلیز". عبداللّٰہ سے مزید برداشت نہ ہوا تو اس نے آگے بڑھ کر مہرال کے گرد اپنی بازو حمائل کی تاکہ میر پیچھے ہٹ جائے.

"تم دو میاں بیوی کے درمیان سخت بیزاریت پھیلا رہے ہو عبداللّٰہ". میر نے نرم لہجے میں جتایا تو مہرال نے ایک بار پھر ہاتھ چھڑانا چاہے مگر میر کی گرفت اور مضبوط ہوئی. عبداللّٰہ دانت پیس کر رہ گیا.

"میں باہر انتظار کر رہا ہوں آپکا". مہرال پر ایک ناراض نظر ڈال کر عبداللہ باہر نکل گیا.
اس کے باہر نکلتے ہی میر دل کھول کر مسکرایا.

"شرم نہیں آتی تمہیں, اس کی دل آزاری کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ "مہرال نے غصے سے اپنے ہاتھ چھڑوائے.

"تمہیں برا لگا؟ "میر نے فکرمندی سے پوچھا تو مہرال کا سارا غصہ جھاگ ہو گیا.

"تم جانتے ہو ہم دونوں ابھی ابھی ملے ہیں. پھر ایسے میں اس کیلیۓ مجھے شیئر کرنا بہت مشکل ہے. وہ تو زینب سے بھی جیلس ہو رہا ہے". مہرال نے ندامت سے نظریں جھکا لیں. میر نے اس کے خوبصورت سراپے کو ایک بار پھر دل ہی دل میں سراہا. میر نے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا تو مہرال نے جھجھکتے ہوئۓ اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں دیا. میر مسکرا کر اسے اپنے ساتھ میز کی طرف لے گیا اور کرسی کھینچ کر اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا.

"مجھے لگا تھا میں نے تمہیں کھو دیا ہے. اب مجھے تم نہیں ملو گی". مہرال بیٹھ چکی تو میر بھی میز پر باکس رکھ کر دوسری طرف خود بیٹھ گیا.

"مجھے اور پاپا کو توکل کا دھاگا تھمانے والے کی امید کیسے ٹوٹ گئی؟ "مہرال نے جواب مسکراہٹ میں دیا مگر آج میر کیلیۓ نگاہ ہٹانے کا حکم نہیں تھا.

"تمہارے معاملے میں میرا احساس ہو جانا فطری تھا". میر بات کرتا ہوا مہرال کو پہلے سے بہت مختلف ,بہت الگ نظر آیا.

"تمہارا توکل تو پھر بھی نہیں ٹوٹنا چاہیئے تھا میر. میری کامیابی ,میرے اس مقام اور اللّٰہ کی طرف جھکاؤ کے تم کتنے بڑے حصے دار ہو. پھر تمہارا توکل کیسے ہار گیا؟ "مہرال کو واقعتاً حیرانگی ہوئی.

"شاید... محبت میں خود غرض ہو گیا تھا". میر مسکرایا تو دروازے پر دستک ہوئی. میر دروازے کی طرف بڑھا اور جب پلٹا تو دونوں ہاتھوں میں کافی کے مگز تھے. جن میں سے ایک مگ میر نے مہرال کے آگے رکھا اور دوسرا مگ اپنی طرف.

"تمہیں بلیک کافی پسند ہے نا؟ پھر تم نے مجھے پہلے کبھی کیوں منع نہیں کیا؟ "مہرال کو اچانک یاد آیا. یہ بات زینب نے ہی اسے بتائی تھی.

"میری پسند تو کب کی بدل چکی". مسکراتے ہوئے میر نے ہاتھ میں پکڑا خوبصورت کالا باکس کھولا.

"میرا ماضی اور مستقبل جاننے کے باوجود, میری شریکِ حیات بن کر, مجھے مکمل کرنے پر تمہارا شکریہ ".میر نے وہ باکس مہرال کی طرف بڑھایا.کھلا ہوا باکس دیکھ کر مہرال مبہوت رہ گئی.

"اس سے پرفیکٹ کچھ ہو سکتا ہے کیا؟ "مہرال نے اپنے ہاتھ آگے بڑھاتے ہوئے اس میں سے ایک ڈونٹ نکال لیا.

"میں نے بہت سوچا تھا تمہارے لئے گفٹ لینے کا .لیکن کوئی بھی گفٹ ان دو ڈونٹس سے بڑھ کر لگ ہی نہیں رہا تھا .ان دو ڈونٹس میں میری ساری محبت پنہاں ہے ".میر کے الفاظ سادہ مگر لہجہ گھمبیر تھا .مہرال محبت کو محسوس کر سکتی تھی .اسلئے نظریں چرا گئی.

"میں اس محبت کی قدردان ہوں میر .آئی ایم سوری ,میں نے اس دن جو بھی کہا وہ سب تمہیں خود سے الگ کرنے کیلئے کہا تھا .لیکن ایک دن میں ہی میں جان گئی تھی کے یہ بہت مشکل ہے .شاید ناممکن بھی ".مہرال نے افسوس بھرے لہجے میں بتایا.

"تمہیں وضاحت دینے کی ضرورت نہیں ہے .تم میرے ساتھ ہو ,میرے لئے کافی ہے ".میر نے سرشار لہجے میں کہا تو مسکراتے ہوئے مہرال نے آج خود کو مکمل محسوس کیا .میر پہلے بھی اس کے ساتھ تھا مگر آج وہ خود کو زیادہ محفوظ محسوس کرنے لگی تھی.

"تمہیں محفوظ ہاتھوں میں سونپ کر ,میں پر سکون محسوس کر رہا ہوں .میر کو میں نے اپنی کل کائنات سونپ دی ہے ".سادہ کالے رنگ کے کرتا اور پاجامہ میں ملبوس مہرال ضامی کے صوفہ پر اس کے سینے سے سر ٹکائے نیم دراز تھی .ضامی ان پلوں کو یہیں تھام لینا چاہتا تھا.

"اور جو کل کائنات آج آپکی محبت کے راگ گا کر گئی ہے اس کا کیا کریں گے؟ "ہنسی دباتا عبداللّٰہ ہاتھ جیبوں میں ڈالے ان دونوں کے سامنے آن کھڑا ہوا.

"کیا مطلب؟ "مہرال سیدھی ہو کر بیٹھی.

"الو کا پٹھا "!ضامی زیرِلب بڑبڑایا تو عبداللّٰہ اور محظوظ ہوا.

"اوپس !پاپا نے تمہیں بتایا نہیں نکہت جان کے بارے میں؟ "عبداللّٰہ نے مصنوعی حیرت کا اظہار کیا.

"ماما آئیں تھیں؟ "مہرال نے ضامی سے استفسار کیا.

"تمہیں کیا لگتا ہے ,ہم نکاح کیلئے کیوں لیٹ ہو گئے تھے؟ "عبداللّٰہ بھی اب صوفے پر مہرال کیساتھ گھس کر بیٹھ گیا.

"وہ کیوں آئیں تھیں؟ "مہرال نے پھر سے ضامی سے سوال کیا.

"اسی الو کے پٹھے سے پوچھو جو میڈیا کا نمائندہ ہے".ضامی کلس کر رہ گیا.وہ نہیں چاہتا تھا کے آج کے اتنے اہم دن پر مہرال پریشان ہو.

"سودا کر کے گئی ہے.اگر ضامی حیات نے نکہت بیگم سے شادی نہ کی تو وہ نظامی کو بتا دے گی کے اس دن جب حدید نے سمیر کو تابوت میں بند کیا تھا,اس رات اس کیساتھ تم تھی اور یہ بھی کے سمیر کے قتل کی وجہ بھی تم تھی".عبداللہ نے ساری کی ساری بات جوں کی توں سنا دی.

"اور آپ نے اس کی بات مان لی؟"مہرال اپنی ماں کی سفاکی پر ایک بار پھر سے حیرت زدہ رہ گئی.

"آسان ہے کیا ضامی کو حاصل کرنا؟ ہینڈسم ہے تو کیا کوئی بھی آکر انہیں شادی کی آفر کرے گا اور یہ مان جائیں گے؟"عبداللہ نے بڑے انداز میں سر جھٹکا تو مہرال کی ساری پریشانی ہوا ہو گئی اور وہ ہنسنے لگی.

"آپ کسی کی دھمکیوں میں نہیں آئیں گے پاپا.چاہے کچھ بھی ہو جائے,آپ غلط بات کی حامی نہیں بھریں گے".مہرال نے ضامی پر باحکم لہجے میں واضح کیا.

"میں صاف انکار کر کے اسے واپس بھیج چکا ہوں مہرو .اسے لگتا ہو گا کے شاید میں نظرِ ثانی کروں مگر یہ اس کی بھول ہے ".ضامی نے اٹل لہجے میں جواب دیا تو مہرال پھر سے ضامی سے لپٹ گئی.

"شکریہ پاپا ".اس کے اندر تک تمکنت بھر گئی تھی .اس کیلئے آج کا دن بہت خوبصورت واقع ہوا تھا .مگر یہ سب زیادہ دیر تک نہیں تھا.

"یہ سب کیا ہے؟ "نکہت اپنے بستر پر نیم دراز فون میں محو تھی جب نظامی کھانے کی ٹرالی گھسیٹتا ہوا اس کے بیڈ کے قریب لایا تو نکہت بہت حیران ہو گئی .یہ پہلی بار نہیں تھا جب وہ نکہت کو اتنے پیار سے ٹریٹ کر رہا ہو ,لیکن سمیر کے مرنے کے بعد نظامی میں اتنی ہمت کیسے آگئی کے وہ نکہت کیلئے کچھ لے آتا .اس لئے نکہت پوچھ بیٹھی.

"کل سے تم گھر ہو لیکن میں تمہارے ساتھ کھانا نہیں کھا سکا .اسلئے اب چائے تو ہم اکٹھے پی سکتے ہیں ".نظامی مسکرا کر چائے بنانے لگا .شاید اتنا سوگ کافی تھا .جانے والے کو واپس تو نہیں لایا جا سکتا.

"لیکن ...ابھی کل ہی تو ہم نے اپنا بیٹا کھویا ہے". نکہت کو کچھ کھٹکا تھا. نظامی اتنی آسانی سے کیسے جانے دے سکتا ہے؟ ایک چائے کا کپ اس نے نکہت کی طرف بڑھایا جسے اس نے تھام لیا.

"تم اسنیکس نہیں لو گی نا؟ "نظامی جانتا تھا,وہ کب اسنیکس لیا کرتی تھی .وہ بھی اپنی چائے سے گھونٹ بھرنے لگا.

"تمہاری محبت پر مجھے رشک آتا ہے فرقان .عمر ڈھل رہی ہے مگر تمہاری محبت کو زوال نہیں آرہا". نکہت نے گھونٹ بھرتے ہوئے کہا .نظامی اسے دیکھ کر مسکرایا.

"محبتوں کو کبھی زوال نہیں آیا کرتا نکہت .محبت کو زوال نہیں ہے .وہ سب سے بڑا بیوقوف ہوتا ہے جو یہ سوچ بیٹھتا ہے کے میں اپنی طاقت اور دولت کے عوض محبت کو خرید لوں گا . مگر حقیقتاً اس کا محبوب دغا کر ہی جاتا ہے". نظامی پر افسوس لہجے میں بولا.

"اس بات کا بھلا کیا مطلب ہوا؟ "نکہت نے خالی کپ ٹرالی میں رکھا تو نظامی کے اعصاب تن گئے اور جبڑے بھنچ گئے.

"تم جن محبتوں کا سودا آج کر کے آئی ہو ,مجھے اس بارے میں سب علم ہو گیا ہے ڈارلنگ ". نظامی نے ایک ایک حرف چبا کر کہا تو نکہت شاکڈ رہ گئی.

"ک... کس کی بات کر رہے ہو؟ "نکہت کی آواز لڑکھڑائی .نظامی نے چائے سے لمبا گھونٹ بھرا.

"تم اچھی طرح سے جانتی ہو کے تم آج کس سے ملنے گئی تھی .اسی محبت کی بات کر رہا ہوں میں ".نظامی نے تیز نظروں سے نکہت کی جانب دیکھا تو وہ اندر تک کانپ گئی .اب نظامی سے کچھ بھی چھپانا بےوقوفی تھی.

"آئی ایم سوری ...م ...میں وضاحت دے سکتی ہوں ". بمشکل وہ کہہ پائی اور کھانسنے لگی.

"تمہارے پاس وقت نہیں ہے نکہت .مجھے کچھ کہنے دو ".نظامی کی آنکھیں چھلکیں.

"تم نے...چائے میں کیا ملایا ... تھا ".وہ حلق کو دونوں ہاتھوں سے پکڑے گھٹی آواز میں بہت مشقت کیساتھ کہہ پائی .تکلیف اسکا حلق اور پھر سینہ چیرنے لگی.

"تمہیں میں نے ہر شے سے بڑھ کر محبت دی تھی ".نظامی اس کی طرف دیکھ کر افسوس سے کہنے لگا.

"میری ... مدد کرو نظامی ".نکہت بیڈ پر کھانستے ہوئے اوندھی ہونے لگی.

"مگر تم نے کسی اور کی محبت کی خاطر مجھے دھوکا دے ڈالا ".وہ اپنی لے میں کہتا جا رہا تھا.

"مجھے ... فرقا ... می ... تکلیف "نکہت اپنے الفاظ کھو بیٹھی تھی .سانس گھٹنے لگی تو وہ نظامی کی طرف لپکی.

"یہ شے میں ہرگز برداشت نہیں کر سکتا تھا نکہت .اسلئے تمہیں یہاں سے جانا ہی ہو گا .اپنا خیال رکھنا نکہت .میں تم سے بہت محبت کرتا ہوں اور تمہیں بہت یاد کروں گا ". کہہ کر نظامی ٹرالی لئے پلٹ آیا اور نکہت کو اوندھا ہو کر کھانستا چھوڑ آیا .اب بس چند پلوں کا کھیل ہی تو تھا.

"پاپا؟ "ضامی دیوان پر کمفرٹر اوڑھے نیم دراز تھا,مہرال زمین پر اس کے قریب پنجوں کے بل بیٹھ گئی .پریشانی اس کے چہرے پر نمایاں تھی.

"پاپا اٹھیں جلدی مجھے گھر جانا ہے ".مہرال نے اب کی بار ضامی کو ہلایا تو ضامی آنکھیں ملتا ہوا اٹھ بیٹھا.

"کیا ہوا مہرو؟ خیریت ہے؟ تم ٹھیک تو ہو؟ "مہرال کا پریشان چہرہ دیکھ کر ضامی کی ساری نیند اڑ ہو گئی اور وہ فکرمند ہوا.

"کچھ بھی ٹھیک نہیں ہے. نظامی مینشن سے کال آئی ہے. باتھ روم میں ہیٹنگ راڈ سے کرنٹ لگنے کی وجہ سے ماما کی ڈیتھ ہو گئی ہے اور نظامی بھی گھر پر نہیں ہے".اس نے اپنے ٹھنڈے ہاتھ ضامی کے ہاتھوں میں دیئے.

"کیا؟ یہ کیا"...ضامی کے الفاظ حلق میں ہی اٹک گئے اور وہ گنگ رہ گیا.

"پاپا؟ "مہرال نے اسے بلانا چاہا مگر وہ شاک میں تھا.مہرال نے ضامی کے ہاتھ پکڑ کر اپنے لبوں سے لگائے" .میں جانتی ہوں یہ وقت آپ کیلئے کٹھن ہے.میں اور عبداللہ ہیں نا آپکے ساتھ".

"تم دونوں میرے کل کے کئے گئے سلوک کا مداوا کیسے کرو گے؟ "مدھم سی آواز حلق سے نکلی تو مہرال تذبذب کا شکار ہوئی.

"آپ کس لئے پریشان ہیں؟ "اس نے جھجھکتے ہوئے پوچھا.

"میں نے کل اسے دھتکارا تھا.غلط رویہ اختیار کیا تھا".ضامی پچھتا رہا تھا.

"یہ اسلئے ہے نا کیونکہ آپ ان سے محبت کرتے تھے؟ "وہ ضامی کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے گویا ہوئی.

"محبت؟ جس نے میری چھ سالہ بچی اٹھارہ سال مجھ سے دور رکھی, تمہیں کیوں لگا کے اس سے مجھے ابھی بھی محبت ہو گی؟ "ضامی کو اس کے سوال پر حیرت ہوئی.

"میرا مطلب ,آپ ان سے بہت محبت کرتے تھے .مجھے لگا اسی لئے اب آپ اتنے پریشان ہوئے ہیں ".مہرال نے فوری طور پر صفائی دی.

"میں پریشان ہوں کیونکہ میں اِن سینسیٹیو نہیں ہوں ,اور پریشان ہوں کیونکہ کل میں نے اس سے بہت برا رویہ اختیار کیا تھا ".ضامی نے اس کے نظریے کی تردید کی.

"اس کا قرض آپ پر نہیں ہے پاپا. آپ صرف حدود اللہ میں رہنے کی ریاضت کر رہے تھے .ایک باوقار مرد کو ایسا ہی ہونا چاہیئے پاپا ".چھ سالہ ننھی مہرال یکدم ضامی کو چوبیس سالہ سمجھدار لڑکی لگنے لگی.

"میں چلوں تمہارے ساتھ؟ "ضامی نے مہرال کے سر پر دستِ شفقت رکھا تو اس نے آنکھیں موند لیں.

"نہیں پاپا. میں آپکو کسی مصیبت میں نہیں ڈالنا چاہتی .ویسے بھی مجھے نظامی سے پہلے وہاں پہنچنا ہے ".یہ کہتی مہرال اٹھ کھڑی ہوئی.

"ناشتہ نہیں کرو گی؟ "ضامی کا دل راضی نہیں تھا کے وہ مہرال کو وہاں اکیلے جانے دیتا.

"ادھار رہا. آج میں نظامی مینشن سے اپنا سارا سامان میر کے ہاں لے جاؤں گی. پھر کل کا ناشتہ ہم آپ ہی کی طرف کریں گے ". یہ کہہ کر مہرال بجھے دل سے اسکارف سے نقاب کر کے بڑی کالی چادر اس پر اوڑھ لی.

"میرا دل تمہارے جانے پر راضی نہیں ہے مہرو ".ضامی کی چھٹی حس مسلسل کچھ الارم دے رہی تھی.

"چند ہی گھنٹوں کی تو بات ہے پاپا. عبداللہ کو میں کل ہی ملوں گی ".مہرال ضامی کے سینے سے لگ کر الگ ہوئی اور دلاسا دیتی ہوئی وہاں سے نکل گئی. ضامی بے چین سا واپس دیوان پر بیٹھ گیا اور ذکر کرتا اپنے وسوسوں کو جھٹکنے لگا.

"مہک؟ "وہ نظامی مینشن پہنچی تو لاؤنج کے وسط میں سفید چادر کے نیچے نکہت کے وجود کو ڈھانپا گیا تھا اور مہک اس سے لپٹ کر رو رہی تھی. اردگرد ملازمین ہاتھ باندھے اور سر جھکائے کھڑے تھے. توقعات کے برعکس اس منظر نے مہرال کے رونگٹے کھڑے کر دیئے تو اس نے آگے بڑھ کر مہک کا کندھا تھپتھپایا. جو چند لمحے کیلئے رکی اور اپنے پیچھے مہرال کو نقاب میں پا کر اس سے لپٹ گئی.

"وہ چلی گئیں مہر ,ماما چلی گئیں مجھے چھوڑ کر ". مہک حلق کے بل چلائی . مہرال اسکی اس حالت پر پریشان ہوئی.

"صبر کرو مہک . اللہ تعالیٰ سے خیر مانگو ". مہرال اس کے گرد گرفت بنا کر اسے تسلی دینے لگی.

"یہ ... یہ سب کیسے ہو گیا؟ "اسی وقت نظامی اور مناف نظامی لاؤنج کے دروازے سے داخل ہوئے اور نظامی والہانہ انداز میں نکہت کی میت کی طرف بڑھا . ان کے داخلے پر مہک یکدم خاموش ہو گئی اور زور سے مہرال کو پکڑ لیا.

"کیسے ہوا ہے یہ؟ کہاں مرے ہوئے تھے تم لوگ؟ "مناف نظامی غم کے مارے برسا تو ملازمین کانپ گئے.

"سر میں صبح میڈم کی کافی دینے کے لئے انکے کمرے میں گئی تھی . وہ کمرے میں نہیں تھیں اور باتھ روم کا دروازہ تھوڑا کھلا ہوا تھا . انکے پارٹی میں پہننے کیلئے کپڑے بیڈ پر پڑے تھے . مجھے لگا کے وہ انہیں لینے واپس آئیں گی اس لئے میں ناشتے کا پوچھنے کیلئے وہیں کھڑی ہو گئی . مگر کچھ دیر تک سنک کے کھلے نل کی آواز میں کچھ تبدیلی نہ آئی تو میں نے آگے بڑھ کر دو تین بار آواز لگائی . جب جواب نہ آیا تو ... تو میں باتھ روم کی طرف بڑھی اور وہاں ... وہاں

میڈم اوندھی گری ہوئی تھیں ". ملازمہ بتاتے ہوئے گھبرائی" .میں نے مدد بلوائی تو پتا چلا کے راڈ لگانے سے انکے نہانے کے پانی میں کرنٹ آ گیا تھا".

"اتنے بڑے گھر کے سارے گیزر تباہ ہو گئے تھے جو اسے راڈ استعمال کرنا پڑا ".اب کی بار مناف نظامی اور حلق پھاڑ کر چلایا.

"ہم نے دیکھا تھا بڑے صاحب .مگر شاید انکا گیزر کام نہیں کر رہا تھا ".سر جھکائے ایک دوسرا ملازم بولا.

"یہ سب ...یہ سب میرے نقصان کا مداوا نہیں کر سکتے تایا جان .ان کو کہیں یہاں سے دفع ہو جائیں ".نظامی کی آنکھوں میں سرخی رت جگے کی چغلی کھا رہی تھی جسے اس کے آنسوؤں نے ڈھانپ دیا.

"میری بیٹی چلی گئی .میری شہزادی چلی گئی .دونوں چلے گئے .مہک کو اکیلا چھوڑ دیا تم نے نکہت ".مناف نظامی بھی نکہت کی میت کی طرف بڑھا دل پھٹ جانے کو تھا .یہی تو اسکا کل سرمایہ تھا .ایک بار پہلے جب کھویا تھا تو لوٹنے کی امید تھی .اب کی بار تو یہ امید بھی کھو گئی تھی.

"تم میری دنیا ویران کر گئی ہو نکہت . سمیر کے جانے کے بعد تو تم تھی .اب تو میرے ہاتھ کچھ نہیں رہا ".نظامی بری طرح سے رونے لگا اور روتے روتے دل میں شدید تکلیف اٹھی . اس نے ہاتھ سے سینے کو مسلنا شروع کر دیا .مگر اب تو یہ تکلیف سدا رہنی تھی .اپنی محبت کا گلا اس نے اپنے ہاتھوں گھونٹا تھا.

"مجھے یہاں سے لے چلو مہرال ".مہک پر کپکپی طاری ہو گئی .اس نے مہرال کے کان کے قریب سرگوشی کی تو مہرال نے بےبس سی اثبات میں سر ہلایا .مگر اس سے پہلے کے مہرال اسے لے جاتی ,اسکا وجود زمین پر آگرا .بےسدھ اور بے جان!

"م ...ماما کہاں ہیں مہر؟ "کتنی ہی دیر بعد مہک نے اپنے کمرے میں آنکھیں کھولیں تو نیم اندھیرے کمرے میں صرف مہرال کو کرسی پر اپنے پاس بیٹھے پایا تو فوراً اٹھ بیٹھی.

"ماما چلی گئیں ہیں ,اپنے آخری بستر پر .ان سے محبت کے بڑے بڑے دعوے کرنے والے ان کے دوست ,شوہر ,انکے والد ,سب انہیں اکیلا چھوڑ آئے ہیں ".مہرال کا لہجہ بھیگ گیا.

"چلی گئیں ". مہک نے ہیڈ بورڈ سے سر ٹکا دیا اور چہرہ ایک طرف موڑ لیا. آنکھیں آنسو بہانے لگیں مگر وجود دھاڑنے کیلئے ساتھ نہیں دے پا رہا تھا. پھر کچھ یاد آنے پر مہرال کی طرف دیکھا" .ڈیڈ ... کہاں ہیں؟"

"وہ لاؤنج میں ہیں .انہیں شاید دل میں تکلیف ہے ".مہرال اسے نہیں بتا سکتی تھی کے وہ نظامی سے خوفزدہ ہے ,اسلئے اسکا سامنا کرنے کی ہمت نہیں ہے اس میں.

"دروازہ لاک کر دو مہرال ,مجھے ڈر لگ رہا ہے ".مہرال اس کی حالت کو سمجھ سکتی تھی .فوتگی والے گھروں میں اکثر لوگ ڈر جایا کرتے ہیں .اس نے دروازہ لاک کر دیا.

"کیا میں پردے ہٹا دوں؟ دھوپ آئے گی تو تمہیں ڈر نہیں لگے گا ".مہرال دیوار گیر کھڑکی کے قریب کھڑی ہو کر مہک سے پوچھنے لگی.

"نہیں ,تم بس یہاں میرے پاس آجاؤ ".مہک نے کمفرٹر ہٹا کر مہرال کیلئے جگہ بنائی تو وہ اثبات میں سر ہلاتی اس کے قریب بیڈ پر آ کے بیٹھ گئی.

"تم کیوں پریشان ہو مہرال .تم سے تو ماما نے کبھی پیار بھی نہیں کیا تھا. آج تم جس سچوئشن میں ہو ,یہ بھی ماما کی وجہ سے ہے .پھر انکے لئے تم کیسے پریشان ہو سکتی ہو؟ "مہک کی آنکھوں سے نکہت کے ذکر پر آنسو ٹپکے.

"یہ فطری ہے مہک .وہ میری ماما تھیں اور یہ چیز میرے غم کیلئے کافی ہے ".مہرال نے سر جھٹکتے ہوئے نگاہیں جھکا لیں .پھر خیال آنے پر چونکی" .تم بھی تو کبھی ماما سے اٹیچڈ نہیں تھی . انہوں نے کبھی ٹائم نہیں دیا تمہیں اور پیار بھی نہیں جتاتی تھیں .میں تمہیں ان سے بات کرتے بھی شاذ و نادر ہی دیکھا کرتی تھی .پھر تم بھی تو غمگین ہو".

"مجھے آخری چند دنوں میں ہی ان سے پیار ہوا تھا مہر .کیونکہ وہ میری محبت کیلئے اسٹرگل کر رہی تھیں . تمہیں پتا ہے ڈیڈ انہیں ...پیٹا کرتے تھے .لیکن انہوں نے کبھی یہ بات کسی کو نہیں بتائی ".اسکے آنسوؤں میں اور روانی آئی.

"وہاٹ؟ یہ کس نے کہا تمہیں؟ "مہرال کی پیشانی پر بل آئے .جو بھی ہو ,نظامی اسے پیٹ ہی نہیں سکتا تھا.

"ماما نے خود بتایا تھا .میں نے ان کی کلائی پر نشان بھی دیکھے تھے ".مہک نے ناک سکوڑتے ہوئے اپنی کلائی کی طرف اشارہ کر کے بتایا.

"یہ سب ماما نے تمہیں کب بتایا؟ "مہرال سمجھ نہیں پا رہی تھی کے نکہت نے آخر مہک سے جھوٹ کیوں بولا اسلئے اسکی پیشانی کے بل اور گہرے ہوئے.

"ابھی صرف چند دن پہلے ".وہ ٹھیک سے دن یاد نہ کر پائی . تبھی مہرال کے فون کی گھنٹی بجی .جسے دیکھ کر مہرال نے کاٹ دیا.

"یہ میر تھا نا؟ "مہک نے ڈبڈبائی نظروں سے مہرال کو پوچھا تو وہ جھوٹ نہ کہہ سکی اور اثبات میں سر ہلا دیا .اس بات پر مہک نے ایک سسکی لی اور پھر چہرہ ہاتھوں میں چھپائے زاروقطار رونے لگی.

"مہک ,کیا ہوا تمہیں؟ "مہرال جانتی تھی کے مہک اس وقت نکہت کی وجہ سے جزباتی ہو رہی ہے .مگر یہ جزباتیت میر کے نام پر امڈ کر آنا مہرال کی سمجھ سے باہر تھا.

"ان دنوں وہ میر سے مجھے ملوانے کیلیئے اسٹرگل کر رہی تھیں مہر .انہوں نے بہت کوشش کی تھی کے میر مان جائے .مگر وہ اس سے پہلے ہی چلی گئیں ".مہک ہاتھوں میں چہرہ چھپائے ابھی بھی رونے میں مصروف تھی اسی لئے مہرال کے تاثرات نہ دیکھ پائی جس کی پیشانی پر بل نمودار ہو گئے تھے اور چیزیں اس کیلیئے بہت پچیدہ ہو گئیں .جو ایک بات اس کی سمجھ میں آئی تھی وہ یہ تھی کے بہت سی باتیں اس سے پوشیدہ ہیں جو اس کے علم میں ہونا ضروری تھیں.

"گڈ بائے !میں تمہیں اب کبھی نہیں دیکھنا چاہتی ".سامان کے نام پر وہ بس اپنا ایک لگیج بیگ تیار کر پائی تھی جس میں اسکی صرف ضروری چیزیں تھیں .باقی سب کچھ وہ یہیں چھوڑ کر جا رہی تھی .اسے علم نہیں تھا کے اس عمل کے بعد اس کیساتھ کیا سلوک ہو ,مگر ہر شے کیلئے پہلا قدم لینا ہوتا ہے .اس نے بھی ابتداء کرنا چاہی .کمرے کو الوداع کہتی وہ سیڑھیوں کی طرف بڑھ گئی .یہ کام اس نے نظامی کے کمرے میں جانے کے بعد ہی شروع کیا تھا .لگیج بیگ گاڑی میں رکھ کر وہ پلٹی تو اس کے سامنے مہک کھڑی تھی.

"ک ...کہاں جا رہی ہو؟ "وہ سہمی ہوئی تھی .اسکی حالت ترحم آمیز لگ رہی تھی.

"تم اس وقت یہاں کیا کر رہی ہو مہک؟ "مہرال نے کلائی پر بندھی گھڑی پر نظر ڈالی تو گھڑی رات کے دو بجا رہی تھی.

"تم مجھے اکیلا کیوں چھوڑ کر آگئی ".مہک نے اس کی کلائی تھام لی.

"مجھے جانے دو مہک ".مہرال نے گہری سانس بھر کر اسے سمجھایا.

"مجھے چھوڑ کر مت جاؤ مہر ,میں سیف نہیں ہوں ".مہک نے سرگوشی کی.

"تم یہاں سب سے سیف ہو مہک .تمہیں یہاں کوئی کچھ نہیں کہے گا ".مہرال نے اسے سمجھانا چاہا.

"نہیں ,تم پلیز اندر چلو .میں تمہیں سب بتاتی ہوں ".مہک نے اس سے مدد مانگی تو وہ انکار نہ کر سکی.

"اچھا چلو ".وہ اسے مہک کے کمرے میں واپس لے آئی .مہک نے دروازہ لاک کر دیا اور مہرال کیساتھ بیڈ پر آ کے بیٹھ گئی.

"یہ گھر میرے لئے قربان گاہ بن چکی ہے مہر .میں اب یہاں محفوظ نہیں ہوں ".مہک نے گھٹی گھٹی سرگوشیوں میں مہرال کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو مہرال کو لگا کے آج کے واقعہ نے مہک کے ذہن پر اثر ڈال دیا ہے.

"تمہیں ایسا کیوں لگ رہا ہے؟ "مہرال نے بھنویں سکیڑتے ہوئے استفسار کیا.

"میں جانتی ہوں .اب اگلی باری میری ہے اور پھر ...اس کے بعد تمہارا نمبر ہے ".مہک کا لہجہ ڈرا اور سہما ہوا تھا.

"یہ کیا کہہ رہی ہو تم؟ "مہرال بے یقین ہوئی .ناچاہتے ہوئے بھی وہ خوف کھانے لگی.

"میں سچ کہہ رہی ہوں .مام کہ ڈیتھ نہیں ہوئی مہر ,انہیں ...ڈیڈ نے مارا ہے ".مہک نے سرگوشی کی تو مہرال کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسنی دوڑ گئی.

"یہ ...سچ نہیں ہے . جھوٹ بول رہی ہو تم .ڈیڈ تو رات کو نانا کی طرف تھے . ملازمین بتا رہے تھے کے انکا دل گھبرا رہا تھا اور وہ رات کو ہی نانا کی طرف چلے گئے تھے ". مہرال کا لہجہ لڑکھڑایا.

"میں سچ کہہ رہی ہوں .میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے .مام کی ڈیتھ آج صبح نہیں ,کل رات کو ہوئی تھی .ڈیڈ انہیں زہر دے کر مرتا چھوڑ آئے .مدد کیلئے کل رات میں نے تمہیں کتنے فون کیے تھے مگر تم نے فون نہیں اٹھایا .مجھے ڈر لگ رہا تھا اور میں بیڈ کے نیچے چھپ گئی .مگر کسی نے میری مدد نہیں کی ". مہک ہچکیوں کیساتھ رونے لگی تو مہرال نے اسے فوراً اپنے ساتھ لگایا.

"کیا دیکھا تھا تم نے؟ "خوف نے مہرال کو گھیر لیا تھا اور آنسوؤں نے اس کی بصارت دھندھلا دی.

"کل مام کسی سے ملنے گئیں تھیں .واپس آ کر انہوں نے بتایا تھا کے وہ کسی ایسے شخص سے ملنے گئیں تھیں جو میر کو منا لے گا .یہ بات ڈیڈ کو پتا چل گئی .رات کو وہ ان کیلئے چائے لے کر گئے اور ان کی چائے میں کچھ ملا دیا تھا .میں مام سے ملنے ان کے روم تک گئی مگر ان کی باتیں سن کر میں باہر ہی رک گئی .وہ کہہ رہے تھے کے اس شخص کے پاس جا کر ماما

نے ان کو چِیٹ کیا ہے ۔اسلئے ڈیڈ نے انہیں زہر دے دیا۔وہ تڑپ رہی تھیں ۔لیکن ڈیڈ نے انکی ہیلپ نہیں کی تھی"۔مہک گھٹی گھٹی سسکیوں کے ساتھ سب بتاتی چلی گئی اور مہرال حقا بقا رہ گئی۔مہک جھوٹ نہیں بول رہی تھی۔وہ واقعی ضامی سے ملنے گئی تھی اور نظامی نے اسی بات کا بدلہ لیا تھا مگر مہک اسے کچھ اور سمجھ بیٹھی۔

"کیا...ڈیڈ کو پتا ہے کے تم اس بارے میں جانتی ہو؟"مہرال نے اسے خود سے الگ کیا۔

"نہیں۔اگر انہیں علم ہو گیا تو وہ مجھے اسی وقت مار ڈالتے"۔مہک آنسو پونچھنے لگی۔

"وہ تمہیں کچھ نہیں کر سکتے مہک۔وہ تمہیں بہت چاہتے ہیں"۔مہرال نے اس کا خوف ختم کرنا چاہا۔

"وہ مام کو بھی محبت کرتے تھے۔مگر دیکھو انہوں نے انہیں خود زہر دیا۔تم...پلیز مجھے چھوڑ کر مت جانا"۔مہک نے اس کے آگے ہاتھ جوڑے۔اسے مہک کی حالت پر ترس آیا۔جو بھی تھا۔وہ ابھی بچی تھی۔اتنی بڑی نہیں تھی کے ان حالات کا مقابلہ کر سکتی۔

"اچھا تم سو جاؤ۔میں یہاں تمہارے پاس ہی ہوں"۔اسے لٹا کر مہرال نے اس پر کمفرٹر اوڑایا۔مہک نے اس کا ہاتھ زور سے تھام کر آنکھیں بند کر لیں۔

"کس قدر خبیث انسان واقع ہوئے ہو نظامی .اپنی محبت کو بھی نہیں چھوڑا تم نے .مار ڈالا؟ بے وفائی برداشت نہ ہوئی تم سے؟ نہیں !دراصل اپنے زوال کے باعث تم دیوانے ہو رہے ہو .اسلئے ظلم ڈھاتے جا رہے ہو ".خوف کے مارے دل سے اس وقت وہ نظامی کو بہت بدعائیں دینا چاہتی تھی مگر پھر اپنی زبان کو روک کر اسے اپنا ایمان بڑھانا تھا .وہ کامیاب بھی رہی تھی.

بھوک نے پیٹ میں زور سے دستک دینا شروع کی تو بالآخر اسے کمرے سے باہر آنا پڑا .مگر غیر معمولی طور پر لاؤنج اور گھر ملازمین سے خالی تھا .اس کے دل میں کھٹکا ہوا .تبھی اسے نظامی صوفے پر بیٹھا ہوا نظر آیا تو گویا کسی نے اس کے جسم سے روح ہی کھینچ لی .وہ پلٹ جانا چاہتی تھی مگر ایسا کر کے وہ نظامی کو شک میں مبتلا نہیں کرنا چاہتی تھی .اس لئے چار ونا چار اسے آگے بڑھنا پڑا.

"مارننگ ڈیڈ "!لہجے کو نارمل بناتی وہ گویا ہوئی تو دل کو سہلاتے نظامی کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی .یہ بات مہرال کی جان نکالنے کو کافی تھی .اس کی ٹانگیں کپکپانے لگیں .قریب تھا کے وہ گر جاتی.

"نکاح مبارک ہو میری بیٹی ".نہایت دوستانہ انداز میں نظامی نے مہرال کے سر پر ایک اور بم پھوڑا .وہ منجمند رہ گئی.

"نکاح مبارک ہو میری بیٹی ".نہایت دوستانہ انداز میں نظامی نے مہرال کے سر پر ایک اور بم پھوڑا .وہ منجمند رہ گئی.

"تم نے تو بلایا نہیں لیکن میں نے سوچا کے بغیر تحفے کے اپنی بیٹی سے ملنا سراسر ظلم ہو گا .

وہ اٹھ کر مہرال کے سامنے آیا تو مہرال دو قدم پیچھے ہٹی.

"رک جائیں ".اپنی طرف بڑھتا پا کر مہرال نے نظامی کو وہیں رکنے کا کہا اور وہ وہاں رک بھی گیا .یہ بات مہرال کیلئے حیران کن تھی.

"اچھا ٹھیک ہے .میں تمہیں تمہارا تحفہ دے دیتا ہوں ".نظامی واپس ٹیبل کی طرف پلٹا اور میز پر سے ریموٹ اٹھا کر ایل سی ڈی آن کی اور چند بٹن دبانے پر جو منظر سامنے آیا وہ مہرال کیلئے ہولناک تھا.

"میر "!مہرال کے حلق سے دلخراش چیخ نکلی .میر کے گلے میں رسی ڈال کر اسے کسی شے پر کھڑا کیا گیا تھا اور وہ بے بس نظر آ رہا تھا.

"کیسا لگا؟ "نظامی پرجوش انداز میں مہرال کے سامنے آ کر اس سے پوچھنے لگا.

"میر کو چھوڑ دیں ڈیڈ .اس کا کوئی قصور نہیں ہے ".مہرال بے خودی میں اپنے حواس کھونے لگی.

"چچ چچ !کتنا برا ہوا ,پہلے تمہاری ماں کی وجہ سے تمہیں بھگتنا پڑا اور اب تمہاری وجہ سے یہ بیچارہ بھگتے گا ".نظامی نے عام انداز میں کہا.

"ڈیڈ پلیز اس کا کوئی قصور نہیں ہے .میر کو کچھ مت کہیں ,اسے چھوڑ دیں اس نے کچھ نہیں کیا ".مہرال نظامی کے آگے ہاتھ جوڑے گڑگڑانے لگی.

"میں نے بھی اپنی محبت کو کھویا ہے .تم بھی اپنے شوہر کو کھو دو .دیکھو یہ اتنا مشکل نہیں ہے ".نظامی نے اپنے تئیں بہت آسان حل پیش کیا.

"میر نے کچھ نہیں کیا ڈیڈ .آپ مجھے جو کہیں گے میں کروں گی .لیکن میر کو چھوڑ دیں پلیز ڈیڈ ,ایک دفعہ بس ایک دفعہ میری بات مان لیں ".مہرال کی حالت غیر ہونے لگی .اسے لگا اس کی دنیا اجڑنے والی ہے.

"اچھا تم کہتی ہو تو معاملہ طے کیا جا سکتا ہے ".یہ کہہ کر نظامی آگے بڑھا اور صوفے سے رسی کا ٹکڑا اٹھا لایا" .لاؤ ہاتھ آگے کرو".

"کیا کرنے والے ہیں آپ؟"مہرال ٹھٹھکی.

"تمہارے ہاتھ باندھوں گا. تاکہ میر کو چھوڑا جا سکے".نظامی نے رسی کا سرا اپنے ہاتھ میں لیا اور مہرال کی طرف آیا.

"ساری عمر قید میں رہنے کے بعد اگر میں آج خود اپنے ہاتھ باندھنے کیلئے پیش کر دوں تو یہ میری سب سے بڑی بیوقوفی ہوگی".مہرال درشتی سے کہہ کر پلٹنے لگی جب نظامی نے اس کا چہرہ جکڑ کر اپنا چہرہ قریب کیا.

"نہیں جا سکتی تم. ورنہ اگلے ہی سیکنڈ اس کی موت متوقع ہے".نظامی نے اس کے دونوں بازو پیچھے کی سمت اکٹھے کیے.

"چھوڑو مجھے گھٹیا انسان".مہرال نے واویلا کرتے ہوئے اپنے ہاتھ چھڑوانا چاہے مگر بے سود. نظامی اسے گردن سے جکڑ کر اپنے ساتھ گھسیٹتا ہوا گاڑی تک لے گیا اور زبردستی گاڑی کی بوٹ کھول کر اسے بے رحمی سے پھینکا.

"اس میں سڑو".حقارت سے کہتے ہوئے نظامی نے بوٹ بند کرتے ہوئے گاڑی کی ڈرائیونگ سیٹ کی جانب بڑھ گیا.

"اللہ تعالیٰ رحم کریں. مجھے یہاں سے نکالیں. مجھے باہر نکالو نظامی. میرا دم گھٹ رہا ہے".
مہرال حلق کے بل چلائی مگر اس کے کہنے پر کان دھرنے والا کوئی بھی نہ تھا. کتنی ہی دیر تک وہ چلاتی رہی تھی مگر اس کی مدد کو کوئی بھی نہیں آ رہا تھا.

"نکلو باہر". تقریباً پندرہ بیس منٹ کے بعد بوٹ کھلنے پر روشنی اس کی آنکھوں میں چبھنے لگی. نظامی نے بے دردی سے اسے گردن سے دبوچ کر باہر نکالا. یہ کوئی بند جگہ تھی جس کے ہال نما گیراج میں گاڑی روکی گئی تھی. وہاں کوئی اور گاڑی موجود نہیں تھی.
"چھوڑو مجھے ذلیل انسان". مہرال چلائی تو فوراً ہی نظامی نے زوردار تھپڑ سے اس کا جبڑا ہلا کر رکھ دیا.
"بکواس بند کرو". اپنے ساتھ کھینچتا ہوا وہ اسے آگے لے جانے لگا.
"میں کہتی ہوں چھوڑو مجھے ابھی اسی وقت. اللہ تعالیٰ غرق کریں تمہیں". اپنے بندھے ہوئے ہاتھوں کو چھڑوانے کی کوشش کرتی وہ زور سے غرائی تو نظامی نے اس کا سر زور سے دیوار میں دے مارا. وہ چیخی, اس کی بصارت دھندھلا گئی مگر نظامی پر کوئی اثر نہ ہوا. البتہ اسے واپس گردن سے دبوچ کر اپنے سامنے لایا.

"یہ اب تمہیں مزید کچھ کہنے سے روکے رکھنے کو کافی ہو گا ".چبا چبا کر کہتا وہ بڑی سی راہداری کے اختتام پر آ پہنچا .راہداری کے دونوں اطراف میں بہت سے دروازے وہاں پر بہت سے کمروں کے ہونے کی گواہی دے رہے تھے .مگر نظامی اسے کھینچتا ہوا آخری کمرے تک لے گیا اور زوردار ٹانگ رسید کر کے اس کا دروازہ کھولا.

"تمہارا کام یہیں تک کا تھا .جاؤ "!نظامی نے اندر داخل ہوئے بنا حکم دیا .چند ہی لمحوں میں ایک لمبا چوڑا آدمی کمرے سے نمودار ہوا اور راہداری کی طرف چلا گیا .مہرال نے اپنا چہرہ چھپانے کیلئے نظامی کے پیچھے چھپنے کی کوشش کی مگر نظامی نے ایک جھٹکے سے اسے کمرے کے اندر پھینکا .مہرال کی چیخ کمرے میں گونجی.

"مہرال "!اس کی چیخ کیساتھ ہی جو آواز زور سے اس کی سماعت سے ٹکرائی وہ کسی اور کی نہیں ,میر کی تھی .مہرال نے اپنے سامنے گردن اونچی کر کے دیکھا تو اسکا دل حلق میں آ گیا .اس کے سامنے میر کے ہاتھ اور پاؤں باندھ کر اور ایک رسی گلے میں ڈال کر دوسرا سرا کمرے کی چھت پر لگے ہک سے باندھا گیا تھا .میر کے پاؤں کے نیچے پانچ اسٹیپس والی پورٹیبل اسٹئیرز رکھی گئی تھیں .ایسا ہی ایک سسٹم میر کے سامنے تیار کیا گیا تھا .البتہ اس پر کوئی دوسرا شکار موجود نہ تھا.

"میر "!وہ چلائی اور اٹھنے کہ کوشش کرنے لگی.

"نہیں ,اسے چھوڑ دو .اس نے کچھ نہیں کیا ".بندھے ہاتھوں کیساتھ اس کا اٹھنا محال ہونے لگا مگر وہ اٹھ کھڑی ہوئی .

"خیر تو تمہاری بھی نہیں ہے بدذات ,پنچ خاندان کی پیداوار "!نظامی لمبے لمبے سانس بھرتا مہرال کی طرف بڑھا اور اس کے جبڑے سے بھینچ کر میر کیساتھ رکھی گئی دوسری اسٹیئرز کی طرف بڑھنے لگا جس کے اوپر ایک اور رسی پھندے کی صورت لٹک رہی تھی.

"اسے چھوڑو ابھی اسی وقت ورنہ برا ہوگا نظامی ".میر کی رگیں تن گئیں .وہ اپنے سامنے مہرال کو سیڑھی چڑھتے دیکھ رہا تھا .اس کا دل ڈوبنے لگا.

"چھوڑو مجھے میں تمہارے ساتھ نہیں جاؤں گی ".مہرال نے کھڑے رہ کر احتجاج کرنے کی کوشش کی تو نظامی زبردستی اسے اوپر دھکیلنے لگا.

"تمہارا تو باپ بھی میرے اشاروں پر ناچا تھا ".نظامی اسے بالآخر اوپری زینے پر لے آیا تھا اور اب اس کے گلے میں تیارشدہ پھندہ ڈالنے لگا.

"خبردار نظامی ,مرد بنو اور مردوں سے مقابلہ کرو .اس پر اپنی طاقت آزما کر اپنی کمزوری کا اظہار مت کرو ".میر دھاڑا مگر نظامی پر کوئی اثر نہ ہوا .پھولے ہوئے نتھنوں اور لمبی سانسوں کے دوران وہ اس وقت بالکل پاگل اور سنکی لگ رہا تھا.

"یہ پھندہ نکالو میرے گلے سے ,تم مر جاؤ ظالم بھیڑیئے !تمہاری آخری سانس بھی ہولناک ہو جائے ".مہرال دل سے بدعائیں دینے کے علاوہ کچھ نہ کر پائی اور زور زور سے سر ہلا ہلا کر اپنا سر پھندے سے نکالنے کی کوشش کرنے لگی .ٹانگوں کا استعمال کرنا اس نے چھوڑ دیا کیونکہ ایک غلط قدم اب اس کی جان لینے کیلئے کافی تھا .نظامی اب گرتا پڑتا سیڑھیوں سے نیچے اتر آیا اور ان دونوں کے ایک طرف آ کھڑا ہوا.

"تم ...جو مرضی بدعا دے دو .میں اپنا بدلہ پورا کروں گا ".نظامی نے شہادت کی انگلی اٹھا کر ان دونوں پر واضح کیا.

"ک ...کیسا بدلہ؟ "اب مہرال نے بھی مزاحمت کرنا چھوڑ دی .میر اس کے بالکل سامنے کھڑا تھا اور وہ ایک دوسرے کو اس حالت میں دیکھ سکتے تھے .یہ تکلیف دہ منظر تھا .مہرال کا زخمی چہرہ دیکھ کر میر کے ہونٹ آپس میں پیوست ہو گئے تو مہرال کی آنکھوں سے آنسو پھسل گئے.

"جانتی ہو ...یہ کونسی جگہ ہے؟ یہاں میرے سمیر کو بند کیا تھا.میرے شیر کو ایک گیدڑ ڈھیر کر گیا.پتا ہے کس کیلیئے؟ ایک لومڑی کیلیئے .تم تھی وہ وجہ .تمہارے لئے "...نظامی نے لمبے لمبے سانسوں کے درمیان کانپتے ہاتھوں کیساتھ اپنی پاکٹ سے ان ہیلر نکالا اور منہ میں اسپرے کرتے ہوئے چند لمحوں کا وقفہ لیا" ,تم تھی جس کیلیئے اس نے میرے بیٹے کو قربان کیا .اسلیئے اب تمہارا وقت ہے گندی نالی کے کیڑے ".

"بکواس بند کرو اپنی ".مہرال چلائی .وہ جان گئی تھی کے اس کو کوئی نظامی نہیں بچا سکتا ,اسلیئے جی حضوری کا وقت اپنے انجام کو آن پہنچا تھا" .تمہارے ساتھ جو کچھ بھی ہوا ہے ,وہ تمہارے اپنے گناہوں کا نتیجہ ہے".

"ٹھیک ہے ,پھر اب جو تم دونوں کیساتھ ہو گا ,وہ یقیناً تمہارے کیے کا پھل ہے ".یہ کہہ کر نظامی اپنا دل مسلتے ہوئے کمرے سے باہر نکل گیا.مہرال اور میر اس وقت تنہا رہ گئے تھے . ایک دوسرے کے غم کے ساتھی شاید آخری لمحوں کے ساتھی رہ گئے تھے .مہرال کی نظر میر کی نظروں سے ملیں ,جن میں بے حد ندامت اور آنسو چھلک رہے تھے .میر نے بھینچے دل کے ساتھ سر نفی میں ہلایا.

"مجھے معاف کر دو میر ۔میں نے تمہارا بہت بڑا نقصان کر دیا ہے ".مہرال میر کے سامنے نادم سی کھڑی تھی.

"میں تمہاری حفاظت نہیں کر سکا مہرال ۔میں اپنی ذمہ داری نہیں نبھا سکا .مجھے معاف کر دینا ".میر کا لہجہ بھیگا .مہرال بس یہاں تک ہی برداشت کر سکتی تھی .اسلئے سسکی لبوں سے بے ساختہ ہوئی.

"میں تم دونوں کی مشکل آسان کرنے آیا ہوں .چلو جو بھی آخری بات کہنی ہے جلدی کر لو .کیونکہ نہ تو تمہاری مدد کو کوئی آنے والا ہے ,نہ ہی تمہاری میت پہ ".نظامی پھر سے اس کمرے میں داخل ہوا .وہ دونوں اسے دیکھ نہیں سکتے تھے مگر کن اکھیوں کیساتھ انہیں محسوس ہو رہا تھا کے اس کے ہاتھ میں راڈ نما کوئی شے ہے .ایک بار پھر ہیزل آنکھیں سبز آنکھوں سے ٹکرائیں .اس بار دونوں پانی سے بھری تھیں .دونوں میں واضح درد تھا .محبت دونوں میں نمایاں تھی.

"اے ابراہیم علیہ السلام کے رب "!میر کے لب ہلے اور آنکھیں بند ہوئیں .آنسو آنکھوں سے جدا ہوئے .ذہن میں زندگی فلم کی طرح گھومنے لگی.

)نانا جان آپ اتنے پیار سے کیا لکھ رہے ہیں؟

میں محبت کرنے والے کی طرف سے آئے ہوئے پیغام دوسروں میں بانٹنے کی تیاری کر رہا ہوں(.

"اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم بن عبداللہ کے مالک "!مہرال کی آنکھیں بند ہوئیں تو میر کے پیچھے اس نے بھی باآواز بلند دہرایا .دو موتی اس کی پلکوں سے ٹوٹ کر جدا ہوئے.

)ناپاک روح کا پہلے آسمان میں داخل ہونا تب ہی ممکن ہے جب ایک اونٹ سوئی کے سوراخ سے گزر جائے گا(.

"آپ نے مجھے بہترین دین میں داخل کیا اور مجھے بہترین نعمتوں سے نوازا ".میر کے اردگرد تمام عزیز اکٹھے ہو کر اسے ہاتھ ہلاتے ہوئے الوداع کرنے لگے.

)انسان تو قادر کے قاف کے ایک نقطے پر بھی قدرت نہیں رکھتا .اگر قادر نہ چاہے تو انسان کی اتنی بھی قدرت نہیں ہے کہ وہ اپنا اگلا سانس بھی لے سکے(.

"آپ نے مجھے اپنی ڈور تھمائی اور مجھے میری آزمائشوں میں سپورٹ کیا ".مہرال کی آواز لڑکھڑائی .مزید بولنا اور سوچنا اس کیلئے مشکل ہو چلا تھا .میر نے آنکھیں کھولیں.

"لیکن میں اچھا بندہ بننے میں ہار گیا اللہ تعالیٰ .میں واپس لوٹنے کو ہوں .مجھے قبول کر لیجیۓ گا .مجھے نہ دھتکار کر مجھے اپنے ہاں تذلیل سے بچا لیجیۓ گا .اے رحمٰن ,آپ رحم کا معاملہ کیجیۓ

گا ".میر نے لب بھینچ لئے اور نظریں مہرال پر مرکوز کر لیں .یہ آخری چند لمحے تھے .وہ خود کو اور اپنی بیوی کو اللّٰہ کے ہاں سونپ رہا تھا.

"میں ڈور تھام کر چلنے لگتی تو گر جاتی تھی .مگر میری محبت آپ سے مسلسل تھی .آپ میرے لئے اپنے آسمان کے دروازے کھول دیں اللّٰہ تعالیٰ .دھتکارے جانے سے مہرال ڈرتی ہے .مہرال آپ سے بہت محبت کرتی ہے اور آپکو ایک واحد رب مانتی ہے .مہرال آپ کے ہاں آ رہی ہے اللّٰہ تعالیٰ مگر مجھے اس بات کا غم ہے کے مجھے ہدایت کی زندگی بہت کم نصیب ہوئی ہے ".وہ ہچکیاں بھرنے لگی مگر وزنی آواز کیساتھ اس نے بولنا جاری رکھا " .مگر میں نے آپکو ہمیشہ معاف کرنے والا مہربان پایا ہے, آپ مہربانی کا معاملہ کیجئے گا".

"تمہیں کھونے کا ڈر تھا .زندگی کے ساتھ یہ ڈر بھی ختم ہونے والا ہے ".میر حسرت بھری نظروں سے اسے دیکھتا آنسو تھامنے کی ناکام کوشش کرنے لگا.

"تمہیں میں نے بہت محبت کی ہے میر .میرے پاس اس سے زیادہ الفاظ نہیں ہیں .اللّٰہ ہمارے ساتھ رحم کا معاملہ کریں ".مہرال سسکیوں کے دوران بولنے پر مجبور تھی .وقت مختصر تھا.

"دیکھا تم نے ,کیسا لگتا ہے اپنے پیارے کو ایسے لرزتا تڑپتا دیکھنا .ایسے ہی انہوں نے میرے بیٹے کی ویڈیو بنا کر مجھے دکھائی تھی .تاکہ وہ کمینہ مجھے ایذا دے سکے .اب دیکھنا ,ایک دوسرے کے سامنے تم دونوں جان دو گے تو تکلیف اور بڑھ جائے گی ".یہ کہہ کر نظامی آگے بڑھا اور میر کے نیچے والے زینوں کے ساتھ لگے پہیوں کے اسٹاپرز پر زور زور سے راڈ مارنے لگا .ایک جھٹکے کے ساتھ اسٹاپر ہٹ گیا .ایسا اس نے باقی تینوں اطراف میں بھی کیا.

"چھوڑو اسے ,مت مارو .نظامی جان لینا تمہارے ذمے نہیں ہے ,ایسا مت کرو ".مہرال چلائی .

میر کا حلق خشک ہونے لگا .بند آنکھوں کیساتھ اس کی زبان پر ذکر جاری تھا .جانتا تھا واویلا کرنے سے مدد نہیں آئے گی.

"ابھی بھی وقت ہے نظامی چھوڑ دو اسے .تمہیں کچھ نہیں ملے گا ایسا کر کے خدارا اسے چھوڑ دو ".مہرال گڑگڑائی .نظامی کی کمینی مسکراہٹ گہری ہوئی .

"نہیں ...نہیں تم ایسا مت کرو نظامی تمہیں اللّٰہ کا واسطہ ہے اسے مت مارو .تمہیں میں معاف نہیں کروں گی .اسے چھوڑ دو خدارا اسے چھوڑ دو ".نظامی نے زینے ہٹانے کیلئے اس پر ہاتھ رکھا تو مہرال تڑپ اٹھی .اس کی جان حلق میں آگئی .مگر ...نظامی زینے کو دھکا دے

چکا تھا اور ایک ہی دفعہ میں زینے پیچھے کو پھسل گئے .ایک ہچکی کی آواز کیساتھ پھندا میر کی گردن میں دھنس گیا اور پیر ہوا میں معلق رہ گئے.

"میر "!مہرال کی چیخ سارے میں گونجی .وہ حلق کے بل چلائی .میر کا وجود ہوا میں مچھلی کی طرح تڑپنے لگا .نظامی دور ہٹ کر یہ نظارہ دیکھنے لگا اور چہرے پر مسکراہٹ سجا لی.

"نظامی اسے پکڑو .اسے تکلیف ہو رہی ہے .وہ مر جائے گا پلیز اسے بچا لو .نظامی میرے میر کو بچا لو وہ سانس نہیں لے پا رہا .میر ...میر "!...مہرال کو کہیں سے مدد آتی نہ دکھائی دی تو وہ نظامی کی منتیں کرنے لگی .مگر نظامی جانتا تھا ,مزید یہ چند لمحوں کا کھیل تھا...

"نظامی اسے روک لو وہ چلا جائے گا پلیز اسے مت جانے دو وہ تکلیف میں ہے ".مہرال نے منت کرنا نہ چھوڑی اور اپنا آپ چھڑوانے کی بھرپور کوشش کی .مگر بے سود .میر اپنی آخری سانسیں گننے کو تھا جب گولی کی آواز بند کمرے میں گونجی اور میر کا ہوا میں تڑپتا جسم زمین پر آ گرا.

"یہ کیا کیا ہے تم نے؟ یہاں کیا کر رہی ہو؟ "گولی کی آواز سن کر نظامی پلٹا تو اسکے پیچھے مہک ہینڈ گن ہاتھ میں تھامے کھڑی تھی .نظامی اس کی طرف بڑھ کر برہم ہوا .مہرال کی

نظریں میر کے نیم بیہوش وجود پر پڑیں جس میں اب مدھم حرکت رہ گئی تھی .وہ خود کو چھڑوانے کی کوشش کرنے لگی.

"شرم آتی ہے مجھے آپکو اپنا باپ کہتے .آج اگر میں لاؤنج میں ٹی وی اسکرین پر میر کو اس جگہ لٹکا ہوا نہ دیکھتی تو آپ تو کب کے اسے مار چکے ہوتے ".وہ غصے سے دھاڑی.

"جاؤ یہاں سے مہک میرا کام مت بگاڑو ".نظامی نے آگے بڑھ کر ممکنہ حد تک لہجہ نرم رکھتے ہوئے کہا.

"آگے مت آیئے گا ورنہ یہیں شوٹ کر دوں گی ".وہ غرائی.

"تم جانتی ہو کیا کہہ رہی ہو؟ اپنے باپ کے بارے میں جس نے تمہاری محبت پر اپنی ساری زندگی لٹا دی؟ "وہ شاکڈ رہ گیا اور ایک بار پھر اس کا تنفس پھول گیا.

"سچ کہہ رہی ہوں .آپ کسی سے محبت نہیں کرتے .آپ کو صرف خود سے محبت ہے .آپ انتہائی خود پسند انسان نکلے جو اپنی اتنے سالوں کی محبت کو کھا گئے .جس نے اپنی سوتیلی بیٹی کو ہمیشہ ظلم کا شکار رکھا .آج آپ میری محبت کا قتل کرنے چلے ہیں .کل آپ میرا بھی قتل کریں گے ".مہک نے ایک ایک حرف چبا کر کہا.

"جاؤ یہاں سے .اگر تم ان دونوں کو بچانے آئی ہو تو یہ ہر صورت مریں گے ".نظامی نے آگے بڑھ کر مہک کو وہاں سے ہٹانا چاہا مگر مہک گولی چلا چکی تھی .تیز آواز نے مہرال کی حرکت کو جامد ہونے پر مجبور کر دیا .زوردار آواز کیساتھ گولی نظامی کا دایاں کندھا چیر گئی جو ضبط کی آہ بھرتا بے یقین نظروں سے مہک کو دیکھنے لگا.

"ک...کیوں؟ "نظامی ایک جھٹکا کھا کر پیچھے ہوا اور مہک سے شاکڈ سا اسکا سبب پوچھنے لگا.

"یہ مام کو مارنے کیلئے ".مہک نے جتایا تو نظامی آنکھیں پھاڑے اس کی ہمت پر حیران ہوا .

"پولیس آ رہی ہے ڈیڈ .مگر ایسا کرنے سے میں آپ کو میر کو نقصان پہنچانے کا ایک اور موقع نہیں دے سکتی .جو خوف و ہراس آپ نے میری زندگی میں پھیلا دیا ہے میں اسے نئ زندگی نہیں دے سکتی اسلئے "...

"رک جاؤ "...نظامی نے اسے روکنا چاہا مگر دیر ہو چکی تھی .مہک نے ایک اور گولی چلا دی . اب کی بار گولی نظامی کے سینے کو چیر گئی .نظامی کا وجود زمین بوس ہو گیا اور مہک تیز قدموں کیساتھ میر کی طرف بڑھ گئی جو نیم وا آنکھوں کے ساتھ ہوش سے بیگانہ تھا.

"مہک ...مجھے کھولو ,جلدی کرو میر کو اسپتال لے جانا ہے ".اس وقت مہرال اور کچھ بھی سوچنے کی حالت میں نہیں تھی اس لئے فوراً مہک کو اسے اسپتال لے جانے کا کہنے لگی.

"نہیں, میں وہاں تک نہیں جا سکوں گی .اس کیلئے میں نے پولیس کو انفارم کر دیا ہے مہر. جب ...جب میر ہوش میں آئے گا نا, تو اسے بتانا کے یہ سب مہک نے اس کیلئے کیا ہے. مہک اس کیلئے اپنا سب کچھ قربان کر گئی ہے". یہ کہہ کر مہک نے گن دوبارہ لوڈ کی.

"ک ...کیا مطلب, یہ کیا کہہ رہی ہو ...رکو ایسا کچھ مت کرنا مہک بے وقوف مت ...مہک"! مہرال ابھی اسے روک بھی نہ پائی تھی جب...

"ٹھاہ"!

"کیا تمہیں لمبے لمبے فرشتے آسمانوں سے اترتے دکھائی دیئے تھے؟"میر کو کافی دیر پہلے ہوش آ چکی تھی .اب اس کے ڈسچارج ہونے کا وقت تھا اور میر اب بالکل ٹھیک محسوس کر رہا تھا .اس وقت پرائیویٹ ہاسپٹل کے اس روم میں مہرال اور عبداللّٰہ کے علاوہ باقی سب لوگ موجود تھے .میر کی نظریں وقتاً فوقتاً اسی کی متلاشی تھیں .مگر کوئی بھی اس کے بارے میں نہیں بتا رہا تھا .جب وہ ہوش میں آیا تھا تب صرف ایک جھلک اسے دیکھ پایا تھا .اس کے بعد سے اب تک وہ کہیں غائب تھی .اسلئے زینب مسلسل اسکا سر کھانے میں مگن تھی.

"بری بات ہے زینب. ابھی بھائی ٹھیک بھی نہیں ہوا اور فضول باتیں شروع کر دی ہیں".

فرح بیگم نے ٹوکا تو میر زینب کی طرف آنکھ مار کر مسکرایا. زینب نے منہ پھلایا.

"یہ کوئی چیف گیسٹ ہے جو زینب اس سے ایسی بات نہیں کر سکتی؟ ذرا سی اٹینشن لینے کا موقع ملا نہیں اور ناٹک شروع ہو جاتا ہے. لائم لائیٹ سیکر"! جبرئیل نے زینب کو سپورٹ کیا تو زینب دور سے ہی جبرئیل کی بلائیں لینے لگی.

"اسلام و علیکم"! دروازہ کھل کر بند ہونے کی آواز نے سب کو پیچھے مڑ کر دیکھنے پر مجبور کر دیا تو مہرال نے نروس ہوتے ہوئے سلام کہہ ڈالا. میر کی نظریں بھی اس پر ٹک گئیں. دل کو ایک ڈھارس بندھی.

"وعلیکم اسلام, کہاں تھی تم مہرو؟" ضامی اپنی جگہ سے اٹھ کر مہرال کی طرف بڑھا.

"پولیس اسٹیشن گئی تھی. میر ٹھیک ہے کیا؟" مہرال بیڈ کی طرف چلتی ہوئی آئی تو عبداللہ بھی کمرے میں داخل ہوا.

"میں ٹھیک ہوں. تم پولیس اسٹیشن کیوں گئی تھی؟" میر فکرمند ہوا تو زینب نے حجاب کو کہنی ماری جس پر وہ بمشکل اپنی ہنسی پر قابو رکھ پائی.

آج صبح ہی نظامی کے خلاف اسمگلنگ ثابت ہونے پر آریسٹ وارنٹ جاری کر دیئے گئے تھے .اس کے بعد جو حادثہ ہوا اس میں ہم دونوں کیساتھ مہک موجود تھی .مہک اور نظامی اس وقت آئی سی یو میں ہیں ,اسلئے مجھے بیان دینے کیلئے طلب کیا گیا تھا .شاید کل تمہیں بھی جانا پڑے ".مہرال کے لہجے سے تھکاوٹ صاف ظاہر تھی.

"ڈاکٹرز نے میر کو ڈسچارج کر دیا ہے .میرے خیال سے اب ہم سب کو گھر جانا چاہیئے ".

فرح بیگم نے اس بات کو سمیٹنا چاہا.

"میرے خیال سے یہ بہتر ہے .بچوں کو ریسٹ کی ضرورت ہے ".ضامی نے فرح بیگم کے بات میں رضامندی ظاہر کی اور عبداللّٰہ سے باقی کی فارمیلیٹیز دیکھنے کا کہا جو اثبات میں سر ہلاتا وہاں سے نکل گیا .مہرال میر کی طرف دیکھ کر مسکرانے لگی .نقاب میں بھی وہ اسکا مسکراتا چہرہ محسوس کر سکتا تھا اسلئے وہ خود بھی مسکرا دیا .آخرکار مشکل وقت ٹل گیا تھا . خوشیوں نے ان کے آنگن میں دستک دی تھی.

"کیا ہم صرف ایک اور دن نہیں رک سکتے جے بی؟ "حجاب نے منہ بسورتے ہوئے جبرئیل کو دیکھا جو فی الوقت اپنے بیڈ پر نیم دراز لیپ ٹاپ میں مصروف تھا. حجاب بھی اس کے پاس بیڈ کے کنارے بیٹھ گئی.

ہم ایک لمحہ بھی زیادہ نہیں رک سکتے حجاب ". جبرئیل نے لیپ ٹاپ سے نظریں ہٹائے بنا کہا.

"کیوں نہیں رک سکتے؟ عمرہ کرنے تو ہم اگلے ہفتے جا رہے ہیں نا. پھر اس سے پہلے کا وقت ہم یہاں کیوں نہیں رہ سکتے؟ ابھی تو مہرال آئی ہے. مجھے فیملی میں رہنے کا موقع ملا ہے. آپ ابھی سے مجھے ان سے الگ رکھنے لگے ہیں ". حجاب کا دل بجھ گیا. جبرئیل اس کی بات پر مسکرایا. اپنا لیپ ٹاپ بند کر کے اس نے سائیڈ ٹیبل پر رکھا اور اب بیڈ پر سیدھے ہو کر بیٹھ کے پوری توجہ سے اسے سننے لگا.

"تمہیں یہاں رہنا اچھا لگا؟ "جبرئیل نے اپنی ٹھوڑی کے نیچے ہاتھ رکھتے ہوئے استفسار کیا.

"مجھے یہاں رہنا بہت اچھا لگ رہا ہے جے بی. یہاں کے لوگ اچھے ہیں, کھرے اور سچے. تم مجھے اتنی جلدی مت لے جاؤ ". حجاب نے التجائی انداز میں کہا.

"تم جانتی ہو حجاب ,مجھے کتنا کام سمیٹنا ہے وہاں . عمرے سے واپسی پر ہم ملنے آئیں گے نا ".

جبرئیل نے اسے دلاسا دینا چاہا.

"وہ بھی بس دو دن کیلیئے .پھر ہم امریکہ جا رہے ہیں اور بہت کم و بیش ملنے آیا کریں گے ".

حجاب نے خفا ہو کر ہاتھ سینے پر باندھے اور اپنا رخ بدلا.

"اور ہم وہاں جا کر زینب کو اپنے پاس بلا لیں گے .ماما بھی مہرال کو اسکول سونپ کر آدھا وقت ہمارے پاس اور آدھا وقت میر کے پاس گزارا کریں گی .دیکھو حساب برابر ہو جائے گا .بس تھوڑا صبر سے کام لینا ہو گا ".جبرئیل نے صبر کیساتھ ہی اس کے سامنے چٹکی بجائی .

"آپکو یقین ہے کے ہمارا یہاں سے موو کر جانے کا فیصلہ بالکل درست ہے؟ "حجاب ابھی بھی تذبذب کا شکار لگتی تھی.

"کیوں نہیں؟ یہاں میری ڈگری مکمل ہوتے ہی وہاں میری اسکالرشپ اپروو ہو جائے گی . پھر میری اچھی جاب کیساتھ تم بھی وہاں ان لوگوں کو قرآن کی تعلیم دے سکو گی جنہیں وہاں ضرورت ہوتی ہے ".اس نے حجاب کو سمجھانا چاہا.

"آپ کہتے ہیں تو ...ٹھیک ہے اور ویسے بھی آپ ساتھ "...حجاب نے کہنا چاہا.

"نہیں ,اگر تم ساتھ ہو گی تو یہ فیصلہ بہترین ثابت ہو گا .تم میرا ہر گھڑی میں ساتھ دو گی تو راستے آسان ہو جائیں گے .دو گی نا؟ "جبرئیل نے اس کے سامنے بڑے مان سے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا .یہ مان وہ اپنے اندر تک اترتا محسوس کر سکتی تھی.

"زندگی کے ہر اتار چڑھاؤ میں آپ کا حصہ رہوں گی ".اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ پر رکھتے ہوئے اسکا دل طمانیت اور شکر سے بھر گیا.

"میں تمہیں ایسا ہی دیکھنا چاہوں گا ".اس کے ہاتھ کی پشت پر اپنے دوسرے ہاتھ سے دباؤ ڈالتے ہوئے اس نے تحفظ کا احساس بھی دلایا.

"کیا اب ہم رک سکتے ہیں؟ "جبرئیل کو اچھے موڈ میں دیکھتے ہی اس نے اپنی بڑی کالی آنکھیں معصومیت سے پٹپٹائیں جس پر جبرئیل کو ہنسی آ گئی .اس کی یہی معصوم ادائیں اسکو بہت بھانے لگی تھیں.

"میرے جواب میں اگر کوئی لچک آ سکتی تو میں تمہیں ایک پل کو بھی نہ ترساتا .معاملہ بے لچک ہے حجاب اور تمہارا شوہر بے بس ".جبرئیل نے اپنی بے بسی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کندھے اچکائے.

"ٹھیک ہے ,پھر مجھے ابھی آئسکریم کھلانے لے جائیں ".اس نے ایک اور فرمائش کی تو وہ جو لیپ ٹاپ کی طرف ہاتھ بڑھا رہا تھا اپنے ہاتھ واپس کھینچ لئے .وہ مسکرایا ,کیونکہ وہ سمجھ گیا تھا کے اس کی مصروفیت میں حجاب بور ہو رہی تھی .ایک نظر وال کلاک پر ڈالی جو بارہ بجا رہی تھی تو ساری مسکراہٹ سمٹ گئی.

"کم ازکم فرمائش تو اپنی پیش کرتی .میں گاڑی میں انتظار کر رہا ہوں تم دونوں کا ".جبرئیل نے سر جھٹکا اور اٹھ کر باہر نکل گیا .جبکہ حجاب شاکڈ رہ گئی .فوراً سے فون پر نمبر ملایا اور کان سے لگا کر گویا ہوئی.

"انہیں کیسے پتا چلا کے آئسکریم کی فرمائش تمہاری تھی؟ "آنکھیں پھاڑے وہ زینب سے پوچھنے لگی.

"تم آم کھاؤ گھٹلیاں بعد میں اکٹھی کر لینا ". کہہ کر زینب نے فون بند کر دیا .حجاب فون کی طرف دیکھ کر ہی رہ گئی.

"تم لوگوں میں بات کا سیدھا جواب دینے کا رواج نہیں ہے کیا؟ "وہ جانتی تھی کے زینب فون بند کر چکی ہے مگر وہ پھر بھی غصے میں کہہ گئی اور پیر پٹختی کمرے سے باہر نکل گئی.

"تمہیں مس کروں گی حجاب ".مہرال سمیت پوری فیملی جبرئیل اور حجاب کو رخصت کرنے کیلئے گیٹ کے پاس کھڑے تھے .مہرال نے فرح بیگم کی طرح بڑی چادر سے خود کو ڈھانپ رکھا تھا اور ایک پلو سے نقاب کر کے پن لگا رکھی تھی.

"بہت کم وقت میں آپ مجھے بہت زیادہ اچھی لگی ہیں .آپ سے دوبارہ جلدی ملنے کی خواہشمند ہوں ".حجاب کے چہرے پر خوبصورت مسکراہٹ تھی .بلاشبہ وہ معصومیت سے بھرپور تھی.

"یہ کیا ہے؟ "مہرال نے حجاب کے ہاتھ میں پکڑے پودے کی طرف اشارہ کیا جو ایک مگ میں لگایا گیا تھا.

"یہ مجھے زینی نے میرے نکاح پر دیا ہے .یہ آئیڈیا اس کی دوست کا تھا ".حجاب نے مہرال کی طرف مگ بڑھایا جو مہرال کو بہت اچھا لگا.

"تم اسے اپنے ساتھ لئے کیوں گھوم رہی ہو؟ "مہرال نے مسکراہٹ دبانے کی خاطر پوچھا.

"ابھی یہ حساس ہے .اسے وقتاً فوقتاً کیئر کی ضرورت ہے .میں اور جے بی مل کر اسکی کیئر کر رہے ہیں .جب یہ تھوڑا مضبوط ہو جائے گا تو ہم اسے بڑی جگہ پر شفٹ کر دیں گے .اس

کی جڑیں مضبوط ہو جائیں گی تو یہ اور بھی خوبصورت نظر آنے لگے گا ".بظاہر پودے کی بات کرتی حجاب نے اپنے اور جبرئیل کے رشتے کی وضاحت کر ڈالی.

"یہ واقعی بہت خوبصورت ہے .اللہ تعالیٰ اسے حاسدین اور بری نظر سے بچائیں ".مہرال نے بھی گہرے انداز میں ان کے اس رشتے کو دعا دی تو وہ کِھل اٹھی.

"اللہ تعالیٰ تمہیں تقویٰ کا توشہ عطا کریں ,تمہارے گناہ معاف کریں اور جہاں کہیں بھی تم ہو ,تمہارے لئے خیر کو آسان کر دیں ".جبرئیل نے فرح بیگم کے آگے سر جھکایا تو انہوں نے جبرئیل کو سفر کیلئے خوبصورت دعا دے ڈالی .

"آمین ,آپ اسی طرح دعاؤں میں یاد رکھیے گا ".فرح بیگم کے ہاتھ کی پشت کا بوسہ لیتے ہوئے جبرئیل میر کی طرف بڑھ گیا .اسے ڈر تھا کے وہ دو پل مزید ان کے سامنے رکا تو وہ اپنا ضبط کھو دیں گی.

"میں تمہیں اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں ,جس کے سپرد کی ہوئی چیزیں ضائع نہیں ہوتیں ". جبرئیل کے گلے لگ کر میر نے اسے دعا دی.

"ماما کا خیال رکھنا میر .انہیں اکیلا مت ہونے دینا .میں تمہیں یہ فیملی اپنی امانت سونپ کر جا رہا ہوں .ان سب کا تحفظ تمہارے ذمہ ہے .جلد ہی میں ان دونوں کو لے جاؤں گا ".

جبرئیل نے الگ ہوتے ہوئے بھرائے ہوئے دل کے ساتھ کہا تو میر کا بھی دل دکھنے لگا.

"چل باپ مت بن .تم دونوں اپنا خیال رکھنا ".میر نے مسکراتے ہوئے جبرئیل کو جانے کی اجازت دی .جبرئیل اور حجاب بھی گاڑی میں بیٹھ کر روانہ ہو گئے .وہ دور جا رہے تھے اور فرح بیگم کی آنکھیں بھی نم ہوتی جا رہی تھیں .

"چلا گیا ہے وہ .چلیں اب اندر چلتے ہیں ".زینب انہیں اپنے ساتھ لے کر ٹی وی لاؤنج میں آ گئی.

"وہ جلدی واپس آئیں گے آنٹی .آپ پریشان مت ہوں ".مہرال فرح بیگم کے پہلو میں آ بیٹھی.

"پریشانی کیسی مہرال ,میرا بیٹا گیا ہے تو اللہ تعالیٰ نے ایک بیٹی بھی تو بھیج دی ہے .اللہ تعالیٰ نے میرے غموں میں مجھے تنہا نہیں چھوڑا .میرے پاس تم سب بھی تو ہو .میں اداس ہوں , پریشان نہیں ".انہوں نے مہرال کے سر پر اپنا دستِ شفقت رکھا.

"آپ بلاشبہ بہترین انسان اور بہترین ماں ہیں". مہرال کے ترسے ہوئے دل کو سکون آنے لگا.

"میرا رب نجانے کیوں ہمارے بہت رازوں کے پردے رکھ کر ہماری عزت بڑھائے رکھتا ہے .جب لوگ ہماری ایسی تعریف کرتے ہیں تو دل ندامت میں اپنے رب کا مشکور ہوتا ہے کے اللّٰہ نے ہمیں ڈھانپ رکھا ہے". فرح بیگم نے پر شفیق لہجے میں کہا تو مہرال متاثر ہوئی.

"اگر ایسے باتوں میں مگن رہو گی تو ضامی انکل فلائیٹ لے کے چلے جائیں گے اور تم مل بھی نہیں پاؤ گی". میر موبائل پر وقت دیکھتا مہرال کو اٹھنے کیلئے کہنے لگا.

"میرے اللّٰہ ,میں کیسے بھول گئ کے ڈیڈ ایئرپورٹ پر انتظار کر رہے ہیں". مہرال چونکی اور فوراً اٹھ کر اپنا نقاب درست کرنے لگی.

"مقابل نظامی ہوتا تو کبھی نہ بھولتی". میر نے شرارتاً چوٹ کی.

"خیر اب اسکا شکار میں اکیلی نہیں رہی. تمہاری بھی کچھ کم خدمت نہیں کی اس نے". مہرال نے فوراً بدلہ اتارا.

"آؤچ"!میر نے مزید کچھ نہ کہنے میں عافیت جانی اور مہرال کو ساتھ لے کر لاؤنج سے باہر نکل گیا. فرح بیگم ان کے پیچھے دعائیں پڑھ کر پھونکنے لگیں.

"چیف گیسٹس کی طرح آرام سے عین وقت پر آنے پر میں اور پاپا آپکے احسان مند رہیں گے ".بہت انتظار کرنے کے بعد بالآخر مہرال ضامی اور عبداللّٰہ سے ملنے ائیرپورٹ پہنچ گئی.

"بہت لمبی زبان ہے تمہاری .شاید پورے کراچی کی زبان ادھار لے کر لاہور آئے ہو ".

مہرال نے اسکے چوڑے سینے پر مکا جڑا اور ضامی کے گلے سے لگ گئی.

"ابھی تو میں نے آزادی محسوس کرنا شروع کی تھی .آپ نے اسے سیلیبریٹ کرنے کا موقع بھی نہیں دیا ".خفا نظریں لئے وہ الگ ہوئی.

"مجھے اپنا کاروبار یہاں شفٹ کر لینے دو .پھر ہم بہت بڑی سیلیبریشن کریں گے .ویسے بھی میں تمہیں میر کے حوالے کر کے جا رہا ہوں .اسلئے مجھے سکون ہے کے اس بار میری مہرو غلط ہاتھ میں نہیں ہے ".یہ کہہ کر ضامی نے طمانیت بھری نظریں میر کی جانب پھیریں.

"آپ فکر نہ کریں انکل .یہ میری ذمہ داری ہے ".میر نے سینے پر ہاتھ رکھ کر سر کو خم دیا تو ضامی کا چہرہ مزید کھل اٹھا.

"تمہارے ان احسانوں کے بدلے میں اللّٰہ تعالیٰ تم سے راضی ہوں میرے بیٹے .مجھے خوشی ہے کے مہرال نے بہترین شخص کو چنا ہے ".ضامی نے میر کا کندھا تھپتھپایا .

"پہلے مجھے اس معاملے میں شک تھا. لیکن کیونکہ پچھلے ہفتے ہونے والے واقعہ کے بعد مجھے علم ہوا کے اگر اپنی زندگی خطرے میں ڈالنے کے باوجود آپی کے ساتھ ہیں تو آپ زندگی کے ہر موڑ میں ان کے ساتھ رہیں گے. آپ پر بھروسہ کر کے میں آپی کو آپ کے حوالے کرتا ہوں. زندگی کا نیا سفر مبارک". عبداللّٰہ نے اپنا ہاتھ آگے بڑھا کر میر سے مصافحہ کیا تو ان دونوں کے درمیان دوستی دیکھ کر مہرال خوش ہو گئی.

"اعتماد کرنے کا شکریہ. مزید اچھے تعلقات کا منتظر رہوں گا". میر نے خوشگوار انداز میں کہا تو عبداللّٰہ بھی مسکرانے لگا.

"ٹھیک ہے مہرو, ہمیں اجازت دو تم دونوں. میں جتنی جلدی ممکن ہو سکا, یہاں کاروبار شفٹ کر لوں گا". مہرال کو اپنے ساتھ لگا کر اور میر سے مصافحہ کر کے ضامی اور عبداللّٰہ روانہ ہو گئے.

"آپ کا سفر آسان رہے". کمزور لہجے میں کہتی وہ کتنی ہی دور تک جاتے ہوئے انہیں نم آنکھوں سے دیکھتی رہی. یہ تو دستور ہے, آنے والے کو جلد یا بدیر بچھڑنا ہی ہے. کس طرح بچھڑنا ہے یہ معاملہ اللّٰہ طے کرتے ہیں.

"آر یو شیور ہمیں نظامی سے ملنے دیا جائے گا". میر نے گاڑی اسپتال کے باہر روکی تو مہرال نے نروس ہوتے ہوئے میر سے پوچھا. میر کو آج صبح ہی خبر ملی تھی کے نظامی ہوش میں آچکا ہے مگر فالج کے زبردست حملے کی وجہ سے اس کا دایاں حصہ مفلوج ہو چکا ہے. اسلئے مہرال سے رہا نہیں گیا اور وہ میر سے نظامی کو ملنے کی ضد کر بیٹھی.

"ویسے تو نظامی پوری طرح پولیس کی زیرِ نگرانی ہے لیکن کیونکہ ڈی ایس پی صاحب سے میری اچھی جان پہچان ہے اسلئے انہوں نے صرف کچھ دیر کیلئے ملنے کی اجازت دے دی ہے". میر نے گاڑی سے اترتے ہوئے مہرال کو وضاحت دی.

"پانچ منٹ بھی کافی ہیں". مہرال کے لہجے میں تلخی آئی. میر ٹھٹھک کر رکا.

"کیا تمہیں واقعی لگتا ہے کے تمہیں جانا چاہیئے؟ "شاید میر اس کے اس فیصلے پر زیادہ خوش نہیں تھا.

"بالکل". مہرال اپنے ارادے سے پیچھے نہ ہٹی تو لمبی سانس بھر کر میر ریسیپشن کی طرف بڑھا اور مطلوبہ کمرے کا پتا کرتا وہ مہرال کو لے کر وہاں پہنچ گیا. دو آفیسرز وہیں دروازے کے باہر کھڑے تھے.

"اجازت نامہ دکھائیں ". ان میں سے ایک آفیسر نے اجازت نامہ طلب کیا تو میر نے فون ملا کر اس کی طرف بڑھا دیا. چند سیکنڈز کی بات کر کے اس نے فون واپس میر کو تھمایا.

"ٹھیک ہے لیکن اندر آپ میں سے کوئی ایک جا سکتا ہے ". تیتے نقوش والا آفیسر بولا.

"میں جانا چاہتی ہوں ". مہرال نے میر کے کچھ کہنے سے پہلے ہی حامی بھر لی تو آفیسر دروازہ کھول کر ایک طرف ہو گیا. مہرال کے قدم بھاری محسوس ہونے لگے . بمشکل قدم اٹھاتی وہ آہستہ آہستہ آگے بڑھنے لگی. کمرے میں داخل ہوتے ہی اس کی نظر نظامی کے مفلوج وجود پر پڑی تو اس کے لب آپس میں پیوست ہوئے.

"اٹھو نظامی ". اس کے قریب پہنچ کر مہرال نے قدرے نفرت سے کہا. وہ جو آنکھیں موندے مختلف قسم کی تاروں میں الجھا ہوا تھا, آواز پر آہستہ آہستہ آنکھیں کھولیں.

"اٹھو دیکھو کون آیا ہے ". مہرال نے ایک بار اور پکارا تو وہ آنکھیں سکیڑے مڑے ہوئے جبڑے کو ہلانے کی کوشش کرنے لگا. اس کا جبڑا کانپنے لگا. اس نے اٹھنے کی کوشش کی مگر اس کا وجود تو ہلنے پر بھی راضی نہ تھا. مہرال کو اس شخص پر شدید غصہ آیا. بچپن سے لے کر آج تک اس پر مظالم کے پہاڑ توڑنے والا آج اسے آنکھیں سکیڑ کر پہچاننے کی کوشش کر رہا ہے؟

"کیا ہوا؟ مجھے پہچانا نہیں؟ تعارف کرواؤں؟ "اپنا چہرہ اسکے چہرے کے بالکل اوپر لا کر تنفر بھرے لہجے میں گویا ہوئی۔ دل میں ٹیسیں اٹھنے لگیں۔

"بلکہ رکو، پہلے تمہیں ایک سندیسہ دینا ہے۔ پرسوں دوپہر تمہارے خاندان کا آخری فرد بھی اس دنیا سے چلا گیا۔ مہک چلی گئی ہے نظامی۔ دیکھو سب تمہارا ساتھ چھوڑ گئے۔ تم میں اتنی سکت بھی نہیں کے تم اس کی قبر تک جا سکو۔ مگر فکر نہ کرو...اس کے سارے انتظامات میں نے خود دیکھے تھے۔ اس کی تدفین میں کوئی کمی نہیں آنے دی میں نے۔ تمہارے مظالم کے باعث بھی میں نے اسے لاوارث نہیں چھوڑا نظامی "۔ آخری بات مہرال نے دانت پیستے ہوئے کہی۔ نظامی ہلنے کی بھرپور کوشش کرنے لگا۔

"سنو نظامی، میں نے تمہارے لئے ایک نظم لکھی ہے۔ وہی سنانے آئی ہوں تمہیں "۔ مہرال کے سنجیدہ چہرے پر بھرائی ہوئی دو آنکھیں اجنبی لگنے لگیں۔ نظامی مسلسل ہلنے کی کوشش کر رہا تھا، شاید مہرال سے کچھ کہنا چاہتا تھا مگر منہ سے جھاگ نکلنے کے علاوہ اس سے کچھ اور نہ بن پایا۔

"تیرے دست و پا پہ رقم سبھی
میری زخمی روح کے سبب سبھی "

)چٹاخ !بدذات ,گندی نالی کے کیڑے !تمہاری ہمت کیسے ہوئی تایا جان سے ایسے بات کرنے کی (.اس کے حلق میں کچھ اٹکا ,شاید آنسو تھے جو تکلیف دے رہے تھے.

"کی طلب کبھی جو میں نے فنا!

تھا یہ بھی تو ممکن نہیں "

)ایسی زندگی لے لیں آپ جس میں عمر بھر کے غم پروئے ہیں آپ نے ,نفرت ہوتی ہے مجھے اس زندگی سے جو جہنم سے بھی بدتر ہے (.اس کی آنکھ سے آنسو ٹپکے .نظامی اس کی طرف دیکھ کر خوفزدہ ہو رہا تھا .اسلئے اس کی حرکت کرنے کی کوشش میں کپکپاہٹ تیز ہوئی.

"میرے ستم کے سب شاہد بنے ,

کبھی قلب و روح ,اور جاں کبھی.

کچھ کہہ سکوں ,میں اڑ سکوں

بڑھ کر بلندیوں کو تھام لوں

اے قاتلِ قلب و لِساں

تو نے قید کی ,میری آزا-دی"!

)وہ مجھے امریکن یونیورسٹی سے اسکالرشپ آفر ہو رہی ہے.

شاباش جانی !کسی کو بھی پتا نہیں چلے گا کے کل رات تم نے ڈنر کی جگہ مار کھائی ہے (.وہ پل بھر کو چپ ہوئی مگر پھر باآواز رونے لگی .اس نے نظامی کے سر پر ہاتھ پھیرا .وہ خوف کے مارے نحیف آواز نکالنے لگا.

"سرِ راہ کیا مجھے جو ذلیل

رہی چپ زباں ,ٹھہری رذیل

کِیا فیصلہ تجھے دوں سزا

تجھے محاسبوں میں کروں لا کھڑا

زخم چھیڑ دوں ,دل چیر دوں

میرے زخموں سے رس کو سیپ لوں

تھا یہ بھی تو ممکن نہیں!

تھے ظلم بھی تو ازبر نہیں"

)نظامی تم اپنی اولاد کو دیکھنے کیلئے ترس جاؤ ,تم در در پہ اپنی اولاد کی خوشیاں مانگنے جاؤ ,اور ہر گھر سے دھتکار دیئے جاؤ ,لوگ تمہیں جوتے کی نوک پر رکھیں ,تم تڑپو اور موت کی

بھیک مانگو اور تمہیں موت بھی نہ آئے ,پھر تمہیں میں یاد آؤں نظامی !اور جب میں تمہیں یاد آؤں نظامی تو تمہارا ذرہ ذرہ دہائی دے مجھ پر کئے ہوئے ہر ظلم کی .تم جیتے ہوئے بھی مرو نظامی ,تمہاری موت بھی کہیں مر جائے .تم قبرستانوں میں اپنی موت کو تلاش کرو ,اور تمہاری موت کا کتبہ بھی نہ ہو ,تم ذلیل ہو جاؤ ,تم ذلیل ہو جاؤ ,تم ذلیل ہو جاؤ (.وہ نیچے بیٹھتی چلی گئی .نظامی اب ٹیڑھے ہوئے جبڑے کیساتھ باآواز رونے لگا .آنسو اس کی آنکھ سے پھسل کر کانوں کی طرف بہنے لگے.

"ہوئی رب سے پھر میں آشنا
تو پایا تم کو سراب بس
تم لگے مجھے پھر خاک بس
نہ اِس جہاں ,نہ اُس جہاں
تیری وقعت ٹھہری راکھ بس"

)میں نے اب اپنی منزل پہچان لی ہے .میری منزل اب اللہ ہی کی جانب ہے .میں ان کی رضا چاہتی ہوں .میری زندگی میں نظامی ,نکہت اور ضامی بہت پیچھے رہ گئے ہیں میر .انکا

حساب اللہ تعالیٰ لے لیں گے .مجھے اب کسی سے کچھ نہیں چاہیئے (.اپنی زندگی کے اس گنہگار کو ناقابلِ دفاع پا کر وہ غمگین تھی .اس وقت اس پر ظلم ڈھانے والا ترحم آمیز حالت کی پڑا تھا .اس نے نظامی کا ہاتھ پرے جھٹکا .وہ بےبس تھی .اس وقت اس سے بدلا نہیں لے سکتی تھی .یہ بات اسے تکلیف دے رہی تھی.

"پھر کر کہ میں نے فیصلہ
تجھے رب کے حوالے کر دیا
تجھے معاف کر, قلب صاف کر
تیرا معاملہ ,سرِ حشر رکھ
دست و پا پہ تھے جو رقم کبھی
میری زخمی روح کے سبب سبھی ".آنسو پونچھتی وہ اٹھ کھڑی ہوئی .اس بات پر نظامی کا لرزتا ہوا وجود بھی تھما .وہ اس کیساتھ کچھ برا نہیں کرنے والی تھی .وہ اسے مارنے نہیں والی تھی . وہ نقصان پہنچانے نہیں آئی تھی .اس بات نے ہی نظامی کی کپکپاہٹ پر قابو پا لیا.

"یہ ملاقات میں تم سے آخری بار کرنے آئی ہوں نظامی .خوف کھاؤ کے تمہارا معاملہ میں اللہ کے سپرد کرتی ہوں .اگر تم دفاع کی حالت میں ہوتے تو تب بھی یہ معاملہ میں اللہ کے سپرد کرتی کیونکہ ...تم نہیں جانتے ,مگر میں جانتی ہوں کے وہ تم برداشت نہیں کر پاؤ گے ".

نظامی نا سمجھ میں آنے والی آوازوں سے مہرال سے کچھ کہنا چاہتا تھا مگر وہ دکھ اور تکلیف کے باعث وہاں سے مڑ آئی .وہ اس شخص سے مزید کوئی واسطہ نہیں رکھنا چاہتی تھی جس نے اس کو بکھیر کر رکھ دیا تھا .عجیب و غریب آوازوں کے دوران نظامی اسے پیچھے آوازیں دیتا رہ گیا مگر وہ سنی ان سنی کر کے وہاں سے چلی آئی.

خوبصورت نیوی بلیو شارٹ شرٹ کے ساتھ ہم رنگ اسٹریٹ پینٹس پہنے وہ کھلے بال سیدھے کمر پر گرائے مغرب کے بعد ٹیرس پر آئی تھی .ٹھنڈی ہوا میں لمبی سانس بھر کر اس نے اس لمحے کا خوب لطف اٹھایا.

"جو لڑکیاں رات کو بال کھول کر چھت پر جاتی ہیں ,جن انکا پیچھا کرنے لگتے ہیں؟ "کالی سویٹ پینٹس پر کالی ہی ٹی شرٹ پہنے میر نے اس کے قریب آ کر سرگوشی کی تو اس نے فوراً آنکھیں کھول دیں.

"اوہ !تو پہلے جن تم ہو؟ "مہرال نے بنا اثر لئے مزاق اسی پر ڈال دیا.

"جن اتنے حسین نہیں ہوا کرتے ".میر نے اپنے بالوں میں انگلیاں چلاتے ہوئے کہا تو وہ مہرال کو واقعی بہت خوبصورت لگا .اس نے مسکراہٹ دبائی.

"مگر تم تو پھر بھی پیچھے پڑ گئے ہو ".مہرال رخ پھیر کر واک کرنے لگی تو میر بھی اس کے ساتھ آ ملا.

"کیا ایسا کرنا تمہیں برا لگا ہے؟ "میر کا لہجہ اسے حساس لگا تو وہ فوراً اپنی جگہ پر رک کر میر کو دیکھنے لگی .میر کو بھی رکنا پڑا.

"تم میرے ساتھ محتاط انداز میں بات کیوں کرتے ہو؟ "مہرال کو اس شخص پر حیرت ہوئی.

"مجھے ڈر رہتا ہے ,کہیں میری کوئی بات تمہیں ناراض نہ کر ڈالے .تمہاری ناراضگی میں افورڈ نہیں کر سکتا ".اس نے سادگی سے کندھے اچکائے .مہرال نے گہری سانس بھری.

"میں آج اس فضاء میں آزادی کی سانس لے رہی ہوں .میں خود کو ہر قسم کے خوف اور ہراس سے پاک محسوس کر رہی ہوں .میں ایک عام انسان کی طرح اپنی مرضی سے کہیں بھی آجا سکتی ہوں .مجھے چھوٹی سے چھوٹی بات پر وضاحتیں نہیں دینی .اب آئے دن میں وائیلینس کا شکار نہیں ہونے والی .میں اب کسی انسان کے حکم کی تابع نہیں ہوں .میں ...

مہرال ضامی ,آج پوری طرح آزاد ہوں .اس کے پیچھے مجھے انبیاء کے توکل کے قصے سنا کر میرا ایمان بڑھانے اور وائیلینس کے خلاف اپنی آواز اٹھانے کیلئے بڑھاوا دینے والا اور میری خوشیوں ,میری محبت کے پیچھے اور کوئی نہیں میر ,تم ہو .مجھے خاص محسوس کروانے والا اور کسی حال میں بھی اکیلا نہ چھوڑنے والا ,میر آفروز خان مجھ سے ہچکچاتا ہے کے میں کہیں ناراض نہ ہو جاؤں؟ حالانکہ میں تو تمہاری قرض دار ہوں میر .میں عمر بھر بھی تم سے بےلوث محبت نبھاؤں تو جو احسان تم مجھ پر کر چکے ہو میں اس کا مداوا نہیں کر سکتی ".مہرال اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولی تو وہ دنگ رہ گیا.

"مائی گاڈ !میں نہیں جانتا تھا کے تم اتنی ایکسپریسیو ہو ".وہ آنکھیں کھولے حیران رہ گیا.

"تم کیا چاہتے تھے کے میں ہر کسی کیلئے یہ کہتی پھروں .نہیں بھئی ,اس کے حقدار بس تم تھے .یہ الفاظ تمہاری امانت تھے ,یہ محبت میرے شوہر کی امانت تھی جو تم تک پوری کی پوری پہنچا دی گئی ہے ".یہ کہہ کر مہرال پھر سے چلنے لگی مگر میر کی دنیا وہیں ٹھہر گئی .وہ مزید بیوقوف نہیں رہی تھی .کم از کم یہ بات کوئی بیوقوف تو نہیں کہہ سکتا تھا.

"ایک اور خبر لے کر آیا تھا میں ".وہ مہرال کے پیچھے لپکا .ٹھنڈی ہوا مہرال کے بال اڑا رہی تھی جنہیں وہ کان کے پیچھے اڑستی مگر وہ پھر سے اڑنے لگتے.

"اور وہ کیا ہے؟ "مہرال نے دلچسپی کا مظاہرہ کیا.

"آج صبح نظامی کو ہارٹ اٹیک آیا تھا. ابھی کچھ دیر پہلے ہی اسکی ڈیتھ ہو گئی ہے ". میر چہرہ موڑ کر اس کے تاثرات دیکھنے لگا. وہ اپنی جگہ پر رک گئی اور آنکھیں بند کر کے گہری سانس بھری.

"تم ٹھیک ہو؟ "میر نے اس سے جھجھکتے ہوئے استفسار کیا.

"میں بالکل ٹھیک ہوں ". مہرال نے مطمئین انداز میں کہا. میر اسکے چہرے پر طمانیت دیکھ سکتا تھا.

"مجھے لگا تھا تم چاہو گی کے نظامی کے ساتھ بہت برا سلوک ہو اور یہ بھی کے اسے آسانی سے موت نہ آئے. لیکن اب لگ رہا ہے کے اس کی موت پر تمہاری ساری تکالیف کا ازالہ ہو گیا ہے ". میر الجھا.

"مومن کیلیئے دنیا میں بہترین جزا اور کافر کیلیئے دنیا میں بدترین سزا موت کے علاوہ ہو ہی نہیں سکتی. دنیاوی زندگی میں جو تکالیف آتی ہیں وہ قابلِ برداشت ہوتی ہیں اور جو قابلِ برداشت نہیں ہوتیں ان سے موت واقع ہو جاتی ہے. اسلیئے سزا کی بہترین جگہ دنیا کے بعد ہی ہے جہاں معافی بھی قبول نہیں ہو گی. میں نے بہت لوگوں کو کہتے سنا ہے کے فلاں

کیساتھ ایسا ہونا چاہیئے تھا,اس نے جرم کیا تھا,اسے بدترین سزا ملنی چاہیئے تھی .لیکن میں بتاؤں موت سے بڑھ کر کوئی سزا بدترین نہیں ہو سکتی .سوائے اس کے کہ مرنے والا مومن ہو ".مہرال نے بہت پتے کی بات کی تو میر بھی مسکرا دیا.

"تم سمجھدار ہوتی جا رہی ہو ".میر کو ماننا پڑا.

"یور ہائینیس "!مہرال نے سر کو خم دے کر کامپلیمنٹ قبول کیا.میر نے اس کے گرد نرمی سے اپنا بازو حمائل کر دیا.

"تم نے آگے کیلیئے کیا سوچا ہے؟ "میر نے اپنا چہرہ اس کی طرف موڑ کر پوچھا.

"پہلے میں نانا جان بننا چاہتی تھی ,مگر حال ہی میں مجھے معلوم ہوا ہے کے مجھے صرف محمد صلی اللّٰہ علیہ وسلم کی فالوور بننا ہے .اس سے بہترین ٹاسک میرے لئے کوئی ہو ہی نہیں سکتا .یہ زندگی مجھے ایک بار پھر تحفے میں دی گئی ہے میر .اس کا ایک بھی پل میں ضائع نہیں کروں گی .میں اسٹرگلنگ مسلمان بننا چاہتی ہوں ,جس کا ہر کام اللّٰہ کی رضا پر مبنی ہے ".مہرال نے بھی اسکی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے اپنے دل کی بات کہی تو وہ اسے دیکھ کر مسکرایا .اس لمحے کیلیئے وہ دل ہی دل میں اللّٰہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے لگا.

"بہت محفوظ نہ سہی, میں تمہیں تحفظ کا احساس دینے اور پورے قد سے کھڑا کرنے کیلئے ساتھ کھڑا رہوں گا .تم میری محبت پر یقین رکھتے ہوئے مجھے اپنا خیر خواہ قبول کرو گی؟ "سبز آنکھوں نے ہیزل آنکھوں کی طرف دیکھتے ہوئے بہت خوبصورت اجازت مانگی.

"زندگی کتنی ہی خوبصورت ہو جائے گی تمہارے ساتھ ہونے سے ".مہرال نے اپنا سر اس کے کندھے سے ٹکا دیا .چاند کی روشنی میں نہائے ہوئے ان دو ٹھہرے ہوئے نفوس کا وقت چلتا رہا مگر انکے وعدے وہیں ثبت ہو گئے اور محبت ...اس کو کہاں زوال ہے ,بشرطیکہ حدود اللّٰہ میں ہو.

--

ختم شد!